هٰذا بیان للناس وموعظۃ للمتقین ۵

آثارِ حیدری

اردو ترجمہ

از ذخیرۂ تفسیر منسوبہ بحضرت حجۃ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری علیہ السلام

مترجمہ

جناب مولوی سید شریف حسین صاحب دہلوی

مدرس سنٹرل ماڈل سکول لاہور مترجم صحیفۂ رضویہ و مودۃ القربیٰ

حسب فرمائش سید مہدی حسین ترمذی مالک امامیہ کتب خانہ لاہور

مطبوعہ مطبع مفید عام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مجید اس خدائے علیم و حکیم کو زیبا ہے جس نے انسان ضعیف البنیان کو اپنی تمام مخلوقات پر شرف عطا فرمایا۔ اور زیور علم و حکمت سے اسکو زینت بخشی اور اپنے شرایع و احکام سے اپنے رسولوں کی زبانی اسکو آگاہ کیا اور ان پر عمل کرنے اور کاربند ہونے کو اپنی خوشنودی اور اسکی نجات کا باعث قرار دیا ٭

اور قابل درود و سلام وہ فخر انبیا و رسل ہے۔ جو باعث ایجاد عالم و آدم اور ذریعہ ہدایت و نجات بنی آدم ہے یعنی محمد مصطفےٰ خاتم انبیا شفیع روز جزا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ پھر درود و سلام ہو آپکے وصی برحق خلیفہ بلا فصل امیر المومنین امام المتقین قائد غر المحجلین نفس سید المرسلین قاتل کفار و مشرکین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور انکی ذریت طیبین و طاہرین پر۔ جو حضرتؐ کے بعد ہادی و پیشوائے خلق خدا ہیں ان کا فعل عین حضرت کا فعل ہے اور ان کا قول حضرتؐ کا قول جو کوئی ان کے اقوال و افعال کی متابعت کرے وہ مومن اور جنتی ہے اور جو ان کے اقوال و افعال کی مخالفت کرے وہ بے ایمان اور جہنمی ہے ٭

بعد از حمد و نعت بندۂ حقیر سراپا تقصیر ہیچمدان سید شریف حسین ابن سید امام علی اسمٰعیلی سبزواری ساکن بھریلی سادات ضلع انبالہ۔ حضرات مومنین پر تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ زمانہ جو کہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے حصول دین کے لحاظ سے بالکل تاریکی

اور ضلالت کا زمانہ ہے حالانکہ بادشاہِ وقت کی طرف سے اس باب میں کسی قسم کی مزاحمت اور روک ٹوک نہیں ہے اور پوری آزادی حاصل ہے مگر لوگوں کے دلوں پر دنیا ایسی غالب ہو گئی ہے کہ دینیات کی تحصیل اور احکام شریعت کا سیکھنا سکھانا قریباً موقوف ہی ہو گیا ہے اور زبان عربی چونکہ آجکل کی دنیا کے مناسب حال نہیں ہے۔ اسلئے اسکی تعلیم و تعلم بالکل تنزل کی حالت میں ہے امیر ہو یا غریب سب کی توجہ اسکی طرف سے ہٹ گئی اور روز بروز ہٹتی جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں ضروری ہے کہ کتب دینی کو اُردو زبان میں لکھا جائے تاکہ دین کی اشاعت ہو اور اُردو خوان مومنین اس سے مستفید ہو سکیں۔ بنا بریں جو کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئی ہیں اکثر اُردو زبان میں ہیں چونکہ حدیث۔ تفسیر۔ علم کلام و فقہ وغیرہ کی اکثر کتابیں عربی زبان میں ہیں اور اشاعت عام کے لئے ان کا اُردو زبان میں شایع ہونا ضروری ہے اسلئے اس ناچیز کو بھی باوجود اپنی بے علمی اور کم استعدادی کے محض دینی ہمدردی کے سبب یہ خیال ہوا کہ کتاب مستطاب یعنی تفسیر قرآن منسوب بہ امام ہمام ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کو عربی سے اُردو میں ترجمہ کروں اور اسکے مطالب عالیہ سے جو علاوہ تفسیر قرآنی کے فضائل و محامد محمدؐ و آل محمدؐ اور دیگر اخلاق و آداب و احکام شرعی کو شامل ہیں۔ عام مومنین کو نفع پہنچاؤں +

چونکہ اس کتاب میں اکثر فضائل محمدؐ و آل محمدؐ خصوصاً فضائل امیر المومنین علیہ السلام مذکور ہیں اور تمام روایات کا سلسلہ اس جناب تک پہنچتا ہے اسلئے اس ترجمے کو **آثار حیدری** کے نام سے نامزد کرتا ہوں۔ **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ** وهو المستعان وعليه التكلان +
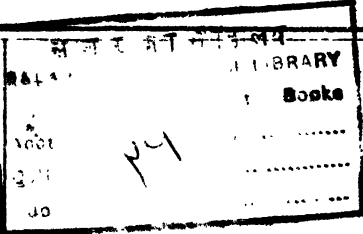
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

اما بعد محمد ابن علی بن محمد بن جعفر دقاق فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ فقیہ ابو الحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان اور شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ہم سے شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسے ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم کو ابو الحسن محمد بن قاسم مفسر و خطیب استرآبادی نے خبر دی ہے کہ مجھ سے ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابو الحسن علی بن محمد بن سیار نے کہ وہ دونو امامیہ مذہب رکھتے تھے بیان کیا کہ ہم دونو کے باپ امامیہ مذہب تھے اور ان دنوں فرقہ زیدیہ استرآباد میں سب پر غالب اور نہایت زور شور پر تھا۔ اور حسن بن زید علوی ملقب بہ داعی الی الحق امام الزیدیہ وہاں کا حاکم تھا۔ وہ اکثر اوقات زیدیوں کی باتیں سنتا اور لوگوں کو ان کے چغلی کھانے پر قتل کر ڈالتا تھا ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو ہمکو اپنی جانوں کے تلف ہونے کا خوف پیدا ہوا اور اپنے اہل و عیال سمیت امام ابو محمد حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ یعنی والد ماجد قائم آل محمدؑ عجل فرجہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچکر اپنے بال بچوں کو ایک سرائے میں اتارا۔ اور خود امام حسن عسکری علیہ السلام کے دولت سرا پر حاضر ہو کر اندر جانے کی اجازت طلب کی الغرض جب حضرتؑ کی نظر ہم پر پڑی تو ارشاد فرمایا۔ مرحبا۔ اے ہماری طرف پناہ لینے والو اور ہماری جانب التجا کرنے والو۔ بعد ازاں فرمایا کہ خدا نے تم دونو کی سعی و کوشش کو قبول فرمایا۔ اور تمہارے خوف کو

مبدل بہ امن کیا اور تمہارے دشمنوں کو تمہارے سر سے ٹال دیا۔ پھر ہم دونوں کے باپوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم دونوں اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ تمہارے جان وہاں بالکل محفوظ اور امن میں رہینگے ہم حضرتؑ کا یہ ارشاد سنکر کمال متعجب ہوئے حالانکہ حضرتؑ کی راست گوئی میں ہم کو ذرا بھی شک نہ تھا۔ اور عرض کی کہ یا امام آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ ہم اسی راہ کو طے کر کے پھر اسی شہر میں چلے جائیں جہاں سے نکل کر آئے ہیں۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہاں سے بھاگ کر آئے ہوں پھر وہیں جا رہیں حالانکہ اس شہر کا حاکم بڑی کوشش سے ہماری تلاش میں ہے اور ہمارے واسطے سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ امام عالیمقام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ان دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں انکو ایسے علم سے مستفید کروں جس کے باعث سے خدا انکو مشرف اور معزز فرمائے اور تم چغلخوروں کی چغلخوری اور بادشاہ شہر کی سزا دہی کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ خدائے بزرگ و برتر ان کو ایسا بدحال اور شکستہ بال کریگا کہ وہ تم سے اپنے باب میں اس شخص کے پاس جسکے ڈر سے تم بھاگ کر آئے ہو اپنی سفارش کرانیکے ملتجی ہونگے۔

ابو یعقوب اور ابوالحسن راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپوں نے حضرتؑ کے فرمان کو تسلیم کیا اور ہم دونو کو حضرتؑ کی خدمت میں چھوڑ خود اپنے وطن کو واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد ہم حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرتؑ ہم سے اسطرح نیکی سے پیش آتے تھے جیسے باپ دادا اور نہایت قریبی رشتہ داروں کا دستور ہوتا ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب تمکو یہ خبر پہنچے گی کہ خدائے عزوجل نے تمہارے باپوں کو شر اعدا سے بچا لیا اور ان کے دشمنوں اور بدخواہوں کو ذلیل و خوار کیا اور میرا وعدہ سچا نکلا تو میں شکرانہ الٰہی میں تم کو تفسیر قرآن سے مستفید کرونگا۔ جو بعض احادیث آل محمدؐ کو شامل ہوگی۔ اور خداوند کریم اسکے سبب سے تمہاری شان کو عظیم و بزرگ کریگا۔

جب ہم نے حضرتؑ سے یہ مژدہ سنا تو کمال شاد و فرحناک ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ تب تو ہم کو قرآن شریف کے تمام علوم اور اسکے سب معانی حاصل ہو جائینگے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہرگز نہیں

قرآن کے معانی اور تفسیر حضرات معصومین علیہم السلام [illegible]

سنو جو کچھ کہ میں تم کو سکھانا چاہتا ہوں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اتنا ہی اپنے ایک اصحاب کو تعلیم فرمایا تھا۔ وہ شخص نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ میں تو تمام علوم قرآنی کا جامع ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں اسمیں شک نہیں کہ تو خیر کثیر کا جامع ہو گیا۔ اور فضل وسیع تجھ کو حاصل ہو گیا لیکن اب بھی علوم قرآنی کا کمتر سے کمتر حصہ تجھکو حاصل ہوا ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ○ یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ لوگوں سے کہدے کہ اگر سمندر میرے خدا کے کلمات کی تحریر کر سکنے کے لئے سیاہی بنجائے تو بھی کلمات الہی کی تحریر کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جائے اگرچہ ہم اس سمندر کی ویسے ہی اور سمندر سے مدد کریں۔

پارہ ۱۶ سورہ کہف ع ۱۲

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ ○ یعنی اگر تمام زمین کے درخت قلم بنجائیں اور سمندر سیاہی ہو جائے اور سات سمندر اسکے مددگار ہوں تب بھی کلمات الہی ختم نہ ہونگے جب علوم قرآنی اور اسکے معانی اور عجائبات جو اسمیں امانت رکھے گئے ہیں اس قدر ہیں تو اب تو دیکھ کہ اس تمام قرآن سے جس قدر تو نے حاصل کیا ہے اسکی مقدار کتنی ہے۔ ہاں یہ بات ہے کہ جتنا تو نے تحصیل کیا ہے اسکے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس شخص پر فضیلت دی ہے جو تیرے برابر علم اور سمجھ نہیں رکھتا۔

پارہ ۲۱ سورہ لقمٰن ع ۳

وہ (دو نو راوی) بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی حضرت کی خدمت ہی میں تھے کہ ہمارے باپوں کی طرف سے ایک قاصد چٹھی لیکر آیا اسمیں لکھا تھا کہ حسن بن زید حاکم استرآباد نے ان زیدیوں کے چغلی کھانے پر ایک شخص کو قتل کروا ڈالا اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا اس واقعہ کے بعد تمام گرد ونواح کے شہروں سے اور زیدیوں کی تحریریں اسکے پاس پہنچیں جنمیں حسن بن زید پر بعد لعنت ملامت اور بیشمار زجر و توبیخ کے بعد یہ مضمون درج تھا کہ شخص مقتول روئے زمین کے تمام زیدیوں میں منتخب اور

سب سے افضل اور اکمل تھا اور چغلخور لوگ محض اسکی فضیلت اور ثروت کے باعث اسکی بربادی اور بیخ کنی کے درپے ہوئے جب اس علوی کو یہ حال معلوم ہوا تو ان سب کا نہایت شکر گزار اور سب چغلخوروں کے ناک اور کان کٹوانے کا حکم دیا بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کیلئے سر تسلیم خم کیا اور بعض وہاں سے بھاگ کر دوسرے ملکوں میں جارہے اور علوی نے اپنی اس حرکت ناشائستہ پر نادم و پشیمان ہوکر درگاہ الٰہی میں توبہ استغفار کی۔ اور بہت سا زر و مال راہ خدا میں تصدق کیا اور اس مقتول کا تمام مال و اسباب اسکے وارثوں کو واپس دیدیا اور چند درچند خونبہا ان کو عطا کیا اور اُن سے اسکے خون کی معافی کی درخواست کی۔ اسکے وارثوں نے کہا کہ ہم نے خونبہا تو تجھ کو معاف کیا مگر خون کا ہمکو اختیار نہیں ہے اس کا اختیار خود مقتول ہی کو ہے۔ اور اللہ حاکم ہے +

اسکے بعد اس علوی نے خدا سے عہد کیا کہ اب میں کسی شخص سے اسکے مذہب میں متعرض نہونگا اسکے سوا اس چٹھی میں یہ بھی لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے کسی معتبر کے ہاتھ اپنی چٹھی مہر کرکے ہمارے پاس بھیجی ہے کہ میں نے تم کو امان دی۔ اور تمہارا تمام مال تم کو واپس ملجائیگا اور تمہارے جملہ نقصانات کی تلافی کیجائیگی +

سو اب ہم اپنے شہر کو جارہے ہیں کہ وہاں پہنچکر اس سے وعدہ وفائی کی درخواست کریں۔ یہ سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے +

جب اس چٹھی کو آئے ہوئے دسواں دن ہوا تو پھر ہمارے باپوں کی طرف سے ایک اور چٹھی آئی اسمیں لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے سب وعدے پورے کردئے اور ہم کو امام عظیم البرکت کی صادق الوعد ملازمت کا حکم دیا +

جب امام علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے جو تفسیر قرآن کے تعلیم کرنے کا تم سے وعدہ کیا ہے اسکے پورا کرنے کا یہی وقت ہے۔ بعدازاں فرمایا کہ اب میں نے مقرر کردیا کہ ہر روز تم کو کچھ تفسیر لکھوایا کروں۔ تم کو مناسب ہے کہ ہر وقت میرے پاس موجود رہو۔

اسکی عوض میں حق تعالیٰ انکو سعادت کثیر سے بہرہ ور فرمائیگا۔ الغرض اول ہی اول جو کچھ حضرتؑ نے ہم کو لکھوایا وہ چند حدیثیں ہیں جو قرآن اور اہل قرآن کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اسکے بعد قرآن کی تفسیر لکھوائی سات برس تک ہم حضرتؑ کیخدمت بابرکت میں رہے اور حضرتؑ ہر روز کچھ تفسیر لکھواتے رہتے اور ہم لکھتے جاتے تھے پہلے پہل جو حضرتؑ نے لکھوایا اور ہمنے لکھا وہ یہ ہے

حدیث۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے باپ علیؑ ابن محمدؑ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ محمدؑ بن علیؑ نے اور ان سے انکے والد ماجد علیؑ بن موسیٰؑ نے اور آنسے انکے والد ماجد جعفر صادق ابن محمدؑ نے اور آنسے انکے والد ماجد محمد باقرؑ بن علیؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد امام زین العابدین علی بن حسینؑ نے اور اُن سے ان کے والد گرامی سید الشہدا حسینؑ بن علیؑ نے اور ان سے انکے والد ماجد امیر المومنین سید الوصیین خلیفہ رسول رب العالمین فاروق امت باب شہر حکمت وصی رسول رحمت علیؑ ابن ابیطالبؑ نے روایت کی ہے کہ رسول رب العالمین سید المرسلین قائد الغر المحجلین المخصوص باشرف الشفاعات فی یوم الدین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنیوالے رحمت خدا کے ساتھ مخصوص ہیں اور اللہ کے نور سے ملبس ہیں اور کلام اللہ کی تعلیم دینے والے اللہ کے مقرب ہیں جو اُن کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ اللہ سے دشمنی رکھتا ہے اور قرآن کے سُننے والے سے اللہ تعالیٰ دُنیا کے رنج و محنت کو دور کرتا ہے اور اسکے پڑھنے والے سے آخرت کی تکالیف کو دفع کرتا ہے۔ میں اس ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ کتاب خدا کی ایک آیت کا سُننے والا اگر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ محمدؐ جس پر یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اپنے سب اقوال میں سچا ہے اور اپنے سب افعال میں حکیم ہے اور خدا نے جو علوم قرآنی اسکے سپرد کئے ہیں وہ اس نے امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب کے سپرد کردئے ہیں نیز یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ہر امر میں اسکا پیرو اور مطیع ہے وہ اس شخص سے زیادہ اجر و ثواب پائیگا کہ جو اشرفیوں کی تھیلی راہ خدا میں تصدق کرے اور امور مذکورہ کا معتقد

نہو۔ بلکہ ایسے شخص کا صدقہ خود اسی کیلئے باعث وبال و نکال ہے اور کتاب خدا کی ایک آیت کا پڑھنے والا
اگر امور مذکورہ کا معتقد ہے وہ اس شخص سے جو عرش سے لیکر تحت الفرش تک کی سب چیزوں کا مالک
اور ان سب کو راہ خدا میں تصدق کر دے مگر امور مذکورہ کا معتقد نہو۔ افضل و اشرف ہے بلکہ یہ
تمام صدقہ اس تصدق کرنیوالے کے لئے باعث وبال ہوگا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو کیا تم کو
معلوم ہے کہ اس کے سننے والے اور پڑھنے والے کو یہ ثوابہائے عظیم کب پورے ملتے ہیں؟ اس وقت
جبکہ وہ قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہ ملائے اور نہ کچھ اسمیں سے کم کرے اور نہ اسکو اپنا ذریعہ
معاش بنائے۔ نہ ریاکاری کے طور پر پڑھے۔ نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم سے
تمسک کرنا تمپر لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ وہ شفائے نافع اور دوائے مبارک ہے۔ جو شخص اس سے
تمسک کرتا ہے وہ اس کا محافظ و نگہبان ہے اور جو کوئی اسکی متابعت کرتا ہے وہ اسکے لئے
باعث نجات ہے۔ اسمیں کسی قسم کی کجی نہیں ہے جو سیدھا کرنے کی ضرورت ہو نہ راہ حق
سے پھرا ہوا ہے کہ راہ پر لانے کی حاجت ہو اور اسکے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔ اور
کثرت استعمال اور بار بار تلاوت کرنے سے وہ کہنہ اور خستہ نہیں ہوتا اور اسمیں شک نہیں کہ
خدائے تبارک و تعالیٰ اسکی تلاوت کرنے کے صلے میں ہر حرف کے عوض دس دس نیکیوں کا
ثواب عطا فرماتا ہے اور میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی الم کو مثلاً پڑھے تو اسکو دس نیکیوں کا
ثواب ملیگا بلکہ الف کے عوض میں دس نیکیوں کا اور لام کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا اور
میم کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا*
بعد ازاں فرمایا۔ آیا تم جانتے ہو کہ قرآن سے اس قسم کا تمسک کرنیوالا کون شخص ہے جو اسکے
ساتھ تمسک کرنے کے سبب اس شرف عظیم کو حاصل کرتا ہے۔ ایسا شخص وہ ہے جو قرآن اور
اسکی تاویل کو ہم اہلبیت سے یا ہمارے وکیلوں سے جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان
واسطہ ہیں اور ہمارے احکام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اخذ کرے نہ کہ وہ شخص جو مجادلہ کرنیوالوں کی
راؤں اور قیاس کرنیوالوں کے قیاسوں سے حاصل کرے۔ جو کوئی قرآن کے معنے اپنی رائے سے

قرآن کو اہل قرآن سے حاصل کرنا چاہئے نہ کہ غیر سے۔

بیان کرے اور وہ اتفاق سے درست بھی ہوں۔ تو بھی اس نے غیر اہل سے اسکے اخذ کرنیمیں جہالت اور نادانی کی گویا اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ایسی راہ کو جسمیں درندے جانور پائے جاتے ہیں۔ بغیر محافظ کے طے کرے اگر اتفاقاً صحیح سلامت منزل پر پہنچ بھی جائے تو بھی صاحبان عقل و فضل کے نزدیک مذمت و ملامت اور زجر و توبیخ کا سزاوار ہے اور جو درندوں نے پھاڑ کھایا تو دانشمند فاضل اور بے عقل جاہل سب کے نزدیک اس کا مارا جانا اور معرض ہلاکت میں پڑنا متفق علیہ تھا اور اگر اپنی رائے سے قرآن کے معنے بیان کرنیوالا غلطی پر ہو تو اس نے اپنی جگہ جہنم میں بنائی اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طوفانی سمندر میں بغیر ملاح اور ثابت کشتی کے سفر کرے جو کوئی اسکے مرنے کی خبر سنیگا یہی کہیگا کہ وہ اسی کا سزاوار اور مستحق تھا۔

اور جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اللہ پر ایمان لانے کے بعد علم قرآن اور اسکی تاویل کے جاننے سے بہتر اور کوئی نعمت عطا نہیں فرمائی اور جس کو خدا نے اس نعمت سے کچھ حصہ عنایت کیا ہو اور وہ یہ گمان کرے کہ کسی اور شخص کو جس کو یہ نعمت مرحمت نہیں ہوئی۔ مجھ پر فضیلت دی ہے تو اس نے نعمت الٰہی کو حقیر اور ناچیز جانا اور آیہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝ (یعنی اے لوگو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کے لئے تندرستی اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آئی ہے۔ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہو کہ وہ فضل و رحمت تمہارے زر و مال سے جو تم جمع کرتے ہو بہتر ہے) کی تفسیر میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور اسکی تاویل کا علم مراد ہے اور رحمۃ سے محمدؐ اور اسکی آل اطہار کی محبت کرنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے کی توفیق دینا مقصود ہے ✤

پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات تمام ان اشیا سے جنکو لوگ جمع کرتے ہیں

بیان فضیلت و کرامت قرآن

پارہ ۱۱ سورہ یونس ع ۵

بہتر اور افضل کیونکر نہو حالانکہ وہ جنت اور اسکی نعمتوں کی قیمت ہے اور اسی سے خوشنودی خدا حاصل ہو سکتی ہے کہ جو جنت سے بھی بہتر ہے اور اسی کے سبب سے آدمی محمدؐ اور انکی آل اطہار کی حضوری میں حاضر رہنے کے قابل ہو سکتا ہے جو ہر طرح جنت سے افضل ہے کیونکہ بہشت کی سب سے اعلےٰ زینت کا باعث محمدؐ اور انکی آل اطہار ہیں ✦

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن اور اسکی تاویلات کے علم اور ہم اہلبیت کی محبت کرنے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہونیکے سبب بہت سی قوموں کو ایسا معزز اور مشرف فرمائیگا کہ وہ خیر و نیکی میں پیش رو اور رہبر ہونگے۔ امر خیر میں لوگ ان کے آثار کے پیرو ہونگے اور ان کے اعمال لوگوں کے لئے نمونہ بنیں گے اور لوگ ان کے افعال کی پیروی کرینگے اور فرشتے ان کی دوستی کے آرزومند ہونگے اور اپنے پروں سے ان کو مس کرینگے اور اپنی صلوات میں ان پر برکتیں بھیجیں گے اور ہر تر و خشک یہانتک کہ سمندر کی مچھلیاں اور اسکے کیڑے مکوڑے اور خشکی کے درندے اور چوپائے اور آسمان اور اسکے ستارے ان کیلئے استغفار کرینگے ✦

اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ قول جسکے پڑھنے کیلئے تجھ کو امر فرمایا ہے اور قرآن پڑھتے وقت اسکے تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے یعنی میں شیطان سے جو ملعون اور راندۂ درگاہ ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سب باتوں کا سننے والا اور تمام امور کا جاننے والا ہے ✦

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اسکی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ یعنے امتنع باللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان چاہتا ہوں کہ السمیع سب بدوں اور نیکوں کی باتیں اور ہر ظاہر اور پوشیدہ اقوال کو سنتا ہے۔ اور العلیم سب نیکوں اور بدکاروں کے افعال کو جانتا ہے اور ہر ایک چیز جو پہلے ہو چکی اور آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی اس کا حال اسکو معلوم ہے۔ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ شیطان رجیم سے اور شیطان وہ ہے جو ہر خیر و نیکی

سے دور ہو اور رجیم کے معنے یہ ہیں کہ وہ لعنت کے پتھروں سے سنگسار کیا گیا ہے اور ہر مقام خیر سے خارج کیا گیا ہے +

اور یہ استعاذہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلاوتِ قرآن کے وقت جسکے پڑھنے کا امر فرمایا ہے چنانچہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ ○ یعنی جب تو قرآن پڑھے تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کر کیونکہ وہ ان لوگوں پر غلبہ نہیں پا سکتا جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں بلکہ وہ صرف انہی لوگوں پر غالب ہوا کرتا ہے جو اُس (ملعون) کو دوست رکھتے ہیں اور جو خدائے واحد کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں ٭ اور جو شخص کہ آداب الٰہی اور خدائی طریقوں سے آراستہ ہو اللہ تعالیٰ اسکو فلاح دائمی تک پہنچا دیتا ہے اور جو کوئی وصیت الٰہی کو سُنے اور اسکو قبول کرے اسکو دونو جہان کی نیکی حاصل ہوتی ہے +

پارہ ۱۴ سورہ نحل ع ۱۲

اس تقریر کے بعد امام عالیمقام علیہ السلام نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمکو چند حدیثیں سُناؤں۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ جب جناب رسولِ خدا نے مدینہ طیبہ میں اپنی مسجد تعمیر کرائی اور اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف رکھا اور مہاجرین و انصار نے بھی اپنے دروازے اسی طرف کو نکال لئے تو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور انکی آل افضل کی فضیلت کا اظہار کرنا چاہا اور جبرئیل امین یہ حکم لیکر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے کہ اے مہاجر و انصار تم سب مسجد رسولؐ کی طرف سے اپنے دروازے بند کر لو۔ پیشتر اسکے کہ عذاب الٰہی تم پر نازل ہو جب یہ حکم نازل ہوا تو پہلے پہل آنحضرتؐ نے معاذ ابن جبل کی زبانی اپنے چچا عباسؓ ابن عبد المطلب کو کہلا بھیجا کہ تم اپنا دروازہ بند کر لو۔ انہوں نے کہا کہ مجھ کو فرمان خدا اور رسولؐ بسر و چشم منظور ہے اسکے بعد عباسؓ حضرت فاطمہؑ کی طرف سے گذرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ معصومہ حسنؑ و حسینؑ کو لئے اپنے دروازے پر بیٹھی ہیں یہ دیکھ کر بولے کہ اے فاطمہ تم کیسے بیٹھی ہو۔

مسجد نبوی سے جز اہلبیت رسول باقی سب کے دروازوں کا بند ہونا

جیسے شیرنی اپنے بچوں کو لئے بیٹھی ہوتی ہے کیا تم یہ گمان کرتی ہو؟ کہ رسولؐ خدا اپنے چچا کو تو مسجد سے نکال دیں اور اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو مسجد میں رہنے دیں اسی اثنا میں آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے اور اپنی پارۂ جگر سے فرمایا کہ تم کس طرح بیٹھی ہو۔ فاطمہؑ نے عرض کی کہ اے والد بزرگوار میں اس انتظار میں ہوں کہ جناب کی طرف سے میرے دروازے کے بند کرنے کا حکم کب صادر ہوتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مہاجر و انصار کو دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے رسولؐ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا۔ اور اسمیں شک نہیں کہ تم بھی جان رسولؐ ہو۔ اسکے بعد عمر بن خطاب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں حضرتؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا نہایت پسند کرتا ہوں اسلئے ایک سوراخ ادھر کی طرف رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ تاکہ اسمیں سے حضرتؐ کو دیکھا کروں۔ جناب سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ خدا کو یہ امر منظور نہیں عمر نے عرض کی کہ اگر یہ منظور نہیں تو اتنا ہی سہی کہ جس برمیں اپنا چہرہ رکھ سکوں۔ جواب ملا کہ یہ بھی منظور خدا نہیں۔ پھر اس نے ایک آنکھ کے برابر سوراخ رکھنے کی اجازت طلب کی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ بھی خداوند عالم کو منظور نہیں اور اگر تم سوئی کے برابر سوراخ رکھنے کی بھی اجازت مانگو تو ہرگز نہ ملیگی۔ اور میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ نہ تو میں نے تم کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ میں نے ان (محمدؐ و علیؑ) کو داخل کیا ہے بلکہ اللہ ہی نے انکو داخل کیا ہے اور اسی نے تمکو خارج کیا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لایا ہو مناسب اور شایاں نہیں ہے کہ اس مسجد میں حالت جنابت میں رات بسر کرے۔ مگر محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولاد اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اجازت ہے +

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین تو اس حکم کو سنکر رضامند اور خوشنود ہوئے اور منافقوں نے نہایت غیظ و غضب میں آکر ناک بھوں چڑھائی اور ایک دوسرے کے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو فضائل سے مخصوص کرتا ہے تاکہ ہم کو ان فضائل سے

خالی ہاتھ نکال دے۔ ہم کو خدا کی قسم ہے کہ اگر ہم نے اسکی زندگی میں اطاعت کی تو اسکی وفات کے بعد ضرور منکر ہو جائینگے۔ اور عبد اللہ ابن ابے انکی باتیں سُنتا تھا کبھی غضبناک ہوتا تھا اور کبھی اپنے غصے کو روکتا تھا اور اُن سے کہتا تھا کہ محمدؐ مرد خدا پرست اور عبادت گذار ہے خبردار ہرگز اس سے دشمنی نہ کرو کیونکہ جو کوئی کسی خدا پرست سے دشمنی کرتا ہے وہ عاجز اور درماندہ ہوتا ہے اور اسکی زندگی تلخ اور مکدر ہو جاتی ہے اور عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے غصے کو فرو کرے اور موقع کی تاک میں رہے۔ اسی اثنا میں مومنوں میں سے زیدؓ ابن ارقم وہاں جا نکلے اور ان سے کہنے لگے کہ اے دشمنانِ خدا آیا تم خدا کو جھٹلاتے ہو۔ اور اسکے رسولؐ برحق پر طعن کرتے ہو اور اسکے دین پر بد اندیشیاں عمل میں لاتے ہو خدا کی قسم میں تمہارا حال رسولؐ خدا سے بیان کرونگا۔ عبد اللہ ابن اُبے اور اسکے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ اے زید اگر تو ایسا کریگا تو ہم تجھکو جھٹلائینگے اور حلف اُٹھالینگے اور جب ہم ایسا کرینگے تو رسولؐ خدا ہماری تصدیق کرینگے۔ بعد ازاں تیرے برخلاف ایسی گواہی دلائینگے جو تیرے قتل یا قطع اعضا یا حد شرعی جاری کرنیکا باعث ہوگی +

الغرض زیدؓ ابن ارقم نے حاضر خدمت ہو کر آنحضرتؐ سے عبد اللہ ابن ابے اور اسکے ہمراہیوں کا تمام ماجرا بیان کیا۔ اس وقت اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل کی وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ یعنی کافروں کی اطاعت نہ کر جو اس امر میں جسکی طرف تو نے ان کو بلایا ہے کھلم کھلا تیرے منکر ہیں یعنی تو نے ان کو دعوت کی ہے کہ اللہ جل جلالہ پر ایمان لاؤ۔ اور مجھ سے اور میرے دوستوں سے دوستی رکھو اور میرے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ وَالْمُنَافِقِينَ اور اے محمدؐ تو ان منافقوں کی بھی اطاعت نہ کر جو ظاہر میں تو تیری اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں تیرے مخالف ہیں وَدَعْ أَذَاهُمْ اور انکی اذیت کو ترک کر یعنی جو تکلیف تجھ کو اور تیرے اہلبیتؑ کو ان کے بُرا کہنے سے پہنچتی ہے اس کا خیال نہ کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور اللہ پر توکل کر۔ یعنی اپنے امر نبوت کے پورا کرنے اور اپنی حجت کے قائم کرنے میں اللہ پر توکل کر۔ کیونکہ مومن وہ ہے جو حجت ایمانی کو ظاہر کرے اگرچہ دنیا میں مغلوب رہے مگر آخرت اسی کے لئے خاص کی گئی ہے اور دنیا میں رنج و محنت اُٹھانے سے مومن کی غرض

صرف یہ ہوئی ہے کہ بہشت کی ابدی نعمتوں کو حاصل کرے اور یہ بات تجھ کو اور تیری آل اطہار اور اصحاب اخیار اور تیرے شیعوں کو حاصل ہے +

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے اس امر کی طرف جو منافقوں کی طرف سے ان کو پہنچا تھا۔ کچھ التفات نہ کی اور زیدؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ان کے شر اور مکر سے محفوظ رہو تو ہر روز صبح کے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے تم کو انکے شر سے محفوظ رکھیگا اور اسمیں شک نہیں کہ وہ لوگ بمنزلہ شیطانوں کے ہیں کہ فریب دینے کی غرض سے باہمدیگر چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں اور اگر تم چاہو کہ پانی میں ڈوبنے اور آگ میں جلنے اور مال و منال کے چرائے جانے سے محفوظ رہو تو ہر روز علی الصباح اس دعا کا ورد کیا کرو۔ اور وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَنْصَرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ ○ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا يَكُوْنُ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ ○

ڈوبنے جلنے اور چوری سے بچنے کی صبح و شام کو تلاوت کرنی دعا

جو شخص اس دعا کو صبح کے وقت تین بار پڑھے۔ شام تک ڈوبنے جلنے اور چوری ہونے سے امن میں رہے اور جو کوئی شام کو تین دفعہ پڑھے وہ صبح تک ان بلاؤں سے بچا رہے۔ بعد ازاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایام حج میں باہم ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو ان کلمات کو تلاوت کرتے ہیں اور یہی طریقہ میرے شیعوں کا ہے۔ اور قائم آل محمدؐ عجل اللہ فرجہ کے ظہور کے دن میرے دوستوں اور دشمنوں میں انہی کلمات سے تمیز کی جائیگی +

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباسؓ اور دیگر صحابہ کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علیؑ کو اپنا دروازہ کھلا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ تو عباسؓ اور دیگر رشتہ داران آنحضرتؐ نے حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کی کہ علیؑ کس لئے مسجد میں سے آمد و رفت

رکھتے ہیں حضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے تم کو چاہئیے کہ اسکے حکم کو تسلیم کرو
اور جبرئیل اس باب میں خدا کی طرف سے وحی لائے ہیں۔ پھر حضرتؐ پر وہ حالت طاری ہوئی
جو نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی۔ جب اس سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اے عباسؓ۔ اے عم رسولؐ اللہ
جبرئیلؑ خدائے جلیل کی جانب سے خبر دیتے ہیں کہ علیؑ حالت تنہائی میں تجھ سے جدا نہو گا اور عالم
غربت میں تیرا انیس اور جلیس ہوگا تو بھی اسکو اپنی مسجد سے الگ مت کر۔ اے چچا اگر تم علیؑ
کو اس وقت دیکھتے جبکہ وہ میرے بستر پر لیٹا ہوا میرے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا اور اپنی
جان سے میری جان کی حفاظت کرتا تھا اور اس بات پر خوش تھا کہ وہ کافر بُری طرح اس کو
قتل کر ڈالیں تب تم کو معلوم ہوتا کہ وہ میری طرف سے کرامت اور تفضل کا اور خدا کی طرف سے
تعظیم اور بزرگی کا مستحق و سزاوار ہے چونکہ علیؑ شب ہجرت کو بستر رسولؐ اللہ پر لیٹے اور اپنی
جان کو رسولؐ خدا کی جان کی سپر بنانے میں تمام خلقت سے منفرد ہوا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی
مسجد رسولؐ میں آنے جانے میں اسکو تمام خلقت سے منفرد کیا۔ اے چچا اگر تم دیکھتے کہ خدا کے
نزدیک اسکی قدر و منزلت کس قدر عظیم ہے اور ملائکہ مقربین کے نزدیک اس کا مرتبہ کس قدر
بزرگ ہے۔ اور اعلےٰ علیین میں اسکی شان و شکوہ کس قدر جلیل ہے تو اسکی اس قدر و منزلت
کو جو تم دنیا میں دیکھ رہے ہو نہایت ہی کمتر خیال کرتے۔ اے چچا اسکی نسبت کسی بُرائی کو
ہرگز ہرگز اپنے دل میں راہ نہ دینا۔ مبادا اپنے بھائی ابو لہب کی طرح ہو جاؤ کیونکہ تم دونو
حقیقی بھائی ہو۔ اے چچا اگر تمام آسمان اور زمین کے باشندے علیؑ سے بغض رکھیں تو اللہ تعالےٰ
ان سب کو اس سے بغض رکھنے کے سبب ہلاک اور جہنم واصل کرے اور اگر تمام کفار علیؑ سے
محبت کریں تو وہ اسکی محبت کے باعث ان سب کی عاقبت نیک کرے کہ پہلے تو ان کو ایمان کی
توفیق عطا کرے۔ اور پھر اپنی رحمت سے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرمائے۔ اے چچا علیؑ
کی شان عظیم ہے اور اسکا حال جلیل اور اسکا وزن ثقیل ہے اور علیؑ کی محبت کو جس کسی کے
میزان اعمال میں رکھ کر وزن کیا جائے وہ اس شخص کے گناہوں سے زیادہ وزنی اور بھاری

نکلے گی اور اسکے بغض کو جس کسی کے میزانِ اعمال میں رکھ کر تولا جائے وہ اس شخص کی تمام نیکیوں سے وزن میں بڑھ جائیگا۔ حضرت عباسؓ نے جب اس مولائے مومنین کے یہ فضائل زبانِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنے تو عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے قبول کیا اور خوشنود و رضامند ہوا۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے چچا آسمان کی طرف نگاہ کرو جب اُنہوں نے ادھر کو نظر کی تو حضرتؐ نے اُن سے دریافت فرمایا اے چچا تم کیا دیکھ رہے ہو اُنہوں نے عرض کی کہ میں ایک صاف اور پاکیزہ آفتاب دیکھ رہا ہوں جو ایک صاف اور جلیل الشان آسمان سے طلوع ہوا ہے یہ سنکر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے عباسؓ۔ اے عم رسول اللہ علیؑ کے فضائل کو جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائے ہیں تمہارے تسلیم کرنے کی خوبی اس آفتاب سے جو اس آسمان پر موجود ہے بہتر اور احسن ہے اور جو عظیم الشان برکتیں اس تسلیم فضائل کے باعث سے تم پر نازل ہونگی وہ ان جلیل برکتوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو اس آفتاب سے نباتات اور دانوں اور پھلوں پر وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان کو پکاتی اور پرورش کرتی ہیں اور اے چچا تم کو اس ایک فضیلت علیؑ کے تسلیم کرنے کے باعث اس قدر ملائکہ مقربین نے اپنا دوست بنا لیا جن کی تعداد بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور ریگستان عالج کے ریت کے ذروں اور حیوانات کے بالوں اور نباتات کی قسموں اور بنی آدم کے قدم رکھنے اور انکے سانسوں اور لفظوں اور نظروں کی شمار سے زیادہ ہے اور وہ (ملائکہ) سب دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اپنے نبیؐ کے چچا عباسؓ پر رحمت نازل کر کہ اس نے تیرے نبیؐ برحق کی بات کو اسکے بھائی علیؑ کی فضیلت کے بارے میں تسلیم کیا۔ اور اے چچا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے تمہاری قدر و منزلت بڑھائی۔ اور اسلئے کہ تمہارا مرتبہ آسمان میں عظیم اور بزرگ ہوا ٭

قولہ عزوجل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون کہ جو رحمٰن اور رحیم ہے ٭

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ **اللہ** وہ ذات ہے جسکی طرف حاجتوں اور سختیوں کے وقت اور اس وقت جبکہ غیر خدا تمام موجودات سے امید منقطع ہو جائے اور سب اسباب و وسائل سے قطعی یاس اور ناامیدی ظہور میں آئے۔ ہر شخص رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ یعنی میں اپنے سب کاموں میں اس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت و پرستش نہیں ہے۔ اور جو دادخواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے ؛

اور ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولخدا مجھے بتلایئے **اللہ** کیا چیز ہے کیونکہ مباحثہ اور مجادلہ کرنیوالوں نے بار بار بحث کر کے مجھ کو اس باب میں حیران کر دیا ہے۔ حضرتؑ نے اس سے پوچھا اے بندۂ خدا تو کبھی کشتی میں بھی سوار ہوا ہے۔ اس نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر فرمایا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیری کشتی ٹوٹ گئی ہو اور اس وقت وہاں پر نہ تو کوئی دوسری کشتی ہو۔ جو تجھ کو ساحل نجات پر پہنچا دے اور نہ تو تیر کر اس گرداب بلا سے رہائی پا سکتا ہو۔ اس نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی ہوا ہے حضرتؑ نے فرمایا ایسے وقت میں تیرے دل میں یہ خیال بھی گذرا ہے کہ ایک چیز ایسی بھی ہے جو مجھ کو اس ورطۂ ہلاکت سے نجات دینے پر قادر ہے۔ اس شخص نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی وقوع میں آیا ہے۔ اس شخص کا یہ جواب سنکر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہی چیز **اللہ** ہے جو نجات دینے پر قادر ہے۔ جبکہ کوئی صورت نجات کی نہو اور فریادرسی کی قدرت رکھتا ہے جبکہ کوئی فریادرس نہو ؛

نیز جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی شیعہ کسی کام کے شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا کہنا ترک کر دیتا ہے اس وجہ سے خدا اس کو کسی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہو کر خدا کی شکر گذاری اور اسکی حمد و ثنا بجالائے اور اللہ اسکے صلے میں اسکے قصور کو جو ترک بسم اللہ میں اس سے سرزد ہوا تھا معاف کر دے اور عبد اللہ بن یحییٰ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے

فضائل بسم اللہ

حضرتؑ نے اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب وہ بیٹھے تو کرسی ایک طرف کو جھکی اور وہ سر کے بل زمین پر گر پڑے اور اس صدمے سے سر کی ہڈی پر سے کھال اتر گئی اور خون بہنے لگا۔ حضرتؑ نے پانی منگا کر خون دھلوایا۔ پھر فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وہ نزدیک آئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دست حق پرست اس زخم پر پھیرا جس کے درد نے انکو بیقرار اور مضطرب الحال کر رکھا تھا۔ اور آب دہن اس پر لگایا۔ باعجاز مرتضوی وہ زخم فوراً بھر گیا اور اصلی حالت پر آگیا گویا کچھ صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

بعد ازاں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ اے عبداللہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے زیبا اور سزاوار ہیں جس نے دنیا کے رنج وبلا کو ہمارے شیعوں کے لئے انکے گناہوں کی معافی کا وسیلہ اور ذریعہ مقرر کیا ہے تاکہ انکی طاعت وعبادت انکے پاس باقی رہے اور اسکے صلے میں وہ ثواب آخرت کے مستحق ہوں عبداللہ نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کیا بس ہم دنیا ہی میں اپنے گناہوں کا عوض پالیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے رسول اللہ کا یہ قول نہیں سنا کہ دنیا مومن کے لئے بمنزلہ قیدخانہ کے ہے۔ اور کافر کے لئے باغ بہشت کا نمونہ ہے۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو اس دار ناپائدار میں مبتلائے رنج وآلام کر کر اور ایسے اسباب پیدا کر کے جو ان کی مغفرت اور بخشش کا باعث ہوں گناہوں سے پاک کر دیتا ہے چنانچہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ

پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۴

یعنی جو تکلیف کہ تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال ہی کے سبب پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یہانتک کہ جب ہمارے شیعہ عرصۂ محشر میں وارد ہونگے تو ان کی طاعات وعبادات کو زیادہ کر دیا جائیگا۔ اور محمدؐ کے اور ہمارے دشمنوں کو ان کی طاعات کا عوض دنیا ہی میں مل جاتا ہے اگرچہ ہمارے عدم اخلاص کی وجہ سے وہ قابل قدر اور قیمتی نہیں ہوتیں یہانتک کہ جب وہ میدان قیامت میں پہنچیں گے تو انکے گناہ اور محمدؐ اور انکی آل اطہار اور صحابہ اخیار کا بغض ان کے اوپر لدا ہوا ہوگا۔

جس کی سزا میں ان کو جہنم میں ڈالا جائیگا ۔
اور میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ زمانہ سابق میں دو شخص تھے ایک تو مومن اور مطیع پروردگار تھا اور دوسرا کافر۔ جو اولیاء اللہ کو دشمن اور دشمنان خدا کو دوست رکھتا تھا اور وہ دو نو بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمرانی کرتے تھے اتفاقاً بادشاہ کافر ایک دفعہ بیمار ہوا اور ایسی مچھلی کے کھانے کی خواہش ظاہر کی جو اس موسم میں نہایت گہرے اور عمیق دریاؤں میں رہتی تھی۔ جہاں سے کوئی اسکو پکڑ نہ سکتا تھا اور طبیبوں نے اس سے کہا کہ تیرے جینے کی اب کوئی امید نہیں تجھکو مناسب ہے کہ کسی شخص کو اپنا جانشین اور خلیفہ کرے کیونکہ تو ان لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے والا نہیں ہے جو قبروں میں پڑے سوتے ہیں اور تیرا تندرست ہونا اسی مچھلی پر موقوف ہے اور آجکل اس کے دستیاب ہونے کی کچھ سبیل نہیں ہوسکتی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اس مچھلی کو قعر دریا سے لیجا کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں سے اسکو بآسانی شکار کرسکیں۔ القصہ وہ مچھلی لاکر اسکو کھلائی گئی اور وہ تندرست ہوگیا۔ اور اسکے بعد وہ کئی برس تک سلطنت کرتا رہا۔ بعد ازاں وہ مومن بادشاہ اسی مرض میں مبتلا ہوا اور ان ایام میں اس قسم کی مچھلیاں کنارے کے قریب رہتی تھیں جہاں سے اُن کا شکار کرنا نہایت آسان تھا۔ جب اس بادشاہ نے اسکے کھانے کی خواہش ظاہر کی اور طبیبوں نے بھی اسی کو بطور دوا کے تجویز کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی فرشتے کو حکم ہوا کہ اس قسم کی مچھلیوں کو کنارے سے لیجا کر قعر دریا میں پہنچا دے تاکہ کوئی شخص اسکو شکار نہ کرسکے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور اس مومن بادشاہ نے اپنی خواہش کے پورا نہ ہونے اور دوا نہ ملنے کے باعث اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کی۔ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر ملائکہ آسمان اور اس شہر کے باشندے نہایت متعجب ہوئے اور قریب تھا کہ فتنہ و فساد میں پڑ جائیں۔ کہ کیا باعث ہے کہ خدا نے کافر پر تو اس امر کو آسان اور سہل کردیا جس کی کوئی سبیل اور تدبیر نہیں ہوسکتی تھی اور مومن کے لئے امر سہل کو دشوار اور مشکل کردیا۔ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ آسمانی

اور اس زمانہ کے پیغمبر پر یہ وحی نازل کی کہ میں ہی خدائے کریم متفضل اور قادر ہوں کہ بخشش کرنے سے مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ اور بخشش نہ کرنے سے مجھ کو کچھ نفع نہیں ملتا اور میں کسی پر ذرا بھر بھی ظلم وستم نہیں کرتا۔ سنو۔ میں نے اس کافر پر تو غیر موسم میں مچھلی کا پکڑنا اسلئے سہل کیا کہ اسکی ایک نیکی کا جو اس نے کی تھی اسکو عوض ملجائے اور اس کا مجھ پر حق تھا کیونکہ میں کسی کی نیکی کو باطل نہیں کرتا اور یہ اسلئے کیا گیا کہ جب وہ میدان حشر میں آئے تو اسکے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور اپنے کفر کے عوض داخل جہنم ہو۔ اور اسی مچھلی کو اس عابد بادشاہ سے ایک خطا کے باعث جو اس سے سرزد ہوئی تھی باز رکھا۔ تاکہ اسکی خواہش کے روکنے اور اس دوا کے نہ ملنے کے سبب اسکو اس خطا سے پاک کردوں۔ اور وہ میرے دربار میں بے گناہ ہو کر حاضر ہو۔ اور میرے بہشت عنبر سرشت میں داخل ہو +

یہ واقعہ سنکر عبداللہ ابن یحیٰی نے عرض کی کہ یا حضرتؑ آپنے مجھ کو فائدہ پہنچایا اور علم سکھلایا۔ اگر مناسب ہو تو میرا وہ گناہ بھی جس کے باعث میں اس مجلس میں اس رنج میں مبتلا ہوا مجھے بتلادیں تاکہ پھر کبھی ایسا نہ کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تم نے کرسی پر بیٹھتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کہنا ترک کیا اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس صدمہ کو تیری اس خطا کے معاف کرنے کا باعث قرار دیا۔ جو اس سُنّتی امر کے سہواً ترک کرنے سے تجھ سے سرزد ہوئی تھی کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ رسولؐ خدا نے خدائے عزوجل کی طرف سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ ہر امر بزرگ جسمیں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ ابتر ہے۔ عبداللہ نے عرض کی۔ کہ ہاں یا امیرالمومنین میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اب میں کبھی بسم اللہ کا کہنا ترک نہ کیا کرونگا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تم ایسا کروگے تو تم اس کے سبب سے حظ وافر حاصل کروگے اور کامیاب ہوگے + **بعد ازاں** عبداللہ نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا جب کوئی شخص کچھ پڑھنے یا کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے یعنی میں اس نام سے اس کام کو شروع کرتا ہوں تو جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کیا جائے خدا اسمیں برکت عنایت فرماتا ہے ٭

امام محمد باقر علیہ السلام کا محمد بن مسلم زہری کو نصیحت فرمانا

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم بن شہاب زہری میرے والد ماجد امام زین العابدین علیؑ ابن حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ نہایت بے چین اور غمگین ہو رہا تھا حضرتؑ نے اس سے پوچھا تم کس لئے ملول و حزین ہو۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا غم و الم پے در پے مجھ پر پڑتے ہیں کیونکہ میں اپنی نعمت کے حاسدوں اور اپنے مال و زر میں طمع کرنے والوں کی طرف سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ اور جس سے کچھ امید رکھتا ہوں اور جسپر میں نے کچھ احسان کیا ہے۔ ان سے میرے گمان کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اس سے تم اپنے بھائیوں پر قابض ہو جاؤ گے زہری نے عرض کی کہ میں ہمیشہ ان سے نیکی سے کلام کرتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ خبردار کبھی اپنی اس بات پر مغرور نہ ہونا اور کبھی ایسا کلام نہ کرنا جس کو لوگوں کے دل ناپسند کریں۔ اگرچہ اسکے عذرات تمہارے پاس موجود ہی کیوں نہوں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ناپسندیدہ کلام جو تم لوگوں کو سناؤ اسکا عذر کرنا بھی تم کو ممکن ہو بعد ازاں فرمایا کہ اے زہری جس شخص کی عقل کسی امر میں کامل نہیں ہوتی۔ اس امر میں اسکا ہلاک ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ اے زہری تم کو لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر والوں جیسا خیال کرو۔ کہ اپنے سے بڑے کو بمنزلہ والد کے اور چھوٹے کو بمنزلہ بیٹے کے اور ہم عمر کو مثل بھائی کے سمجھو۔ اب دیکھو کہ انمیں سے کس پر تو تم ظلم کرنا پسند کرتے ہو اور کس کے لئے بددعا کرنا چاہتے ہو اور کس کی پردہ دری اور ہتک حرمت منظور کرتے ہو۔ اور اگر کبھی ابلیس ملعون تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ تجھ کو فلاں مسلمان پر فضیلت حاصل ہے اس وقت تم یہ دیکھو کہ اگر وہ شخص عمر میں تم سے بڑا ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ اس نے ایمان لانے اور نیک عمل کرنے میں مجھ سے سبقت کی ہے اسلئے وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر تم سے چھوٹا ہے تو یہ جانو کہ میں نے گناہ کرنے میں اسپر سبقت کی ہے اسلئے وہ مجھ سے اچھا ہے اور اگر وہ تمہارا ہم عمر ہے تو یہ خیال

کرو۔ کہ مجھ کو اپنے گناہوں کا تو یقین حاصل ہے اور اسکے بارے میں مجھے شک ہے اسلئے امر یقینی کو امر مشکوک کیلئے کیونکر ترک کر دوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ تمام مسلمان تمہاری تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو یہ سمجھو کہ یہ فضیلت ان ہی کی قرار دی ہوئی ہے مجھ میں کچھ قابلیت نہیں اور اگر تم دیکھو کہ لوگ تم پر جفا کرتے ہیں یا کچھ ناراض ہیں تو یہ جانو کہ یہ میری ہی خرابیٔ عمل کا نتیجہ ہے جب تم ایسا طریق اختیار کروگے تو خدا زندگانی دنیا کو تم پر سہل اور آسان کر دیگا۔ اور تمہارے دوست بڑھ جائینگے اور دشمن گھٹ جائینگے اور تم لوگوں کے نیک سلوکوں سے خوشحال اور فرحناک ہوگے اور انکی جفاؤں پر تاسف نہ کروگے۔ اور یہ جان لو کہ لوگوں کے نزدیک بزرگ تر وہ شخص ہے جس کی نیکی سے وہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں اور وہ ان سے بے نیاز اور مستغنی ہو اور کبھی ان سے سوال نہ کرے۔ اور اسکے بعد وہ شخص مکرم اور بزرگ سمجھا جاتا ہے جو کبھی ان سے اپنی حاجت طلب نہ کرے۔ اگرچہ ان کا محتاج ہی کیوں نہو۔ کیونکہ اہل دنیا مال ہی کو بہت دوست رکھتے ہیں اسلئے جو کوئی ان کے معشوق (مال) کے باب میں ان سے مزاحمت نہ کریگا بے شک وہ شخص ان کی نگاہ میں تعظیم وتکریم کے قابل ہوگا اور جو شخص کہ زر ومال میں ان سے مزاحم بھی نہو بلکہ زیادہ یا کم اپنی طرف سے ان کو اور عطا کرے وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ومعزز ہوگا ٭

جب امام زین العابدین علیہ السلام کی تقریر یہانتک پہنچی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐخدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے بیان فرمایئے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے اپنے بھائی امام حسنؑ کی زبانی حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ مجھ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے سے خبردار کیجئے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا اللہ حق تعالےٰ کے سب ناموں سے بزرگتر نام ہے اور ایسا نام ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اس نام سے نامزد ہونا مناسب اور زیبا نہیں ہے۔ اور مخلوقات میں سے کسی کا یہ نام نہیں رکھا

لفظ اللہ کے معنے اور اسکے اوقات و حیثیت کی تشریح

اسکے بعد اس شخص نے عرض کی کہ لفظ اللہ کی تفسیر کیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے کہ حاجتوں اور شدتوں کے واقع ہونے اور حق تعالی کے سوا اور سب امیدوں کے قطع ہو جانے اور تمام اسباب و وسائل کے گم ہونے کے وقت جسکی طرف تمام مخلوقات رجوع کرتی ہے۔ دیکھو اس دنیا کا کوئی رئیس یا سردار اگرچہ کتنا ہی غنی اور سرکش ہو اور اپنی رعایا اور دیگر ماتحتوں کی ضرورتوں میں اکثر کام آتا ہو لیکن ایک وقت ان کو ایسی ضرورتیں درپیش ہوتی ہیں۔ کہ اس سردار سے مطلب براری نہیں ہوتی اور اسی طرح اس سردار کو خود بھی بعض موقع ایسے آپڑتے ہیں جو اسکے مقدور سے باہر ہیں۔ تب وہ اپنی ضرورت اور احتیاج کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے + اور جب مطلب نکل جاتا ہے تو پھر مشرک بنجاتا ہے کیا تم نے حق تعالی کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے قُلْ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ○ یعنی اے محمدؐ ان سے کہدے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر عذاب الہی تمپر نازل ہو یا قیامت کے عذاب تمپر وارد ہوں تو کیا تم اللہ کے سوا اور کسی کو پکاروگے۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو بلکہ تم اسی کو پکاروگے اس وقت اللہ تعالی اس عذاب دنیوی کو تمہارے سر سے ٹال دیگا جس کے دور کرنے کی اس سے دعا کرتے ہو۔ اگر مصلحت خداوندی اسکے دور کرنے کی مقتضی ہوگی اور دعا کرنے کے وقت تم ان (بتوں وغیرہ) کو بھول جاؤگے جنکو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو +

الغرض اللہ تعالی نے اپنے بندے سے فرمایا۔ اے میری رحمت کے محتاجو میں نے تمہارے لئے ہر حال میں حاجتمندی اور ہر وقت میں ذلت عبودیت کو لازم اور ضروری ٹھیرایا ہے اسلئے تم کو مناسب ہے کہ جس کام کو شروع کرو اور اسکے پورا ہونے اور انجام تک پہنچنے کی تمنا رکھو اسمیں میری طرف رجوع کرو کیونکہ اگر میں تم کو عطا کرنا چاہوں تو کوئی اور تم کو اس سے روک نہیں سکتا

کرو۔ کہ مجھ کو اپنے گناہوں کا تو یقین حاصل ہے اور اسکے بارے میں مجھے شک ہے اسلئے امر یقینی کو امر مشکوک کیلئے کیونکر ترک کر دوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ تمام مسلمان تمہاری تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو یہ سمجھو کہ یہ فضیلت ان ہی کی قرار دی ہوئی ہے مجھ میں کچھ قابلیت نہیں اور اگر تم دیکھو کہ لوگ تم پر جفا کرتے ہیں یا کچھ ناراض ہیں تو یہ جانو کہ یہ میری ہی خرابیوں کا نتیجہ ہے جب تم ایسا طریق اختیار کروگے تو خدا زندگانی دنیا کو تمپر سہل اور آسان کر دیگا۔ اور تمہارے دوست بڑھ جائینگے اور دشمن گھٹ جائینگے اور تم لوگوں کے نیک سلوکوں سے خوشحال اور فرحناک ہوگے اور انکی جفاؤں پر تاسف نہ کروگے۔ اور یہ جان لو کہ لوگوں کے نزدیک بزرگ تر وہ شخص ہے جس کی نیکی سے وہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں اور وہ ان سے بے نیاز اور مستغنی ہو اور کبھی ان سے سوال نہ کرے۔ اور اسکے بعد وہ شخص مکرم اور بزرگ سمجھا جاتا ہے جو کبھی ان سے اپنی حاجت طلب نہ کرے۔ اگرچہ ان کا محتاج ہی کیوں نہو۔ کیونکہ اہل دنیا مال ہی کو بہت دوست رکھتے ہیں اسلئے جو کوئی ان کے معشوق (مال) کے باب میں ان سے مزاحمت نہ کریگا بے شک وہ شخص ان کی نگاہ میں تعظیم وتکریم کے قابل ہوگا اور جو شخص کہ زر و مال میں ان سے مزاحم بھی نہو بلکہ زیادہ یا کم اپنی طرف سے ان کو اور عطا کرے وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و معزز ہوگا ✦

جب امام زین العابدین علیہ السلام کی تقریر یہانتک پہنچی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے بیان فرمایئے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے اپنے بھائی امام حسنؑ کی زبانی حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ مجھ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے سے خبردار کیجئے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا اللہ حق تعالےٰ کے سب ناموں سے بزرگتر نام ہے اور ایسا نام ہے کہ اس ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اس نام سے نامزد ہونا مناسب اور زیبا نہیں ہے۔ اور مخلوقات میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہوا

لفظ اللہ کے معنے اور اسکا اثبات بحیثیت عموم حاجت

اسکے بعد اس شخص نے عرض کی کہ لفظ اللہ کی تفسیر کیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات
ہے کہ حاجتوں اور شدتوں کے واقع ہونے اور حق تعالیٰ کے سوا اور سب امیدوں کے قطع
ہو جانے اور تمام اسباب و وسائل کے گم ہونے کے وقت جسکی طرف تمام مخلوقات رجوع کرتی ہے۔
دیکھو اس دنیا کا کوئی رئیس یا سردار اگرچہ کتنا ہی غنی اور سرکش ہو اور اپنی رعایا اور دیگر
ماتحتوں کی ضرورتوں میں اکثر کام آتا ہو لیکن ایک وقت ان کو ایسی ضرورتیں درپیش
ہوتی ہیں۔ کہ اس سردار سے مطلب براری نہیں ہوتی اور اسی طرح اس سردار کو خود بھی
بعض موقع ایسے آپڑتے ہیں جو اسکے مقدور سے باہر ہیں۔ تب وہ اپنی ضرورت اور احتیاج
کے وقت اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے + اور جب مطلب نکل چکتا ہے تو پھر مشرک بنجاتا ہے
کیا تم نے حق تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا کہ قرآن میں فرماتا ہے قُلْ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ
عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○
بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ○
یعنی اے محمدؐ ان سے کہدے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر عذاب الٰہی تمپر نازل ہو یا قیامت کے عذاب
تمپر وارد ہوں تو کیا تم اللہ کے سوا اور کسی کو پکارو گے۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو
بلکہ تم اسی کو پکارو گے اس وقت اللہ تعالیٰ اس عذاب دنیوی کو تمہارے سر سے ٹال دیگا
جس کے دور کرنے کی اس سے دعا کرتے ہو۔ اگر مصلحت خداوندی اسکے دور کرنے کی مقتضی
ہوگی اور دعا کرنے کے وقت تم ان (بتوں وغیرہ) کو بھول جاؤ گے جنکو خدا کے ساتھ
شریک کرتے ہو +

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا۔ اے میری رحمت کے محتاجو میں نے تمہارے لئے
ہر حال میں حاجتمندی اور ہر وقت میں ذلتِ عبودیت کو لازم اور ضروری ٹھیرایا ہے اسلئے
تم کو مناسب ہے کہ جس کام کو شروع کرو اور اسکے پورا ہونے اور انجام تک پہنچنے کی تمنا رکھو
اسمیں میری طرف رجوع کرو کیونکہ اگر میں تم کو عطا کرنا چاہوں تو کوئی اور تم کو اس سے روک نہیں سکتا

اور اگر میں روکنا چاہوں تو کوئی اور عطا نہیں کر سکتا۔ اسلئے تم ہر ایک چھوٹے یا بڑے کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا کرو۔ یعنی میں اس کام میں اس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کسی کی پرستش جائز نہیں اور جو داد خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا ہے اور دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور جو الرحمٰن ہم پر رحم کرتا اور رزق کو فراخ کرتا ہے۔ اور الرحیم جو ہمارے دین و دنیا اور آخرت میں ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ خدا نے ہمارے لئے دین میں تخفیف کر کے اس کو سہل اور آسان کر دیا اور یہ بھی اس کا رحم ہے کہ ہم کو اپنے دشمنوں سے الگ اور جدا کر دیا +

بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی امر میں جو اسکو پیش آئے متفکر و محزون ہو اور وہ خلوص نیت اور دلی توجہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کرے تو وہ یا تو اپنی دنیوی مراد کو پہنچ جائیگا یا خدا کے ہاں اسکے لئے ذخیرہ اور سامان مہیا کیا جائیگا اور جو کچھ کہ خدا کے پاس جمع ہے وہ بہتر اور مومنوں کے لئے باقی رہنے والا ہے + اور امام حسنؑ ابن علیؑ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور بسم اللہ سمیت اسکی سات آئتیں ہیں۔ اور میں نے جناب رسالتمآبؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ خدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ○ بیشک ہم نے تجھ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ کے احسان کو الگ جتلایا اور اسکو قرآن کریم کا مقابل اور ہمسر قرار دیا اور درحقیقت سورۂ فاتحہ سب چیزوں سے جو عرش کے خزانوں میں موجود ہیں اشرف اور اعظم ہے اور حق تعالیٰ نے اس نعمت کے ساتھ صرف مجھ کو ہی مخصوص اور مشرف کیا ہے اور انبیائے ماسلف میں سے کسی نبی کو اسمیں میرے ساتھ شریک نہیں کیا۔ سوائے حضرت سلیمان کے کہ ان کو اس سورۂ میں سے

فضائل سورۂ فاتحہ

پارہ ۱۴ سورۂ حجر ع ۶

پارہ ۱۹ سورہ نمل ع ۲

صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم عطا کی ہے جس کو قرآن میں بلقیس کی زبانی اس طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ اِنِّیٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ ○ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یعنی بلقیس نے کہا کہ مجھ پر ایک نامہ بزرگ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الی آخرہ ✦

سورہ حمد کے سننے کا ثواب   سورہ فاتحہ کے کلمات کی تعریف کا بیان

بعد ازاں فرمایا کہ جو کوئی اس سورہ (حمد) کو پڑھے اور محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کی دوستی کا معتقد ہو اور ان کے حکم کا تابع اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو خدائے عزوجل اس پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض ایک ایک حسنہ عطا کریگا کہ ہر حسنہ تمام دنیا اور اسکے سب اموال و خزائن سے بہتر ہو گا۔ اور جو کوئی کسی کو یہ سورت پڑھتے ہوئے سُنے تو اسکو اس پڑھنے والے کی نسبت تہائی ثواب ملیگا۔ اسلئے تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اس خیر کی بہتات کی خواہش کرے جو تمہارے سامنے موجود ہے کیونکہ وہ غنیمت ہے ایسا نہو کہ وقت نکل جائے اور تمہارے دلوں میں حسرت باقی رہجائے ✦

قولہ تعالیٰ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ سب قسم کی تعریفیں اس اللہ کو زیبا اور سزاوار ہیں جو کل عالموں کا پرورش کرنے والا ہے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قول خدا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ کی تفسیر بیان فرمائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد امام موسےٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ دریافت کی جواب میں ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی سب قسم کی تعریفیں اللہ کے لئے زیبا ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی بعض نعمتوں کی جو اپنے بندوں کو عطا کی ہیں مجمل شناخت کرائی کیونکہ وہ نعمات الٰہی کی مفصل معرفت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اسلئے کہ وہ حد شمار و تعریف سے بہت زیادہ ہیں۔ اس واسطے اللہ جلشانہ نے ان کو مجمل طور پر یہ امر فرمایا کہ تم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا کرو یعنی ہم ان نعمتوں[1] پر جو خدا نے ہم کو عطا کی ہیں۔ اسکی حمد کرتے ہیں +
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ وہ سب عالموں کا مالک ہے اور عالمین سے تمام مخلوقات کی جماعتیں مراد ہیں
خواہ جمادات ہوں یا حیوانات۔ پس حیوانات کو تو ایک حال سے دوسرے حال پر پھرا تا ہے اور اپنے
رزق سے انکو غذا عنایت کرتا ہے اور انکی حفاظت فرماتا ہے اور اپنی مصلحت کے موافق ہر ایک کے کاروبار کی
تدبیر کرتا ہے اور جمادات کو اپنی قدرت کاملہ سے روکے رہتا ہے اور انکے ملے ہوئے اجزاء کو جدا نہیں ہونے دیتا
اور جدا اجزاء الگ ہیں انکو باہم ملنے نہیں دیتا اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اور زمین کو نیچے دھنسنے سے باز رکھتا ہے
مگر ہاں جب اسکا حکم ہو تو ایسا وقوع میں آ سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور رحیم ہے +
نیز فرمایا کہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کے معنے یہ ہیں کہ وہ ان کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے اور ان کو
رزق پہنچاتا ہے۔ اس جگہ سے جس کو وہ جانتے ہوں اور اس جگہ سے جس کو وہ نہ جانتے ہوں الغرض
رزق مقسوم ہے آدمی کو ضرور ہی پہنچے گا۔ خواہ وہ دنیا میں کسی طریق پر چلے۔ نہ تو کسی متقی اور
پارسا کی تقوئی اور پرہیزگاری سے زیادہ ہوتا ہے اور نہ کسی فاسق وفاجر کے فسق وفجور سے کم
ہوتا ہے اور آدمی اور اسکے رزق کے درمیان ایک بالشت بھر کا فاصلہ ہے اور یہ اس کی
تلاش میں پھرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے رزق کا انتظار کرے تو وہ رزق خود اس شخص کو تلاش
کرے گا۔ جیسے موت انسان کو تلاش کر لیتی ہے +
نیز جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
کہا کرو۔ یعنی شکر ہے خدا کا ان نعمتوں پر جو اس نے ہم کو عنایت کی ہیں اور اس بات پر کہ اس نے
ہمارے وجود میں آنے سے پہلے انبیائے سلف کی کتابوں میں ہم کو نیکی سے یاد کیا ہے +
پس اسمیں محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے حکم وجوب ہے کہ خدا کا شکر بجا لائیں کہ اُس نے ان کو تمام مخلوقات
پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور ان کے شیعوں پر اس امر کی شکر گزاری واجب ہے کہ اس نے

[1] اللہ تعالیٰ نے نام بنام سب نعمتوں کا ذکر کرنا اسلئے لازم نہیں کیا کہ ان سب کا احصا اور شمار ممکن نہیں اور بعض کو
ذکر کرنا اور بعض کو ترک کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ کذا فی بعض الشروح ۱۲ مولانا سید محمد ہارون صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔

ان کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سوا اور سب سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے
کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو رسالت عنایت کی اور اپنا رازدار قرار دیا اور دریا کو شگافتہ
کر کے بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے نجات دی۔ اور توریت اور الواح ان کو عطا فرمائیں تو حضرت
موسیٰؑ نے اپنی یہ قدر و منزلت دیکھ کر جناب باریتعالیٰ میں عرض کی۔ اے پروردگار تو نے مجھ کو
وہ کرامتیں عطا فرمائی ہیں کہ مجھ سے پہلے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئیں اسکے جواب میں وحی
نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک تمام فرشتوں اور کل
مخلوقات سے افضل ہے موسیٰؑ نے عرض کی کہ اگر محمدؐ تیرے نزدیک افضل خلائق ہے تو کیا کسی نبی کی آل
بھی میری آل سے افضل ہے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ کیا تو نہیں جانتا کہ آلِ محمدؐ کو تمام انبیاء کی
آل پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام انبیاء پر۔ پھر عرض کی کہ اگر آلِ محمدؐ کو تیرے
نزدیک یہ رتبہ حاصل ہے تو کیا کسی اور نبی کے اصحاب بھی میرے اصحاب سے افضل ہیں۔ ارشاد ہوا
کہ اصحابِ محمدؐ کو دیگر انبیاء کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام
رسولوں پر۔ پھر عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحاب ان اوصاف
سے موصوف ہیں تو کیا کسی نبی کی اُمت بھی تیرے نزدیک میری اُمت سے افضل ہے کہ تو نے
بادل کو مقرر کیا کہ ان پر سایہ کرے اور من و سلوے کو ان پر نازل کیا اور دریا کو ان کے لئے
شگافتہ کیا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جیسے میں اپنی تمام مخلوقات سے
افضل اور اکرم ہوں اسی طرح امتِ محمدیؐ تمام اُمتوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے۔ حضرت موسیٰؑ
نے جب یہ ارشاد باریتعالیٰ سُنا تو عرض کی کہ کاش میں ان کو دیکھتا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ
اس دنیا میں تو ان کو نہ دیکھے گا کیونکہ ابھی انکے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب بہشت
میں ان کو دیکھیگا کہ جنات عدن اور فردوس کے باہین محمدؐ کے حضور میں بہشت کی نعمتوں سے
خاطر خواہ بہرہ ور ہو کر وہاں کے آرام و آسائش سے خوشحال اور کامیاب ہونگے۔ پھر فرمایا کہ
اے موسیٰؑ کیا تو انکی باتیں سُننا چاہتا ہے۔ عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا کہ اپنے پٹکے کو مضبوط باندھ کر

محمدؐ و آلِ محمدؐ و اصحابِ محمدؐ و امتِ محمدؐ کو تمام انبیاء اور ان کی آل و اصحاب و امت پر فضیلت ہے

اس طرح سے میرے سامنے کھڑا ہو جیسے ایک ادنٰے غلام اپنے سردار اور جلیل الشان بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت موسٰی نے ایسا ہی کیا۔ تب پروردگار عالم نے آواز دی اے اُمت محمدؐ سب نے اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں سے جواب دیا۔ لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ یعنی ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں۔ بے شک حمد اور نعمت اور بادشاہی تجھ ہی کو سزاوار ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اس جواب کو طریق حجاج مقرر کیا +

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیؐ کو پکارا۔ کہ اے اُمت محمدؐ میں نے جو تمہارے لئے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر متقدم اور سبقت کرنے والا ہے۔ میں نے تمہاری دعاؤں کو دعا کرنے سے پہلے قبول کیا۔ اور قبل از سوال تم پر بخشش کی کہ تم میں جو کوئی یہ شہادت دیتا ہوا مجھ سے ملاقات کریگا۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد اور لاشریک ہے اور محمدؐ بیشک اس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ اسکے اقوال سب سچ اور اسکے احوال واقعی اور حقیقی ہیں۔ اور علیؑ ابن ابیطالب اس کا بھائی اور اسکے بعد اس کا وصی اور ولی ہے اسکی متابعت ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسی محمدؐ کی۔ اور ان دونوں کی اولاد جو اولیائے برگزیدہ اور اخیار اور مطہر ہیں اور عجائبات آیات آلہی اور دلائل حجج خداوندی جن کا لباس ہے ان دونوں کے بعد اولیاء خدا ہیں۔ تو اس کو میں اپنی جنت میں داخل کروں گا اگرچہ اسکے گناہ کف دریائے شور کی مانند کثیر اور بیشمار ہوں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے نبی حضرت محمدؐ مبعوث برسالت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تو اس وقت کوہ طور پر موجود نہ تھا جبکہ ہم نے اس کرامت کے ساتھ آواز دی تھی۔ پھر آنحضرت کو ارشاد باری ہوا کہ اے محمدؐ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

کہ یعنی ہم تیرا شکر کرتے ہیں کہ تو نے ہم کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کی امت کو بھی یہ حکم ہوا کہ تم بھی کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ یعنی ہم اللہ کا جو پروردگار عالمین ہے۔ شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو ان فضائل کے ساتھ خاص کیا +

قولہ عز وجل اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی بہت رحم کرنے والا۔ اپنی مخلوقات کو نعمتوں کا بخشنے والا اور اُس جہان میں گنہگاروں پر رحم اور بخشش کرنے والا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ الرحمٰن کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی تمام مخلوقات پر مہربان ہے کہ ان کو رزق عنایت کرتا ہے اور اس کا رزق کبھی ان سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ وہ اسکی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کردیں۔ الرحیم یعنی وہ رحم کرنے والا ہے اپنے مومن بندوں پر تو اس بات میں کہ اپنی طاعتوں کو ان کے لئے کم اور آسان کرتا ہے اور اپنے کافر بندوں پر اس امر میں کہ جب وہ اسکی موافقت کی دعائیں مانگتے ہیں تو ان سے رفق و ملائمت سے پیش آتا ہے +

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومنوں پر تو اس بات میں رحیم ہے کہ اپنی طاعت کو جو اسکی موافقت کا باعث ہے ان پر ہلکا کرتا ہے۔ اور کافروں کے لئے رزق دینے اور انکی دعاؤں کے قبول کرنے میں رحیم ہے +

نیز جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رحمٰن کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنی مخلوقات پر رزق کے دینے میں مہربان ہے اور یہ اسکی رحمت ہی ہے کہ جب بچے میں ہلنے چلنے اور غذا کھانے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس قوت کو اسکی ماں میں پیدا کرکے اس کو اس بچے پر مہربان کردیتا ہے تاکہ وہ اسکی پرورش کرے اور اسکو اپنی گود میں رکھے اور اگر کسی بچے کی ماں سخت دل اور نامہربان ہو تو اس بچے کی پرورش جملہ مومنین پر واجب کی ہے اور چونکہ بعض حیوانوں کو اپنے بچوں کو پالنے اور اُنکی مصلحتوں کے انتظام کرنے کی قوت نہیں دیگئی۔ اسلئے یہ قوت ان کے بچوں کو عنایت کیگئی ہے تاکہ پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگیں اور اپنی غذا کی طرف جاسکیں جو ان کیلئے پیدا کیگئی ہے +

بعد ازاں الرحمٰن کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ رحمٰن رحمت سے مشتق (نکلا) ہے اور

میں نے رسولؐ اللہ سے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَھِیَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَھَا اِسْمًا مِنْ اِسْمِیْ مَنْ وَصَلَھَا وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَھَا قَطَعْتُہٗ ○ یعنی میں رحمٰن ہوں اور وہ رِحْم ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اسکو وصل کریگا یعنی صلہ رحمی کریگا میں اسکو اپنی رحمت سے وصل کرونگا اور جو قطع رحم کریگا میں اسکو قطع کرونگا یعنی وہ میری رحمت سے الگ رہیگا۔

حدیث قدسی

پھر جناب امیرؑ نے اپنے ایک اصحاب سے فرمایا۔ آیا تو جانتا ہے کہ وہ کونسا رِحْم ہے کہ جو کوئی اس کو وصل کرے اسکو خداوند رحمٰن وصل کرے اور جو کوئی اس کو قطع کرے اسکو خدائے رحمٰن قطع کرے۔ حاضرین نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ اس حکم سے ہر قوم کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی توقیر وعزت کریں اور ذوی الارحام سے صلہ رحمی سے پیش آئیں حضرتؑ نے فرمایا تو کیا ان کو اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے کافر قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی عمل میں لائیں اور جن کو اس نے ذلیل وحقیر قرار دیا ہے اور جن کا حقیر جاننا اس نے واجب کیا ہے انکی تعظیم وتکریم کریں۔ اصحاب نے عرض کی کہ نہیں بلکہ ایسے قریبوں سے جو مومن ہوں صلہ رحمی کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا ذوی الارحام کے حقوق کا ادا کرنا اسلئے واجب کیا گیا ہے کہ ماں باپ سے ان کا نسب ملتا ہے اس شخص نے عرض کی کہ ہاں اے برادر رسولؐ خدا۔ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ اس صلہ رحمی میں اپنے ماں باپ کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں۔ اس نے عرض کی کہ ہاں اے برادر رسولؐ اللہ ایسا ہی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ماں باپ صرف دنیا میں غذا دیتے ہیں اور اسکے مکروہات سے بچاتے ہیں اور دنیا کی نعمتیں زائل ہوجاتی ہیں اور اسکے مکروہات منقضی ہوجاتے ہیں اور رسولؐ رب العالمین نے ایسی نعمت کی طرف رہبری فرمائی ہے۔ جو کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور تکلیف ابدی سے بچایا ہے اب تو بتا کہ ان دو نو نعمتوں میں سے کونسی نعمت عظیم تر ہے اس نے عرض کی کہ جو نعمت رسولؐ خدا نے عنایت فرمائی ہے وہی سب نعمتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ فرمایا پھر یہ کیونکر درست ہوسکتا ہے

رحم آل محمدؐ کا ارحام کی نسبت اکرام کا زیادہ مستحق ہے۔

کہ جس شخص کا حق تھوڑا سا ہو اسکے ادا کرنیکی تو ترغیب لائی جائے اور جس کا حق بہت سا ہو اس کی ادائیگی کا ذکر تک بھی نہ ہو۔ اس نے عرض کی کہ بیشک یہ تو درست نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب حق رسول اللہ حق والدین سے بڑھ کر ہے تو اسکے قرابتیوں کا حق کا بھی والدین کے قرابتیوں کے حق سے بڑھکر ہوگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ رحم رسول اللہ کا وصل کرنا نہایت ہی اولیٰ اور انسب ہے اور اس کا قطع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ پس ملامت اور کل ضلالت اس شخص کیلئے ہے جو اسکو قطع کرے اور عذاب اور کل عذاب اس شخص کیلئے ہے جو اسکی حرمت کو بزرگ نہ سمجھے کیا تو نہیں جانتا کہ رحم رسولؐ کی حرمت عین رسول اللہ کی حرمت ہے اور رسول اللہ کی حرمت گویا خدا کی حرمت ہے اور خدا کا حق اسکے ماسوا اور سب منعموں کے حقوق سے بڑھکر ہے کیونکہ اللہ کے سوا اور صاحبان نعمت صرف اسی وقت انعام و بخشش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے ان کی تائید کی ہو اور ان کو اس کی توفیق دی ہو۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ بن عمران سے کیا ارشاد فرمایا ہے اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کیا ہے؟ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ اے موسیٰؑ۔ آیا تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر کتنا مہربان ہوں موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار تو مجھ پر میری ماں سے زیادہ تر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ تیری ماں نے بھی فقط میری زیادتی رحمت ہی کے باعث تجھ پر رحم کیا اور میں نے ہی اس کو تجھ پر مہربان کیا تھا اور اس کو اس امر پر رضامند کیا تھا کہ تیری پرورش کے لئے اپنی خواب راحت کو ترک کردے۔ اگر میں اسکے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرتا تو وہ اور باقی اور عورتیں تیرے لئے یکساں تھیں اے موسیٰؑ کیا تو جانتا ہے کہ میرا ایک مومن بندہ ہے اور وہ اس قدر گنہگار ہے کہ اس کے گناہ اور خطائیں آسمان کے کناروں تک پہنچ گئی ہیں اور میں اسکو بخش دیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار اس بے پروائی کا کیا باعث ہے۔ فرمایا ایک بزرگ خصلت کی وجہ سے جو میرے اس بندے میں موجود ہے اور وہ مجھ کو پسند ہے

ایسا کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنے برادران دینی محتاج مومنین سے محبت کرتا ہے اور انکے حال کی خبر گیری کرتا ہے اور اپنے نفس کو ان کے برابر سمجھتا ہے اور ان سے تکبر و غرور سے پیش نہیں آتا جب وہ ایسا کرتا ہے تو میں بھی بے دریغ اسکے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں اے موسیٰؑ عظمت اور جلالت گویا میری چادر ہے اور کبریائی گویا میرا لُنگ ہے جو کوئی ان دو صفتوں میں مجھ سے منازعت اور جھگڑا کریگا میں اسکو آتش جہنم کے عذاب میں مبتلا کروں گا۔ اے موسیٰؑ منجملہ میری عظمت و جلالت کی تعظیم کے ایک یہ امر ہے کہ میرا مالدار اور دولتمند بندہ میرے کسی مومن بندے پر جو تنگدست اور محتاج ہے لطف و اکرام کرے اور جو وہ اس سے تکبر سے پیش آئے تو درحقیقت اس نے میری عظمت و جلالت کو حقیر اور خفیف جانا +

اسکے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ انا الرحمٰن وھی الرحم ○ اس سے رحم آل محمدؐ مراد ہے اور محمدؐ کی تعظیم اللہ جل جلالہ کی تعظیم ہے اور محمدؐ کے خویش و اقارب کی تعظیم خود محمدؐ کی تعظیم ہے۔ اور تمام مومنین و مومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آل محمدؐ میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر بعینہ محمدؐ کی تعظیم و توقیر ہے۔ پس عذاب ہے اس شخص کے لئے جو ذرا بھی حرمت محمدؐ کو خفیف اور حقیر سمجھے۔ اور خوشا حال اس شخص کا جو آنحضرتؐ کی حرمت کی تعظیم اور ان کے رحم کی تکریم کرے اور اسکو وصل کرے +

قولہ۔ الرحیم۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سبحانہ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اسکی رحمت ہے کہ اس نے سنو رحمتیں پیدا کیں۔ اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لئے مقرر فرمایا کہ اسکے سبب سے لوگ باہم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ اور ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہو گا

تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو باقی ننانوے رحمتوں میں شامل کریگا پھر اس تمام مجموعہ رحمت سے اُمت
محمدؐ پر رحم فرمائیگا۔ اور جس اہل ملت کے لئے وہ شفاعت کرینگے اسکے لئے ان کی شفاعت کو قبول
کریگا۔ یہانتک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لئے طالب شفاعت
ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دیگا کہ میں نے تجھ کو ایک
روز پانی پلایا تھا۔ اسکے یاد آنے پر وہ مومن اسکی شفاعت کریگا۔ اور خدا اسکی شفاعت قبول
فرمائیگا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالب شفاعت ہوگا اور اپنا حق جتلائیگا۔ وہ مومن
اس سے دریافت کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وہ جواب دیگا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں
تونے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سنکر وہ اسکی شفاعت کریگا اور اسکی شفاعت
قبول ہوجائیگی۔ اسی طرح بارگاہ ایزدی میں اس ہر دو مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی
رہیگی۔ یہانتک کہ اسکے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لئے اسکی شفاعت قبول کیجائیگی
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمہارے خیال و گمان
میں نہیں آسکتی +

قولہ عزوجل مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○ یعنی روز جزا (قیامت) کا مالک ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ کے یہ معنے ہیں کہ روز جزا کے جو
روز حساب جمیع خلائق ہے۔ قایم کرنے پر قادر ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اسکو
وقت مقررہ سے مقدم یا موخر کردے۔ اور روز جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وہ حق
کے ساتھ حکم کریگا اور اس دن کسی جور و ستم کرنیوالے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار
نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دنیا کے حاکم ظلم و ستم کیا کرتے ہیں +

اور جناب امیر المومنین امام المتقین یعسوب الدین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ارشاد
فرمایا ہے کہ یوم الدین سے روز حساب مراد ہے اور میں نے سنا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ تم چاہتے ہو کہ میں خبر دوں کہ سب سے زیادہ تر

عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کار آمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہے اے نفس آج کا دن گذر گیا۔ اور پھر کبھی واپس نہیں آئیگا۔ اور جو اعمال اسمیں تو بجا لایا ہے اللہ تعالےٰ انکی نسبت تجھ سے سوال کریگا۔ اب تو بتا کہ آج تو نے کیا کیا کام کئے۔ آیا ذکر الٰہی یا حمد خدا بجا لایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پورا کیا۔ آیا اسکی تکلیف کو دور کیا۔ آیا اسکی غیبت اور عدم موجودگی میں اسکے اہل وعیال اور بال بچوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اسکے پس ماندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب وجاہ سے کسی مومن کی عدم موجودگی سے اسکے متعلقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام کاروبار سے مجھ کو مطلع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کار خیر جو اس روز اس سے ہوا ہے یاد آ جائے۔ تو تکبیر وتحمید الٰہی بجا لائے کہ اس نے اسکی توفیق عطا فرمائی اور اگر کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرونگا۔ اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سر نو محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار پر درود بھیجے اور امیر المومنین کی بیعت اور اسکے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے۔ اور اس کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اسکو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گناہ کی بابت مواخذہ نہ کرونگا۔ کیونکہ تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے۔ اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے +

قولہ عزوجل إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○ یعنی ہم تیری ہی عبادت

کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جس کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور بہ خشوع و خضوع خلوص نیت سے بلا ریا و سمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور کہو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اسکو تیرے حکم اور منشا کے مطابق ادا کریں۔ اور دنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تونے ہم کو منع فرمایا ہے ان سے بچیں اور شیطان رجیم اور گمراہ کرنے والے سرکشان جن وانس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ وامان میں رہیں +

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ سے سوال کیا کہ شقاوت عظیم کیا چیز ہے۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنیا کو دنیا کے لئے ترک کردے تو دنیا اسکے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اور آخرت میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لئے عبادت خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذات دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں جھیلیں کہ اگر خالصتہً للہ ان مشقتوں کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق ہوتا۔ مگر جب وہ عالم آخرت میں وارد ہوگا تو اس کو یہ گمان ہوگا کہ میں نے اس قدر نیک اعمال کئے ہیں کہ ان سے میرے میزان عمل کا پلہ بہت بھاری ہوگا لیکن حقیقت میں وہ اس کو خشک گھاس کی طرح ہلکا اور ادھر اُدھر اڑتا ہوا دیکھیگا +

اسیطرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھیگا اور اللہ تعالیٰ اسکو بے سروسامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالیگا اور اسکے وارث کو ان اعمال کے سبب بہشت میں داخل کریگا۔ سائل نے عرض کی کہ اسکی کیفیت بیان فرمایئے۔ فرمایا جیسا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔

مذمت ریاکاری اور حبط اعمال

کہ میں حالت نزع میں اس شخص کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں کہ انمیں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلہ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا اس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم وستم کی روک تھام اور فراخی عیش کے حصول کے واسطے اور اپنے عیال واطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلاب زمانہ کے ڈر سے اسکو فراہم کیا تھا۔ راوی ناقل ہے کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اسکی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا جبکہ وہ ملامت زدہ اور قابل سرزنش تھا۔ اس نے اس روپے کو امر باطل کے لئے جمع کیا اور راہ حق میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبوطی سے بند کر کے انکو سربمہر کیا۔ اسکے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں سنسان جنگلوں اور ناپیدا کنار سمندروں کو طے کیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اس روپے کے دام فریب میں نہ پھنسنا جیسے کل تیرا رفیق اسکے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلۂ میزان میں پڑا ہوا دیکھیگا کہ خدائے بزرگ و برتر اس غیر شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کریگا۔ اور اس مالک اصلی کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دیگا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے سخت تکلیفیں جھیل کر اور بڑی بڑی کوششیں کر کے اور معرض خوف وخطر میں پڑ کر بہت سا مال جمع کیا ہو۔ پھر اس کو صدقوں اور نیک کاموں میں صرف کیا ہو اور عبادت کرنے اور نمازیں پڑھنے میں اپنی جوانی اور قوت زائل کی ہو۔ مگر علیؑ ابن ابیطالب کے حق کو نہ جانتا ہو اور اسلام میں ان کے مرتبے اور محل کو نہ پہچانتا ہو بلکہ جو شخص مدارج ومراتب میں ان کا دسواں تو کہاں ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اس کو ان سے افضل

اور اشرف خیال کرتا ہو اور جب ان کی فضیلت کی دلیلوں سے اس کو مطلع کیا جائے تو انمیں غور اور خوض نہ کرے اور جب آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثبوت دیا جائے تو اپنی گمراہی اور سرکشی کے باعث ان کا منکر ہوجائے۔ پس ایسا شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ متاسف اور پُرحسرت ہوگا۔ اور اسکے صدقات سانپوں کی صورت میں متمثل ہو کر اس کو ڈسیں گے اور اس کی نمازیں اور دیگر عبادتیں شعلہ آتش کی صورت بن کر اسکو ہٹائیں گی۔ اور بہت سختی سے دوڑاتی ہوئی اسکو جہنم میں لیجائینگی۔ یہ حال دیکھکر وہ شخص کہے گا۔ وائے بر حال من کیا میں نمازگذار نہ تھا کیا میں زکوۃ ادا نہ کرتا تھا۔ کیا میں لوگوں کے مال اور ان کی عورتوں سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ کس سبب سے مجھ کو مصیبت عظمیٰ میں گرفتار کیا گیا۔ آواز آئیگی کہ اے بدبخت تیرے اعمال نے اس واسطے تجھ کو کچھ فائدہ نہ دیا کہ توحید الٰہی کے قائل ہونے اور نبوت محمدؐ پر ایمان لانے کے بعد جو بڑا فرض تھا اسکو تونے بالکل ترک کر دیا۔ اور ولی خدا علیؑ ابن ابیطالب کے حق کی معرفت جو تجھپر لازم اور واجب تھی اس کو ضایع کیا۔ اور دشمنان خدا کی پیروی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا تونے اس کو لازم اور ضروری جانا۔ اس حالت میں تجھ کو بجائے ان اعمال کے اگر ابتدائے دنیا سے آخر دنیا تک تمام زمانے کے اعمال بھی حاصل ہوں۔ اور بجائے ان صدقات وخیرات کے جو تونے راہ خدا میں دئے ہیں تمام دنیا کے مال تصدق کرے۔ بلکہ اگر تمام زمین کو سونے سے بھر کر بھی صدقہ کر ڈالے تو بھی اسکے سوا اور کچھ فائدہ نہ ہوگا کہ رحمت الٰہی سے دوری اور غضب وقہر خداوندی سے نزدیکی حاصل ہو +

اور امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو کہو وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ یعنی ہم تیری عبادت اور طاعت کے بجالانے اور تیرے دشمنوں کی شرارتوں کو اپنے نفسوں سے دفع کرنے اور تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں صرف تجھ سے ہی امداد طلب کرتے ہیں۔

اور میں نے جبرئیلؑ کی زبانی سنا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ سوا اس شخص کے جس کو میں ہدایت دوں۔ اسلئے تم کو چاہیئے کہ مجھ سے ہدائیت کی درخواست کرو۔ تو میں تم کو ہدائیت دونگا اور تم سب محتاج ہو سوا اس شخص کے جس کو میں غنی کروں۔ مجھ سے اپنے غنی ہونے کی خواہش کرو تو میں تمکو غنی کر دونگا اور تم سب گنہگار ہو مگر ہاں جس کو میں بخش دوں تم کو چاہیئے کہ مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ تو میں تم کو بخشدونگا۔ اور جو کوئی مجھ کو مغفرت پر قادر جان کر مجھ سے طالب مغفرت ہوتا ہے میں اس کو بخشدیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اور اگر تمہارے گذشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مردہ لوگ اور تمام تر و خشک کسی بندے کے دل کے پاکیزہ کرنے پر اتفاق کریں تو میری حکومت اور سلطنت میں پر پشہ کے برابر بھی زیادتی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر سب کے سب کسی دل کے شقی کرنے پر متفق ہوں تو میری بادشاہی میں پر پشہ کے برابر کمی نہوگی اور اگر تمام گذشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مردہ لوگ اور دنیا کے تمام تر و خشک جمع ہوں اور ہر ایک اپنی اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے اور میں اسکو عطا کروں تو اسکی مقدار میری سلطنت کے آگے اتنی بھی نہیں۔ جیسے کوئی سمندر کے کنارے جاکر ایک سوئی کو اس میں ڈبو کر نکال لے۔ اور ان سب کا باعث یہ ہے کہ میں سخی بزرگ اور غنی ہوں۔ میری عطا ایک لفظ کے کہنے سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلمے کے کہنے سے واقع ہوتا ہے۔ اس لئے میں جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف لفظ کُنْ یعنی ہو جا کہہ دیتا ہوں۔ فوراً وہ شے ظہور میں آجاتی ہے۔ اے میرے بندو سب سے افضل اور اعظم طاعت کو بجا لاؤ۔ تاکہ میں تم سے مسامحہ اور نرمی برتوں۔ اگرچہ اس کے سوا اور طاعات میں قاصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے بڑے اور بُرے گناہ کو ترک کرو تاکہ اسکے سوا اور گناہوں کے مرتکب ہونے میں تم سے مناقشہ اور جھگڑا نہ کروں اور سب سے بڑی طاعت یہ ہے کہ مجھ کو واحد جانو۔ اور میرے نبیؐ کی تصدیق کرو۔ اور جسکو اس نے

اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے اسکو تسلیم کرو۔ اور وہ علیؑ ابن ابیطالب اور دیگر ائمہ طاہرینؑ ہیں جو اس کی نسل سے ہونگے۔ اور میرے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ میرا اور میرے نبیؐ کا انکار کرو اور علیؑ ابن ابیطالب سے جو محمدؐ کے بعد اس کا ولی اور جانشین ہے اور دیگر ائمہ اطہار سے جو بعد علیؑ کے اسکے ولی اور جانشین ہیں عناد اور دشمنی رکھو اگر تم میرے پاس مقام رفیع اور شرف عظیم کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو محمدؐ پر اور اسکے بعد اسکے بھائی علیؑ پر اور اسکے بعد ان دونو کی اولاد اطہارؑ پر جو ان کے بعد میرے بندوں کے امور کے منتظم ہیں۔ ترجیح اور فوقیت مت دو جس شخص کا یہ عقیدہ ہوگا میں اسکو اپنی جنت کے ذی شرف بادشاہوں میں مقرر کرونگا۔ اور میں سب سے زیادہ اس شخص کا دشمن ہوں جو میرا ہمسر بننا چاہے اور خدائی کا دعوے کرے۔ اسکے بعد سب سے زیادہ دشمن اس شخص کا ہوں جو محمدؐ کی ہمسری کرے اور عہدہ نبوت میں اس سے نزاع کرے۔ اور نبوت کا دعوی کرے۔ بعد ازاں سب سے زیادہ دشمن اس شخص کا ہوں جو اسکے وصی برحق سے ہمسری اور برابری کرے اور مرتبے اور شرف میں اس سے نزاع کرے اور اپنے لئے اس منصب کا دعولی کرے۔ ان سب دعویداروں کے بعد (جو اپنے باطل دعووں کے سبب میرے قہر و غضب سے متعرض ہوئے ہیں۔ اور عذاب شعلہ دار کے سزاوار ٹھیرے ہیں) میں ان لوگوں کا زیادہ تر دشمن ہوں جو ان جھوٹے دعویداروں کے ان کے افعال میں معاون و مددگار ہیں اور انکے بعد ان لوگوں کا سخت دشمن ہوں جو ان مدعیان الوہیت و نبوت و خلافت کے افعال سے رضامند ہیں گو کسی طرح سے انکی اعانت نہیں کرتے اسی طرح محبوب ترین خلائق میرے نزدیک وہ لوگ ہیں جو میرے حق کو قائم کرتے ہیں اور ان سب میں میرے نزدیک سب سے افضل اور اشرف سید الورے محمدؐ ہے۔ اور اسکے بعد اشرف و افضل خلق میرے نزدیک علیؑ مرتضیٰ برادر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور اسکے بعد شرافت اور

فضیلت میں سب سے بڑھ کر ائمۂ برحق ہیں جو عادل اور منصف ہیں اور ان کے بعد افضل خلائق وہ لوگ ہیں جو ان کے حق کے باب میں انکی امداد کرتے ہیں۔ اور پھر سب سے زیادہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں جو ان سے محبت کریں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں۔ گو ان کی معاونت پر قادر نہ ہوں +

قولہ تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ یعنی ہم کو سیدھے رستہ پر ثابت اور قائم رکھ +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کہے کہ اے خدا اپنی توفیق کو جس کے باعث سے زمانہ گذشتہ میں ہم نے تیری اطاعت کی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمارے لئے قائم رکھ تاکہ آئندہ عمر میں بھی اسی طرح ہم تیرے مطیع فرمان رہیں +

اور صراط مستقیم دو ہیں ایک صراط تو دنیا میں ہے اور دوسری آخرت میں۔ دنیا کا صراط مستقیم تو وہ راہ راست ہے جو غلو اور زیاتی سے کوتاہ ہو۔ اور تقصیر اور کمی سے بلند اور مرتفع ہو اور ایسی سیدھی اور مستقیم ہو کہ باطل کی طرف ذرا بھی مائل نہو۔ اور صراط آخرت وہ راستہ ہے جو مومنوں کو بہشت میں پہنچائیگا اور وہ ایسا سیدھا ہے کہ اسکے طے کرنے والے نہ تو جنت سے آتش جہنم کی طرف مائل ہونگے اور نہ جنت کے سوا کسی اور مقام کی طرف جھکیں گے بلکہ ناک کی سیدھ بہشت عنبر سرشت میں جا پہنچیں گے +

صراط دو ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے یہ معنے ہیں کہ ہم کو راہ راست کی طرف رہبری کر۔ اور اس راہ کے لازم کر لینے کی ہدایت کر جو ہم کو تیری محبت کی طرف لیجائے اور جنت میں پہنچائے۔ اور نفسانی خواہشوں کی پیروی اور متابعت اور اپنی ناقص رائوں پر چلنے سے جو ہمارے ہلاکت اور عذاب کا باعث ہیں باز رکھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ہوائے نفسانی کا تابع ہو اور اپنی رائے پر مغرور ہو اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کی بابت میں نے سنا کہ عام بے سمجھ اور

ایک عام نابینا کا قصہ

ناکس لوگ اس سے نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آتے ہیں اوراسکی تعریف اور توصیف کرتے ہیں یہ
سن کر مجھے شوق ہوا کہ میں اس کو دیکھوں مگر ایسے ڈھنگ سے کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے تاکہ اسکی
قدرومنزلت کا مشاہدہ کروں چنانچہ ایک روز میں نے دیکھا کہ عام لوگوں نے اس کے گرد ہجوم
کر رکھا ہے میں بھی اپنا سر اور منہ کپڑے سے ڈھانپ کر الگ ایک کونے میں جا کھڑا ہوا اور
اس کو اور ان سب کو دیکھتا رہا جب وہ بہت دیر تک ادھر اُدھر کی داستانیں سُنا چکا
تو ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک طرف کو چلا اور سب نے اپنا اپنا رستہ لیا مگر میں اسکے پیچھے
روانہ ہوا آخر کار وہ چلتے چلتے ایک نان بائی کی دُکان پر پہنچا اور اس کو غافل پا کر دو
روٹیاں اس کی دُکان سے چرائیں میں اسکے اس فعل کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوا مگر میں نے
اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید اس نان بائی سے اس کا لین دین ہوگا پھر وہ ایک انار فروش
کی دُکان پر پہنچا اور موقع کی تاک میں کھڑا رہا آخر کار اس کو غافل پا کر دو انار چرائے
اس پر مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہوا مگر میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس سے بھی اس کا
لین دین ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ اگر لین دین ہوتا تو چوری کرنے کی
کیا حاجت تھی مگر تاہم میں نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور پیچھے لگا رہا یہانتک کہ وہ ایک
بیمار کے پاس پہنچا اور جاتے ہی وہ دونوں روٹیاں اور وہ انار اسکے آگے رکھ دئیے اور آپ
وہاں سے چلدیا میں بھی اسکے پیچھے چلا آخر کار وہ چلتے چلتے جنگل میں ایک جگہ جا کر ٹھیرا
تب میں نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا تیرے اوصاف سنکر مجھ کو تیری ملاقات کا شوق ہوا
تھا مگر تیری حرکتیں دیکھ کر میرا دل کمال متردد ہوا اس لئے رفع تردد کی غرض سے میں
کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ بولا پوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا تو نے نان بائی
کی دُکان سے دو روٹیاں چرائیں اور انار والے کے دو انار اُڑائے جب میں اتنا بیان
کر چکا تو بجائے اس کے کہ وہ ان باتوں کا جواب دے مجھ سے پوچھنے لگا تو کون ہے میں نے
کہا کہ میں اولاد آدمؑ اور امت محمدؐ سے ایک شخص ہوں۔ بولا کس خاندان سے ہے۔

میں نے جواب دیا کہ اہلبیت رسول اللہ کے خاندان سے ہوں بولا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ میں نے
کہا کہ مدینے کا بولا کیا تو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب ہے۔ میں نے جواب دیا
کہ ہاں بولا تو پھر تجھ کو تیرے جد اور اصل اور خاندان کی شرافت سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ
تو اس چیز سے جو تیری شرافت کا باعث ہے ناواقف ہے اور اپنے جد و پدر کے علم کو چھوڑے
ہوئے ہے اگر اس سے واقف ہوتا تو اس امر کا انکار نہ کرتا جو تعریف اور مدح کے قابل
ہے میں نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کو میں نے ترک کر رکھا ہے اس نے جواب دیا کہ قرآن جو کتاب
خدا ہے میں نے کہا کہ میں اسکی کس بات سے ناواقف ہوں وہ بولا کہ آیۂ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۝ یعنی جو کوئی
ایک نیکی کرے اس کو ویسی ہی دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا اور جو ایک بدی کرے
تو اس کو صرف ایک بدی کا عوض ملے گا۔ پس میں نے جو دو روٹیاں چرائیں اسکے
دو گناہ ہوئے اور دو انار چرانے کے بھی دو گناہ کل چار گناہ میں نے کئے اور جب میں نے
ان کو راہ خدا میں تصدق کر دیا تو چالیس نیکیاں شمار کی گئیں چار نیکیاں تو ان چار
بدیوں کی عوض میں وضع ہو گئیں اور چھتیس ۳۶ نیکیاں میرے واسطے باقی رہیں یہ سنکر میں نے
کہا تیری ماں تجھے روئے در حقیقت تو خود ہی کتاب خدا سے جاہل اور ناواقف
ہے نہ کہ میں کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی کہ خدا فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ
الْمُتَّقِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ صرف متقی اور پرہیزگار لوگوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے جب
تو نے دو روٹیاں چرائیں تو وہ دو بدیاں شمار کی گئیں اور دو انار چرانے کی بھی دو
بدیاں ہوئیں اور جب ان کو ان کے مالکوں کی بے اجازت کسی اور کو دے ڈالا تو حقیقت
میں چار بدیوں پر چار بدیاں اور زیادہ کر دیں نہ یہ کہ چار بدیوں پر چالیس نیکیاں اضافہ
کی گئیں اور ان چار بدیوں کی عوض چار نیکیاں وضع ہو کر چھتیس ۳۶ نیکیاں تیرے
لئے باقی رہیں۔ جب اس شخص نے میرا یہ کلام سنا تو حیران ہو کر میری طرف تکنے لگا

پارہ ۸ سورہ انعام ع اخیر

پارہ ۶ سورہ مایدہ نصف پارہ

معاویہ کا بیجا عذر اور غلطی پر ہونا

میں نے اسکو اسی حال میں چھوڑ کر اپنی راہ لی +

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ اسی قسم کی بیجا اور قبیح تاویلیں کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں +

اور اسی قسم کی تاویل معاویہ علیہ ما یستحقہ نے کی تھی جب کہ عمارؓ یاسر شہید ہوئے اور اس ہولناک واقعہ کے سننے سے بہت سے لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا جب عمرو عاص نے اپنے لشکریوں کی یہ گھبراہٹ اور ہل چل دیکھی تو معاویہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اے امیر ہمارے لشکر والے کمال برانگیختہ اور مضطرب الحال ہو رہے ہیں معاویہ نے پوچھا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ عمارؓ کے مارے جانے سے کیونکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا معاویہ نے اس سے کہا کہ تو غلطی پر ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے بلکہ اس کو تو علیؑ ابن ابیطالب نے قتل کیا ہے کیونکہ اسی نے اس کو ہمارے نیزوں کے سامنے بھیجا جب جناب امیر علیہ السلام نے اس نااہل کا یہ قول سنا فرمایا اگر یہی بات ہے تو حضرت حمزہؓ کو بھی جناب رسولؐ خدا ہی نے قتل کیا ہے کیونکہ آنحضرتؐ ہی نے ان کو مشرکوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا +

بعد ازاں جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ یعنی اس علم کے اٹھانے والے کل پیچھے آنے والے لوگوں میں وہ لوگ ہونگے جو ان میں زیادہ عادل ہونگے یہ بشارت ان لوگوں کے لئے ہے جو غالیوں کی تعریف اور جھوٹ بولنے والوں کے جھوٹے دعووں اور جاہلوں کی تاویلوں کو قرآن سے دور کرینگے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا میں اپنے بدن کے ساتھ تمہاری امداد کرنے سے عاجز ہوں اور سوا اسکے کہ تمہارے دشمنوں سے بیزار ہوں اور انپر لعنت کروں اور کچھ مقدور نہیں رکھتا میری نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے روایت کی کہ انہوں نے اپنے باپ سے

دشمنان آل محمدؐ پر لعنت کرنے کا ثواب

اور انھوں نے اپنے باپ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیتؑ کی نصرت کرنے سے عاجز ہو اور خلوت میں بیٹھ کر ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو زیر زمین سے لیکر عرش اعظم تک کے تمام فرشتوں کو پہنچا دیتا ہے اور تمام ملائکہ اس امر میں اس کے معاون ہوتے ہیں اور اسکے ساتھ شریک ہو کر اس شخص پر جسپر وہ لعنت کرتا ہے۔ لعنت کرتے ہیں بعد ازاں اس شخص (محب اہلبیتؑ) کی تعریف کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو اس شخص پر اپنی رحمت کو نازل کر کہ اس نے اپنے مقدور کو تیری راہ میں صرف کیا اور اگر وہ اس سے زیادہ کچھ کر سکتا تو ضرور کرتا اس وقت بارگاہ الٰہی سے ندا آتی ہے اے فرشتو میں نے تمہاری دعا قبول کی اور تمہاری آواز سن لی اور اسکی روح پر رحمت نازل کی اور اسکو اپنے برگزیدہ اور نیک بندوں میں داخل کیا +

قولہ عزوجل صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ یعنی ان لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن پر تونے انعام اور بخشش کی ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی تم کہو کہ ہم کو ان لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جنکو تونے اپنے دین اور اپنی طاعت کی توفیق کی نعمت عطا فرمائی ہے اور انہی کے باب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ یعنی جو لوگ کہ خدا اور اسکے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ہمراہ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے کہ وہ انبیا اور صدیقین اور شہداء اور نیکوکار لوگ ہیں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اور جناب امیرؑ سے اسی طرح منقول ہے + اسکے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نعمت دئے گئے وہ لوگ نہیں ہیں جنکو مال اور صحت بدنی کی نعمت دی گئی ہے اگرچہ یہ چیزیں بھی نعمت ظاہرۂ الٰہی ہیں۔ لیکن یہ چیزیں کافروں اور فاسقوں کو بھی

دیگئی ہیں تم کو اس امر کی دعوت نہیں کی گئی کہ تم ان کے طریق کی طرف ہدایت کئے جانے کی
دعا کرو بلکہ تم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے طریق کی طرف ہدایت کئے جانے
کی دعا کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی ہے کہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے
رسولؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور جناب محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار اور اصحاب اخیار
و منتجبین سے دوستی رکھتے ہیں اور ایسے تقیہ حسنہ کو بجا لاتے ہیں جو تم کو دشمنانِ خدا
یعنی کفار کے زمانہ میں لوگوں کی شرارت اور زندیقوں کی بدی سے محفوظ رکھتا ہے
اس طرح سے کہ ان سے نرمی اور مدارات برتو تاکہ تمہارا یہ حسن سلوک (تقیہ حسنہ) ان کو
تمہاری ایذا رسانی اور دیگر مومنین کو اذیت پہنچانے پر برانگیختہ نہ کرے اور وہ لوگ
ہیں جو مومن بھائیوں کے حقوق کو پہچانتے ہیں +

حکم تقیہ

الغرض جو مرد یا عورت محمدؐ اور انکی آلؑ اور اصحابؓ سے دوستی رکھے اور انکے دشمنوں سے
دشمنی کرے وہ عذاب خدا سے محفوظ رہنے کے لئے ایک بزرگ قلعہ اور مضبوط ڈھال
کا مالک ہو جاتا ہے اور جو مرد یا عورت بندگانِ خدا سے ایسی پسندیدہ اور نیکو تر مدارات
سے پیش آئے جسکی وجہ سے نہ تو مذہب باطل میں داخل ہو جائے اور نہ دین حق سے خارج
ہو (یعنی تقیہ حسنہ کو عمل میں لائے) تو حق تعالیٰ اس کے سانس لینے کو بمنزلہ تسبیح کے
قرار دیتا ہے اور اسکے عمل کو پاکیزہ کرتا ہے اور اسکو بصیرت عنایت فرماتا ہے تاکہ
وہ ہمارے راز کو ہمارے دشمنوں سے پوشیدہ رکھے اور انکی باتوں پر غیظ و غضب
میں نہ آئے اور اسکو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے جو راہ خدا میں جہاد کرکے اپنے خون
میں لوٹتا ہو + پھر فرمایا جو شخص اپنے مقدور کے موافق اپنے برادران ایمانی کے حقوق کو
پورا کرے اور ان کو قوت اور قدرت دے اور انکی لغزشوں اور خطاؤں کے عوض لینے
سے درگزر کرے اور انکے قصور معاف کرکے ان سے رضامند ہو جائے حق تعالیٰ قیامت
کے دن اس سے ارشاد فرمائیگا اے میرے بندے تو نے اپنے مومن بھائیوں کے حقوق

برادران ایمانی کے حقوق ادا کرنے کا ثواب

اور امام رضا علیہ السلام نے مضمون مذکورۂ بالا میں اتنا اور اضافہ فرمایا ہے کہ جو کوئی
امیر المومنینؑ کے حق میں درجہ عبودیت سے تجاوز کرے وہ بھی گروہ مغضوب علیہم اور
ضالین میں داخل ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے ہم کو عبودیت کے
درجے سے مت بڑھاؤ پھر جو چاہو سو کہو اور مبالغہ مت کرو اور جس طرح نصاریٰ نے
عیسیٰؑ کو درجہ عبودیت سے درجہ اُلوہیت پر پہنچا دیا تم ایسے غلو اور زیادتی سے پرہیز کرو
کیونکہ میں غالیوں سے بیزار اور ناراض ہوں +

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام رضا علیہ السلام کی تقریر یہانتک پہنچی
ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسولِ خدا اپنے پروردگار کی تعریف
ہمارے سامنے بیان فرمایئے کیونکہ اگلے لوگ ہمارے مذہب اور رائے کے مخالف رائے
دے گئے ہیں تب حضرتؑ نے فرمایا کہ جو کوئی قیاس اور رائے سے خدا کی تعریف کرے
وہ ہمیشہ شک و شبہ میں گرفتار اور راہ راست سے منحرف رہتا ہے اور ٹیڑھی راہ کو
طے کرتا اور سیدھے راستے سے بھٹکتا پھرتا ہے اور ناپسندیدہ قول کا قائل رہتا ہے +

بعد ازاں فرمایا کہ جن اوصاف سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے انہی سے تم بھی
اسکی تعریف کرو اُسکو دیکھہ نہیں سکتے اسکی کوئی صورت اور شکل نہیں ہے اسکو حواس خمسہ
سے نہیں پاسکتے لوگوں پر اسکو قیاس نہیں کرسکتے وہ اپنی نشانیوں سے شناخت کیا گیا
ہے۔ وہ دور ہے مگر اس صفت میں کوئی اس کے مشابہ نہیں اور باوجود دوری کے
نزدیک ہے مگر اسمیں بھی کوئی اس کا نظیر نہیں اسکی ہمیشگی وہم وخیال میں نہیں
آسکتی اس کی مخلوقات سے اس کو تمثیل نہیں دے سکتے وہ اپنے احکام و قضایا میں
ظلم نہیں کرتا جو کچھ کہ اسکے علم میں گزرا ہے تمام خلقت اسی کی پیروی اور متابعت
کرتی ہے اور جو کچھ کہ اسکی کتاب مکنون میں ہے سب اسی پر چل رہے ہیں جو کچھ کہ
اس نے انکی بابت معلوم کیا ہے اسکے برخلاف وہ کچھ عمل نہیں کرتے اور نہ اس کے سوا

مذمت غلو در حق امیر المومنینؑ

جن صفات سے اللہ سبحانہٗ نے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے انہی اوصاف سے اسکو موصوف کرنا چاہئے

کچھ اور ارادہ کرتے ہیں وہ تمام مخلوقات سے قریب ہے مگر انکے ساتھ چپکا ہوا نہیں اور سب سے بعید ہے مگر اس بُعد نے اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا وہ درست اور راست ہے مگر اس کو کسی سے تمثیل نہیں دیسکتے اور وہ واحد ہے مگر کوئی اس سے بُغض اور دشمنی نہیں کرسکتا۔ اپنی نشانیوں سے پہچانا جاتاہے اور اپنی علامتوں سے ثابت کیا جاتاہے۔ الغرض اسکے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے +

جب حضرتؑ اس بیان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ وہ تمہاری دوستی کا دعوے کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ تمام صفتیں علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور وہی اللہ ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے جب امام ثامن علیہ السلام نے اس شخص کی یہ تقریر سنی تو جسم مبارک میں لرزہ پڑگیا اور تمام بدن عرق عرق ہوگیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام ان باتوں سے پاک اور منزہ ہے جو کافر اور ظالم لوگ اسکی طرف منسوب کرتے ہیں کیا علی کھانا نہ کھاتے تھے پانی نہ پیتے تھے نکاح نہ کرتے تھے کیا پیشاب اور پاخانے وغیرہ کی حاجت ان کو نہ ہوتی تھی اور باوجود ان لوازمات بشری کے وہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں بہ خشوع و خضوع تمام نماز پڑھتے تھے اور اسکی جناب میں توبہ و استغفار کرتے تھے جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں کیا وہ خدا ہوسکتا ہے؟ اگر بالفرض ایسا شخص خدا ہوسکتا ہے تو تم میں سے کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو خدا نہو کیونکہ ان صفات میں جو اپنے موصوف کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں تم سب اس کے ساتھ شریک ہو +

اور مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کو اسکی خلقت سے مشابہ کرتاہے وہ اسکو نہیں پہچانتا اور جو کوئی بندوں کے گناہ خدا کی طرف منسوب کرتاہے وہ اسکو عادل نہیں جانتا

اُس شخص نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ خدا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب علیؑ نے ایسے معجزات اپنی ذات بابرکات سے ظاہر کئے جن کے ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے تو اس وقت اپنے خدا ہونیکا ثبوت دیا اور جب عاجز مخلوقات کی سی صفات انکے سامنے ظاہر فرمائیں۔ اسوقت اپنے احوال کو ان پر پوشیدہ کر دیا اور ان کو امتحان میں ڈالا تاکہ وہ اسکو پہچانیں اور اپنے اختیار سے اسپر ایمان لائیں یہ کلام اس شخص کا سنکر حضرتؑ نے فرمایا کہ اول تو یہ کہ وہ لوگ اس شخص کا بالکل جواب نہیں دیسکتے جو انکی اس تقریر کو اُلٹ دے (یعنی معارضہ بالقلب کرے) اور یوں کہے کہ جب اس جناب سے فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں اور ضعیف اور محتاج لوگ ان صفات میں اسکے ساتھ شریک ہوں معجزات اس سے ظاہر نہیں ہو سکتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزات جس کسی سے ظاہر ہوں وہ صرف اس قادر مطلق کا فعل ہیں جو مخلوقات کے مشابہ نہیں ہے نہ کہ بندۂ محدث و محتاج کا جو کہ صفات ضعف میں ضعیف اور عاجز بندوں کا شریک ہے[1]۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو نے اس وقت مجھ کو جناب رسولخدا اور امیر المومنینؑ اور امام زین العابدینؑ کے اقوال یاد دلادئے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تو یہ ہے جس کو مجھسے میرے باپؑ نے سلسلہ وار اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم دین پر اپنے بندوں کو اسطرح قابض نہیں کرتا کہ لوگوں سے چھین کر کسی کو دیدے بلکہ اسکو علمائے دین کے قبضے میں دیتا ہے جب کسی عالم کا کوئی اور عالم جانشین نہیں ہوتا تو زر و مال دنیوی اور اسکے امور حرام کے طالب اسکی جگہ پر متصرف ہو جاتے ہیں اور حقدار سے حق کو روکتے ہیں بلکہ اس (حق) کو غیر مستحق کے لئے قرار دیتے ہیں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور ان سے مسائل شرعی دریافت کرتے ہیں وہ اٹکل پچو فتوے دیتے ہیں خود بھی گمراہ

[1] گویا یہ مطلب ہے کہ جب علیؑ میں خود اظہار معجزہ کی قدرت نہ ہوئی تو وہ خالق کیونکر ہو سکتے ہیں اگر اس تقریر سے کوئی شخص انکے دعوے کو قلب کرڈالے تو اس کا وہ لوگ کیا جواب دیسکتے ہیں۔ مولانا و مقتدانا سید محمد ہارون صاحب ممتاز الافاضل زنگی پوری مدظلہ العالی۔

ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں +

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو اور اے ہمارے دوستی کے دعوے کرنیوالو خبردار خود رائے لوگوں سے پرہیز کرنا کیونکہ وہ سنتہائے نبوی کے دشمن ہیں۔ احادیث ان کے حافظے سے یکایک فرار کر گئیں اور سنت نبوی کی نگہبانی اور پاسداری سے وہ عاجز اور درماندہ ہو گئے ہیں بندگان الہی کو اپنا خدم وحشم قرار دیا ہے اور اسکے مال کو اپنی دولت بنا بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر بہت سے لوگ انکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور بہت سی خلقت کتوں کی طرح انکی تابعدار ہو گئی حق کو اہل حق سے چھین لیا اور سچے اماموں کی مثال بن بیٹھے حالانکہ وہ جاہل اور کافر اور ملعون ہیں جب ان سے ایسے مسائل جو انکو معلوم نہیں دریافت کئے جاتے ہیں تو تکبر اور غرور کے باعث اپنی ناواقفیت اور لاعلمی کا اقرار نہیں کرتے بلکہ دین حق میں رائے اور قیاس سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاؤں کے تلووں پر مسح کرنا ان کے اوپر کی طرف مسح کرنے سے اولے اور انسب ہے +

اور امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسکی رفتار اور کردار نیک ہے اور گفتار نرم ہے اور حرکات میں عجز و انکسار پایا جاتا ہے خبردار ہرگز اسکو دیکھ کر فریفتہ نہ ہو جانا اور اسکے دام فریب میں گرفتار نہ ہو جانا کیونکہ اکثر لوگ ضعف جسمانی اور کمی رعب و داب و بزدلی کے سبب دنیا کے حاصل کرنے اور اسکے محرمات میں پڑنے سے عاجز ہوتے ہیں اسلئے دین کو حصول دنیا کیلئے جال بناتے ہیں اور اپنے ظاہری اعمال سے ہمیشہ لوگوں کو فریب دیتے رہتے ہیں اس قسم کا آدمی جب کسی امر حرام پر قابو پاتا ہے تو جھٹ اس کا مرتکب ہو جاتا ہے اور جب تم سنتے ہو تو مال حرام سے پرہیز کرتا ہے خبردار ایسے شخص کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہونا کیونکہ خلقت کی خواہشیں مختلف اور جدا جدا ہیں بہت لوگ مال حرام سے تو پرہیز کرتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہو اور اپنے نفس کو ایک بدکار اور بدصورت عورت پر برانگیختہ کرتے ہیں اور اس سے کالا منہ کرتے ہیں اور جب تم سنتے ہو تو اس فعل شنیع سے اجتناب کرتے ہیں خبردار کبھی ایسے شخص پر فریفتہ نہونا جبتک کہ اسکے عقیدہ عقلی کو نہ جانچ لو کیونکہ بہت سے لوگ

عقل سے بالکل دست بردار ہوجاتے ہیں اور پھر کبھی عقل متین کی طرف رجوع نہیں کرتے اور جو کچھ وہ اپنی جہالت سے خراب کرتے ہیں اسکی مقدار انکی عقل کی اصلاح اور درستی سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور جب تم اسکی عقل کو متین اور درست پاؤ تب بھی ہرگز ہرگز اسپر فریفتہ نہ ہونا جبتک کہ یہ آزمائش نہ کرلو کہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو عقل کا مطیع کرتا ہے یا عقل کو ان کا فرمانبردار اور پیرو کار بناتا ہے اور ریاست باطلہ سے اسکو کیسی محبت ہے اور اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرنے میں اس کا کیا حال ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دنیا اور آخرت دونو جگہ گھاٹے اور ٹوٹے میں ہیں دنیا کو دنیا کے لئے ترک کر دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ریاستِ[۱] باطلہ کی لذت دنیا کی مباح اور حلال نعمتوں اور مالوں کی لذت سے افضل اور بہتر ہے اسلئے وہ اس ریاست کی ہوس میں سب سے دست بردار ہوجاتے ہیں رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ یعنی جب اس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈر تو عزت اسکو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور بسبب غیرت اور حمیت جاہلیت کے گناہ زیادہ کرتا ہے پس اسکے واسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا بچھونا ہے۔ الغرض شب کور اونٹنی کی طرح بے سودھے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اس کا ابتدائی باطل خیال اسکو نقصان اور گھاٹے کے پرلے سرے کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور وہ اپنی سرکشی اور طغیان کی حالت میں ایسی چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جو اسکے مقدور سے باہر ہیں آخرش محرمات الہی کو حلال ٹھیراتا ہے اور حلال کو حرام کر دیتا ہے جب اسکو وہ ریاست اور عزت دنیوی کہ جس کی وہ تلاش میں تھا ہاتھ آجاتی ہے تو اسکو اپنے دین کے فوت ہونے کا ذرا بھی غم نہیں ہوتا۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ غضب ناک ہے اور لعنت کرتا ہے اور جن کے لئے عذاب مہین مہیا کیا ہے یوں ہونے کو تو سب ہی مرد ہیں لیکن مرد کامل وہ ہے جو ہوائے نفسانی کو حکم خدا کا فرمانبردار

پارہ ۲ نصف

---

[۱] یعنی لوگوں کے نزدیک بزرگ مرتبہ سمجھا جانا جیسے بنے ہوئے صوفی اور بنے ہوئے ملا کرتے ہیں ۱۲ مولانا مقتدانا مولوی سید محمد ہارون صاحب مدظلہ العالی ۔

اور ماتحت بنائے اور اپنے قوائے جسمانی کو رضائے الٰہی میں صرف کرے اگر اسکو کسی امر حق میں ذلت حاصل ہوتی ہے تو وہ اس ذلت کو امر باطل کی عزت کی نسبت عزت ابدی سے قریب تر سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ تھوڑی سی دنیاوی سختیاں جھیلنا مجھ کو دائمی نعمتوں میں پہنچا دیگا جو ایسے گھر میں ہیں جو کبھی برباد اور خراب نہو گا اور نہ وہ نعمتیں کبھی ختم ہونگی اور اس شخص کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں ہوائے نفسانی کے تابع ہوں تو اس حالت میں جو بہت سی دنیاوی خوشیاں اور آرام مجھ کو حاصل ہونگے وہ آخر کار ایسے عذاب میں مجھ کو مبتلا کرینگے کہ وہ نہ تو کبھی منقطع ہوگا اور نہ اسمیں کبھی زوال آئیگا جس شخص کے خیالات اس قسم کے ہوں وہ مرد کامل اور پسندیدہ ہے تم کو مناسب ہے کہ ایسے شخص سے تمسک کرو اور اس کا طریق اختیار کرو اور اسکی پیروی کرو اور اپنے پروردگار کی طرف اس کو اپنا وسیلہ بناؤ کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کی دعا کو رد نہیں کرتا اور اپنے دروازے سے اسکو بے نیل مرام اور محروم نہیں پھیرتا ۔

اسکے بعد امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہوں اور کافروں سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وہ صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور درجے سے ناواقف ہیں یہانتک کہ اپنے نفوس رذیلہ کی کارروائی پر نہایت متعجب ہوتے ہیں اور اسکو بڑی رفعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آخر کار رفتہ رفتہ اپنی فاسد اور ناقص راؤں پر کاربند ہونے لگے اور اپنی اُن عقلوں سے جنکے سبب وہ کسی راہ پر چل سکتے تھے غیر خدا کی راہ پر چلنے پر انحصار اور اکتفا کر لی رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ قدر الٰہی کو کمتر جاننے لگے اور اسکے احکام کو بہ نظر حقارت دیکھنا شروع کیا اور اللہ جل جلالہ کی شان عظیم کو خوار اور حقیر سمجھنے لگے اس کا سبب یہ ہے کہ انکو اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ قادر مطلق ہے اور بذات خود غنی اور بے پروا ہے اسکی قدرت مستعار نہیں ہے اور اسکی بے پروائی کسی سے عاریۃً لی ہوئی نہیں جسکو چاہتا ہے فقیر اور محتاج کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جس صاحب قدرت کو چاہتا ہے عاجز کر دیتا ہے اور جس غنی کو چاہتا ہے تنگدست اور فقیر کر دیتا ہے ان لوگوں نے خدا کے ایک برگزیدہ بندے کو دیکھا جس کو اسنے ایک خاص قدرت عطا کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ اسکے

نزدیک اس بندے کی فضیلت کس قدر ہے اور اسکو کچھ کرامت عطا فرمائی ہے تاکہ خلق خدا پر موجب حجت ہو اور شرف و کرامت کو اسکی طاعت گزاری کا ثواب ٹھیرائے اور اپنے احکام کی متابعت کا ذریعہ قرار دے اور ان لوگوں پر اس بندے کو منصوب کرنے اور پیشوا بنانے سے اپنے مکلف بندوں کو اس غلطی میں پڑنے سے بچائے کہ کون شخص حجت خدا اور ہمارا امام ہے اور ان لوگوں کی حالت اس وقت ان لوگوں کی سی تھی جو کسی دنیاوی بادشاہ کی جستجو میں تھے اور اسکے فضل و عطا کی تمنا کر رہے تھے اور اسکے انعام و اکرام کے امیدوار تھے اور اس آرزو میں تھے کہ اسکے عطایائے گرانبہا جو دنیا کی تکالیف اور اسکی سختیوں سے نجات دیں اور ادنے درجہ کے پیشے کرنے اور کمینہ کاروبار میں پڑنے سے چھڑا دیں) لیکر اپنے گھروں کو مراجعت کریں اسی اثنا میں کہ وہ اس بادشاہ کے آنیکا رستہ دریافت کر رہے تھے کہ وہاں جاکر انتظار میں بیٹھیں اور انکی رغبتیں اسکی طرف مائل ہو رہی تھیں اور انکے دل اسکی زیارت کے مشتاق اور آرزومند تھے کہ ناگاہ کسی شخص نے آکر انکو خبر دی کہ بادشاہ اپنے لاؤ لشکر اور سوار اور پیادوں سمیت تمہاری طرف آرہا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچے تو تم حق تعظیم و تکریم اور اقرار سلطنت وغیرہ تم پر واجب ہے بجا لانا اور خبردار کسی اور کو اسکے نام سے نامزد کرنا اور ویسی تعظیم کسی اور کی نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو گویا بادشاہ کے حق کو گھٹا دیا اور اسکی حقارت اور بے عزتی کی اور تم اس خطا کے عوض سخت سزا کے مستوجب اور سزا یاب ہوگے یہ سنکر وہ سب کے سب متفق اللفظ پکارے کہ ہم بمقدور ایسا ہی کرینگے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اس بادشاہ کا ایک غلام بہت سے سوار اور پیادے جنکو اس بادشاہ نے اسکے ماتحت کیا تھا اور مال و اسباب جو سرکار شاہی سے اسکو عطا ہوا تھا لیکر وہاں آپہنچا اس گروہ نے جو بادشاہ کے منتظر تھے جب اسکو دیکھا تو ان بادشاہی نعمتوں کو جو اس کے ہمراہ تھیں اس کے آقا کی نعمت سے بڑھ کر گمان کیا اور اس مال اور لشکر کے سبب بجائے اس کے کہ اس کو منعم علیہ (نعمت دیا گیا) سمجھتے ۔ درجۂ غلامی سے بلند و برتر سمجھا اور شاہانہ تحیہ و سلام کی رسم بجا لائے اور اسی کو بادشاہ کے نام سے نامزد کرنے لگے اور اس امر کے منکر ہوگئے

تمثیل برائے ابطال باطل

کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی بادشاہ ہوگا یا اس کا کوئی مالک بھی ہے جب اس غلام اور اس کے خیل وحشم نے یہ حال دیکھا تو ان کو زجر و توبیخ کی اور سمجھایا کہ اس نام سے اس غلام کو مت نامزد کرو اور ان کو جتلایا کہ بادشاہ دراصل وہ ہے جس نے یہ مال اور لشکر اسکو عطا کیا ہے اور اس خاص عہدے اور عزت سے اس کو مشرف اور سرفراز فرمایا ہے اور تمہارا یہ بیجا کلام بادشاہ کی ناراضی اور عتاب کا باعث ہوگا اور اس کی سزا بھگتو گے اور یہ تمہارا اس غلام کی تعظیم و تکریم کرنا اور ہاتھ رگڑنا بیکار جائیگا گو ان غمگساروں اور نمک خواروں نے ان ناہنجاروں کو بہت کچھ سمجھایا. مگر یہ ناعاقبت اندیش لوگ برابر ان کو جھٹلاتے اور انکے قول کی تردید ہی کرتے رہے آخر کار جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ انھوں نے میرے غلام خاص کو آزردہ خاطر کیا ہے اور باب سلطنت میں میری توہین اور بے عزتی کی ہے اور میرے حق تعظیم کو گھٹا دیا ہے تو نہایت غضبناک ہوا اور ان سب کو قید کر دیا اور چند آدمیوں کو مقرر کیا کہ ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کرو اسی طرح اس قوم نے بھی خدا کے ایک خاص بندے کو پایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے لطف و اکرام سے اسکو سرفراز کیا ہے تاکہ اسکی فضیلت کو خلقت پر ظاہر فرمائے اور اپنی حجت کو ان پر قائم کرے پس ان لوگوں کے نزدیک ان کے خالق کا درجہ اس سے کمتر ہے کہ وہ علیؑ کو خلق کر سکے اور وہ اس کا بندہ ہو اور علیؑ کی شان ان کے خیال میں اس سے بڑھ کر ہے کہ خدائے عزوجل اس کا پروردگار ہو۔ اس خیال سے اُنھوں نے اس (علیؑ) کو اس کے غیر نام سے نامزد کیا جب جناب امیرالمومنینؑ اور ان کے شیعوں اور تابعین اہل ملت نے اس قوم کی یہ ناشائستہ حرکت دیکھی تو ان کو اس امر سے منع کیا اور ان سے کہا کہ علیؑ اور اسکی اولاد خدائے بزرگ و برتر کے مکرم اور معزز بندے ہیں اور اسکی مدبر مخلوقات میں داخل ہیں وہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہیں مگر ہاں جس پر خدائے رب العالمین نے ان کو قدرت دی ہے اور وہ خود کسی چیز کا اختیار

نہیں رکھتے سوا اس چیز کے جس کا خدا نے ان کو مالک ومختار کیا ہے اور ان کو مرنے جینے اُٹھنے
تنگی فراخی۔ حرکت اور سکون پر کچھ دسترس نہیں ہے مگر جس قدر کہ خدا نے ان کو طاقت
اور قدرت دی ہے اور ان کا پروردگار اور پیدا کرنے والا اہل حدوث (مخلوقات) کی صفات
سے بزرگ تر ہے اور صاحبان حدود کی تعریفوں سے بلند و برتر ہے جو کوئی اللہ تعالےٰ
کے سوا ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو خدا سمجھے وہ شخص زمرۂ کفار میں داخل اور
راہ راست سے گمراہ ہوگا یہ گفتگو سنکر اس قوم نے سرکشی اور منہ زوری کی راہ سے اس امر
سے انکار کیا اور اپنی طغیان اور سرکشی میں زیادتی کی اور اسی میں حیران اور سرگردان
ہیں انجام یہ کہ ان کی تمنائیں اور آرزوئیں باطل ہوئیں اور اپنے مطالب سے محروم رہے
اور عذاب دردناک میں گرفتار ہوئے +

حدیث قدسی در فضیلت سورۂ فاتحہ

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین علیہ السلام سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے
فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ سورت حضرت محمدؐ اور انکی امت کے لئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ کہ
اس کا ابتدائی حصہ تو حمد خداوندی اور ثنائے الٰہی ہے اور دوسرا حصہ خدا سے دعا کرنا ہے اور
میں نے جناب رسولؐ خدا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے
کہ میں نے سورۂ حمد کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کردیا
ہے اس سورت کا نصف حصہ تو میرے واسطے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے اور
میرے بندے کے لئے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے جب بندہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی اب مجھ پر
واجب ہے کہ اسکے تمام کاموں کو پورا کردوں اور اسکے احوال اور مال میں برکت دوں
اور جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری
تعریف کی اور میرا شکر ادا کیا اور اس بات کو معلوم کیا کہ جو نعمتیں اسکو ملی ہیں وہ میری
طرف سے ہیں اور جو بلائیں کہ اس سے دور ہوئی ہیں وہ بھی میری بخشش اور کرم کے

باعث ہیں۔ پس اے فرشتو میں تم کو اپنے فضل و کرم پر گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکی دنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتیں زیادہ کرونگا اور جس طرح میں نے اس سے دنیاوی بلاؤں کو دفع کیا ہے اسی طرح آخرت کی بلائیں بھی دور کرونگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ تو پروردگار عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے رحمٰن اور رحیم ہونے کی گواہی دی۔ اے فرشتو میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں بھی اپنی رحمت سے حصۂ وافر اسکو عطا کرونگا اور اپنی بخشش کا بہت بڑا حصہ اسکو عنایت کرونگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ تو خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جس طرح اس نے میری نسبت بادشاہ روز جزا ہونے کا اقرار کیا ہے اسی طرح میں بھی حساب کے دن اس پر حساب اعمال آسان کرونگا۔ اور اسکی نیکیوں کو بھاری اور گراں بار کرونگا۔ اور اسکی بدیوں سے درگزر کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ○ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا وہ فقط میری ہی عبادت کرتا ہے میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اس عبادت کا اتنا ثواب دونگا کہ جو شخص اس عبادت کے نہیں اسکا مخالف ہے وہ اسپر رشک کھائیگا اور جب بندہ کہتا ہے وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ تو خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے صرف مجھ ہی سے مدد طلب کی اور مجھ ہی سے التجا کی میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکی تمام مشکلوں میں مدد کرونگا اور مصیبت کے دن اسکی دستگیری کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ آخر سورہ تک۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیواسطے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے بیشک میں نے اسکی دعا قبول کی اور جو آرزو وہ رکھتا ہے وہ میں اسکو عطا کرونگا اور جس چیز سے وہ خائف و ترسان ہو اس سے اسکو امن دونگا کسی شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا کیا حضرت آیا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سورۂ فاتحہ میں داخل ہے فرمایا کہ ہاں جناب سرور خدا اسکو تلاوت فرماتے تھے اور اس سورۃ کی ایک آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ فاتحۃ الکتاب (سورہ حمد) ہی سبع مثانی ہے جسکو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے فضیلت دیگئی ہے اور اس سورت کی سات آیتیں ہیں۔ ساتویں آیت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے +

سورۂ بقر

(یعنی وہ سورت جسمیں گائے کا ذکر کیا گیا ہے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ قرآن شریف مدرسہ تعلیم الٰہی ہے اسلئے جس قدر تم سے ہوسکے اس تعلیم گاہ سے حصّہ لو۔ اور سیکھو کیونکہ یہ نور ظاہر اور شفائے نافع ہے اسکو سیکھو کیونکہ حق تعالیٰ اسکے سیکھنے کی برکت سے تمکو شرف دنیا و آخرت عطا فرمائیگا۔ سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران کو سیکھو کیونکہ ان دونو کا حاصل کرنا باعث برکت ہے اور ان کا ترک کرنا حسرت و افسوس کا موجب۔ اور باطل فرقہ یعنی جادوگر لوگ ان ہر دو سورتوں کی تحصیل نہیں کرسکتے جب قیامت برپا ہوگی تو یہ دونو سورتیں اسطرح نمودار ہونگی گویا دو بادل ہیں یا تاریکی کے دو ٹکڑے یا پرندوں کے دو جھلڑ ہیں کہ برابر صف باندھے ہوئے ہیں اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے پروردگار عالمین کی جناب میں حجت پیش کرینگے اور حق تعالیٰ بھی آنسے بحث اور محاجہ کریگا وہ دونو عرض کرینگے کہ اے رب الارباب میرے اس بندے نے ہماری تلاوت کی دن کو ہمیں آرام دیا اور راتوں کو ہمیں بیدار کیا اور اپنے سامنے قائم کیا اسوقت اللہ تعالیٰ خطاب کریگا کہ اے قرآن میں نے محمدؐ رسول اللہ کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی جو فضیلتیں تجھ میں نازل کی تھیں انکو اس شخص نے تسلیم کیا یا نہیں؟ وہ دونو سورتیں عرض کرینگی اے سب پالنے والوں کے پالنے والے اے تمام معبودوں کے معبود یہ اسکو اور اسکے دوستوں کو دوست رکھتا تھا اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرتا تھا اور جب مقدور ہوا تو اپنے اس عقیدے کو ظاہر کیا اور جب اسکے اظہار سے عاجز اور معذور رہا تو تقیہ کرتا اور چھپاتا رہا یہ شہادت سنکر پروردگار عالم فرمائیگا تب تو اس نے میرے حکم کے مطابق تم دونو پر عمل کیا اور تمہارے جس حق کو میں نے بزرگ اور عظیم کیا تھا وہ اسکو بزرگ اور عظیم سمجھا اسکے بعد ندا آئیگی کہ اے علیؑ تو نے اپنے اس دوست کے حق میں قرآن کی شہادت سُنی وہ عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہاں سُنی

تب اللہ تعالیٰ فرمائیگا - اے علیؑ جو تیرے جی میں آئے اس شخص کے لئے مجھ سے طلب کر یہ فرمان ربُ العزت سنکر وہ حضرتؑ ایسی ایسی چیزیں اس قاری کیلئے طلب کرینگے جو اُسکی آرزوؤں اور تمناؤں سے چندر چند زیادہ ہونگی کہ ان کا شمار خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اسوقت ندا آئیگی کہ اے علیؑ میں نے تیری درخواست اس شخص کے حق میں قبول کی +

نیز جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والوں کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھیں گے کہ اسکی روشنی دس ہزار برس کی راہ تک پہنچیگی اور ایسا حُلّہ انکو پہنائینگے کہ دنیا کی تمام نفیس چیزوں کا ہزار گنا بھی اسکے ادنےٰ تارسے لگا نہیں کھا سکتا اور پروانۂ شاہی بہشت بریں کا پروانہ اسکے دائیں ہاتھ میں اور حیات ابدی کا فرمان بائیں ہاتھ میں دینگے - دائیں ہاتھ والے پروانے میں یہ تحریر ہوگا کہ ہم نے تجھ کو جنت کے بزرگ بادشاہوں میں داخل کیا اور سرتاج انبیاءؑ اور سید اوصیاءؑ اور انکے جانشین ائمہ اطہار سرواران اتقیا کا رفیق کیا اور بائیں ہاتھ کے پروانے میں یہ لکھا ہوگا کہ تیرے اس ملک میں زوال اور تغیر کبھی راہ نہ پائیگا اور تو نے مرنے اور بیمار ہونے سے نجات پائی اور مرضوں اور علتوں سے چھوٹا اور حاسدوں کے حسد اور مکاروں کے مکر و فریب سے رہا ہوا پھر اس سے کہا جائیگا کہ تو قرآن پڑھنا شروع کر اور اوپر کی طرف چڑھتا جا - کہ تیری منزل تیری تلاوت کی آخری آیت کے پاس ہوگی - جب اس قاری کے ماں باپ اپنے اپنے حُلّوں اور تاجوں کو دیکھیں گے تو عرض کرینگے کہ خداوندا یہ شرف اور بزرگی ہمکو کہاں سے حاصل ہوئی ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے تب فرشتے جانب پروردگار سے ان کو جواب دینگے کہ یہ شرف تم کو اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دینے کے باعث سے حاصل ہوا +

قولہ تعالیٰ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ○ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

یعنی یہ وہ کتاب ہے کہ اسمیں کچھ شک نہیں ہے - وہ پرہیزگاروں کیلئے ہدایت کرنے والی ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ قریش اور یہودی قرآن کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ظاہر جادو ہے کہ اُس (محمدؐ) نے اسکو اپنی طرف سے بنالیا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے انکی تردید کیلئے

فرمایا کہ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ○ یعنی اے محمدؐ اس کتاب کو میں نے نازل کیا ہے جسکی
ابتدا حروف مقطعات سے ہے کہ وہ حروف الف لام میم ہیں اور وہ تمہاری زبان میں ہے اور تمہاری
زبان کے حروف تہجی سے مرکب ہے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو ایسی ہی کتاب اپنی طرف سے بنالاؤ
اور اسکے بنانے میں اپنے تمام حاضرین سے مدد لو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ وہ ایسی کتاب کے
بنانے کی قدرت نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی
اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○

پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۹

یعنی اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہدے کہ اگر تمام انسان اور جن ملکر اس قرآن جیسی کتاب بنانی
چاہیں تو وہ ایسی نہ بنا سکیں گے اگرچہ وہ اس کام میں ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں +
اب خدا فرماتا ہے کہ الٓمّٓ یعنی قرآن جسکی ابتدا الٓمّٓ سے ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ وہی کتاب ہے جسکی
بابت موسیٰؑ اور اسکے بعد کے اور پیغمبروں کو خبر دیگئی تھی اور ان پیغمبروں نے بنی اسرائیل کو
مطلع کیا تھا کہ میں عنقریب محمدؐ پر ایک کتاب نازل کرونگا۔ کہ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○ اسمیں آگے اور پیچھے کسی طرف سے

پارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ ع ۴

باطل اور دروغ کو دخل نہیں ہے اور وہ خداوند صاحب حکمت اور ستائش کیئے گئے کی طرف سے نازل ہوئی
ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ اور اسمیں ان لوگوں کو کچھ بھی شک نہیں ہے کیونکہ ویسا ہی ظہور میں آیا
جیسا کہ انبیائے گزشتہ نے ان کو خبر دی تھی کہ حضرت محمدؐ پر ایسی کتاب نازل ہوگی کہ اسکو پانی
بھی نہ مٹا سکیگا۔ وہ حضرتؐ خود بھی اسکو پڑھا کرینگے اور انکی امت بھی سب حالتوں میں اسکی
تلاوت کیا کریگی۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ اور وہ پرہیزگار و متقی لوگوں کو گمراہی سے جدا اور
الگ کرنے والی ہے اور متقی وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں سے ڈرتے ہیں جو ہلاکت اور عذاب کا موجب
ہیں اور اپنے نفسوں کو سفاہت اور نادانی کے تسلط سے بچاتے ہیں یہانتک کہ جس چیز کا جاننا
ان پر واجب ہے اس کا جب ان کو علم ہو جاتا ہے تو اسپر اس طرح عمل کرتے ہیں جس سے پروردگار
عالم ان سے خوشنود اور رضامند ہو +

اسکے بعد امام عالیمقام نے ذکر فرمایا کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الٓمٓ کے الف سے
مراد اللہ ہے اور حرف لام سے ملک عظیم قاہر و غالب جمیع خلق مراد ہے اور حرف میم اس امر پر دال
ہے کہ وہ مجید یعنی بزرگ اور محمود فی کل افعالہ یعنی اپنے جمیع امور میں تعریف اور ستائش کیا گیا
ہے اور یہ قول یہودیوں پر حجت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ بن عمران کو مبعوث کیا اور
انکے بعد اور پیغمبروں کو نبی اسرائیل کی ہدایت کیلئے بھیجا تو ہر ایک نے اُن سے یہ عہد لیا کہ محمدؐ
عربی امی پر ایمان لائیں جو مکے میں مبعوث ہوگا۔ اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیگا اس پر
ایسی کتاب نازل ہوگی جسکی بعض سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہونگی اسکی امت کے بعض
آدمی اس کتاب کو حفظ کرینگے اور اُٹھتے بیٹھتے صبح شام ہر حال میں اسکی تلاوت کیا کرینگے اور اللہ تعالےٰ
اسکا حفظ کرنا ان پر آسان کریگا اور وہ لوگ محمدؐ کے ساتھ اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابیطالب کو
ملحق کرینگے جو اس سے ان علوم کو جو وہ اسکو تعلیم کریگا اخذ کریگا اور اسکی امانتوں کے ادا کرنیکا
ذمہ وار ٹھہریگا اور اپنی شمشیر بُراں سے اسکے دشمنوں کو زیر کریگا۔ اور اپنی قاطع دلیل سے
ہر مجادلہ اور مخاصمہ کرنے والے کو ساکت اور لاجواب کریگا اور کافروں اور مشرکوں سے کتاب
خدا کی تنزیل پر لڑائی کریگا۔ یہانتک وہ طوعاً او کرہاً اسکو قبول کرلینگے اور جب حضرت محمدؐ کی
رحلت ہو جائیگی اور بہت سے لوگ جو دل سے ایمان نہ لائے تھے مرتد ہو جائینگے اور قرآن کی
تاویلات میں طرح طرح کی تحریفیں کرینگے اور اسکے معنوں کو بدلینگے اور ان سے اُلٹا پلٹا مطلب
نکالینگے تو پھر اُن سے اسکی تاویل پر جنگ کریگا یہانتک کہ ابلیس لعین جو اُن کو اغوا کرتا تھا
ذلیل و خوار اور مغلوب و مطرود ہوگا۔

چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا اور ان کو مکہ میں ظاہر
کیا اور پھر وہاں سے مدینہ میں لے گیا اور انکی نبوت کو شہرت دی اور قرآن مجید کو آنحضرتؐ پر
نازل کیا اور اسکی سورت کلاں کو الٓمٓ سے شروع کیا یعنی الف لام میم۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ
یعنی یہ وہی کتاب ہے جسکی بابت میں نے انبیائے سابقین کو خبر دی تھی کہ میں عنقریب محمدؐ پر

اس کتاب کو نازل کرونگا کہ لَا رَیْبَ فِیْہِ کہ اسمیں کچھ شک و شبہ نہیں ہے تب یہودیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبروں نے اسی نبیؐ کے آنے کی خبر دی تھی اور محمدؐ پر ایسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے کہ پانی اسکو محو نہیں کر سکتا اور وہ حضرتؐ خود اور اسکی اُمت ہر حال میں اسکی تلاوت کرتے ہیں یہ دیکھ کر یہودی اسمیں تحریف و تبدیل کرنے لگے اور برخلاف تاویلیں کرنی شروع کر دیں۔ اور جس علم کو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوشیدہ کیا تھا اسمیں خوض کرنے لگے اور وہ یہ تھا کہ اس امت کی مدت کتنی ہے اور انکی بادشاہی کب تک رہیگی آخرکار یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمتمیں حاضر ہوا حضرتؐ نے انکے معاملے کو جناب امیرؑ کے حوالے کیا کہ جو چاہو ان سے سوال کرو۔ تب ایک یہودی نے عرض کی کہ اگر حضرت محمدؐ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہمنے جان لیا کہ اسکی امت کی بادشاہی کب تک رہیگی۔ ہمارے حساب میں فقط اکہتر ۷۱ برس ہوتے ہیں کیونکہ الف کا ایک اور لام کے تیس ۳۰ اور میم کے چالیس ۴۰ عدد ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ اکہتر ۷۱ ہوتا ہے۔ جناب امیرؑ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم المٓصٓ کی بابت کیا کہتے ہو کہ وہ بھی آنحضرتؐ ہی پر نازل ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ تو بلحاظ اعداد کے اس سے زیادہ ہیں کیونکہ اسکے ایکسو اکسٹھ ۱۶۱ برس ہوتے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا تو پھر الٓرٰ سے کیا مراد لیتے ہو کہ وہ بھی آنحضرتؐ پر نازل ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اسکے عدد اس سے بھی زیادہ ہیں اور یہ دوسو اکتیس ۲۳۱ برس ہوتے ہیں۔ تب جناب امیرؑ نے فرمایا کہ المٓرٰ کے باب میں کیا کہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ اس سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ اسکے دوسو اکہتر ۲۷۱ برس ہوتے ہیں اسپر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ انمیں سے ایک آنحضرتؐ کے بارے میں ہے یا سب کے سب؟ یہ سوال سُنکر اُن کے اقوال میں اختلاف پڑ گیا اور اپنی اپنی ہانکنے لگے بعض کہتے تھے کہ صرف ایک آنحضرتؐ کیواسطے ہے اور بعض کہتے تھے کہ وہ سب انہی کے حق میں ہیں اور ان کا کل مجموعہ سات سو تیس ۷۳۰ برس ہوتے ہیں۔ بعد ازاں بادشاہی ہم یہودیوں کی طرف رجوع کریگی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تمہارے اس بیان پر

مناظرہ علیؑ با یہود در باب افتتاح سور قرآن

کوئی کتاب خدا ناطق ہے یا کہ اپنی عقل ہی سے کہتے ہو تب بعض انمیں سے بولے کہ کتاب خدا اسپر شاہد ہے بعض نے کہا کہ ہماری رائے اس امر پر دال ہے۔ حضرتؑ نے گروہ اول سے فرمایا تم وہ کتاب خدا لاکر ہمیں دکھاؤ جو تمہارے اس بیان کی شاہد ہے یہ ارشاد حضرتؑ کا سُنکر وہ عاجز ہو گئے اور خاموش رہ گئے پھر باقی لوگوں سے جو اپنی رائے کو دلیل ٹھیراتے تھے فرمایا کہ تمہاری اس رائے کے صائب اور درست ہونیکی کیا دلیل ہے اس کا ثبوت دو انھوں نے جواب دیا کہ اسکی دلیل یہ ہے کہ یہ حساب جمل ہے حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ یہ امر تمہارے قول کی کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور ان حروف سے وہ عدد بیشک نکلتے ہیں جن کا تم نے دعویٰ کیا ہے مگر یہ کہ تم ان اعداد سے مدت بادشاہی مراد لیتے ہو اسکی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے بجائے اسکے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حروف امت محمدی کی بادشاہی کی مدت پر دلالت نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اسی قدر درہم اور دینار کا قرضدار ہے یا تم میں سے ہر ایک کے ذمے علیؑ کا اتنا اتنا قرض ہے یا یہ کہ تم میں سے ہر ایک پر اتنی اتنی دفعہ لعنت کیگئی ہے تو بتاؤ تم اس کا کیا جواب دوگے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ اے ابوالحسن یہ جو جو کچھ تم نے کہا اس کا الٓمٓ اور الٓمٓصٓ اور الٓرٰ اور الٓمٓرٰ میں کہیں نص نہیں ہے امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو بس تمہارے دعویٰ کا بھی ان حروف میں کہیں نص موجود نہیں اگر بقول تمہارے ہمارا قول باطل ہے تو بقول ہمارے تمہارا دعوےٰ بھی باطل ہے۔ ان کا خطیب بولا کہ اے علیؑ اس بات سے خوش مت ہو کہ ہم اپنے دعوے پر کچھ دلیل نہ لا سکے تمہارے پاس بھی سوا اسکے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہم اپنے دعوی پر دلیل لانے سے عاجز اور قاصر رہے تو بس نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ہمارے قول کی کچھ دلیل ہے اور نہ تمہارے قول کی۔ اسلئے دونو باطل ہوئے اسکے جواب میں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک نہیں بلکہ ہمارے دعوے پر معجزہ روشن دال ہے یہ کہکر حضرتؑ نے یہودیوں کے اونٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم حضرت محمدؐ اور اُن کے وصیؑ کی شہادت دو۔ یہ سُنتے ہی اونٹوں نے صدا دی

معجزہ ۱۵ کلام ناقہ اعجم

کہ اے وصیٔ محمدؐ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو اور یہ یہودی سب جھوٹے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ ان یہودیوں سے ان کے اونٹ بہتر ہیں پھر اُنکے لباسوں سے شہادت طلب کی وہ بھی گویا ہوئے کہ یا علیؑ تم سچے ہو تم سچے ہو۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کا سچا پیغمبر ہے اور تم ان کے وصی برحق ہو جو بزرگی محمدؐ کے لئے ثابت ہے اس میں تم بھی ان کے قدم بقدم ہو تم دونو اللہ تعالیٰ کے نور بزرگ کے دو برابر برابر ٹکڑے ہو اور فضیلت میں تم دونو شریک ہو لیکن اتنا فرق ہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ معجزے دیکھ کر وہ یہودی نہایت شرمندہ اور ذلیل وخوار ہوئے اور ناظرین میں سے بعض لوگ یہ معجزے دیکھکر رسولؐ خدا پر ایمان لائے۔ اور یہود عنود اور باقی ناظرین پر شقاوت غالب ہوئی۔ پس قول خدا لَا رَیْبَ فِیْهِ اسی پر شاہد ہے یعنی جو کچھ محمدؐ نے پروردگار عالم کی طرف سے اور علیؑ نے آنحضرتؐ کی طرف سے بیان کیا وہ بالکل ٹھیک اور درست ہے اور اسمیں ذرا بھی شک وشبہ نہیں ہے اسکے بعد خدا فرماتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی وہ پرہیزگاروں کے واسطے بیان اور شفا ہے کہ جو شیعہ محمدؐ وعلیؑ ہیں اور اقسام کفر سے پرہیز کرتے ہیں اور اسکو ترک کرتے ہیں اور سب قسم کے گناہوں سے جو موجب ہلاکت وعذاب ہیں بچتے ہیں۔ اور ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اسرار خدا ورسولؐ اور اسکے پاک بندوں یعنی اوصیاء محمدؐ کے پوشیدہ رازوں کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور علوم دین کو ان کے اہل اور مستحق لوگوں سے پوشیدہ رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو اپنے لوگوں میں پھیلاتے ہیں +

قولہ عزوجل اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنی جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے جن کیلئے یہ کتاب ہادی اور رہنما ہے اور فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝ وہ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی ان چیزوں پر جو ان کے حواس سے غائب اور پوشیدہ ہیں اور ان پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ جیسے مرنے کے بعد مبعوث ہونا

اور زندہ ہونا اور حساب دینا اور بہشت اور دوزخ اور توحید الٰہی اور اور چیزیں جو مشاہدہ میں
نہیں آسکتیں بلکہ صرف ان دلیلوں سے پہچانی جاتی ہیں جو خدائے بزرگ و برتر نے ان کی
شناخت کیلئے قائم کی ہیں۔ مثلاً آدمؑ اور حواؑ اور ادریسؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء جن پر
حجج الٰہی سے ایمان لانا لازم ہے اگرچہ انہوں نے ان کو مشاہدہ نہیں کیا اور پوشیدہ باتوں پر
ایمان لاتے ہیں اور روز قیامت سے ڈرتے اور ہول کھاتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ سلمان فارسی علیہ الرحمۃ
گروہ یہود پر سے گزرے انہوں نے ان سے التماس کی کہ اے سلمانؓ ہمارے پاس بیٹھو اور آج
جو کچھ تم نے محمدؐ سے سنا ہے اسکو بیان کرو۔ سلمانؓ نے ان یہودیوں کے مسلمان ہو جانے کی
طمع پر ان کی درخواست کو قبول کیا اور وہاں بیٹھ کر بیان کرنے لگے کہ میں نے آج حضرت محمدؐ
سے سنا ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو آیا ایسا وقوع میں نہیں آتا کہ کوئی
شخص تمہارے پاس ایک بڑی حاجت لیکر آتا ہے اور تم اسکو پورا کرنا نہیں چاہتے مگر
ہاں جب وہ شخص کسی ایسے شخص کو جسکو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو تمہارے پاس سفارشی
لاتا ہے تب تم اسکی حاجت بر لاتے ہو اور اسکی درخواست کو قبول کر لیتے ہو۔ اے میرے
بندو۔ آگاہ ہو کہ محمدؐ اور اسکا بھائی علیؑ اور اسکے بعد ائمہؑ برحق جو خلائق کے لئے میرے نزدیک
آنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں
اسلئے جس کو کوئی حاجت درپیش ہو اور وہ اس سے منتفع ہونا چاہے یا کوئی مصیبت واقع
ہو اور وہ اسکے ضرر سے بچنا چاہے تو مجھ سے محمدؐ اور اسکی آلؑ افضل و طیب و طاہر کا واسطہ
دیکر دعا کرے۔ میں بہ نسبت اس شخص کے جسکے پاس تم اپنی حاجت میں اسکے سب سے گہرے
دوست سے سفارش کراتے ہو عمدہ اور پسندیدہ طور پر اس بندے کی دعا کو قبول کرونگا
اور اسکی حاجت پوری کرونگا یہ سنکر ان یہودیوں نے تمسخر اور ہنسی کی راہ سے سلمانؓ سے کہا کہ اے ابو عبد اللہ
تو پھر تم ان حضراتؑ کا واسطہ دیکر خدا سے یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمکو تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار اور
غنی کردے سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں نے خدائے عز و جل سے دعا کی ہے اور اس چیز کا سوال کیا ہے جو تمام دنیا کی بادشاہی سے بہتر

اور افضل ہے اور اسکا نفع بہت زیادہ ہے اور یہ درخواست کی ہے کہ مجھ کو ایسی زبان دے جو اسکی حمد وثنا کرے اور ایسا دل دے جو اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سخت مصیبتوں میں صبر کرے۔ اس خدائے جلیل الشان نے میری اس التماس کو قبول فرمایا اور وہ چیز عطا کی جو کل دنیا اور اسکی تمام نفیس اشیا سے دس کروڑ دفعہ افضل ہے۔

جب ان یہودیوں نے سلمانؓ کی یہ تقریر سُنی تو ہنسی اڑانے لگے اور کہنے لگے کہ اے سلمانؓ تم نے بڑے بھاری مرتبے کی درخواست کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا امتحان کریں تاکہ معلوم ہو کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ اور یہ لو اب ہم اپنے کوڑے لیکر تم کو مارتے ہیں تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ وہ ہمارے ہاتھوں کو تمہارے مارنے سے روک دے۔ تب سلمانؓ دعا کرنے لگے کہ اے خدا مجھ کو اس بلا میں صبر و تحمل عطا فرما۔ اور ان یہودیوں نے ان کو اپنے کوڑوں سے مارنا شروع کیا یہانتک کہ مارتے مارتے تھک گئے اور سلمانؓ اس دعا کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اس بلا میں صبر عطا کر۔ جب وہ ملعون مارتے مارتے عاجز ہو گئے تو کہنے لگے کہ اے سلمانؓ ہم گمان نہ کرتے تھے کہ کوئی جاندار اس قسم کی تکلیف کو جو اسوقت تمپر وارد ہوئی ہے برداشت کر سکے اور اسکی جان جسم میں باقی رہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے پروردگار سے اس امر کی درخواست نہ کی کہ وہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے باز رکھے سلمانؓ نے جواب دیا کہ میرا یہ التماس کرنا صبر کے خلاف ہے بلکہ میں اس مہلت پر جو حق تعالیٰ نے تمکو دے رکھی ہے راضی ہوا اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ مجھکو اس بلا پر صبر عنایت کرے۔ تھوڑی دیر آرام لیکر ان یہودیوں نے پھر کوڑے سنبھالے اور سلمانؓ کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ ہم تمکو اتنی دیر تک کوڑے مارینگے کہ تم یا تو ان کے صدمے سے مر جاؤ۔ یا محمدؐ کی نبوت کا انکار کرو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرنیکا کہ حضرتؐ کی نبوت کا انکار کروں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر آیہ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ نازل کی ہے اور تمہاری اس تکلیف کا برداشت کرنا مجھ کو نہایت سہل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس زمرہ میں داخل کرے جنکی اس آیہ شریفہ میں

مچ گئی ہے یہ سنکر ان ناہلوں نے اس مرد خدا کو کوڑوں سے یہانتک مارا کہ مارتے مارتے ہاتھ رہ گئے
پھر بیٹھ کر کہنے لگے کہ اے سلمانؓ محمدؐ پر ایمان لانے کے سبب اگر خدا کے نزدیک تمہاری کچھ قدر و منزلت
ہوتی تو ضرور تمہاری دعا کو قبول کرتا۔ اور ہم کو تمہارے مارنے سے منع کرتا۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ
تم لوگ بڑے جاہل ہو وہ حق سبحانہ میری اس دعا کو کیونکر قبول کرے اگر وہ ایسا کرے تو یہ میرے
درخواست کے برخلاف ہے۔ حالانکہ میں نے اس سے یہ التماس کی ہے کہ وہ مجھکو صبر عطا کرے اور
اس نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا ہے اور مجھکو صبر عطا کیا ہے۔ اور میں نے تمہارے روکنے کی
اس سے دعا نہیں کی اگر ایسا ظہور میں آئے تو یہ میری دعا کے برخلاف ہوگا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو
اسکے بعد تیسری دفعہ پھر ان کو کوڑوں سے مارنے لگے اور سلمانؓ برابر یہی کہے جاتے تھے
کہ یا اللہ مجھ کو اپنے حبیب برگزیدہ حضرت محمدؐ کی محبت میں اس بلا کے برداشت کرنے پر صبر
عطا فرما۔ اسوقت ان یہودیوں نے پوچھا کہ وائے ہو تم پر کیا محمدؐ نے تمکو اس امر کی اجازت
نہیں دی کہ تم از روئے تقیہ کے اپنے عقیدے کے برخلاف کلمہ کفر زبان سے نکالو سلمانؓ نے
جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس امر کی بیشک اجازت دی ہے مگر فرض نہیں کیا۔ بلکہ
جائز کیا ہے کہ میں تمہارے فاسد ارادے کو پورا نہ ہونے دوں۔ اور تمہاری اس تکلیف کی برداشت
کرتا رہوں اور ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے اور مجھ کو یہی پسند ہے یہ سنکر اس گروہ ملاعنہ نے
پھر کوڑے سنبھالے اور ان کو بہت ہی مارا اور لہولہان کر دیا اور پھر ہنسی سے کہنے لگے کہ تم اپنے
خدا سے دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ ہمکو تمہارے مارنے سے روک دے اور جو کچھ ہم تم سے کہلوا کر
چھوڑنا چاہتے ہیں وہ تمکو نہ کہنا پڑے اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ وہ تمہاری دعا کو جو محمدؐ
اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دیکر مانگوگے رد نہیں کریگا۔ تو تم ہماری ہلاکت کے لئے بددعا
کرو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں تمہاری ہلاکت کے لئے بددعا کرنے کو برا سمجھتا ہوں اور یہ
خوف ہے کہ شائد تم میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی نسبت خدا کو معلوم ہے کہ وہ کچھ عرصے کے
بعد ایمان لائیگا۔ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے اس کے ایمان سے محروم رکھنے کا خدا سے سوال کیا

یہ سنکر وہ مردودانِ بارگاہِ الٰہی کہنے لگے کہ تم یہ دعا کرو کہ اے خدا اس شخص کو ہلاک کر جسکی بابت تجھے معلوم ہے کہ وہ مرتے دم تک اپنی سرکشی اور طغیان پر قائم رہیگا۔ اس قسم کی دعا کرنے سے تم اس بات سے بچے رہوگے جس کا تم کو ڈر ہے +

الغرض جب ان یہودیوں نے یہ درخواست کی تو جس گھر میں وہ لوگ اور سلمانؓ موجود تھے اس کی دیوار شق ہوگئی اور سلمانؓ نے جناب رسولؐ خدا کو مشاہدہ کیا کہ وہ حضرتؐ فرما رہے ہیں کہ اے سلمانؓ تم اس قوم کے ہلاک ہونے کی دعا کرو کیونکہ ان میں کوئی بھی راہ راست پر آنے والا نہیں جیسا کہ حضرت نوحؑ کو جب تحقیق معلوم ہوا کہ ان کی قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہیں لائیگا تو اُنھوں نے ان کے حق میں بددعا کی۔ یہ ارشاد نبوی سُنکر سلمانؓ نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم کس قسم کے عذاب سے ہلاک ہونا چاہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ تم خدا سے دعا کرو کہ وہ ہمارے ان سب کوڑوں کو اژدہاؤں کی صورت میں تبدیل کردے کہ انمیں سے ہر ایک سر اُٹھاکر اپنے مالک پر حملہ کرے اور اسکے بدن کی ہڈیوں کو چبا جائے تب سلمانؓ نے خدا سے اسی طرح دعا کی اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کوڑے کو ایک افعی کی شکل میں بدل دیا جس کے دو سر تھے ایک سر سے تو ہر ایک نے اپنے مالک کے سر کو پکڑا اور دوسرے سر سے اسکے دائیں ہاتھ کو جسمیں وہ کوڑا لئے تھا۔ پھر ان سانپوں نے ان کی ہڈیوں کو توڑ توڑ کر چبایا اور ان کو لقمہ کر کر نگل گئے۔ اُسوقت رسولؐ خدا نے اپنی مجلس کے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے گروہ مومنین اس وقت اللہ تعالیٰ نے بیسؔ یہودیوں اور منافقوں کے مقابلے میں تمہارے بھائی سلمانؓ کی نصرت کی۔ کہ اس گروہ کے کوڑے افعی بن کر انکو چور چور کرکے چبا گئے اور ان کی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے انکو نگل گئے آؤ چلکر ان افعیوں کو دیکھیں جو خدا کی جانب سے سلمانؓ کی نصرت کیلئے مقرر ہوئے ہیں۔ غرض جناب رسالتمآبؐ مع اصحاب اس گھر کی طرف روانہ ہوئے اور جب وہ افعی ان لوگوں کو نگلنے لگے تو اُنھوں نے چیخنا اور شور و غل مچانا شروع کیا۔ ان کی چیخیں سُنکر بہت سے یہودی اور منافق جو ہمسائے میں

رہتے تھے وہاں آگئے تھے۔ مگر ان اژدہاؤں کے خوف سے دور کھڑے تھے اور کسی کو ان کے نزدیک جانے کی جرات نہ پڑتی تھی۔ جب رسولؐ خدا وہاں تشریف لائے تو سب کے سب اس گھر میں سے نکلکر گلی میں آگئے اور وہ گلی نہایت تنگ تھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے قدم کی برکت سے اس کو وسیع کر دیا اور وہ بہ نسبت سابق دس گنی فراخ ہو گئی۔ ان سانپوں نے جب آنحضرت کو دیکھا تو بہ زبان فصیح گویا ہوئے۔ اَلسَّلامُ علیک یا محمّدُ یا سیّدَ الاوّلین وَالآخرین یعنی سلام ہو تجھپر اے محمدؐ اے سردار اولین و آخرین۔ پھر جناب امیرؑ کو اس طرح سے سلام کیا اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یا علیُّ یا سَیِّدَ الوَصِیِّین یعنی سلام ہو تجھپر اے علیؑ اے سردار اوصیاء۔ بعد ازاں آنحضرت کی عترت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلامُ علی ذُرِّیَّتِکَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الَّذِیْنَ جُعِلُوْا عَلَی الْخَلْقِ قَوَّامِیْنَ ○ یعنی آپکی اولاد طیب و طاہر پر جنکو حق تعالیٰ نے تمام خلقت کے امور کا قایم کرنے والا بنایا ہے۔ ہمارا سلام پہنچے۔ ہم ان منافقوں کے کوڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مومن (سلمانؓ) کی دعا سے ہم کو افعی بنا دیا ہے۔ تب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کو زیبا اور سزاوار ہیں۔ جس نے اپنے اس بندے کو میری اُمت میں کیا جو شروع میں بد دعا سے باز رہنے اور صبر کرنے اور آخر کار ناامید ہونے کے بعد بد دعا کرنے میں نوحؑ سے مشابہ ہے۔ پھر افعیوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم ان کافروں پر نہایت غضبناک ہیں اور خدا کی بادشاہی میں آپکے اور آپکے وصیؑ کے احکام ہمپر جاری ہیں ہماری آرزو ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم کو جہنم کے افعی بنا دے۔ جو ان کافروں پر مسلط ہونگے تاکہ جس طرح اس دنیا میں ہم ان کو نگل گئے ہیں وہاں بھی اسی طرح ان کو آزار پہنچائیں رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تمہاری درخواست قبول ہو گئی۔ اب تم ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو جو تمہارے پیٹوں میں ہیں اُگل دو۔ اور بعد ازاں جہنم کے سب سے نیچے والے درجے میں چلے جاؤ تاکہ ان کی زیادہ تر رسوائی اور بدنامی ہو اور ننگ و عار بہت عرصے تک انکے لئے باقی رہے جب وہ میدان میں لوگوں کے درمیان دفن کئے جائینگے تو بہت سے مومنوں کو انکی قبریں دیکھ کر عبرت ہوگی کہ یہ لوگ

مومن نیکوکار حبیب محمدؐ یعنی سلمانؓ کی بددعا سے ہلاک ہوئے ہیں حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر ان افعیوں نے ان کافروں کے بدلوں کے ٹکڑوں کو اپنے پیٹوں سے اُگل دیا اور ان کے عزیز و اقارب نے ان کو اُٹھا کر دفن کر دیا بہت سے کافر اس واقعہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور بہت سے منافقوں نے اپنے نفاق کو دور کیا اور خالص اسلام اختیار کیا اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔ پھر جناب رسالتمآبؐ نے سلمانؓ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ تم ہمارے خاص مومن بھائی ہو اور خدا کے مقرب فرشتے تم کو دل سے دوست رکھتے ہیں۔ اور انکے نزدیک تمہاری فضیلت آسمانوں اور حجابہائے نور اور کرسی اور عرش سے لیکر تحت الثرےٰ تک کی تمام سلطنت میں اس سے زیادہ مشہور ہے جیسے آفتاب ایسے دن میں جسمیں کسی قسم کا غبار اور ابر اور تاریکی نہو اور نہ افق میں غبار ہو ظاہر اور روشن ہوتا ہے اور جن لوگوں کی آیۂ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ میں مدح کی گئی ہے تم ان سب میں افضل ہو۔

قولہ عز وجل وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی اور نماز کو قایم کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی نماز کو ادا کرتے ہیں اور رکوع اور سجود کامل طور پر بجالاتے ہیں اور اسکے اوقات اور حدود کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں اور جو چیز کہ نماز کو فاسد اور ناقص کر دیتی ہے اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور مجھ سے میرے والد بزرگوار نے اپنے آبائے کرامؑ کی زبانی روایت کی ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے جو جناب رسولِ خدا کے نیک اور برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایکدن حضرتؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرے پاس ساٹھ راس دنبیاں ہیں اگر میں انکو جنگل میں چرانے لیجاتا ہوں تو حضرتؐ کی جدائی مجھ پر شاق گزرتی ہے اور میں اسبات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ ان کو کسی چرواہے کے حوالے کر دوں اور وہ انپر سختی کرے اور بری طرح سے چرائے فرمایئے کیا تدبیر کروں حضرتؐ نے جواب دیا کہ تم خود ہی چرانے جاؤ۔ القصہ وہ خود بکریوں کو لیکر جنگل میں چلے گئے۔ ساتویں روز خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضرتؐ نے

حالات ابوذر و ادا کردن نماز بحضور قلب

فرمایا کہ اے ابوذرؓ عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہؐ فرمایا تم نے اپنی دنبیوں کو کیا کیا۔ عرض کی کہ انکا قصہ عجیب ہے۔ فرمایا وہ کیا۔ ابوذرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک بھیڑیئے نے ان پر حملہ کیا تب میں اس امر میں متردد ہوا کہ نماز کو قطع کر کے دنبیوں کی حفاظت کروں یا نماز کو ختم کروں اور دنبیوں سے درگزر کروں مگر میں نے نماز ہی کو ترجیح دی اسوقت شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اے ابوذرؓ تجھکو کیا ہوا کہ تو نماز پڑھ رہا ہے اور ادھر بھیڑیا دنبیوں پر حملہ کر کے سب کو پھاڑ کھائیگا۔ اور تیرے لئے دنیا میں کچھ ذریعہ معاش باقی نہ رہیگا۔ تب میں نے شیطان سے کہا کہ میرے واسطے توحید باریتعالیٰ اور اسکے رسول محمدؐ پر ایمان لانا اور ان کے بھائی اور ان کے بعد سردار خلق علیؑ ابن ابیطالب اور انکی ذریت طاہرہ ائمہ ہدیٰ سے دوستی رکھنا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا باقی رہینگے اور ان کے ہوتے دنیا کی ہر شے کا فوت ہونا آسان اور سہل ہے۔ یہ کہکر میں نماز پڑھنے میں مصروف ہوا اور بھیڑیئے نے آکر ایک بچہ گوسپند کو پکڑ لیا اور میں اس بات کو محسوس کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شیر اس بھیڑیئے پر جھپٹا اور پھاڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بچے کو چھڑا کر ریوڑ میں پہنچا دیا اور مجھ کو آواز دی کہ اے ابوذرؓ تم اپنی نماز میں مصروف رہو اور دنبیوں کی کچھ فکر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو انکی حفاظت کیلئے مقرر کیا ہے جبتک کہ تم نماز سے فارغ نہ ہولو۔ یہ صدا سنکر میں نماز میں مشغول ہوا مگر اس واقعہ سے مجھ کو اس قدر تعجب ہوا کہ اس کا حال خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں الغرض جب میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ شیر میرے پاس آیا اور بولا کہ تم جاؤ اور حضرت محمدؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے مصاحب اور آپکی شریعت کے محافظ کو عزت بخشی اور ایک شیر کو اسکی دنبیوں کی رکھوالی کے لئے مقرر کیا ۔

اس واقعہ کو سنکر حاضرین مجلس نہایت متعجب ہوئے اسوقت جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ مجھ کو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو تمہاری بات کا یقین ہے۔ یہ سنکر بعض منافق کہنے لگے کہ یہ بات محمدؐ اور ابوذرؓ کے باہمی مشورہ کا نتیجہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے ہم کو

(معاذاللہ) اپنے دام فریب میں پھنسائے اور ان میں بیس آدمیوں نے باہم اتفاق کیا کہ باہر چلکر ابوذرؓ اور اسکی دنبیوں کا حال معلوم کریں اور دیکھیں کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیا سچ مچ شیر اسکے ریوڑ کی رکھوالی کرتا ہے تاکہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو۔ القصہ جب وہ منافق وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابوذرؓ تو نماز میں مصروف ہیں اور شیر انکے ریوڑ کے ارد گرد پھرتا ہے اور انکو چرا رہا ہے اور جو دنبی انمیں سے بچھڑ جاتی ہے اسکو ہانک کر ریوڑ میں شامل کر دیتا ہے یہانتک کہ جب ابوذرؓ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو شیر نے انکو آواز دی کہ یہ لو تمہارا گلہ جوں کا توں صحیح سلامت ہے۔ بعد ازاں ان منافقوں کو پکارا کہ اے گروہ منافقین آیا تم اس امر کے منکر تھے کہ اللہ تعالی مجھکو محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہارؑ کے دوست اور بارگاہ باریتعالی میں ان حضراتؑ سے توسل کرنیوالوں کا مطیع و فرمانبردار کرے کہ میں اسکی دنبیوں کی رکھوالی کروں میں اس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے محمدؐ اور انکی آل اطہار کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالی نے مجھکو ابوذرؓ کا خادم اور مطیع فرمان قرار دیا ہے یہانتک کہ اگر وہ مجھکو تمہارے پھاڑ کھانے اور ہلاک کرنے کا حکم دے تو ابھی تم سب کو ہلاک کر ڈالوں میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس سے بڑھکر اور کسی کی قسم نہیں ہے کہ اگر ابوذر محمدؐ اور انکی آل اطہارؑ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرے کہ تمام سمندروں کے پانی کو زیبق اور بان کا روغن کر دے اور پہاڑوں کو مشک۔ عنبر اور کافور بنا دے اور تمام درختوں کی شاخوں کو زمرد اور زبرجد کی شاخیں کر دے تو حق تعالی ہرگز اسکی دعا کو رد نہ کرے۔ اور ایسا ہی ظہور میں آئے۔

جب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمتمیں حاضر ہوئے تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذرؓ چونکہ تمنے طاعت خدا کو بوجہ احسن ادا کیا اسلئے اللہ تعالی نے اس حیوان کو تمہارا فرمانبردار اور ماتحت کیا تاکہ تمہارے دشمنوں اور تم پر حملہ کرنے والوں کو تم سے باز رکھے اور تم ان لوگوں میں سب سے افضل ہو جنکی حق سبحانہ نے آیہ یُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ میں مدح فرمائی ہے۔

قولہ عزوجل وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ یعنی اور جو چیز کہ ہمنے انکو دی ہے

اس میں سے خرچ کرتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ جو مال اور قوائے بدنی اور جاہ و منصب ہمنے انکو عطا کیا ہے انمیں سے خرچ کرتے ہیں اور مال کی زکوۃ ادا کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اور عیال و اطفال کی تکالیف کے متحمل ہوتے ہیں اور ضروری حقوق کو ادا کرتے ہیں جیسے خرچ کرنا جہاں میں جبکہ وہ لازم اور واجب ہو نیز جبکہ وہ مستحب ہو اور جیسے اور واجبی نفقات جیسے اہل و عیال و قریبی رشتہ داروں اور والدین کا نفقہ اور سنتی نفقات جیسے رشتہ داروں کا نفقہ جسکا ادا کرنا فرض نہیں ہے اور نیکی کرنا مثلاً کسی کی حاجت روا کرنا اور قرض دینا اور مسکین مرد اور عورتوں کی دستگیری کرنا اور قوائے بدنی سے امداد کرتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی اندھے آدمی کو ہاتھ پکڑ کر لیجائے یا اسکو کسی ہلاکت کی جگہ سے چھڑا دے یا کسی مسافر یا غیر مسافر کو اسکا بوجھ اٹھوانے میں مدد دے۔ اور جاہ و منصب کا خرچ یہ ہے کہ کسی شخص کی عزت کو بدگویوں کی زبان سے بچائیں یا کسی عاجز اور بیکس کی حاجت پوری کریں یہ سب کچھ رزق خداداد کے خرچ کرنیمیں شمار کیا گیا ہے۔ اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوۃ اسکے مستحقوں کو ادا کرے اور نماز کو اسکی شرطوں کے موافق بجالائے اور اپنے کسی عمل بد سے انکو باطل نہ کرے تو وہ شخص روز قیامت کو اسحال میں وارد ہوگا کہ سب اہل محشر اسکے مرتبے کی آرزو کرینگے یہانتک کہ نسیم جنت اسکو اٹھا کر بہشت بریں کے بلند ترین غرفوں میں اس شخص کے حضور میں پہنچا دیگی کہ محمد اور انکی آل اطہار میں سے جسکو وہ عزیز رکھتا تھا اور جو کوئی زکوۃ دینے میں بخل کرے اور نماز کو ادا کرے اسکی نماز زیر آسمان بند رہتی ہے جبتک کہ اسکی زکوۃ ادا کرنیکی خبر آئے اگر وہ زکوۃ کو ادا کردے تو ایک عمدہ گھوڑے کیطرح اسکی نماز کیلئے ایک سواری سجائی جاتی ہے اور وہ اسکو اٹھا کر ساق عرش تک لیجاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اسکو جنت میں لیجا اور اسمیں جاکر روز قیامت تک دوڑتی رہ۔ جہانتک تیری دوڑ ختم ہوگی وہ کل جگہ اور اسکی دائیں اور بائیں طرف سب تیرے واسطے ہے تب وہ سواری جنت میں دوڑیگی کہ ایک لمحہ میں ایک برس کی راہ طے کریگی اور قیامت تک اسی طرح دوڑتی رہیگی یہانتک کہ اس کی

ثواب ادائے زکوٰۃ و نماز و قضائے حاجت مومن

وہ اس حد تک منتہی ہوگی جہانتک کہ خدا کا منشا ہے۔ اور یہ کل جگہ اور اتنی ہی داہنی اور بائیں اور اوپر اور نیچے کی تمام جگہ اس شخص کیلیئے قرار پائیگی۔ اور اگر اُس نے زکوۃ دینے میں بخل کیا اور ادا نہ کی تو حکم ہوتا ہے کہ نماز کو واپس کر دو تب اسکو پرانے کپڑے کی طرح تہ کر کے اسکے مُنہ پر دے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا تو اس نماز کو زکوۃ کے بغیر کیا کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم اس شخص کا حال بہت ہی بُرا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تمکو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو اس سے بھی بدتر ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایئے۔ فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے جائے اور میدان جنگ سے مُنہ نہ موڑے اور مقابلے کیوقت لڑتا ہوا دشمنوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے نہ یہ کہ میدان سے فرار کرتا ہوا مارا جائے اور حوریں اسکی منتظر ہوں اور بہشت کے خزانچی اسکی روح کے وارد ہونیکا انتظار کرتے ہوں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اسکی طرف حوروں کے نازل ہونیکی راہ تکتے ہوں اور فرشتے اور بہشت کے خزانچی اسپر وارد نہ ہوں اور اسکے پاس نہ آئیں یہ حال دیکھکر زمین کے فرشتے جو اس مقتول کے آس پاس موجود ہوں کہیں کیا سبب ہے کہ حوریں اسپر نازل نہیں ہوتیں اور خازنان جنت اسپر وارد نہیں ہوتے تب ساتویں آسمان کے کناروں سے ندا آئے کہ اے فرشتو تم آسمان کے کناروں سے نیچے کی طرف نظر کرو جب وہ نظر اُٹھائیں تو دیکھیں کہ اس شخص کا خدا کو واحد جاننا اور رسولِ خدا پر ایمان لانا اور اسکی نماز اور زکوۃ اور صدقہ اور سب قسم کی نیکیاں آسمان کے نیچے رکی پڑی ہیں۔ اور انہوں نے آسمان کے تمام کناروں کو پُر کر دیا ہے گویا ایک بڑا بھاری قافلہ ہے جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور وہ فرشتے جو اُن بوجھوں کو اُٹھائے ہوئے ہیں پکارتے ہیں کیا ہوا کہ آسمان کے دروازے ہمارے لئے نہیں کھلتے کہ ہم اس شہید کے اعمال کو لیکر اندر داخل ہوں تب خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کھُلجائیں اور اُن ملائکہ کو آواز دیجائے اگر تم کو قدرت ہے تو اندر آؤ۔ تب ان فرشتوں کے بازو ان بوجھوں کو نہ اُٹھا سکیں اور ان اعمال کو لیکر اوپر نہ جا سکیں اور عرض کریں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ان اعمال کو اُٹھا کر اوپر نہیں لا سکتے اسوقت خدائے بزرگ و برتر کیطرف سے ایک منادی انکو ندا دیگا کہ اے فرشتو ان بوجھوں کا اُٹھانا تمہارا کام نہیں ہے بلکہ ان کو اوپر لیکر چڑھنے والی

خاص اونٹنیاں ہیں جو عرش کے قریب لیجا کر انکو درجات بہشت میں پہنچادینگی پھر ان کو درجات بہشت میں جگہ دیجائیگی تب فرشتے عرض کریں کہ وہ اونٹنیاں کونسی ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرے کہ تم کیا چیز اس شخص کے پاس سے اٹھا کر لائے ہو وہ جواب میں عرض کریں کہ اس شخص کا تجھکو واحد جاننا اور تیرے نبیؐ پر ایمان لانا تب خدا ان سے فرمائے کہاں بوجھ کے اٹھانیوالی میرے نبیؐ کے بھائی علیؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی دوستی ہے اگر وہ اسکے اعمال میں موجود ہے تو وہی ان اعمال کو اٹھائیگی اور اوپر لیجا کر جنت میں پہنچائیگی یہ سنکر وہ فرشتے اسکے اعمال کو دیکھیں اور باوجود کثرت اعمال کے علیؑ اور آل اطہار کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنیکا کہیں نشان تک بھی نہ پائیں تب حق تعالیٰ ان فرشتوں سے جو ان اعمال کو اٹھائے ہوئے ہوں فرمائے ان کو چھوڑ دو اور اپنی اپنی جگہ کو مراجعت کرو تاکہ جو ان اعمال کے اٹھانیکے سزاوار ہیں انکو اٹھائیں اور لیجا کر ان کے مناسب مقام پر رکھدیں یہ حکم پاتے ہی وہ فرشتے اپنے اپنے مقررہ مقاموں کی طرف چلے جائیں پھر پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ندا کرے کہ اے شعلہ جہنم تو ان کو سنبھال اور جہنم میں لے ڈال کیونکہ اس نے علیؑ اور آل اطہار کی دوستی کی اونٹنی انکے اٹھانیکے لئے تیار نہیں کی۔ تب وہ شخص ان فرشتوں کو پکارے در آنحالیکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو ان کے کرنے والے کیلئے بوجھ اور بلاؤں کی صورت میں تبدیل کردے کہ انکو دوستی امیر المومنین کی اونٹنی نے کیوں نہ اٹھایا اور وہ فرشتے اس شخص کی علیؑ سے مخالفت کرنے اور انکے دشمنوں کو دوست رکھنے کو پکاریں اور اللہ تعالیٰ اس (مخالفت علیؑ و محبت دشمنان علیؑ) کو کہ وہ کالے سانپوں کی صورت ہوگی ان اعمال پر کہ وہ کووں اور توقسوں[1] کی صورت میں ہونگے۔ مسلط فرمائے اور ان سانپوں کے منہ سے آگ نکل کر ان سب کو جلا دے۔ اسی طرح اس شخص کے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں اور دشمنان علیؑ کی دوستی اور اس ولیٔ خدا کی دوستی کے انکار کے سوا اور کوئی عمل باقی نہ رہے اس سبب سے جہنم کے درمیان اسکا مقام ہو۔ غرض اسکے اعمال حسنہ حبط ہو جائیں اور اسکے بوجھ اور تکالیف بہت بڑھ جائیں۔ ایسے شخص کی حالت اس شخص کی نسبت جو زکوٰۃ نہ دینے کے سبب

---

[1] توقس ایک پرندہ ہے جسکے گلے میں کنٹھ ہوتا ہے۔ صراح

اپنی نماز کو ضائع کر دے۔ بہت ہی بری ہے صحابہ میں سے کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کون شخص زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے فرمایا کہ محمد اور آل محمد کے ضعیف شیعہ جو بصیرت کامل نہیں رکھتے مگر جس کو بصیرت کامل حاصل ہو اور دوستان محمد سے دوستی کرنے اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہونیکو اچھی طرح جانتا ہو وہ شخص دین میں تمہارا بھائی ہے اور قرابت میں ماؤں اور باپوں سے زیادہ تر قریب ہے باقی رہا مخالف مذہب سو اسکو نہ تو زکوٰۃ دو اور نہ صدقہ کیونکہ میرے شیعہ اور دوستدار ہم میں سے ہیں اور ہم سب گویا ایک جسم واحد ہیں اور ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ دونو حرام ہیں لیکن جو کچھ کہ تم اپنے صاحب بصیرت بھائیوں کو دیتے ہو وہ بخشش و احسان میں داخل ہے اور زکوٰۃ اور صدقہ ان کو مت دو۔ اور اپنی میل کچیل کو انکے اوپر مت گراؤ اور اس سے ان کو پاک صاف رکھو کیا تم میں سے کوئی اسبات کو پسند کرتا ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں نجاست لگ جائے اور وہ اپنے کسی مومن بھائی پر اس نجاست کو گرا دے نیز اپنی زکوٰۃ اور صدقات مخالفین اور معاندین آل محمد اور انکے دشمنوں کے دوستداروں کو بھی مت دو۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں کو صدقہ دینا گویا حرم خدا اور حرم رسول میں چوری کرنا ہے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ ضعیف الاعتقاد اور جاہل مخالفین کے باب میں کیا حکم ہے کہ نہ تو ہماری مخالفت کی بصیرت انکو حاصل ہے اور نہ ہم سے وہ کچھ عناد رکھتے ہیں فرمایا انمیں سے ہر ایک کو اگر نقد ہو تو ایک درہم سے کم اور اگر کھانا ہو تو ایک روٹی سے کم دیں + بعد ازاں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسکے بعد تمام قسم کی نیکیاں جن سے تم اپنی عزتوں کو بچاؤ اور کتے کی سی صفت والے آدمیوں کی زبانوں سے انکو نگاہ رکھو۔ جیسے وہ شاعر جو لوگوں کی آبرو ریزی کے درپے ہوتے ہیں ان کو کچھ دیکر اس حرکت ناشایستہ سے باز رکھو۔ اس قسم کے تمام اخراجات تمہارے صدقوں میں شمار کئے جاتے ہیں +

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جہاد واجب اور سنت میں خرچ کرنا کیسا ہے فرمایا کہ جہاد واجب کی صورت تو یہ ہے کہ مسلمان اسقدر نہوں جو کافروں کے مقابلے میں باقی مسلمانوں کے قائمقام ہو سکیں۔ ایسے موقعہ پر ایک درہم کے صرف کرنے میں سات لاکھ کا ثواب ملتا ہے

بیان مستحقین زکوٰۃ

بیان جہاد و جہد سنت و ثواب انفاق و مال

اور مستحب کی صورت یہ ہے کہ مرد خود ارادہ کرے۔ حالانکہ جو لوگ اس سے پہلے جا چکے ہیں وہ اسکے قائمقام ہو چکے ہیں اور اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اس موقع پر ایک درہم خرچ کرنے پر سات سو نیکیاں شمار کی جاتی ہیں کہ ہر نیکی دنیا و ما فیہا سے لاکھ دفعہ بہتر ہے +

ثواب قرض دادن

اور قرض کا دینا ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایک درہم قرض دے تو گویا اس نے دو درہم تصدق کئے + اور میں نے رسولخدا سے سنا ہے کہ صدقہ صرف اغنیا اور مالداروں ہی پر لازم ہے +

اندھے کا ہاتھ پکڑنے کا ثواب

نیز جناب امیرؑ نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی اندھے کا ہاتھ تھام کر اسکو ایسی زمین میں چالیس قدم لیجائے کہ ہموار اور میدان ہو اور اسمیں کسی قسم کا خوف و خطر نہو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ہر قدم کی عوض بہشت عنبر سرشت میں ایک محل عطا فرمائیگا کہ اس کا طول اور عرض ہزار ہزار برس کی راہ ہوگی اور تمام زمین بھر سونا اس محل میں سوئی کے برابر سوراخ کیلئے بھی کافی نہیں ہے۔ اور اگر اسکو کسی ایسی راہ سے گزرنا پڑا جسمیں قدرے خوف بھی تھا تو اسکا ثواب یہ ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے پلۂ میزان کو دنیا کی نسبت لاکھ گنا وسیع پائیگا اور وہ اسکی تمام بدیوں پر غالب ہوگا اور ان کو محو کر دیگا۔ اور بہشت کے اعلیٰ محلوں اور غرفوں میں اس کا مقام ہوگا +

کسی مصیبت زدہ کی امداد کرنے کا ثواب

اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ کو راہ میں دیکھے کہ وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا ہے اور فریاد کرتا ہے اور کوئی اسکی فریاد کو نہیں سنتا۔ یہ حال دیکھ کر وہ اس غمزدہ اور درد رسیدہ کے حال پر ترس کھائے اور اسکی فریاد کو پہنچے اور اسکو اسکی سواری پر درست طور پر سوار کرادے اسوقت اللہ جلشانہ فرماتا ہے اے میرے بندے تو نے اپنی جان کو رنج و تعب میں ڈالا اور اپنے بھائی کی فریادرسی میں بڑی کوشش کی۔ اسکے صلے میں میں بھی فرشتوں کو جنکی تعداد تمام انسانوں سے جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک پیدا ہونگے زیادہ ہے۔ حکم دیتا ہوں کہ وہ تیرے واسطے جنت میں محل اور حویلیاں تعمیر کریں اور تیرے درجات بلند کریں اور تو بہشت میں بڑے عظیم الشان اور جلیل القدر بادشاہ کی طرح معلوم ہوگا +

ثواب اعانت مظلوم

اور جو کوئی کسی مظلوم کے مال یا جان سے ظالم کے ضرر کو دور کرے اسکے عوض میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے اقوال کے حروف اور اسکے افعال کے حرکات و سکنات سے فرشتے خلق کرتا ہے اور انکی تعداد اسقدر ہوتی ہے کہ ہر حرف کی عوض ہزار فرشتے پیدا کرتا ہے جو شیطان اس شخص کے بہکانے کیلئے آتے ہیں انکو پتھروں سے مار مار کر اس سے دفع کرتے ہیں اور جو ضرر کہ اس نے اس مظلوم سے دور کیا ہے اسکے ادنے سے ادنے جزو کی عوض لاکھ خازنان جنت اور اسی قدر خوش شکل اور خوبصورت حوریں مقرر فرماتا ہے جو اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے ملتے ہیں اور اسکی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس عمل کا عوض ہے جو تو نے فلاں مظلوم سے مالی یا بدنی ضرر کو دور کیا تھا *

ذکر ثواب حفظ ناموس برادر مومن

اور جو کوئی کسی ایسی مجلس میں موجود ہو۔ کہ اسمیں کوئی سگ دنیا اپنے بھائی یا برادران دینی کی بےعزتی اور پردہ دری کر رہا ہو اور اس کا رتبہ بڑا ہو اور وہ شخص اس دنیا کے کتے کو خفیف و ذلیل کرے اور اسکی بات کو رد کرے۔ اور اپنے مومن بھائی کی دامن عزت سے اسکی عدم موجودگی میں داغ بدنامی کو دور کرے تو اسکا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو جو حج کیلئے بیت المعمور کے پاس جمع ہوتے ہیں جو ملائکہ آسمانی کا ایک حصہ ہیں اور ملائکہ عرش کو جو پردہ ہائے نور کے فرشتوں کا ایک حصہ ہیں اور انمیں سے ہر ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ایک محضر پاتا ہے مقرر کرتا ہے کہ اس شخص کی مدح کریں اور اسکے لئے قرب الٰہی کی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ اسکو رفعت و جلالت عطا فرمائے۔ تب خداوند متعال ان سے فرماتا ہے کہ میں نے تم میں سے ہر مدح کرنے والے کے عدد کے بموجب تمہاری تعداد کے موافق محل اور بہشت اور باغ اور درخت اسکے لئے واجب کئے اور جو کچھ میں چاہونگا اس قدر دونگا کہ تمام مخلوقات اسکا شمار اور احاطہ نہیں کر سکتی *

جناب امیر المومنینؑ کا محض رضائے خدا کیلئے اپنا مال خرچ کرنا

ایک روز کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ کی مجلس صحابہ سے بھری ہوئی تھی حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے اپنا مال محض رضائے خدا کیلئے خرچ کیا ہو۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ میں ایک دینار لیکر گھر سے نکلا اور ارادہ تھا کہ آٹا خرید کر لاؤنگا رستے میں مقدادؓ بن اسود سے ملاقات ہوئی کہ اسکے چہرے سے بھوک کے آثار نمودار تھے۔ یہ حال

دیکھ کر میں نے وہ دینار اُسکو دے ڈالا۔ رسولخدا نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے
بعد ازاں کسی اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے تو آج علیؑ سے بہت زیادہ خرچ
کیا ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت پر میرا گذر ہوا کہ وہ کسی طرف کو جانا چاہتے تھے اور انکے پاس خرچ
بالکل نہ تھا یہ حال دیکھ کر دو ہزار درہم انکو دیدئے۔ رسولخدا اس شخص کی اس بات کو سنکر خاموش
ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ علیؑ کی نسبت تو فرمایا کہ مجھکو
اس بارے میں وحی ہوئی ہے اور اس شخص کیلئے کچھ بھی ارشاد نہ کیا حالانکہ اس نے انکی نسبت بہت
زیادہ مال راہ خدا میں تصدق کیا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ کسی بادشاہ کا
ایک خدمتگار ایک خفیف سی شے ہدیۃً دیتا ہے بادشاہ بہت خوشی سے اسکو قبول کرتا ہے اور اس خدمتگار کو
منصب جلیل پر سرفراز فرماتا ہے اور دوسرا خادم بہت نفیس اور گرانبہا شے پیشکش کرتا ہے بادشاہ اس شے کو
واپس کر دیتا ہے اور پھر اس خادم کی ذلت اور تنزل عہدہ کا باعث ہوتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہوا کرتا ہے تب فرمایا کہ تمہارے اسیطرح
ساتھی علیؑ نے ایک دینار رضائے خدا اور فقیر مومن کی تنگی کے رفع کرنے کیلئے صرف کیا اور تمہارے
اس دوسرے رفیق نے جو کچھ دیا وہ اسکی ریس میں اور علیؑ برادر رسول اللہ کی دشمنی اور عناد کے
سبب دیا اس سے اسکی غرض یہ تھی کہ اسکو علیؑ پر فضیلت حاصل ہو اسلئے اللہ تعالیٰ نے
اسکے عمل کو ساقط کر دیا اور اس صدقہ کو اس شخص کے لئے باعث وبال و عذابِ آخرت ٹھیرایا۔
اے گروہ صحابہ آگاہ ہو اگر وہ اس نیت سے ثریٰ سے لے تا بہ عرش سونا اور موتی بھر کر راہ
خدا میں تصدق کرتا تو بھی سوا اسکے اور کچھ اسکو حصول نہ ہوتا کہ رحمت خدا سے دوری اور
زیادہ ہو اور غضب الٰہی سے نزدیک تر ہو اور اسمیں مبتلا اور گرفتار ہو۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے اپنے کسی مومن بھائی سے اپنی قوت بدنی کیساتھ
ضرر کو دور کیا۔ علیؑ نے عرض کی کہ میں اتفاقاً فلاں رستے سے گزر رہا تھا دیکھتا ہوں کہ ایک محتاج
مومن کو شیر نے پکڑ رکھا ہے اور اسکو نیچے دبا کر اوپر چڑھ بیٹھا ہے اور وہ شخص نیچے پڑا ہوا
فریاد کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اس شیر کو آواز دی کہ اس مومن کو چھوڑ دے پر اس نے نہ چھوڑا

جناب امیرؑ کا بقوت بدنی مومن کی امداد کرنا

میں نے آگے بڑھکر اسکے دائیں پہلو میں ایسی ٹھوکر ماری کہ چیر کر بائیں پہلو کی طرف نکل گئی اور شبیر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ رسولخدا نے فرمایا کہ مجھ کو اسبات میں وحی آچکی ہے جو کوئی تیرے دوست کو ستا کر تجھ کو اذیت پہنچائیگا اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ ایساہی سلوک کریگا کہ آخرت میں آگ کی چھریاں اور تلواریں اسپر مسلط فرمائیگا۔ وہ اسکے پیٹ کو چیر ڈالیں گے اور آگ اسمیں بھری جائیگی پھر از سر نو اسکو پیدا کریگا اور ہمیشہ ابد تک اسکے ساتھ ایساہی ہوتا رہیگا +

جناب امیر کا عمار کا قرضہ ادا کرنا

پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج تم میں سے کسی شخص نے اپنے مرتبے سے کسی مومن بھائی کو کچھ نفع پہنچایا ہے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میں نے ایسا کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسکی کیفیت بیان کرو۔ عرض کی کہ آج عمارؓ یاسر پر میرا گزر ہوا کہ ایک یہودی نے تیس درہم قرض کی عوض ان کو پکڑ رکھا تھا۔ عمار نے مجھکو دیکھکر کہا کہ اے برادرِ رسولؐ اللہ یہ یہودی مجھ کو چمٹا ہوا ہے اور اس سے اس کا صرف یہ منشا ہے کہ مجھ کو اذیت پہنچائے اور ذلیل وخوار کرے کیونکہ میں تم اہلبیت کو دوست رکھتا ہوں اپنے جاہ ومنصب کا واسطہ مجھکو اس ہوذی کے پنجے سے چھڑائیے۔ یہ سُنکر میں نے ارادہ کیا کہ اس یہودی سے ان کی سفارش کروں مگر عمارؓ نے کہا کہ اے برادر رسولؐ خدا آپکی وقعت میرے دل اور آنکھ میں اس سے بہت بڑھکر ہے کہ آپ اس یہودی سے میری سفارش کریں۔ لیکن اُس سے میری سفارش کیجیئے جو آپکی درخواست کو کبھی رد نہیں کرتا۔ اگرچہ آپ یہ درخواست کریں کہ تمام اطراف عالم کو کنارہ ہائے دسترخوان کی طرح کردے۔ آپ اس ذات باریتعالیٰ سے یہ التماس فرمائیں کہ اس یہودی کے قرض کے ادا کرنے میں وہ میری امداد کرے۔ اور مجھ کو قرض لینے سے مستغنی اور بے پروا کردے۔ تب میں نے دعا کی کہ یا اللہ عمارؓ کے ساتھ ایساہی سلوک کر۔ بعد ازاں میں نے ان سے کہا کہ جو پتھر اور ڈھیلا تمہارے سامنے ہو اسکو ہاتھ مار کر اٹھا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر اسکو خالص سونا بنادیگا انہوں نے ہاتھ مار کر ایک پتھر اُٹھا لیا جو وزن میں کئی سیر کا تھا۔ وہ انکے ہاتھ میں آتے ہی سونا ہو گیا۔ پھر یہودی سے کہا کہ تیرا قرض کتنا ہے وہ بولا کہ تیس درہم۔ پھر پوچھا کہ

معجزہ امیر المومنین

تیس درہم کی قیمت سنہری سکے میں کتنی ہوئی - وہ بولا کہ تین دینار - یہ بات سنکر عمارؓ نے دعا کی کہ یا اللہ اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکے خاطر سے تونے اس پتھر کو سونا بنادیا ہے اسکو نرم کردے تا کہ میں اسمیں سے اسکے حق کے موافق جدا کرلوں - اللہ تعالیٰ نے اسکو نرم کردیا اور اُنھوں نے اسمیں سے تین مثقال سونا توڑ کر اس یہودی کے حوالے کیا - پھر اس باقی ٹکڑے کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے خدا میں نے سُنا ہے کہ تونے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے - اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى یعنی انسان جب اپنے آپ کو غنی اور مالدار دیکھتا ہے تو وہ طغیان اور سرکشی کرنے لگتا ہے - میں اتنا مالدار ہونا نہیں چاہتا جو مجھکو طغیان اور سرکشی پر آمادہ کرے اے خدا اس شخص کے منصب ومرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تونے اسکو سونا بنایا ہے اسکو پھر پتھر ہی کردے وہ پتھر ہوگیا اور عمارؓ نے اسکو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے برادر رسولؐ اللہ مجھکو دنیا اور آخرت میں آپکی دوستی کافی ہے +

پارہ عم
سورہ علق

یہ واقعہ سُنکر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ عمارؓ کی استغنا اور بے پروائی کو دیکھ کر ملائکہ متعجب ہوئے اور حیران ہوکر اللہ تعالیٰ اسکی مدح وثنا بیان کی - اور خدا کی رحمتیں اور درود یا لائے عرش سے پے درپے اسپر نازل ہوتے ہیں - بعد ازاں عمار یاسرؓ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے ابوالیقظان تم کو خوشخبری ہو کہ تم اسکی دیانتداری میں علیؑ کے بھائی ہو اور اسکے اہل ولا میں سب سے افضل ہو اور ان لوگوں میں سے ہو جو اسکی محبت میں قتل کئے جائینگے - تم کو ایک باغی گروہ قتل کریگا اور اس دنیا میں تمہارا آخری توشہ دودھ کی کچی لسی ہوگی - اور تمہاری روح محمدؐ اور اسکی آل افضل واکرم کی روحوں سے ملحق ہوگی - اور تم میرے نیک اور پسندیدہ شیعوں میں سے ہو +

بعد ازاں گروہ صحابہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا آج تم میں سے کس نے زکوٰۃ ادا کی ہے - جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے - اس بات کے سُنتے ہی آخر مجلس میں بعض منافق بعضوں سے سرگوشی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ علیؑ کے پاس کونسا مال ہے جس کی اس نے زکوٰۃ دی ہوگی - حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا - یا علیؑ تم جانتے ہو - یہ منافق آخر مجلس میں بیٹھے کیا کانا پھوسی کررہے ہیں - عرض کی کہ ہاں - اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو میرے کانوں تک پہنچادیا ہے -

وہ کہہ رہے ہیں کہ علیؑ کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا کہ زکوٰۃ ادا کرے۔ یا رسول اللہ آج سے لیکر
روز قیامت تک جو مال غنیمت ہوگا اس کل میں آپکی وفات کے بعد میرا پانچواں حصہ ہے اور
جو اسمیں سے آپکا حصہ ہے آپ کے جیتے جی میرا حکم اسپر چل سکتا ہے کیونکہ میں آپکا نفس ہوں
اور آپ میرے نفس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اسی طرح ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اسکی
زکوٰۃ کیونکر ادا کی۔ عرض کی کہ خدا نے معلوم کرانے سے آپکی زبانی مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ آپ کی
نبوت عنقریب سلطنت ظلم و جور سے مبدل ہوگی اور وہ بادشاہ میرے خمس (یا پانچواں حصہ)
کے قیدیوں اور دیگر مال غنیمت پر اپنا تسلط کرینگے اور جو لونڈیاں اور غلام وہ فروخت کرینگے خریدار
کو ان پر تصرف کرنا حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ میرا حصہ اسمیں موجود ہے۔ اسلیئے میں نے اپنا حصہ
اپنے ان شیعوں کو ہبہ کر دیا جو ان لونڈیوں اور غلاموں پر متصرف ہوں تاکہ کھانے پینے میں
ان سے فائدہ اٹھانا ان کو حلال ہو اور اولاد حلال پیدا ہو اور انکی اولاد اولاد حرام نہ ٹھیرے
یہ کلام جناب امیرؑ کا سنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے صدقے سے بڑھکر اور کسی نے صدقہ نہیں
دیا میں نے بھی اس فعل میں تمہاری متابعت کی اور غنیمت کا اپنا کل حصہ تمہارے حصے
سمیت اپنے شیعوں پر حلال کر دیا اور نہ میں اور نہ تم ان کے سوا اور شخص پر اسکو حلال نہیں کرتے
اسکے بعد آنحضرتؐ نے صحابہ سے خطاب کیا۔ کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے آج
اپنے کسی مومن بھائی کی آبرو کو بچایا ہو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج عبد اللہ
بن ابی کی طرف سے میرا گزر ہوا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زیدؓ بن حارثہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے
میں نے اس سے کہا کہ خدا تجھپر لعنت کرے خاموش ہو۔ تیرا اس کی طرف نظر کرنا ایسا ہے
جیسے آفتاب کی طرف آنکھ اٹھانا اور اسکی باتیں کرنا ایسا ہے جیسے دنیا کے لوگ جنت کا ذکر
کیا کرتے ہیں (یعنی جسکو دیکھا بھالا نہو اسکی بابت کیا ذکر کر سکتے ہیں۔۔ مترجم) اسکو تیرے
نہ اکتنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھپر لعنتوں پر لعنتیں کی ہیں۔ میری یہ بات سنکر وہ نادم ہوا
اور غیظ میں آکر کہنے لگا کہ اے ابو الحسنؑ میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا میں نے جواب دیا کہ اگر تو اصلی

طور پر کہتا تھا تو میں بھی اصلی طور پر کہتا ہوں اور اگر تو ہنسی سے کہتا تھا تو میں بھی ہنسی سے کہتا ہوں یہ بات سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اسکو لعنت کرتے وقت خدا نے بھی اسپر لعنت کی اور آسمانوں اور زمینوں اور پردہائے نور اور کرسی اور عرش کے فرشتوں نے بھی اسپر لعنت کی کیونکہ تمہارے غضبناک ہونے سے اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے اور تمہاری خوشنودی سے وہ خوشنود ہوتا ہے اور جب تم درگزر کرتے ہو تو وہ بھی درگزر فرماتا ہے اور جب تم حملہ آور ہوتے ہو تو وہ بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے علیؑ تم کو معلوم ہے کہ میں نے معراج کی رات عالم بالا میں تمہاری بابت کیا سنا ہے میں نے سنا کہ وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کو تمہاری قسم دیتے ہیں اور اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور تمہاری محبت سے قرب خدا حاصل کرتے ہیں اور مجھ پر اور تجھ پر درود بھیجنے کو سب عبادتوں سے بڑھکر عبادت جانتے ہیں۔ نیز میں نے ان کی ایک بڑی مجلس میں انکے خطبہ خوان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ علیؑ میں سب قسم کی خوبیاں جمع ہیں اور سب طرح کی بزرگیاں اسمیں پائی جاتی ہیں وہ ایسا شخص ہے کہ جو خوبیاں اور نیک خصلتیں تمام مخلوقات میں متفرق طور پر موجود ہیں وہ سب کی سب اسمیں ایک جگہ جمع ہیں اسپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور برکتیں اور سلام پہنچیں۔ اور ان فرشتوں کو جو اس خطیب کے سامنے موجود تھے اور دیگر ملائکہ کو جو آسمانوں اور نور کے پردوں اور عرش اور کرسی اور بہشت اور دوزخ میں تھے۔ اس خطیب کے فارغ ہونے کے بعد یہ کہتے سنا کہ خدایا ایسا ہی کر اور ہم کو اسپر اور اسکی ذریت طاہرہ پر درود بھیجنے کے سبب پاک اور طاہر کر۔

قولہ عزوجل۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ○ یعنی اور وہ لوگ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں اور روز قیامت کا وہ یقین رکھتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان متقیوں کی تعریف بیان کی ہے اور فرمایا ہے

کہ وہ لوگ وہ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر جو اے محمدؐ تجہپر نازل کیگئی ہے۔ ایمان لاتے ہیں اور جو کتابیں اور صحیفے انبیائے گزشتہ پر نازل ہوئے ہیں۔ جیسے توریت۔ انجیل۔ زبور۔ اور صحف ابراہیم اور باقی اور کتابیں جو اللہ تعالی نے اپنے نبیوں پر اُتاری ہیں۔ انپر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ سب برحق اور درست ہیں اور پروردگار عالمین کی طرف سے جو غالب اور صادق اور صاحب حکمت ہے نازل ہوئی ہیں۔ اور عالم آخرت پر جو اس دنیا کے بعد ہوگا یقین رکھتے ہیں اور اسبات میں انکو ذرا بھی شک نہیں کہ دار آخرت وہ جگہ ہے جہاں نیک عملوں کی ان عملوں سے بڑھکر جزا ملیگی اور اعمالِ بد کی صرف ان کے قصور کے موافق سزا دیجائیگی *

اور امام حسنؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المومنین علیہ السلام کو آنحضرتؐ کے بعد سب سے افضل نہیں جانتا وہ توریت۔ زبور اور صحف ابراہیم اور جمیع کتب سماوی کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ ان سب میں توحید خداوندی پر ایمان لانے اور نبوت کا اقرار کرنیکے بعد جو ضروری امر ہے وہ علیؑ اور آل اطہار علیہم السلام کی دوستی کا اقرار کرنا ہے *

اور امام حسینؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک زاہد خدا پرست آنحضرتؐ کے بعد علیؑ کے سب سے افضل ہونے کا قائل نہو۔ اور انکی افضلیت کو رد کرے تو اس کا یہ فعل ایسا ہو جائیگا جیسے آندھی کے دن آگ کا شعلہ ہوتا ہے اور تمام خلیفوں پر علیؑ کی افضلیتؑ کو رد کرنے والے کے سب اعمال اگرچہ انکی کثرت کے باعث تمام صحرا بھر جائیں۔ آگ کے شعلے کی مانند ہو جائینگے اور وہ آگ انمیں بھڑک اُٹھیگی۔ اور وہ آندھی ان کو گھیر لیگی۔ یہانتک کہ وہ آگ ان سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیگی اور ان کا ذرہ بھر بھی باقی نہ چھوڑیگی *

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو قرآن اور کُتب سابقہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور نماز پڑہتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور نیک اعمال بجالاتا ہو مگر باوجود اسکے یہ کہتا ہو کہ مجھکو معلوم نہیں کہ حق علیؑ

کی طرف ہے یا فلاں کی طرف۔ حضرتؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو جو تمام افعال حسنہ مذکورہ بالا عمل میں لاتا ہو مگر یہ کہتا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ محمدؐ نبی ہے، یا مُسیلمہ کذّاب آیا اس شخص کو ان اعمال نیک سے کچھ نفع حاصل ہوگا عرض کی کہ نہیں فرمایا جس طرح وہ شخص جسکو یہ خبر نہیں کہ آیا محمدؐ پیغمبر خدا ہے یا مسیلمہ کذاب۔ ان کتابوں پر ایمان نہیں لا سکتا۔ اسی طرح جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آیا علیؑ حق پر ہے یا فلاں۔ وہ کیونکر ان کتابوں پر ایمان لا سکتا ہے +

قولہ عزوجل اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر چلتے ہیں اور یہی لوگ نجات پائینگے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان متقی لوگوں کے علو شان اور رجلالت قدر کو بیان کرتا ہے جو ان صفات شریفہ مذکورہ بالا سے موصوف ہیں اور فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جو ان صفات سے موصوف ہیں۔ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اپنے پروردگار کی ہدایت اور سخن روشن اور راہ صواب پر چلتے ہیں اور جس چیز کا ان کو امر کیا ہے اسکا علم رکھتے ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی لوگ رستگاری پائیں گے اور جس چیز سے ڈرتے اور خوف کرتے ہیں اس سے چھوٹ جائینگے اور جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں اسپر فائز ہونگے اور اسکو حاصل کر لینگے +

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ آج بلال (موذن رسولؐ) فلاں شخص سے مناظرہ کرتے تھے اور اثنائے گفتگو میں غلطیاں کرتے جاتے تھے اور وہ فلاں صحیح گفتگو کرتا تھا اور بلال کی غلطیوں پر ہنستا تھا۔ یہ بات سن کر جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا اے بندہ خدا کلام کی صحت اور اسکی درستی کی صرف اعمال کی درستی کے لئے ضرورت ہوتی ہے اور فلاں کو صحت و درستی کلام سے کیا حصول ہوگا جبکہ اسکے افعال سراسر خطا اور نہایت خراب ہیں اور بلال کا کلام میں غلطیاں کرنے سے کیا نقصان ہے جبکہ اس کے تمام افعال درست اور نہایت پسندیدہ ہیں۔ اس شخص نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین اس کا

قصہ بلال

اور صحیح گفتگو میں غلطیاں کرنا اور بلال کی غلطیاں

کیا باعث ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بلال کی درستی اعمال کیلئے یہی بات کافی ہے کہ وہ کسی کو محمدؐ رسول خدا کی نظیر نہیں جانتا۔ اور آنحضرتؐ کے بعد کسی کو علیؑ ابن ابیطالب کی مثل خیال نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی علیؑ سے دشمنی اور عناد رکھتا ہے وہ دشمن خدا اور رسولؐ ہے اور جو علیؑ کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا و رسولؐ کا مطیع اور فرماں بردار ہے۔ اور فلاں کے افعال (کہ ان کے ہوتے اس کو عربی زبان کا صحیح بولنا اور گفتگو کا درست ہونا کچھ سود مند اور مفید نہیں ہے) کی نادرستی اور ناراستی کیلئے یہی بات کافی ہے کہ وہ پشت کو سینے پر اور مقعد کو مُنہ پر مقدم کرتا ہے اور سرکہ کو مٹھاس میں شہد پر ترجیح دیتا ہے۔ اور حنظل (جو نہایت تلخ اور ناخوشگوار ہوتا ہے) کو دودھ سے بڑھکر لذیذ اور خوشگوار جانتا ہے اور اس دشمن خدا کو ولی خدا پر مقدم کرتا ہے کہ اس کو خصائل اور فضائل میں اس ولی خدا سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اس امر میں وہ اس شخص سے مشابہ ہے جو نبوت اور فضیلت میں مسیلمہ کذاب کو حضرت محمدؐ پر ترجیح دیتا ہے۔ اور وہ ان لوگوں میں داخل ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ (یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ آیا ہم تم کو ان لوگوں کی خبر دیں۔ جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھائینگے۔ وہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیاوی زندگانی کی سعی و کوشش بیکار گئی اور وہ خود یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں) اور بلاشبہ وہ فرقہ خوارج سے ہے *

پارہ ۱۶ سورہ کہف ع اخیر

قولہ عزوجل إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (یعنی جو لوگ کہ کافر ہوگئے ہیں خواہ تو ان کو ڈرائے خواہ نہ ڈرائے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائینگے *

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کا ذکر کرچکا اور خدا کو واحد جاننے اور رسول خدا حضرت محمدؐ کی نبوت اور ولی خدا علیؑ کی وصایت کا اقرار کرنیکے

ان کی مدح وثنا کرچکا تو کافروں کا جو کفر کے باعث اُن کے مخالف ہیں ذکر کیا۔ اور ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ کافر ہیں اور ان امور کا انکار کرتے ہیں جن پر یہ لوگ ایمان لائے ہیں۔ کہ وہ توحید الٰہی اور نبوتِ رسالت پناہی اور علیؑ اور ائمہؑ طاہرینؑ علیہم السلام (کہ جو خدا کے مبارک اور بزرگ بندوں میں منتخب اور مصالح خلق اللہ کے منتظم اور مہتمم ہیں) کی وصایت اور امامت ہے۔ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ خواہ تو عذاب خدا سے ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ ان کے لئے یکساں ہے وہ کبھی ان امور پر ایمان نہ لائینگے ✦

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب جناب رسولِ خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور انکی سچائی کے آثار اور انکی حقیت کے نشان اور انکی نبوت کے دلائل ظاہر اور آشکار ہوئے تو یہودیوں نے ان کے ساتھ بڑے بڑے مکر و فریب کئے اور انکی ایذا رسانی کیواسطے بڑے بڑے قصد کئے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے نور کو مٹا دیں اور ان کے دلائل کو باطل کردیں منجملہ ان لوگوں کے جو آنحضرتؐ کے رد کرنے اور جھٹلانے کا قصد رکھتے تھے مالک ابن ضیف اور کعب ابن اشرف اور حی ابن اخطب اور حدی ابن اخطب اور ابو یاسر ابن اخطب اور ابو لبابہ ابن ابو المنذر اور اسکے پیرو تھے۔ الغرض ایک روز مالک نے رسولؐ خدا سے عرض کی کہ اے محمدؐ تو اپنے آپ کو خدا کا رسولؐ سمجھتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا۔ ہاں خدائے عزوجل نے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ اے محمدؐ ہم ہم تجھ کو کبھی پیغمبر نہ مانیں گے۔ جب تک کہ یہ فرش جو ہمارے نیچے بچھا ہے تیری رسالت پر ایمان نہ لائے اور ہم تمہارے خدا کی طرف سے آنے کی کبھی شہادت نہ دینگے۔ جبتک کہ یہ فرش تیرے حق ہونے کی گواہی نہ دے اور ابو لبابہ ابن ابو المنذر بولا کہ اے محمدؐ ہم تیری پیغمبری پر ہرگز ایمان نہ لائینگے اور اس امر کی شہادت نہ دینگے جبتک کہ یہ کوڑا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھ پر ایمان نہ لائے اور تیری رسالت کی شہادت نہ دے اور کعب ابن اشرف

نے کہا کہ ہم تیری رسالت پر ایمان نہ لائینگے اور اسکی تصدیق نہ کرینگے جبتک کہ یہ میری سواری کا گدھا تجھ پر ایمان نہ لے آئے۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کو حجت کے واضح ہونے اور معجزات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالی سے اس قسم کے سوال کرنا شایاں اور زیبا نہیں ہے بلکہ انکو یہی مناسب ہے کہ خدا کی بات کو تسلیم کریں اور اسکے حکم کی پیروی کریں اور جس چیز پر اس نے اکتفا کی ہے اسی کو کافی سمجھیں آیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس نے توریت اور انجیل اور زبور اور صحف ابراہیمؑ کو میری نبوت پر ناطق کیا ہے اور ان کو میری سچائی کی دلیل ٹھیرایا ہے اور انمیں علیؑ ابن ابیطالب کا ذکر کیا ہے جو میرا بھائی اور وصی اور میری امت میں میرا جانشین اور میرے بعد تمام خلق خدا سے افضل اور بہتر ہے۔ اور کیا تم کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے کہ حق تعالی نے قرآن روشن کو تمام خلقت کیلئے نازل کیا جس نے ان سب کو اسکی نظیر کے لانے اور اسکی مثل کتاب بنانے سے عاجز کر دیا اور یہ جو کچھ کہ تم نے مجھ سے طلب کیا ہے اسکے بارے میں میں خدا سے سوال کرنے کی جرات نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو دلائل اس نے مجھ کو عطا کئے ہیں وہی مجھ کو اور تمکو کافی اور وافی ہیں اور جو اس نے تمہاری درخواست کے موافق ظاہر کر دکھایا تو یہ مجھ پر اور تم پر اسکی زائد بخشش اور انعام ہے اور اگر ہم کو اس سے باز رکھا تو اس کا باعث یہ ہوگا کہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے ظاہر کیا ہے وہ اس امر میں اتمام حجت کے لئے کافی ہے جو وہ ہم سے چاہتا ہے الغرض جب رسولخدا یہ فرما چکے تو اللہ تعالی نے اس فرش کو گویا کیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں وہ خدائے واحد ہے یکتا ہے بے نیاز ہے اور بلا تغیر و زوال ہمیشہ تک قایم رہیگا۔ نہ اسکی کوئی بیوی ہے نہ بیٹا۔ اور اس نے کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسولؐ ہے اس نے تجھ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ کل دینوں پر تیرے دین کو غالب کرے اگرچہ

مشرک لوگ اسبات کو ناپسند کریں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابیطالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف تیرا بھائی اور تیری امت میں تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد تمام خلقت سے بہتر اور افضل ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے اس کو دوست رکھا اس نے تجھ کو دوست رکھا اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے تجھ سے دشمنی کی۔ اور جس نے اسکی اطاعت کی اس نے تیری اطاعت کی۔ اور جس نے اسکی نافرمانی کی اس نے تیری نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی اس نے درحقیقت خدا کی اطاعت کی اور اسکی خوشنودی کے باعث سعادت کا مستحق ہوا اور جس نے تیری نافرمانی کی اس نے درحقیقت خدا کی نافرمانی کی اور آتش جہنم کے عذاب دردناک کا سزاوار ہوا۔

جب یہودیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو نہایت حیران ہوئے اور آپسمیں کہنے لگے یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔ جب ان یہودیوں نے یہ بات کہی تو وہ فرش حرکت میں آیا۔ اور زمین سے بلند ہوا اور مالک ابن ضیف اور اسکے ہمراہی اسپر سے اُلٹ کر مُنہ اور سر کے بل زمین پر گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس فرش کو بولنے کی طاقت عطا کی اور وہ بولا کہ میں فرش ہوں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے اور یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ اسکی توحید اور تمجید کو بیان کروں اور اس کے نبیؐ برحق کے لئے شہادت دوں۔ جو اسکے تمام نبیوں کا سردار اور خلق خدا کی طرف اس کا رسولؐ اور بندگانِ خدا کے درمیان حق کو قایم کرنے والا ہے اور اسکے بھائی اور وصی اور وزیر جو اس کے نور سے پیدا ہوا ہے اور اس کے خلیل اور اس کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اس کے وعدوں کے پورا کرنے والے اور اسکے دوستوں کے مددگار اور اسکے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والے کی امامت کی گواہی دوں۔ اور میں اس شخص کا پیرو اور مطیع ہوں جس کو آنحضرتؐ نے امام اور ولی مقرر کیا ہے اور ان لوگوں سے بیزار ہوں جو اس سے لڑیں اور اسکے دشمن ہوں۔ اس لئے کسی کافر کو مجھ پر قدم رکھنا اور بیٹھنا مناسب نہیں ہے اب مجھ پر صرف مومن لوگ بیٹھیں گے۔ تب رسولؐ خدا نے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ سے

ارشاد فرمایا جاؤ تم اسپر بیٹھو۔ کیونکہ تم ان سب چیزوں پر ایمان لائے ہو جن کی اس فرش نے شہادت دی ہے۔ حضرتؑ کا فرمانِ واجب الاذعان سنکر وہ سب اس فرش پر جا بیٹھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابو لبابہ بن منذر کے کوڑے کو گویا کیا اور وہ بولا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جو تمام مخلوقات کا خالق اور رزق کا وسیع کرنیوالا اور امور بندگان کا مدبر اور سب چیزوں پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور پیغمبر اور برگزیدہ اور خلیل اور حبیب اور ولی اور راز دار ہے اور اس نے تجھکو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان سفیر اور رسول مقرر کیا ہے تاکہ تیرے سبب نیک بندے نجات پائیں اور بدبخت ہلاک ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابیطالب کا ذکر عالم بالا میں اسطرح کیا جاتا ہے کہ وہ تیرے بعد سردار خلق ہے اور کتاب خدا کی تنزیل پر جنگ کرتا ہے تاکہ اسکے مخالفوں کو طوعاً اور کرہاً اسکے قبول کرنے پڑے آئے پھر تیرے بعد اسکی تاویل پر ان منافقوں سے لڑائی کریگا۔ جو دین سے منحرف ہوگئے ہیں اور انکی نفسانی خواہشیں انکی عقلوں پر غالب آگئی ہیں۔ اسلئے انھوں نے کتاب خدا کے معنوں میں تعریف کی ہے اور انمیں تغیر و تبدل کر دیا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علیؑ اپنی زیادتی عطا کے باعث دوستان خدا کو خوشنودی خدا کی طرف لیجائیگا۔ اور دشمنانِ خدا اور اسکی نافرمانی اور مخالفت کے اختیار کرنے والوں کو اپنی شمشیر آبدار سے جہنم واصل کریگا اسکے بعد وہ کوڑا نیچے کو جھکا اور ابو لبابہ کو اس زور سے کھینچا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا وہ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر کوڑے نے اسکو کھینچکر پھر زمین پر اوندھا گرا دیا اور کئی بار ایسا ہی وقوع میں آیا یہانتک کہ ابو لبابہ نے کہا کہ افسوس تجھے کیا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوڑے کو پھر طاقت گویائی عطا فرمائی اور وہ بولا کہ اے ابو لبابہ میں کوڑا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ مجھ کو گویا کیا اور اپنی تمجید کے ساتھ مجھ کو معزز فرمایا اور اپنے تمام بندوں کے سردار حضرت محمدؐ کی نبوت کی تصدیق کا شرف مجھ کو عنایت کیا اور مجھ کو اس شخص کا دوست بنایا جو آنحضرتؐ کے بعد

کوڑے کا معجزہ

تمام خلقت سے بہتر ہے اور مخلوقات میں تمام دوستان خدا سے افضل ہے اور وہ آنحضرتؐ کا
بھائی اور اسکی بیٹی کا (جو تمام عورتوں کی سردار ہے) شوہر ہے اور جسکو شب ہجرت آنحضرتؐ
کے بستر پر سونے کے سبب افضل جہاد کا ثواب ملا۔ اور جو اپنی سیف انتقام سے آنحضرتؐ
کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرنے والا اور اسکی امت میں علوم حلال وحرام اور شرایع واحکام
کا پھیلانے والا ہے کسی کافر کو جو کھلم کھلا حضرت محمدؐ کا مخالف ہو۔ مناسب نہیں ہے کہ مجھکو
اپنے استعمال میں لائے۔ میں تجھے کو اسی طرح کھینچ کھینچ کر گراتا رہونگا۔ یہانتک کہ تجھ کو
زخموں سے چور کرکے ہلاک کر ڈالوں اور تیرے ہاتھ سے نکل جاؤں یا تو محمدؐ اور انکی آل اطہار پر ایمان لا +
جب ابولبابہ نے اسکی گفتگو سنی تو کہا کہ اے کوڑے میں بھی ان تمام امور کی گواہی دیتا ہوں
جنکی تو نے شہادت دی ہے اور ان سب کا اعتقاد کیا اور ایمان لایا۔ کوڑا بولا تو میں بھی تیرے
ہاتھ میں ٹھیر گیا کیونکہ تو نے ایمان کو ظاہر کیا اور تیرے دل کا حال خدا ہی جانتا ہے اور وہی
قیامت کے دن تیرے موافق یا مخالف حکم کریگا +

امام محمدؐ باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس یہودی کا اسلام اچھا نہوا اور اعمال بد اس سے
ظہور میں آئے +

جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے تو پوشیدہ طور پر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ
محمدؐ اقبال مند اور صاحب نصیب ہے اور سچا پیغمبر نہیں ہے +

گدھے کا کلام کرنا

کعب ابن اشرف نے جب اپنے گدھے پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کودنے اور اچھلنے لگا
اور اسکو سر کے بل زمین پر دے پٹکا کہ اسکو سخت چوٹ آئی وہ پھر اٹھکر اسپر سوار ہوا اور
گدھے نے اسکو اسی طرح زمین پر گرا دیا۔ وہ پھر چڑھ بیٹھا اور گدھے نے ویسا ہی کیا۔ آخر
جب ساتویں یا آٹھویں بار ہوئی تو خدا کی قدرت سے گدھا گویا ہوا اور بولا کہ اے بندۂ خدا
تو بہت برا آدمی ہے کہ خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ اور کافر ہی رہا اور میں
گدھا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی توحید سے مجھ کو مشرف فرمایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں

کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ایک ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں وہ کل مخلوق کا پیدا کرنے والا اور صاحب جلالت و مکرمت ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکا بندہ اور رسولؐ ہے اور تمام اہل بہشت کا سردار ہے اور وہ اسلئے مبعوث ہوا ہے کہ ان لوگوں کو جن کا سعید اور نیک بخت ہونا علم الہی میں گزر چکا ہے۔ سعید اور نیک بخت بنائے اور ان لوگوں کو شقی اور بدبخت کرے جنکی شقاوت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابیطالب وہ شخص ہے کہ جس کو وہ نیک بخت کرے حق تعالی اسکو نیک بخت کریگا کہ اسکو اسکی وعظ و پند کے قبول کرنے اور اسکے آداب سیکھنے اور اسکے احکام کے ماننے اور اسکی منہیات سے باز رہنے کی توفیق عطا کریگا کیونکہ حق تعالی اسکی سطوت کی تلواروں اور انتقام و نقمت کے حملوں سے محمدؐ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کریگا۔ یہانتک کہ یا تو اسکی شمشیر بران اور دلیل روشن و غالب سے عاجز آکر آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں۔ یا اگر وہ ایمان نہ لائیں اور اپنی گمراہی میں پڑے رہیں اور طغیان اور سرکشی میں زیادتی کریں توان کو تلوار کے گھاٹ جہنم واصل کرے اب کسی کافر کو میری پشت پر سوار ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ وہی شخص سوار ہو سکتا ہے جو خدائے واحد پر ایمان لایا ہو اور رسولؐ خدا محمدؐ کے جمیع اقوال کی تصدیق کرتا ہو اور اسکے تمام افعال کو درست جانتا ہو خصوصاً اسکے اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ اس کا وصی اور ولیعہد اور اسکے علوم کا وارث اور اسکے دین کا محافظ اور اسکی امت کا نگہبان اور اسکے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اسکے وعدوں کا پورا کرنے والا اور اسکے دوستوں کا دوست اور اسکے دشمنوں کا دشمن ہے۔ اپنا جانشین مقرر کرنے میں آنحضرتؐ کو صواب اور درستی پر مانتا ہو اور اس اعتقاد کی بدولت اشرف طاعات بجالاتا ہو۔ اس وقت رسولؐ خدا نے کعب ابن اشرف سے فرمایا کہ اے کعب تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے چونکہ وہ تجھ کو سوار نہیں ہونے دیتا اسلئے تو اسکو ہمارے کسی مومن بھائی کے ہاتھ فروخت کردے۔ کعب بولا کہ مجھ کو بھی اب اسکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ (معاذ اللہ) تیرا جادو اس میں اثر کر گیا ہے یہ بات سنکر گدھے نے

اس کو للکارا کہ اے دشمن خدا۔ خدا کی قسم رسولؐ خدا کے برا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر خدا کی قسم اگر آنحضرتؐ کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کرتا اور اپنے سموں سے پامال کر ڈالتا اور دانتوں سے کاٹ کاٹکر تیرے سر کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ یہ سنکر کعب نہایت شرمندہ ہوا۔ اور خاموش رہ گیا +

اگرچہ اپنے گدھے کی باتیں سنکر اس کا دل بے تاب ہوا۔ مگر تاہم شقاوت اسپر غالب ہوئی اور ایمان نہ لایا اور اس گدھے کو ثابت ابن قیس نے سو دینار دیکر خرید لیا اور اسپر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ اسکے نیچے نہایت نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار رہتا تھا اپنے منہ سے اُلفت کا اظہار کرتا اور اسکو اپنے مالک کیلئے نرم رکھتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثابت یہ گدھا تیرے ایمان کے سبب ایسا نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار ہو گیا ہے +

الغرض جب وہ یہودی حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے اور کوئی ایمان نہ لایا اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ یعنی اے محمدؐ جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں ان کے واسطے یکساں ہے خواہ تو ان کو عذاب خدا سے ڈرائے اور وعظ کرے اور خوف دلائے اور خواہ نہ ڈرائے وہ ہرگز ایمان نہ لائینگے اور تیری تصدیق نہ کرینگے جبکہ وہ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور کافر ہی رہے تو تیرے بیان اور دعوت اسلام پر کیونکر ایمان لے آئینگے +

قولہ عزوجل خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ یعنی گویا اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کیلئے بہت بڑا عذاب ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسے نشان کر دئے ہیں کہ جو فرشتے ان کو شناخت کرنا چاہتے ہیں ان نشانوں کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائینگے اور اسی قسم کے نشانات ان کے کانوں پر ہیں اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے

اسلئے کہ جس امر کی انکو تکلیف دیگئی ہے اسمیں غور و تامل کرنے اور اسکے دیکھنے سے اُنھوں نے رو گردانی کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ان سے مقصود تھا اسکے بجا لانے میں کوتاہی کی اور جس چیز پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھیرایا گیا تھا اس سے جاہل اور بے خبر رہے اور اس شخص کی مانند ہو گئے جسکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ کہ وہ اپنے آگے کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا چونکہ اللہ تعالیٰ فساد اور برانگیختہ کرنے اور بندوں سے اس چیز کا جس سے ان کو خود منع کیا ہے زبردستی سے مطالبہ کرنے سے بری اور پاک ہے اسلئے ان کو جابرانہ طور پر حکم نہیں دیتا اور نہ جبراً اس طرف جانے کا حکم دیتا ہے۔ جہاں کے جانے سے ان کو منع کیا ہے +

پھر خدا فرماتا ہے کہ ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔ یعنی عذاب آخرت جو کافروں کے واسطے تیار کیا گیا ہے اور دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ جیسے عذاب استصلاح جسکو اس شخص پر نازل کرتا ہے جسکی بہتری منظور ہوتی ہے تاکہ اسکو اپنی طاعت کے بجالانے کیلئے تنبیہ کرے یا عذاب اصطلام۔ یعنی جڑ سے اُکھیڑنے والا عذاب۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنے عدل و حکمت کی طرف رجوع کرائے +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب رسولؐ خدا نے ان لوگوں کو جو آیۂ گزشتہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الیٰ آخرہ میں مقصود ہیں۔ دعوت اسلام کی اور ان آیات و معجزات کو ان کے سامنے ظاہر کیا اور وہ پھر بھی کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ جلشانہ نے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ .....الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے کہ جو ملائکہ مقربین کیلئے جو ان لوگوں کے حالات کو جو لوح محفوظ میں مسطور اور مذکور ہیں پڑھتے ہیں۔ ایک علامت ہے کہ جب وہ ان کے احوال اور ان کے دلوں اور کانوں کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جن کے اعضا پر مہریں لگی ہیں مشاہدہ کرتے ہیں تو جو کچھ انھوں نے لوح محفوظ میں پڑھا ہے اسکے مطابق پاتے ہیں اور اسکو ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں میں دیکھ لیتے ہیں

تو اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ نعمتوں پر ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا فرشتوں کی طرح کوئی آدمی بھی اس جوہر کو دیکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کرانے سے اسکو مشاہدہ کرتا ہوں اور میری امت میں سے وہ شخص بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا کا فرمانبردار اور سب سے زیادہ طاعت گزار۔ اور دین خدا میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرتؐ وہ کون ہے اور انمیں سے ہر شخص اس درجۂ علیا کی آرزو کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دعا کرو جس کو خدا چاہیگا اس عہدے سے ممتاز فرمائیگا کیونکہ کسی شخص کو مرتبہ جلیل محض اس شخص کے تمنا کرنے یا اپنے دل میں کہ لینے اور گھر بیٹھے خواہش کرنیسے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اسکا فضل ہے جسکو اس عہدے سے ممتاز کرنا چاہتا ہے اسکو ایسے اعمال نیک کی توفیق عطا کرتا ہے جن کے سبب اسکو مکرم اور معزز فرماتے اس طرح اسکو سب سے افضل درجے اور بزرگ تر مرتبے پر پہنچا دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس مرتبہ جلیل سے اس شخص کو مشرف فرمائیگا جسکی تم سب کل کے روز تعظیم و تکریم کروگے اسلئے تم نیک عملوں کے بجالانے میں کوشش کرو۔ جس کو اللہ تعالیٰ اس امر کی توفیق دیگا جو زیادتی کرامت کا باعث ہو اسی کو وہ فضیلت عظیم حاصل ہوگی۔ الغرض جب صبح ہوئی اور مجلس رسولؐ لوگوں سے پُر ہو گئی اور کل کے روز ہر ایک نیکو کار نے نیک عمل کرنے اور خدا کی راہ میں نیکی کرنے میں بہت کوشش کی تھی اور ہر ایک اسی امید پر مجلس میں آیا تھا کہ وہ افضل نیکوکار میں ہی ہوں۔ الغرض حاضرین نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے اس شخص کے اوصاف کو تو پہچان لیا اگرچہ آپنے اسکے نام کی تصریح نہیں فرمائی۔ فرمایا سب بزرگیوں اور فضیلتوں اور نیکیوں کا جامع وہ شخص ہے جس نے اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کیا اور عیب جو قرضخواہ کا سامنا کیا۔ اور رضائے خدا کے لئے غضبناک ہوا اور اسکے غضب کے سبب اسکے دشمن کو قتل کر ڈالا اور جس نے مومن سے حیا کی اور شرم کے مارے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور اسکی بابت شیطان رجیم سے مقابلہ کر کے نیکی زحمت اُٹھائی یہانتک کہ اسکو ذلیل و خوار کر دیا اور بندۂ مومن کی

جان کی اپنی جان سے حفاظت کی۔ یہانتک کہ اسکو اس ہلاکت سے چھڑا دیا۔ بعد ازاں ارشاد
فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کی رات ایکہزار سات سو درہم ادا کئے ہیں۔ علیؑ ابن ابیطالب
نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے ادا کئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس قصے کو اپنے مومن بھائیوں
کے سامنے بیان کرو میں تمہاری تصدیق کرتا ہوں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے تمہاری
تصدیق کی ہے یہ سامنے روح الامینؑ موجود ہیں اور خدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ اس نے
تم کو سب برائیوں سے صاف اور پاک کر دیا ہے اور افضل اور اشرف فضیلتوں سے تم کو مخصوص
کیا ہے کافر اور اس شخص کے سوا جو اپنے بہرۂ نفس سے ناواقف ہے کوئی تم کو کذب سے متہم نہ کریگا
تب علی علیہ السلام نے عرض کی کہ میں شب گزشتہ فلاں ابن فلاں مومن پر گزرا کیا دیکھتا ہوں
کہ فلاں شخص جسکو میں منافق جانتا ہوں اسکو پکڑے ہوئے ہے اور اسکو تنگ کر رکھا ہے اس
مومن نے مجھ کو آواز دی کہ اے رسولؐ اللہ کے بھائی اور اسکے سامنے سے سختیوں کے دفع
کرنے والے اور حبیبؐ خدا سے دشمنوں کو ہٹانے والے میری فریاد کو پہنچو اور میری سختی کو دور کرو
اور مجھ کو اس غم سے چھڑاؤ اس قرضخواہ سے میری سفارش کیجئے شاید وہ آپ کی سفارش
کو مان لے اور مجھ کو کچھ مہلت دے کیونکہ میں مفلس اور تنگدست ہوں میں نے اس سے کہا واللہ
کیا تم سچ مچ تنگدست ہو۔ وہ شخص بولا کہ اے برادر رسولؐ اگر میں جھوٹ بولنے کو حلال جانتا
ہوں تو آپ میری قسم پر بھی اعتبار نہ کریں گے۔ میں محتاج ہوں اور سچ عرض کرتا ہوں اور
اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت اس سے بڑھ کر ہے کہ میں اسکی سچی یا جھوٹی قسم کھاؤں یہ سنکر میں
بھی اسکی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں نہ تو اس شخص کا احسان خود اٹھانا چاہتا ہوں اور نہ
یہ منظور ہے کہ تم پر اس کا کچھ احسان ہو اس لئے میں اس شہنشاہ سے سوال کرتا ہوں جو
اپنے سائلوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا اور جو کوئی اسکے ثواب کے حاصل کرنے کا قصد کرے
وہ اس سے حیا نہیں کرتا۔ پھر میں نے دعا کی کہ اے خدا محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ ضرور
اپنے اس بندے کا قرض ادا کر۔ اس وقت میں نے آسمان کے دروازوں پر نگاہ کی کہ وہاں کے

جناب امیرؑ کا اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کرنا اور سنگریزوں اور ڈھیلوں کا سونا بن جانا

فرشتے پکارتے ہیں۔ اے ابو الحسن اس بندے کو حکم دو کہ جو پتھر اور ڈھیلے اور کنکریاں اور مٹی اسکے سامنے ہے ہاتھ مار کر اٹھالے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ میں ان کو سونا کردے پھر اسمیں سے کچھ تو اپنا قرض ادا کرے اور باقی کو اپنا نفقہ اور سرمایہ بنائے جس کے سبب فاقہ کشی سے محفوظ رہے اور اپنی تنگدستی کو دور کرے۔ یہ ندا سنکر میں نے اس شخص سے کہا کہ اے بندۂ خدا اللہ تعالیٰ نے تیرے قرض کے ادا کرنے اور محتاجی کے بعد تیرے دولتمند ہونے کا حکم فرما دیا ہے اپنے سامنے کی جس چیز کو چاہے ہاتھ مار کر اُٹھالے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو خالص سونا کر دیگا اس نے پتھروں اور کنکروں کو اُٹھالیا وہ ہاتھ میں آتے ہی سُرخ سونا ہو گئے تب میں نے اس سے کہا کہ اسمیں سے اسکے قرض کی مقدار کے موافق جدا کرکے اسکو دیدے اس نے ایسا ہی کیا پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ باقی سونا تیرا رزق ہے جو خدا نے تجھ کو بھیجا ہے۔ الغرض جو سونا اس نے قرض میں دیا وہ ایکہزار سات سو درہم کا مال تھا اور جو باقی رہا وہ ایک لاکھ درہم سے زیادہ کا تھا اب وہ شخص اہل مدینہ میں سب سے زیادہ خوشحال ہے + رسولخدا نے ارشاد فرمایا کہ خدا ہی اس کا حساب جانتا ہے اور مخلوقات کی عقلیں وہاں تک نہیں پہنچتیں کہ وہ ایک ہزار سات سو کو ایک ہزار سات سو میں ضرب دیگا۔ پھر اسکے حاصل ضرب کو آپسمیں ضرب دیگا۔ پھر اسکے حاصل ضرب کو اسی میں ضرب دیگا۔ اسی طرح ہزار دفعہ عمل کریگا۔ جو کچھ اخیر حاصل ضرب ہوگا اس قدر محل تم کو بہشت میں عطا فرمائیگا۔ ایک محل سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا۔ اور ایک موتی کا اور ایک زمرد کا ایک زبرجد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نور پروردگار عالم کا ہوگا اور ان سب میں چند در چند غلام اور خدمتگار اور مرکب جو جنت کے آسمان اور زمین کے درمیان پرواز کرتے ہوں گے عطا کریگا۔ یہ مژدہ سن کر جناب امیرؑ حمد پروردگار بجالائے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جن کو تمہاری محبت کے باعث اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا اور ان سے رضامند ہوگا اور اس سے چند در چند شیاطین جن وانس کو جہنم واصل کریگا۔ کیونکہ وہ تم سے بغض رکھتے تھے

اور تمہارے درجے کو گھٹاتے تھے اور تم کو کم سمجھتے تھے +

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ تم میں ایسا کون شخص ہے جس نے شب گزشتہ کو غضب خدا و رسولؐ کے سبب کسی شخص کو قتل کیا ہے۔ علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں نے ایسا کیا ہے اور ابھی اسکے خون کے دعویدار آپکی خدمت میں حاضر ہونگے۔ فرمایا اسکی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے روبرو بیان کرو۔ تب علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے سنا کہ دو شخص باہر لڑ رہے ہیں۔ اتنے میں وہ دونو میرے پاس آئے ایک تو فلاں یہودی تھا اور دوسرا فلاں مشہور آدمی انصار میں سے تھا۔ یہودی بولا کہ اے ابوالحسن سنو میرا اور اس شخص کا کچھ مقدمہ تھا اسکو ہم نے تمہارے صاحب محمدؐ کی خدمت میں پیش کیا اُنہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا مگر یہ شخص کہتا ہے کہ میں آنحضرتؐ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں کیونکہ وہ تجھ سے ڈر گئے اور تیری رعایت کی۔ میں کعب ابن اشرف یہودی کو منصف مقرر کرتا ہوں میں نے اس امر سے انکار کیا تب وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تو علیؑ کا منصف بننا بھی منظور کرتا ہے میں نے اس بات کو منظور کر لیا سو یہ مجھ کو آپکے پاس لایا ہے۔ تب میں نے یہودی کے اس ساتھی سے پوچھا آیا حقیقت حال اسی طرح ہے جیسا کہ یہ بیان کرتا ہے۔ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر دوسرا اس نے اول سے آخر تک پھر دہرایا جیسا کہ یہودی نے بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہا کہ ہم دونو کے درمیان حق حق فیصلہ کرو میں نے اس سے کہا کہ میں گھر میں جاتا ہوں وہ بولا کس لئے۔ میں نے کہا وہ چیز لینے جاتا ہوں جس سے تم دونو کے درمیان ٹھیک ٹھیک حکم کرونگا۔ پھر میں گھر میں جا کر اپنی تلوار اُٹھا لایا اور اس زور سے اس شخص کی گردن پر ماری کہ اگر پہاڑ بھی اسوقت میرے آگے ہوتا تو اسکو چیر ڈالتا اور اس کا سر جدا ہو کر سامنے آپڑا جونہی علی علیہ السلام اس واقعہ کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے اس مقتول کے وارثوں نے آکر عرض کی کہ آپکے اس چچیرے بھائی نے ہمارے آدمی کو قتل کر ڈالا۔

جناب امیرؑ کا بعوض غضب خدا و رسولؐ کی رضا و غضب کے سبب ایک شخص کو قتل کرنا۔

اس سے قصاص لیجئے حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا قصاص نہیں ہونے کا۔ انہوں نے عرض کی کہ خونبہا ہی سہی۔ فرمایا خون بہا بھی نہیں ملیگا خدا کی قسم اسکا خونبہا نہیں دیا جائیگا کیونکہ علیؑ نے تمہارے آدمی کے برخلاف گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ علیؑ کی شہادت کے سبب اسپر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگر علیؑ ہر دو عالم کے برخلاف گواہی دے تو خدا اسکی گواہی کو قبول کرے کیونکہ وہ راست گو اور امانت گزار ہے تم اپنے اس آدمی کو اُٹھا کر لیجاؤ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو کیونکہ وہ ان ہی میں سے تھا حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر وہ لوگ اس مقتول کو اُٹھا لے گئے اور خون اسکی گردن سے جاری تھا اور تمام بدن بالوں سے چھپا ہوا تھا جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اس شخص کے بال سور کے بالوں سے کس قدر مشابہ ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اگر تم کل بالوں اور دنیا کے ریت کے ذرّوں کی تعداد کے برابر حسنات کو شمار کرو تو وہ زیادہ نہیں ہیں۔ عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ بیشک زیادہ ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ اللہ جلشانہ نے تمہارے اس شخص کو قتل کرنیکا ثواب یہ مقرر کیا ہے کہ گویا تم نے ریگستان عالج کے ذرّات اور اس منافق کے کل بالوں کی تعداد کے برابر غلام راہ خدا میں آزاد کئے اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب کم سے کم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر بال کی عوض اس آزاد کرنے والے کو ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے اور ہزار گناہ معاف کرتا ہے اگر وہ گناہ نہ رکھتا ہو تو اسکے باپ کے ہزار گناہ معاف فرماتا ہے اگر وہ بھی گنہگار نہو تو اسکی ماں کے اگر وہ بھی گناہ نہ رکھتی ہو تو اس کے بھائی کے اور اگر وہ بھی خطاکار نہو تو اسکے اہل و عیال اور ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کے گناہ عفو فرماتا ہے *

بعد ازاں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں ایسا کون ہے جس نے آج رات کو راہ خدا میں اپنے مومن بھائی سے حیا کی ہے جبکہ اسکو محتاج اور تنگدست پایا اور اسکی حمایت میں شیطان سے مقابلہ کیا اور انجام کار اسپر غالب ہوا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں نے ایسا کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم اسکی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے روبرو بیان کرو

جناب امیر علیہ السلام کا ایک مومن کی احتیاج کو دفع کرنا

تاکہ وہ حتی المقدور تمہارے نیک اعمال کی پیروی کریں اگرچہ ان میں سے ایک بھی تمہاری
تعریف کو نہیں پہنچ سکتا اور تمہارے غبار کو شق نہیں کر سکتا (یعنی تمہارے حقیقت حال
کو نہیں سمجھ سکتا) اور تم سے سبقت لیجانے میں تمہارے فضائل کی طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔
مگر جس طرح زمین سے آفتاب کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور انتہائے مغرب سے انتہائے مشرق کیطرف
نگاہ کر سکتے ہیں تب علیؑ نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ آج رات مزبلۂ بنی فلاں پر میرا گزر ہوا
وہاں انصار میں سے ایک مرد مومن کو دیکھا کہ بھوک کے مارے اس مزبلہ پر سے خربزے۔ ککڑی
اور انجیر کے چھلکے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے شرم کے مارے اسکی طرف سے
مُنہ پھیر لیا کہ ایسا نہ ہو یہ مجھ کو دیکھ کر شرمندہ ہو۔ اور وہاں سے ہٹ کر اپنے گھر پہنچا اور جَو کی
دو روٹیاں جو میں نے اپنی سحری اور افطار کے لئے رکھی تھیں لا کر اس شخص کو دیدیں اور کہا
کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہوا کرے ان سے حاصل کر لیا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت
دیگا اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالحسنؑ میں اس برکت کا امتحان کرنا چاہتا ہوں تاکہ
آپکی راست گفتاری کا مجھ کو یقین ہو جائے اس وقت چوزے کے گوشت کو میرا جی چاہتا ہے
اور میرے گھر والوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ تب میں نے اس سے کہا کہ جتنے چوزے کی تجھ کو
خواہش ہے اتنا ہی ٹکڑا اس روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسکو چوزے
کی صورت میں تبدیل کر دیگا کیونکہ میں نے اس سے محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کے مرتبے کا واسطہ
دیکر یہ درخواست کی ہے اس وقت شیطان نے میرے دل میں گزر کیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ
اس شخص کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو شائد یہ منافق ہی ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اگر یہ مومن
ہے تو اس سلوک کا سزاوار اور مستحق ہے اور اگر منافق ہے تب بھی میں نے احسان ہی کیا۔ اور
یہ ضرور نہیں کہ ہر احسان اسکے مستحق ہی کو پہنچے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ منافق ہے
تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کا واسطہ اسکو خالص مومن ہونے کی
توفیق عطا کرے اور کفر سے اسکو پاک کر دے۔ اس دعا کا صدقہ میرے اس بزرگ خوراک کے

صدقے سے جو مالدار اور تونگر بننے کا باعث ہے بہتر ہوگا آخر کار میں نے شیطان کی سختی کو جھیل لیا اور اس شخص سے پوشیدہ خدا سے دعا کی کہ مرتبۂ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ اسکے ایمان کو خالص کردے اسی اثنا میں اسکے اعضا لرزنے لگے اور وہ مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا میں نے اسکو اُٹھا کر کھڑا کیا اور پوچھا کہ تجھ کو کیا ہوا وہ بولا میں منافق تھا اور محمدؐ کی اور تمہاری باتوں میں شک کرتا تھا اسوقت آسمانوں اور حجابوں کو میرے سامنے کھولا گیا جن جن ثوابوں کا تم دونو وعدہ دیا کرتے ہو ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر جہنم اور اسکے عذابوں کو جن کا تم دونو وعدہ دیا کرتے ہو میں نے دیکھا اس وقت ایمان سے میرا سینہ معمور ہوگیا اور میرا دل صاف ہوگیا اور وہ تمام شکوک جو مجھ کو پیش آیا کرتے تھے اور مضطرب کیا کرتے تھے دور ہو گئے پھر اس شخص نے وہ دونو روٹیاں لے لیں اور میں نے اس سے کہا کہ جس چیز کی تجھکو خواہش ہو تھوڑا سا ٹکڑا روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسکو تیری خواہش کے موافق تبدیل کر دیگا۔ الغرض وہ ٹکڑا برابر گوشت اور چربی اور حلوے اور رطب اور خربزے اور گرمی سردی کے پھلوں کی صورت میں تبدیل ہوتا رہا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو روٹیوں میں عجیب و غریب چیزیں ظاہر کیں اور وہ شخص خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کی بدولت آتش جہنم سے آزاد ہوا اُسوقت میں نے جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ اور ملک الموت کو دیکھا کہ ہر ایک کوہ ابو قبیس کی مانند کوئی چیز لیکر شیطان کی طرف بڑھا اور ہر ایک نے یکے بعد دیگرے ان چیزوں کو نیچے اوپر اس ملعون کے سر پر دھر دیا اور ان کے بوجھ سے اسکے اعضا ٹوٹنے لگے تب اس نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کیا تو نے روز قیامت تک مجھ کو مہلت نہیں دی۔ بارگاہ احدیت سے ندا آئی کہ میں نے تجھ کو موت سے مہلت دی ہے نہ کہ اس امر کی کہ تجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ نہ کیا جائے ✦

جناب امیرؑ کی یہ سرگزشت سن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ تم نے شیطان کی سختی گوارا کی۔ اور جس سے وہ منع کرتا تھا اسکو راہ خدا میں کچھ

عطا کیا اور اسپر غالب آئے اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ شیطان کو تمہارے پاس آنے سے منع کریگا
اور جو کچھ تم نے اس شخص کو عطا کیا ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آئیگا اسکے ہر ذرے کی عوض
تم کو ایک درجہ بہشت میں عطا فرمائیگا کہ ہر ایک درجہ دنیا سے بہت بڑا ہوگا اور زمین سے
لیکر آسمان تک بلند ہوگا۔ اور اسکے ہر دانے کی عوض اتنا ہی بڑا ایک چاندی کا پہاڑ اور
ایک یاقوت کا اور ایک جوہر کا اور ایک نور پروردگار کا اور ایک زمرد کا اور ایک زبرجد
کا اور ایک مشک کا اور ایک عنبر کا پہاڑ عنایت فرمائیگا اور بہشت میں تمہارے خادموں
کی تعداد بارش کے قطروں اور نباتات اور حیوانات کے بالوں کی شمار سے زیادہ ہوگی۔
اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کا تم پر خاتمہ کریگا اور تمہارے دوستوں کے گناہوں کو محو فرمائیگا
اور تمہارے سبب سے مومنوں کو کافروں سے اور مخلصوں کو منافقوں سے اور حلال زادوں کو
حرام زادوں سے جدا کریگا +

جناب امیر کا اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈالکر ایک مومن کی جان بچانا

بعد ازاں حضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج کی رات تم میں سے کس شخص نے اپنی جان کو
معرض ہلاکت میں ڈالکر کسی مومن کی جان بچائی ہے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ
میں نے ایسا کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا اپنے مومن بھائیوں کے سامنے اس قصہ کو بیان کرو اور اس
منافق کے نام کو جو ہمارا اخفا لعنت سے ظاہر مت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونو کو اسکی بدی سے محفوظ رکھا
اور اس (منافق) کو توبہ کرنیکے لئے مہلت دی کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے اور خدا سے ڈرے
علی علیہ السلام نے عرض کی کہ میں مدینے کے باہر محلہ بنی فلاں میں جا رہا تھا اور میرے آگے کچھ
دور کے فاصلہ پر ثابت بن قیس چلا جاتا تھا چلتے چلتے وہ ایک بہت گہرے اور عمیق کوئیں پر
پہنچا کہ وہاں ایک منافق رہتا تھا اس بے حیا نے ثابت کو دھکا دیا تاکہ وہ کوئیں میں جا پڑے
مگر ثابت اسکو چمٹ گیا اس منافق نے اسی طرح پھر اسکو دھکا دیا مگر اسکو میرے آنے کی خبر نہ تھی
جبتک میں وہاں پہنچا ثابت کوئیں میں جا پڑا اس وقت میں نے اس منافق کے درپے ہونا
مناسب نہ سمجھا کہ ایسا نہو کہ ثابت کو کچھ ضرر پہنچے اور جھپٹ اسکے پکڑنے کے لئے کوئیں میں کود پڑا

اور اس سے پہلے تہ پر پہنچا۔ یہ بات سنکر آنحضرتؐ نے فرمایا تم پہلے کیوں پہنچے کہ اس سے زیادہ وزن دار تھے
اور تمہارے زیادہ وزنی ہونے کا باعث یہ ہے کہ علوم اولین و آخرین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے
سپرد کئے ہیں وہ اس نے تمکو سونپے ہیں اسلیئے سب چیزوں سے وزندار اور بھاری ہونا تمہارا حق ہے اب
بتاؤ کہ آگے کیا ہوا عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں کوئیں کی تہ پر پہنچکر سیدھا کھڑا ہو گیا اور یہ امر
(یعنی کوئیں میں کودنا) مجھکو اپنے زمین پر آہستہ آہستہ چلنے سے بھی آسان اور سہل معلوم ہوا۔
پھر ثابت میرے ہاتھوں پر آکر گرا کہ میں نے اسکے تھامنے کیلئے انکو پھیلا رکھا تھا اور مجھے یہ خوف تھا
کہ اسکے گرنے سے مجھکو یا اسکو کہیں کچھ ضرر نہ پہنچے مگر وہ مجھکو ایسا معلوم ہوا گویا ایک پھول ہے
جسکو میں ہاتھ میں لئے ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی منافق اپنے دو ہمراہیوں سمیت
کوئیں کی مینڈ پر کھڑا ہے اور آپس میں کہہ رہا ہے ہم تو ایک ہی کو مارنا چاہتے تھے مگر یہ تو دو ہو گئے۔
یہ کہکر وہ ایک پتھر اٹھا لائے جسمیں دو سو من وزن تھا اور اسکو ہم پر پھینک دیا مجھے یہ خوف
ہوا کہ کہیں ثابت کو کچھ ضرر نہ پہنچے اس خیال سے میں نے اسکو اپنی بغل میں دبا لیا اور اسکا سر اپنے
سینہ کی طرف رکھا اور اسپر اوندھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گُدی میں آکر لگا اور ایسا معلوم
ہوا جیسے گرمی کی شدت میں پنکھے کی ہوا اسکے بعد وہ ایک اور پتھر لائے جو تین سو من کا تھا۔
اور اُٹھا کر کوئیں میں پھینک دیا۔ میں پھر ثابت کے اوپر اوندھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری
گدی میں لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے نہایت گرمی کے دن میں سر پر پانی پڑتا ہو پھر وہ تیسرا
پتھر لائے جسمیں پانسو من وزن تھا اور اسکو لڑھکاتے ہوئے لائے اور اسکے اُٹھانے کی انمیں
طاقت نہ تھی اسکو ہمپر دے مارا میں پہلے کی طرح ثابت کے اوپر جھک گیا اور وہ میری گدی اور
پیٹھ میں لگا اور ایسا معلوم ہوا گویا ایک نفیس کپڑا ہے جو میں نے اپنے بدن میں پہن لیا ہے
اور اسکو پہنکر خوش ہوا ہوں پھر میں نے سنا کہ وہ آپسمیں ذکر کر رہے ہیں کہ اگر ابن ابی طالب
اور ابن قیس میں ہزار ہزار جانیں بھی ہونگی تو بھی ان پتھروں کی بلا سے ایک بھی نجات
نہ پائیگا یہ کہکر وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے انکے شر کو ہم سے دفع کیا پھر خدا کے حکم سے

اس کوئیں کی مینڈ نیچے کو جھکی اور اسکی تہ اوپر کو اُٹھی اور وہ دونو ایک سیدھ میں آکر زمین کے برابر ہوگئیں یہ دیکھکر ہم نے قدم اُٹھایا اور باہر نکل آئے +

حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ پروردگار عالم نے اسکی عوض میں تمہارے لئے وہ فضائل اور ثواب مقرر کئے ہیں کہ اسکے سوا اور کسی کو معلوم نہیں قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے محب کہاں ہیں یہ آواز سنکر نیکو کاروں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور ان سے کہا جائیگا کہ میدان قیامت سے جسکو چاہو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجاؤ انمیں جو چھوٹے سے چھوٹا بھی آدمی ہوگا اسکی شفاعت سے میدان حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے باقی محب کہاں ہیں اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا انکو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تب وہ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کرینگے اور سب کی تمنائیں پوری کیجائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اسکی آرزو سے لاکھ گنا اور عطا ہوگا اسکے بعد تیسرا منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابن ابیطالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سنکر ایک قوم اُٹھیگی جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدی کی ہوگی تب حکم ہوگا کہ علیؑ ابن ابیطالب سے بغض رکھنے والے کہاں ہیں یہ سُنکر ایک لشکر عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا پھر ندا آئیگی کہ ہم ایک محب علیؑ ابن ابیطالب کی عوض انمیں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں تاکہ وہ (محب) جنت میں داخل ہو اے علیؑ اسطرح سے اللہ تعالیٰ تمہارے محبوں کو بہشت میں داخل فرمائیگا اور تمہارے دشمنوں کو ان پر فدا کریگا +

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اس افضل و اکرم کا دوست اللہ اور اسکے رسولؐ کا دوست ہے اور اسکا دشمن خدا اور اسکے رسولؐ کا دشمن ہے اور محبان علیؑ امت محمدی میں تمام خلق خدا سے افضل اور اشرف ہیں +

پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو انہوں نے نظر اُٹھا کر عبداللہ ابن ابی اور سات اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے

اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہداء خدا یعنی وہ لوگ جو ذات باریتعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں ان میں سب سے افضل ہو +

الحاصل آیۂ خَتَمَ اللّٰهُ ... الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور انکو پہچان لیتے ہیں اور رسولِ خدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور انکے بعد خیر خلق اللہ علیؑ ابن ابیطالب انکو دیکھتے ہیں + پھر خدا فرماتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی ان کیلئے آخرت میں سخت عذاب مہیا کیا گیا ہے اسلئے کہ وہ خدا اور اسکے رسولؐ کے ساتھ کفر کرنیکی وجہ سے کاذب تھے +

قولہ عزوجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝

یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام عالم موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگان خدا بتاؤ میں کون ہوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمدؐ ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد المناف ہیں اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو کیا میں تمہاری جانوں کا تم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہوں۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ بیشک آپکو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے پھر فرمایا آیا تمہارا مالک تم سے زیادہ تم پر اختیار نہیں رکھتا حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے اسوقت آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جناب باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے تین بار اپنے کل کلام کو دہرایا۔ اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا اے لوگو خبردار ہو جس شخص کا میں مالک اور مختار ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مختار ہے اے خدا اس شخص کو دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ

قصہ روز غدیر

جو اس سے دشمنی رکھے اور اس شخص کی نصرت کر جو اسکی نصرت و یاری کرے اور اس شخص کی مدد نہ کر جو اسکی مدد نہ کرے پھر ابو بکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سرداری مومنین پر بیعت کرو (یعنی انکو امیر المومنین سمجھ کر بیعت کرو) ابو بکر نے اٹھکر بیعت کی۔ پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی ساٹھ کو امیر المومنینؑ سے بیعت کرنے کا حکم دیا انکے بعد روسائے مہاجرین و انصار کو فرمان بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابن ابیطالب مبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے اسکے بعد سب متفرق ہو گئے اور سب سے پختہ عہد و پیمان لئے گئے۔ پھر انہیں سے ایک سرکش اور نافرمان گروہ نے آپسمیں صلاح کی کہ جب حضرتؐ کا انتقال ہو جائیگا تو اس امر حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دینگے اور اسکو اس عہدے پر ہرگز نہ رہنے دینگے اور اللہ تعالیٰ انکی اس تجویز کو جانتا تھا اور ان لوگوں کا یہ دستور تھا کہ حضرتؐ کے پاس آتے تھے اور آکر عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ آپنے ایسے شخص کو ہمپر حاکم کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آپ اور ہم سب کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ عزیز ہے اور اسکے سبب سے ہم نے ظالموں اور جابروں کے پنجے سے نجات پائی چونکہ اللہ تعالیٰ نے انکے باہم دیگر عداوت علیؑ کی تجویزیں کرنے سے معلوم کر لیا تھا کہ ان کے دل اس (علیؑ) کے برخلاف ہیں اور اسکی عداوت پر قایم رہینگے اور امر خلافت کو اسکے مستحق سے ہٹانے میں کوشش کرینگے اسلئے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں جس نے آپکو حکم دیا ہے کہ علیؑ کو اپنی امت کا امام اور محافظ اور مدبر امور مقرر کرے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ حالانکہ وہ تمہاری اسبات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ وہ تمہارے اور علیؑ کے مار ڈالنے کی تجویزیں کرتے پھرتے ہیں اور تمہاری وفات کے بعد علیؑ سے سرکش ہونے کی جی میں ٹھانے ہوئے ہیں +

قولہ عزوجل يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ یعنی وہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دیتے ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ فقط اپنے ہی نفسوں کو فریب دیتے ہیں اور انکو کچھ خبر نہیں ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب علیؑ کے معاملے میں انکی قیل و قال اور خوض و فکر کرنا اور ان کے برخلاف بری تدبیریں کرنا رسولؐ خدا کو معلوم ہوا تو حضرتؐ نے انکو بلا کر دھمکایا تب ان لوگوں نے بہت بہت قسمیں کھائیں۔ اور اول نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں اپنے کسی عمل کو اس بیعت کے برابر نہیں سمجھتا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے باعث قصرہائے جنت کو میرے لئے کشادہ کریگا اور مجھ کو باشندگان جنت میں سب سے بہتر منزل عطا فرمائیگا۔ اور دوسرے نے عرض کی۔ کہ یارسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں مجھ کو آتش جہنم سے نجات پانے اور بہشت میں داخل ہونے کیواسطے صرف اس بیعت پر ہی اعتماد ہے خدا کی قسم اگر زیر زمین سے لیکر عرش تک گوہر آبدار اور جواہرات فاخرہ کا انبار میرے لئے ہو تب بھی مجھے پسند نہ آئے کہ میں اس بیعت کو توڑوں بعد اسکے کہ میں نے اسکی بابت اپنے دل میں ٹھانا ہے جو کچھ کہ ٹھانا ہے۔ اور تیسرے نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ اس بیعت کی خوشی اور خوشنودی خدا میں اپنی تمناؤں کے فسخ کرنے کے سبب میرا یہ حال ہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر تمام اہل دنیا کے گناہ بھی میرے اوپر ہوں تو بھی میں اس بیعت کے سبب ان سب گناہوں سے پاک ہو جاؤں اور اپنی اس بات پر قسم کھائی اور اسکے خلاف کرنے والے پر لعنت کی اسکے بعد باقی جابروں اور سرکشوں نے بھی اسی قسم کے عذر کئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ سے فرمایا کہ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ اللہ کو فریب دیتے ہیں یعنی اپنے دلی منشا کے برخلاف قسمیں کھا کر رسولؐ اللہ کو فریب دیتے ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور مومنوں کو بھی جن کے سردار اور افضل علیؑ ابن ابیطالب ہیں دھوکا دیتے ہیں۔ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ یعنی

وہ لوگ اس فریب سے اپنے نفسوں کے سوا اور کسی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اور انکی نصرت سے بے نیاز اور بے پرواہے اگر ان کو مہلت نہ دیتا تو وہ اپنے فسق و فجور اور سرکشی پر قادر نہ ہوتے۔ وَمَا يَشْعُرُونَ ○ اور انکو خبر نہیں ہے کہ اصل حقیقت یہی ہے اور خدا اپنے نبی کو انکے نفاق اور جھوٹ اور کفر کی اطلاع کر دیتا ہے اور انکو ظالموں اور بیعت شکنوں کے زمرہ میں شامل کر کے ان پر لعنت کرتا ہے اور دنیا میں خدا کے برگزیدہ بندے ہمیشہ ان پر لعنت کیا کرینگے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سخت عذابوں میں مبتلا ہونگے +

قولہ عزوجل فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ○ یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے انکی بیماری کو اور زیادہ کر دیا ہے اور ان کو جھوٹ بولنے کے سبب دردناک عذاب ملیگا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان منافقوں نے طرح طرح کے عذر پیش کئے تو حضرتؐ نے انکی اتنی عزت کی کہ انکی ظاہری باتوں کو مان لیا۔ اور ان کے دلوں کا معاملہ خدا کے سپرد کیا۔ لیکن جبرئیل امین جانب رب العالمین سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے بزرگ و برتر بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ان سرکشوں کو جنکی طرف سے علیؑ کے بارے میں تمکو خبریں پہنچی ہیں اور اسکی بیعت کو توڑنے اور اسکی مخالفت پر کمربستہ ہونے کا حال تم کو معلوم ہوا ہے۔ باہر لیجاؤ تاکہ علیؑ منجملہ ان کرامتوں کے جن سے اللہ تعالیٰ نے اسکو مشرف فرمایا ہے کہ زمین اور پہاڑوں اور آسمان اور تمام مخلوقات کو اسکا مطیع کیا ہے اور اسی واسطے اسکو تمہارا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا ہے چند عجائبات ان کے روبرو ظاہر کرے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ علیؑ کو انکی کچھ پروا نہیں ہے اور وہ ان سے انتقام لینے سے صرف اس خداوند متعال کے حکم سے باز رہتا ہے جو اسکے اور انکے امور کا مدبر ہے اور اس تدبیر کے انتہا تک پہنچنے والا ہے اور ہمیشہ حکمت سے کام لیتا ہے اور جو کچھ حکمت کا منشا اور مقتضا ہوتا ہے اسکو جاری کرتا ہے +

دعائے امیرالمومنینؑ سے پہاڑ اور درختوں کا سونا چاندی اور جواہرات اور پتھروں کا زبرجد و زمرد کی شکل میں بدل جانا

جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرتؐ نے اس جماعت کو جنکی طرف سے علیؑ کے امر خلافت میں طرح طرح کی باتیں اور انکی مخالفت کرنیکی تجویزیں اور سازشیں کرنیکی خبریں پہنچی تھیں حکم دیا کہ باہر چلکر علیؑ کا حال دیکھو اور علیؑ سے جب کہ وہ مدینہ کے کسی پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے تھے فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تمہاری نصرت اور یاوری کریں اور ہمیشہ تمہاری خدمتگزاری میں مشغول رہیں اور نہایت کوشش سے فرمانبرداری کا حق ادا کریں اگر یہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو ان کیلئے بہتر ہے کہ ملک جنان میں ابدتک سلطنت کرینگے اور خوشحال رہیں گے اور اگر مخالفت کریں تو ان ہی کے حق میں بُرا ہے کہ ہمیشہ آتش جہنم میں مبتلا رہینگے۔ بعد ازاں اس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو اور خوب سمجھ لو اگر تم علیؑ کی تابعداری کروگے تو کامیاب اور بہرہ ور ہوگے اور اگر انکی مخالفت کروگے تو شقی اور ناکام رہوگے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان چیزوں کے باعث جو عنقریب تم شاہد کروگے تمہاری موافقت اور مخالفت سے بے پروا کر دیا ہے۔ پھر جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے مرتبے کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دیکر خدا سے دعا کرو کہ ان پہاڑوں کو تمہاری مطلوبہ چیزوں کی شکل میں تبدیل کر دے۔ الغرض وہ پہاڑ تمام چاندی کے ہوگئے پھر ان پہاڑوں نے آواز دی کہ اے علیؑ۔ اے وصی رسولؐ رب العالمین اللہ جلشانہ نے ہم کو آپ کے لئے مہیا کیا ہے اگر آپ اپنے کام میں ہم کو صرف کرنا چاہیں تو جب آپؑ بلائیں ہم فوراً جواب دینگے تاکہ آپ اپنا حکم ہم پر جاری کریں۔ پھر سُرخ سونے کی صورت میں بدل گئے اور وہی باتیں کیں جو چاندی نے کی تھیں اسکے بعد مشک اور عنبر اور جواہر اور یاقوت کی شکلوں میں منقلب ہوئے اور ہر چیز آپ کو آواز دیتی تھی اے ابو الحسنؑ اے برادر رسولؐ ہم آپ کے محکوم ہیں جب آپ کہیں یا ہم کو خرچ کرنا چاہیں تو آواز دیں ہم فوراً جواب دینگے اور جو چیز آپکو مطلوب ہوگی اسی صورت میں پلٹ جائینگے بعد ازاں آنحضرتؐ نے ان منافقوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آیا تم نے دیکھا۔ کہ

خدائے بزرگ و برتر نے علیؑ کو یہ خزانے جو تم نے مشاہدہ کئے عطا فرما کر تمہارے مالوں سے مستغنی اور بے پرواکر دیا ہے پھر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ اللہ تعالیٰ سے محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کا جنکے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دیکر سوال کرو کہ وہ ان پہاڑوں کے درختوں کو ہتیار بند مردوں کی صورت میں اور پتھروں کو شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں کی صورت میں تبدیل کر دے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر جناب امیرؑ نے دعا کی اور تمام پہاڑ اور ٹیلے اور زمین ہتیار بند و لاوروں سے کہ دنیا کے دس ہزار آدمی ان میں سے ایک کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اور شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں سے بھر گئی یہانتک کہ وہ پہاڑ اور زمینیں اور ٹیلے ان سے پٹ گئے اور ہر ایک ندا دیتا تھا کہ اے علیؑ اے وصیؑ رسولؐ خدا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمکو آپ کا فرمانبردار بنایا ہے اور ہم کو حکم دیا ہے کہ جب آپ ان لوگوں کی بیخ کنی کے لئے جن پر ہم کو مسلط کیا ہے حکم دیں تعمیل کریں آپ حکم دیجئے فوراً تعمیل ہوگی اور جو چاہیں فرمائیں اطاعت کو حاضر ہیں اے علیؑ اے وصیؑ رسولؐ خدا۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک آپکی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر آپ خدا سے سوال کریں کہ تمام زمین کی اطراف و جوانب کو میرے واسطے کیسۂ زر کی طرح ایک سونے کا ڈلا کر دے۔ تو بیشک وہ ایسا ہی کر دے یا یہ دعا کریں کہ آسمان کو زمین پر گرا دے تو فوراً آپکی دعا قبول ہو یا آپ خدا سے سوال کریں کہ میری خاطر زمین کو آسمان کی طرف بلند کر تو وہ رحیم و کریم ایسا ہی ظہور میں لائے یا یہ درخواست کریں کہ سمندر کے کھاری پانی کو میری خاطر سے میٹھا پانی یا پارہ یا روغن بان کر دے یا اور کسی قسم کی پینے کی چیز یا کسی قسم کا روغن بنانے کی درخواست کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور ویسا ہی کر دے اور اگر آپ یہ التماس کریں کہ سمندروں کو منجمد کر دے اور باقی خشک زمین سمندر بنا دے تو پروردگار عالم آپکی خاطر سے ایسا ہی ظہور میں لائے۔ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپکی یہ قدر و منزلت اور عزت و وقار ہے۔ تو آپ ان سرکشوں کی سرکشی اور ان مخالفوں کی

مخالفت سے کچھ بھی محزون وغمگین نہ ہوں اور انکی ذرا پروا نہ کریں اور ایسا خیال کریں کہ گویا ان کی مدت دنیا تو ختم ہوگئی ہے اور وہ اسمیں کبھی موجود ہی نہ تھے اور گویا خانۂ آخرت ان پر طاری ہو چکا ہے اور وہ اسمیں ہمیشہ سے تھے یا علیؑ ان لوگوں کو آپ کی اطاعت سے سرکشی کرنیکے باعث انکے فاسق اور کافر ہونیکے باوجود اسی قادر مطلق و احکم الحاکمین نے مہلت دے رکھی ہے جس نے فرعون ذوالاوتاد اور نمرود ابن کنعان اور دیگر سرکشان و مدعیان الوہیت اور سرتاج سرکشان اور سرچشمۂ ضلالات یعنی ابلیس لعین کو مہلت دی ہے آپ اور وہ اس دار ناپائدار کیلئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس گھر کیلئے خلق کیا ہے جو ہمیشہ رہیگا اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ ہاں یہ بات ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کیطرف منتقل ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے کہ کسی کو اپنی مخلوقات کا محافظ اور نگہبان مقرر کرے لیکن اس نے آپ کو ان پر شرف دینے اور آپکی فضل و کرامات کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت کی توفیق دیتا ٭

القصہ جب اس قوم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یہ فضائل اور مدارج مشاہدہ کئے تو انکے مرض جسمانی پر مرض قلوب اور اضافہ ہوا اسلئے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ ان سرکشوں اور شک کرنے والوں اور اس بیعت علیؑ کے توڑنے والوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اور خدا نے انکی بیماری کو اور زیادہ کر دیا کہ ان کے دل اس کیلئے متکبر اور مغرور ہو گئے۔ ان آیات و معجزات کے عوض جو اس نے انکے سامنے ظاہر کئے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ* اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے کیونکہ وہ حضرت محمدؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد پر قائم رہینگے ٭

قولہ عز وجل وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ○ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ○ یعنی اور جب

* بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ

ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنیوالے ہیں آگاہ ہو کہ فقط وہی فساد کرنے والے ہیں مگر انکو اسبات کی خبر نہیں ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ جب روز غدیر کی بیعت کے توڑنے والے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ خدا کے ضعیف الاعتقاد بندوں کے سامنے بیعت کے توڑنے کا اظہار کر کے زمین میں فساد مت برپا کرو کہ وہ بیچارے تمہاری باتوں کو سنکر اپنے دین و مذہب میں مشوش اور حیران ہو جائیں تو قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح اور درستی کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ تو دین محمدی کے معتقد ہیں اور نہ اسکے سوا کسی اور دین کو مانتے ہیں اور دین کے بارے میں حیران و سرگردان ہیں اسلئے یہ ظاہر دین و شریعت محمدی کو تسلیم کر کے آنحضرتؐ کو خوش کرتے ہیں اور باطن میں اپنی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں اور بہرہ مند اور مرفہ الحال ہوتے ہیں اور اپنی جانوں کو محمدؐ کی غلامی سے آزاد کرتے ہیں اور اسکے چچا کے بیٹے علیؑ کی متابعت سے بچاتے ہیں اگر وہ دنیا میں صاحب دولت و حشمت ہوا تو اسکی طرف متوجہ ہونگے اور اگر اسکا کام بگڑ گیا تو اسکے دشمنوں کی قید سے محفوظ رہینگے اسلئے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ آگاہ ہو کہ وہی لوگ مفسد ہیں کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے نبیؐ کو انکے منافق ہونیکی اطلاع دیگا اور وہ ان کو لعنت کریگا اور دیگر مومنین کو بھی انپر لعنت کرنے کا حکم دیگا اور مومنوں کے دشمن بھی ان پر اعتماد نہ کرینگے کیونکہ وہ گمان کرینگے کہ جسطرح یہ اصحاب محمدؐ سے نفاق رکھتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی نفاق رکھیں گے اسلئے ان کو انکی نظروں میں بھی کچھ وقار حاصل نہ ہوگا اور ان کا ذرا بھر اعتبار نہ کرینگے +

قولہ عزوجل وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ○ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

کہ تم ایمان لاؤ جس طرح مومن لوگ ایمان لائے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں۔ آگاہ ہو کہ وہ خود ہی بیوقوف ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا جب ان ناکثان بیعت مرتضوی سے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ جیسے برگزیدہ مومنوں نے کہا کہ تم رسولؐ خدا اور علیؑ پر جسکو اللہ تعالیٰ نے ان کا جانشین اور قائممقام مقرر کیا ہے اور دین اور دنیا کی کل مصلحتوں کو اس سے متعلق کیا ہے ایمان لاؤ اور اس نبیؐ پر ایمان لاؤ اور اس امام کو تسلیم کرو اور ظاہر اور باطن میں اسکو قبول کرو کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جس طرح سے کہ مومن لوگ مثلاً سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابو ذرؓ اور عمارؓ ایمان لائے ہیں تو وہ منافق اسکے جواب میں اپنے واقف کاروں اور رفیقوں سے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ کہتے ہیں نہ کہ ان مومنوں سے کیونکہ ان کے سامنے ایسا جواب دینے کی انکو جرات نہیں ہے لیکن اپنے معتمد منافقوں سے جو ان کے واقف کار اور ہمراز ہیں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں اور ان مومنوں سے جنپر انکو یہ اعتماد ہے کہ وہ ہماری پردہ دری نہیں کرینگے ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم سفیہ اور نادان لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں اور سفہاء سے سلمانؓ اور اسکے ہمراہی مراد لیتے ہیں کیونکہ انہوں نے علیؑ کی سچی محبت اور خالص فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اسکے دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی اختیار کرکے اپنے رازوں کو ایسا فاش کیا ہے کہ اگر محمدؐ کے کام میں کچھ خرابی پڑ جائے تو اسکے دشمن ان کو پامال اور برباد کر ڈالیں اور دیگر سلاطین اور محمدؐ کے مخالف انکو ہلاک کردیں یعنی ان کے زعم میں وہ مومن دشمنان محمدؐ کی اس دار و گیر سے بالکل ناآشنا اور انجان ہیں راسلئے وہ منافق لوگ انکو بیوقوف کہتے ہیں) اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ آگاہ ہو کہ وہ منافق ہی نادان اور بے وقوف اور ناقص العقول ہیں کہ انہوں نے محمدؐ کے معاملے کو نظر غور سے نہیں دیکھا جو وہ اسکی نبوت کو پہچانتے جس سے انکو معلوم ہوتا کہ امر دین و دنیا

کو جو علیؑ کے سپرد کیا ہے یہ بالکل صحیح اور درست ہے اب وہ دلائل الٰہی میں فکر و تامل نہ کرنیکے سبب
جاہل اور بیخبر رہے اور محمدؐ اور اسکے اصحاب سے ڈرتے ہیں اور انکے مخالفوں سے بھی امن میں نہیں ہیں
معلوم نہیں کون غالب ہوگا جو انکو ہلاک کریگا اسلئے وہ خود ہی بیوقوف اور نادان ہیں کیونکہ اس
نفاق کے سبب نہ تو وہ محمدؐ اور دیگر مومنین کے طرفدار تسلیم کئے جاتے ہیں اور نہ یہودیوں اور
دیگر کافروں کے حامی و مددگار مانے جاتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرتؐ اور انکے مخالفین ہر دو سے نفاق
رکھتے ہیں حضرتؐ کے روبرو ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتے ہیں
اور ان کے دشمنوں یہود و نواصب سے دشمنی رکھتے ہیں اسی طرح حضرتؐ کے مخالفوں سے کہتے ہیں
کہ ہم محمدؐ اور علیؑ کے دشمن ہیں اور انکے دشمنوں کے دوست اسلئے وہ مخالف بھی جانچ لیتے ہیں
کہ یہ لوگ جس طرح محمدؐ اور علیؑ سے نفاق رکھتے ہیں اسی طرح ہم سے بھی وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ
لیکن ان منافقوں کو علم نہیں ہے کہ امر واقعی یہ ہے اور خدا اپنے نبیؐ کو انکے بھیدوں پر مطلع
کردیگا۔ اور وہ انکو شناخت کرینگا اور انپر لعنت کریگا اور اپنی نظر سے گرادیگا +

قولہ عزوجل وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ یعنی اور جب وہ منافقین مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو
کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور تمہاری طرح مومن ہیں اور جب خلوت میں اپنے مثل
شیاطین گمراہ کرنے والے یاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں اور یہ
جو ہم اظہار ایمان کرتے ہیں تو یہ تو فقط ہم ان سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں خدا انکو انکے ہنسی اڑانے
کی جزا دیگا اور انکو انکی سرکشی میں پڑا رہنے دیگا کہ وہ اسی میں حیران و سرگردان رہیں +
امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام موسیٰؑ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے
کہ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا جب وہ بیعت شکن اور علیؑ کی مخالفت پر قائم
رہنے والے اور امر خلافت کو ان سے ہٹانے والے منافق لوگ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں

تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح ایمان لائے ہیں اور جب سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ اور عمارؓ سے ملتے ہیں
تو ان سے کہتے ہیں کہ یا خدا ہم محمدؐ پر ایمان لائے ہیں اور علیؑ کی بیعت اور اسکی فضیلت کو تسلیم
کرتے ہیں اور اسکے حکم کے مطیع و فرمانبردار ہیں جس طرح سے کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور اسکا
باعث یہ تھا کہ ان منافقوں کا پہلا اور دوسرا اور تیسرا نویں تک کبھی کبھی راستے میں سلمانؓ
اور اسکے ہمراہیوں سے دوچار ہوتے تھے اور جب انکو دیکھتے تھے تو ناک بھوں چڑھا کر یہ کلمہ
زبان پر لاتے تھے کہ یہ لوگ (معاذ اللہ) اس جادوگر یعنی محمدؐ اور اس جنگ جو یعنی علیؑ کے اصحاب
ہیں پھر آپسمیں کہتے تھے کہ ان سے پرہیز اور کنارہ کشی کرو ایسا نہو کہ علیؑ کے باب میں جو کچھ
محمدؐ نے کہا ہے اور ہم اسکے منکر ہیں اس بارے میں کوئی بات بے سوچے اچانک تمہارے منہ سے
نکل جائے اور یہ لوگ واقف ہو جائیں اگر ایسا ہوا تو یہ جاکر تمہاری چغلی کھائینگے اور یہ امر تمہاری
ہلاکت کا باعث ہوگا۔ تب اول کہتا تھا کہ تم دیکھنا آج میں انکی کیسی ہنسی اڑاتا ہوں اور انکے شر کو
تمہارے سر سے ٹالتا ہوں۔ الغرض جب ملاقات ہوتی تھی تو ایک کہتا تھا اے سلمانؓ خوش آمدی تم
وہ فرزند اسلام ہو کہ جسکے باب میں سید الانام حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ اگر دین خدا ثریا پر معلق
ہو تو بھی فارس کے لوگ اسکو حاصل کرلینگے اور یہ یعنی سلمانؓ ان سب میں افضل ہوگا نیز آنحضرتؐ
نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ ہم اہل بیتؑ میں سے ہے اسطرح اے سلمانؓ تم کو آنحضرتؐ نے جبرئیل امین کا
ہمسر اور ہم رتبہ قرار دیا جسکے بارے میں روز عبا جبکہ اس نے رسولؐ خدا کی خدمتمیں عرض کی کہ
یارسولؐ اللہ کیا میں بھی تم اہلبیتؑ میں سے ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں تو بھی ہم میں سے ہے
اور جبرئیلؑ کو اس ارشاد کے سننے سے اس درجہ خوشی ہوئی کہ وہ عالم بالا میں جاکر فخر کرتے تھے
اور کہتے تھے واہ واہ اب فرشتوں میں میرا مثل و نظیر کون ہو سکتا ہے کہ میں اہلبیت محمدؐ کی شمار
میں داخل ہوں +

پھر اس (منافق اول) نے مقدادؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مقداد خوش آمدی تم وہ شخص ہو
جسکے بارے میں رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ مقداد تمہارا دینی بھائی ہے اور تم کو

دوست رکھنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے اور تمہارے دوستوں سے محبت کرنیکے باعث ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ تم سے شگافتہ کیا گیا ہے اور تمہارے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ لیکن اے
مقداد آسمانوں اور حجابوں کے فرشتے تم کو تمہارے علیؑ کو دوست رکھنے کی نسبت زیادہ دوست
رکھتے ہیں اور جس قدر تم دشمنان علیؑ سے بغض رکھتے ہو وہ اسکی نسبت بہت زیادہ تمہارے دشمنوں
سے عداوت رکھتے ہیں اے مقدادؓ تم کو مبارک ہو اور پھر مبارک ہو۔

بعد ازاں ابوذرؓ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ابوذر خوش آمدی تم وہ شخص ہو جسکے باب میں
آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر اس چرخ نیلی کے نیچے ابوذرؓ سے زیادہ کوئی راست گو نہیں
ہے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر بعض اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ کیا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسکو
اس شرافت اور فضیلت سے ممتاز فرمایا۔ فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ میرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب
کے فضائل کو کثرت سے بیان کرتا ہے اور ہر حالت میں اسکی تعریف اور مدح سرائی میں مشغول
رہتا ہے اور اسکے دشمنوں کا دشمن اور اسکے دوستوں اور محبوں کا دوست اور محب ہے عنقریب اللہ
اسکو ساکنان جنت میں سب سے افضل اور اشرف درجہ عطا کریگا۔ اور اسقدر کنیزیں اور
غلام اور لڑکے خدمت کیلئے عنایت فرمائیگا جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں +

پھر عمار یاسرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا آیئے آیئے تشریف لایئے اے عمار باوجود اسکے کہ تم
واجبی اور سنتی عبادتوں سے زیادہ اور کسی قسم کی عبادت بجا نہیں لاتے اور سب کو ترک
کر رکھا ہے مگر تاہم تم نے رسولؐ خدا کے بھائی کی محبت کے باعث وہ عالی درجہ حاصل کیا ہے
کہ کوئی ریاضت کرنے والا جو راتوں کو محراب عبادت میں کھڑا رہے اور دنوں کو روزہ رکھے
اور کوئی سخاوت کرنے والا جو اپنے مالوں کو راہ خدا میں صرف کردے اگرچہ تمام دنیا بھر کے
مال اسکے تصرف میں ہوں اس درجہ کو نہیں پا سکتا تم کو مبارک ہو کہ حضرتؐ نے تم کو
علیؑ کا مخلص دوست اور اسکی طرف سے جنگ کرنے والا منتخب فرمایا ہے اور خبر دی ہے کہ
تم عنقریب اسکی محبت میں قتل کئے جاؤ گے اور قیامت کے دن اسکے گروہ کے منتخب اور پسندیدہ

لوگوں میں محشور ہوگے اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی تمہارے اور تمہارے ان ہمراہیوں کے اعمال کی توفیق عطا کرے جو پیغمبر خدا محمدؐ اور ولی خدا ابرار رسولؐ علیؑ ابن ابیطالب کی خدمت گزاری اور انکے دشمنوں کی دشمنی اور انکے دوستوں اور محبوں کی دوستی اور رفاقت میں نہایت سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کی طرح پھر بھی عنقریب تمہاری ملاقات سے ہم کو کامیاب اور بہرہ ور کریگا ✦ ان منافقوں کی ان ظاہری باتوں کو سلمانؓ اور اسکے ہمراہی حکم خدا کے موافق قبول کر لیتے تھے اور وہاں سے چلے جاتے تھے انکے جانیکے بعد منافق اول اپنے ہمراہیوں سے کہتا تھا تم نے دیکھا میں نے کیسی انکی ہنسی اُڑائی اور انکے شر کو اپنے اور تمہارے نفس سے باز رکھا تب وہ کہتے کہ جب تلک تو زندہ ہے ہم چین سے رہینگے اسکے جواب میں وہ ان سے کہتا کہ تم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کیا کرو اور انکے باب میں اس قسم کی فرصت کو غنیمت جانا کرو کیونکہ عاقل اور دانا وہ شخص ہے جو اپنے غم و غصہ میں صابر رہے یہانتک کہ فرصت پائے ✦

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ اسکے بعد وہ اپنے منافق اور سرکش یاروں کے پاس آتے تھے جو ان احکام میں جنکو رسولؐ خدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امیر المومنین علیہ السلام کے افضل ہونے اور انکو تمام خلق کا امام مقرر کرنیکے باب میں ان کے سامنے بیان کرتے تھے آنحضرتؐ کی تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں انکے شریک تھے۔ وَقَالُوا اور آکر ان سے کہتے تھے کہ اِنَّا ہم اس تجویز اور مشورے میں جو بعد انتقال محمدؐ کے علیؑ سے امر خلافت کے رفع کرنیکے باب میں کیا گیا ہے مَعَكُمْ تمہارے ساتھ شامل ہیں إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ۔ اور یہ جو ہمارا ان سے درگزر کرنا اور مدارات سے پیش آنا تم سنتے اور دیکھتے ہو اس سے کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا ہم تو یہ سب کچھ فقط ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کرتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ خدا انکو دنیا اور آخرت میں انکے اس ہنسی اڑانے کا عوض دے گا وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ اور انکو مہلت دیگا۔ اور اپنی نرمی کے سبب انکو فرصت اور تاخیر عطا کریگا اور انکو توبہ کرنیکی دعوت فرمائیگا اور جب وہ رجوع کرینگے تو انکو بخشش کا

وعدہ دیگا یَعْمَھُوْنَ اور وہ حیران اور سرگشتہ رہینگے کہ نہ تو امر قبیح سے بچیں گے اور محمدؐ اور علیؑ کو جو اذیت پہنچانا ان کے امکان میں ہوگا ضرور پہنچائینگے اور ہرگز ترک نہ کرینگے +

امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں تو انکے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہنسی کرنے کا طریق یہ ہے کہ انکے اظہار اسلام کی وجہ سے انپر احکام اسلام کو جاری کیا ہے اور تعریضاً اور کنایۃً رسولِ خدا انکے ساتھ موافقت اور مرافقت برتتے ہیں یہانتک کہ مخلص مومنین اس تعریض وکنایہ کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اور حکم خدا سے پیغمبرؐ خدا انپر لعنت کرتے ہیں +

خدا کا منافقوں سے دنیا و آخرت میں ہنسی کرنا

اور آخرت میں یہ طریق برتا جائیگا کہ جب اللہ تعالیٰ خانۂ لعنت وذلت میں انکو جگہ دیگا اور طرح طرح کے عذابوں سے معذّب کریگا اور ان مومنین کو بہشت میں جناب محمدؐ برگزیدۂ بادشاہ و منتقم حقیقی کے حضور میں مقیم فرمائیگا۔ توان منافقین کو جو وار دنیا میں ان سے مسخراپن کرتے تھے دکھلائیگا۔ یہانتک کہ جب وہ ان منافقوں کو عجیب لعنتوں اور عذابوں میں مبتلا دیکھیں گے تو ان کو اس حال میں دیکھ کر انپر ہنسی اور طعنہ زنی کرکے عجب لذت اور سرور حاصل کرینگے جیسے اپنے پروردگار کی نعمتہائے جنت سے متلذذ اور مسرور ہونگے اس وقت وہ مومن ان کافروں اور منافقوں کے نام اور صفات کو پہچان لینگے اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہونگے بعض کو تو جہنم کے اژدہا اپنے دانتوں سے کاٹتے ہونگے اور بعض کو وہاں کے درندے اپنے پنجوں میں لئے ہونگے اور ان سے کھلاڑیاں کرتے اور انکو پھاڑ پھاڑ کر کھاتے ہونگے اور بعض کو شعلہ ہائے جہنم کے کوڑے اور گرز اور موگرے لگ رہے ہونگے اور انپر پڑ پڑ کرانکے عذاب اور ذلت کو اور بڑھا رہے ہونگے اور بعض گرم پانی کے دریاؤں میں غرق ہونگے اور ڈبکیں کھینچے جاتے ہونگے اور بعض پیپ اور گندی آلائش میں پڑے ہونگے کہ شعلہ ہائے جہنم اس سے انکو دھکیلتے ہونگے اور بعض اور اور قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونگے جب وہ کافر اور منافق ادھر نظر کرینگے تو ان مومنوں کو جنپر وہ وار دنیا میں محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی محبت و ولا کے معتقد ہونیکے سبب ہنستے تھے دیکھیں گے کہ بعض تو فرشہائے جنت پر پڑے لوٹ رہے ہیں

اور وہاں کے میوے کھا رہے ہیں اور بعض بہشت کے دریچوں اور باغوں اور سیر گاہوں میں مزے اڑا رہے ہیں اور حوریں اور کنیزیں اور لڑکے اور لونڈیاں اور غلمان انکے سامنے حاضر ہیں اور گرد و پیش خدمت کیلئے جمع ہیں اور فرشتگان الہی اسکی طرف سے طرح طرح کے عطایا اور کرامات اور عجیب و غریب تحفے اور ہدیے اور احسانات لیکر آتے ہیں اور کہتے ہیں سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یعنی تمپر سلامتی ہے اسلئے کہ تم نے صبر کیا اور خانہ آخرت بہت اچھی جگہ ہے اور وہ مومن جو اُن منافقوں کو دیکھ رہے ہونگے کہیں گے اے فلاں اے فلاں۔ اے فلاں اسی طرح سب کو نام بنام پکار کر کہیں گے تم کیوں اس ذلت و خواری میں پڑے ہو ادھر آؤ ہم بہشت کے دروازے تمہارے لئے کھولتے ہیں تاکہ تم اس عذاب سے چھوٹو اور نعمتہائے جنت میں ہمارے شریک ہو جاؤ یہ سنکر وہ منافق اور کافر جواب دینگے افسوس ہم کو یہ بات کیونکر میسر ہو سکتی ہے وہ مومن کہیں گے ان دروازوں کو دیکھو تب وہ بہشت کے دروازوں کو اس جہنم کی طرف جسمیں وہ مبتلائے عذاب ہونگے کھلا ہوا خیال کرینگے اور گمان کرینگے کہ ہم اس عذاب سے چھوٹ کر وہاں جا سکیں گے یہ خیال کرکے وہ ان گرم پانی کے دریاؤں میں تیرنے لگیں گے اور شعلہ ہائے جہنم ان کے سامنے دوڑینگے اور ان سے ملحق ہوکر انکو گرزوں اور کوڑوں اور موگریوں سے مارینگے وہ اسی طرح ان عذابوں کی برداشت کرتے ہوئے ادھر کو چلتے جائینگے جب وہ معلوم کرینگے کہ ہم دروازوں پر پہنچگئے تو انکو بند پائینگے اور شعلہ ہائے جہنم اپنے گرزوں سے ہانکتے ہوئے اُلٹے پاؤں لیجا کر وسط جہنم میں ڈالدینگے اور وہ مومن اپنے اپنے جلسوں میں اپنے فرشوں پر لیٹ کر انپر ہنسیں گے اور ان سے مسخراپن کرینگے الغرض اللہ تعالی کے قول اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اور قول فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ ○ (یعنی آج کے دن مومن تختہائے جنت پر بیٹھے ہوئے کافروں سے ہنسی کرینگے اور انکی طرف دیکھیں گے کہ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہیں) کا یہی مطلب ہے +

سورہ رعد پارہ ۱۳ ع ۲

پارہ عم سورہ مطففین

قولہ عزوجل اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ○ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کی عوض گمراہی کو خرید اہے۔ غرض انکی سوداگری نے انکو کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام عالم یعنی موسٰی کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو ضلالت کے بدلے دے ڈالا۔ یعنی دین خدا کو فروخت کر کے اسکی عوض کفر کو بدل لیا۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ ان کو اپنی اس سوداگری سے آخرت میں کچھ نفع حاصل نہو گا کیونکہ انہوں نے جنت کی عوض جو ایمان لانے پر انکے لئے مہیا کیگئی تھی آتش جہنم اور اسکے عذاب ہائے گوناگون کو خرید کیا ہے وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ○ اور وہ طریق حق وصواب کی طرف ہدایت نہ پائینگے +

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک جماعت نے رسولخدا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ رازق پاک اور منزہ ہے آپ نے سنا ہو گا کہ فلاں شخص کم مایہ اور قلیل البضاعۃ تھا وہ ایک قوم کے ساتھ ان کا خدمت گار ہو کر سمندر کے سفر میں گیا انہوں نے اسکی خدمت گزاری کا حق اسکو ادا کیا اور اسے اپنے ہمراہ ملک چین کو لیگئے اور اسکے لئے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کیا اور باہم چندہ جمع کر کے وہاں سے اسکے لئے کچھ اسباب خرید کر دیا اور تمام اسباب صحیح سلامت پہنچگیا اور ہر ایک چیز میں دس گنا اسکو نفع ہوا اور اب وہ اہل مدینہ میں ایک مالدار اور فارغ البال شخص ہے اسی طرح ایک اور جماعت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپنے فلاں شخص کو دیکھا ہو گا کہ اسکی حالت بہت اچھی تھی اور نہایت مالدار اور مرفۃ الحال تھا اور اسکے ذریعے اور وسیلے بہت عمدہ تھے اور اسکے پاس بہت کچھ مال ومتاع موجود تھا اور ہر طرح سے اسکی خاطر جمع تھی کہ ناگاہ اسکو مال کثیر کی طلب ہوئی اور اسکی طمع میں ایسا بیخود اور از خود رفتہ ہوا کہ عین طوفان اور طغیانی کے موسم میں سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی غیر استوار اور ملاح نا تجربہ کار تھے جب اسکی کشتی منجدھار میں پہنچی تو باد مخالف کے جھونکوں نے اسکو سمندر کے کراڑے سے دے مارا

اور شب تاریک میں وہ کشتی اس ٹکر کے صدمے سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئی اور تمام مال و متاع غرق ہوگیا مگر وہ شخص خود نہایت فقیر و محتاج ہوکر نیم جان کنارے پر جا لگا اور حسرت کی نگاہ سے دنیا کو دیکھتا تھا +

یہ دونو واقعے سنکر حضرتؐ نے ان لوگوں سے فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکی حالت شخص اول سے بہت اچھی ہو اور ایک ایسے شخص کا حال بیان کروں جسکی حالت شخص دوم سے بھی بدتر ہو حاضرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ شخص جسکی حالت شخص اول سے بہتر ہے وہ ہے جو صدق دل سے خدا کے رسول محمدؐ پر اعتقاد رکھتا ہو اور اسکے بھائی اور وصی اور جانشین اور میوۂ دل یعنی علیؑ ابن ابیطالب کی تعظیم و تکریم صدق نیت سے بجا لاتا ہو اللہ تعالیٰ اور اسکا نبیؐ اور اسکے نبیؐ کا وصیؑ اس شخص کے شکر گزار ہوتے ہیں اور خدا اس حسن اعتقاد کے صلے میں دنیا اور آخرت کی بہتری اسکو عنایت فرماتا ہے اور ایسی زبان اسکو عطا کرتا ہے جو نعمتہائے الٰہی کا ذکر کرتی رہے اور ایسا دل دیتا ہے جو اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اسکے احکام پر خوشنود اور رضامند ہو اور محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں کی تکلیفیں اور زحمتیں برداشت کرنے پر اپنے نفس کو تسلی دے الغرض اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اسکو منصب جلیل پر سرفراز کرتا ہے اور اپنی خوشنودی اور کرامتیں اسکو عنایت فرماتا ہے ایسے شخص کی تجارت سب سے زیادہ نفع دینے والی اور اس کا نفع سب سے بڑھکر اور بزرگ تر ہے +

اور وہ شخص جسکی حالت شخص دوم سے نہایت ردی اور بدتر ہے وہ ہے جو برادر رسول علیؑ ابن ابیطالب کی بیعت کرے۔ اور اسکی موافقت اور دوستی اور اسکے دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرے بعد ازاں اس بیعت کو توڑ ڈالے اور اسکی مخالفت اختیار کرے اور اسکے دشمنوں کا دوست بنجائے اور اعمال بد پر اسکا خاتمہ ہو اور آخر کار وہ عذاب جہنم میں مبتلا ہو جو نہ تو اسکو ہلاک کرے اور نہ کبھی اسکو اس سے خلاصی اور نجات ملے ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں جگہ

خسارے اور ٹوٹے میں ہے اور یہی کھلم کھلا نقصان اور خسارہ ہے ✦

بعد ازاں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا اے گروہ بندگان خدا تم کو لازم ہے کہ اس شخص کی جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیگی اور برگزیدگی سے کرم و مشرف فرمایا ہے اور سردار انبیا محمدؐ کے بعد تمام باشندگان زمین و آسمان سے افضل قرار دیا ہے یعنی علیؑ ابن ابیطالب کی خدمت بجالاؤ اور اسکے دوستوں اور محبوں سے دوستی رکھو اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اپنے مومن بھائیوں کے کہ جو اسکی دوستی اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں تمہارے شریک ہیں حقوق ادا کرو کیونکہ علیؑ کی رعایت کرنی ان سوداگروں کے تمہارے اس رفیق کی رعایت کرنے سے بہتر ہے جسکا تم نے ابھی ذکر کیا کہ وہ اسکو لیکر چین کی طرف گئے اور اسکے مالدار اور غنی کرنیکی تجویز کی اور مال سے اسکی امداد کی اے لوگو میدان حشر میں قیامت کے روز ایک شیعہ وارد ہوگا کہ اسکے میزان اعمال کے پلڑے میں اس قدر گناہ رکھے ہونگے جو چوٹی دار پہاڑوں اور موج خیز دریاؤں سے بہت بڑے ہونگے اور سب لوگ کہیں گے کہ یہ گناہ اس بندے کو ہلاک کردینگے اور کسی شخص کو بھی اسکے ہلاک ہونے اور ابد تک عذاب خدا میں مبتلا رہنے میں ذرا بھر شک نہو گا اسی اثنا میں جناب باری سے ندا آئیگی کہ اے میرے خطا کار اور ان ہلاکتوں اور گناہوں کے مرتکب ہونے والے بندے آیا ان گناہوں کے مقابلے میں کچھ نیکیاں بھی تیرے پاس موجود ہیں جو ان کا عوض ہوسکیں اور تو رحمت خدا کے باعث داخل بہشت ہو یا ان کے عوض سے کچھ زائد ہوں تو اس صورت میں تو وعدہ الٰہی کے بموجب جنت میں داخل ہو یہ ندا سنکر وہ بندہ عرض کریگا کہ مجھے کوئی نیکی معلوم نہیں ہوتی تب منادی پروردگار اسکو ندا کریگا کہ تو میدان قیامت میں آواز دے کہ میں فلاں ابن فلاں اور فلاں شہر یا فلاں گاؤں کا رہنے والا ہوں میں اپنے گناہوں میں گھرا ہوں جو مثل پہاڑوں اور دریاؤں کے ہیں اور انکے مقابلے میں کسی قسم کی نیکی میرے پاس موجود نہیں آیا اہل قیامت میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کے پاس میرے لئے کسی قسم کا احسان یا نیکی موجود ہو تاکہ وہ میری فریاد کو پہنچے اور اسکی عوض میں مجھکو ان گناہوں کے پنجے سے

چھڑائے مجھے اس وقت اس نیکی کی نہایت سخت ضرورت ہے یہ ندا سنکر وہ شخص اہل محشر کو بہ طرز مذکور پکارے
گا سب سے پہلے علیؑ ابن ابیطالب اسکو جواب دینگے لبیک لبیک۔ ہاں اے میری محبت میں محنت
ورنج اٹھانے والے اور میرے دشمنوں کے ظلم وستم سہنے والے پھر وہ اسکے پاس آئینگے اور ان کے
ہمراہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ اور کثرت ہوگی تاہم وہ اسکے مدعیوں کی تعداد سے جنکو اس شخص پر
دعوے اور شکائتیں ہیں بہت ہی کم ہونگے یہ لوگ عرض کرینگے کہ اے امیرالمومنینؑ ہم اسکے
مومن بھائی ہیں وہ ہم سے احسان اور مروت سے پیش آیا کرتا تھا اور نہایت تعظیم وتکریم
بجالاتا تھا اور جب ہم اسکی صحبت میں شریک ہوتے تھے تو باوجود کثرت احسان کے ہم سے نہایت
تواضع اور منکسر مزاجی سے سلوک کرتا تھا اسوقت ہم اپنی تمام طاعات وعبادات اسکو ہمانی
میں پیش کرتے ہیں اور دے ڈالتے ہیں تب علیؑ ان لوگوں سے کہیں گے تو پھر تم خود کس طرح
جنت میں جاؤگے وہ عرض کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کے ذریعہ سے کہ جو اے رسول اللہؐ
کے بھائی آپکے اور آپکی اولاد کے محبوں سے کبھی الگ نہیں ہوتی اسوقت خدائے بزرگ وبرتر
کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے برادر رسولؐ اللہ اس شخص کے لئے اسکے ان مومن بھائیوں نے
تو اس قدر صرف کیا تم اسکو کیا دیتے ہو کیونکہ میں حاکم ہوں اور اسکے اور میرے درمیان جو معاملہ
ہے یعنی میرے جو گناہ اس نے کئے ہیں وہ تو میں نے تمہاری محبت کے سبب معاف کردئے
اور اسکے اور دیگر بندوں کے درمیان جو جھگڑے اور تنازع ہیں انکا فیصلہ کرنا نہایت ضروری
اور لابدی ہے تب علیؑ عرض کرینگے کہ اے میرے پروردگار ارشاد فرما مجھے کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ
فرمائیگا کہ اے علیؑ تم اسکے مدعیوں کے اس شخص پر جو دعوی ہیں ان کو عوض دینے کے ضامن ہو جاؤ
یہ ارشاد جناب باری سنکر علیؑ اسکی ضمانت کرلینگے اور ان مدعیوں سے کہیں گے کہ تم کو اس شخص پر
جو دعوے ہیں اسکی عوض جو چاہو مجھ سے سوال کر دیں وہی تمکو دونگا تب وہ عرض کرینگے کہ اے برادر رسول خدا اس شخص
پر جو ہمارے دعوی ہیں آیا آپ انکی عوض ہمکو اس رات کے اپنے ایک سانس کا ثواب دینگے جبکہ آپ بستر رسولؐ خدا پر سوئے
علی جواب دینگے کہ میں نے اس رات کے ایک سانس کا ثواب تمکو بخشا اسوقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے

بندو اب تم دیکھو کہ علیؑ نے اپنے دوست کے عوض تمہارے دعووں کا بدلا کیا تم کو دیا ہے پھر اس
ایک سانس کے ثواب میں عجیب و غریب محل اور بہشت اور اور نفیس چیزیں انکو دکھائی جائینگی
اور بیہودہ چیزیں ہونگی جن پر اللہ تعالیٰ ان دعویدار مومنوں کو رضامند کریگا بعد ازاں انکو وہ
درجے اور منزلتیں مشاہدہ کرائی جائینگی جو کسی نے دیکھی اور سنی نہوں اور کسی بشر کو انکا خیال
تک بھی نہ آیا ہو یہ حال دیکھ کر وہ مومن عرض کرینگے اے پروردگار کوئی اور بہشت بھی باقی
ہے جبکہ یہ سب ہم کو مل گیا تو تیرے باقی بندگان مومن اور انبیا اور صدیقین اور شہداء
اور نیکو کار لوگ کہاں رہینگے کیونکہ ان لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ ساری جنت ہمیں کو مل گئی
اس وقت جانب رب العزت سے ندا آئیگی کہ اے میرے بندو یہ سب کچھ جو تمکو ملا ہے علیؑ کے
اس ایک سانس کا ثواب ہے جبکی تم نے اس سے درخواست کی تھی اور اس نے تم کو دیدیا اب تم
اسکو لو اور دیکھو یہ سنکر وہ سب دعویدار اور وہ مومن جس کا معاوضہ علیؑ نے ان کو دیا ہے
ان بہشتوں میں چلے جائینگے پھر وہ دیکھیں گے کہ خدا نے علیؑ کے ممالک جنت میں اس قدر اضافہ
فرمایا ہے جو اس بہشت کی مقدار سے اتنے گنا زیادہ ہیں کہ انکی مقدار کو اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا
اسکے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا أَذَٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا أَمْ شَجَرَةُ
الزَّقُّومِ یعنی آیا یہ (بہشتیں جو مومنین اور مخلصین و محبین اہلبیتؑ کو مرحمت ہونگی) اچھی مہمانی
ہے یا درخت زقوم کہ جو میرے بھائی اور وصی علی ابن ابیطالبؑ کے مخالفوں کیلئے مہیا کیا گیا ہے +

پارہ ۲۳ سورۂ صافات ع ۲

قولہ عز و جل مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ
فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ یعنی ان منافقوں کی مثال ان شخصوں کی سی ہے جو اندھیری رات
میں آگ روشن کریں جب ان کے اردگرد کی چیزیں روشن ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی
روشنی کو دور کردے اور ان کو اندھیرے میں چھوڑ دے کہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں وہ (منافق)
بہرے گونگے اور اندھے ہیں اور وہ کبھی ایمان کی طرف رجوع نہ کرینگے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ○ ان منافقوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے تاکہ اسکو اپنے ادگرد کی چیزیں نظر آنے لگیں جب اسکو وہ چیزیں دکھائی دینے لگ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس آگ کی روشنی کو دور کردے کہ ہوا یا بارش بھیجکر اسکو بجھادے یہی حال ان بیعت شکن منافقوں کا ہے جنہوں نے علیؑ کی بیعت کو جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لی تھی توڑ ڈالا اور ظاہرا شہادت دی کہ خدا ایک ہے اور کوئی اسکا شریک نہیں اور محمدؐ اسکا بندہ اور رسولؐ ہے اور علیؑ اُسکا ولیعہد اور وصی اور وارث اور اسکی اُمت میں اسکا جانشین اور اسکے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اسکے وعدوں کو پورا کرنے والا اور اسکی جگہ بندگان خدا کا نگہبان اور حاکم ہے +

اس ظاہری شہادت کے ادا کرنے سے وہ منافق مسلمانوں کی میراث کے وارث ہوئے اور مسلمانوں میں نکاح کیا اور مسلمانوں نے اسی شہادت کے باعث انکو دوست رکھا اور اسی وجہ سے بلاؤں اور تکلیفوں کو بوجہ احسن ان سے دفع کیا اور انکو اپنا دینی بھائی قرار دیا اور جن جن برائیوں سے وہ اپنے نفسوں کو بچاتے تھے ان سے ان کو بچائے رکھا اسلئے کہ وہ (مسلمان) انکی زبان سے اس شہادت (خدا اور رسول) کو سُنتے تھے مگر جب پنجۂ اجل میں گرفتار ہونگے تو پروردگار عالمین کے حکم میں داخل ہو جائینگے جو سب رازوں اور بھیدوں کا عالم ہے اور کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے چونکہ وہ منافق دل میں کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اسلئے عذاب خدا میں مبتلا ہونگے یہ وہ وقت ہے کہ انکی روشنی جاتی رہیگی اور احکام آخرت کی تاریکیوں میں گرفتار ہونگے اور وہاں سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے اور اس جگہ سے واپس آنیکی کوئی سبیل انکو ہاتھ نہ آئیگی +

پھر خدا فرماتا ہے صُمٌّ یعنی وہ عذاب آخرت میں بہرے ہونگے بُكْمٌ یعنی آتش جہنم کے طبقوں میں گونگے ہونگے عُمْيٌ یعنی آخرت میں اندھے ہونگے۔ چنانچہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ○ وَمَأْوَاهُمْ

پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۱

جَهَنَّمَ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ یعنی قیامت کے دن ہم ان کو منہ کے بل
محشور کرینگے کہ وہ اندھے گونگے اور بہرے ہونگے اور ان کا مقام جہنم میں ہوگا جب اسکی آگ
مدھم ہونے لگیگی تو ہم اسکو اور زیادہ بھڑکا دینگے +

ذکر وقت قبض روح منافقین

اور جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ظاہر میں امیر المومنینؑ کی بیعت کرے
اور باطن میں اسکو توڑ ڈالے اور ان سے نفاق رکھے جب ملک الموت اسکی روح قبض کرنیکے
لئے اسکے پاس آتا ہے اسوقت ابلیس اور اسکے یار و مددگار اسکے سامنے صورت پذیر ہوتے
ہیں اور آتش ہائے جہنم اور اسکے عذابہائے گوناگوں جو اسکے آنکھوں اور دل اور کانوں کے
واسطے مقرر ہیں اور جہنم کے تنگ مقامات ہیں جو اسکی نشست گاہیں ہیں اسکے سامنے متمثل
ہوتے ہیں اور جنت اور اسکی منزلتیں جو اس شخص کے تا ایندم مومن اور امیر المومنین علیہ السلام
کی بیعت پر قایم رہنے کی صورت میں اسکو ملتیں اسکے آگے شکل پذیر ہوتی ہیں اور ملک الموت
اس سے کہتا ہے دیکھ یہ جنت جسکی خوشیوں اور شادمانیوں کے درجے کو بجز خدا کے جو پروردگار عالمین
ہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے واسطے مہیا کیگئی تھی اگر تو برادر رسول خدا کی ولایت اور محبت پر قائم
رہتا تو قیامت کے دن تیری بازگشت اسکی طرف ہوتی مگر تو نے اسکے رشتۂ ولایت کو توڑ ڈالا۔
اور اسکی مخالفت کی اسلئے یہ آتش ہائے جہنم اور اسکے عذابہائے گوناگوں اور اس کے شعلے اور
موگریاں اور اژدہا جو اپنے مُنہ کھولے ہوئے ہیں اور بچھو جو اپنی دُمیں اٹھائے ہیں اور درندے
جو اپنے پنجوں کو کھولے ہوئے ہیں اور باقی اور طرح طرح کے عذاب تیرے لئے تیار ہیں اور تیری
بازگشت انکی طرف ہوگی اسوقت وہ شخص کہتا ہے يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
سَبِيْلًا ۝ یعنی کاش میں رسولؐ خدا کی راہ اختیار کرتا اور انکے حکم کو قبول کر لیتا اور علیؑ کی
دوستی جو مجھ پر لازم کیگئی تھی اسکو اپنے اوپر لازم اور واجب ٹھیراتا +

پارہ ۱۹ سورہ فرقان ع ۲

قولہ عزوجل اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ
يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ

بِالْكَافِرِيْنَ ○ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ○ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ یعنی یا ان منافقوں کی مثال ان شخصوں کی سی ہے۔ جن پر آسمان سے مینہ برس رہا ہو اور کالی گھٹا چھائی ہو بادل گرج رہا ہو بجلی چمک رہی ہو اور وہ بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونیکے ڈر سے انگلیاں کانوں میں دیتے ہوں اور اللہ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چندھیا دے جب اس (بجلی) کی چمک سے رستہ روشن ہوجاتا ہے تو وہ چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہوجاتا ہے تو ٹھیر جاتے ہیں اور اگر خدا چاہے تو انکے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو زائل کردے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کیلئے دوسری مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قرآن کی مثال جسمیں ان منافقوں کیطرف خطاب کیا گیا ہے اور اے محمدؐ جسکو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اسمیں میری وحدانیت کا بیان اور تیری نبوت کی دلیل کی وضاحت اور اس امر کی روشن دلیل موجود ہے کہ تیرا بھائی علیؑ ابن ابیطالب اس منصب اور عہدے کا جسپر تونے اسکو مقرر کیا ہے اور اس مرتبے کا جسپر اسکو سرفراز کیا ہے اور اس ملک رانی اور حکومت کا جسپر اسکو متعین کیا گیا ہے مستحق اور سزاوار ہے ان منافقوں کے حق میں ایسی ہے اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ○ جیسے بارش جسمیں کالی گھٹا سے اندھیرا چھایا ہو اور بادل گرج رہا ہو اور بجلی چمک رہی ہو جسطرح اس بارش میں یہ چیزیں موجود ہیں اور جو شخص انمیں مبتلا ہے وہ خوف کرتا ہے ایسا ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ وہ بیعت علیؑ کو رد کرتے ہیں اور اس بات سے خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہو کہ اے محمدؐ تو انکے نفاق سے واقف ہوجائے جسطرح وہ شخص جو اس قسم کے مینہ اور کڑک اور بجلی میں مبتلا ہو ڈرتا ہے کہ ایسا نہو کہ کڑک سے دل نکل پڑے یا بجلی اسپر گر پڑے

اسی طرح یہ منافق خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہو تو انکے کفر سے مطلع ہو جائے اور انکے قتل وقمع کا باعث ہو
جو شخص اس بارش میں گرفتار ہوتے ہیں وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دیتے ہیں تاکہ کڑک کے صدمے
سے انکے دل باہر نہ نکل پڑیں اور وہ موت کے خوف سے ایسا کرتے ہیں جسطرح یہ لوگ جو اس بارش
میں مبتلا ہیں اپنے کانونمیں انگلیاں دیتے ہیں کہ کہیں کڑک کے صدمے سے انکے دل باہر نہ نکل پڑیں اسیطرح
یہ منافق جب سنتے ہیں کہ تو بیعت علیؑ کے توڑنے والوں پر لعنت کرتا ہے اور ان لوگوں کے حالات
کھانے پر عقاب عذاب کا وعدہ دیتا ہے تو اپنی موت کے خوف سے انگلیاں اپنے کانونمیں دیلیتے ہیں
کہ ایسا نہو تیرے انپر لعنت کرنے اور عقاب عذاب کا وعدہ دینے کو سنکر انکے چہرہ متغیر ہو جائیں۔
اور انکا یہ حال دیکھکر تیرے اصحاب انکو شناخت کرلیں کہ وہ یہی لوگ ہیں جنپر لعنت کیگئی ہے اور
ان کیلئے وعدۂ عذاب دیا گیا ہے کیونکہ جب چہروں کے متغیر ہونے اور انکے پیچ وتاب کھانیسے ان کا
حال کھلجائیگا تو نفاق کا الزام انپر پختہ ہو جائیگا اور پھر وہ تیرے ہاتھ سے یا تیرے حکم سے قتل ہونیسے
امن میں نہ رہینگے پھر خدا فرماتا ہے وَاللّٰہُ مُحِیْطٌۢ بِالْکَافِرِیْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں پر
احاطہ کئے ہوئے ہے اور اسکو انپر قدرت حاصل ہے اگر وہ چاہے تو انمیں سے منافقوں کے نفاق کو
تجھ پر ظاہر کردے اور ان کے رازوں سے تجھکو واقف کردے۔ اور ان کے قتل کرنیکا تجھکو حکم دے
بعد ازاں فرمایا یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ یعنی قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چندھیا دے
اور یہ اس قوم کی مثال ہے جو بجلی کی چمک میں مبتلا ہوں اور اُنھوں نے اسکی طرف سے اپنی آنکھوں
کو بند نہ کیا ہو اور انکو اسکی چمک سے بچانیکے لئے اپنے چہروں کو نہ ڈھانپا ہو اور اپنی راہ کو جسکو
وہ بجلی کی روشنی میں طے کرنا چاہتے ہیں نہ دیکھا ہو بلکہ انہوں نے فقط بجلی ہی کیطرف نگاہ کی ہو۔
اسحال میں قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چندھیا دے اسیطرح ان منافقوں کا حال ہے کہ قرآن کی
جو آیات محکمات تیری نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور اپنے بھائی علیؑ کو امام مقرر کرنے پر تیری
سچائی کو ظاہر کرتی ہیں اور جو معجزے تجھسے اور تیرے بھائی علیؑ سے مشاہدہ کرتے ہیں جو اس بات
پر دلالت کرتے ہیں کہ تیرا امر نبوت اور اسکا امر امامت بالکل حق اور درست ہے اور ہمیں ذرا بھی

شک نہیں ہے پھر بھی وہ ان دلیلوں میں جو وہ آیات قرآنی اور تیرے اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کے معجزات و آیات سے مشاہدہ کرتے ہیں غور و تامل نہیں کرتے اور تیری حجتوں اور دلیلوں میں انکا حق سے درگذر کرنا عنقریب انکے اور تمام اعمال کو جنکو وہ سوچ سمجھ کر اور درست طور پر بجالاتے ہیں باطل کردیگا کیونکہ جو کوئی ایک حق کا انکار کرتا ہے یہ انکار کرنا اسکو ہر ایک حق کے انکار پر پہنچا دیتا ہے اور اسکا منکر اسکے تمام حقوق کے باطل ہونیمیں بمنزلہ اس شخص کے ہے جو آفتاب کی طرف نظر کرے اور اس سے اسکی آنکھوں کا نور جاتا رہے۔ بعد ازاں فرمایا کُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ یعنی جب بجلی کی چمک سے رستہ روشن ہو جاتا ہے یعنی جب وہ امر ظاہر ہوتا ہے جسکے حجت ہونے کا انکو اعتقاد ہے مَّشَوْا فِيْهِ تو اسپر قایم ہو جاتے ہیں۔ اور ان منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب انکی گھوڑیاں بچھیریاں جنتی تھیں اور انکی عورتوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے تھے اور انکے نخلستان بارور ہوتے تھے اور کھیتیاں خوب پھلتی پھولتی تھیں اور تجارت میں نفع ہوتا تھا اور اونٹنیاں بہت دودھ دیتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنیکا نتیجہ ہے کیونکہ وہ خوش نصیب اور صاحب اقبال آدمی ہے اسلئے مناسب ہے کہ ظاہر میں ہم اسکی اطاعت کریں تاکہ اسکے اقبال سے نیک زندگی بسر کریں۔ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا اور جب تاریکی ہو جاتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی جب انکی گھوڑیاں بچھیریاں اور عورتیں لڑکے نہ جنتیں اور تجارتوں میں نفع نہوتا اور نخلستان کی کھجوریں پھل نہ لائیں اور کھیتیاں اچھی طرح نہ پھلتی پھولتیں تب وہ اس کلمہ نیک سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے اور محمدؐ کی تصدیق کرنیکی بدبختی اور شامت کا نتیجہ ہے اور یہ آیت ایک اور آیت کی نظیر ہے جسمیں خدا اپنے حبیبؐ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۞ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اگر انکو کوئی نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بدی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بدی تیری طرف سے ہے اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہدے کہ یہ نیکی اور بدی سب

پارہ ۵ محصنات سورہ نساء ع ۱۰

خدا کی طرف سے ہے یعنی اسی کے حکم اور قضا سے جاری ہوتی ہے اور میری بدبختی اور برکت سے نہیں +
پھر خدا فرماتا ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ یعنی اور اگر خدا چاہے
تو انکے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو دور کردے تاکہ انکو اسبات سے بچنا میسر نہو جو
وہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم اور تیرے اصحاب اور دیگر مومنین انکے کفر سے واقف نہو جائیں کیونکہ اگر
ایسا ہوا تو تو انکو کفر کے باعث قتل کرادیگا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ
ہر چیز پر قادر ہے اور کسی شے کے عمل میں لانے سے قاصر اور عاجز نہیں ہے +

قولہ عزوجل يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ یعنی اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو
اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم عذاب دوزخ سے بچو +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام نے
اس آیت کی تفسیر اسطرح فرمائی ہے یَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ یعنی اے تمام لوگو جو
اولاد آدم میں بالغ اور مکلف ہو اپنے پروردگار کی اطاعت کرو جس طرح سے اس نے تمکو حکم دیا
ہے کہ تم اعتقاد رکھو کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے نہ کوئی اسکا شریک ہے اور نہ کوئی
اسکے مشابہ اور نظیر ہے وہ ایسا عادل ہے کہ کبھی ظلم نہیں کرتا اور ایسا بہت بخشش کرنے والا
ہے کہ کبھی بخل نہیں کرتا اور ایسا حلیم و بردبار ہے کہ کبھی جلد بازی او عجلت نہیں کرتا اور
ایسا مدبر اور دانا ہے کہ اسکے کاروبار میں سستی اور بیکی کو راہ نہیں اور یہ اعتقاد کرو کہ محمدؐ اسکا
بندہ اور رسول ہے اور اسکی آل تمام انبیائے گزشتہ کی آل سے افضل ہے اور علیؑ تمام آل محمدؐ
میں افضل ہے اور محمدؐ کے مومن اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے افضل ہیں اور امت محمدی
سب نبیوں کی امتوں سے افضل ہے اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ یعنی اس ذات کی اطاعت کرو جس نے
تم کو نطفہ سے جو گندے پانی سے بنتا ہے پیدا کیا پھر اس (نطفہ) کو ایک مدت مقررہ تک ایک
خاص قرارگاہ میں ٹھیرایا اور اس نے اسکو اندازہ کیا اور خدا جو پروردگار عالمین ہے

بہت اچھا اندازہ کرنے والا ہے +

اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نطفہ رحم میں چالیس روز اسی طرح (اصلی حالت میں) رہتا ہے پھر چالیس روز علقہ یعنی جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس روز مضغہ یعنی پارۂ گوشت رہتا ہے اسکے بعد ہڈیاں بنتی ہیں پھر اسپر گوشت کی تہ چڑھائی جاتی ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ اسپر کھال کی پوشش پہناتا ہے پھر اسپر بال اگاتا ہے بعد ازاں فرشتہ ارحام کو اسپر متعین فرماتا ہے اور اسکو حکم ہوتا ہے کہ اس جنین کی مدت عمر اور اسکے اعمال اور رزق کو لکھ اور یہ بھی کہ یہ بچہ نیک بخت اور سعید ہوگا یا بدبخت اور شقی وہ فرشتہ عرض کرتا ہے اے پروردگار مجھے ان امور کا علم کہاں سے حاصل ہوگا تب حکم ہوتا ہے کہ لوح محفوظ کے پڑھنے والوں سے دریافت کرلے غرض وہ ان سے دریافت کرکے ان تمام امور کو تحریر کردیتا ہے +

جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی کی مدت عمر عمل اور رزق وہ فرشتہ لکھتا ہے اگر اسکا انجام سعادت فرجام محبت علیؑ ابن ابیطالب پر ہو تو اسکے لئے وہ فرشتہ یہ لکھتا ہے کہ اس شخص سے مرتے وقت تک کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا +

امام فرماتے ہیں کہ اس بات کا بھی یہی مطلب ہے جو رسولخداؐ نے اس روز فرمائی تھی جبکہ بریدہ نے آکر آنحضرتؐ سے علیؑ کی شکایت کی اور اسکا قصہ اسطرح پر ہے کہ حضرتؐ نے ایکدفعہ ایک لشکر جہاد کو بھیجا تھا اور علیؑ کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا تھا اور ہمیشہ یہی قاعدہ تھا کہ جب علیؑ کسی لشکر کے ہمراہ جاتے تھے تو سرداری ہو کر جاتے تھے۔ الغرض جب لشکر اسلام نے فتح پائی اور مال غنیمت ہاتھ آیا تو علیؑ نے چاہا کہ مال غنیمت میں سے ایک لونڈی خرید فرمائیں اور اسکی قیمت مال غنیمت سے وضع کریں یہ دیکھ کر خاطب ابن ابوبلتعہ اور بریدہ اسلمی اس باب میں ان سے جھگڑنے لگے اور بہت غضبناک ہوئے جب حضرتؐ نے انکو جھگڑتے دیکھا تو آپنے اسکی قیمت کا تخمینہ لگانا اور اس کا مقرر کرنا انہی کے حوالہ کردیا یہانتک کہ اسکی قیمت اس حد کو پہنچگئی جو اس روز انصاف سے ہوسکتی تھی پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس کنیز کو اس قیمت پر خرید لیا جب مدینے میں واپس آئے

توان دونوں نے صلاح کی کہ بریدہ جناب رسولخدا کی خدمتمیں اس حال کو عرض کرے اس قرارداد کے بعد بریدہ حضرتؐ کے سامنے جاکر کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یارسولؐ اللہ شاید آپنے نہیں سناکہ علیؑ نے مال غنیمت میں سے اپنے لئے ایک لونڈی لے لی ہے اور مسلمانوں کا حق اسمیں مقرر نہیں کیا اسکی یہ تقریر سنکر آنحضرتؐ نے اسکی طرف سے رخ پھیر لیا اس نے دائیں طرف سے آکر پھر وہی شکایت کی حضرتؐ نے پھر بھی منہ پھیر لیا۔ اس نے سامنے سے آکر پھر اسی شکایت کو دہرایا یہ حال دیکھ کر حضرتؐ پر ایسا غضب طاری ہوا کہ نہ کبھی اس سے پہلے اور نہ اسکے بعد پھر کسی نے آپکو ایسا غضبناک دیکھا اور رنگ انور متغیر ہوگیا منہ سے کف جاری ہوئی اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور تمام اعضا غصہ کے مارے کانپنے لگے اور فرمایا کہ اے بریدہ تونے آج رسولخدا کو کس لئے اذیت پہنچائی کیا تونے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا کہ فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ○ یعنی جو لوگ خدا اور اسکے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور اس نے ان کیلئے خوار و ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کیا ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بلاقصور ایذا دیتے ہیں وہ سراسر جھوٹ اور گناہ ظاہر کو اپنے سر دھرتے ہیں بریدہ نے عرض کی میں نہیں جانتا کہ میں نے آپکو کونسی ایذا دی حضرتؐ نے جواب دیا کہ اے بریدہ کیا تیرا گمان یہ ہے کہ مجھ کو صرف وہی شخص ایذا پہنچاتا ہے جو مجھ کو ہی ایذا دے کیا تجھکو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور جو کوئی علیؑ کو ایذا دیتا ہے وہ مجھکو ایذا دیتا ہے اور جو مجھکو ایذا دیتا ہے وہ خدا کو ایذا دیتا ہے اور جو خدا کو ایذا دے اسکو آتش جہنم کے دردناک عذاب سے ایذا دینا خدا پر واجب اور لازم ہے۔ اے بریدہ تجھکو زیادہ معلوم ہے یا خدا کو تو زیادہ واقف ہے یا وہ فرشتے جو لوح محفوظ کو پڑھتے ہیں تو زیادہ واقف ہے یا فرشتہ ارحام پھر فرمایا کہ اے بریدہ تو کیونکر اسکو خطا کار بنلاتا ہے اور ملامت اور سرزنش کرتا ہے اور اسکے فعل پر طعن و تشنیع کرتا ہے

اور یہ جبرئیلؑ امین موجود ہیں اور اسکے حافظانِ اعمال کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ انہوں نے وقت
ولادت سے لیکر تا ایندم کوئی خطا اسکے نامہ اعمال میں درج نہیں کی اور فرشتہ ارحام نے مجھ سے بیان
کیا کہ اسکی پیدائش سے پہلے جبکہ اسکو ماں کے پیٹ میں مستحکم کیا گیا انہوں نے لکھا کہ اس سے ہرگز کوئی
خطا سرزد نہوگی اور قاریان لوح محفوظ نے شب معراج مجھ کو خبر دی کہ انہوں نے لوح محفوظ میں
لکھا ہوا دیکھا کہ علیؑ ہر خطا اور لغزش سے معصوم اور پاک ہے اے بریدہ تو کیونکر اسکو خطا کار
بتلاتا ہے حالانکہ پروردگار عالمین اور فرشتگان مقربین اسکو صواب اور درستی پر بتاتے ہیں
اے بریدہ علیؑ سے نیکی اور خوبی کے سوا کبھی مت پیش آؤ کیونکہ وہ تمام مومنوں کا حاکم اور تمام
اوصیاء کا سردار اور مسلمانوں کا شہسوار اور بزرگان روشن رو کا پیشوا اور بہشت و دوزخ
کا تقسیم کرنے والا ہے قیامت کے دن آتش جہنم سے مخاطب ہو کر کہیگا ھذا لی و ھذا لک یہ
میرے واسطے ہے اور یہ تیرے لئے اور اے بریدہ کیا تم سب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے کہ علیؑ سے
جھگڑا مت کرو اور اس سے عناد مت رکھو اور اسکو غضب میں مت لاؤ مگر یہ بات تم سے بہت
بعید ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ علیؑ کی جو قدر و منزلت تمہاری نظروں میں ہے خدا کے نزدیک
اسکا رتبہ اس سے بہت زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو بتاؤں کہ خدا کے نزدیک اسکی قدر و
منزلت کتنی ہے اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسولؐ اللہ بیان فرمایئے تب فرمایا کہ قیامت کے
دن اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کو مبعوث کریگا کہ ان کے میزان اعمال گناہوں سے پر ہونگے اُن سے
کہا جائیگا کہ یہ تو بدیاں ہیں نیکیاں کہاں ہیں ان کو لاؤ ورنہ تم ہلاک ہوگے وہ عرض کرینگے کہ اے
ہمارے پروردگار ہمکو اپنی نیکیاں تو معلوم نہیں اسوقت جانب پروردگار سے ندا آئیگی کہ اے
میرے بندو اگر تم اپنی نیکیوں کو نہیں جانتے تو میں تو انکو جانتا ہوں اور میں انکو تمہارے
لئے زیادہ کرونگا پھر ہوا ایک چھوٹے سے رقعہ کو اُڑا کر اُن کے نیکیوں کے پلہ میزان میں ڈالدیگی
اور وہ پلہ انکے گناہوں کے پلے سے آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ نیچے کو
جُھک جائیگا پھر انہیں سے ایک شخص کو حکم ہوگا کہ اپنے ماں باپ بھائیوں خواصوں قریبیوں

یاروں اور آشناؤں کا ہاتھ پکڑ اور انکو جنت میں داخل کر۔ یہ حال دیکھکر اہل محشر عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اسکی بدیوں کو تو پہچان لیا مگر نیکیوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کیا کچھ ہیں ان کے جواب میں خدا فرمائیگا کہ اے میرے بندو انمیں سے ایک شخص کے ذمے اپنے بھائی کا کچھ قرض باقی تھا وہ اس تجایا قرض کو لیکر اس قرضخواہ بھائی کے گھر گیا اور جاکر اس سے کہا کہ یہ اپنا باقی قرض مجھ سے لے لے کیونکہ میں تجھکو علیؑ کا دوستدار ہونیکی وجہ سے دوست رکھتا ہوں یہ بات سنکر اس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھکو دوستدار علیؑ ہونیکے سبب قرض چھوڑ دیا اور یہ میرا مال حاضر ہے جتنا تیرا جی چاہے اسمیں سے لیجا اور اپنے کام میں لا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ ان دونوں کا شکر گزار ہوا اور اس سبب سے انکی خطاؤں کو معاف کر دیا اور اسکو انکے اعمال ناموں اور میزانوں میں داخل کیا اور ان کیلئے اور ان کے ماں باپ اور ان کے اہل و عیال کیلئے بہشت کو واجب کیا۔

بعد ازاں حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا اے بریدہ جو لوگ کہ بغض علیؑ کے باعث داخل جہنم ہونگے انکی تعداد ان کنکریوں سے بہت زیادہ ہوگی جو جمرات کے قریب پھینکی جاتی ہیں خبردار تو انمیں سے نہونا الغرض آیہ اُعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ کے یہی معنے ہیں کہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ ابن ابیطالب کی تعظیم کیساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ جس نے تمکو پیدا کیا اور بعد ازاں تم کو درست اور یکساں کیا اور بہت اچھی صورت تمکو عنایت کی وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ اور جس نے تم سے پہلے سب انسانی گروہوں کو پیدا کیا لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ تاکہ تم آتش دوزخ سے بچو۔

امام فرماتے ہیں کہ اس اخیر آیت کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اسلئے پیدا کیا تاکہ تم سب کے سب متقی اور پرہیزگار بنو جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اور مقام میں فرمایا ہے مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ۝ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ میری معرفت حاصل کریں۔

پارہ ۲۷ سورۃ الذاریات ع ۲

دوم یہ کہ تم اس ذات کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم آتش جہنم سے محفوظ رہو۔

اور لعل کلام خدا میں واجب کے معنی میں آتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہ اسبات سے برتر ہے کہ اپنے بندے کو بے فائدہ تکلیف و مشقت میں ڈالے اور اپنے فضل و کرم کی طمع دلائے اور پھر اسکو اس سے محروم رکھے دیکھو جب کوئی بندہ کسی شخص سے کہے کہ تو میری خدمت کرتا کہ تو مجھ سے اور میری خدمت سے کچھ نفع پائے اور تاکہ میں اس خدمت کی عوض تجھکو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور وہ شخص اسکی خدمت کرے پھر وہ شخص اس (خدمتگار) کو فائدہ سے محروم رکھے اور اسکو کچھ نفع نہ پہنچائے یہ فعل اس شخص کا کسقدر قبیح اور زبون سمجھا جاتا ہے پس اللہ تعالی کے افعال تو اپنے بندوں کے افعال سے بہت بزرگ و برتر اور قبیح اور زبون ہونے سے نہایت بعید ہیں *

قولہ عز و جل الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ یعنی وہ خدا جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور بادلوں سے پانی برسایا اور اس سے تمہارے واسطے بہت سے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا پس تم خدا کیلئے شریک مت قرار دو حالانکہ تم جانتے ہو کہ جنکو تم خدا کا شریک بناتے ہو وہ کچھ بھی مقدور نہیں رکھتے) *

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا یعنی وہ خدا جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا ہے یعنی اسکو تمہاری طبیعتوں کے مناسب اور جسموں کے موافق بنایا نہ تو زیادہ گرم ہے کہ تم کو جلا دے اور نہ زیادہ سرد ہے کہ تم کو جما دے اور نہ زیادہ خوشبودار ہے جو تمہارے سروں میں درد پیدا کرے اور نہ اتنی بدبودار ہے کہ تمکو ہلاک کرے اور نہ پانی کی طرح اتنی نرم ہے کہ تم کو ڈبو دے اور نہ ایسی بہت سخت ہے جو تمکو کھیتی باڑی کرنے مکان بنانے اور مُردوں کے دفن کرنے سے مانع ہو بلکہ اسمیں ایسی استواری اور متانت ہے کہ تم اس سے منتفع ہوتے ہو اور اسپر ٹھہرتے اور قیام کرتے ہو اور تمہارے بدن اور مکان اسپر قائم ہوتے ہیں اور اللہ جلشانہ نے اسمیں ایسی نرمی رکھی ہے جو کھیتی باڑی

کرنے اور قبریں بنانے میں تمہاری مطیع فرمان ہے اور اسی طرح اور بیشمار فوائد اس سے حاصل کرتے ہو اسی واسطے خدا نے زمین کو تمہارے لئے فرش قرار دیا ہے پھر فرماتا ہے وَالسَّمَآءَ بِنَآءً یعنی آسمان کو تمہارے اوپر محفوظ چھت کی طرح بنایا کہ اسمیں سورج چاند اور دیگر سیاروں کو تمہارے فوائد کیلئے گردش دیتا ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یعنی بارش کو بلندی سے نازل کیا تاکہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور گھاٹیوں اور نشیب زمینوں میں ہر جگہ پانی پہنچ جائے پھر اسکو جدا جدا کیا کہ کبھی تو پھوہار کیطرح برستا ہے کبھی موسلا دھار پڑتا ہے کبھی بڑی بڑی بوندیں ہو کر گرتا ہے کبھی کم کم برستا ہے تاکہ اس سے تمہاری زمینوں کو سیراب کرے اور اس مینہ کو ایک ہی ٹکڑے کی صورت میں تم پر نہیں برساتا اگر ایسا ہو تو تمہاری زمینیں درخت کھیتیاں اور پھل سب خراب اور برباد ہو جائیں فَاَخْرَجَ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ یعنی پھر اس بارش کے سبب زمین سے طرح طرح کی چیزیں اُگائیں جو تمہارا رزق ہیں فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا پس تمکو مناسب ہے کہ بتوں کو جو نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہیں خدا کے نظیر اور اسکے شبیہ اور مثل مت بناؤ وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور تم جانتے ہو کہ وہ بت ان نعمتوں میں سے جو پروردگار نے تمکو عنایت فرمائی ہیں کسی ایک کے پیدا کرنیکی بھی قدرت نہیں رکھتے +

اور امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے آیۂ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا تو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اپنے عرش کو اسپر قایم کیا چنانچہ ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ ۝ یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا اور انکی پیدائش سے پہلے اسکا عرش پانی پر قایم تھا +

سیپارہ ۱۲ سورہ ہود ع ۱

پھر ہواؤں کو پانی پر بھیجا ان سے اسمیں لہریں اُٹھیں اور بخارات بنکر اوپر کو بلند ہوئے - اور جھاگ پیدا ہوئی ان بخارات سے تو ساتوں آسمان پیدا کئے اور اس جھاگ سے زمینیں خلق فرمائیں اور زمین کو پانی کے اوپر پھیلایا اور پانی کو سخت پتھر پر قایم کیا اور اس پتھر کو مچھلی پر

اور مچھلی کو بیل پر اور بیل کو اس سنگ بزرگ پر جسکا ذکر لقمان نے اپنے بیٹے سے کیا ہے چنانچہ خدا لقمان کی زبانی فرماتا ہے یَابُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْفِی السَّمٰوٰتِ اَوْفِی الْاَرْضِ یَأْتِ بِھَا اللّٰہُ ؕ یعنی اے بیٹے وہ گناہ یا نیکی اگرچہ چھپائی میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ سنگ سخت و بزرگ کے بیچ میں ہو خواہ آسمانوں میں یا زمین میں ہو اسکو اللہ تعالیٰ مقام حساب میں لے آئیگا +

اور اس پتھر کو ثرے پر ٹھیرایا اور خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں کہ ثرے کے نیچے کیا ہے۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو خلق فرمایا تو اسکو کعبہ کے نیچے بچھایا پھر اسکو پانی پر پھیلایا اور وہ سب چیزوں پر محیط ہو گئی یہ حال دیکھ کر زمین فخر کرنے لگی اور کہنے لگی کہ میں نے سب چیزوں کو گھیر لیا ہے اب مجھپر کون غالب ہو سکتا ہے اور مچھلی کے کانوں میں ایک ایک سونے کی زنجیر پڑی ہوئی تھی جس کا ایک سرا عرش سے ملا ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی حرکت میں آئی اسکے متحرک ہونے سے زمین اپنی تمام چیزوں سمیت ہلنے لگی جیسے کشتی پانی کی سطح پر ہلا کرتی ہے جبکہ اسمیں بڑے زور کی لہریں اٹھا کرتی ہیں اور زمین اس ہل چل کو روک نہ سکی زمین کا یہ حال دیکھ کر مچھلی فخر سے کہنے لگی کہ میں زمین پر بھی غالب آگئی جو سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے ایسا کون ہے جو مجھپر غالب آسکے اسوقت خدا نے پہاڑوں کو خلق کیا اور ان کو زمین پر گاڑ دیا۔ اور ان کے سبب زمین اس قدر بھاری ہو گئی کہ پھر مچھلی اسکو نہ ہلا سکی یہ حال دیکھ کر پہاڑ فخر کرنے لگے اور بولے کہ ہم مچھلی پر بھی غالب آگئے جس نے زمین کو مغلوب کیا تھا اب ہم پر کون غالب آسکتا ہے تب خدا نے لوہے کو پیدا کیا اور پہاڑ اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اسکا کچھ دفیعہ اور روک تھام نہ کر سکے یہ دیکھ کر لوہا فخر سے کہنے لگا کہ میں پہاڑ پر غالب آیا جس نے مچھلی کو مغلوب کیا تھا اب مجھپر کون ور ہو سکتا ہے تب خلاق عالم نے آگ کو خلق فرمایا اور اس نے لوہے کو پگھلا کر ریزہ ریزہ کر ڈالا اور لوہے سے اس کا کچھ چارہ نہ بن پڑا آگ نے جب یہ حال مشاہدہ کیا تو فخر سے کہنے لگی کہ میں لوہے پر غالب ہوئی جس نے پہاڑ کو مغلوب کیا تھا

ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب ہو سکے تب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا اور اس نے آگ کو بجھا دیا۔ پھر پانی از راہ فخر پکارا کہ میں آگ پر غالب آیا جس نے لوہے کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون غلبہ پا سکتا ہے اسوقت خدا نے ہوا کو خلق فرمایا اور اس نے پانی کو اڑا دیا یہ حال دیکھ کر ہوا کو بھی فخر ہوا کہ میں نے پانی کو مغلوب کیا جو آگ پر غالب آیا تھا اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے تب خلاق عالم نے انسان کو پیدا کیا اس نے عمارتیں بنا کر ہوا کو اسکی گزرگاہوں سے پھیر دیا اسپر حضرت انسان بھی اکڑنے لگے اور فخر و تکبر کی راہ سے کہنے لگے کہ میں ہوا پر بھی غالب ہوا جس نے پانی کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو خلق فرمایا اور اس نے انسان کو مار ڈالا۔ جب ملک الموت نے یہ حال دیکھا تو فخریہ کہنے لگا کہ میں انسان پر غالب آیا جس نے ہوا کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بہت قہر کرنے والا اور بہت غلبہ پانے والا اور بہت بخشش کرنے والا ہوں اور سب چیزوں پر غالب ہوں (میں تجھ پر بھی غالب ہوں) چنانچہ فرمایا ہے اِلَیْہِ[۱] یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ یعنی سب امور اسی کیطرف رجوع ہونگے *

[۱] سورہ ہود اخیر

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ وہ مچھلی نہایت عجیب ہے اور اسمیں کتنی بڑی طاقت ہے کہ زمین کو اسکی تمام چیزوں سمیت ایسا متحرک کیا کہ وہ اس حرکت کو روک نہ سکی حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں جو اس مچھلی کی نسبت زیادہ قوی اور بہت بڑی اور وسیع ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمایئے فرمایا جب خدا نے عرش کو پیدا کیا تو اسکے ساٹھ ہزار تین سو ستون خلق فرمائے اور ہر ستون کے پاس ساٹھ ہزار تین سو فرشتے ایسے قوی اور عظیم الجثہ پیدا کئے کہ اگر انمیں سے چھوٹے سے چھوٹے فرشتے کو حکم دے تو وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو لقمہ کر جائے اور یہ اسکے حلق کے سوراخ میں ایسے معلوم ہوں جیسے ایک وسیع بیابان میں ریت کا ایک ٹیلہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو میرے اس عرش کو اٹھاؤ ان سب ملکہ ہر چند زور لگایا اٹھانا تو کہاں حرکت تک بھی نہ دے سکے تب

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک فرشتے کے پاس ایک ایک فرشتہ اور پیدا کیا پھر بھی عرش کو جنبش تک
نہوئی بعد ازاں خدا نے ہر فرشتے کے پاس دس دس فرشتے اور پیدا کئے تب بھی نہ ہلا سکے پھر ہر ایک
فرشتے کے پاس اس تمام تعداد کے برابر برابر فرشتے خلق فرمائے پھر بھی انکو اتنی قدرت نہ ہوئی کہ عرش
کو ہلا سکیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ تم اسکو چھوڑ دو میں خود اپنی قدرت کاملہ سے
اسکو اُٹھاؤنگا۔ غرض اس قادر مطلق نے اپنی قدرت سے اسکو تھاما پھر انمیں سے آٹھ فرشتوں
کو امر فرمایا کہ اب تم اسکو اُٹھاؤ انہوں نے عرض کی کہ اے پروردگار جبکہ ہم اس تمام خلق کثیر
اور جم غفیر کے ساتھ ہو کر نہ اُٹھا سکے تو بھلا ہم آٹھوں اکیلے کیونکر اُٹھا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا کہ میں اللہ ہوں کہ دور کو نزدیک اور سرکش کو سرنگون اور شدید کو خفیف اور
مشکل کو آسان کر دیتا ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور جو چاہتا ہوں حکم دیتا ہوں میں
تم کو ایسے کلمات تعلیم کرونگا کہ ان کے کہنے سے اسکا اُٹھانا تم پر سہل ہو جائیگا فرشتوں نے
عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار وہ کونسے کلمات ہیں۔ فرمایا تم کہو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ[1]
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ
تب انہوں نے ان کلمات کو تلاوت کر کے عرش کو اٹھا لیا اور وہ ان کے کندھوں پر ایسا ہلکا
پھلکا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی قوی اور طاقتور آدمی کے کندھے پر بال اُگے ہوتے ہیں۔
پھر اللہ تعالیٰ نے ان باقی فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ عرش کو انہی آٹھ فرشتوں کو اٹھائے رہنے
دو اور تم اسکے گرد طواف کرو اور میری تسبیح اور تحمید اور تقدیس میں مصروف رہو کیونکہ میں
وہ خدا ہوں جو اس چیز پر قدرت رکھتا ہوں جو تم نے مشاہدہ کی اور میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں
یہ سنکر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ان عرش کے اُٹھانے والے فرشتوں کا حال نہایت عجیب ہے
کہ وہ کس قدر قوی اور کتنے عظیم الجثہ ہیں فرمایا کہ یہ فرشتے باوجود اتنی بڑی طاقت کے ان صحیفوں کو

[1] یعنی میں خدائے رحمان و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں اور خدائے بلند اور بزرگ کے سوا کسی کو طاقت
اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور انکی آل اطہار پر درود بھیجے ۔ مترجم

قصص صد اول ... [illegible]

نہیں اُٹھا سکتے جنمیں میری امت کے کسی شخص کے حسنات درج ہوں صحابہ نے عرض کی یا حضرتؐ
فرمایئے ایسا شخص کونسا ہے تاکہ ہم اسکو دوست رکھیں اور اسکی تعظیم وتکریم بجالائیں اور اسکی
دوستی سے قرب خدا حاصل کریں فرمایا وہ شخص ہے جو اپنے ہمنشینوں سمیت بیٹھا تھا کہ میرے اہلبیتؑ
میں سے ایک شخص اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے اسکے پاس سے گزرا اور اس نے اسکو نہ پہچانا جب وہ
گزر گیا تو اسکی پشت کو دیکھ کر پہچان لیا اور اُٹھ کر ننگے سر ننگے پاؤں اسکی طرف دوڑا اور اسکا ہاتھ
پکڑ کر بوسہ دیا پھر اسکے سر سینہ اور پیشانی کو چوما اور کہا کہ اے برادر رسولؐ اللہ میرے ماں باپ
تجھ پر سے فدا ہوں تیرا گوشت اسکا گوشت ہے اور تیرا خون اسکا خون ہے اور تیرا علم اسکا علم ہے۔
اور تیرا حلم اسکا حلم ہے اور تیری عقل اسکی عقل ہے میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ مجھکو تم اہلبیتؑ کی
محبت سے بہرہ ور کرے الغرض اللہ تعالیٰ نے اسکے اس فعل اور اس قول کا اس قدر ثواب اسکے لئے مقرر
کیا ہے کہ اگر اسکی تفصیل صحیفوں میں درج کیجائے تو یہ تمام فرشتے جو عرش کے گرد طواف کرتے ہیں اور
جو عرش کو اُٹھائے ہیں ان صحیفوں کو نہ اُٹھا سکیں اور جب وہ اپنے مصاحبوں کے پاس وہاں سے واپس
آیا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ تو باوجود اس اپنی جاہ وجلالت اور اسلام میں اپنے مرتبے اور رسولؐ خدا کے
نزدیک اس قدر تقرب حاصل ہونیکے ایسی ناموزوں اور نازیبا حرکت کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ
اے جاہلو اسلام لانے سے محمدؐ اور اس شخص کی محبت کے بغیر کچھ حصول نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے
اس قول کے عوض بھی اتنا ہی ثواب عنایت فرمایا جتنا اسکے اس فعل وقول کی عوض پہلے مرحمت
کیا تھا پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا اپنے قول میں بالکل صادق اور راستی پر ہے مثلاً اگر خدا
کسی [illegible] دنیا کی عمر سے لاکھ گنتی عمر دے اور دنیا کے تمام مالوں سے لاکھ گنے مال اسکو عنایت کرے
اور وہ شخص ان تمام مالوں کو راہ خدا میں صرف کردے اور اپنی عمر کو عبادت الٰہی میں فنا کردے اسطرح
پر کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت پروردگار میں کھڑا رہے اور انکے بجالانے میں ذرا کمی اور
سستی نہ کرے پھر وہ شخص اس عبادت وسخاوت کے بعد ایسے حال میں اللہ تعالیٰ سے ملحق ہو کہ محمدؐ یا
اس شخص (جسکی تعظیم کیلئے وہ شخص گیا تھا) کی دشمنی دل میں رکھتا ہو۔ خدا اسکو نتھنوں کے بل

سرنگوں آتش جہنم میں ڈالیگا اور اسکے اعمال کو اسی کی طرف لوٹا دیگا اور انکو حبط کریگا اصحاب نے عرض کی یارسول اللہ وہ دو نو شخص کون کون ہیں فرمایا اس فعل کا بجالانے والا تو یہ شخص ہے جو سر پر کپڑا اوڑھے آرہا ہے لوگ دیکھنے کیلئے اسکی طرف جھپٹے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سعدؓ ابن معاذ اوسی انصاری ہے اور وہ شخص جسکے حق میں یہ کلمات کہے گئے وہ دوسرا شخص ہے جو سر پر کپڑا اوڑھے ادہر کو آرہا ہے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ علیؑ ابن ابیطالب ہے پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ ان دونو کی محبت کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے اور بہت سے لوگ ان میں سے ایک کی دوستی کا دعویٰ کرینگے اور دوسرے کی دشمنی کا۔ اس سبب سے شقی اور بدبخت ہونگے کیونکہ وہ دونو ایسے شخص کے دشمن ہونگے اور جس کے یہ دونو دشمن ہیں محمدؐ بھی اسکا دشمن ہے اور جس کا محمدؐ دشمن ہے خدا بھی اسکا دشمن ہے اور وہ اسپر غالب ہے۔ اور اس نے اپنے عذاب کو اسپر لازم اور واجب کیا +

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے خدا کے بندو اہل فضل کی فضیلت کو اہل فضل ہی پہچانا کرتے ہیں پھر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا اے سعدؓ تجھکو بشارت ہو کہ خدا تیرا خاتمہ شہادت پر کریگا اور تیرے سبب سے کافروں کی ایک جماعت جہنم میں جائیگی اور تیرے مرنے سے عرش خدا حرکت میں آئیگا اور تیری شفاعت سے اس قدر لوگ بہشت میں داخل ہونگے جنکی تعداد بنی کلیب کے حیوانات کے برابر ہوگی + پھر فرمایا کہ آیہ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کے یہ معنے ہیں کہ زمین کو تمہارے لئے فرش بنایا کہ تم رات کو سوتے وقت اور قیلولہ کرتے وقت اسپر لیٹتے ہو وَالسَّمَاءَ بِنَاءً اور آسمان کو چھت بنایا یعنی مضبوط چھت کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت سے زمین پر گرنے سے محفوظ ہے اور سورج چاند اور دیگر سیارے اسمیں گردش کرتے ہیں جو لوگوں کے نفع کیلئے مسخر کئے گئے ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم خدا کے اس فعل سے متعجب اور حیران مت ہو کہ وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے محفوظ رکھتا ہے کیونکہ وہ اس سے بھی بڑی شے کی حفاظت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اس سے بزرگ تر شے محمدؐ و آل محمدؐ کے محبوں کی طاعتوں اور عبادتوں کا ثواب ہے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً یعنی آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا۔ اس آیت میں ماء سے مراد بارش ہے

ہر ایک قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسکو اسکی مقررہ جگہ میں رکھتا ہے جہاں خدا نے اسکو حکم دیا ہے یہ بات سنکر حاضرین نہایت متعجب ہوئے تب حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم فرشتوں کی اس تعداد کو زیادہ گمان کرتے ہو جو فرشتے علیؑ ابن ابیطالب کے دوستوں کیلئے استغفار کرتے ہیں انکی تعداد ان فرشتوں سے بہت زیادہ ہے اور دشمنان علیؑ پر لعنت کرنے والے فرشتوں کی تعداد اُن سے بھی زیادہ ہے + پھر خدا فرماتا ہے فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ یعنی اس بارش کے سبب تمہارے لئے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا + جناب رسالتمآبؐ نے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا آیا تم دیکھتے ہو کہ یہ پتے اور دانے اور گھاس کس کثرت سے ہیں عرض کی کہ یا رسول اللہ بیشک انکی تعداد بہت ہی زیادہ ہے فرمایا جو فرشتے آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں انکی تعداد انکی نسبت بہت زیادہ ہے کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ انکی کیا خدمت کرتے ہیں وہ نور کے طبق اُٹھاتے ہیں جنمیں اللہ تعالیٰ کیطرف سے اُن (آل محمدؐ) کیلئے تحفے چنے ہوتے ہیں اور ان (طبقوں) کے اوپر نور کی قندیلیں ہوتی ہیں نیز آل محمدؐ جو تحفے انمیں سے اپنے شیعوں اور محبوں کو بھیجتے ہیں وہ اُٹھا کر لیجاتے ہیں اور ایک طبق میں اس قدر نفیس چیزیں ہوتی ہیں کہ دنیا کے تمام مال انکے ادنےٰ جزو کی قیمت کو بھی پورا نہیں کر سکتے +

قولہ عزوجل وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ○ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ○ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ یعنی اگر تم کو اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے یہ شک ہے کہ ہم نے اسکو نازل نہیں کیا بلکہ اس نے خود بنائی ہے تو تم کو چاہیئے کہ تم بھی ویسی

ایک سورت بنالاؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام حاضرین مجلس سے جو بڑے ادیب اور فصیح ہیں یا اپنے بتوں سے اس کام میں مدد لو اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو اور اگر تم نہ کر سکو اور قیامت تک تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو تم آتش جہنم سے خوف کرو جسمیں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر جھونکے جائینگے جو کافروں کیلئے تیار کیگئی ہے اور اے محمدؐ تو بشارت دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں کہ انکو ایسی بہشتیں ملینگی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب انکو وہاں سے میوے کھانے کو دئے جائینگے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی میوے ہیں جو ہمکو پہلے دنیا میں کھانے کو ملتے تھے اور انکو ایسے میوے دئے جائینگے جو شکل اور رنگ میں باہم ملتے جلتے ہونگے اور وہاں انکو پاکیزہ عورتیں مرحمت ہونگی اور وہ ہمیشہ وہیں رہینگے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے مثالیں بیان کر چکا جو اپنے کفر کو ظاہر کرتے تھے اور آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور ان ناصبیوں کے لئے جو حضرتؐ سے نفاق رکھتے تھے اور جو کچھ آپنے اپنے بھائی علیؑ کے حق میں بیان کیا تھا اسکے منکر تھے اور جو آیات و معجزات حضرتؐ نے دکھائے تھے اور جو نشانیاں حضرتؐ نے علیؑ کے لئے مکہ اور مدینہ میں ظاہر فرمائی تھیں اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں انکی نسبت کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور ان کے دیکھنے سے انکی سرکشی اور نافرمانی اور زیادہ ہوگئی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے سرکشان مکہ و مدینہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے شک ہے یہانتک کہ تم کہتے ہو کہ محمدؐ خدا کا رسول نہیں ہے اور قرآن جو اسپر نازل ہوا ہے وہ میرا کلام نہیں ہے باوجودیکہ میں نے مکہ میں اسپر آیات روشن کو ظاہر کیا چنانچہ سفروں میں ابر اسکے سر پر سایہ کئے رہتا تھا اور پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں اور سنگریزوں نے جو جمادات کی قسم سے ہیں اسپر سلام کیا اور ان لوگوں کو جو اسکے قتل کا ارادہ رکھتے تھے اس نے اپنے قتل سے باز رکھا بلکہ خود انکو ہی قتل کیا اور وہ درخت جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے باہم ملگئے اور اس نے انکی آڑ میں

بیٹھکر رفع حاجت کی پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور ایک درخت کو اس نے پکارا وہ فوراً فرمانبردار غلاموں کی طرح سر جھکائے حاضر ہوا پھر اسکو واپس جانے کا حکم دیا وہ حکم سنتے ہی تابعدار غلاموں کی طرح اپنی جگہ پر واپس چلا گیا فَأْتُوا اے گروہ قریش و یہود اور اے گروہ نواصب کہ تم ظاہر میں اسلام کا دعوی کرتے ہو اور باطن میں اس سے بیزار اور ناخوش ہو اور اے عرب کے فصیحوں اور بلیغوں اور زباندانوں کے گروہ بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ایسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ جیسی کہ محمدؐ لایا ہے کہ جو تم ہی جیسا ایک شخص ہے اور نہ پڑھتا ہے اور نہ لکھتا ہے اور اس نے کوئی کتاب نہیں پڑھی اور کسی عالم کی صحبت میں نہیں گیا اور کسی شخص سے اس نے کچھ نہیں سیکھا اور سفر اور حضر میں تم اسکو دیکھتے رہے ہو اور اس حالتمیں اس نے چالیس برس اپنی عمر کے گزار دئے پھر وہ ایسی کتاب لایا جو علوم اولین و آخرین کی جامع ہے اگر تم کو اسکی ان نشانیوں میں کچھ شبہ ہے تو تم بھی کسی ایسے ہی آدمی سے ایسا ہی کلام بنوا لاؤ تاکہ اس کا کاذب ہونا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ظاہر ہو جائے کیونکہ جو چیز کسی بندے کی طرف سے ہوتی ہے باقی مخلوق میں کوئی نہ کوئی اور بھی ایسا ہوگا جو ویسی چیز بنا سکے اور اے گروہ قاریان کتب یہود و نصارے اگر تم کو اس شریعت میں جو محمدؐ تمہارے پاس لایا ہے اور اس امر میں کہ اس نے اپنے بھائی علیؑ کو جو تمام اوصیا کا سردار ہے اپنا وصی مقرر کیا ہے باوجود ان معجزوں کے مشاہدہ کرنیکے جو اس نے تمہارے سامنے ظاہر کئے چنانچہ بازوے گوسپند جسمیں زہر ملایا گیا تھا اس سے ہمکلام ہوا اور بھیڑئے نے اس سے باتیں کیں اور جب وہ منبر پر وعظ میں مصروف تھا۔ لکڑی (جسکے سہارے حضرتؐ قبل از تیاری منبر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تھے) اسکے فراق میں رونے لگی اور اللہ تعالی نے اس زہر کے اثر کو جو (خیبر میں) زن یہودیہ نے اسکے کھانے میں ملا دیا تھا اس سے دور کیا اور بلا کو انہی (یہودیوں) پر پھیر دیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور تھوڑے سے کھانے کو زیادہ کر دیا۔ کچھ شک ہے تو تم بھی ویسی ایک سورت لے آؤ یعنی توریت انجیل زبور صحف ابراہیمؑ اور دیگر ایک سو چودہ کتب سماوی میں سے قرآن جیسی کوئی ایک سورت نکال لاؤ کیونکہ تم کو ان سب کتابوں میں قرآن جیسی ایک سورت بھی نہ ملیگی

اور اے گروہ یہود و نصارے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمدؐ کا کلام جو (تمہارے زعم میں) مُتَقَوَّل
یعنی جھوٹی باتیں بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سب کلاموں اور اسکی تمام کتابوں سے افضل ہو +
بعد ازاں سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی
اے مشرکو اپنے بتوں کو جنکی تم پرستش کرتے ہو بلاؤ اور اے یہود و نصارے تم اپنے شیطانوں
کو پکارو اور اے منافق مسلمانو جو آلؑ اطہار کے مخالف ہو تم اپنے ہم صحبت ملحدوں کو اور ان
سب کو جو تمہارے منشاء کے پورا کرنیمیں تمہارے معین و مددگار رہیں بلاؤ۔ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے
اور اسکو اللہ تعالیٰ نے اسپر نازل نہیں کیا اور یہ جو علیؑ کا تمام امت سے افضل ہونا بیان کیا
ہے اور اسکو انکا حاکم اور فرماں روا مقرر کیا ہے یہ خدائے احکم الحاکمین کے حکم سے نہیں ہے +
اسکے بعد خدا فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا یعنی اے حجت خدا کے نہ ماننے والو اگر تم ایسا کلام نہ
لا سکو اور حقیقت یہ ہے کہ وَلَنْ تَفْعَلُوْا تم سے یہ کام ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ فَاتَّقُوا النَّا
رَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اسلئے تم اس آگ سے ڈرو جسمیں لکڑیوں کی جگہ
آدمی اور گندھک کے پتھر ڈالے جائینگے اور وہ آگ بھڑکے گی اور اہل جہنم کو عذاب دے گی۔
اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو کہ کافروں کے لئے تیار کیگئی ہے جو کلام خدا اور اسکے نبیؐ کو جھٹلاتے
ہیں اور اسکے ولی اور وصی سے عداوت رکھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جتلاتا
ہے کہ تم اس قرآن کی نظیر کے لانے میں اپنے عاجز ہونے سے جان لو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر
غلق خدا کی طرف سے ہوتا تو تم ضرور اس سے مقابلہ کر سکتے اور ویسا بنا سکتے +

سیپارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۹

آخر کار جب وہ سرزنش اور معارضہ کے بعد عاجز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ لَّئِنِ
اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا یعنی اے محمدؐ تو ان سے کہدے کہ اگر تمام انسان اور
جن جمع ہو کر ایسی کتاب بنانا چاہیں تو ویسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وہ باہمدیگر ایک دوسرے کی

امداد کریں +

امام حسن عسکری نے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جو آیات و معجزات جناب رسولخدا سے مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہوئے انکی تفصیل بیان فرمائیے ارشاد فرمایا کہ کل صبح بیان کرونگا غرض جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ اے میرے بیٹے ابر کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب رسولخدا خدیجہؑ بنت خویلد کیطرف سے تجارت کرنے شام کی طرف تشریف لیگئے اور مکہ سے بیت المقدس تک ایک مہینے کی راہ ہے اور وہ موسم نہایت گرم تھا اور ان جنگلوں کی گرمی اہل قافلہ کو بہت ستاتی تھی اور اکثر تند ہوائیں چلتی تھیں اور ریت اور مٹی اڑاڑ کر انپر پڑتی تھی۔ ایسی حالتمیں اللہ تعالی اپنے رسول کیلئے ایک بادل کو بھیجتا تھا کہ وہ آنحضرتؐ پر سایہ کئے رہتا تھا جب آپ ٹھہرتے تو وہ بھی تھم جاتا اور جب چلتے تو چلنے لگتا آگے بڑھتے تو وہ بھی آگے بڑھتا پیچھے ہٹتے تو وہ بھی پیچھے کو ہٹ جاتا اگر دائیں کو مڑتے تو وہ بھی دائیں کو مڑ جاتا اگر بائیں کو مڑتے تو وہ بھی بائیں کو مڑ جاتا اور آفتاب کی گرمی کو انپر نہ پڑنے دیتا تھا اور جو ریت اور مٹی ہوا ؤں سے اڑتی تھی وہ قریش اور انکی اونٹنیوں کے منہ میں پڑتی تھی اور جب ہوا آنحضرتؐ کے قریب پہنچتی تھی تو بہت ہلکی پڑ جاتی تھی اور اس سے ذرا سی ریت اور مٹی بھی نہ اڑتی تھی بلکہ انپر ٹھنڈی اور ہلکی ہو کر چلتی تھی یہانتک کہ قافلے والے کہتے تھے کہ محمدؐ کا پڑوس خیمہ سے بہتر ہے اسلئے وہ حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے اور ان کے نزدیک رہتے تھے اور ان کے قریب رہنے سے انکو راحت پہنچتی تھی مگر بادل صرف آنحضرتؐ ہی کے سر پر رہتا تھا اور جب اور مسافر اس قافلے میں آملتے تھے تو بادل کو اپنے سے فاصلے پر چلتا ہوا پاتے تھے یہ دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ یہ بادل جس شخص کے قریب ہے وہ نہایت مشرف اور معزز ہے تب قافلے والے اُن (مسافروں) سے کہتے تم بادل کی طرف دیکھو کہ اسپر اسکے مالک اور اس (مالک) کے مصاحب اور خالص دوست اور بھائی کے نام لکھے ہیں جب وہ دیکھتے تو اسپر یہ کلمہ لکھے ہوئے پاتے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ سَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ وَشَرَّفْتُهٗ بِاَصْحَابِهِ الْمُوَالِیْنَ لَهٗ

وَعَلِيٌّ وَلِيُّ اَوْلِيَائِهِمَا وَالْمُعَادِيْنَ لِاَعْدَائِهِمَا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ خدا کا
رسولؐ ہے میں نے علیؑ سید اوصیاء کو اس کا مددگار بنایا ہے اور ان اصحاب کے ساتھ اسکو معزز اور
مشرف کیا ہے جو اسکو اور علیؑ کو اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے
عداوت رکھتے ہیں +

غرض ہر شخص خواہ صاحب سواد ہو یا بے سواد اس تحریر کو پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا +

پہاڑوں پتھروں اور سنگریزوں کا حضرت کو سلام کرنا

اور پہاڑوں اور بڑے بڑے پتھروں اور سنگریزوں نے جو آنحضرتؐ کو سلام کیا اسکا قصہ اسطرح پر ہے
کہ جب آنحضرتؐ نے تجارت شام سے مراجعت فرمائی اور جو کچھ ان تجارتوں سے نفع ہوا تھا وہ سب
راہ خدا میں تصدق کر دیا ہر روز علی الصباح کوہ حرا پر جا چڑھتے اور دیدۂ دل سے رحمت خداوندی
کے آثار اور مخلوقات الٰہی کے عجائبات اور اسکی حکمت کے نادرات کو مشاہدہ کرتے اور آسمان اور
زمین کے کناروں اور سمندروں اور بیابانوں اور صحراؤں کے اطراف پر نظر ڈالتے اور ان
آثار الٰہی کو دیکھ کر بصیرت حاصل کرتے اور ان آیات سے نصیحت پکڑتے اور معبود حقیقی کی عبادت
کا حق ادا کرتے جب آپکی عمر چالیس سال کی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کی طرف نظر کی تو اسکو نہایت
افضل اور بزرگ تر اور نہایت فرماں بردار اور سب سے زیادہ خشوع و خضوع کرنے والا پایا اسوقت
حکم الٰہی سے آسمانوں کے دروازے کھل گئے اور حضرتؐ ادھر دیکھنے لگے اور ملائکہ کو نازل ہونے کا حکم ہوا اور آپ انکو دیکھتے تھے نیز اپنی
رحمت کو نازل ہونیکا امر فرمایا وہ ساق عرش سے لیکر حضرتؐ کے سر تک نازل ہوئی اور انکو ڈھانپ لیا پھر دیکھا کہ
روح الامین یعنی جبرئیلؑ جو طاؤس ملائکہ ہیں نور کا طوق پہنے انکی طرف نازل ہوا اور بدو نو بازو تھام کر انکو ہلایا اور عرض کی کہ
اے محمدؐ پڑھو حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کی کہ یا محمدؐ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَا لَمْ يَعْلَمْ ○ یعنی اپنے پروردگار کا نام پڑھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے انسان کو جمے ہوئے
خون سے پیدا کیا ہے اے محمدؐ پڑھ۔ اور تیرا پروردگار بہت بزرگ ہے جس نے قلم کو لکھنا سکھلایا
اور انسان کو وہ چیز تعلیم کی جو اسکو معلوم نہ تھی +

پارہ عم
سورہ علق
ثلثۃ

الغرض اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ پر جو کچھ وحی کرنی تھی کی اور جبرئیلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضرتؐ
پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے اور آثار جلالت وعظمت الٰہی سے جو حضرتؐ کو گھیرے ہوئے تھے اور اس خدائے
بزرگ و برتر کی بزرگی شان کے مشاہدہ کرنے سے تپ لرزہ کی سی حالت آپ پر طاری ہو رہی
تھی اور بڑا فکر یہ ہو رہا تھا کہ جب میں پیغام الٰہی پہنچاؤں گا تو قریش میری بات کا یقین نہ
کرینگے اور مجنوں اور دیوانہ بتلائینگے اور کہیں گے کہ اسکو آسیب کا خلل ہو گیا ہے حالانکہ آپ
ابتدائے عمر سے لوگوں کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ عاقل اور سب سے بڑھکر معزز اور مکرم تھے
اور آنحضرتؐ شیطان اور دیوانوں کے فعل وقول کو سب سے بدتر جانتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے
ارادہ کیا کہ انکے سینے کو فراخ کرے اور انکے دل کو قوی اور شجاع کر دے اسلئے پہاڑوں پتھروں
اور ڈھیلوں کو گویا کیا اور انمیں سے جس چیز کے پاس آپ پہنچتے تھے وہ پکارتی تھی اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
آپکو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو فضل وجمال اور زینت عطا فرمائی ہے اور تمام مخلوقات اول وآخر
سے آپکو مکرم ومعزز کیا آپ قریش کی اس بات سے مغموم ومحزون نہوں کہ وہ آپکو دیوانہ بتلائیں
یا یہ کہیں کہ دین کی بابت فتنہ میں پڑ گیا ہے کیونکہ صاحب فضیلت وہ شخص ہے جسکو خدا فضیلت
دے اور صاحب کرامت وہ ہے جسکو حق سبحانہ کرامت عطا فرمائے یا حضرتؐ آپ قریش اور دیگر
سرکشان عرب کے جھٹلانے سے تنگدل نہوں عنقریب اللہ تعالیٰ آپکو کرامتوں اور بزرگیوں کے
اعلےٰ ترین مرتبے پر پہنچا دیگا اور بلند تر درجہ عنایت فرمائیگا اور عنقریب آپکے دوست آپکے وصی
علیؑ ابن ابیطالب کے سبب خوشحال اور فرحناک ہونگے اور تھوڑے عرصے میں علیؑ ابن ابیطالب
جو شہر علوم کے دروازے اور آپکی کلید ہیں آپکے علوم کو تمام بندگان الٰہی اور سب شہروں
میں پھیلا دینگے اور عنقریب آپکی بیٹی فاطمہؑ سے آپکی آنکھ خنک ہوگی اور اس سے اور علیؑ سے حسنؑ
اور حسینؑ جو جوانان بہشت کے سردار ہیں پیدا ہونگے اور عنقریب آپکا دین تمام شہروں میں
پھیل جائیگا اور عنقریب آپکے اور آپکے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کے دوستوں اور محبوں کے اجر و ثواب

بڑھائے جائینگے اور عنقریب حق تعالیٰ کی طرف سے لواءِ حمد آپکے ہاتھ میں دیا جائیگا اور آپ اپنے
ہاتھ سے اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دوگے اور تمام نبی اور صدیق اور شہید اس عَلَم (لواءِ حمد) کے نیچے
ہونگے اور وہ ان سب کو لیکر جنت میں داخل ہونگے۔

یہ بشارت سنکر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے پروردگار وہ علیؑ ابن ابیطالب کون ہے جس کا
مجھکو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ علیؑ پیدا ہو چکے تھے اور وہ خردسال تھے اور وہ میرے
چچا کے بیٹے تھے جب علیؑ کچھ چلنے پھرنے لگے اور وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے اسوقت حضرتؐ نے عرض کی کہ
یا خدا کیا یہ وہی ہے جس کا تو نے مجھکو وعدہ دیا ہے الغرض ہر دفعہ جب ایسا خیال حضرتؐ کو آتا
تھا میزان جلال آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تھی اور آنحضرتؐ کو اسکے ایک پلڑے میں رکھا جاتا اور علیؑ
اور باقی تمام امت کو جو قیامت تک ہوگی انکے لئے متمثل کیا جاتا اور ان سب کے ساتھ آنحضرتؐ کو تولا
جاتا آپ ہی ان سب سے بھاری نکلتے تھے پھر جس پلڑے میں آنحضرتؐ کو تولا گیا تھا اسمیں سے ان کو
نکال کر علیؑ کو اسمیں رکھا اور تمام امت کے ساتھ وزن کیا گیا علیؑ سب سے وزنی نکلے تب رسولِ خدا
نے انکی ذات اور صفات کو پہچانا اور دل میں پروردگار عالم کی جانب سے یہ ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ
علیؑ ابن ابیطالب میرا برگزیدہ بندہ ہے جس سے اس دین کی مدد کرونگا اور یہ تیرے بعد تیری تمام
امت سے افضل اور برتر ہے۔ یہ حضرتؐ ختمی مرتبت نے فرمایا ہے کہ یہ وقت وہ تھا جبکہ ادائے رسالت
کیلئے میرے سینے کو فراخ اور کشادہ کیا اور امت کے کاروبار کو مجھسے ہلکا کیا اور قریش کے جابروں
اور سرکشوں کے مقابلے کو مجھپر آسان کیا۔

اسکے بعد امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ آنحضرتؐ کے قتل کے درپے تھے اور اللہ تعالیٰ نے
انکو اپنے نبی برحق کی کرامت کے باعث اور امر نبوت میں آنحضرتؐ کی تصدیق کرنیکے لئے ہلاک کیا
اسکا قصہ اس طرح پر ہے کہ جناب رسالتمآبؐ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اور سن شریف سات
برس کا تھا اور آپنے خیر و سعادت میں ایسی نشو و نما پائی تھی کہ اطفال قریش میں کوئی بچہ آپکی مثل
نہ تھا ان ہی دنوں میں کچھ یہودی شام سے مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اور حضرتؐ کی خوبیوں اور

حضرتؐ کا [illegible] سات برس کا ہونا

صفتوں کو دیکھکر خلوت میں باہم کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہی محمدؐ ہے جو آخری زمانہ میں خروج کریگا۔ اور یہودیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ذلیل و خوار کریگا اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھوں دولت یہود کو زائل کریگا اور انکو ذلیل کریگا اور انکی بیخ کنی کریگا اصؔ انھوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا تھا کہ وہ پیغمبر اُمی اور فاضل اور راست گو ہے۔ القصہ آپکے حسد نے انکو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس امر کو پوشیدہ رکھیں اور باہم مشورہ کیا کہ اسکی بادشاہی جاتی رہیگی اور آپسمیں کہنے لگے کہ آؤ کچھ تدبیر کرکے اسکو قتل کر ڈالیں کیونکہ حق تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے شاید ہمارے کچھ تدبیر کرنے سے وہ محو ہو جائے اور اس بات کا انھوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور آپسمیں کہنے لگے کہ اس کام میں جلدی مت کرو پہلے ہم اسکا امتحان کر لیں اور اسکے افعال کو آزمالیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شکل و صورت اور چال ڈھال میں ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جلتا اور بالکل مشابہ ہوتا ہے اور ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو حرام اور مشتبہ چیز سے باز رکھیگا اسلئے مناسب یہ ہے کہ اس سے ملاقات کرو اور اسکو دعوت میں بلاکر حرام اور مشتبہ چیز کھانے کیلئے اسکے آگے رکھو اگر وہ دونوں کی طرف یا کسی ایک کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اسکو کھاجائے تو جان لینا کہ یہ وہ نہیں ہے جس کا تم کو گمان ہے بلکہ صرف شکل صورت اور خط و خال میں اسکے مشابہ ہے اور اگر ایسا ظہور میں نہ آیا اور اس نے انمیں سے کوئی چیز نہ کھائی تو تم سمجھ لینا کہ یہ وہی ہے پھر تم کوئی ایسی تدبیر کرنا کہ زمین اس سے خالی اور پاک ہو جائے تاکہ یہود کی سلطنت سلامت رہے +

آخرکار اس مشورہ کے بعد وہ حضرت ابوطالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے ملاقات کرکے دعوت میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ الغرض جب رسول خدا وہاں تشریف لائے تو انھوں نے ایک بہت موٹی مرغی جس کو لکڑی سے مار مار کر مار ڈالا تھا اور پھر کباب کیا تھا آنحضرتؐ اور ابوطالبؓ اور دیگر بزرگان قریش کے سامنے رکھی حضرت ابوطالب اور دیگر اہل قریش نے کھانا شروع کیا اور آنحضرتؐ جب اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے تھے وہ داہنے یا بائیں آگے یا پیچھے

اوپر یا نیچے کی طرف پھر جاتا تھا اور اس گوشت پر نہیں پہنچتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر وہ یہودی بولے
اے محمد تم اس گوشت کو کیوں نہیں کھاتے آپ نے جواب دیا اے گروہ یہودیں نے ہر چند کوشش
کی کہ میں اسکو کھاؤں مگر میرا ہاتھ اسکی طرف سے پھر جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھانا حرام
ہے اور میرا پروردگار مجھ کو اس سے بچاتا ہے یہودیوں نے عرض کی کہ نہیں یہ تو حلال کھانا ہے۔
پھر بولے کہ ہم خود لقمہ بنا کر آپکے منہ میں ڈالیں فرمایا اگر تم سے ہوسکے تو کر دیکھو تب وہ خود اپنے
ہاتھ سے نوالہ بنا کر کھلانے پر مستعد ہوئے مگر ان کے ہاتھ بھی اسی طرح اِدھر اُدھر پڑتے تھے جیسے
آنحضرتؐ کے ہاتھ اسکی طرف سے پھر جاتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اسکا کھانا میرے
لئے منع ہے تمہارے پاس موجود ہو تو کوئی اور کھانا لاؤ۔ تب وہ ایک فربہ مرغی لائے جو کسی پڑوسی
کی تھی اور وہ وہاں موجود نہ تھا اور انہوں نے (بلا اجازت) پکڑ کر اسکو کباب کر لیا تھا اور دام
دیکر خرید نہ کیا تھا اور یہ قصد تھا کہ جب اسکا مالک آئیگا تو اسکی قیمت ادا کر دینگے جب وہ کباب
حضرتؐ کے سامنے رکھے گئے اور آپنے ایک لقمہ اسمیں سے لیا جب اسکو اٹھانا چاہا تو وہ بھاری
ہو کر آپکے اوپر گرا اور ہاتھ سے چھوٹ کر جا پڑا اور اسی طرح جب آپ نوالہ اٹھاتے تو وہ بوجھل
ہو کر ہاتھ سے چھوٹ پڑتا یہ حال دیکھ کر یہودیوں نے عرض کی تم کھاتے کیوں نہیں حضرتؐ نے
فرمایا اسکا کھانا بھی میرے لئے ممنوع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار
اس سے مجھکو بچاتا ہے وہ بولے یہ مشتبہ مال نہیں ہے مگر ملیئے تو ہم آپکو کھلائیں۔ فرمایا اگر
ممکن ہو تو کھلاؤ۔ جب انہوں نے لقمہ بنا کر آپکے منہ میں ڈالنا چاہا تو اسی طرح انکے ہاتھ میں
بوجھل ہو گیا اور وہ اسکو نہ اٹھا سکے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا بیشک جیسا کہ میں نے کہا یہ مشتبہ مال ہے
اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے اس واقعہ کو دیکھکر اہل قریش نہایت حیران ہوئے اور منجملہ
ان اسباب کے جو آنحضرتؐ سے انکے عداوت کرنیکے ہوئے جسکو انہوں نے آپکے اظہار نبوت کیوقت
ظاہر کیا ایک سبب یہ بھی تھا اور یہودی بھی اس واقعہ سے نہایت متعجب ہوئے اور سرداران
قریش کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ہم جانتے ہیں کہ اس لڑکے کی طرف سے تم پر بہت کچھ بلائیں

وارد ہونگی کہ وہ تمہاری نعمتوں اور جانوں کو برباد اور تباہ کریگا اور عنقریب اسکو شانِ عظیم اور رتبۂ جلیل حاصل ہوگا ۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان یہودیوں نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو کوہ حرا پر آتے جاتے راستے میں قتل کر ڈالیں اور وہ ستر آدمی تھے غرض انہوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور ایک روز اندھیری رات میں کوہ حرا پر حضرت کی راہ میں بیٹھ گئے جب آنحضرتؐ پہاڑ پر چڑھے تو وہ بھی چڑھ گئے اور تلواروں کو کھینچ لیا اور وہ ستر آدمی تمام یہودیوں میں نہایت دلیر و شجاع اور نامی پہلوان تھے ۔ جب اُنہوں نے تلواریں سونت کر حضرتؐ پر وار کرنے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کے دو نو کنارے باہم ملگئے اور انکے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے جب انکو حضرتؐ تک اپنی تلواروں کے پہنچنے کی آس نہ رہی تو لاچار ہو کر میان میں کر لیا تب پہاڑ کے دونو کنارے جو مل گئے تھے جدا جدا ہو گئے یہ دیکھ کر اُنہوں نے پھر تلواریں سونت لیں اور حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب اُنہوں نے یہ قصد کیا تو پہاڑ کے دو نو کنارے پھر باہم ملگئے اور ان کے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے یہ حال مشاہدہ کرکے اُنہوں نے تلواریں میان میں کر لیں وہ پھر کھل گئے اور انہوں نے پھر تلواروں کو کھینچ لیا ۔ اور برابر ایسا ہی وقوع میں آتا رہا یہانتک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچگئے اور سنتالیس دفعہ پہاڑ کا حائل ہونا اور کھلنا ظہور میں آیا اسکے بعد وہ یہودی بھی پہاڑ پر چڑھے اور اوپر پہنچکر حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا تاکہ انکو قتل کریں تب رستہ انکے لئے لمبا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو بہت دراز کر دیا اور وہ اسکو طے نہ کر سکے یہانتک کہ حضرتؐ ذکر و ثنائے پروردگار اور عبرتوں کے حاصل کرنے سے فارغ ہوئے اور پہاڑ سے نیچے اترے یہ دیکھ کر وہ یہودی بھی آپکے پیچھے اترنے لگے اور نزدیک آکر تلواریں سونت حضرتؐ پر حملہ آور ہوئے فوراً پہاڑ کے دو نو کنارے ملحق ہو گئے تب اُنھوں نے تلواریں میان میں رکھ لیں پھر پہاڑ بیچ سے ہٹ گیا انہوں نے پھر تلواریں کھینچ لیں پھر پہاڑ ملگیا اور انہوں نے تلواروں کو میان میں کر لیا غرض سنتالیس بار ایسا ہی وقوع میں آیا کہ

جب پہاڑ کے کنارے کھل جاتے تھے تو تلواریں سونت لیتے تھے اور جب مل جاتے تھے تو انکو میان میں رکھ لیتے تھے اخیر دفعہ جب آنحضرتؐ پہاڑ سے اتر کر پائیں کوہ کے قریب پہنچے تو پھر انہوں نے تلواریں کھینچ کر آپ پر حملہ کرنا چاہا کہ ناگاہ پہاڑ کی دونو طرفیں آپسمیں مل گئیں اور انکو دبا کر اور کچل کچل کر مار ڈالا پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ پیچھے مڑ کر دیکھ کہ اللہ تعالی نے تیرے ناہنجار دشمنوں کا کیا حال کیا جب حضرتؐ نے مڑ کر نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے دونو کنارے اپنے قریب کی تمام چیزوں سمیت ملحق ہو گئے ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے دیکھا کہ پہاڑ کے دونو کنارے کھل گئے اور وہ یہودی تلواریں ہاتھوں میں لئے نیچے آ پڑے اور ان کے چہرے اور پیٹھیں اور پہلو اور رانیں اور پنڈلیاں اور پاؤں چور چور ہو گئے تھے اور مردہ ہو کر زمین پر گرے اور انکی گردن کی رگوں سے لہو جاری تھا اور آنحضرت اس جگہ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ اور مصئون رہے اور پہاڑ اور اسکے درخت اور پتھر آپکو پکار پکار کر کہتے تھے آپکو مبارک ہو کہ اللہ تعالی نے دشمنوں کے مقابلے میں ہم سے آپکی امداد کی اور عنقریب جب حضرتؐ کا امر نبوت ظاہر ہوگا تو جابران و سرکشان امت آپکے مقابلے میں علیؑ ابن ابیطالب سے آپکی نصرت فرمائیگا۔ اور آپکے دین کے ظاہر کرنے اور اسکو عزت دینے اور آپکے دوستوں کو مکرم اور معظم فرمانے اور آپکے دشمنوں کے دفع کرنے میں اس جناب کی شدت اہتمام اور سعی بلیغ سے حضرت کی امداد کریگا اور بہت جلد اسکو آپ کا جانشین اور نظیر اور جان جو کہ آپکے دونو پہلوؤں کے درمیان ہے اور کان جس سے آپ سنتے ہیں اور آنکھ جس سے آپ دیکھتے ہیں اور ہاتھ جس سے کسی چیز کو پکڑتے ہیں اور پاؤں جن پر کھڑے ہوتے ہیں قرار دیگا اور قریب ہے کہ وہ آپکے قرضوں کو ادا کرے اور وعدوں کو پورا کرے اور عنقریب وہ آپکی امت کی آرائش اور آپکے اہل ملت کی زینت ہوگا اور عنقریب حق تعالی اسکے سبب اس کے دوستوں کو شادکام اور بہرہ ور اور اسکے دشمنوں کو ہلاک اور تباہ کریگا۔

اور ان دو درختوں کا جو آکر باہم ملگئے قصہ اسطرح پر ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز مکہ اور مدینے کے مابین رستے میں تھے اور آپکے لشکر میں مدینے کے منافق اور مکہ کے کافر اور منافق موجود تھے اور دعا آپ میں

محمدؐ اور انکی آلِ اطہار اور اصحابِ اخیار کا ذکر کر رہے تھے اسی اثنا میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے اور اسپر دعویٰ نبوت کرتا ہے یہ بات سنکر ایک منافق بولا کہ یہ جنگل ہموار میدان ہے جب وہ رفع حاجت کیلئے بیٹھے گا تو میں اسکی مقعد کیطرف نظر کرونگا اور دیکھوں گا کہ اسمیں سے جو چیز خارج ہوتی ہے وہ ہماری طرح ہوتی ہے یا نہیں دوسرے نے کہا اگر تو اسکی طرف دیکھے گا تو وہ وہاں نہ بیٹھے گا کیونکہ وہ کواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلا ہے جو غیروں کی طرف نگاہ کرنے سے روکی ہوئی ہو اور اسکی طرف کسی غیر نے نظر نہ کی ہو اللہ تعالیٰ نے اس حال سے اپنے نبیؐ کو مطلع فرمایا اور حضرتؐ نے زیدؓ ابن ثابت کو حکم دیا کہ ان دو درختوں کے پاس جاؤ جو ایک دوسرے سے دور کھڑے ہیں اور دو درختوں کی طرف جو ایک دوسرے سے دور جنگل میں اُگے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے آدھ میل کے فاصلے پر تھے اشارہ کرکے فرمایا کہ تم ان دو نو کے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دو کہ رسولؐ خدا نے تمکو حکم دیا ہے کہ دو نو یہاں آکر مل جاؤ تاکہ رسول اللہ تمہاری آڑ میں بیٹھکر رفع حاجت کریں زیدؓ ابن ثابت نے فوراً تعمیل کی اور حضرتؐ کا پیغام درختوں کو پہنچا دیا اُس خدائے پاک کی قسم ہے جسنے محمدؐ کو نبی برحق کرکے بھیجا ہے کہ وہ دونو درخت اپنی جڑوں سمیت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑے اور ایک دوسرے کی طرف اسطرح دوڑے جیسے دو دوست مدت کے بچھڑے ہوئے نہایت اشتیاق سے دوڑ کر ملاقات کرتے ہیں اور وہاں آکر ایکدوسرے سے اسطرح پیوست ہو گئے گویا عاشق و معشوق ہیں کہ شدت سرما میں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ کر لیٹے ہیں الغرض آنحضرتؐ انکی آڑ میں جا بیٹھے یہ دیکھ کر منافق بولے کہ وہ تو ہماری نظر سے پوشیدہ ہو گیا تب ایک نے دوسرے سے کہا کہ درختوں کے پیچھے کی طرف چلکر دیکھو جب وہ منافق اُس طرف گئے تو وہ درخت اسی طرف پھر گئے غرض وہ درخت ادھر ہی پھر جاتے تھے جدھر وہ منافق جاتے تھے اور انکو آنحضرتؐ کی شرمگاہ پر نظر ڈالنے کا موقع نہ دیتے تھے بعد ازاں انھوں نے صلاح کی کہ آؤ چلکر اسکے گرد حلقہ کر لیں تاکہ چند آدمی تو ہم میں سے اسکو دیکھ لیں تب انھوں نے حلقہ باندھا اور درختوں نے بھی حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا اور خالی نرسل کی طرح آپکو احاطہ میں لے لیا یہانتک کہ

آپ رفع حاجت سے فارغ ہوئے اور وضو کرکے وہاں سے نکلے اور لشکر میں واپس تشریف لائے اور آکر
زیدؓ ابن ثابت سے فرمایا کہ جاکر ان درختوں سے کہو کہ رسولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ پر
واپس چلے جاؤ زیدؓ نے حضرتؐ کا فرمان انکو پہنچا یا وہ فوراً اپنے اپنے مقام کی طرف دوڑے اس خدا کی
قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر کرکے بھیجا ہے کہ وہ دونو ایسی تیزی سے بھاگتے تھے جسطرح وہ شخص جسکے
پیچھے ایک سوار تلوار سونتے ہوئے دوڑا آتا ہو اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا کرتا ہے اور دونو اپنی اپنی
جگہ پر واپس آگئے یہ حال دیکھ کر وہ منافق کہنے لگے کہ محمدؐ نے اپنی شرمگاہ کے دیکھنے کا تو ہمیں موقع نہ دیا
چلو یہ تو دیکھیں کہ اسمیں سے کیا چیز خارج ہوئی ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ اور ہم برابر ہیں القصہ جب
وہ وہاں پہنچے تو اُنہوں نے کسی چیز کا نشان تک بھی وہاں نہ پایا +
جب اس امر کے مشاہدہ کرنے سے اصحاب رسولؐ متعجب ہوئے تو اُنکو آسمان کی طرف سے یہ آواز آئی
کہ کیا تم ان دو درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دوڑنے سے متعجب ہوئے ؟ محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں
کی طرف خدا کی کرامتیں لیکر فرشتوں کا دوڑنا ان درختوں کے ایکدوسرے کی طرف دوڑنے کی نسبت
بہت تیز اور تند ہے اور قیامت کے دن علیؑ کے دوستوں اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہونے والوں
سے شعلہ ہائے جہنم کا بھاگنا ان دونو درختوں کے ایک دوسرے سے ہٹنے کی نسبت زیادہ تیز ہوگا +
اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام سے بھی ظہور میں آیا جبکہ
آپ نے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی اور ہمراہیوں کو اس پانی سے سیراب کیا جو ایک بڑے پتھر
کے نیچے سے نکلا تھا جسکو آپنے اس غرض سے اُلٹا تھا کہ اسکی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کرینگے آپ کے لشکر
کے کسی منافق نے کہا کہ میں اسکی شرمگاہ اور اس چیز کو جو اسمیں سے نکلتی ہے دیکھوں گا کیونکہ وہ نبی
کے مرتبے کا دعویٰ کرتا ہے پھر اپنے ساتھیوں کو اسکے جھوٹ سے خبردار کرونگا تب جناب امیرؑ نے قنبر
کو حکم دیا کہ اے قنبر اس درخت اور اسکے سامنے کے درخت کے پاس جاؤ (اور ان دونو میں ایک فرسنخ
سے زیادہ کا فاصلہ تھا) اور جاکر کہو کہ محمدؐ کا وصیؑ تم کو حکم دیتا ہے کہ دونو آکر باہم مل جاؤ قنبر نے
عرض کی کہ یا حضرتؑ کیا میری آواز ان دونو درختوں تک پہنچے گی ؟ فرمایا جو تمہاری نظر کو آسمان تک

پہنچاتا ہے جو تم سے پانسو برس کی راہ ہے وہی تمہاری آواز کو بھی ان دو نو درختوں تک پہنچا دیگا
آخر کار قنبر نے جاکر انکو آواز دی اور وہ ایکدوسرے کی طرف اس تیزی سے دوڑے گویا دو دوست
ہیں جو مدت سے بچھڑے ہوئے ہیں اور ملنے کا نہایت اشتیاق ہے اور دونو آکر باہم ملگئے یہ معجزہ
دیکھ کر لشکر کے منافقوں کا ایک گروہ کہنے لگا کہ علیؑ اپنے آپ کو (معاذ اللہ) سحر و جادو میں یوں خدا
کی مثل گمان کرتا ہے نہ وہ رسولؐ تھا اور نہ یہ امام ہے بلکہ حقیقت میں دونو کے دونو جادوگر ہیں
لیکن ہم اسکے گرد چکر لگائینگے تاکہ اسکی شرمگاہ اور جو کچھ اسمیں سے نکلتا ہے اسکو دیکھیں اللہ تعالیٰ
نے منافقوں کے اس کلام کو حضرتؑ کے کان میں پہنچا دیا۔ اور آپنے کھلم کھلا قنبر سے فرمایا کہ منافقوں نے
وصی رسولؐ سے مکر و فریب کا ارادہ کیا ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ میں ان کے سامنے صرف دو درختوں
ہی کی آڑ کر سکتا ہوں اور کچھ تدبیر نہیں کر سکتا اسلئے تم جاکر ان درختوں سے کہدو کہ وصی رسولؐ
تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ قنبر نے ایسا ہی کیا اور وہ دونو درخت اپنی اپنی
جگہ واپس چلے گئے اور اسطرح ایکدوسرے سے جدا ہوئے جیسے کوئی بزدل شخص کسی دلیر اور شجاع
بہادر سے ڈر کر بھاگتا ہے پھر جناب امیر علیہ السلام نے جاکر بیٹھنے کے لئے اپنے کپڑے کو اٹھایا اور
منافقوں کی ایک جماعت انکی طرف تکنے کے لئے گئی جب حضرتؑ نے اپنا کپڑا اٹھایا وہ سب کے سب
نابینا ہو گئے اور ان کو کچھ بھی نظر نہ آیا تب اُنہوں نے اپنے منہ ادھر سے پھیر لئے اور انکی آنکھیں
اسی طرح روشن ہو گئیں جیسی پہلے تھیں پھر اُنہوں نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور اندھے ہو گئے
اور برابر ایسا ہی وقوع میں آتا رہا کہ جب آپکی طرف نظر اُٹھاتے تھے اندھے ہو جاتے تھے اور جب
منہ پھیر لیتے تھے دکھائی دینے لگتا تھا یہانتک کہ حضرتؑ رفع حاجت کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور
اپنے مقام پر واپس تشریف لے آئے اور اسی دفعہ ہر ایک کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا اسکے بعد انہوں نے
ارادہ کیا کہ اس جگہ جاکر دیکھیں کہ کیا چیز خارج ہوئی ہے تب وہ اپنی اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے
اور وہاں سے قدم نہ اُٹھا سکے اور جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو قدم اُٹھنے لگے اور سو بار ایسا ہی
وقوع میں آیا یہانتک کہ وہاں سے کوچ کرنے کا حکم صادر ہوا اور وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنی مراد کو

تب پہنچے اور اس بات سے ان منافقوں کو سوا اسکے اور کچھ حاصل نہ ہوا کہ انکی سرکشی اور نافرمانی زیادہ ہوئی اور
کفر و عناد اور بڑھ گیا۔ القصّہ منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو یہ بات کس قدر عجیب و غریب ہے کہ باوجود ان
معجزات و آیات کے معاویہ اور عمرو اور یزید کے مقابلے سے عاجز رہا اللہ تعالیٰ نے انکی یہ بات امیرالمومنینؑ
کے کان میں پہنچائی اور حضرتؑ نے حکم دیا کہ اے میرے پروردگار کے فرشتو معاویہ اور عمرو اور یزید کو
لے آؤ اور ان منافقوں نے ہوا میں دیکھا کہ فرشتے حبشی سپاہیوں کی صورتیں ہیں اور ایک ایک نے
ان تینوں میں سے ایک ایک کو پکڑ رکھا ہے پھر ان فرشتوں نے ان تینوں کو حضرتؑ کے روبرو پیش
کیا ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تو معاویہؓ ہے اور ایک عمرو اور ایک یزید ہے جناب امیرؑ نے ان منافقوں
سے فرمایا تم انکو دیکھو اگر میں چاہتا تو انکو قتل کرتا مگر میں نے خود ہی ان کو چھوڑ رکھا ہے جیسے اللہ تعالیٰ
نے وقت معلوم تک ابلیس ملعون کو مہلت دے رکھی ہے جو کچھ تم نے اپنے صاحب یعنی مجھ سے دیکھا
یہ عاجزی اور کمزوری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تم لوگوں کا امتحان ہے تاکہ معلوم ہو کہ تم کیا
کچھ کرتے ہو اور اگر تم علیؑ پر طعن کرتے ہو تو کیا ہوا تم سے پہلے کافروں اور منافقوں نے رسولؐ خدا
پر بھی طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص آسمانوں کی سلطنت اور تمام جنت کی ایک رات میں سیر
کر کے واپس آجائے کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ بھاگنے کی تدبیر کرے اور غار میں چھپے اور مکہ سے مدینہ
تک کی راہ کو گیارہ روز میں طے کرے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جب چاہتا ہے اپنی
قدرت تم کو دکھا دیتا ہے تاکہ تم کو خدا کے پیغمبروں اور ان کے وصیوں کی راست گوئی اور
صدق بیانی معلوم ہو جائے اور جب چاہتا ہے تو ایسی چیزوں سے تمہارا امتحان لیتا ہے جو
تم کو مکروہ اور ناپسندیدہ معلوم ہوتی ہیں تاکہ دیکھے کہ تم کیونکر عمل کرتے ہو نیز اس واسطے کہ حجت
خدا تم پر ظاہر ہو جائے۔

اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو درخت کو اپنی طرف بلایا۔ اسکی حکایت اسطرح پر ہے کہ بنی
ثقیف میں ایک شخص حارث ابن کلدہ ثقفی بڑا نامی طبیب تھا اس نے حضرت کی خدمت میں
حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ میں تیرے (معاذ اللہ) جنون کا علاج کرنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو

معجزہ درخت کو طلب فرمانا

دیوانوں کے علاج میں کمال حاصل ہے اور اکثر میں نے ان کا معالجہ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے تندرست ہو گئے ہیں اسکی یہ گفتگو سنکر حضرتؐ نے فرمایا اے شخص تو خود تو دیوانوں کے سے کام کرتا ہے اور پھر مجھکو دیوانہ بتاتا ہے حارث نے عرض کی کہ میں نے کونسا کام دیوانوں کا سا کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے حالانکہ نہ میری آزمایش کی اور نہ میرے سچ اور جھوٹ میں کچھ غور کی۔ حارث نے جواب دیا کہ کیا اب بھی میں نے آپکے جھوٹ اور جنون کو نہیں پہچانا حالانکہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسپر قادر نہیں ہیں فرمایا کہ تیرا یہ قول کہ میں اسپر قادر نہیں ہوں دیوانوں کا فعل ہے کیونکہ تو نے مجھ سے یہ نہیں دریافت کیا کہ تو ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی دلیل مجھ سے طلب کی جسکے لانے سے میں عاجز اور قاصر رہا ہوں۔ حارث نے عرض کی کہ یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں۔ لیجئے میں ایک معجزہ آپسے طلب کرتا ہوں اور اس سے آپ کا امتحان کرتا ہوں۔ اگر آپ پیغمبر ہیں تو اس درخت کو بلایئے اور ایک بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جسکی جڑیں زمین میں بہت نیچے تک گئی ہوئی تھیں اگر وہ آپکے پاس آگیا تو میں جانوں گا کہ آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور آپکے لئے اس امر کی شہادت دونگا ورنہ میں سمجھ لونگا کہ آپ دیوانہ ہیں جیسا کہ میں نے سنا ہے۔ تب حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس درخت کی طرف اُٹھایا اور اسکو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اسی وقت وہ درخت اپنی جڑوں اور ریشوں سمیت وہاں سے اُکھڑا اور بڑے زور سے زمین کو پھاڑتا اور نہر کی طرح اسکو گہرا کھودتا ہوا چلا اور قریب آکر حضرتؐ کے سامنے ٹھیر گیا اور فصیح آواز سے پکارا یا رسولؐ اللہ میں حاضر ہوں فرمایئے کیا ارشاد ہے حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھے اسلئے بلایا ہے کہ وحدانیت خدا کی شہادت دینے کے بعد میری نبوت کی شہادت دے۔ بعد ازاں اسکی یعنی علیؑ کی امامت کی شہادت ادا کرے۔ نیز اس امر کی گواہی دے کہ وہ میرا معتمد علیہ اور پشت پناہ اور مددگار اور باعث فخر ہے اور اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس مخلوقات میں سے کسی کو بھی پیدا نہ کرتا اس ارشاد کے سنتے ہی درخت پکارا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اسکا بندہ اور

رسولؐ ہے اس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ فرماں برداروں کو بشارت (جنت) دے اور گنہگاروں
اور نافرمانوں کو عذاب (دوزخ) سے ڈرائے اور خدا کے حکم سے اسکی طرف اسکی خلقت کو دعوت کرے
اور راہ ہدایت کا روشن چراغ بنے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے چچا کا بیٹا علیؑ ابن ابیطالب
تیرا دینی بھائی اور اسلام اور دین میں تمام خلق خدا سے زیادہ اور بڑھکر حصہ لینے والا ہے اور
وہ حضرتؐ کا معتمد علیہ اور پشت پناہ اور آپکے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والا اور دوستوں کی
نصرت کرنے والا اور آپکی امت میں آپکے علوم کا دروانہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ
کے دوست جو اسکو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جنت میں داخل
ہونگے اور آپکے دشمن جو آپکے دشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اور آپکے دوستوں کے دشمن ہیں جہنم
میں بھرتی ہونگے اسوقت جناب رسالتمآبؐ نے حارث مذکور کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے حارث
جس شخص کے ایسے معجزے ہوں کیا وہ دیوانہ ہو سکتا ہے حارث نے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی
قسم ہرگز نہیں بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پروردگار کے رسولؐ اور تمام مخلوقات کے
سردار ہیں اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ایک معجزہ جناب امیرالمومنین
علیہ السلام سے بھی ظاہر ہوا ہے ایکدن کا ذکر ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص یونانی جو علم
فلسفہ اور طب کا دعویٰ کرتا تھا خدمت میں حاضر ہوا اور آکر عرض کی اے ابوالحسنؑ میں نے سنا
تھا کہ تمہارے صاحب (رسولخدا) کو جنون ہے اسلئے میں اسکا علاج کرنے آیا تھا سو وہ تو انتقال
کر گیا اور میں اپنے ارادے میں ناکام رہا اور میں نے سنا ہے کہ تم اسکے چچا زاد بھائی اور داماد ہو۔
میں دیکھتا ہوں کہ زردی تم پر چھا گئی ہے اور دونو پنڈلیاں ایسی پتلی ہیں کہ مجھے خیال نہیں کہ تا کہ وہ
تمہارے جسم کے بوجھ کو اٹھا سکیں سو اس زردی کی دوا تو میرے پاس ہے مگر ان پتلی پنڈلیوں کے
موٹا کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی مگر بہتر یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں کمی کیا کرو اور جب کوئی بوجھ
پیٹھ پر اٹھاؤ یا بغل میں دباؤ تو اسمیں کمی کرو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ تمہاری پنڈلیاں بہت

کمزور ہیں اور بھاری بوجھ اٹھانے کی حالتمیں انکے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور زردی کی
دوا تو یہ میرے پاس ہے یہ کہکر اس نے وہ دوا نکالی اور بولا کہ اس سے آپکو کچھ تکلیف نہ ہوگی
اور کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائیگی مگر چالیس روز گوشت سے پرہیز کرنا ضروری ہے پھر آپکی زردی
زائل ہو جائیگی جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا کہ تو نے میری زردی کیلئے اس دوا کا مفید ہونا تو
بیان کیا کوئی دوا ایسی بھی تجھ کو معلوم ہے جو اس زردی کو زیادہ کردے اور نقصان پہنچائے
وہ بولا کہ ہاں یہ دوا (اور ایک اور دوا کی طرف اشارہ کیا) اگر زردی والا آدمی اسکو کھائے
تو فوراً مر جائے اور اگر اسکی رنگت زرد نہو تو اسکو زردی ہو جائے اور فوراً مر جائے حضرتؑ
نے فرمایا کہ وہ ضرر رساں دوا مجھے دکھلا اس نے وہ دوا حضرتؑ کے حوالے کی آپنے پوچھا کہ یہ دوا
کتنی ہے عرض کی دو مثقال اور ایک حبہ بھر زہر قاتل ہے اور آدمی کو مار ڈالتی ہے یہ سنتے ہی حضرتؑ
نے اس ساری دوا کو منہ میں رکھ لیا اور یوں ہی نگل گئے اسکے کھانے سے کچھ کچھ پسینہ آپکو آیا
یہ حال دیکھ کر وہ شخص خوف کے مارے کانپنے لگا۔ اور دل میں کہتا تھا اب میں پسر ابو طالبؑ کی
عوض میں پکڑا جاؤنگا سب یہی کہیں گے کہ تو نے اسکو مارا اور میری بات کوئی نہ سنے گا کہ در اصل
وہ خود ہی اپنے قاتل ہیں اس یونانی کا یہ اضطراب دیکھ کر حضرتؑ مسکرائے اور فرمایا کہ اے
بندۂ خدا میں پہلے سے زیادہ تندرست ہوں تو جس دوا کو زہر قاتل گمان کرتا تھا اس نے مجھکو
کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا اب تو اپنی آنکھیں بند کر۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں پھر فرمایا کھول
جب اس نے آنکھیں کھولیں اور حضرتؑ کے روئے انور کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ
کی رنگت سرخ و سفید ہے کہ سرخی بھری ہوئی ہے یہ سانحہ دیکھ کر وہ شخص لرزنے لگا۔ اور
جناب امیرؑ نے اس سے مسکرا کر فرمایا اب وہ میری زردی کہاں گئی اس نے عرض کی خدا کی
قسم مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ وہ نہیں ہیں جنکو میں نے پہلے دیکھا تھا پہلے آپکا
رنگ زرد تھا اب گلاب کے پھول کی مانند ہے۔ فرمایا میری زردی کو اس زہر نے زائل کر دیا
جسکو تو مار ڈالنے والا خیال کرتا تھا۔ پھر پاؤں پھیلا کر پنڈلیوں کو کھولدیا اور فرمایا کہ

تو گمان کرتا ہے کہ میں اپنی پنڈلیوں کی کمزوری کے سبب چلنے پھرنے میں کمی کروں اور بھاری
چیز اپنے جسم پر نہ اٹھاؤں تاکہ وہ ٹوٹ نہ جائیں اب میں تجھ کو دکھلاتا ہوں کہ طبابت خدا تیری
طبابت کے برخلاف ہے یہ کہکر ستون کلاں پر ہاتھ مارا جسکے اوپر اس مکان کی چھت ٹکی ہوئی
تھی اور اسکے اوپر دو حجرے اوپر تلے بنے ہوئے تھے اور اسکو حرکت دیکر اوپر اٹھا لیا اور چھت
اور دیواریں دونو بالاخانوں سمیت زمین سے بلند ہوئیں یہ حال دیکھ کر یونانی پر غشی طاری
ہوئی حضرتؑ نے فرمایا کہ اسپر پانی چھڑکو جب پانی کے چھڑکنے سے اسکو غش سے افاقہ ہوا تو بولا
خدا کی قسم آج جیسا عجیب واقعہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے یونانی
ان پتلی پنڈلیوں کی قوت اور ان کا بوجھ کو اُٹھانا اور اسکی برداشت کرنا دیکھا اب وہ تیری
طب کہاں گئی یونانی نے عرض کی کہ محمدؐ بھی کیا آپ ہی جیسے تھے آپ نے فرمایا کہ میرا علم ان کے
علم سے ہے اور میری عقل انکی عقل سے ہے اور میری قوت انکی قوت سے ہے۔ قبیلہ بنی ثقیف کے
ایک شخص نے جو تمام عرب میں نامی طبیب تھا آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کی کہ اگر آپ کو جنون
ہے تو میں اسکا علاج کرونگا حضرتؐ نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایک ایسی نشانی تم کو
دکھاؤں جس سے معلوم ہو جائے کہ مجھے کو تمہاری طبابت کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو میری
طبابت کی ضرورت ہے وہ بولا ہاں فرمایا کونسی نشانی دیکھنا چاہتے ہو اس نے کھجور کے ایک
بہت اونچے درخت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ آپ اسکو بلائیں حضرتؐ نے اسکو پکارا وہ
درخت زمین سے اپنی جڑ کو اکھاڑ زمین کو پھاڑتا ہوا حضرتؐ کے سامنے [illegible] ہوا تب حضرتؐ نے اس سے
فرمایا کیا یہ نشانی تم کو کافی ہے؟ اس نے عرض کی کہ نہیں فرمایا اور کیا چاہتے ہو بولا اسکو حکم دیجئے
کہ یہ جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جائے اور اپنی اصلی جگہ پہ جا کھڑا ہو آپ نے اسکو واپس جانے کا
حکم دیا وہ جاکر اپنی جگہ قائم ہو گیا یہ ارشاد جناب امیرؑ سنکر وہ یونانی بولا کہ یہ تو آپ آنحضرتؐ
کا ذکر کرتے ہیں جنکو میں نے نہیں دیکھا مگر میں آپ سے اس سے بھی ادنے بات پر کفایت کرتا ہوں
اور وہ یہ ہے کہ میں آپ سے دور جاکر کھڑا ہوتا ہوں آپ مجھے بلائیں اور میں خود آپکے بلانے کو

قبول نہ کرونگا اگر آپنے مجھ کو اپنی طرف بلالیا تو یہ ایک نشانی ہوگی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ نشانی
فقط تمہارے ہی لئے مفید ہوگی کیونکہ تم کو اپنے نفس کا حال معلوم ہوگا کہ تم نے اپنے ارادے سے
ایسا نہیں کیا اور میں نے ہی تمہارے اختیار کو زائل کیا ہے کہ نہ تو میں نے خود تم کو پکڑا ہے
اور نہ کسی کو اس امر کا حکم دیا ہے اور نہ کسی اور نے جسکو میں نے حکم نہیں دیا تھا ایسا کیا ہے بلکہ
جو کچھ یہ ظہور میں آیا ہے خدائے قاہر و غالب کی قدرت سے ہوا ہے لیکن ممکن ہے کہ تم ہی کہنے لگو
یا کوئی اور کہے کہ میں نے تم سے اس امر پر اتفاق کرلیا تھا اسلئے مناسب ہے کہ تم ایسی چیز طلب کرو
جو تمام اہل عالم کے لئے ایک نشانی ہو یونانی نے عرض کی کہ اگر آپ مجھ کو ہی درخواست کرنے کا
اختیار دیتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کھجور کے اجزاء الگ الگ ہوجائیں اور جدا ہوکر
دور دور جا پڑیں پھر آپ انکو بلا کر ایک جگہ جمع کردیں اور درخت جوں کا توں ہوجائے علیؑ
نے فرمایا یہ نشانی ہے اور تم ہی کھجور کے پاس میرا پیغام لیکر جاؤ اور اس سے کہو کہ رسولِ خدا
محمدؐ کا وصیؑ تجھکو حکم دیتا ہے کہ تیرے اجزا جدا ہوکر دور دور جا پڑیں اس نے جاکر حضرتؑ
کا پیغام اس کھجور کو پہنچایا وہ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑی اور تمام اجزا ایک دوسرے سے
الگ ہوگئے اور ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہوئے کہ نشان تک بھی نظر نہ آتا تھا اور یہ حال
ہوگیا کہ گویا کبھی وہاں کھجور تھی ہی نہیں۔ یہ حال دیکھکر یونانی کے اعضا خوف کے مارے کانپنے
لگے اور عرض کی اے وصیؑ رسولؐ آپنے میری پہلی درخواست تو منظور فرمائی دوسری عرض
بھی قبول فرمایئے اور اس کھجور کو حکم دیجئے کہ فراہم ہوکر بدستور سابق پھر اپنی جگہ پر جا کھڑی
ہو حضرتؑ نے فرمایا اب بھی تم ہی میرا پیغام پہنچاؤ اور جاکر کہو کہ اے کھجور کے ٹکڑو وصیؑ رسولؐ
تم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہوکر اپنی اصلی صورت اور مقام پر عود کر جاؤ۔ الغرض یونانی
نے حضرتؑ کا پیغام انکو پہنچایا فوراً وہ اجزا پھیلے ہوئے غبار کی طرح ہوا میں بلند ہوئے پھر
ایک جزء دوسرے جزء سے ملنے لگا یہانتک کہ شاخیں پتے ڈنٹھلوں کی جڑیں اور خوشوں کی
ڈنڈیاں صورت پذیر ہوئیں پھر ایک جگہ جمع ہوکر لمبی چوڑی ہوئیں اور جڑیں اپنے مقام پر

جا لگیں پھر ان پر تنہ کھڑا ہوا اور تنہ پر ٹہنیاں اور ٹہنیوں پر پتے لگ گئے اور خوشے اپنے مقام
پر جا لگے اور اس سے پہلے ڈنڈیاں خالی پڑی تھیں کیونکہ اسوقت نہ پکی کھجوروں کا موسم تھا
نہ گدری اور کچی کا - پھر یونانی نے عرض کی کہ میری ایک اور درخواست یہ ہے کہ اس کھجور کی
ڈنڈیوں میں کچا پھل نکلے اور سبز سے زرد ہو جائے پھر لال ہو کر پختہ ہو جائے اور اپنے کمال پر آجائے
تاکہ حضرتؑ خود بھی کھائیں اور مجھ کو اور دیگر حاضرین کو بھی کھلائیں فرمایا یہ کام بھی تمہارے
ہی سپرد ہے تم ہی جا کر اسکو میرا یہ پیغام پہنچاؤ اور ایسا ہونے کا حکم دو یونانی نے امیرالمومنینؑ
کا فرمان کھجور کو پہنچایا وہ فوراً بار ور ہوئی پہلے کچے پھل نکلے پھر گدرے ہوئے اور درجہ بدرجہ
زرد اور سرخ ہو کر پختہ ہو گئے اور خوشے رطب تازہ سے لد گئے اس وقت یونانی نے عرض کی
کہ اب میری یہ گزارش ہے کہ اسکے خوشے یا تو میرے ہاتھ سے قریب ہو جائیں یا میرا ہاتھ
اس قدر دراز ہو جائے کہ میں انکو پکڑ سکوں اور میں اس بات کو نہایت ہی پسند کرتا ہوں
کہ ایک خوشہ تو میرے پاس اتر آئے اور دوسرے کی طرف میرا ہاتھ لمبا ہو کر جا پہنچے حضرتؑ
نے فرمایا جس ہاتھ سے تم خوشے کو پکڑنا چاہتے ہو اسکو پھیلاؤ اور یہ کلمات زبان پر جاری کرو
یَا مُقَرِّبَ الْبَعِیْدِ قَرِّبْ یَدِیْ مِنْهَا یعنی اے دور کو نزدیک کرنے والے میرے ہاتھ
کو اسکے قریب کر دے ◆ اور جس ہاتھ کی طرف خوشے کا اتر آنا چاہتے ہو اسکو سمیٹ لو اور کہو
یَا مُسَهِّلَ الْعَسِیْرِ سَهِّلْ لِیْ تَنَاوُلَ مَا تَبَعَّدَ عَنِّیْ مِنْهَا یعنی اے مشکل کے آسان کرنیوالے
اس خوشے کا جو مجھ سے دور ہے پکڑنا میرے واسطے آسان کر یونانی نے ایسا ہی کیا اور اُن عاؤں
کو پڑھا اس کا دہنا ہاتھ لمبا ہوا اور خوشے پر پہنچا اور دوسرے خوشے لٹک کر زمین پر آپڑے
اور انکی شاخیں لمبی ہو گئیں اس وقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے یونانی اب اگر
تم ان کھجوروں کو کھا کر اس شخص پر ایمان نہ لائے جس نے ان عجائبات کو تیرے سامنے ظاہر
کیا ہے تو اللہ تعالیٰ جلد تر تم کو ایسے عذاب میں مبتلا کریگا کہ اسکی مخلوق میں سے عالم اور
جاہل سب اس سے عبرت حاصل کرینگے یونانی نے عرض کی کہ یا حضرتؑ اگر ان آیات الٰہی کے

مشاہدہ کرنیکے بعد بھی کافر رہوں اور ایمان نہ لاؤں تو درحقیقت میں عناد میں زیادتی کروں گا اور اپنی ہلاکت میں ساعی ہونگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ اور اپنے تمام اقوال میں جو خدا کی طرف سے بیان کرتے ہیں راست گو اور صادق ہیں جو آپ چاہیں مجھ کو حکم دیں میں اطاعت کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کو واحد جانو اور اس امر کی شہادت دو کہ وہ بخشش کرنے والا اور صاحب حکمت ہے اور عبث اور فساد سے پاک ہے اور اپنے بندوں اور کنیزوں پر ظلم نہیں کرتا اور یہ شہادت دو کہ حضرت محمدؐ جن کا میں وصی ہوں تمام خلقت کے سردار اور اہل بہشت میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور یہ شہادت دو کہ علیؑ جس نے یہ عجائبات تم کو مشاہدہ کرائے ہیں اور ان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے محمدؐ کے بعد تمام خلق خدا سے بہتر ہیں اور انکے بعد سب خلقت سے بڑھکر ان کی جانشینی کے حقدار اور خدا کے شرایع اور احکام کے جاری کرنیکے مستحق اور سزاوار ہیں بعد اس امر کی گواہی دو کہ اسکے دوست خدا کے دوست ہیں اور اسکے دشمن خدا کے دشمن اور جو مومن ان امور میں جو میں نے تم کو تعلیم کئے تمہارے شریک ہیں اور ان احکام میں تمہارے معین و مددگار رہیں وہ تمام امت محمدیؐ میں برگزیدہ اور شیعیان علیؑ میں چیدہ ہیں اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے بھائیوں سے جو حضرت محمدؐ کی اور میری تصدیق کرنے اور انکی اور میری پیروی کرنے میں تمہارے مطابق اور موافق ہوں اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کی ہے اور جس سے تم کو ان پر فضیلت دی ہے غمخواری اور ہمدردی کرنا ان کی تنگدستی اور احتیاج کو دور کرنا اور انکی شکستگی اور خستہ حالی کی اصلاح کرنا اور انکی محتاجی کو رفع کرنا اور جو مومن درجہ ایمان میں تمہارے برابر ہو اسکو اپنے مال و اسباب میں اپنے نفس کے برابر جاننا اور جو کوئی مرتبہ ایمانی میں تم پر فوقیت رکھتا ہو اسکو اپنے زر و مال میں اپنے نفس پر ترجیح دینا یہانتک کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ تم دین خدا کو اپنے مال سے افضل جانتے ہو اور مستحقین کو اپنے اہل و عیال سے عزیز ہو اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے دین کی

حکم مواسات برادران مومن

اور ان علوم کی جو تمہارے سپرد کئے گئے ہیں اور ہمارے اسرار کی جو تمکو بتائے گئے حفاظت کرنا اور ہمارے علوم کو ایسے شخص کے روبرو ظاہر نہ کرنا جو عناد سے انکا مقابلہ کرے اور انکے سبب سے تم کو گالی گلوچ سے پیش آئے اور لعنت ملامت کرے اور تمہاری بے عزتی اور جسمانی ایذا کے درپے ہو اور ہمارے بھید کو ایسے شخص پر ظاہر نہ کرنا جو ہم کو برا بھلا کہے اور ہمارے حالات سے ناواقف ہو اور جاہلوں کے عطایا کی طمع میں ہمارے دوستوں کے ساتھ بدی سے پیش آئے اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین میں تقیہ سے کام لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً ط یعنی مومنوں کو چاہیئے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور صرف مومنوں سے دوستی رکھیں اور جو کوئی ایسا (یعنی کافروں سے دوستی رکھیگا) کریگا وہ محبت خدا کا کچھ بھی حصہ نہ پائیگا مگر یہ کہ تم ان کافروں سے اپنا مال وجان بچانیکے لیئے ان سے دوستی کرو (تو کچھ مضایقہ نہیں) +

پارہ ۳ سورہ آل ع ۳

اور میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر خوف وخطر کے سبب کبھی ضرورت پڑے تو بیشک غیروں کو ہمپر فضیلت دینا اور ہم سے بیزاری ظاہر کرنا اور اگر کبھی تم کو اپنی جان پر آفات وبلیات کے وارد ہونے کا خوف ہو تو بیشک واجبی نمازوں کو ترک کر دینا کیونکہ خوف کے وقت تمہارا ہمارے دشمنوں کو ہم پر فوقیت دینا نہ انکو کچھ نفع دیتا ہے اور نہ ہمکو کچھ ضرر پہنچاتا ہے اور حالت تقیہ میں تمہارا ہم سے بیزاری ظاہر کرنا ہماری فضیلت اور درجے میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا صرف اتنی بات ہے کہ تم ایک ساعت بھر زبان سے ہم سے بیزاری ظاہر کرتے ہو اور دل سے ہم کو دوست رکھتے ہو تاکہ اسکے بعد مہینوں اور برسوں تمہاری جان ہلاکت سے محفوظ رہے جو تمہاری حیات کا باعث ہے اور مال تلف ہونے سے بچا رہے جو تمہارے نفس کی بقا کا سبب ہے اور جاہ ومنصب معرض زوال سے نجات پائے جو تمہاری نگہداشت کا ذریعہ ہے اور ہمارے اُن دوستوں اور بھائیوں اور بہنوں کو جو تمہارے سبب شناخت کئے جاتے ہیں اور تم ان کے سبب شناخت کئے جاتے ہو

محفوظ رکھو یہاں تک کہ یہ سختی اور مصیبت رفع ہو جائے اور یہ رنج و کلفت زائل ہو پس یہ امر اس
بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالو اور اس سبب سے اعمال دین کے بجا لانے
اور اپنے مومن بھائیوں کی اصلاح حال سے رہ جاؤ اور پھر میں بار بار تم کو تاکید کرتا ہوں۔
خبردار اس تقیہ کو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے ہرگز ہرگز ترک نہ کرنا ورنہ تم اپنے آپ کو بھی معرض
ہلاکت میں ڈالوگے۔ اور اپنے مومن بھائیوں کو بھی اور اپنی اور انکی نعمتوں اور مالوں کو تلف
اور ضایع کروگے اور اپنے آپ کو اور انکو دشمنان خدا کے ہاتھوں میں ذلیل و خوار کروگے حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے تم کو امر فرمایا ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی عزت کرو۔ اب اگر تم میری اس وصیت
کے برخلاف عمل کروگے تو اس مخالفت سے تم کو اور تمہارے دینی بھائیوں کو جو ضرر پہنچے گا
وہ ہمارے دشمن اور منکر کی ضرر رسانی سے بہت سخت ہو گا +

قصہ بازوے زہر آلود

اور بازوے زہر آلود کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب جناب رسالتمآبؐ نے فتح خیبر کے بعد مدینہ
منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک یہودیہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور اظہار ایمان کیا اور
ایک بازوے زہر آلود جسکو کباب کرکے ہمراہ لائی تھی حضرتؐ کے سامنے رکھا آنحضرتؐ نے
فرمایا یہ کیا چیز ہے یہودیہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں میں
آپکے خیبر کی طرف تشریف لیجانے سے نہایت غمگین ہوئی تھی اسلئے کہ میں جانتی تھی کہ وہ لوگ
بڑے سولا ور اور بہادر ہیں اور اس بکری کے بچے کو میں نے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا اور سنا تھا
کہ حضرتؐ بھنے ہوئے گوشت کو نہایت پسند کرتے ہیں خصوصاً بازوے بریان بہت ہی بھاتا
ہے اسلئے میں نے خدا کے واسطے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپکو ان کے ہاتھ سے نجات دے
اور انپر ظفریاب کرے تو اس بچہ کو ذبح کرکے اس کا بازو حضرتؐ کے کھانے کے لئے حاضر کرونگی
اسلئے اب میں اسکو لیکر حاضر خدمت ہوئی ہوں تاکہ اپنی نذر کو پورا کروں +
اس وقت حضرتؐ کے پاس علیؑ ابن ابیطالب اور براء ابن معرور موجود تھے براء نے اپنا
ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ اس میں سے اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا اسپر جناب امیرؑ نے اس سے کہا

اے براء رسولؐ خدا پر سبقت مت کر۔ براء نے جو کہ اعرابی تھا جواب دیا کہ علیؑ کیا تم رسولؐ خدا کو بخیل جانتے ہو علیؑ نے فرمایا میں حضرتؐ کو بخیل نہیں بتاتا بلکہ آپکی تعظیم و تکریم کی راہ سے کہتا ہوں کیونکہ نہ مجھ کو اور نہ تجھ کو اور نہ جملہ مخلوقات میں سے کسی اور کو قول میں یا فعل میں یا کھانے میں یا پینے میں رسولؐ خدا پر سبقت کرنی جایز نہیں ہے براء نے جواب دیا میں رسولؐ خدا کو بخیل نہیں جانتا تب جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا میں نے اس سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اس گوشت کو یہ عورت لائی ہے اور یہ یہودیہ ہے اور ہم کو اسکے حالات سے کچھ واقفیت نہیں ہے اسلئے اگر تم حضرتؐ کی اجازت سے کھاؤ گے تو وہ امیں تمہاری سلامتی کے ضامن ہونگے اور اگر بلا اجازت کھاؤ گے تو اپنی جان کے خود ہی ضامن ہو۔ جناب امیرؑ تو یہ فرما رہے تھے اور براء اس لقمہ کو چبا رہا تھا کہ ناگاہ وہ بازو قدرت خدا سے گویا ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھکو نہ کھایئے گا کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے اسی اثنا میں براء سکرات موت میں مبتلا ہو کر گرا اور مر کر ہی اُٹھا تب حضرتؐ نے اس عورت کو بلوایا جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا تو نے کس لئے ایسا کام کیا عرض کی کہ حضرتؐ نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے کہ میرے باپ چچا بھائی شوہر اور بیٹے کو قتل کر ڈالا اسلئے میں نے ایسا کیا اور میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ اگر بادشاہ ہے تو تو میں بہت جلد اس سے بدلا لے لونگی اور اگر پیغمبر ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے اور فتح مکہ اور نصرت و کامیابی کا وعدہ بھی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس زہر سے اسکو محفوظ رکھیگا اور کچھ ضرر نہ پہنچنے دیگا۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ تو سچ کہتی ہے اب تو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ خدا پر اسکے سبقت کرنیکے سبب اسکا امتحان کیا ہے اور اگر وہ اجازت رسولؐ سے کھاتا تو اسکا شر اور زہر اس سے رفع ہو جاتا پھر حضرتؐ نے اپنے نیک اصحاب میں سے دس شخصوں کو طلب فرمایا کہ منجملہ ان کے سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ۔ اصہیبؓ۔ ابوذرؓ اور بلالؓ تھے اور علیؑ بھی وہاں موجود تھے حضرتؐ نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ حلقہ کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس بازوئے زہر آلود پر رکھ کر دم کیا۔ اور فرمایا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الشَّافِيۡ بِسۡمِ اللّٰهِ الۡكَافِيۡ بِسۡمِ اللّٰهِ الۡمُعَافِيۡ بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِيۡ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسۡمِهٖ شَيۡءٌ وَّلَا دَآءٌ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝ اس دعا کے بعد حاضرین کو حکم دیا کہ اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرو۔ پھر حضرتؐ نے خود بھی اسمیں سے کھایا اور اصحابؓ نے بھی کھایا یہانتک کہ سب سیر ہو گئے اسکے کھانے کے بعد سبنے پانی پیا بعدازاں فرمایا کہ اس عورت کو بند رکھو دوسرے دن جب وہ حضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئی تو آپنے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تونے دیکھا کہ ان سبنے تیرے سامنے زہر کھایا اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اپنے نبیؐ اور اسکے اصحابؓ سے اسکے شر کو دفع کیا اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ابتک مجھ کو آپکی نبوت میں شک تھا مگر اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی پرستش کے قابل نہیں اور وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں اور آپ اسکے بندے اور پیغمبر ہیں اور اس عورت کا اسلام بہت اچھا ہوا +

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جب براء ابن معرور کے جنازے پر رسولؐ اکو نماز کے واسطے بلایا گیا تو فرمایا کہ علیؑ ابن ابیطالب کہاں ہیں اصحابنے عرض کی وہ کسی مسلمان کے کام کیلئے قبا کی طرف گئے ہیں یہ سنکر حضرتؐ بیٹھ گئے اور نماز نہ پڑھی اصحابنے عرض کی کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں نماز پڑھنے میں اس قدر تاخیر کروں کہ علیؑ آجائیں اور ان کلمات کو جو اس میت نے رسولؐ کے سامنے انکو کہے ہیں معاف کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس زہر سے اسکے مرنے کو اس کا

لہ میں شروع کرتا ہوں خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے شافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے کافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے عافیت دہندہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اس خدا کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز اور کوئی دکھ ضرر نہیں پہنچاتا۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے + مترجم عفی عنہ

کفارہ ٹھیرائے کسی شخص نے جو براء کی اس گفتگو کے وقت حاضر خدمت تھا عرض کی اسنے تو علیؑ سے مزاح (ہنسی) کیا تھا اور وہ باتیں حقیقی اور واقعی نہ تھیں۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر وہ باتیں واقعی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس (براء) کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا اگرچہ وہ ثریٰ سے لیکر عرش تک کے فاصلے کو سونے اور چاندی سے بھر کر راہ خدا میں خیرات کرتا لیکن وہ مزاح تھا اور علیؑ نے اسکو معاف کر دیا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ علیؑ اس سے ناراض ہیں اسلئے وہ آکر تمہارے سامنے پھر معاف کر دیں اور اسکے لئے خدا سے بخشش طلب کریں تاکہ اسکا قرب و منزلت خدا کے نزدیک اور زیادہ ہو اسی اثناء میں علیؑ وہاں تشریف لائے اور جنازے کے برابر کھڑے ہو کر فرمایا اے براء خدا تجھ پر رحمت کرے کہ تو بہت روزے رکھتا تھا اور بہت نماز گزار تھا اور راہ خدا میں تو نے وفات پائی۔ بعد ازاں جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا اگر کوئی مردہ رسول اللہؐ کی نماز سے مستغنی ہوتا تو تمہارا یہ رفیق (براء) ہوتا کیونکہ علیؑ نے اسکے حق میں دعا کی۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر اسکے جنازے پر نماز پڑھی اور دفن کیا جب وہاں سے واپس آکر اسکی تعزیت کے لئے بیٹھے تو فرمایا اے براء کے وارثو اور دوستو تم تعزیت کی نسبت مبارکباد اور تہنیت کے زیادہ مستحق ہو کیونکہ تمہارے صاحب براء کیلئے آسمان اول سے لیکر ساتویں آسمان تک اور کرسی سے لے تا ساق عرش قبّے اور سراپردے لگائے گئے اور ان میں اسکی روح کو اوپر لے گئے پھر اسکو بہشت میں داخل کیا اور بہشت کے تمام خزانچی اسکے استقبال کو نکلے اور سب حوران جنت نے غرفوں سے سر نکال کر اسکو دیکھا اور ان سب نے اس سے کلام کیا کہ خدا ہی اسکو سمجھتا اور جانتا ہے اے براء کی روح تجھ کو بشارت ہو کہ رسول خدا نے تیری خاطر علیؑ کا انتظار کیا تاکہ وہ آکر تیرے حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کریں آگاہ ہو کہ حاملان عرش نے پروردگار عالم کی طرف سے ہم کو خبر دی ہے کہ وہ فرماتا ہے اے میرے بندے اور اے میری راہ میں مرنیوالے اگر تیرے گناہ سنگریزوں اور خاک کے ذروں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں

اور حیوانات کے بالوں اور انکی نظروں اور سانسوں اور انکی حرکات و سکنات کی شمار
کے برابر بھی ہوتے تو بھی تیرے حق میں علیؑ کے دعا کرنے کے سبب معاف کر دیتا +
پھر حضرتؐ نے حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا اے بندگان خدا علیؑ کی دعا کے مستحق بنو اور اسکی
بد دعا سے پرہیز کرو کیونکہ جس کے لئے وہ بد دعا کرینگے وہ ہلاک ہوگا اگرچہ اسکی نیکیاں جملہ
مخلوق خدا کی شمار کے برابر ہوں اسی طرح جسکے حق میں وہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اسکو سعادتمند
اور شادکام کریگا اگرچہ اسکے گناہ تمام مخلوقات کی شمار کے برابر ہوں +

بھیڑیا کا حضرتؐ سے ہمکلام ہونا

اور بھیڑیا جو آپ سے ہمکلام ہوا اسکا قصہ اسطرح سے ہے کہ جناب رسولخدا ایک روز بیٹھے تھے
یکایک ایک چرواہا حاضر خدمت ہوا کہ ایک عجیب واقعہ کے دیکھنے سے اسکے تمام اعضا لرز رہے
تھے جب حضرتؐ نے دور سے اسکو آتے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ شخص جو آرہا ہے اس کا
قصہ عجیب ہے۔ جب وہ نزدیک آیا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہو تمہارے خوف کا
کیا باعث ہے۔ چرواہے نے جواب دیا۔ ایک بڑے اچنبھے کی بات ہے اور وہ یہ ہے
کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے چلا میں نے
گوپھیے میں پتھر رکھ کر اس کو مارا اور بچے کو چھڑا لیا۔ پھر وہ دائیں طرف
سے آیا اور ایک اور بچے کو اٹھا کر لے چلا۔ میں نے پھر ایک پتھر گوپھیے
میں رکھ کر اس کو مارا اور بچے کو اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا وہ دوسری طرف سے آکر ایک
اور بچہ اٹھا کر لے چلا مگر میں نے پتھر مار کر چھڑا لیا اسی طرح چار دفعہ اس نے کیا
آخر کار پانچویں بار اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہتا تھا کہ بچے کو اٹھا لیجائے میں نے بھی اسکو
پتھر مارنا چاہا یہ حال دیکھ کر وہ اپنی دُم کے بل بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ مجھکو
اپنے رزق سے منع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے مقرر کیا ہے کیا مجھ کو غذا کھانیکی ضرورت
نہیں ہے اس بھیڑیے کی یہ بات سنکر میں نے کہا نہایت تعجب کا مقام ہے کہ یہ بھیڑیا
بے زبان ہو کر آدمیوں کی طرح کلام کرتا ہے تب اس بھیڑیے نے مجھ سے کہا اگر تو چاہے تو میں

ایسی بات بتاؤں جو میرے کلام کرنے سے بھی زیادہ تر عجیب ہے حضرت محمدؐ رسول رب العالمین دو پتھریلی زمینوں کے مابین لوگوں کو گزشتہ اور آیندہ کی خبریں دیتے ہیں اور یہود باوجود اسکے کہ انکو معلوم ہے کہ وہ حضرتؐ راست گو ہیں اور پروردگار عالمین کی کتابوں میں انکا حال پڑھتے ہیں کہ وہ حضرتؐ سب سے زیادہ راست گو اور تمام فاضلوں سے زیادہ فاضل ہیں انکو جھٹلاتے ہیں اور انکی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور وہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے ہیں اور وہ ہر درد کو شفا اور فائدہ دینے والے ہیں۔ اے چرواہے جا اور انپر ایمان لا تاکہ عذاب خدا سے نجات پائے اور مسلمان اور انکا فرمانبردار ہو تاکہ عذاب دردناک کی سختی سے رہائی پائے یہ سنکر میں نے اس بھیڑئے سے کہا خدا کی قسم میں تیری باتوں سے سخت حیران ہوں اور مجھے شرم آتی ہے کہ تجھ کو اس بکری کے کھانے سے منع کیا۔ اب یہ بکریاں موجود ہیں جسکو تیرا جی چاہے کھالے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ بھیڑیا بولا۔ اے بندۂ خدا خدا کا شکر کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ان بندوں میں سے کیا جو آیات الٰہی کو دیکھ کر عبرت پکڑتے ہیں اور اسکے امر کی پیروی کرتے ہیں لیکن بدترین اشقیا وہ شخص ہے جو آیات محمدؐ کو انکے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی حقیت کے بارے میں اور ان فضائل کو جو وہ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں مشاہدہ کرتا ہے اور انکے وفور علم کو جسمیں کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں ہے اور انکی شجاعت کو جسمیں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہے اور انکی یاوریٔ اسلام کو کہ ان کے برابر اسمیں کسی نے حصہ نہیں لیا دیکھتا ہے اور باوجود ان سب امور کے یہ بھی دیکھتا ہے کہ رسولؐ خدا ان سے اور ان کے دوستوں سے دوستی کرنے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنے اور بیزار ہونے کا حکم دیتے ہیں اور اس کو اس امر سے مطلع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مخالف کے کسی عمل کو قبول نہ کریگا اگرچہ وہ کتنا ہی بزرگ و برتر کیوں نہ ہو اور پھر بھی وہ شخص باوجود اسکے ان کی مخالفت اختیار کرے اور ان کے حق کا منکر ہو اور ان پر ظلم کرے اور ان کے دشمنوں کو دوست رکھے اور ان کے دوستوں سے دشمنی کرے اور یہ امر تیرا مجھ کو اپنی بکریوں کے کھانیسے

امت کے کسی فرد بشر کو اسکی ہمسری اور برابری جائز نہیں ہے جبکہ یہ خوش اور کشادہ رو ہو تو مجھ کو اوروں کی ترش روئی اور ناک بھوں چڑھانے کی ذرا پروا نہیں ہے اور جب وہ مجھ سے خالص محبت کرتا ہو تو اوروں کی روگردانی سے مجھ کو کچھ خوف نہیں یہ وہ علیؑ ابن ابیطالب ہے کہ اگر تمام اہل زمین و آسمان کافر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ اس اکیلے ہی سے اس دین کی مدد کریگا اگر تمام خلق خدا اسکی دشمن ہو جائے تو وہ تن تنہا ان کے مقابلے میں کھڑا ہو گا اور اپنی جان کو دین رب العالمین کی مدد کرنے اور راہ ابلیس کے باطل کرنے میں کھپا ئیگا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شاہد کچھ دور نہیں ہے آ گئے ہیں جا کر ان دونو بھیڑیوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلہ چراتے دیکھا تو اسکی تصدیق ہو جائیگی ورنہ ہم اپنی پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسولخدا گروہ مہاجرین و انصار سمیت اس گلے کی طرف روانہ ہوئے جب دور سے وہ گلہ نظر آیا تو چرواہے نے عرض کی یہ میرا گلہ ہے منافق بولے وہ بھیڑئے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونو بھیڑئے ریوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلے میں ملا دیتے ہیں۔ تب حضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کر دوں کہ اس بھیڑئے کی کلام کرنے سے سوائے میرے اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں ظاہر فرمایئے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ کر لو تاکہ یہ بھیڑئے مجھ کو نہ دیکھیں صحابہ نے حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا اسوقت آپنے چرواہے سے فرمایا تو اس بھیڑئے سے جا کر کہہ جس محمدؐ کا تو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ ان میں سے کونسا ہے غرض بھیڑیا وہاں آیا اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اس سے الگ ہو کر دوسرے کے پاس جاتا تھا پھر اس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ انکے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسولؐ خدا کے پاس پہنچا اور دونو قدرت خدا سے بولے ہمارا اسلام ہو آپ پر اے رسولؐ رب العالمین اور اے بہترین جمیع مخلوقات اور اپنے رخسار مٹی کو خاک پر رکھ کر حضرتؐ کے سامنے لوٹنے لگے اور لے

ہم لوگوں کو حضرتؐ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے
اور آپکی خبر اس کو پہنچائی ہے تب حضرت اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذر جہالت کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے
کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی
درباب علیؑ) میں بھی اسکی راستگوئی کی تصدیق کر لو صحابہ نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ ہاں۔ فرمایا تم سب
علیؑ کے گرد حلقہ کر لو جب صحابہ نے انکو حلقہ میں لے لیا حضرتؐ نے ان بھیڑیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا
جسطرح تمنے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسیطرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں
کہ جو کچھ تمنے اسکی شان میں بیان کیا ہے حق ہے یہ ارشاد سنکر بھیڑئیے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور
اور پاؤں میں غور اور تامل کر کے دیکھتے تھے اور چھوڑ جاتے تھے یہانتک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب انکو دیکھا تو اپنے
رخساروں کو خاک پر رکھکر انکے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا اسلام ہو آپ پر اے معدن کرم و سخا۔
اور محل تعقل و ذکا اور عالم صحف اولےٰ اور وصیؐ مصطفےٰ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ
خدا نے آپکے دوستوں کو سعادت مند کیا ہے اور آپکے دشمنوں کو شقی ابدی قرار دیا ہے اور
آپ کو حضرت محمدؐ کی آل اور اہلبیتؑ کا سردار بنایا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ
اگر سب اہل زمین اہل آسمان کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور
اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہ خدا میں صرف کرے اور آپکا
ذرا سا بغض دل میں رکھتا ہو تو اسکو سوائے عذاب نار اور غضب جبار کے اور کچھ عوض
نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی
علیؑ کے ایسے محب اور فرماں بردار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری
دیکھ کر متعجب ہوتے ہو اگر تمام حیوانات بری و بحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان
حجاب و کرسی و عرش اعظم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو
خدا کی قسم میں نے آسمان پر سدرۃ المنتہےٰ کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے

فرشتوں کے ان کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونیکے سبب اسکو خلق فرمایاہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اس صورت کے آگے اس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بیبیوں کے انکے سامنے تواضع اور عاجزی کرنیسے بہت بڑھکر ہے اور فرشتے اور تمام اہل عقل انکے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں جبکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات پاک کی قسم کھاکر فرمایاہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشت بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اسکے درجات بلند کرونگا اور یہ تواضع جو تم نے اسوقت دیکھی انکی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے +

چوب خرما کا فراق حضرتؐ میں گریہ کرنا

اور رسولخدا کیلئے چوب خرما کے گریہ کرنے کا قصہ اسطرح پر ہے کہ آنحضرت مدینہ منورہ میں جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگایا کرتے تھے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ لوگوں کی کثرت ہوگئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خطبہ بیان فرماتے وقت آپکی طرف دیکھیں اگر اجازت ہو تو ہم چند پایوں کا ایک منبر بنوالیں اور آپ اسپر تشریف لیجاکر خطبہ فرمایا کریں تاکہ سب لوگ آپکو دیکھ سکیں حضرتؐ نے انکو اجازت دی اور منبر تیار ہوگیا جب جمعہ کا دن آیا اور حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور اس ستون کے پاس سے گزر کر منبر پر تشریف لیگئے وہ چوب خرما آنحضرتؐ کی مفارقت میں رونے لگا جیسے وہ عورت رویا کرتی ہے جس کا بچہ مرجاتاہے اور اسطرح چیخنے لگا جس طرح عورت جننے کے وقت درد سے بیتاب ہوکر ڈھاڑیں مارا کرتی ہے یہانتک کہ اسکی گریہ وزاری سے تمام اہل مسجد رونے لگے اور بیتاب ہوکر فریاد کرنے لگے جب آنحضرتؐ نے یہ حالت دیکھی منبر سے اُترے اور اس ستون کو بغل میں لیا اور اپنا دست شفقت اسپر پھیرا اور فرمایا کہ رسولؐ خدا نے تیری ذلت و استخفاف عزت کیلئے تجھ کو ترک نہیں کیا بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندگان خدا کی مصلحت کامل طور پر سرانجام پائے اور تیری عزت وجلالت کسی طرح برطرف نہیں ہوسکتی کیونکہ تو ایک عرصے تک رسولخدا کا تکیہ گاہ رہاہے آخرکار وہ ستون خاموش ہوا اور حضرتؐ پھر منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا

اے گروہ مسلمین دیکھو یہ ستون رسولؐ رب العالمین کی مفارقت سے روتاہے اور اسکی جدائی سے محزون ہوتاہے اور بندگان خدا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں - اور رسولؐ خدا کی نزدیکی یا دوری کی انکو ذرا بھی پروا نہیں اگر میں اس ستون کو اپنی بغل میں نہ لیتا اور اپنا ہاتھ اسپر نہ پھیرتا تو قیامت تک بھی یہ خاموش نہ ہوتا اور برابر روتا رہتا اور خدا کے بندوں اور کنیزوں میں بعض ایسے ہیں جو رسولؐخدا محمدؐ اور ولی خدا علیؑ کی جدائی سے اس ستون کی طرح گریاں ہوتے ہیں اور مومن کیلئے یہی بات کافی ہے کہ اسکا دل محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی محبت سے وابستہ ہو تم نے دیکھا کہ مفارقت رسولؐخدا میں یہ ستون چوبی کس طرح نالہ وزاری کرتا تھا اور جب محمدؐ نے اسکو اپنی بغل میں لیا تو کیسا خاموش ہوگیا اصحاب نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ بیشک - فرمایا مجھ کو قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے سچا پیغمبر کر کے اپنی خلقت کی طرف بھیجا ہے - بہشت کے خزانچیوں اور حور وغلمان اور اسکے محلوں اور باغوں اور منزلوں کا اشتیاق وزاری محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے دوستداروں اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہونے والوں کی طرف رسولؐخدا کی طرف اس ستون کے اشتیاق وزاری سے کہیں بڑھکر ہے اور جو چیز انکی گریہ وزاری کو تسکین دیتی ہے وہ ہمارے شیعوں کا محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار پر درود بھیجنا ہے یا نماز ہائے نافلہ جو وہ ادا کرتے ہیں یا روزے جو وہ رکھتے ہیں - یا صدقات جو وہ دیتے ہیں اور سب سے زیادہ تر تسکین انکو اسوقت ہوتی ہے جب وہ سنتے ہیں کہ شیعہ مومنین نے اپنے برادران ایمانی سے کسی طرح کا احسان کیا یا مصیبت میں انکی امداد کی جب یہ خبریں انکو پہنچتی ہیں تو آپسمیں کہتے ہیں تم جلدی مت کرو کہ تمہارے صاحب نے آنے میں اسلئے دیر لگائی ہے کہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکی کریں کے سبب اسکے درجات بہشت برین میں اور زیادہ ہوں اور مفارقت مومنین کے غم میں سب سے زیادہ تسلی انکو اسبات سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساکنان وخازنان جنت اور حوران وغلمان بہشت کو خبر دیتا ہے کہ شیعہ جو تمہارے مالک ہیں دشمنوں اور ناصبیوں کے پنجے میں گرفتار ہیں اور انکے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں اور سختیاں برداشت

کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تقیہ سے گزارہ کر رہے ہیں اور انکی سختیوں پر صبر کرتے ہیں یہ بات سنکر وہ کہتے ہیں ہم بھی انکی مفارقت میں صبر کرتے ہیں جسطرح وہ اپنے پیشواؤں اور بزرگوں کے حق میں بکروہ اور نازیبا باتیں سنکر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصہ کو دبا لیتے ہیں اور اظہار حق سے سکوت کرتے ہیں جب ظالموں کے ظلم وستم کو دیکھتے ہیں اور انکو دفع کرنے کی قدرت اپنے آپ میں نہیں پاتے ہیں اسوقت ہمارا پروردگار انکو ندا کرتا ہے اے میرے بہشت کے رہنے والو اے میری رحمت کے خزینہ دارو میں نے تمہارے شوہروں اور آقاؤں اور یاروں کے تمہاری طرف آنے میں بخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکیاں کرکے اور بیچاروں کی فریادرسی اور مظلوموں کی دادرسی کرکے اور فاسقوں اور کافروں سے تقیہ پر صبر کرکے میری کرامت اور رحمت کے حصہ کو اپنے لئے کامل اور پورا کرلیں اسلئے جب وہ ان اعمال حسنہ کے سبب میری بزرگ کرامتوں کے مستحق ہوجائینگے اسوقت ان کو بہت اچھی حالتمیں تمہاری طرف منتقل کرونگا پس تم کو خوشخبری ہو جب یہ آواز انکو سنائی دیتی ہے تو انکی نالہ وزاری موقوف ہوجاتی ہے۔

یہودیوں کا حضرتؐ کو زہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود ہی ضرر اٹھانا

اور جن یہودیوں نے حضرتؐ کو زہر سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا انپر اس زہر کے پلٹنے اور اللہ تعالےٰ کے ان یہودیوں کو اس زہر سے ہلاک کرنیکی حکایت اسطرح پر ہے کہ جب جناب رسولخدا نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کو ظاہر کیا تو عبداللہ ابن اُبی کو آنحضرتؐ سے نہایت حسد پیدا ہوا۔ اسلئے اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے گھر میں ایک گڑھا کھودے اور اسکی تہ میں زہر میں بجھائے ہوئے نیزے اور چھریاں نصب کرے اور اسکے منہ پر ایک فرش بچھائے اور اس فرش کے ایک کنارے کو دیوار سے باندھ دے تاکہ جب رسولخدا اور علیؑ اپنے خاص اصحاب سمیت وہاں آئیں اور آنحضرتؐ اس فرش پر پاؤں رکھیں اس گڑھے میں جا پڑیں چنانچہ اس نے ایسا ہی انتظام کیا۔ اور کچھ آدمیوں کو ننگی تلواریں دیکر گھر کے حجروں میں پوشیدہ کردیا تاکہ جب آنحضرتؐ اس گڑھے میں گر پڑیں یہ باہر نکلیں اور علیؑ اور اصحاب خاص کو جو آپکے ہمراہ ہوں قتل کرڈالیں

اور دوسری تجویز یہ کی کہ کچھ کھانا زہر ملا کر پکوایا تا کہ اگر پہلی تجویز کارگر نہ ہو اور وہ اس فرش پر بیٹھنا منظور نہ کریں تو سب کے سب یہ کھانا کھا کر ہلاک ہوں +

جب یہ تجویزیں عمل میں لا چکا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکو مع اصحاب دعوت میں تشریف لے جانیکی درخواست کی اسوقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور اسکی تمام تجویزیں حضرت کے سامنے ظاہر کیں اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپکو امر فرماتا ہے کہ جہاں وہ (عبداللہ ابن ابے) کہے بیٹھیں اور جو کھانا پیش کرے اسکو کھائیں تا کہ تمہاری نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوں اور جن لوگوں نے تمہارے قتل کی تجویز کی ہے انمیں سے بہت سے ہلاک ہوں۔ الغرض رسولخدا علیؑ اور صحابہ سمیت اس منافق کے گھر تشریف لیگئے اور اس فرش پر رونق افروز ہوئے اور صحابہ آپکے گرد بیٹھ گئے اور قدرت خدا سے اس گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے یہ حال دیکھ کر عبداللہ ابن اُبے نہایت متعجب ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس فرش کے نیچے زمین برابر اور ہموار ہو گئی ہے پھر وہ زہر ملا ہوا کھانا آنحضرتؐ اور علیؑ اور صحابہ کے سامنے رکھا۔ جب رسولخدا نے کھانے کا ارادہ کیا تو اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھ کر جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اس تعویز نافع کو اس پر پڑھو حضرتؑ نے اس کو تلاوت کیا اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِي بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِي بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِي بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ وَّلَا دَاءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بعد ازاں آنحضرتؐ اور امیر المومنین اور دیگر صحابہ نے جو حضرتؐ کے ہمراہ تھے اس کھانے کو کھایا یہانتک کہ سب سیر ہو گئے اور وہاں سے بخیریت واپس آئے +

جب عبداللہ ابن اُبے کے مصاحبوں اور خواصوں نے دیکھا کہ اسکے کھانے سے آنحضرتؐ اور انکے صحابہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا تو گمان کیا کہ وہ زہر ملانا بھول گیا یہ سمجھ کر انہوں نے وہ بچا ہوا کھانا زہر مار کیا اور عبداللہ ابن اُبے کی لڑکی نے جس کے ہاتھ سے اکثر یہ تجویزیں عمل میں آئی تھیں جب دیکھا کہ اس گڑھے کا منہ بند ہو گیا اور زمین کی طرح سخت ہو گیا ہے تو آکر اس فرش پر

بیٹھ گئی جب وہ بیٹھ چکی تو اللہ تعالیٰ نے اس گڑھے کو اصلی حالت پر پلٹ دیا اور وہ ملعونہ سب گر کر ہلاک ہوئی اور فریاد وواویلا کی صدائیں اس گھر سے بلند ہوئیں عبداللہ ابن اُبے نے اپنے گھروالوں کو تاکید کی کہ خبردار یہ نہ کہنا کہ وہ گڑھے میں گر کر مری ہے ورنہ ہماری رسوائی ہوگی اور محمدؐ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اسکے مارنے کیلئے یہ تجویز کی تھی غرض وہ روتے تھے اور کہتے تھے کہ عروس مر گئی جسکے ولیمہ کی تقریب میں حضرتؐ کی دعوت کی تھی اور جن لوگوں نے وہ بچا کھچا کھانا کھایا تھا سب کے سب مر گئے +

جب عبداللہ ابن ابے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اس سے اس لڑکی اور ان لوگوں کے مرنے کا سبب دریافت کیا اس نے عرض کی کہ لڑکی تو کوٹھے سے گر پڑی اور ان لوگوں نے کھانا بہت کھایا اور امتلاء کے باعث ہلاک ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ کس سبب سے ہلاک ہوئے ہیں اور اصل حقیقت کو نہ جتلایا اور خاموش ہو رہے +

امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی واقعہ علیؑ ابن ابیطالب کو جد ابن قیس کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ نفاق میں عبداللہ ابن اُبے کا پیرو تھا جس طرح علیؑ ابن ابیطالب کمال و جمال میں رسولؐ اللہ کے پیرو تھے جد ابن قیس نے اس واقعہ کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو انکے اصحاب سمیت سلامت رکھا اور اس بلا کو عبداللہ ابن اُبے پر پھیر دیا عبداللہ ابن اُبے سے خلوت میں ملاقات کی عبداللہ نے اس سے کہا کہ محمدؐ جادو میں بڑا ماہر ہے اور علیؑ اس جیسا نہیں ہے اے جد تو علیؑ کی دعوت کر اور اپنے باغ کی دیوار کی بنیادیں کھدوا کر کچھ آدمیوں کو دیوار کے پیچھے کھڑا کر دے کہ وہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رہیں اور جب علیؑ اپنے اصحاب سمیت کھانے میں مصروف ہوں تو اس دیوار کو ان پر گرا دیں تاکہ وہ سب اسکے نیچے دب کر مر جائیں چنانچہ اس شقی ازلی نے ایسا ہی کیا جب جناب امیرؑ اس دیوار کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو بائیں ہاتھ سے اس دیوار کو تھام لیا اور گرنے سے روکے رہے جب کھانا سامنے رکھا گیا تو ہمراہیوں سے فرمایا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو۔ اور آپ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے یہانتک کہ سب کھا کر فارغ ہو گئے اور آپ بائیں ہاتھ سے برابر دیوار کو تھامے رہے اور وہ دیوار تیس گز لمبی اور پندرہ گز اونچی

نیز معجزہ دیوار جناب امیرؑ سے ظاہر ہوا

اور دو گز آثار میں تھی حضرتؑ کے اصحاب کھاتے وقت کہنے لگے آپ اسکو تھامے ہیں اور کھانا
کھا رہے ہیں آپ کو اس دیوار کے سہارے تھامنے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے حضرتؑ نے فرمایا مجھے
یہ دیوار اپنے بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے اس لقمہ سے بھی ہلکی معلوم ہوتی ہے اور جبر ابن قیس
ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ گیا کہ علیؑ اور اسکے اصحاب دیوار کے تلے دب کر مر جائینگے اور آنحضرتؐ انکا
عوض لینے کے لئے مجھ کو طلب کرینگے اور عبداللہ ابن ابی کے ہاں جا کر چھپ رہا آخر کار ان کو خبر پہنچی
کہ علیؑ نے دیوار کو اپنے بائیں ہاتھ سے تھام رکھا ہے اور دائیں ہاتھ سے اپنے اصحاب کے ہمراہ کھانا
تناول فرما رہے ہیں اور دیوار کے نیچے نہیں دبے یہ بات سنکر ابو الشرور اور ابو الدواہی جو
در اصل اس تجویز کے بانی مبانی تھے بولے علیؑ محمدؐ کے جادو سے خوب ماہر ہے اسلئے ہم اسپر کسی طرح
قابو نہیں پا سکتے الغرض جب لوگ کھانا کھا چکے تو علیؑ نے بائیں ہاتھ سے سہارا دیکر اس دیوار کو
سیدھا کھڑا کر دیا اور اسکے شگافوں اور دراڑوں کو درست کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سمیت
وہاں سے چلے آئے۔ جب رسولخدا نے انکو دیکھا تو فرمایا اے ابو الحسنؑ تم آج دیوار کے درست
کرنے میں بھائی خضرؑ کے مشابہ ہوگئے کہ اُنہوں نے بھی ایک دیوار کو درست کیا تھا اور اللہ تعالےٰ
نے اس امر کو ان کے واسطے ہم اہلبیت کی دعا سے سہل کیا تھا*

حضرتؐ کی خاطر تھوڑا کھانا بہت ہو گیا

اور اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے کھانے کو جو حضرت محمدؐ کی خاطر سے بہت سا کیا ہے اس کا قصہ
اس طرح پر ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے نیکو کار مہاجر و
انصار بھی وہاں حاضر تھے کہ ناگاہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرا جی حریرے کو چاہتا ہے جو گھی اور شہد سے
تیار کیا گیا ہو جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میرا دل بھی اسی چیز کو چاہتا ہے جسکی آنحضرتؐ نے خواہش
کی ہے۔ پھر حضرتؐ نے ابو الفضل سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو عرض کی کہ برۂ گوسفند کا بھنا ہوا پہلو
اور ابو الشرور اور ابو الدواہی سے دریافت کیا تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو عرض کی کہ بڑے کا
بھنا ہوا سینہ پھر حضرتؐ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کونسا مومن آج رسولخدا اور اسکے
اصحاب کی ضیافت کریگا اور انکی خواہشوں کے مطابق انکو کھانا کھلائیگا۔ یہ سنکر عبداللہ ابن لُبے

نفسدل میں سوچا کہ آج موقع ہے کہ محمدؐ اور اسکے اصحاب سے کچھ مکر کروں اور ان کو قتل کر ڈالوں
اور دنیا کو اسکے شر سے نجات دوں یہ سوچکر اٹھا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں آپکی ضیافت
کرتا ہوں میرے پاس گیہوں اور گھی حریرے کیلئے موجود ہے اور برہ بھی ہے اسکو بریاں کرونگا
حضرتؐ نے ارشاد فرمایا منظور ہے الغرض عبد اللہ ابن ابے اپنے گھر گیا اور اس حریرے اور برہ
بریاں میں بہت سا زہر ملایا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کی تشریف لے چلیئے کھانا تیار ہے
حضرتؐ نے فرمایا کس کس کو ہمراہ لے چلوں ۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ آپ اور علیؑ اور سلمانؓ اور
ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ چلیں حضرتؐ نے ابو الشرور اور ابو الدواہی اور ابو الملاہی اور ابو النکث
کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ لوگ نہ چلیں اس نے عرض کی کہ نہیں اور اسکے اس انکار کا باعث
یہ تھا کہ یہ سب نفاق میں اسکے ساتھ شریک تھے حضرتؐ نے فرمایا میں ان سب اور ان
مہاجرین و انصار کی شمولیت کے بغیر کھانا نہ کھاؤں گا اس نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کھانا
بہت کم ہے چار یا پانچ آدمیوں سے زیادہ کیلئے کافی نہوگا فرمایا اے عبد اللہ اللہ تعالیٰ نے حضرت
عیسیٰؑ پر ایک خوان نازل کیا تھا کہ اسمیں چند مچھلیاں اور چند روٹیاں تھیں اور پھر اسمیں
اتنی برکت دی کہ چار ہزار سات سو آدمی اسکو کھاکر سیر ہوگئے ۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ خیر
آپکو اختیار ہے حضرتؐ نے آواز دی اے گروہ مہاجرین و انصار عبد اللہ ابن ابے کے ہاں
کھانا کھانے چلو غرض سات ہزار آٹھ سو آدمی صحابہ میں سے آنحضرتؐ کے ہمراہ اس منافق
کے گھر کی طرف روانہ ہوئے عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا تدبیر کریں ہم تو صرف
محمدؐ اور اسکے چند اصحاب خاص کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور سب کے مارنے کا ارادہ نہیں ہے اور
یہاں سب موجود ہیں کیونکہ جب محمدؐ وفات پا جائیگا تو سب میں پھوٹ پڑ جائیگی اور کوئی
سے وہ بھی متفق نہ رہیں گے (اسلئے ان سب کے مارنے سے کیا فائدہ) پھر اپنے ساتھیوں کو کہلا
بھیجا کہ سب ہتھیار باندھ لیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہوجائیں اور انکے اصحاب
انتقام لینے کا ارادہ کریں تو ان سے جنگ کرسکیں آخر کار جب حضرتؐ اسکے گھر میں داخل ہوئے

تو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور بولا کہ آپ ان چاروں یعنی علیؑ سلمانؓ مقدادؓ اور عمارؓ سمیت اسمیں داخل ہوں اور یہ باقی صحابہ گھر اور حجرہ اور باغ میں ہو بیٹھیں اور کچھ لوگ دروازے پر ٹھیریں جب کچھ لوگ کھانا کھا کر چلے جائیں تو اور انکی جگہ آبیٹھیں حضرتؐ نے فرمایا جو خدا اس تھوڑے کھانے میں برکت دے سکتا ہے وہ اس تنگ گھر کو فراخ بھی کر سکتا ہے بعد ازاں فرمایا اے علیؑ اے سلمانؓ اے مقدادؓ اے عمارؓ اور اے گروہ مہاجرین و انصار اس گھر میں داخل ہو وہ سب اسمیں داخل ہوئے اور سب نے حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا جس طرح کعبہ کے چار دور کے گرد چکر لگایا کرتے ہیں اور سب کے سب اس گھر میں آگئے یہانتک کہ دو دو آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک آدمی کی جگہ خالی پڑی تھی پھر عبداللہ ابن اُبے اندر آیا اور اس تنگ کوٹھڑی کی فراخی کو دیکھ کر حیران رہ گیا حضرتؐ نے اس سے فرمایا جو کچھ تو نے ہمارے لئے تیار کیا ہے لا۔ اس نے حریرہ جو گھی اور شہد میں چرب کیا گیا تھا اور برہٗ بریاں حاضر کیا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ پہلے آپ کھائیں بعد ازاں علیؑ پھر آپکے اصحاب خاص۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح ہوگا بعد ازاں اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھا اور آپکے ساتھ علیؑ نے بھی اپنا ہاتھ اسپر رکھا یہ دیکھ کر عبداللہ نے کہا کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ کھائیں اور حضرتؐ کو اکیلا ہی کھانے دیں حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ علیؑ اللہ اور اسکے رسولؐ سے تیری نسبت زیادہ تر واقف ہے اللہ تعالیٰ نے کسی امر میں مجھ میں اور اسمیں جدائی نہیں ڈالی ہے اور مجھ کو اور اسکو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان و حجب و جنان و ہوا کے سامنے پیش کیا اور ان سے ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست ہوں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور جنکو ہم دوست رکھیں ان کو دوست رکھیں اور جن کو ہم دشمن رکھیں انکو دشمن رکھیں میرا اور علیؑ کا ارادہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے اور جس چیز کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ بھی اسی کا ارادہ کرتا ہے اور جس چیز کو وہ نہیں چاہتا میں بھی اس چیز کی خواہش نہیں کرتا جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے

میں بھی اسی سے خوش ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ غمگین ہوتا ہے میں بھی اس سے غمگین ہوتا ہوں پس اے عبداللہ علیؑ میرے ہمراہ کھائیگا کیونکہ وہ اپنے اور میرے حال سے تیری نسبت زیادہ واقف ہے۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ بہت اچھا اور جد ابن قیس اور معتب کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے تو ایک کے مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ تو دو ہو گئے اب دو نواسی دم مر جائیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پائیں گے اور یہ انکی شامت اور ہماری سعادت کا وقت ہے اگر علیؑ اُسکے بعد زندہ رہتا تو شاید ہمارے ہمراہیوں سے جنگ کرتا +

اور عبداللہ ابن ابے نے اپنے اصحاب اور تابعین کو اپنے گھر کے گرد جمع کر رکھا تھا کہ جب آنحضرتؐ زہر سے انتقال کر جائیں تو وہ اصحاب رسول اللہؐ پر حملہ کریں +

الغرض رسولخداؐ اور علیؑ نے اس حریرے کو کھایا یہانتک کہ دونو سیر ہو گئے پھر جن دو شخصوں نے پہلو اور سینے کے گوشت کی خواہش کی تھی ان کے آگے بھی وہ دونو چیزیں رکھی گئیں انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا اور عبداللہ انکی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اب زہر ان کو ہلاک کر دیگا مگر وہ خوش و خرم تھے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا وہ برہ (بچہ گوسفند) بھی لاؤ جب وہ آیا تو فرمایا اے ابوالحسنؑ اسکو اس گھر کے بیچوں بیچ رکھو جناب امیرؑ نے اسکو بیچ میں دھر دیا عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ان لوگوں کے ہاتھ اس تک کسطرح پہنچیں گے فرمایا جس نے اس گھر کو اتنا فراخ اور وسیع کر دیا ہے کہ وہ سب اسمیں سما گئے اور پھر بھی جگہ خالی رہی وہی ان کے ہاتھوں کو بھی لمبا کر دیگا۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو اس قدر لمبا کر دیا کہ اس برے تک پہنچ گئے اور کھانے لگے اور خدا نے اس برے میں ایسی برکت دی کہ ان کے لئے کافی ہوا اور سب سیر ہو گئے اور صرف ہڈیاں باقی بچیں جب سب کھا چکے تو حضرتؐ نے اپنا رومال ان ہڈیوں پر ڈالا اور فرمایا اے علیؑ اسکے اوپر حریرہ ڈالو۔ آپنے ڈالدیا اور سب نے حریرہ کھایا اور سیر ہو گئے پھر اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ اب ہمارا جی دودھ پینے کو چاہتا ہے فرمایا تمہارے پیغمبر کا وقار خدا کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بہت زیادہ ہے

اور حق تعالیٰ نے انکی خاطر مردے کو زندہ کیا ہے تمہارے پیغمبر کی خاطر بھی ویسا کریگا پھر حضرتؐ نے
اپنا دست مالی ان ہڈیوں پر پھیلایا اور دعا کی کہ اے خدا جس طرح تونے اس حیوان میں برکت دی
اور ہم کو اسکے گوشت سے سیر کیا اسی طرح اب پھر اسمیں برکت دے اور ہم کو اسکے دودھ سے سیراب
کر اُسی وقت قدرت خدا سے ان ہڈیوں پر گوشت نمودار ہوا اور وہ حرکت میں آئی اور کھڑی
ہو گئی اور اسکے تھن دودھ سے بھر گئے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ مشکیں اور برتن لے آؤ جب وہ لائے
تو آپنے انکو دودھ سے بھر دیا اور سب کو پلا کر سیراب کر دیا بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ
خوف نہ ہوتا کہ میری امت گمراہ ہو جائیگی اور گوسالہ بنی اسرائیل کی طرح اسکی پرستش کرنے
لگے گی تو بیشک میں اسکو چھوڑ دیتا کہ زندہ رہے اور زمین میں اِدھر اُدھر گھاس چرتی پھرے
یہ فرما کر دعا کی کہ اے خدا اسکو پھر ہڈیاں بنا دے وہ اسی طرح خالی ہڈیاں ہو گئی اور حضرتؐ اپنے
اصحاب سمیت وہاں سے رخصت ہوئے اسکے بعد صحابہ اس گھر کے وسیع ہونے اور اس طعام قلیل
کے زیادہ ہو جانے اور اس زہر کے اثر کے دفع ہونے کا آپسمیں ذکر کرنے لگے حضرتؐ نے فرمایا کہ ان حالات
کا مشاہدہ مجھ کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح گلزار بنائے جنت میں ہمارے شیعوں کی منزلوں
کو اور جنت عدن اور جنت فردوس میں انکی نعمتوں کو زیادہ کریگا اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ
حق تعالیٰ انکو جنت میں منزلیں اور محل اور درجات اور حوریں اور نفیس چیزیں اس قدر عطا
کریگا کہ تمام دنیا اور اسکی نعمتیں ان کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے بیابان بے پایاں میں ریت
کا ایک ذرہ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مومن کی بہشت میں ایک منزل ہوتی ہے اور پھر وہ
دنیا میں مثلاً کسی محتاج مومن بھائی کو دیکھتا ہے اور اس سے بتواضع پیش آتا ہے اور اسکی تعظیم
وتکریم بجا لاتا ہے اور اسکی اعانت کرتا ہے اور اس کو کسی شخص سے سوال کرکے اپنی آبرو
ریزی کرنے کا موقع نہیں دیتا تو حق تعالیٰ اسکے صلے میں جنت میں اسکی منزل کو وسیع اور
کئی گنا زیادہ کرتا ہے جیسا کہ تم نے اس تنگ گھر اور تھوڑے سے کھانے کا زیادہ ہونا دیکھا وہ
فرشتے جو ان مکانات کی خدمات پر مامور ہیں انکی وسعت اور کثرت کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں اے

پروردگار ہم ان منزلوں میں خدمت کرنیکی طاقت نہیں رکھتے اور فرشتوں کو مقرر فرمایئے تاکہ اس کام میں وہ ہمارے معین و مددگار ہوں اسوقت خدا فرماتا ہے اے فرشتو میں تم پر اتنا کام نہیں ڈالنا چاہتا جسکی تم سے برداشت نہ ہو سکے کہو تم کو کس قدر امداد کی ضرورت ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری تعداد سے ہزار گنے فرشتے اور مقرر کیجئے اور بعض مومن ایسے ہیں کہ انکی منازل جنت کے خدمتگار فرشتے اپنی تعداد سے دس لاکھ گنی امداد طلب کرتے ہیں اور بعض دفعہ مومن کی قوت ایمانی اور اپنے مومن بھائی سے زیادتی احسان کے موافق اس سے بھی بڑھکر منازل و مراتب میں زیادتی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اسی قدر فرشتوں سے انکی امداد کرتا ہے اور پھر جب کبھی وہ مومن اپنے کسی مومن بھائی سے ملتا ہے اور اس سے احسان و مروت سے پیش آتا ہے خدا اسی طرح سے جنت میں اسکے ممالک اور خادموں میں زیادتی کرتا ہے۔ **بعد ازاں** ارشاد فرمایا کہ جب میں اس زہر آلود کھانے اور اسپر اپنے صبر کرنے اور خدا کے اسکے ضرر کو ہم سے دفع کرنے اور اسمیں برکت دینے کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو اپنے شیعوں کا تقیہ پر صبر کرنا یاد آجاتا ہے اور حق تعالیٰ اس صبر کے صلے میں انکو بہت بڑا آرام اور کامل تر سعادت عطا فرمائیگا کہ ان پاکیزہ نعمتوں کے باعث سے جنت میں اور لوگ انپر رشک کرینگے اور جانب پروردگار سے ان کو خطاب ہوگا تم کو یہ لذتیں اور آرام اور نعمتیں مبارک ہوں جو ان تکلیفوں اور ظلموں کی عوض میں تم کو مرحمت ہوئی ہیں جو مخالفان دین کے ہاتھ سے تم نے اُٹھائے اور تقیہ کیا اور صبر کرتے رہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اے مشرکو اور اے یہودیو اور اے ناصبیو جو حضرت محمدؐ کو قرآن کے بارے میں جھٹلاتے ہو اور اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ جملہ اہل علم و فضل پر فوقیت رکھتا ہے اور جس کو تمام جہاد کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے اور پرہیزگاروں کو امداد دینے اور فاسقوں اور بدکاروں کی بیخ کنی کرنے اور کافروں کے ہلاک کرنے اور اہل عالم کے درمیان

دین خدا کے پھیلانے میں کوئی شخص بھی جس کا مثل و نظیر نہیں ہے سب پر فضیلت دینے میں اسکی تکذیب کرتے ہو اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہے یعنی قرآن میں جس میں درج ہے کہ اللہ کے سوا بتوں کی پرستش مت کرو اور دشمنان خدا سے دوستی اور دوستان خدا سے دشمنی نہ کرو اور جو اس امر کی ترغیب دلاتا ہے کہ برادر رسول اللہ کی پیروی کرو اور اسکو اپنا امام مانو اور اسکو سب سے افضل اور برتر جانو کیونکہ حق تعالیٰ کسی شخص کے ایمان اور طاعت کو اسکی دوستی کے بغیر قبول نہ کریگا اور تم گمان کرتے ہو کہ محمدؐ اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتا ہے اگر بالفرض ایسا ہی ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ تو محمدؐ جیسے کسی آدمی سے ایسی ایک سورت ہی بنوا لاؤ جو کبھی کسی صاحب کتاب اور اہل علم کی صحبت میں نہیں بیٹھا اور اس نے کسی سے کچھ نہیں سیکھا اور حضر اور سفر میں تم ہمیشہ اسکے ہمراہ رہے ہو اور تم سے الگ ہو کر کبھی کسی شہر میں نہیں گیا اگر کہیں سفر کو جاتا تھا تو تم میں سے بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہوتے تھے جو اسکے حالات کو دیکھتے بھالتے تھے اور اسکے احوال سے خبردار اور واقف رہتے تھے پھر اب ایسی کتاب تمہارے پاس لے آیا جسمیں یہ عجائبات موجود ہیں پس اگر تمہارے گمان میں محمدؐ مشغول ہے یعنی قرآن کو خود بنایا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہے تو تم بھی تو بڑے فصیح و بلیغ اور شاعر و ادیب ہو کہ دیگر اقوام میں تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے اگر وہ کاذب ہے تو یہ لغت بھی تمہارا ہی لغت ہے اور وہ (محمدؐ) بھی تمہاری ہی جنس سے ہے اور تم ہی جیسی طبیعت رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ مقابلے کے وقت تم میں سے بہت سے شخصوں یا بعض شخصوں کا کلام اس سے بڑھ جائے یا اسکے برابر ہو کیونکہ اگر وہ بشر کا کلام ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی بشر ویسا کلام نہ بنا سکے پس تم بھی ایسا کلام بنا کر لاؤ تاکہ تم اور وہ لوگ جو تمہارے تمام حالات کے دیکھنے والے ہیں پہچان لیں کہ وہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا اور بہتان لگاتا ہے وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ اور خدا کے سوا اپنے اور گواہوں کو بلاؤ تاکہ وہ تمہارے گمان کے موافق گواہی دیں کہ تم سچے ہو اور جو کلام تم لائے ہو وہ اس کلام

(خدا) کی مانند ہے جو محمدؐ لایا ہے اور تمہارے شاہد وہ ہیں جنکی نسبت تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ خدا کے حضور میں تمہاری بابت اس امر کی گواہی دینگے کہ یہ لوگ ہماری پرستش کرتے تھے اور اس سے تمہاری شفاعت کرینگے اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے اور خدا کے نام لگا دیا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر تم یہ معارضہ نہ کرسکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور بے شک ایسا تم سے نہ ہو سکے گا اور ہرگز تم اسپر قادر نہو گے تو تم سمجھ لینا کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ صادق اور امین اور رسالت رب العالمین سے مخصوص ہے اور روح الامین (جبرئیلؑ) اور اس کا بھائی امیر المومنین سید الوصیین اسکے موید و مددگار ہیں اسلئے جن اوامر و نواہی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو خبر دیتا ہے اور اپنے وصی اور بھائی کے جو فضائل بیان کرتا ہے ان میں اسکی تصدیق کرو فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اور اس عمل کے سبب اس آتش جہنم کے عذاب سے بچو جسمیں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر جو حرارت میں سب چیزوں سے تیز تر ہیں ڈالے جائینگے اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ جو ان لوگوں کے لئے تیار کیگئی ہے جو محمدؐ کا انکار کرتے ہیں اور اسکی نبوت میں شک کرتے ہیں اور اس کے بھائی علیؑ کے حق کا انکار کرتے ہیں اور اسکی امامت کے منکر ہیں بعد ازاں فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور بشارت دے ان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور انہوں نے تیری نبوت کی تصدیق کی ہے اور تجھ کو پیغمبر جانتے ہیں اور تیری تمام باتوں کو سچ مانتے ہیں اور تیرے تمام افعال کو درست سمجھتے ہیں اور تیرے بھائی علیؑ کو تیرے بعد اپنا امام اور تیرا پسندیدہ وصی جانتے ہیں اور سب احکام میں اسکی فرماں برداری کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ان کو حکم دیتا ہے ویسا ہی عمل میں لاتے ہیں اور نبوت کے سوا جو صرف تجھ ہی سے مخصوص ہے اور سب خصائل اور فضائل میں اسکو تیرا ہمسر اور ہم رتبہ جانتے ہیں اور جنت ان کو جبھی ملیگی جبکہ وہ اسکو اور اس شخص کو جس کے لئے وہ اپنی اولاد میں سے نص کرے اور اسکے تمام دوستوں کو دوست رکھینگے اور اسکے مخالفوں سے دشمنی کرینگے اور دوزخ کی آگ ان پر جبھی سرد ہوگی

اور وہ اسکے عذاب سے بھی محفوظ رہینگے جبکہ وہ اسکے مخالفوں کی دوستی اور اسکے دشمنوں کی مدد
کرنے سے کنارہ کشی اختیار کرینگے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کئے ہیں کہ فرضوں کو
ادا کیا اور امور حرام سے کنارہ کشی اور اجتناب کرتے رہے اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہوئے
جو نیرے منکر ہیں ان کو اس امر کی خوشخبری دے کہ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان کے لئے ایسی بہشتیں ہیں جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری
ہیں كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا جب ان بہشتیوں کو اس بہشت کے پھل اور
کھانے کو ملیں گے تو قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وہ بہشتی کہیں گے یہ تو وہی
چیزیں ہیں جو ہم کو دنیا میں دی گئی تھیں اور انکے نام بھی وہی دنیا کے پھلوں کے سے
ہونگے مثلاً سیب۔ بہی انار وغیرہ وغیرہ اگرچہ وہاں کی چیزیں دنیاوی چیزوں سے بالکل
مختلف ہونگی کیونکہ وہ نہایت لطیف اور خوشبودار ہونگی اور جس طرح دنیا کے پھل مستحیل
ہوکر گندگی بن جاتے ہیں اور صفرا وسودا اور بلغم کی حالت میں منقلب ہوجاتے ہیں
وہ اس طرح نہیں ہوتے بلکہ ان کے کھانے سے ایسا عرق پیدا ہوتا ہے جس میں سے رگوں
سے بہتے وقت مشک سے بھی پاکیزہ تر خوشبو آتی ہے وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا اور ان کو جو اُن
باغوں کے پھل کھانے کو ملیں گے وہ باہم متشابہ اور ملتے جلتے ہونگے اسلئے کہ وہ سب عمدہ
اور پسندیدہ ہونگے اور کوئی خراب اور کم درجہ کا نہ ہوگا اس کا باعث یہ ہے کہ ان میں ہر ایک
قسم کے میوے نہایت خوشبودار اور لذیذ ہیں اور ان کا دنیا کے میوؤں کا سا حال نہیں ہے
کہ بعض تو کچے رہ جاتے ہیں اور بعض پختگی کی حد سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور فاسد ہوکر
ترش و تلخ ہوجاتے ہیں اسی طرح قسم قسم کی خرابیاں ان میں پڑجاتی ہیں نیز بہشت کے
میوے اس بات میں باہم متشابہ ہونگے کہ سب کا رنگ تو ایک ہوگا اور ذائقہ ہر ایک کا
جدا جدا وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور ان کو ان بہشتوں میں ایسی بیویاں ملینگی
جو تمام آلائشوں اور مکروہات سے پاک ہیں اور حیض اور نفاس سے بالکل بری ہونگی

اور وہ نہ تو سب کے گھروں میں گھسنے والیاں ہونگی اور نہ باہر پھرنے والیاں ہونگی اور نہ شوہر دیدہ ہونگی اور نہ مکارہ اور سست کار ہونگی اور نہ اپنے شوہروں سے دشمنی کرنے والی اور ان کو فریب دینے والی ہونگی اور نہ انپر غضب ناک ہونگی اور نہ بدکار اور فاحشہ ہونگی اور تمام عیبوں اور خرابیوں سے مبرا ہونگی وَهُوَ فِيهَا خَالِدُونَ اور وہ ان باغوں اور بہشتوں میں ہمیشہ تک رہیں گے *

اور امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو خدا سے ڈرو اور اس آتش جہنم کا ایندھن بننے سے بچو اور کافر نہ بنو اور اپنے مومن بھائیوں پر ظلم نہ کرو تاکہ اس آگ سے محفوظ رہو اور جو کوئی اپنے مومن بھائی پر جو ہم سے دوستی کرنے میں اس کا شریک ہے ظلم کریگا خدا اسکو آتش جہنم میں ڈالے گا اور بھاری بھاری بیڑیاں اور طوق اسکو پہنائیگا اور ہماری شفاعت کے بغیر اس سے نجات نہ پائیگا اور ہم ہرگز خدا سے اسکی شفاعت نہ کرینگے جبتک کہ اسکا وہی مومن بھائی اسکی شفاعت نہ کرے اگر وہ اسکی خطا معاف کردیگا تو پھر بیشک ہم اسکی شفاعت کرینگے ورنہ ایک عرصۂ دراز تک اسی عذاب میں مبتلا رہیگا *

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو جنت تم کو ضرور ملیگی جلدی ملے یا دیر میں مگر تم بلندی درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو اور جان لو کہ سب سے بلند درجہ اس شخص کو حاصل ہوگا اور عمدہ محل اور مکانات اسکو نصیب ہونگے جو سب سے بڑھکر اپنے مومن بھائیوں کی درخواستوں کو قبول کریگا اور انکی آرزوئیں برلائیگا۔ اور محتاج مومنین سے زیادہ ترغمخواری اور ہمدردی سے پیش آئیگا اسلئے کہ اگر کوئی اپنے کسی محتاج مومن بھائی سے خوش ہو کر ایک بات کرتا ہے تو خدا اسکے صلے میں یہ ثواب عطا فرماتا ہے کہ بہشت عنبر سرشت کو لاکھ برس کی راہ سے بھی زیادہ اس شخص کے قریب کرتا ہے اور وہ اسمیں داخل ہوتا ہے اگرچہ وہ بندہ عذاب جہنم کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو پس تم کو مناسب ہے کہ اپنے دینی بھائیوں سے نیکی کرنے کو حقیر نہ جانو کیونکہ وہ نیکی عنقریب تم کو ایسے

مقام میں نفع پہنچائیگی جہاں اسکے سوا کوئی اور شے اسکی قائم مقام نہ ہو سکے گی +

قولہ عز وجل اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ یعنی اللہ تعالیٰ مثال کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا خواہ وہ مثال مچھر کی ہو یا اس سے کسی بڑی چیز کی ہو پس جو لوگ مومن ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال کے بیان کرنے سے خدا کا منشا کیا ہے (ان کافروں کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا کی غرض یہ ہے کہ) بہت سے لوگوں کو اسکے سبب گمراہ کرتا ہے (یعنی وہ امر حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور اسکے منکر ہو کر خود گمراہ ہو جاتے ہیں) اور بہت کو اسکے ساتھ ہدایت کرتا ہے (یعنی جو امر حق کو قبول کر لیتے ہیں وہ ہدایت پا جاتے ہیں) اور اس (مثال) سے صرف ان بدکاروں کو گمراہ کرتا ہے جو خدا کے عہد کو پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جس چیز کے جوڑنے اور وصل کرنے کا خدا نے ان کو حکم دیا ہے اسکو قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں *

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیۂ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ (یعنی اے لوگو مثال بیان کیگئی ہے تم اسکو سنو کیونکہ تم جنکو اللہ کے ماسوا پکارتے ہو اور انکی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی کو بھی ہرگز پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب اسکے پیدا کرنے اور بنانے پر متفق ہو جائیں)

پارہ ۱۷ سورہ حج ع ۱۰

پارہ ۲۰
سورہ عنکبوت
ع اخیر پارہ

نازل فرمائی اور اسمیں مکھی کا ذکر کیا اور آیۂ ذیل نازل کی مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ
الْعَنْکَبُوْتِ لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ○ (یعنی جن لوگوں نے خدا کے سوا اوروں کو دوست
یعنی معبود مقرر کیا ہے انکی مثال مکڑی کی سی ہے جو جالا تنتی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ مکڑی
کا جالا سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے اگر وہ کفار جانتے ہیں کہ یہ مثال واقعی اور درست
ہے) اور اسی سورۂ بقر میں دو مقام پر تمثیلیں بیان کیں ایک جگہ تو الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا
یعنی کفار کو آگ روشن کرنے والے سے تشبیہ دی اور دوسری جگہ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ یعنی
اس مرد سے مثال دی جو بارش میں گھرا ہو یہ مثالیں جب کفار و نواصب نے سنیں تو بولے کہ یہ
کیا مثالیں بیان کی گئی ہیں اور اس بات سے ان کو رسولخدا پر طعن کرنا مقصود تھا اسلئے
اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا یعنی اے محمدؐ خدا
مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا یعنی حیاکے سبب اس بات کو ترک نہیں کرتا کہ
امر حق کیلئے مثال بیان کرے اور اسطرح سے اس کو اپنے مومن بندوں کے لئے واضح کردے
مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا یعنی خواہ وہ مثل مچھر کی ہو یا اس سے بڑی چیز کی ہو کہ وہ مکھی ہے
جب اس مثال کے بیان کرنے میں اپنے بندوں کی بہتری اور نفع معلوم کرتا ہے تو اس کو
بیان کرتا ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس جو لوگ اللہ پر اور محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار
کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور رسولخدا اور ائمہ اطہار کے احکام اور اخبار اور احوال
کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کے امور میں ان سے مقابلہ نہیں کرتے اور ان کے اسرار میں دخل
نہیں دیتے اور جس راز سے واقف ہوتے ہیں اسکو ان کی اجازت بغیر ظاہر نہیں کرتے۔
فَیَعْلَمُوْنَ ایسے مومن جو صفات مذکورہ سے موصوف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّھِمْ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے حق ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اس کے
بیان کرنے سے اس کا منشا یہ ہے کہ امر حق کو ظاہر اور واضح کردے وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

لیکن جن لوگوں نے کفر کیا کہ انھوں نے حضرت محمدؐ سے علیؑ کی قدر و منزلت کے باب میں چوں وچرا کے ساتھ معارضہ کیا اور جن امور میں ان کو اس ولی خدا کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا تھا انہیں اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کیا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی کافر کہتے ہیں کہ اللہ اس مثال سے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت کو اس سے ہدایت کرتا ہے تو اس مثل سے کچھ بھی حصول نہ ہوا کیونکہ اگر اس سے ان لوگوں کو نفع پہنچایا جن کو وہ اس سے ہدایت کرتا ہے تو جن کو اس سے گمراہ کرتا ہے انکو نقصان بھی تو پہنچایا اس لیئے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِیْنَ یعنی خدا اس مثال کے بیان کرنے سے صرف فاسقوں ہی کو گمراہ کرتا ہے جو امر حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور خدا نے اپنی ذات پاک کو جن صفات سے موصوف کرنے کا حکم دیا ہے انکے سوا اور صفتوں سے اسکو موصوف کرتے ہیں اور اسکے مرتکب ہو کر اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ ان فاسقوں کے اوصاف بیان کرتا ہے جو دین خدا سے خارج ہیں اور اسکی متابعت نہیں کرتے چنانچہ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ یعنی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پروردگار ہونے اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی امامت اور ان دونوں کے شیعوں کے جنتی اور معزز ہونے کے عہد کو جو ان سے لیا گیا ہے پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ اور خدا نے جن ذوی الارحام اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے کہ انکی رعایت اور حمایت کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو وہ انکو قطع کرتے ہیں (یعنی قطع رحمی عمل میں لاتے ہیں اور انکے حقوق کو ادا نہیں کرتے) اور جو رحم سب ارحام سے افضل ہے اور جسکے حقوق کا ادا کرنا سب سے زیادہ واجب ہے وہ محمدؐ کا رحم ہے کیونکہ ان ارحام محمدؐ کا حق محمدؐ کے ساتھ ایسا ہے جیسے انسان کی قرابتوں کا حق اسکے ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے اور آنحضرتؐ ماں باپ کی نسبت زیادہ حق رکھتے ہیں اسی طرح اُن کے رحم کا حق سب رحموں سے بڑھکر ہے اور اس کا قطع کرنا سب رحموں کے

قطع کرنے سے بُرا اور نہایت زبون ہے وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور وہ فاسق وہ لوگ ہیں جو
اس شخص سے جسکی امامت کو خدا نے فرض کیا ہے بیزار ہو کر اور جسکی مخالفت کو فرض کیا ہے اسکی
امامت کا اعتقاد کر کے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ یہ لوگ جو
ان صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہیں یہی نقصان اُٹھانے والے ہیں کہ انھوں نے اپنے نفسوں
کو نقصان پہنچایا کہ وہ ان افعال کی بدولت آتش جہنم کی طرف جائینگے اور بہشت سے محروم رہینگے
پس یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ عذاب ابدی ان کے لئے لازم ہو گیا اور نعیم ابدی سے محروم رہے
اور امام محمدؐ باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے جمع کئے ہوئے مال کو یہ سمجھ کر ہمارے
حوالے کرے کہ ہم اسکے مستحق ہیں اور ایسے عالم ہیں کہ اس مال کو پسندیدہ طریقوں پر صرف کرینگے
اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ اس قدر قصرہائے جنت اسکو عطا فرمائیگا کہ وہ شخص ان کا اندازہ نہ
کر سکے گا اور خود وہ خالق اور واہب مطلق ہی ان کا اندازہ کر سکتا ہے +

نیز جو کوئی جھگڑے رگڑے اور جنگ وجدال کو ترک کرے اور اپنے معاملات کو ہمارے حوالے کرے
اور رنجش و آزار سے باز رہے جب وہ پل صراط پر روکا جائیگا اور فرشتے آکر اسکے اعمال کی بابت اس سے
جھگڑینگے اور گناہوں کے سبب اس سے روک ٹوک کرینگے تو ناگاہ جانب پروردگار سے ندا آئیگی
اے میرے فرشتو میرے اس بندے نے جھگڑا نہیں کیا اور اپنے معاملہ کو اپنے پیشواؤں کے سپرد
کر دیا تھا تم بھی اس سے جھگڑا مت کرو اور بہشت میں لیجا کر اسکے اماموں کے حوالے کر دو تا کہ
جس طرح دنیا میں وہ انکو مانتا تھا اور انکی فرمانبرداری کرتا تھا اسی طرح بہشت میں ان کے قرب سے
شادمان و مفتخر ہو +

اور جو کوئی ہمارے معاملات میں چون وچرا کے ساتھ معارضہ کرے (یعنی اعتراض یہ کرے کہ یہ بات
کیوں ہے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ) یا ہمارے کسی کلام پر نقض تفصیلی کرے
(یعنی اسکے کسی خاص جملہ کو تسلیم نہ کرے) + جب وہ پل صراط سے گزرے گا تو فرشتے
اس سے کہیں گے کہ اے بندۂ خدا اپنے اعمال کی بابت ہم سے مجادلہ کرلے جس طرح دنیا میں اپنے

اماموں سے جو تم پر حاکم تھے مجادلہ کیا کرتا تھا اس وقت خدا کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے فرشتو
تم اسکے معاملے میں راستی پر ہو تم بھی اس سے ویساہی معاملہ کرو اور اعمال میں جرح قدح کرو۔
پھر اس سے جرح قدح ہوگی اور اس کا حساب طول کھینچیگا اور اس حساب میں اس کا عذاب بہت
سخت اور شدید ہوگا اس وقت اس شخص کو نہایت شرم اور پشیمانی وامنگیر ہوگی اور اس قدر
سخت تاسف وحسرات میں گرفتار ہوگا کہ جبز رحمت پروردگار کوئی بھی اسکو اس تکلیف سے
نجات نہ دیگا اگر وہ دار دنیا میں اپنے دین سے بالکل دست کش نہو گیا ہوگا ورنہ ابد تک آتش جہنم
کے عذاب میں مبتلا رہے گا +

نیز جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں اپنی نذروں اور قسموں اور وعدوں
کے عہدوں کو پورا کیا ہے اسکے واسطے خدا اپنے فرشتوں سے فرمائیگا کہ میرے اس بندے نے
دنیا میں اپنے عہدوں کو پورا کیا ہے اسلئے ہم نے جو وعدے اس سے کئے ہیں تم ان کو اس جگہ
(آخرت میں) پورا کرو اور اس سے نرمی اور مسامحت برتو اور جھگڑا مت کرو یہ ندا سن کر
فرشتے اسکو جنت کی طرف لیجائیں گے +

صلۂ رحم آل محمد واجب

لیکن جس شخص نے قطع رحم کیا ہے (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہیں کئے) اگر
اس نے حضرت محمدؐ کے رحم کو وصل کیا ہے اور اپنے رحم کو قطع کیا ہے تو ارحام محمدؐ اسکے ذوی الارحام
سے اسکی شفاعت کرینگے اور ان سے کہیں گے کہ تم ہماری طاعات وحسنات میں سے جس قدر چاہو
لے لو اور اسکو معاف کر دو۔ تب جس قدر طاعات وحسنات کے وہ ارحام محمدؐ سے طالب ہونگے
وہ ان کو عطا کرینگے اور انکی عوض میں اس شخص کو معاف کر دینگے اور اللہ تعالیٰ اپنی عنایت
بے غایت سے ان عطا کرنے والوں کو انکی اس عطا کا عوض عنایت فرمائیگا اور ان کے حسنات
میں کمی نہ کریگا +

اور اگر کسی شخص نے اپنے ارحام کو وصل کیا ہے اور ارحام محمدؐ کو قطع کیا ہے اس طرح پر کہ ان کے
حقوق کا انکار کیا اور ان کو ان کے درجہ حقوق سے دور رکھا اور ان کے غیر کو ان کے ناموں سے

موسوم کیا اور ان کے لقبوں سے غیروں کو ملقب کیا اور ان کے دوستوں اور محبوں کو جو اس شخص کے مخالف تھے برے القاب سے پکارا قیامت کے دن فرشتے اس سے کہیں گے اے بندۂ خدا تو نے ان اغیار کی سچائی اور صداقت کیلئے آنحضرتؐ کی آلؑ اطہار سے جو تیرے امام اور پیشوا تھے عداوت کی اب تو انہی سے اعانت طلب کر تاکہ وہ تیری امداد کریں الغرض وہ کوئی مددگار اور فریادرس نہ پائیگا اور دردناک اور خوار کرنے والے عذاب میں داخل ہوگا۔

پھر فرمایا۔ اور جو کوئی ہم کو ہمارے ناموں سے نامزد کریں اور ہمارے القاب سے ہم کو ملقب کریں اور ہمارے دشمنوں کو ہمارے ناموں اور لقبوں سے موسوم اور ملقب نہ کریں سوا ایسی خاص ضرورت کے کہ اس وقت میں ہم بھی اپنے دشمنوں کو اپنے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقب کرتے ہیں ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے فرمائیگا کہ تم اپنے ان دوستوں کے لئے مجھ سے اس چیز کی درخواست کرو جس سے تم ان کی امداد کرنا چاہتے ہو تب ہم ان کے لئے خدا سے اس چیز کی خواہش کرینگے جسکی عظمت و شان کے آگے تمام دنیا ایسی معلوم ہوگی جیسے تمام آسمانوں اور زمینوں کے آگے رائی کا ایک دانہ اور اللہ تعالیٰ ان کو وہ چیز عطا فرمائیگا اور ان کے لئے اسکو چند در چند اضعاف زیادہ کریگا۔

کسی شخص نے امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپکے بعض شیعہ گمان کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ بعوضہ سے مراد علیؑ ہیں اور ما فوقھا سے کہ وہ مکھی ہے جناب رسالتمآبؐ مقصود ہیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے ایک بات کو سنا اور اسکو اپنے مقام پر قائم نہ کیا اصل قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے اور علیؑ بھی حاضر خدمت تھے ناگاہ آپنے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ شَاءَ مُحَمَّدٌ یعنی جو اللہ چاہے اور جو محمدؐ چاہے اور دوسرا شخص کہتا ہے مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ شَاءَ عَلِیٌّ یعنی جو اللہ چاہے اور جو علیؑ چاہے یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدائے عزوجل کا واسطہ محمدؐ اور علیؑ میں فرق نہ ڈالو بلکہ یوں کہا کرو مَا شَاءَ مُحَمَّدٌ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَ شَاءَ عَلِیٌّ

یعنی محمدؐ نے وہ چیز چاہی ہے جو اللہ نے چاہی ہے پھر علیؑ نے چاہی ہے کیونکہ مشیت الٰہی ایسی قاہر و غالب ہے کہ کوئی اسکے مساوی اور ہمرتبہ اور برابر نہیں ہو سکتا اور محمدؐ رسول اللہ کی مقدار اللہ اور اسکی قدرت کے سامنے اتنی ہے جیسے ان ممالک وسیعہ کے آگے ایک مکھی کی مقدار اور علیؑ اللہ اور اسکی قدرت کے آگے ایسا ہے جیسے ان تمام ممالک میں ایک مچھر باوجود اسکے کہ محمدؐ اور علیؑ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہے کہ ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک تمام فضل جو وہ کریگا وہ ہرگز اس فضل کے برابر اور ہمسر نہیں ہو سکتا *

پس آنحضرتؐ نے اس طرح سے مکھی اور مچھر کی مثال اس مقام پر بیان فرمائی تھی جو کسی طرح سے آیۂ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَہَا میں داخل نہیں ہو سکتی *

قولہ عزوجل کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ یعنی تم کیونکر خدا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اور اس نے تم کو زندہ کیا پھر وہ تم کو ماریگا اور پھر زندہ کریگا اور پھر اسی کی طرف رجوع کروگے *

امام عالی مقام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ نے کفار قریش و یہود سے ارشاد فرمایا کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ تم کیونکر اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو جس نے تم کو ہدایت کی راہوں کی طرف رہنمائی کی اور اگر اسکی اطاعت کی تو تم کو ہلاکت کی راہوں سے بچا رکھا وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا اور تم اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں مردہ تھے فَاَحْیَاکُمْ پس اس نے تم کو زندہ کیا یعنی زندہ کرکے انکی پشتوں اور رحموں سے باہر نکالا ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ پھر اس دنیا میں تم کو ماریگا اور قبروں میں مدفون کرائیگا ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر تم کو قبروں میں زندہ کریگا۔ اور جو لوگ نبوت محمدؐ اور ولایت علیؑ پر ایمان رکھتے ہونگے ان کو قبروں میں عیش و آرام میسر ہوگا اور نعمت ہائے الٰہی سے مالا مال اور خوشحال ہونگے

اور جو لوگ ان دونوں کے منکر ہونگے وہ اپنی قبروں میں عذاب خدا میں گرفتار ہونگے ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ پھر تم آخرت میں اسکی طرف پھیرے جاؤ گے اس طرح سے کہ قبروں میں زندہ ہونے کے بعد پھر مارے جاؤ گے بعد ازاں قیامت کے دن زندہ ہو کر اٹھو گے اور اگر تم دنیا میں طاعات خدا بجالائے ہو تو ان کے عوض میں جن ثوابوں کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے وہ تم کو عطا کئے جائینگے اور اگر تم دنیا میں ارتکاب معاصی میں مبتلا تھے تو عقاب خداوندی میں گرفتار ہو گے حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کیا قبر میں بھی ثواب اور عذاب ہو گا۔ فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اسکو پاک و طاہر اور رہنما اور ہدایت یافتہ کیا ہے اور اسکے بھائی علیؑ کو عہد کا پورا کرنے والا اور حق سے معمور اور حق تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ اور جہاد کی طرف سبقت کرنے والا اور اپنے تمام احوال میں خدا سے موافقت کرنے والا اور جملہ فضائل و مکارم کا جامع اور دشمنان خدا کے مقابلے میں نصرت الٰہی سے کامیاب ہونے والا اور تمام علوم پر حاوی اور اسکے دوستوں کا دوست اور اسکے دشمنوں کا دشمن اور اعمال خیر کا بجالانے والا اور اعمال بد کا ترک کرنے والا اور شیطان کا ذلیل و خوار کرنے والا اور سرکش بدکاروں کو دفع کرنے والا اور محمدؐ کا نفس اور مصیبتوں کے وقت اسکی سپر بنایا ہے کہ میں اور میرا بھائی علیؑ ابن ابیطالب جو بندۂ رب الارباب اور تمام صاحبان عقل و ہوش سے افضل اور علوم قرآنی پر حاوی اور بعد محمدؐ کے خدائے عزیز و وہاب کا برگزیدہ ہے دونوں اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ قبر میں نعمتیں ملتی ہیں اور خدا ان سے اپنے دوستوں کو حظ وافر عطا کرتا ہے نیز قبر میں عذاب ملتے ہیں کہ اس سے اپنے دشمنوں کی شقاوت اور بدبختی کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ شخص مومن جو محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کو دوست رکھتا ہے اور بعد محمدؐ کے علیؑ کو اپنا امام اور پیشوا اقرار دیتا ہے کہ اسکی مانند رفتار کرتا ہے اور اسکو اپنا ایسا سردار مقرر کرتا ہے کہ اسکے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اسکے افعال کو پسندیدہ اور درست جانتا ہے اور امور دین کی حفاظت اور نگہبانی کیلئے

وقت مرگ حضرت کا تشریف لانا

جو امام اسکی ذریت اطہار میں سے ہیں انکی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اسکی اطاعت بجا لاتا ہے جب حکم خدا (موت) جسکو کوئی نہیں ٹال سکتا اسکے پاس آتا ہے اور قضائے الٰہی جو کبھی رو نہیں ہو سکتی اسپر وارد ہوتی ہے اور ملک الموت اپنے اعوان و انصار سمیت اسکے پاس آتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ اس شخص کے سر کے ایک طرف موجود ہیں۔ اور علیؑ سید اوصیا دوسری طرف ہیں اور پاؤں کے پاس ایک طرف سبط سید الانبیا حسنؑ اور دوسری طرف سید الشہداء حسینؑ موجود ہیں اور ان کے بعد انکے برگزیدگان خاص اور وہ دوست جو سادات آل محمدؐ کے بعد اس امت کے سردار ہیں اسکے اردگرد موجود ہیں اور وہ بیمار مومن ان کو دیکھتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے مگر خدا اسکی آواز کو حاضرین کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا جیسا کہ ہم اہلبیت اور ہمارے خاص اصحاب کی رویت کو انکی آنکھوں سے پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اس بات پر ان کے ایمان لانے کا ثواب اس امر میں انکی محنت شدید کے متحمل ہونیکے باعث بہت بڑھ جائے پس وہ مومن کہتا ہے یا رسولؐ اللہ میرے ماباپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے وصیؐ رسولؐ رحمت۔ میرے ماباپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے حضرت محمدؐ کے شیرو اور اسکے فرغامو اور اسکے بیٹوا ورنواسو اور جوانان بہشت (جو رحمت الٰہی اور رضوان خداوندی کے مقرب ہیں) کے سردار و میرے ماباپ آپ دونو پر سے فدا ہوں پھر اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے اے حضرت محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دونو بیٹوں کے اصحاب مرحبا میں تمہاری زیارت کا کمال مشتاق تھا اور اسوقت تمہارے تشریف لانے سے مجھ کو نہایت خوشی ہوئی یا رسولؐ اللہ یہ ملک الموت قبض روح کیلئے میرے پاس آیا ہے اور مجھے اس امر میں کچھ شک نہیں ہے کہ میری جلالت قدر اس فرشتے کے سینے میں موجود ہے اسلئے کہ میں آپ کو اور آپکے بھائی علیؑ کو دوست رکھتا ہوں تب رسولؐ اللہ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہمارے غلام اور خادم اور محب اور ہماری عزت کرنے والے سے احسان کرنے میں وصیت خدا پر عمل کرو۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں یا رسولؐ اللہ آپ اس مومن کو

حکم دیں کہ وہ نظر اُٹھا کر ان نعمتوں کو دیکھے جو بہشت میں اسکے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ حضرتؐ
اسکو اوپر کی طرف دیکھنے کا حکم فرماتے ہیں جب وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے تو اس قدر نعمتیں
نظر آتی ہیں کہ عقل ان پر احاطہ نہیں کر سکتی اور شمار و حساب میں نہیں آسکتیں۔ پھر
ملک الموت کہتا ہے کہ میں ایسے شخص سے نرمی کیونکر نہ برتوں جس کا ثواب اس قدر بے حد و بیشمار
ہو اور حضرت محمدؐ اور انکی عترت اطہار اسکی ملاقات کیلئے قدم رنجہ فرمائیں اگر اللہ تعالیٰ نے موت
کو ایک سخت مرحلہ نہ بنایا ہوتا کہ اسکے عبور کئے بغیر جنت میں نہیں پہنچ سکتے تو میں ہرگز
اس مومن کی روح کو قبض نہ کرتا مگر حضرتؐ کے اس خادم اور محب کیلئے آپ اور دیگر انبیاء
و رسل اور اولیاء کا سا طریقہ عمل میں لایا جائیگا کہ ان کو حکم خدا سے موت کا ذائقہ چکھایا
گیا پھر آنحضرتؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہم اپنے اس بھائی کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔
اس سے اچھا سلوک کرنا یہ فرما کر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جنت کی طرف تشریف لیجاتے
ہیں اور اس مومن کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اور پردے اُٹھ جاتے ہیں اور وہ
ان حضرات کو اپنے بستر سے چلے جانیکے بعد دیکھتا ہے اور ملک الموت سے کہتا ہے۔ اے
ملک الموت میری روح کو بہت جلد قبض کر لے اور مجھ کو یہاں مت ٹھیرا کیونکہ اب مجھ کو
آنحضرتؐ اور انکی عترتؑ اطہار کی تاب مفارقت نہیں ہے اور جلد ان سے ملحق کر۔ تب
ملک الموت اسکی روح کو قبض کر لیتا ہے اور اسکو اسکے بدن سے ایسی آسانی سے کھینچتا
ہے جیسے آٹے میں سے بال کھینچ لیتے ہیں اگرچہ بظاہر تم دیکھتے ہو کہ وہ نہایت تکلیف میں
مبتلا ہے مگر در اصل نہایت آرام اور لذت میں ہے اور جب بندۂ مومن قبر میں داخل
ہوتا ہے تو اسی طرح ان حضراتؑ کو وہاں بھی موجود پاتا ہے اور جب منکر و نکیر اسکے پاس آتے
ہیں تو ایک دوسرے سے کہتا ہے یہ حضرت محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کے نیک اصحاب
اس شخص کے پاس موجود ہیں ہم کو لازم ہے کہ ان حضراتؑ کی تعظیم و تکریم بجا لائیں یہ کہکر
وہ لوٹ آتے ہیں اور پہلے جداگانہ محمدؐ پر کامل سلام و درود عرض کرتے ہیں۔ پھر علیؑ پر بعد ازاں

حضرت معصومینؑ کا قبر میں تشریف لانا

ہمارے باقی ہمراہیوں پر جو اصحابوں میں سے ہمارے ساتھ ہوتے ہیں سلام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں یارسول اللہ ہم نے آپکا اپنے اصحاب خاص سمیت اپنے خادم اور غلام کی ملاقات کو تشریف لانا معلوم کیا مگر جو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے فضائل کا اظہار ان فرشتوں کے سامنے جو یہاں موجود ہیں اور جو اسکے بعد ہم سے سنیں گے مدنظر نہ ہوتا تو ہم ہرگز اس سے سوال نہ کرتے لیکن امرالہی کا بجالانا ضروری ہے اسلئے مجبوراً ہم اس سے سوال کرتے ہیں آخرکار وہ اس سے کہتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا امام کون ہے اور تیرا قبلہ کونسا ہے اور تیرے بھائی کون ہیں وہ شخص جواب دیتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے اور محمدؐ میرا نبی ہے اور علیؑ وصی محمدؐ میرا امام ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور اسلام میرا دین ہے اور مومنین جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں وہ میرے بھائی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اور اس کا بھائی علیؑ ولی خدا ہے اور جنکو اسکی عترت اطہار اور ذریت اخیار میں سے امامت پر نصب کیا ہے وہ سب امت کے خلیفہ اور حق کے والی اور عدل کے بہت قائم کرنے والے ہیں اس مومن کی یہ تقریر سنکر منکر ونکیر اس سے کہتے ہیں تونے اسی اعتقاد پر زندگی بسر کی اور اسی پر فوت ہوا اور انشاءاللہ اسی پر قیامت میں اُٹھایا جائیگا اور جس کو تو دوست رکھتا ہے اسکے ہمراہ کرامت ورحمت الہی کی منزل میں جاگزین ہوگا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے دوستوں کا دشمن اور ہمارے دشمنوں کا دوست ہو اور ہمارے مخالفوں کو ہمارے القاب سے ملقب کرتا ہو جب ملک الموت قبض روح کیلئے اسکے پاس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مرد فاجر کے سامنے اسکے سرداروں کو جن کو وہ ماسوا خدا کے اپنا پروردگار مانتا تھا ایسی حالت میں متمثل کرتا ہے کہ وہ ایسے سخت عذابہائے گوناگوں میں مبتلا ہوتے ہیں کہ انکی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھنا ہی اسکو ہلاکت کے قریب کردیتا ہے اور ان کے عذاب کی حرارت برابر اسکو پہنچتی رہتی ہے۔

جسکی وہ تاب نہیں لاسکتا تب ملک الموت اس سے مخاطب ہوکر کہتا ہے اے فاجر و کافر تونے
دوستان خدا کو ترک کیا اور دشمنان خدا کو اختیار کیا آج وہ کچھ بھی تیری امداد نہیں کر سکتے
اور تیری خلاصی کی کوئی سبیل نہیں ہے اس وقت اسپر اس قدر عذاب الہی نازل ہوتا ہے
کہ اگر وہ تمام اہل دنیا پر تقسیم کیا جائے تو سب کو ہلاک کرڈالے پھر جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو
اپنی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے اور اسمیں سے بہشت کی نعمتیں
اور اسکی نفیس چیزیں اسکو نظر آتی ہیں تب منکر و نکیر اس سے کہتے ہیں ادھر دیکھو جس کیلئے
تو ان نعمتوں سے محروم کیا گیا ہے بعد ازاں اسکے لئے قبر میں دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا
ہے جس میں سے آتش جہنم کا عذاب اسکی قبر میں داخل ہوتا ہے تب وہ شخص کہتا ہے اے
پروردگار قیامت نہ قائم کر یعنی وہ شخص اس عذاب کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ قیامت قائم
ہوگئی اسلئے اس سے احتراز کی دعا کرتا ہے)✦

قولہ عزوجل هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ یعنی وہ خدا
وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کے پیدا کرنے کا قصد کیا
اور ان کو سات آسمان درست کیا اور وہ ہر چیز کا عالم ہے✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے هُوَ
الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا یعنی وہ خدا وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین
کی تمام چیزیں پیدا کیں تاکہ تم ان کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور اسکی خوشنودی اور رضامندی
حاصل کرو اور عذاب دوزخ سے محفوظ رہو ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ یعنی پھر آسمانوں کا
پیدا کرنا اور ان کو مضبوط کرنا شروع کیا اور انکو سات آسمان بنایا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
یعنی اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے اور اسکو کل اشیا کا علم ہونے سے علم مصالح مراد ہے پس اے
بنی آدم جو کچھ کہ زمین میں موجود ہے وہ سب کچھ تمہاری مصلحتوں کیلئے پیدا کیا گیا ہے✦

قولہ عز وجل وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ یعنی اور یاد کر اے محمدؐ اس وقت کو جبکہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب کرنے والا ہوں انہوں نے عرض کی کیا تو اس شخص کو نائب کریگا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں اُس بات کو جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے اور خدا نے حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام تعلیم کئے پھر حضرتؑ نے وہ نام ملائکہ کے سامنے پیش کرکے کہا کہ مجھ کو ان چیزوں کے ناموں سے مطلع کرو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو انہوں نے عرض کی کہ اے خدا ہم سوائے اسکے کہ جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کچھ نہیں جانتے بے شک تو ہی صاحب علم و حکمت ہے۔ فرمایا اے آدمؑ ان کو ان ناموں سے مطلع کر جب حضرت آدم نے ان کو ان ناموں سے خبردار کیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جن چیزوں کو تم چھپاتے ہو ان کو بھی جانتا ہوں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اُن سے کہا گیا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا تا آخر آیۃ ... تو انہوں نے عرض کی کہ یہ کب وقوع میں آیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ تمام چیزیں جو زمین میں موجود ہیں یہ سب تمہارے لئے

اسوقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ تیرے پروردگار نے ان فرشتوں سے جو ابلیس کے ہمراہ زمین
پر رہتے تھے اور انھوں نے جنوں کو جو بنی جان ہیں زمین سے نکالا تھا اور عبادت خدا انپر
ہلکی اور آسان ہوگئی تھی فرمایا تھا اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً میں تمہاری عوض
زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں اور تم کو وہاں سے الگ کرکے آسمان پر بلا لوں گا
یہ بات ان کو نہایت شاق گزری اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ جب ہم آسمان پر واپس چلے جائنگے
تو عبادت خدا ہمپر بہت ثقیل اور دشوار کردی جائیگی فَقَالُوْا بنابریں انھوں نے عرض
کی کہ اے پروردگار اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ آیا تو ایسے
شخص کو نائب اور خلیفہ مقرر کریگا جو زمین میں فساد برپا کریگا اور خوں ریزی کریگا جیسا کہ
بنی جان کیا کرتے تھے جن کو ہم نے زمین سے نکالا ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری
ذات کی ان صفات سے جو تیرے لایق اور سزاوار نہیں ہیں پاکی بیان کرتے ہیں وَنُقَدِّسُ
لَكَ اور تیری زمین کو ان لوگوں سے پاک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی اور عصیان کے مرتکب
ہوتے ہیں جب اللہ تعالی نے ان فرشتوں کا یہ کلام سنا تو قَالَ ان کے جواب میں ارشاد فرمایا
اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس خوبی اور بہتری کو جو اس شخص کے مقرر کرنے میں ہے جسکو
میں تمہاری عوض خلیفہ کرونگا میں ہی جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے نیز مجھ کو یہ بھی
معلوم ہے کہ تم میں ایک شخص ایسا موجود ہے جو باطن میں کافر ہے اور تم نہیں جانتے اور
وہ ابلیس ملعون ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور آدمؑ کو کل نام تعلیم کئے یعنی تمام
انبیاء اور محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور باقی ائمہ طیبین وطاہرین اور ان کے برگزیدہ
شیعوں اور ان کے سرکش اور نافرمان دشمنوں کے نام خدا نے حضرت آدمؑ کو سکھائے۔ ثُمَّ
عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ پھر ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار
کے پتلوں کو جو عالم ارواح میں چند نور تھے ملائکہ کے سامنے پیش کیا فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ
بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور فرمایا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے اس قول میں

سچے ہو کہ ہم تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ہمارا زمین میں رکھنا ان لوگوں کی نسبت بہتر ہے جو ہمارے بعد مقرر ہونگے یعنی جیسا کہ تم اس شخص کے پوشیدہ حال سے واقف نہیں ہوئے جو تم میں موجود ہے تو ان لوگوں کے پوشیدہ حالات جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے بدرجہ اولے نہ پہچانو گے جس طرح ان چند اشخاص کے ناموں کو جو تمہارے سامنے ہیں نہیں پہچانتے ہو قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ تب ملائکہ نے عرض کی اے خدا تو پاک ہے ہم کو سوائے اسکے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور تو ہی علیم یعنی سب چیزوں کا جاننے والا اور حکیم یعنی ہر کام میں درستی اور صواب کو عمل میں لانے والا ہے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے ارشاد فرمایا يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدمؑ ان فرشتوں کو ان پیغمبروں اور اماموں کے ناموں سے مطلع کرو فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ پس جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان کے ناموں سے خبردار کیا تب انھوں نے پہچانا بعد از اں ان سے عہد و پیمان لیا کہ ان حضرات پر ایمان لائیں اور ان کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھیں قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ میں ہی آسمان اور زمین دونو کے پوشیدہ امور کو جانتا ہوں وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور ان چیزوں کو جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم پوشیدہ رکھتے ہو اور ابلیس کے اس عقیدے سے بھی واقف ہوں کہ اگر اسکو آدمؑ کی متابعت کا حکم دونگا تو وہ انکار کرے گا اور اگر اس مردود کو آدمؑ پر مسلط کروں گا تو اسکو ہلاک کریگا اور تمہارے اس اعتقاد کو بھی جانتا ہوں کہ ہمارے بعد کوئی مخلوق ایسی پیدا نہ ہوگی جو ہم سے افضل ہو بلکہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار جن کے ناموں سے آدمؑ نے تم کو واقف کیا ہے تم سب سے افضل اور بہتر ہیں ۔

قولہ عزوجل وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ اور اے محمدؐ اسوقت کو یاد کر جبکہ ہم نے فرشتوں سے

کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ مردود پہلے ہی کافر تھا +

امام ابو محمد حسن عسکری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اور وہ سب تمہارے لئے پیدا کی گئی ہیں وہ اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں یعنی اسوقت یہ سب چیزیں تمہاری خاطر پیدا کی گئیں +

امام حسینؑ کا شب عاشور اپنے اصحاب سے خطاب فرمانا

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں سمیت لشکر شام کی محنت و رنج میں مبتلا ہوئے جنہوں نے اس امام مظلوم کو شہید کیا اور ان کے سر اقدس کو نیزے پر علم کیا اسوقت اس جنابؑ نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تم کو اپنی بیعت سے خلاص کیا تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور اصحاب سے جا ملو۔ اور اپنی اہلبیتؑ سے فرمایا تم کو بھی میری مفارقت حلال ہے کیونکہ دشمن کی جمعیت کثیر اور انکی قوت بہت ہے تم کسی طرح ان کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے نیز ان کو میرے سوا کسی اور سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے اسلئے تم کو مناسب ہے کہ مجھ کو تنہا چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ حق تعالیٰ میری اعانت کرے گا اور اپنی نظر رحمت سے مجھ کو محروم نہ رکھیگا جیسا کہ ہمارے اسلاف طاہرین پر ہمیشہ اپنا لطف و کرم کرتا رہا ہے۔ امام مظلوم کا یہ ارشاد سنکر لشکریوں نے تو آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر اہل و عیال اور قریشی رشتہ داروں نے اس امر سے انکار کیا اور عرض کی کہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے کیونکہ آپکے غمگین ہونے سے ہم غمگین ہوتے ہیں اور آپکے رنج سے ہم کو رنج ہوتا ہے اور آپکی خدمت میں رہنا ہی ہمارے لئے قرب خدا کے حصول کا باعث ہے۔ جب امام مظلوم نے ان کا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ اگر تم نے اپنے نفسوں کو اس امر پر قائم کر لیا ہے جس پر کہ میں نے اپنے نفس کو قائم کیا ہے تو تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رنج و تکالیف کے متحمل ہونے پر ہی منازل شریفہ عطا فرماتا ہے اور اگرچہ اس نے مجھ کو میرے بزرگان اہلبیتؑ کے ساتھ جنمیں سے فقط ایک میں ہی دنیا میں باقی رہ گیا ہوں ایسی کرامتوں اور

بزرگیوں سے مخصوص کیا ہے کہ ان کے ہوتے سختیوں اور تکلیفوں کا جھیلنا مجھ پر آسان اور سہل ہے مگر کرامات الٰہی سے تم کو بھی کچھ حصہ ضرور ملے گا اور یہ بھی سمجھ لو کہ دنیا کی شیرینی اور تلخی بمنزلہ خواب کے ہے اور بیداری آخرت میں ہوگی اور کامگار اور بہرہ ور وہ شخص ہے جو آخرت میں بہرہ مند ہو اور بدبخت اور شقی وہ شخص ہے جو آخرت میں بدبخت اور شقی ہو۔ اور اے میرے دوستو اور محبو اور ہمارے دامن کو مضبوط پکڑنے والو اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنے اور تمہارے ابتدائی امر سے مطلع کروں تاکہ تم کو ان تکالیف شاقہ کا جن کا تم نے سامنا کیا ہے برداشت کرنا آسان اور سہل ہو جائے سب نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہاں بیان فرمایئے فرمایا جب خداوند متعال نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور درست کر کے تمام اشیا کے نام ان کو تعلیم کئے اور ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کے پانچوں پتلوں کو حضرت آدمؑ کی پشت میں رکھا اور ان کے نور آسمانوں کے کناروں اور حجابوں اور بہشت اور کرسی اور عرش کو منور رکھتے تھے پھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں اسلئے کہ میں نے ان اشباح خمسہ یعنی پانچوں پتلوں کو جن کے نور نے تمام عالم کو منور کر رکھا ہے اسکی پشت میں قرار دیکر اسکو فضیلت دی ہے یہ حکم رب العزت پاتے ہی سب فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے حق تعالیٰ کی جلال عظمت اور ہم اہلبیتؑ کے انوار کے آگے متواضع ہونے سے انکار کیا حالانکہ سب فرشتوں نے ان کے آگے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا مگر اس نے تکبر کیا اور اپنے آپ کو بلند رتبہ خیال کیا اور اسی انکار اور تکبر کی وجہ سے کافروں میں شامل ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے باپ حسین مظلوم علیہ السلام نے حدیث بیان کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے اشباح خمسہ کو بالائے عرش سے پشت آدمؑ میں منتقل کیا تو انھوں نے ہمارے نوروں کو تو دیکھا مگر پتلے نظر نہ آئے تب بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا یہ انوار کیسے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُن کے پُتلوں کے نور ہیں جن کو میں نے اپنے عرش سے جو اشرف مقامات ہے تیری پشت میں منتقل کیا ہے اور چونکہ تو ان پتلوں کا ظرف قرار دیا گیا اسلئے میں نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ تجھ کو سجدہ کریں یہ ارشاد باریتعالیٰ سنکر آدمؑ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی میں اُنکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں ارشاد ہوا اے آدمؑ عرش کی طرف آنکھ اُٹھا انھوں نے اوپر کو نگاہ کی اور ہمارے پتلوں کا نور پشت آدمؑ سے بالائے عرش پر پڑا اور انکا عکس اس میں صورت پذیر ہوا جیسے انسان کا چہرہ صاف آئینہ میں منعکس ہوا کرتا ہے۔ تب آدمؑ نے ہمارے اشباحؔ کو دیکھا اور عرض کی یا اللہ یہ اشباح کیسے ہیں فرمایا اے آدمؑ یہ ان شخصوں کے اشباح ہیں جو میری تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ یہ محمدؐ ہے اور میں محمود ہوں کہ اپنے تمام افعال میں تعریف کیا گیا ہوں میں نے اسکے لئے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علیٔ عظیم ہوں اسکے لئے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور میں فاطر السموات والارض (یعنی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا) ہوں اور یہ فاطمہؑ یعنی قیامت کے دن میرے دشمنوں کو میری رحمت سے الگ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں کو ان اسباب سے جدا کرنے والی ہے جو ان کے لئے عیب اور بدی کا باعث ہیں پس اسکے لئے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے اور میں محسن (احسان کرنے والا) اور مجمل (نیکی کرنے والا) ہوں ان دونو کے نام بھی اپنے نام سے مشتق کئے ہیں یہ پانچوں تن میری مخلوق میں منتخب اور سب سے افضل اور اکرم ہیں ان ہی کے سبب میں طاعات وعبادات خلایق کو قبول کروں گا اور انہی کے سبب بخشش کرونگا اور انہی کی خاطر عذاب کرونگا اور انہی کے باعث ثواب دونگا پس اے آدمؑ تو بھی میری درگاہ میں انکو اپنا وسیلہ بنا اور جب تو کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو ان کو میری جناب میں اپنا شفیع کر اسلئے کہ میں نے قسم حق کھائی ہے۔ کہ جو کوئی انکے توسل سے اپنی آرزو مجھ سے

لہ اشباح شبح کی جمع شبح بمعنے پُتلا۔ مترجم

طلب کریگا اسکو کبھی محروم نہ رکھونگا اور جو سائل ان سے متوسل ہوکر سوال کریگا اس کے سوال کو کبھی رد نہ کرونگا*

امامؑ فرماتے ہیں کہ یہی سبب ہے کہ جب حضرت آدمؑ سے خطا (ترک اولے) سرزد ہوئی اور اس نے ان حضرات خمسہ (پنجتنؑ) کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکی توبہ کو قبول کیا۔ اور خطا معاف کردی*

قولہ عزوجل وَقُلْنَا یَاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ یعنی اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ تو اور تیری بیوی بہشت میں رہو اور اسکے میوؤں اور کھانوں کو جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب سیر ہوکر اور فراغت سے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ تم ظالم بن جاؤگے مگر شیطان نے ان دونو کو پھسلایا اور ان کو جنت سے نکال دیا اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ اور حواؑ اور ابلیس تم بہشت سے نیچے اترو کہ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور تمہارے واسطے زمین ایک مدت مقررہ تک قرارگاہ اور جائے استفادہ ہے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کلمات سیکھے پس خدا نے اسکی توبہ قبول کی کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ہم نے کہا کہ تم سب بہشت سے نیچے اترو پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کو مانینگے ان کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ کبھی محزون و مغموم ہونگے اور جو لوگ کفر اختیار کرینگے

اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ اہل دوزخ سے ہیں اور ہمیشہ اسی میں پڑے رہینگے +
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اسکے انکار کے باعث ملعون قرار دیا اور فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو انکے سجدہ کرنے اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری بجا لانیکے سبب معزز اور مکرم فرمایا تو حضرت آدمؑ اور حواؑ کو بہشت میں جانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا یا آدم اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اے آدمؑ تو اور تیری بیوی جنت میں جا رہو اور اسمیں سے فارغ البالی کے ساتھ بلا مشقت جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک مت جاؤ یعنی درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ کے کہ انکو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس درخت کے ساتھ مخصوص کیا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی شجرۂ علم کے نزدیک نہ جاؤ کیونکہ وہ صرف محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کیلئے مخصوص تھا اور انکے سوا اور کسی اور کو اس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور حکم خدا سے وہی اس درخت کے پھلوں کو تناول کر سکتے تھے۔ اور مسکین۔ یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانیکے بعد جو آنحضرتؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ نے تناول کیا تھا وہ اسی درخت کا میوہ تھا کہ اسکے بعد ان کو بھوک اور پیاس اور کسی قسم کی اذیت اور تکلیف محسوس نہوئی اور وہ درخت اسبات میں جنت کے سب درختوں سے ممتاز تھا کہ اسکے سوا ہر قسم کے درختوں پر صرف ایک طرح کے پھل اور کھانے پائے جاتے تھے اور اس درخت پر اور اس قسم کے تمام اور درختوں پر گیہوں انگور انجیر عناب اور تمام اقسام کے میوے اور کھانے موجود تھے یہی سبب ہے کہ بیان کرنے والوں نے اس درخت میں اختلاف کیا ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا اور بعض نے درخت انگور بیان کیا ہے بعض نے انجیر کا اور کسی نے عناب کا بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ کہ تم محمدؐ اور آل محمدؐ کے درجۂ فضیلت کی آرزو میں اس درخت کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے صرف انہی کے لئے یہ درجہ خاص کیا ہے اور یہ ایسا درخت ہے

وہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ تھا

کہ جو کوئی خدا کی اجازت سے اسکے میوے کو کھائے علم اولین و آخرین بغیر سیکھے اسکے دل میں ڈالدیا جاتا ہے اور جو کوئی بلا اجازت کھائے وہ اپنی مراد کو نہ پہنچیگا اور اپنے پروردگار کا نافرمان ٹھیریگا فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ اگر تم ایسا کروگے تو ارتکاب معصیت اور اس درجہ کی آرزو کرنیکے سبب جسکو میں نے تمہارے سوا کسی اور کیلئے پسند کیا ہے تم دونو ظالم بنجاؤگے چونکہ تم بلا حکم خدا اسکی خواہش کروگے پھر خدا فرماتا ہے فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا پس شیطان نے ان دونو کو اپنے وسوسے اور مکر اور شبہ اور دھوکا دینے سے جنت سے پھسلایا اسطرح پر کہ پہلے حضرت آدمؑ کے پاس آکر کہنے لگا کہ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ خدا نے تم دونو کو اسلئے اس درخت سے منع کیا ہے کہ اگر تم اسکا پھل کھالوگے تو تم فرشتے بنجاؤگے اور غیب کا علم تم کو آجائیگا اور تم کو خاصان خدا کی سی قدرت حاصل ہوجائیگی أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ یا تم ہمیشہ زندہ رہوگے اور کبھی نہ مروگے وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں تم دونو کو نصیحت کرتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں اور ابلیس اسوقت سانپ کے مُنہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اس نے اسکو جنت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدمؑ کو یہ گمان تھا کہ سانپ ہی مجھ سے باتیں کررہا ہے اور یہ معلوم نہ تھا کہ ابلیس اسکے مُنہ میں چھپا ہوا ہے یہ بات سنکر حضرت آدمؑ نے سانپ کو جواب دیا اے سانپ یہ شیطانی وسوسہ ہے ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ خیانت کیونکر کرسکتا ہے اور تو یہ خدا کی قسم کھا کر کیونکر اسکی تعظیم کرتا ہے حالانکہ تو اسکو خیانت اور بدخواہی سے منسوب کرتا ہے باوجود اسکے کہ وہ سب کریموں سے زیادہ کریم ہے اور میں کیونکر اس فعل کے مرتکب ہونے کا قصد کروں جس سے اس نے مجھ کو منع کیا ہے اور اسکے حکم کے بغیر اسکو عمل میں لاؤں جب ابلیس حضرت آدمؑ کی طرف سے مایوس ہوا کہ وہ میرا کہنا نہیں مانتے تو وہ دوسری دفعہ اسی طرح سانپ کے مُنہ میں بیٹھکر حضرت حوا سے مخاطب ہوا کہ انکو گمان ہوا کہ سانپ مجھ سے باتیں کررہا ہے اے حوا تم کو معلوم نہیں کہ خدا نے اس درخت کو جو پہلے تم پر حرام تھا اب حلال کردیا ہے اسلئے کہ اس نے معلوم کیا کہ

سیپارہ ۸ سورہ اعراف ع ۲

تم نے بہت اچھی طرح اسکی اطاعت کی ہے اور اسکے امر کو بزرگ سمجھا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ فرشتے جو اس درخت پر مؤکل ہیں اپنے حربوں سے جنت کے تمام جانوروں کو اسکے پاس جانے سے روکتے ہیں اگر تم وہاں جانے کا ارادہ کروگے تو تم کو منع نہ کرینگے اس سے تم جان لینا کہ وہ تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے اور سنو کہ اگر تم آدمؑ سے پہلے کھالوگی تو انپر مسلط ہوجاؤگی اور تمہارے اوامر و نواہی (احکام) انپر جاری ہوجائینگے یہ بات سنکر حضرت حوا بولیں اب میں بہت جلد اس بات کی آزمایش کرتی ہوں یہ کہکر اس درخت کے قریب گئیں فرشتوں نے اپنے حربوں سے انکو روکنا چاہا اسوقت خدا نے انکی طرف وحی نازل کی اے فرشتو تم اپنے حربوں سے فقط جانوروں کو روکا کرتے ہو جنکو عقل نہیں ہوتی جو انکو خبردار اور متنبہ کرے مگر جسکو میں نے صاحب قدرت باتمیز اور مختار پیدا کیا ہے اسے مت روکو اور اسکی عقل پر چھوڑ دو جو میں نے اسکے لئے حجت قرار دی ہے اگر وہ میری فرمانبرداری کریگا تو میرے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر نافرمانی اور میرے حکم کی مخالفت کریگا تو میرے عقاب و عذاب کا سزاوار ٹھیریگا۔ الغرض انہوں نے حضرت حوا کو جانے دیا اور ان کے سدراہ نہ ہوئے اور اپنے حربے جو انکے روکنے کیلئے لگائے تھے سامنے سے ہٹالئے یہ دیکھ کر حضرت حوا نے گمان کیا کہ خدا نے جو ان فرشتوں کو میرے روکنے سے منع کر دیا ہے تو بیشک اس درخت کو جو پہلے ہمپر حرام تھا اب ہمارے لئے حلال کر دیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ سانپ ہی نے مجھ سے باتیں کی تھیں کہنے لگیں کہ سانپ سچ کہتا تھا اسکے بعد اس درخت کا پھل کھایا اور اپنے نفس میں اسکے کھانے سے کسی قسم کا تغیر نہ پایا تب آدمؑ سے آکر بیان کیا کہ آیا تمکو معلوم نہیں کہ اس درخت کو جو پہلے ہمپر حرام تھا اب خدا نے ہمارے لئے حلال کر دیا ہے چنانچہ میں نے اسکا پھل کھایا نہ تو فرشتوں نے جو اسکے محافظ ہیں مجھ کو منع کیا اور نہ اسکے کھانے سے مجھ میں کچھ تبدیلی وقوع میں آئی اسوقت حضرت آدمؑ بھی دھوکا کھاگئے اور غلطی میں پڑکر اس درخت کا پھل تناول کیا۔ اب جو ان دونو کی حالت ہوئی اسکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مجید میں بیان فرماتا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ یعنی شیطان نے ان کو جنت سے لغزش میں ڈالا اور

ان کو اپنے وسوسے اور فریب سے بہشت کی نعمتوں میں سے نکالا وَقُلْنَا اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ
وحوّا اور اے سانپ اور اے ابلیس اِهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم زمین کی طرف
اترو تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہیں یعنی آدمؑ اور حوّا اور ان دونوں کی اولاد سانپ
اور ابلیس کے دشمن ہیں اور ابلیس اور سانپ اور ان دونوں کی اولاد اے آدمؑ و بنی آدم
تمہاری دشمن ہیں وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لئے زمین میں منزل اور
جائے معاش وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ اور منفعت مرتے دم تک ہے پھر خدا فرماتا ہے فَتَلَقَّىٰ
آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ پس آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے کہ انکو زبان سے
کہے حضرت آدمؑ نے ان کو اپنی زبان پر جاری کیا فَتَابَ عَلَيْهِ پس خدا نے ان کلمات کی
بدولت اسکی توبہ قبول کی إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ کیونکہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور
توبہ کرنے والوں پر رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا پہلے تو خدا نے حکم دیا
تھا کہ وہی دونوں آدمؑ وحوّا جنت سے اتریں اور دوبارہ امر فرمایا کہ سب کے سب اترو اور کوئی
ایک دوسرے پر سبقت نہ کرے اور آدمؑ اور حوّا کا ہبوط (اترنا) جنت میں سے ہوا تھا اور سانپ
کا ہبوط بھی وہیں سے تھا کیونکہ وہ جنت کے نیک ترین جانوروں میں سے تھا اور ابلیس کا
ہبوط حوالیٔ جنت سے تھا کیونکہ جنت میں داخل ہونا اسپر حرام تھا۔ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ
مِنِّي هُدًى پس اے آدمؑ اور ابلیس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے فَمَنْ
تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی
کریگا اسکو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا جبکہ مخالفت کرنے والے خائف اور ترسان ہونگے اور
نہ وہ غمگین ہونگے جبکہ مخالفت کرنے والے اندوہ ناک اور مغموم ہونگے +

امام عالیمقام فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولےٰ سرزد ہوا اور انہوں نے پروردگار عالم کی
جناب میں اپنی تقصیر کا عذر کیا تو عرض کی اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عذر
پذیرا فرما اور مجھکو پھر میرا پہلا مرتبہ عطا کر اور اپنے نزدیک میرا درجہ بلند کر کیونکہ اس خطا کا

نقص اور اسکی ذلت میرے اعضا اور تمام جسم میں ظاہر ہوگئی ہے اسوقت خداوند متعال نے ارشاد فرمایا اے آدمؑ آیا تجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے تجھکو حکم دیا تھا کہ شدائد و مصائب کے وقت اور ایسی بلیات میں جو تجھ کو مضطر اور بیقرار کردیں محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کا واسطہ دیکر مجھ سے دعا کیا کر حضرت آدمؑ نے عرض کی ہاں اے پروردگار یاد ہے ارشاد فرمایا کہ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ سے خاصکر کے متوسل ہو اور مجھ سے دعا کر میں تیری دعا کو قبول کرونگا اور تیری مراد سے بڑھکر عطا کرونگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اور اے اللہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک اس درجہ کو پہنچا ہے کہ انکے توسل سے میری توبہ قبول ہوگی اور ان کے واسطے سے میری خطا معاف کیجائیگی حالانکہ تونے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وہ مجھے سجدہ کریں اور اپنی جنت کو میرے واسطے مباح کیا اور اپنی کنیز حواؑ سے میرا نکاح کیا اور اپنے ملائکہ کرام کو میرا خادم مقرر فرمایا اسکے جواب میں خدا نے فرمایا اے آدمؑ میں نے فرشتوں کو صرف اسوجہ سے تجھے تعظیمی سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا کہ تو اُن پنجتنؑ کے نوروں کا ظرف تھا اور اگر تو اس خطا کے سرزد ہونے سے پہلے ان کا واسطہ دیکر مجھ سے درخواست کرتا کہ مجھ کو خطا سے بچا اور میرے دشمن ابلیس کی خواہشوں سے مجھ کو خبردار کرتا کہ میں اس سے محفوظ رہوں تو ضرور میں تیری اس دعا کو قبول کرتا لیکن جو کچھ میرے علم میں پہلے گزرچکا ہے ویسا ہی ظہور میں آتا ہے اب تو ان کا واسطہ دیکر دعا کر میں ضرور قبول کرونگا تب حضرت آدمؑ نے اس طرح سے دعا کی یا اللہ محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کے مرتبے کا واسطہ اور محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ حسینؑ اور انکی آل طاہرین کا واسطہ میری توبہ قبول کرکے اور میری لغزش کو معاف فرماکر اور مجھ کو میرے مرتبہ پر جو تونے اپنی کرامتوں سے عطا کیا ہے پہنچا کر تفضل و احسان کر اسکے جواب میں خدائے عزوجل نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کی اور میں تجھ سے رضامند اور خورسند ہوا اور اپنی بخششوں اور نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو تیرے اصلی مرتبہ پر جو میں نے اپنی کرامتوں اور بزرگیوں سے تیرے لئے مقرر کیا ہے پھر مشرف و ممتاز کیا اور اپنی رحمتوں سے بہرۂ وافر تجھکو

عطا کیا پس قول خدائے عزوجل فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِن رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ کا یہی مطلب ہے جو بیان ہوا۔ پھر خدا ان شخصوں سے جنکو جنت سے زمین پر اُتارا ہے کہ وہ آدمؑ وحوّا اور ابلیس اور سانپ ہیں مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ وَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمہارے لئے زمین میں قرار گاہ اور جائے قیام ہے کہ اس میں تم زندگی بسر کرو اور اسکے راتوں اور دنوں میں تحصیل آخرت کیلئے سعی کرو خوش نصیب وہ شخص ہے جو اس عالم فانی میں رہ کر عالم باقی کے لئے توشہ اور سامان مہیا کرے وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ اور تمہارے لئے زمین میں مرتے دم تک نفع ہے کیونکہ خدا اس سے تمہاری کھیتیاں اُگائیگا اور میوے پیدا کریگا اور زمین میں تم کو ناز و نعمت سے رکھیگا اور وہیں تم کو بلاؤں میں مبتلا کر کے تمہارا امتحان کریگا اور کبھی دنیاوی نعمتوں سے تم کو متلذذ کریگا تاکہ تم آخرت کی نعمتوں کو یاد کرو کہ جو ان عیبوں سے بالکل پاک ہیں اور جو دنیاوی نعمتوں کو ناقص اور باطل کر دینگے اور انکو ترک کرا دینگے اور حقیر و ذلیل کر دینگے اور کبھی تم کو ایسی دنیاوی بلاؤں سے آزمائیگا کہ انمیں رحمتیں ملی ہونگی جو صاحبانِ بلا سے انکے مکروہات کو رفع کرینگی۔ تاکہ تم کو ان بلاؤں کا مزا چکھا کر عاقبت کے عذاب ابدی سے بچائے جس میں ذرا بھر آرام بھی مخلوط نہو گا اور اسکے درمیان کسی قسم کی راحت اور رحمت وقوع میں نہ آئیگی یہانتک آیۂ فتلقی ادم... وقلنا اھبطوا..... کی تفسیر ختم ہو چکی +

اب خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا جو محمدؐ کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نے جو گزشتہ زمانوں کے حالات بیان کئے ہیں اور جو کچھ کہ اس نے علیؑ اور اسکی آلِ طیبین (جو سردار مخلوقات محمدؐ کے بعد سب فاضلین و فاضلات سے بہتر ہیں) کی فضیلت کا ذکر بندگان خدا کو پہنچایا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے اُولٰئِکَ یہ لوگ جو کہ سید اوصیاء علیؑ اور اسکی ذریت طیبین وطاہرینؑ کے برگزیدگان کی نسبت محمدؐ کی راست گفتاری اور صدق بیانی کو تسلیم نہیں کرتے

اور اسکی مدافعت کرتے ہیں اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اہل دوزخ ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے ✦

قولہ عزوجل يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ○ ترجمہ اے بنی اسرائیل تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو دی ہے یاد کرو اور میرے عہد کو پورا کرو میں بھی اپنے عہد کو جو میں نے تم سے کیا ہے پورا کرونگا اور مجھ سے خوف کرو ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اے یعقوب اسرائیل اللہ کی اولاد اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو عطا کی ہے یاد کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ میں نے محمدؐ کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اسکو تمہارے شہر میں مقیم کیا ہے اور تم کو اسکی طرف جانے اور سفر کرنے کی تکلیف نہیں دی اور اسکی رسالت کی علامتوں اور اسکی سچائی کی دلیلوں کو واضح اور روشن کیا تاکہ اس کا حال تم پر مشتبہ نہ ہو وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىْٓ اور تم میرے عہد کو پورا کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا سے لیا تھا یعنی میری طرف سے اس زمانے کے پیغمبروں نے لیا تھا اور انکو حکم دیا تھا کہ اسکو اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچائیں اور وہ یہ تھا کہ وہ محمدؐ عربی قرشی ہاشمی پر ایمان لائیں جسکی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور معجزات باہرہ سے ہم نے اسکی تائید کی ہے کہ منجملہ ان آیات و معجزات کے چند یہ ہیں کہ بکری کے بازوے بریان نے جسمیں زہر ملایا گیا تھا اس سے کلام کیا اور بھیڑیے نے اس سے باتیں کیں اور منبر کے ستون نے اسکی مفارقت کے الم میں نالہ و زاری کی اور خدا نے تھوڑے سے کھانے کو اسکی خاطر سے بہت سا کر دیا اور سخت پتھروں کو اس کیلئے نرم کیا اور بہتے پانی کو اسکی خاطر جما کر سخت کر دیا اور انبیائے گزشتہ کو جو آیات و معجزات عنایت کئے گئے تھے وہی معجزے یا ان سے بہتر اسکو دیئے گئے اور علی ابن ابیطالب کو جو کہ اس کے نور کا شریک بھائی اور اسکا رفیق ہے اور اسکی عقل اسکی عقل سے ہے اور اسکا علم اسکے

علم سے ہے اور اس کا حلم اسکے حلم سے ہے جو اسکے دشمنوں اور معاندوں کو اپنی دلیل قاہر اور علم فاضل اور فضل کامل سے قطع کرنیکے بعد شمشیر بُران سے اسکے دین کی حمایت اور اعانت کرنے والا ہے۔ اسکے لئے سب سے اعلیٰ نشانی قرار دیا۔ اُوفِ بِعَهْدِكُمْ میں تمہارے اس عہد کو پورا کرونگا جس کے سبب سے میں نے اپنے خانہ کرامت اور مقام رحمت میں تمہارے لئے ابدی نعمتیں واجب کر رکھی ہیں وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اور محمدؐ کی مخالفت کرنے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ میں تمہارے دشمنوں کی بلا کو جو مجھ سے تمہاری موافقت رکھنے کی حالت میں تم سے عداوت کریں تم پر سے دور کرنے کی قدرت رکھتا ہوں اور جب تم میری مخالفت کو اختیار کرو تو وہ مجھ کو تم سے انتقام لینے سے منع نہیں کر سکتے۔

قولہ عزوجل وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۖ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ○ ترجمہ اور تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو میں نے نازل کیا ہے اور وہ اس کتاب کی جو تمہارے پاس موجود ہے تصدیق کرتی ہے اور تم اسکے ساتھ کافر ہونے اور اس کا انکار کرنے میں سبقت مت کرو اور میری آیتوں کو کم قیمت میں مت بیچو اور مجھ سے ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسکی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب کرکے فرماتا ہے وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اے یہودیو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے محمدؐ پر نازل کی ہے جس میں اسکی نبوت کا ذکر اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی ذریت طاہرہ کی امامت کی خبر مندرج ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ ایسا ہی ذکر تمہاری کتاب (توریت) میں بھی ہے کہ محمدؐ رسول اللہ سردار اولین وآخرین ہے جس کا ناصر و مددگار سید الوصیین خلیفۂ رسولؐ رب العالمین فاروق امت باب مدینۂ علم وصی رسول رحمت علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور تم میری آیتوں کو جو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور اسکی

عترتؑ طاہرہ کی امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تھوڑی سی قیمت میں مت بیچو یعنی یہ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دو نوں کی آل اطہار کی امامت کا انکار کرو اور اسکی عوض میں دنیا کا زر و مال حاصل کرو اگرچہ یہ مال ظاہر میں بہت ہے مگر یہ بے توشہ کرنے والا اور خسارے میں ڈالنے والا اور ہلاک کرنے والا ہوں وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ اور تم محمدؐ کی نبوت اور اسکے وصی کی وصایت کے معاملے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ اگر تم خوف کروگے تو تم اس نبیؐ کی نبوت اور اسکے وصی کی وصایت میں رد و قدح نہ کروگے بلکہ خدا کی حجتیں تم پر قائم ہو چکی ہیں اور اسکی دلیلیں اور اسکے ذریعے تم پر واضح اور روشن کئے گئے ہیں کہ انہوں نے تمہارے عذروں کو قطع کر دیا اور تمہارے مکروں اور فریبوں کو باطل کر دیا ہے +

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ شہر مدینہ کے ان یہودیوں نے حضرت محمدؐ کی نبوت کا انکار کیا تھا اور آنحضرتؐ کی خیانت کی تھی اور کہتے تھے کہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اسکا وصی ہے لیکن اے محمدؐ تم وہ پیغمبر اور اے علیؑ تم وہ وصی رسول نہیں ہو۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لباسوں کو جو وہ پہنے تھے اور ان کے موزوں کو جو انکے پاؤں میں پڑے ہوئے تھے بولنے کی طاقت عطا کی اور ہر ایک کپڑا اور موزہ اپنے پہننے والے سے کہتا تھا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے یہی محمدؐ پیغمبر خدا ہے اور یہی علیؑ وصی رسول ہے اگر اللہ تعالےٰ ہم کو اجازت عطا فرمائے تو ہم تم کو کھینچ کھینچ کر اور کاٹ کاٹ کر قتل کر ڈالیں رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انکو مہلت دیگا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب انکی نسل سے مومن اور پاکیزہ اولادیں پیدا ہونگی اور اگر وہ ان سے جدا ہو گئے ہوتے تو بیشک انکو عذاب دردناک میں مبتلا کرتا نیز جلدی وہی شخص کیا کرتا ہے جسکو موقع کے فوت ہونے اور ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہوتا ہے +

قولہ عز و جل وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِىْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○ ترجمہ

اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کا توریت میں ذکر ہے) اور نماز کو قائم کرو (پڑھو) اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو آیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے نفسوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے اور تم صبر اور نماز سے مدد چاہو (اپنے مقاصد دنیا و آخرت میں) اور وہ نماز لوگوں کو گراں اور بھاری معلوم ہوتی ہے مگر ان عاجزی اور خشوع و خضوع کرنے والوں کو بھاری معلوم نہیں ہوتی جو گمان کرتے ہیں کہ ہم خدا سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم اسکے طرف رجوع کرنے والے ہیں اے اولاد یعقوبؑ تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے اور اس دن سے ڈرو جبکہ کوئی شخص کسی شخص کی عوض کچھ نہ دیسکے گا اور اسکی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کیجائیگی اور اس سے کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا اور نہ انکو کسی قسم کی مدد ملیگی اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو آل فرعون کے ہاتھوں سے نجات دی جو کہ تم کو سخت عذاب پہنچاتے تھے کہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس امر میں تمہارے پروردگار کی طرف

بڑی آزمائش تھی +
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان آیتوں میں یہودیوں کی ایک قوم کو خطاب کرتا ہے جو حق کو باطل کے ساتھ ملاتے تھے اس طور سے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اسکا وصی ہے مگر وہ اس وقت سے پانسو برس کے بعد ہونگے اسلئے جناب رسالتمآبؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ آیا تم میرے اور اپنے درمیان توریت کے فیصلے پر راضی ہو انہوں نے عرض کی ہاں ہم راضی ہیں یہ کہکر وہ توریت لے آئے اور جو کچھ اسمیں لکھا تھا اسکے خلاف پڑھنا شروع کیا تب اللہ تعالی نے اس کتاب کو جو دو قاریوں کے ہاتھ میں تھی ایک طرف ایک کے ہاتھ میں اور دوسری طرف دوسرے قاری کے ہاتھ میں ایک اژدہا کی صورت میں منقلب کر دیا جسکے دو سر تھے اور ہر ایک سر سے قاری کے دائیں ہاتھ کو جسمیں وہ تھامے ہوئے تھا پکڑ لیا اور انکو چبانا اور ریزہ ریزہ کرنا شروع کیا اور دونو شخص چیختے اور فریاد وزاری کرتے تھے اور وہاں اور صحیفے بھی موجود تھے وہ قدرت خدا سے گویا ہوئے اور کہنے لگے تم دونو اسی عذاب میں مبتلا رہوگے جبتک کہ محمدؐ اور اسکی نبوت اور علیؑ اور اسکی امامت کے اوصاف جو اسمیں درج ہیں ان کو تنزیل الہی کے موافق درست اور صحیح نہ پڑھو گے تب ان دونو قاریوں نے صحیح صحیح پڑھا اور رسولخدا پر ایمان لائے اور علیؑ ولی خدا اور وصی رسولؐ اللہ کی امامت کے معتقد ہوئے پس خدا نے فرمایا وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق کو باطل کے ساتھ خلط ملطمت کرو اس طرح سے کہ محمدؐ اور علیؑ کا ایک صورت سے تو اقرار کرو اور ایک صورت سے ان دو تو کا انکار کرو وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اور اسکی نبوت اور اسکی امامت کی نسبت امر حق کو پوشیدہ کرو۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم اسکو پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے علموں اور عقلوں سے مباحثہ اور معارضہ کرتے ہو مگر جب کہ خدا نے تمہاری خبروں کو تمپر حجت ٹھیرایا اور تم نے انکا انکار کیا تو اس طرح سے اسکی حجت باطل نہ ہوگی بلکہ دوسری طرح سے اس کو تمپر قائم کریگا اور تم کسی طرح اپنے پروردگار پر غلبہ نہ پا سکو گے +

بعد ازاں خدا ان لوگوں سے فرماتا ہے وَ اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارْکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ہمراہ رکوع کرو یعنی نماز واجبی کو جو حضرت محمدؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں ادا کرو نیز محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار پر کہ علیؑ ان کے سردار اور انمیں سب سے افضل ہیں درود بھیجو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو جبکہ واجب ہو اور بدنوں کی زکوٰۃ دو جبکہ لازم ہو جائے اور اپنی معونت اور امداد کی زکوٰۃ نکالو جبکہ کوئی اسکی درخواست کرے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو یعنی ان لوگوں کے ہمراہ جو بہ پیروی اولیاء اللہ یعنی محمدؐ نبی اللہ اور علیؑ ولی اللہ اور ائمہؑ جو ان دونو کے بعد سرداران اصفیاء اللہ ہیں خدائے عزوجل کی عظمت وجلالت کے آگے متواضع ہوتے ہیں تواضع اور فروتنی کرو۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے ان گناہوں کو جو اس نے کوئی سی دو نمازوں کے مابین کئے ہیں معاف کر دیتا ہے اور اس شخص کا حال اس شخص کا سا ہے جسکے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اسمیں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو اور کسی قسم کی میل کچیل اسکے جسم پر باقی نہ رہے اسی طرح اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے موبقات یعنی گناہان ہلاک کنندہ کے جیسے انکار نبوت و امامت یا برادران مومنین پر ظلم کرنا یا تقیہ کا ترک کرنا جبکہ اسکے ترک کرنے سے اپنے نفس کو یا اپنے برادران مومنین کو کسی قسم کا ضرر پہنچے اور جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جو کوئی اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اسطرح سے کہ اپنے مومن بھائی سے کسی ظالم کے ظلم کو رفع کرے یا اگر کسی مومن بھائی کا اسباب اسکی سواری پر سے گر پڑا ہو اور اسکے تلف ہونے یا سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اسکے لدوانے اور اٹھوانے میں اسکی مدد کرے اسکا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان قیامت میں فرشتوں کو مقرر کریگا کہ وہ شعلہ ہائے آتش کو اس سے دور کریں اور تحفہ ہائے جنت اسکے روبرو پیش کریں اور مقام رحمت و رضوان الہی

فضائل نماز و زکوٰۃ

کی طرف اسکو اٹھا کر لیجائیں ۔ اور جو کوئی اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ ادا کرے اسطرح پر کہ
اپنے مومن بھائی کی حاجت کے لئے کسی سے التماس کرے اور اسکی حاجت پوری ہو جائے یا
کسی بیوقوف کتے کو جو کسی مومن پر حملہ کئے آرہا تھا پتھر مار کر ہٹا دے اس کا ثواب یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ میدان حشر میں بے شمار فرشتوں کو جنکی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا
اس شخص پر مبعوث کریگا اور ان فرشتوں کی مجالس بادشاہ جبار و کریم و غفار کی درگاہ میں
اس شخص کی بابت مخصوص اور باعزت سمجھی جائینگی اور اسکی نسبت ان کے کلام پسند کئے جائینگے
اور وہ فرشتے اسکی بہت مدح و ثنا کرینگے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہر قول کی عوض وہ چیز اس
شخص کے لئے مقرر فرمائیگا جو اس تمام دنیا سے لاکھ گنی زیادہ ہوگی ۔

فضیلت تواضع

اور جو کوئی تواضع کرنے والوں کے ساتھ تواضع کرے اور نبوت محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار
کی ولایت کا اقرار کرے اور اپنے مومن بھائیوں سے بہ تواضع پیش آئے اور کشادہ روئی
اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملے اور ان سے ایسا مانوس ہو کر جوں جوں ان سے مروت
و احسان زیادہ کرے انس اور تواضع میں بھی زیادتی کرتا جائے اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر
اپنے بزرگ اور مقرب ملائکہ کے سامنے جو عرش کے اٹھانے والے اور جو اسکے گرد طواف کرتے
ہیں بہت فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم میرے اس بندے کو جو میرے جلال عظمت
کے آگے تواضع اور فروتنی کرتا ہے دیکھتے ہو کہ اس نے اپنے نفس کو اپنے محتاج مومن بھائی
کے برابر کیا ہے اور اسکی عزت کی ہے اور جوں جوں اس سے زیادہ نیکی کرتا ہے اسکی تواضع
اور فروتنی بڑھتی جاتی ہے بس تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسکے اپنے مومن بھائی سے تواضع
سے پیش آنے کی عوض اپنی جنت اور رحمت اور خوشنودی کو اس قدر اسکے لئے واجب کیا
کہ آرزو کرنے والے کی آرزو اس سے قاصر ہے اور اسکو بہشت میں محمدؐ سید الورٰے اور علی
مرتضٰے اور اسکی عترت کے نیکو کاروں کی جو تاریکی میں مثل چراغوں کی ہیں صحبت اور برکت
عطا کرونگا اور یہ امر اسکو بہشت کی نعمتوں کی نسبت زیادہ پسند ہے اور اگرچہ اس کو

برادر مومن کی تواضع کرنے کا اس سے لاکھ گنا عوض دیا جائے ۔
پھر خدا یہودیوں کی سرکش اور منافق گروہ سے جو مالوں کو کہ جو محتاجوں اور فقیروں کا حق تھا روکتے تھے حالانکہ خود غنی اور مالدار تھے اور اور لوگوں کو نیکی کرنیکے لئے کہتے تھے اور خود اسکے تارک تھے اوروں کو بدی سے منع کرتے تھے اور آپ اسکے مرتکب ہوتے تھے خطاب کرکے فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ آیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو کہ صدقے دو اور امانتیں ادا کرو وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو کیا تم اسبات کو جس کا اوروں کا حکم دیتے ہو خود نہیں سمجھتے وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ حالانکہ کتاب توریت کو پڑھتے ہو جو نیکیاں کرنے کا حکم دیتی ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتی ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو جو عذاب دیا جائیگا اور فرمانبرداروں اور راہ خدا میں جد و جہد کرنے والوں کو جو شرف عظیم خداوند متعال کی طرف سے عطا ہوگا اسکی خبر دیتی ہے ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم اس عذاب کو نہیں سمجھتے جس میں تم اس عمل کے باعث مبتلا ہوگے کہ جو کام خود نہیں کرتے اسکے کرنے کا اوروں کو حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے اوروں کو منع کرتے ہو اور خود انکے مرتکب ہو کر ہلاک ہوتے ہو اور یہ یہودیوں کے روساء اور علماء کا گروہ تھا کہ وہ صدقات اور خیرات کے مالوں کو بند کرکے خود کھا گئے تھے اور کچھ حصہ الگ کر رکھا تھا پھر جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انکی قوم کے عام لوگ بھی وہاں آکر جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ اپنی حد سے بڑھ گیا ہے اور اس چیز کا دعوے کرتا ہے جو اسکو شایاں نہیں ہے غرض سب کے سب آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوئے اور عوام الناس اپنے دلوں میں یہ ٹھانے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ سے لڑائی کریں اور ان کو قتل کر ڈالیں اگرچہ وہ اپنے جمہور صحابہ کے درمیان موجود ہوں اور پھر ان حوادث کی جو اس قتل کے سبب وقوع میں آئیں کچھ پروانہ کریں آخرکار وہ آنحضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئے اور ان کے رئیسوں نے ان سے صلاح کر رکھی تھی کہ جب ہم آنحضرتؐ کو

لاجواب کردیں تو تم تلواریں کھینچکر ان پر حملہ کرنا الغرض انکے روساء نے حضرتؐ سے کہا اے محمدؐ تو اپنے آپ کو موسیٰؑ اور تمام پیغمبران گزشتہ کی طرح پیغمبر جانتا ہے حضرتؐ نے جواب دیا بیشک میں رسول خدا ہوں۔ رہی یہ بات کہ میں موسیٰؑ اور دیگر انبیا کی نظیر ہوں سو میں اس بات کا قائل نہیں ہوں اور خدا نے جو میری قدر و منزلت بڑھائی ہے یہ بات کہکر اسکو صغیر اور حقیر نہیں کرتا بلکہ میرے پروردگار نے یہ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تجھ کو تمام انبیا و رُسل اور ملائکہ پر اسطرح فضیلت ہے جس طرح مجھ کو کہ میں رب العزت ہوں میری تمام مخلوقات پر اور اسی طرح خدا نے موسیٰ سے فرمایا تھا جبکہ اُنھوں نے گمان کیا تھا کہ میں تمام اہل عالم سے افضل ہوں یہ کلام خیر الانام ان یہودیوں کو نہایت شاق گزرا اور وہ تلواریں سونت کر آنحضرتؐ کے قتل پر آمادہ ہوئے قدرت خدا سے ہر ایک کے ہاتھ پیٹھ کیطرف خشک ہو کر رہ گئے گویا مشکیں بندھی ہوئی ہیں اور ذرا حرکت نہ دیسکتے تھے یہ حال دیکھ کر وہ نہایت حیران ہوئے جب حضرتؐ نے انکو متحیر پایا فرمایا جزع و فزع مت کرو خدا نے جو سلوک تمسے کیا بہت خوب ہے کہ تم کو اپنے ولی پر حملہ کرنے سے باز رکھا اور تم کو حبس کیا تاکہ تم محمدؐ کی نبوت اور اسکے بھائی کی وصایت کے باب میں اسکی حجت کو سنو۔ بعد ازاں فرمایا اے گروہ یہود یہ تمہارے سردار کافر ہیں اور تمہارے مالوں کو تم سے روکتے ہیں اور تمہارے حقوق کو کم کرتے ہیں اور اس مال میں سے باقی مال کی تقسیم میں تم پر ظلم کرتے ہیں کسی کو گھٹاتے ہیں اور کسی کو بڑھاتے ہیں یہ سنکر روساء یہود نے عرض کی اے محمدؐ اب اپنی نبوت اور اپنے بھائی کی وصایت کی دلیلیں بیان کر تیرے یہ دعوے باطل ہیں اور محض ہماری قوم کو ہماری مخالفت پر برانگیختہ کرنا مقصود ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہرگز نہیں مگر ہاں خدا نے مجھ کو اجازت دی ہے کہ جن مالوں کے اوپر ان ضعیف لوگوں اور ان کے رشتہ داروں نے مہریں کی ہیں انکو طلب کروں اور وہ اسی وقت یہاں میرے روبرو حاضر ہوں اور تمہارے بہی کھاتوں کو منگاؤں اور خدا ان کو میرے پاس موجود کرے اور جن سے تم نے

ان مساکین کے مال اڑانے میں اتفاق کر رکھا ہے ان کو طلب کروں اور ان کے اعضائے بدنی مالوں کے قطع و بُرید کی گواہی دیں اور اسی طرح تمہارے اعضا تمہارے مال اڑانے کی شہادت دیں۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے فرشتگانِ پروردگار ان ظالموں نے اپنی قوم کے عام لوگوں کے مالوں میں سے جس جس قسم کے مال اُڑائے ہیں انکو میرے پاس حاضر کرو اسی وقت درہم و دینار کی تھیلیاں کپڑے حیوانات۔ اور انواع و اقسام کے مال ان یہودیوں پر اُترنے لگے اور آکر ان کے سامنے ٹھیر گئے۔ پھر فرمایا اے فرشتوان ظالموں کے بہیاں لاؤ جن سے انہوں نے ان محتاجوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے فوراً حساب کے کاغذات اُترنے شروع ہوئے جب وہ زمین پر آکر ٹھیرے فرمایا ان کاغذوں کو ہاتھ میں لو فرشتوں نے لیکر ہر شخص کا حصہ جدا جدا پڑھکر سنایا پھر فرمایا اے فرشتوان میں سے ہر شخص کے نام کے نیچے اس رقم کو درج کرو جو انہوں نے انکے مالوں میں سے چرائی ہیں اور اسکو ظاہر کرو غرض صحیح حساب ظاہر ہو گیا بلکہ ہر ایک شخص کے حصے کی مقدار معلوم ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ جتنا روپیہ انہوں نے حقداروں کو دیا ہے اس سے دس گنا خورد برد کر گئے ہیں پھر ارشاد فرمایا اے فرشتوان موجودہ مالوں کو جدا جدا کرو جو مال کہ اس صاحب مال اور ان ظالموں کی دست برد سے فاضل بچا ہوا اسکو ہم حقدار کو پہنچا دینگے پس وہ مال حرکت میں آئے اور ایک دوسرے سے الگ ہونے لگے یہانتک کہ جس طرح حساب کی بہیوں میں درج تھے اسکے موافق جدا جدا ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے اس مال کو چرایا اور اُڑایا ہے۔ حضرتؐ نے جو لوگ کہ وہاں موجود تھے ان کا حق ان کو دیدیا اور جو وہاں موجود نہ تھے ان کو بلوا کر ان کا حق عطا فرمایا اور جو مر گئے تھے ان کا حق ان کے وارثوں کو پہنچا دیا اور خدا نے روساء یہود کو رسوا کیا اور بعض روساء اور بعض عوام پر شقاوت غالب ہوئی (اور وہ ایمان نہ لائے) اور بعض کو حق تعالیٰ نے اس بلا سے محفوظ رکھا اور وہ ایمان لائے الغرض جن سرداروں نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تھا بولے اے محمدؐ ہم شہادت دیتے ہیں کہ

تو نبیٔ افضل ہے اور تیرا یہ بھائی وصی اجل و اکمل ہے خدا نے ہم کو ہمارے گناہوں کے سبب سے رسوا کیا فرمائیے اگر ہم توبہ کریں اور اپنی پہلی حرکتوں سے باز آئیں تو ہمارا کیا حال ہوگا حضرتؐ نے فرمایا اگر تم ایسا کروگے تو بہشت میں ہمارے رفیق ہوگے اور دنیا و دین میں ہمارے بھائی بنجاؤگے اور خدا تمہارے رزقوں کو فراخ کریگا اور جو مال تم سے اسوقت لئے گئے ہیں ان سے چند در چند تم کو مرحمت ہوگا اور یہ لوگ تمہاری اس وقت کی رسوائی کو بھول جائینگے اور ان میں سے کوئی بھی اسکاذکر نہ کریگا یہ ارشاد سنکر وہ سردار پکارے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ واحد اور لاشریک ہے اور اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسول اور برگزیدہ اور خلیل ہے اور علیؑ تیرا بھائی اور وزیر اور تیرے دین کا قایم کرنے والا اور تیرا نائب اور تیری طرف سے جنگ کرنے والا ہے اور اس کا مرتبہ تیری نسبت ایسا ہے جیسے ہارون کا مرتبہ موسیٰؑ کی نسبت تھا مگر اتنا فرق ہے کہ تیرے بعد کوئی نبی نہوگا ان یہودیوں کے یہ کلمات سنکر حضرتؐ نے فرمایا تم نجات و رستگاری پانیوالے ہو اب اللہ تعالیٰ تمام یہودیوں اور کافروں اور اسلام کے اظہار کرنے والوں سے خطاب کرکے فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور تم صبر اور نماز سے مدد مانگو یعنی امانتوں کے ادا کرنے میں حرام سے بچنے اور باطل حکومتوں اور اقرار نبوت محمدؐ و وصایت علیؑ اور ان دونو کی خدمت بجالانے اور اس شخص کی خدمت کرنے پر جسکی نسبت یہ دونو (محمدؐ و علیؑ) تم کو حکم کریں صبر کرنے سے مدد مانگو اس خدمت کے بجالانے سے تم خوشنودی الٰہی اور مغفرت اور جوار رحمت خداوندی میں بہشت کی ابدی نعمتوں اور برگزیدہ مومنین کی رفاقت اور محمدؐ سردار اولین و آخرین اور علیؑ سید الوصیین کی عترت اور سادات اخیار و منتخبینؑ یعنی ائمہ طیبین و طاہرین کی طرف نظر کرنے سے بہرہ ور ہونے کے مستحق اور سزاوار ہوگے کیونکہ یہ بات باقی تمام بہشتی نعمتوں کی نسبت تمہاری آنکھوں کو زیادہ خنک کرنے والی اور تمہارے سرور کو کاملتر طور پر پورا کرنے والی اور تمہاری ہدایت کی زیادہ تکمیل کرنے والی ہے نیز نماز پنجگانہ کے ادا کرنے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے اپنی نماز کے جنات نعیم سے قریب ہونے

مدد طلب کرو وَاِنَّهَا اور یہ فعل یعنی نماز پنجگانہ کا ادا کرنا اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنا جبکہ انکے احکام کا پابند اور پیروکار ہو اور انکے پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہو اور انکے باب میں چون و چرا کا تارک ہو لَكَبِيرَةٌ بیشک دشوار اور نہایت ناگوار گزرتا ہے۔ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ سوائے ان لوگوں کے کہ جو خدا کے بزرگتر فرض میں اسکی مخالفت اور اس کے عذاب و عقاب سے خوف کرتے ہیں اب ان خوف کرنے والوں کا وصف بیان فرماتا ہے الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وہ لوگ جو گمان غالب رکھتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار سے ملاقات کرینگے جو کہ بندوں کے لئے خدا کی سب کرامتوں سے بڑھکر ہے اور يَظُنُّونَ یعنی گمان کرتے ہیں، اسلئے فرمایا کہ وہ بندے بالیقین یہ نہیں جانتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اور خاتمہ آخرت انکی نظروں سے پوشیدہ ہے وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اسکی طرف رجوع کرینگے یعنی اپنے ایمان اور خشوع و خضوع کے سبب کرامات خدا اور اسکی جنت کی نعمتوں کی طرف بازگشت کرینگے اور یہ بات انکو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی حالت کے تغیر و تبدل سے مامون و مصئون نہیں ہیں +

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے انجام کی برائی سے ہمیشہ خائف رہتا ہے اور اس کو رضوان الہی سے واصل اور ملحق ہونے کا کبھی یقین نہیں ہوتا جبتک کہ نزع کا وقت نہیں آتا اور ملک الموت قبض روح کے لئے اسکے سامنے ظاہر نہیں ہوتا اسوقت اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور رضوان الہی سے واصل ہونے کا اسکو یقین ہو جاتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ملک الموت مومن کے پاس آتا ہے اور وہ اپنی شدت مرض میں گرفتار ہونے اور اپنے مال و منال کے چھوڑنے اور اپنے اہل معاملہ اور اہل و عیال کے باب میں مضطرب ہونے اور اپنے نفس میں طرح طرح کی حسرتوں کے باقی رہجانے اور اپنی باقی مرادوں اور آرزوؤں کے منقطع ہونے کے سبب نہایت تنگدل اور سینہ فگار ہوتا ہے یہ حال دیکھ کر ملک الموت اس سے کہتا ہے تو کس لئے اس غم و غصہ میں مبتلا ہے مومن جواب دیتا ہے کہ اپنے احوال کے

مضطرب ہونے اور تیر ہمیری سب آرزوئں کو منقطع کرنیکے سبب تب ملک الموت اس سے
کہتاہے کہ آیا عقلمند آدمی ایک کھوٹے درہم کے گم ہو جانے سے غمگین ہوا کرتاہے جس کی
عوض میں اسکو تمام دنیاسے دس لاکھ گنامال ملجائے مومن جواب دیتاہے کہ نہیں یہ جواب
سنکر ملک الموت اس سے کہتاہے کہ تو اوپر کی طرف نظر اُٹھاکر دیکھ جب وہ اوپر کو نگاہ کرتاہے
تو بہشت کے درجات اور اسکے مکانات دیکھتاہے کہ تمام آرزوئیں ان سے قاصر اور کوتاہ ہیں
اور ملک الموت اس سے کہتاہے یہ تیری منزلیں ہیں یہ تیری نعمتیں ہیں یہ تیرے مال ہیں
یہ تیرے اہل وعیال ہیں اور دنیا میں تیرے عیال واطفال ہیں سے جو جو نیک اور صالح ہیں
وہ بھی بہشت میں تیرے ہمراہ ہونگے اب بتا ان دنیاوی چیزوں کے عوض میں بہشت کی یہ
نعمتیں لیکر بھی تو خوش ہوا وہ مومن جواب دیتاہے خدا کی قسم میں خوشنود اور رضامند ہوا۔
بعد ازاں ملک الموت اس سے کہتاہے کہ نظر اُٹھا جب وہ نظر اٹھاتاہے تو محمدؐ اور علیؑ اور انکی
آل اطہار کو اعلیٰ علیین میں دیکھتاہے اسوقت ملک الموت کہتاہے دیکھ یہ تیرے سردار اور
پیشوا ہیں اور یہ سب وہاں تیرے جلیس اور انیس ہونگے بتا ان لوگوں کی عوض جن سے تو
مفارقت کئے جاتاہے اب بھی خوشنود ورضامند ہوا مومن جواب دیتاہے ہاں خدا کی قسم میں
خوش ہوا اسی مطلب کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس طرح بیان فرماتاہے اِنَّ الَّذِیْنَ
قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا
تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا
پروردگار ہے اور اس قول پر ثابت اور قائم رہتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انکو
تسلی دیتے ہیں کہ تم کچھ خوف نہ کرو اور اپنے مالوں کا کچھ غم نہ کھاؤ تم کو ان کا پورا عوض ملگیا
ہے اور جو عیال واطفال پیچھے چھوڑ چلے ہو ان کے لئے محزون ومغموم مت ہو یہ چیزیں جو
جنت میں تم نے اس وقت مشاہدہ کی ہیں انکی عوض میں تم کو ملی ہیں اور جس جنت کا
تم کو وعدہ دیا گیاہے اس سے خوشحال اور فرحناک ہو یہ تمہارے مکانات ہیں اور یہ تمہارے

ا پارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ ع ۴

سرداراورانیس وجلیس ہیں +

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یَابَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ○ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے اولاد یعقوب تم میری نعمتوں کو جو میں نے تم کو عطا کی ہیں یاد کرو کہ تمہاری گزشتہ نسلوں کی طرف موسیٰؑ اور ہارونؑ کو پیغمبر کرکے بھیجا اور نبوت محمدؐ اور وصایت علیؑ اور انکی عترت طاہرہ کی امامت کی طرف ہدایت کی اور اس امر پر تم سے عہد و پیمان لئے گئے کہ اگر تم ان عہدوں کو پورا کروگے تو تم بہشتوں کے بادشاہ اور خدا کی کرامتوں اور اسکی خوشنودی کے حقدار ٹھیروگے اور میں نے تم کو اہل عالم پر فضیلت دی یعنی یہ بات میں نے تمہارے اسلاف سے کی کہ انکو دینی اور دنیاوی طور پر فضیلت دی فضیلت دینی تو یہ کہ انہوں نے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی ولایت اور محبت کو قبول کیا اور دنیاوی فضیلت یہ کہ میں نے انپر بادلوں کا سایہ کیا اور من وسلوےٰ کو انپر نازل کیا اور پتھروں میں سے آب شیریں نکالکر ان کو سیراب کیا اور دریا کو ان کے لئے شق کیا اور انکو نجات دی اور انکے دشمنوں فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا اور امور مذکور کے باعث ان کو ان کے اہل عصر پر جو انکے طریق کے مخالف اور انکے راستے سے جدا تھے فضیلت دی اب خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ جب میں نے ولایت محمدؐ و آل محمدؐ کے باعث اس زمانے میں تمہارے پہلے بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا اسلئے سزاوار اور مناسب ہے کہ اب اس زمانے میں تم کو زیادہ فضیلت عطا کروں اگر تم اس عہد کو جو تم سے لیا گیا ہے پورا کرو پھر فرماتا ہے وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا اور اس روز سے ڈرو جبکہ کوئی نفس کسی نفس سے کوئی تکلیف رفع نہ کرسکیگا یعنی وقت نزع عذاب کو جس کا وہ سزاوار ہے اس سے رفع نہ کریگا وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور اسکی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ ہوگی یعنی اگر کوئی اسکے لئے تاخیر موت کی سفارش کرے تو ہرگز مقبول نہ ہوگی وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اور اسکی عوض کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا کہ وہ (فدیہ) مرجائے

اور اس کو چھوڑ دیا جائے +
اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس دن کا اس آیت میں ذکر ہے۔
اس سے موت کا دن مراد ہے کہ کسی کی سفارش اور صدقہ اور فدیہ اس روز کچھ فائدہ نہیں
دیتا مگر ہاں قیامت کے دن ہم اور ہمارے اہلبیتؑ اپنے شیعوں سے ہر قسم کی تکلیف کو رفع
کرینگے۔ اعراف پر جو جنت اور دوزخ کے مابین ایک مقام ہے محمدؐ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ
اور انکی آل اطہار تشریف فرما ہونگے اور میدان قیامت میں اپنے بعض تقصیروار شیعوں
کو سختیوں اور شدتوں میں گرفتار دیکھینگے تب ہم اپنے نیک اور برگزیدہ شیعوں مثل سلمانؓ
مقدادؓ۔ ابوذرؓ۔ عمارؓ اور انکے امثال کو جو انکے بعد کے زمانے میں ہوئے ہونگے اُن کی طرف
بھیجیں گے وہ فوراً باز اور شکروں کی طرح انکی طرف جھپٹیں گے اور اس طرح اُن کو وہاں سے
اُٹھا لائینگے جیسے باز اور شکرے اپنے شکار کو اٹھا لاتے ہیں اور جھٹ پٹ لیجا کر انکو جنت میں
پہنچا دینگے پھر ہم اپنے دیگر محبوں پر اپنے اور نیک شیعوں کو مقرر کرینگے کہ وہ مثل کبوتر کی
انکی طرح جائینگے اور اس طرح انکو اٹھا لائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو چگ لیتے ہیں اور
لاکر ہمارے سامنے بہشت میں چھوڑ دینگے تھوڑی دیر کے بعد ہمارے شیعوں میں سے جو
ہماری دوستی اور تقیہ کے بجالانے اور حقوق برادران مومنین کے ادا کرنے کے بعد دیگر
اعمال میں کمی اور تقصیر کرتے تھے ایک ایک کو لایا جائیگا اور اسکے مقابل میں سو سے لیکر
لاکھ تک ناصبیوں کو کھڑا کیا جائیگا اور اس مومن سے کہا جائیگا کہ یہ ناصبی آتش دوزخ سے
تجھ کو رہا کرنے کیلئے تیرا فدیہ ہیں پھر ان سب مومنوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا اور
ان نواصب کو دوزخ میں اور آیۂ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ
سے بھی یہی مراد ہے یعنی جو لوگ کہ ولایت اہلبیتؑ کے منکر ہوئے وہ بہت آرزو کرینگے کہ
کاش ہم دنیا میں مسلمان اور امامت کے مطیع اور فرمانبردار ہوتے تاکہ آج ہمارے مخالف
ہمارے فدیہ میں دئے جاتے اور ہم عذاب دوزخ سے نجات پاتے +

حضرات معصومین کا اعراف میں مقیم ہونا اور اپنے شیعوں کو داخل جنت فرمانا

سیپارہ ۱۴ شروع

بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو یعنی تمہارے اسلاف کو قوم فرعون کے ہاتھوں سے چھڑایا اور آل فرعون وہ لوگ تھے جو فرعون کے مذہب اور دین کی قرابت کے سبب اس سے منسوب تھے) کہ وہ تم کو سخت عذابوں میں مبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے یہ تھے کہ انکو عمارتوں کے بنانے اور مٹی گارے کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کوٹھوں پر گارا لیکر چڑھا کریں بعض وقت کوئی سیڑھیوں پر سے گر پڑتا تھا یا تو فوراً مر جاتا تھا یا اسکو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ انکے گرنے اور مرنے کی کچھ پروانہ کرتے تھے یہانتک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ ان سے کہدے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام انپر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے اس کیلئے حکم دیا تھا کہ اگر اسکو ممکن ہو تو خود درود بر محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس سے نہ ہو سکے تو کوئی دوسرا اسپر پڑھے جب ایسا کیا جائیگا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے ٭

یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اسکے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اسلئے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے یہ حال دیکھ کر عورتیں دائیوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ انکی وہ چغلی نہ کھائیں اور انکے حمل کے ایام پورے ہو جائیں جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اسکو جنگل میں

یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اسپر دس بار درود
بر محمدؐ و آل محمدؐ پڑھکر دم کیا کرتی تھیں اسکی برکت سے پروردگار عالم ایک فرشتے کو اس
لڑکے کی پرورش کے لئے مقرر فرماتا تھا اور اسکی ایک انگلی سے دودھ پیدا ہوتا تھا جس کو
وہ چوستا تھا اور دوسری انگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا یہانتک کہ
اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور
سلامت رہے انکی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَيَسْتَحْيُونَ
نِسَاءَكُمْ اور وہ تمہاری عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے یعنی انکو نہ
مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے جاکر فریاد کی
کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان
لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب انکی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود
بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونیوں کے شر کو دور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی
شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری یا حادثے میں گرفتار کرتا یا اسپر کوئی خاص لطف
فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے انکی زوجیت میں نہ آئی بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ
و آل محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعل بد کو دور کیا۔ پھر خدا فرماتا
ہے وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے
پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے بڑی بھاری نعمت تھی ؞

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولاد یعقوبؑ سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر سے
محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے
کہ اب جبکہ تم انکو مشاہدہ کرو اور ان پر ایمان لاؤ تو خدا کی نعمتیں تم پر بہت زیادہ ہونگی
اور اس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شامل حال ہوگا ؞

قولہ عزوجل وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ
الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُوْنَ ○ ترجمہ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شگافتہ کرکے تم کو
نجات دی اور آل فرعون کو اسمیں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے
موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اسکے (طور پر) جانیکے بعد تم بچھڑے کی پوجا کرنے
لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی
تاکہ تم شکر کرو اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق
کرنے والی حجت عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ ٭

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد
فرماتا ہے کہ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے دریا کے پانی کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے الگ ہو گیا تھا۔ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَا
اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور وہاں سے تم کو نجات دی اور فرعون کو اسکی
قوم سمیت اسمیں غرق کیا اور تم ان کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور اس کا قصہ اسطرح
پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ دریا کے کنارے پر پہنچے خدا نے ان پر وحی نازل کی کہ بنی اسرائیل
سے کہدے کہ از سر نو میری توحید کی شہادت دیں اور محمدؐ جو میرے بندوں اور کنیزوں کا
سردار ہے اسکے ذکر کو اپنے دلوں میں گزاریں اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی آل اطہار کی ولایت
کا اپنے نفسوں میں اعادہ کریں پھر یہ کلمات اپنی زبانوں پر جاری کریں اَللّٰهُمَّ بِجَاهِهِمْ
فَجَوِّزْنَا عَلٰی مَتْنِ هٰذَا الْمَآءِ اے اللہ ان حضرات کی قدر و منزلت کا واسطہ ہم کو
اس پانی کے اوپر سے گزار دے اسی وقت یہ پانی تمہارے لئے سخت زمین کی صورت میں
تبدیل ہو جائیگا حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمان ایزدی انکو پہنچایا وہ یہ حکم سنکر کہنے لگے

اے موسیٰ تم وہی باتیں ہم پر ڈالتے ہو جن کو ہم برا سمجھتے ہیں تم کو معلوم ہے کہ ہم موت ہی
کے ڈر سے قوم فرعون کے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں اب تم کہتے ہو کہ ہم یہ کلمات کہکر اس
دریائے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو۔
تب کالب بن یوحنا حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس خلیج کا عرض
چار فرسخ تھا اور آکر حضرت موسیٰ سے عرض کی یا نبی اللہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے کہ ہم
ان کلمات کی تلاوت کریں اور پانی میں چلے جائیں فرمایا ہاں پھر اس نے عرض کی تم مجھ کو ایسا
کرنے کا حکم دیتے ہو حضرت نے فرمایا ہاں۔ یہ سنکر اس نے کچھ توقف کیا اور اپنے دل میں وحدانیت
الٰہی اور نبوت محمدی اور ولایت علی و آل احمدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تجدید کی جس کا
اسکو حکم دیا گیا تھا پھر یہ دعا (اَللّٰهُمَّ بِجَاهِهِمْ جَوِّزْنِیْ عَلٰی مَتْنِ هٰذَا الْمَاءِ)
پڑھکر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالدیا اس کا گھوڑا سطح آب پر دوڑا جاتا تھا اور پانی اسکے نیچے
زمین نرم کی طرح معلوم ہوتا تھا یہانتک کہ خلیج کے پار جا پہنچا پھر دوبارہ گھوڑا اڑا کر واپس
آیا اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا تم حضرت موسیٰ کا کہنا مانو یہ دعا در ہائے جنت کی کنجی اور دوزخ
کے دروازوں کا قفل اور رزقوں کے نازل ہونے کا باعث اور رضائے خداوند خلاق دو جہان
کو اسکے بندوں اور کنیزوں کی طرف کھینچ لانے والی ہے ہر چند اس شخص نے سمجھایا مگر بنی اسرائیل
نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو زمین ہی پر چلیں گے اسوقت خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰ اِضْرِبْ
بِعَصَاكَ الْبَحْرَ اپنے عصا کو دریا پر مار اور یہ کلمات زبان پر جاری کر اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ لَمَّا فَلَقْتَهٗ یعنی اے خدا بحق محمد و آل محمد کا واسطہ اس دریا
کو پھاڑ دے حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور دریا کا پانی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خلیج کے
دوسرے کنارے تک زمین نظر آنے لگی تب حضرتؑ نے اپنی قوم کو اسمیں داخل ہونے کا
حکم دیا انہوں نے جواب دیا یہ زمین تو گیلی ہے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اسمیں دھنس نہ جائیں
اسوقت فرمان خدا یوں نازل ہوا کہ اے موسیٰ یہ دعا پڑھ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ

سیپارہ ۱ ۱۹ سورہ بقرہ ع ۴

جَفِّفْهَا یعنی اے خدا محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کا واسطہ اس زمین کو خشک کر دے حضرتؑ نے اسی طرح دعا کی اللہ تعالیٰ نے باد صبا کو اس زمین پر بھیجا وہ فوراً خشک ہو گئی تب کلیم اللہؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تو داخل ہو وہ بولے یا نبی اللہ ہم بارہ قبیلے بارہ باپوں کی اولاد ہیں اگر ہم اس میں داخل ہوں تو ایک فریق دوسرے فریق پر سبقت کرنیکی خواہش کریگا اسلئے ہم کو خوف ہے کہ کہیں باہم فساد نہ ہو جائے اگر ہر ایک فریق کیلئے الگ الگ رستہ ہو تو ہم اس خوف سے مطمئن ہو جائیں تب بارگاہ خداوندی سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو دریا پر اسی سمت میں ان کے بارہ فرقوں کی تعداد کے موافق بارہ دفعہ مار اور زبان سے یوں دعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کے مرتبے کا واسطہ زمین کو ہمارے لئے ظاہر کر اور پانی کو ہماری طرف آنے سے روک دے حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا میں بارہ رستے ہو گئے اور باد صبا نے زمین کو خشک کر دیا اسوقت حضرتؑ نے بنی اسرائیل کو داخل ہونے کا حکم دیا وہ بولے ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے کوچہ میں داخل ہوگا اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہوگی کہ اسپر کیا گزری تب خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ پانی کے ان ٹیلوں پر جو ان راستوں کے مابین حائل ہیں اپنا عصا مار اور یوں دعا کر اے خدا محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کے مرتبے کا واسطہ اس پانی میں بڑے بڑے طاق بنا دے جنمیں سے یہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور بڑے بڑے وسیع طاق پانی کے درمیان پیدا ہو گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں آخر کار وہ دریا میں داخل ہوئے اور جب وہ خلیج کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو فرعون اور اسکی قوم بھی آکر دریا میں داخل ہوئے جب اگلے آدمی نے دریا کے آخری سرے پر پہنچکر باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ادھر سب سے پچھلا آدمی دریا میں داخل ہو چکا تو خدا کے حکم سے دریا کے طبقے آپس میں مل گئے اور وہ سب اسمیں غرق ہو گئے اور حضرت موسیٰؑ کے ہمراہی انکو غرق ہوتے دیکھ رہے تھے۔ اسی سبب سے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی ہم نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور اس وقت تم انکو دیکھ رہے تھے۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی پھر ہم نے اسکے بعد تمہارا قصور معاف کیا تاکہ شکر گزاری کرو یعنی تمہارے بزرگوں سے انکی گوسالہ پرستی کا قصور معاف کیا تاکہ اے بنی اسرائیل جو کہ محمدؐ کے زمانہ نبوت میں موجود ہو اس نعمت کا جو کہ تمہارے بزرگوں کو عطا کیگئی اور انکے بعد جو تم کو دیگئی شکر ادا کرو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور اسلئے معاف کیا تھا کہ انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطہ سے اپنے گناہوں کی معافی کی دعا مانگی تھی اور محمدؐ و علیؑ اور انکی آل طاہرین کی ولایت کو اپنے دلوں میں از سر نو تازہ کیا تھا جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا نے انپر رحم کیا اور انکی خطا معاف کر دی۔

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے موسٰیؑ کو کتاب دی تھی اور وہ توریت تھی کہ جسپر ایمان لانے اور ان امور کی پیروی کرنے کا جنکو اس کتاب نے واجب ٹھیرایا تھا بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا نیز ہم نے اسکو فرقان دیا تھا کہ جس نے حق و باطل اور اہل حق اور اہل باطل میں فرق کیا تھا کیونکہ جب خدا نے انکو کتاب توریت اور اسپر ایمان لانے اور اسکے احکام کی پیروی کرنے سے عزت بخشی تو اسکے بعد حضرت موسٰیؑ کی طرف وحی بھیجی اے موسٰیؑ اس کتاب پر تو یہ لوگ ایمان لے آئے اور فرقان ابھی باقی ہے جو مومن اور کافر اور اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے اب تو اُن سے از سر نو اُسکے لئے عہد و پیمان لے کیونکہ میں نے اپنی ذات مقدس کی سچی قسم کھائی ہے کہ کسی شخص کا ایمان اور عمل قبول نہ کرونگا جبتک کہ اسپر ایمان نہ لائے موسٰیؑ نے عرض کی اے پروردگار وہ کیا چیز ہے فرمایا اے موسٰیؑ بنی اسرائیل سے عہد لے کہ محمدؐ سب نبیوں سے بہتر اور سب رسولوں کا سردار ہے اور اسکا بھائی اور وصی علیؑ سب وصیوں سے بہتر ہے اور وہ اولیاء جو اس کے قائمقام ہونگے وہ جملہ مخلوقات کے سردار ہیں اور اسکے شیعہ جو اسکے جانشینوں کے فرمانبردار اور اسکے اوامر و نواہی کے تسلیم کرنیوالے ہیں

وہ فردوس اعلےٰ کے ستارے اور بہشت میں جنات عدن کے بادشاہ ہونگے +

الغرض حضرت موسٰیؑ نے اس بات کا ان سے عہد لیا بعض نے تو دل و زبان سے حقیقی طور پر اس بات کا اعتقاد کیا بعض نے صرف زبان سے اقرار کیا اور دل سے اعتقاد نہ کیا جو شخص واقعی طور پر اس امر کے معتقد تھے انکی پیشانی پر ایک روشن نور چمکتا تھا اور جس نے دل سے اعتقاد نہ کیا تھا بلکہ صرف زبان سے اقرار کیا تھا اسکو یہ نور عطا نہ ہوا تھا پس یہ فرقان تھا جو خدا نے حضرت موسٰیؑ کو عنایت فرمایا تھا جس نے اہل حق و اہل باطل میں فرق اور تمیز کر دی تھی +

پھر خدا فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ یعنی تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وہ چیز جو کہ بندے کو خدا کے نزدیک مشرف اور معزز کرتی ہے وہ ان حضرات علیہم السلام کی ولایت کا اعتقاد ہے جیسا کہ تمہارے بزرگوں کو اس اعتقاد کی بدولت شرف حاصل ہوا +

قولہ عزوجل اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ترجمہ اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسٰیؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم تم نے اس بچھڑے کو معبود مان کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تم کو چاہئے کہ اپنے خدا کے آگے توبہ کرو اور آپ اپنے نفسوں کو باہم دیگر قتل کرو یہ بات تمہارے خدا کے نزدیک تمہارے حق میں بہتر ہے پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کی کیونکہ وہ توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنے والا ہے +

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسٰیؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے جنہوں نے گوسالہ پرستی کی تھی کہا تھا اے میری قوم تم نے اپنے نفسوں پہ ظلم کیا یعنی اس گوسالہ کو معبود مان کر اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا۔

طیبین وطاہرین کے مرتبے کا واسطہ دیکر تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور اس قتل کی بلا کو ہمارے سروں سے ٹال اس وقت حضرت موسٰی کو آسمان کی طرف سے آواز آئی اے موسٰی اب انکے قتل سے ہاتھ روک لے کیونکہ انمیں سے بعض نے مجھ سے درخواست کی ہے اور ایسی قسم مجھکو دی ہے کہ اگر یہ تمام گوسالہ پرست پہلے ہی یہ قسم مجھکو دیتے اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رہنے کی مجھ سے درخواست کرتے تو میں انکو اسکی پرستش سے بچا لیتا اور اگر شیطان مجھ کو ایسی قسم دیتا تو ضرور میں اسکو ہدایت دیتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم مجھ کو دیتے تو میں انکو نجات دیتا القصہ ان کا قتل کیا جانا بند کیا گیا اور وہ کہتے تھے کہ افسوس ہم ابتدا میں محمدؐ اور انکی آل طاہرین کی قسم اور واسطہ دیکر دعا کرنے سے غافل رہے تا کہ خدا ہمکو اس فتنہ کے شر سے محفوظ اور مصؤن رکھتا +

قولہ عزوجل وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَھْرَۃً - ترجمہ اور اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے کہا کہ اے موسٰی ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جب تک کہ خدا کو ظاہری طور پر نہ دیکھ لیں - فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ اسپر تمہارے بزرگوں کو صاعقہ نے پکڑا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ - اور تم انکو دیکھ رہے تھے ثُمَّ بَعَثْنٰکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِکُمْ پھر ہم نے ان تمہارے بزرگوں کو مرنے کے بعد زندہ کرکے اٹھایا لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ تا کہ تمہارے بزرگ اس دوبارہ زندگی کا جسمیں وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دنیا سے تعلق قطع کرکے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں شکر ادا کریں کہ وہ پہلی موت انپر قائم نہ رہی اگر ایسا ہوتا تو وہ جہنم میں جاتے - اور ابد تک اسی میں پڑے رہتے +

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسٰی نے بنی اسرائیل سے فرقان یعنی اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فرق کرنے والی چیز یعنی محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت کا عہد لیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے موسٰی ہم تیری

اس بات کو قبول نہ کرینگے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جبتک کہ خدا کو ظاہر طور پر اپنی آنکھوں سے
مشاہدہ نہ کرلیں اور وہ خود ہمارے سامنے اس امر کی ہم کو خبر دے تب بجلی انپر گری اور وہ اسکو
آسمان سے اپنی طرف اترتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور خدا نے فرمایا اے موسٰیؑ میں اپنے دوستوں
اور برگزیدوں کی تصدیق کرنے والوں کی عزت کرتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اور ایسا ہی
اپنے دشمنوں کو جو میرے اصفیا ء برگزیدگان کے حقوق کو دفع کرتے ہیں عذاب دیتا ہوں
اور کچھ پروا نہیں کرتا اس وقت موسٰیؑ نے باقی لوگوں سے جن پر بجلی نہیں گری تھی فرمایا
تم اس باب میں کیا کہتے ہو آیا قبول کرتے ہو اور اسکے مقر ہوتے ہو ورنہ تم بھی انہی کے ساتھ
ملحق ہوگے انہوں نے جواب دیا کہ اے موسٰیؑ ہم کو معلوم نہیں کہ انپر یہ مصیبت کس وجہ سے
وارد ہوئی یہ بجلی جو تیرے سبب سے انپر گری ہے منجملہ آفات زمانہ کے ایک آفت ہے جو نیکوکاروں
اور بدکاروں سب ہی پر پڑا کرتی ہیں اور اگر یہ صرف محمدؐ و علیؑ اور انکی آل اطہار کے
باب میں تمہاری تردید کرنے کی وجہ سے انپر وارد ہوئی ہے تو تم اپنے پروردگار سے محمدؐ اور
انکی آلؑ اطہار کا جنکی طرف تم ہم کو دعوت کرتے ہو واسطہ دیکر دعا کرو کہ وہ ان ضعیف
لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ یہ مصیبت تم پر کس لئے وارد ہوئی۔
تب حضرت موسٰیؑ نے ان حضراتؑ طاہرین کا واسطہ دیکر دعا کی اور خدا نے ان کو زندہ کیا
اور حضرت موسٰیؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم ان سے اس مصیبت کے وارد ہونے کی وجہ
دریافت کرلو جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اے بنی اسرائیل یہ مصیبت ہمپر
اسلئے وارد ہوئی کہ ہم نے نبوت محمدؐ کا اقرار کرنیکے بعد امامت علیؑ کے اعتقاد کرنے سے انکار
کیا تھا اور ہم نے اپنے مرنیکے بعد دیکھا کہ آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی اور بہشت
و دوزخ تمام ممالک پروردگار میں محمدؐ علیؑ - فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ سے بڑھکر کسی کا حکم نہیں چلتا
اور سب پر انہی کو غلبہ حاصل ہے جب ہم اس بجلی کے صدمے سے مرگئے تو فرشتے ہم کو آتش
دوزخ کی طرف لیگئے اسی اثنا میں محمدؐ اور علیؑ نے ان فرشتوں کو پکارا ان لوگوں پر سے اس

عذاب کو ہٹالو کیونکہ ان کے لئے ہمارے اور ہماری آلِ اطہار کے توسل سے دعا کی جائیگی اور خدا
ان کو دوبارہ زندہ کریگا اس وقت تک ہم کو ہاویہ میں نہیں ڈالا گیا تھا اور روک رکھا تھا۔
یہانتک کہ اے موسٰی ابن عمران حضرت محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کے توسل سے تمہارے دعا کرنیکے
سبب سے خدانے ہم کو زندہ کر دیا +

الغرض اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے عہد نبوت میں موجود تھے مخاطب ہو کر فرماتا
ہے کہ جب محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کا واسطہ دیکر دعا کرنے سے تمہارے بزرگوں کی جو اپنے گناہ
کے باعث بجلی کے صدمہ سے ہلاک کئے گئے تھے خطا معاف ہو گئی اور خدا نے انکو دوبارہ زندہ
کر دیا تو تم پر واجب و لازم ہے کہ تم ایسے حرکات سے متعرض نوجوان کی ہلاکت کا
باعث ہوئے تھے +

قولہ عزوجل وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى
وَكُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ○ ترجمہ اور اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمپر بادل کا
سایہ کیا اور من و سلوٰے کو تمپر نازل کیا تم ہمارے پاکیزہ رزق کو جو ہم نے تم کو دیا ہے کھاؤ
اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو
یاد کرو جبکہ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ ہم نے تمپر ابر کا سایہ کیا جبکہ تم صحرائے تیہ میں تھے
اور وہ ابر سورج کی گرمی اور چاندنی کی خنکی سے تم کو محفوظ رکھتا تھا وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ
الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور تم پر من و سلوی کو نازل کیا مَنّ یعنی ترنجبین جو کہ درختوں پر
پڑتی تھی اور وہ اسکو اتار لیا کرتے تھے اور سلوے ایک پرندہ تھا جس کا نام عربی میں سمانی
ہے اور ہندی میں اسکو بیٹر کہتے ہیں اس کا گوشت سب پرندوں سے زیادہ مزیدار ہوتا
ہے اللہ تعالیٰ اس پرندے کو انکے لئے بھیجتا تھا اور وہ بہت آسانی سے اسکو شکار کرکے

کھا لیتے تھے پھر خدا ان سے فرماتا ہے کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ ہماری پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں کھاؤ۔ اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور جن کو میں نے بزرگ کیا ہے انکو بزرگ جانو اور جنکو میں نے وقار دیا ہے تم بھی ان کا وقار کرو یعنی جنکی ولایت کا عہد تم سے لیا گیا ہے اور وہ محمدؐ اور اسکی آل اطہار ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے وَمَا ظَلَمُونَا اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا جبکہ اُنہوں نے اس کلمہ کو جو ہم نے ان سے کہا تھا بدل دیا اور کچھ اور ہی کہا اور جو عہد ان سے لیا گیا تھا اسکو پورا نہ کیا کیونکہ کافروں کا کفر کرنا ہماری بادشاہی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا جیسا کہ مومنوں کا ایمان لانا ہماری سلطنت میں کچھ زیادتی نہیں کرتا وَلٰکِنْ کَانُوا اَنْفُسَکُمْ یَظْلِمُونَ بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے یعنی کافر ہونے اور ہمارے قول کو تبدیل کرنیکے سبب اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے اے بندگان خدا تمپر واجب ہے کہ ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا اعتقاد کرو۔ اور ہمارے درمیان فرق مت کرو اور خیال کرو کہ حق تعالیٰ نے کس قدر کشایش اور وسعت تم کو عطا فرمائی ہے کہ اپنی حجت کو تم پر واضح اور روشن کر دیا تاکہ حق کا پہچاننا تم پر سہل ہو جائے پھر تمہارے لئے تقیہ میں بڑی گنجائش رکھدی تاکہ تم خلقت کی بُرائیوں اور شرارتوں سے بچے رہو پھر بھی اگر تم تغیر و تبدل کر دو تو توبہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

قولہ عزوجل وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ○ وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَکُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ ٭ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ○ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ ترجمہ اور یاد کرو جب کہ ہم نے (تمہارے باپ دادا کو) کہا کہ تم اس گاؤں (بیت المقدس) میں داخل ہو اور وہاں سے جا کر جہاں سے جی چاہے سیر ہو کر کھاؤ اور اس بستی کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کلمہ حِطَّۃٌ زبان سے کہو تو ہم تمہاری خطاؤں کو بخشدینگے اور عنقریب نیکی کرنے والوں کا ثواب زیادہ کرینگے پس ظالموں نے اس کلمہ کو جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا بدل ڈالا اسلئے ہم نے ان ظالموں پر انکی نافرمانی اور فسق کے سبب عذاب آسمانی نازل کیا اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسٰی نے اپنی قوم کے لئے ہم سے پانی طلب کیا تب ہم نے اس سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار (جب اس نے عصا کو پتھر پر مارا) تو اس پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہوئے کہ ہر گروہ نے اپنے اپنے چشمے کو معلوم کیا (اس وقت ہم نے ان کو کہا) تم خدا کی دی ہوئی روزی کو کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد کرتے مت پھرو اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے (یعنی تمہارے باپ دادانے) کہا اے موسٰیؑ ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اسلئے اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے دعا کر کہ وہ ہمارے لئے ساگ پات ککڑی گیہوں مسور اور پیاز کہ زمین سے اُگتے ہیں

پیدا کرے یہ سنکر موسیٰؑ نے ان سے کہا آیا تم اس عمدہ چیز کے عوض میں ناقص چیز کو تبدیل کرنا چاہتے ہو (اس وقت حکم ہوا) تم شہر میں جاؤ کہ جن جن چیزوں کی تم نے درخواست کی ہے وہ سب تم کو وہاں ملینگی اور انپر ذلت اور محتاجی لازم کی گئی اور خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے یہ اسلئے ہوا کہ وہ آیات خدا کا انکار کرتے تھے اور پیغمبران خدا کو ناحق قتل کرتے تھے۔ ان سب خرابیوں کا باعث یہ تھا کہ انہوں نے خدا کی نافرمانی اور ناشکری کی تھی اور حق سے تجاوز کرتے تھے۔ ایمان لانے والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے جو لوگ کہ صدق دل سے خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو خدا کے ہاں سے انکی جزا ملیگی۔ اور کسی قسم کا خوف انکو نہوگا اور نہ وہ مغموم و محزون ہونگے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے اے بنی اسرائیل تم اسوقت کو یاد کرو اِذْ قُلْنَا جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے کہا کہ اُدْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ تم اس بستی میں داخل ہو اور وہ اریحا بلاد شام سے ایک شہر ہے اور یہ حکم اسوقت ہوا تھا جبکہ وہ صحرائے تیہ سے نکلے فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور اس شہر میں سے جہاں تمہارا جی چاہے بے زحمت و رنج پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھاؤ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اندر داخل ہو۔ اور حق تعالیٰ نے شہر کے دروازے پر ان کے لئے محمدؐ اور علیؑ کی صورتوں کو متمثل کیا تھا اور انکو حکم دیا تھا کہ ان مثالی صورتوں کی تعظیم کے لئے سجدہ کریں اور انکی بیعت اور محبت کے ذکر کو اپنے نفسوں میں تازہ کریں اور جو اقرار انکی ولایت و اعتقاد افضلیت کا ان سے لیا گیا ہے اسکو یاد کریں وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور حطہ کہو یعنی یہ کہو کہ یہ ہمارا محمدؐ و علیؑ کی مثالوں کی تعظیم کے لئے خدا کو سجدہ کرنا اور انکی ولایت کا اعتقاد کرنا ہمارے گناہوں کا کھونے والا اور ہمارے قصوروں کا مٹانے والا ہے نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ تاکہ ہم اس عمل کے سبب تمہاری گزشتہ خطاؤں کو بخشدیں اور پہلے گناہوں کو زائل کردیں وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور جلد ہم

بیان مطلب

نیکو کاروں کے ثواب کو زیادہ کرینگے یعنی جو لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ اُنھوں نے وہ گناہ نہیں کئے جو مخالفان ولایت نے کئے ہیں اور انکی ولایت کا عہد جو اپنے نفس میں خدا سے کیا تھا اسپر ثابت قدم رہے اس عمل کے بجا لانے سے ہم ان کے درجات اور ثواب زیادہ کرینگے اور آیہ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ سے یہی مراد ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پس اس گروہ نے کہ اُنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اس قول کو جوان سے کہا گیا تھا اور طرح پہ بدل دیا خدا نے انکو سجدہ کرنے کا حکم دیا انھوں نے سجدہ نہ کیا اور جس لفظ کے کہنے کا حکم دیا تھا وہ نہ کہا بلکہ دروازے کی طرف پشت کر لی اور پیٹھ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے نہ تو جھکے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہنے لگے اتنے بلند دروازے کے ہوتے ہم جھک کر کیوں داخل ہوں دیکھئے یہ موسیٰؑ اور یوشعؑ ہم سے ہنسی کرتے رہینگے اور بے کار اور فضول امور کے لئے ہم سے سجدے کرائینگے اور بجائے حطہ کہنے کے حنطۃ سمقانہ کہا یعنی لال گیہوں جو ہم کھاتے ہیں وہ اس قول وفعل سے زیادہ پسندیدہ ہے فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی ہم نے ان لوگوں پر کہ انھوں نے اس لفظ کو جوان سے کہا گیا تھا بدل دیا اور محمدؐ و علیؑ اور انکی آلِ اطہار کی ولایت کے مطیع و فرماں بردار نہوئے انکے فسق و فجور اور حکم و اطاعت سے نکل جانے کے سبب آسمان سے عذاب انپر نازل کیا اور وہ مرض طاعون تھا کہ ایک دن کے تھوڑے سے حصے میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ان میں سے اس مرض سے ہلاک ہوگئے اور یہ لوگ وہ تھے جنکی بابت خدا کے علم میں گزر چکا تھا کہ وہ نہ ایمان لائینگے اور نہ توبہ کرینگے اور جنکی بابت خدا کو یہ معلوم تھا کہ وہ توبہ کرینگے یا ان کے صلبوں سے ایسے پاک لوگ پیدا ہونگے جو توحید الٰہی کے قائل ہونگے اور حضرت محمدؐ پر ایمان لائینگے اور ان کے وصی اور بھائی علیؑ کی ولایت کو پہچانیں گے انپر یہ عذاب نازل نہ ہوا اب خدا فرماتا ہے وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور اسوقت کو یاد کرو

جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا جبکہ انکو صحرائے تیہ میں پیاس لگی اور فریاد وزاری کرتے حضرت موسیٰ کے پاس آکر عرض کی ہم کو پیاس مارے ڈالتی ہے تب موسیٰ نے دعا کی اے خدا محمدؐ سید انبیاء اور علیؑ سید اوصیاء اور فاطمہ سیدۃ النسا اور حسنؑ بہترین اولیاء اور حسینؑ سید الشہداؑ اور انکی عترتؑ طاہرہ وخلفاء کا جو بہترین اذکیا ہیں واسطہ دیکر التماس کرتا ہوں کہ اپنے ان بندوں کو پانی سے سیراب کر فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ تب ہم نے وحی کی کہ اے موسیٰ اپنے عصا کو پتھر پر مار جب اس نے عصا کو پتھر پر مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا تو اسمیں سے بارہ چشمے جاری ہوگئے قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ اور اولاد یعقوب کے ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو معلوم کرلیا تاکہ دوسرے گروہ اور قبیلہ سے مزاحم نہوں اور باہم ایک دوسرے سے پانی پر جھگڑا نہ کریں پھر خدا نے ان سے خطاب کیا كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ اس رزق کو جو خدا نے تمکو عطا کیا ہے کھاؤ اور پیو وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور مفسد اور عاصی ہوکر زمین میں دوڑ دھوپ مت کرو ۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت اہلبیتؑ پر قائم ہو خدا اسکو اپنی محبت کا ایسا پیالہ پلاتا ہے کہ وہ اسکو کسی سے تبدیل کرنا نہیں چاہتا اور اسکے سوا کسی کو اپنا کفایت کرنے والا اور نگہبان اور مددگار بنانا پسند نہیں کرتا اور جو کوئی اپنے نفس کو ہماری محبت میں سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنا لیتا ہے خدا قیامت کے دن میدان حشر میں اسقدر درجات عالیہ اسکو عطا فرمائیگا کہ تمام اہل محشر کی آنکھیں اسکے درجات کے دیکھنے سے قاصر ہونگی اور ہر ایک کو اسکے درجات اسطرح احاطہ کرلینگے جیسا کہ وہ دنیا میں اپنے مال ومتاع پر جو اسکے سامنے رکھے ہوں قابض اور محیط ہو پھر اسکو خطاب ہوگا کہ تو نے محمدؐ وآل محمدؐ کی محبت وولایت میں اپنے نفس کو سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنایا سو اسکی عوض میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اختیار اور قدرت دی ہے کہ اہل محشر میں سے جس کو شدتِ عذاب وتکلیف سے چھڑانا چاہو چھڑاؤ تب وہ اپنی آنکھ کھولکر سب کو دیکھیگا

پھر انمیں سے اس شخص کو جس نے اس سے نیکی کی ہوگی یا دنیا میں کوئی احسان اسپر کیا ہوگا خواہ فعلی ہو یا قولی یا اس سے شیریں کلامی سے بات کی ہوگی یا اسکے ساتھ کسی طرح کی نرمی یا ملائمت عمل میں لایا ہوگا تمام اہل محشر میں سے علیحدہ کریگا جیسا کہ کھرے روپیوں کو پرکھ کر کھوٹے روپیوں سے الگ کر لیتے ہیں پھر اسکو کہا جائیگا انکو جنت میں لے جاؤ اور جہاں جی چاہے انکو ٹھہراؤ تب وہ انکو جنت میں لیجا کر اتارے گا پھر اسکو ندا آئیگی ہم نے تجھ کو مختار کیا اور قدرت دی کہ جس کو تیرا جی چاہے آتش دوزخ میں داخل کر یہ ندا سنتے ہی وہ آنکھ اٹھا کر انکی طرف دیکھیگا اور ہر طرف نظر مار کر ان میں سے دوزخیوں کو اس طرح چن لے گا جس طرح روپیوں میں سے اشرفیوں کو الگ کر لیتے ہیں پھر آواز آئیگی دوزخ کے جس درجے میں تیرا جی چاہے انکو داخل کر تب وہ جہنم کی جن تنگناؤں میں انکو داخل کرنا چاہے گا کریگا +

الغرض خدا بنی اسرائیل سے جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے فرماتا ہے جبکہ تمہارے پہلے بزرگوں کو محمدؐ و آل محمدؑ کی موالات و دوستی کی طرف دعوت کیگئی اب تم نے چونکہ انکو مشاہدہ کر لیا اور ولایت محمدؐ و آل محمدؑ کی اعلیٰ غرض و منشا کو پہنچگئے ہو تم کو مناسب ہے کہ اہلبیت کے تقرب سے خدائے بزرگ و برتر کا قرب حاصل کرو اور اسکے قہر و غضب کے قریب مت ہو اگر ایسا کروگے تو اسکی رحمت سے دور ہو جاؤگے +

اب خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف نے موسیٰؑ سے کہا کہ ہم اس من و سلویٰ کے ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اور اسکے ساتھ اور چیزوں کا ملانا ضروری ہے فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا اسلئے تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ زمین کی نباتات میں سے ساگ پات اور ککڑیاں اور گیہوں اور مسور اور پیاز ہمارے واسطے پیدا کرے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ تو حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ عمدہ چیز

تو تم سے لی جائے اور ناقص چیز تم کو ملجائے اِهْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ
اگر تم یہی چاہتے ہو تو تم اس صحرائے تیہ سے نکلکر کسی شہر میں چلے جاؤ کہ وہاں تم کو تمہاری
مطلوبہ چیزیں ملجائینگی اب خدا فرماتا ہے کہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ط اس
نافرمانی اور ناشکری کی عوض رسوائی اور محتاجی ان پر لازم کیگئی کہ اسکے باعث وہ خدا
اور اسکے مومن بندوں کے نزدیک رسوا ہوئے اور مسکنتہ سے فقیری اور ذلت مراد ہے۔
وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور اللہ کا غضب اور اسکی لعنت ان پر ڈالی گئی ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ غضب خدا میں انکے مبتلا ہونے کا باعث یہ ہے
کہ وہ ذلت و محتاجی میں پڑنے سے پہلے خدا کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ
النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے تھے کہ نہ تو انھوں نے ان کا کچھ قصور
کیا تھا نہ کسی اور کا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا یہ فروگزاشت اور ترک مدد جو انپر غالب ہوگئی
تھی یہانتک کہ ان سے ایسے گناہ سرزد ہوئے جنکے باعث ذلت و محتاجی ان کے لئے لازم
کی گئی اور غضب خدا میں مبتلا ہوئے اس سبب سے تھی کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتے تھے وَكَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ اور حد سے گزرتے تھے کہ امر الٰہی سے تجاوز کرکے امر شیطانی بجا لاتے تھے ✦
اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے اے میری امت کے لوگو تم ایسا نہ کرنا جیسا کہ بنی اسرائیل
نے کیا اور اللہ کی نعمتوں کو خفیف نہ جاننا اور خدا سے من گھڑت اور اٹکل پچو سوال کرنا
اور جب تم میں سے کسی کی حق تعالیٰ اسکے رزق و معاش کے باب میں آزمایش کرے جسکو وہ
شخص ناپسند کرتا ہے تو اسکو چاہیئے کہ کسی چیز کا اس سے سوال نہ کرے شائد وہ چیز اسکی موت
اور ہلاکت کا باعث ہو بلکہ یوں دعا کرنی چاہیئے اے خدا محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کے جاہ
و مراتب کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ یہ جو میرے کام میں تو نے سختی ڈالی ہے اگر یہ میرے واسطے
بہتر اور میرے دین کے حق میں افضل ہے تو مجھ کو اسپر صبر عطا فرما اور اس تکلیف کے
برداشت کرنیکی توفیق اور طاقت دے اور اسکی خستگی اور درماندگی اور بارگراں کا اٹھانا مجھپر

سہل کر دے اور اگر اسکی برعکس حالت میرے لئے بہتر ہے تو وہ مجھ کو عطا کر اور ہر حال میں
مجھکو اپنے حکم پر خوشنود اور رضا مند رکھ پس تمام قسم کی تعریفیں تیری ہی ذات کے لئے
زیبا اور سزاوار ہیں جب تم اس طرح دعا کروگے تو جو چیز تمہارے حق میں بہتر ہوگی اس کو
تمہارے لئے مقرر اور مقدر کریگا اور اس کا حاصل کرنا تمہارے لئے سہل کر دیگا +

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے خدا کے بندو گناہوں میں منہمک اور ساعی ہونے
اور انمیں تساہل اور سہل انگاری کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ گناہوں کے سبب گنہگار پر خذلان
اور فرو گزاشت غالب ہوتی ہے جو اسکو ایسی بلائیں مبتلا کر دیتی ہے جو اُن (گناہوں) سے
کہیں بڑھکر ہے پس وہ برابر گناہ کئے جاتا ہے اور تساہل اور فرو گزاشت کرتا رہتا ہے۔
اور گناہوں سے بھی بھاری بلائیں پڑتا جاتا ہے رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ
وہ وصیؑ رسول کی ولایت کی تردید اور نبیؐ خدا کی نبوت کا انکار کرنے لگتا ہے آخر کار آہستہ
آہستہ وحدانیت خدا کا منکر ہو جاتا ہے اور دین الہی سے منحرف ہو کر ملحد بنجاتا ہے +

پھر خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ کہ خدا پر اور اس چیز پر جسپر ایمان لانا فرض ہے
اور وہ علیؑ ابن ابیطالب اور انکی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی ولایت ہے ایمان لائے۔
وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے وَالنَّصَارٰی اور نصرانی اور نصرانی وہ
لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دین خدا میں ایک دوسرے کے ناصر اور مددگار ہیں
وَالصَّابِئِیْنَ اور ستارہ پرست اور صائب وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دین
خدا میں راستی پر ہیں اور در اصل وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ان
کافروں میں سے جو کوئی خدا پر ایمان لائیگا اور اپنے کفر سے بالکل پاک ہو جائیگا اور ان مومنوں
میں سے جو اپنی آئندہ عمروں میں ایمان لائینگے اور اسکو خالص رکھینگے اور اس عہد کو جو محمدؐ
اور علیؑ اور انکے خلفائے طاہرین علیہم السلام کی بابت ان سے لیا گیا ہے وفا کرینگے وَعَمِلَ
صَالِحًا اور ان مومنوں میں سے جو لوگ نیک عمل کرینگے فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ

انکو آخرت میں خدا کے ہاں سے انکا ثواب ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور وہاں انکو کچھ خوف نہ ہو گا جبکہ فاسق خائف و ترساں ہونگے اور انکو کسی قسم کا غم نہ ہو گا جبکہ مخالفان خدا محزون و مغموم ہونگے کیونکہ انہوں نے خدا کی مخالفت میں وہ عمل نہیں کیا کہ اسکا کرنیوالا اس (عمل) کے سبب سے خائف اور محزون ہو +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ آثار خوف اس سے ظاہر ہو رہے ہیں فرمایا اے شخص تجھے کیا ہوا اس نے عرض کی میں خدا سے ڈرتا ہوں فرمایا اپنے گناہوں سے خوف کر اور بندگان خدا کے جو حقوق تیرے ذمے ہیں ان میں اپنے لئے عدل خدا سے ڈرتا اور جس امر کی اس نے تجھ کو تکلیف دی ہے اسمیں اسکی اطاعت کر اور جس کام میں وہ تیری اصلاح کرتا ہے اسمیں اسکی نافرمانی اور سرکشی مت کر اسکے بعد پھر خدا سے مت ڈر کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہرگز کسی کو اسکے استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیتا مگر ہاں یہ کہ تو اپنی سوء عاقبت اور انجام بد سے ڈرے کہ ایسا نہو میرے عقیدے میں کچھ تغیر و تبدل ہو جائے اگر تو یہ چاہے کہ خدا تجھکو سوء عاقبت سے امن و امان میں رکھے تو یہ جان لے کہ جو نیکی کہ تو کرتا ہے وہ خدا کے فضل اور اسکے توفیق دینے کے باعث ہے اور جو بدی کہ تجھ سے سرزد ہوتی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ خدا نے تجھکو مہلت اور فرصت دے رکھی ہے اور اپنے حلم و تحمل کے سبب تجھ سے ایک وقت مقررہ تک درگزر کرتا ہے

قولہ عزوجل وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ○ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ○ ترجمہ اور تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر طور کو بلند کیا اور تم سے کہا کہ جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اسکو کوشش اور قوت سے تھامو

اور جو کچھ اسمیں ہے اسکو یاد کرو تاکہ تم گناہوں سے بچو پھر تم اسکے قبول کرنے کے بعد اس عہد سے پھر گئے پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو ضرور تم نقصان اُٹھاتے اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے سینچر کے دن ہمارے حکم سے تجاوز کیا تب ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار بندر بنجاؤ پس ہم نے اس قصہ کو ان لوگوں کے واسطے جو اسوقت موجود تھے اور ان کیلئے جو ان کے بعد آنے والے تھے باعث عبرت بنایا۔ اور یہ پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے *

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ان سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اسوقت کو یاد کرو اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ جبکہ ہم نے تمہارے باپ دادا سے عہد لیا کہ جو کچھ توریت میں لکھا ہے اسپر عمل کریں اور اس نامۂ مخصوص پر کاربند ہوں جو محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کے باب میں موسیٰؑ کو عطا کیا کہ یہ بہترین خلق اور حق کے قائم کرنے والے ہیں اور اس امر کا اقرار کریں اور اسکو اپنی اولادوں کو پہنچائیں اور انکو حکم دیں کہ پشت در پشت آخر دنیا تک اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچاتے رہیں کہ وہ محمدؐ پیغمبر خدا پر ایمان لائیں اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے علیؑ ابن ابیطالب ولی خدا کے باب میں انکو بتلائے اور جو کچھ انکو اسکے جانشینوں اور حق کے قائم کرنے والوں کی نسبت خبر دے اسکو قبول کریں لیکن انھوں نے ان باتوں کے قبول کرنے سے انکار اور استکبار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ تب ہم نے کوہ طور کو تم پر (یعنی تمہارے اسلاف پر) بلند کیا کہ جبرئیل کو حکم دیا کہ کوہ فلسطین کا ایک ٹکڑا انکے لشکرگاہ کے موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا جدا کرے اس نے اس ٹکڑے کو وہاں سے علیحدہ کر کے انکے سروں پر ہوا میں بلند کیا اسوقت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ جو کچھ میں نے تمکو حکم دیا ہے اسکو قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جائیگا تب مجبوراً انھوں نے قبول کیا مگر جنکو خدا نے عناد و فساد سے محفوظ رکھا تھا انھوں نے بطوع و رغبت اسکو مانا اس امر کے قبول کرنے کے بعد سجدے میں گئے اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھا اکثروں نے اپنے رخساروں کو صرف اسلئے خاک پر رکھا

کہ دیکھیں یہ پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں اور خشوع و خضوع انکو مطلوب نہ تھا اور باقیوں نے
جو بہت ہی کم تھے دلی ارادے اور طوع و رغبت سے سجدہ کیا +
اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا کا شکر کرو کہ اس نے تم کو اس
امر کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ تم کافران بنی اسرائیل کی طرح سجدہ کرتے وقت اپنے رخساروں
کو خاک پر نہیں ملتے بلکہ ان کے نیکوں کی طرح بہ طوع و رغبت اس امر کو بجا لاتے ہو +
پھر خدا فرماتا ہے خُذُوا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اسکو قوت سے پکڑو
یعنی جو اوامر و نواہی اس امر جلیل یعنی محمدؐ و علیؑ اور انکی آل طیبین کے ذکر کی نسبت ہم نے
تم کو عطا کئے ہیں انکو مضبوطی اور قوت سے پکڑو وَاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ اور جو کتاب کہ ہم نے
تم کو دی ہے جو کچھ اسمیں درج ہے اسکو یاد کرو ان اوامر و نواہی کے بجا لانے پر جو ثواب
عظیم مقرر ہے اور ان کے انکار کرنے پر جو عذاب شدید معین ہے اسکو یاد کرو لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ تاکہ تم اس مخالفت سے جو عذاب شدید و عقاب مزید کا باعث ہے محفوظ رہو
اور ثواب جزیل کے مستحق بنو اب خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اسکے
بعد تم پھر گئے یعنی تمہارے بزرگ اسکے بعد اس امر پر قائم ہونے اور اسکے عہد کے پورا
کرنے سے پھر گئے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ پس اگر خدا کا فضل اور اسکی
رحمت تم پر نہ ہوتی یعنی اگر تمہارے بزرگوں پر خدا کا فضل نہ ہوتا کہ اس نے انکو توبہ کرنے کی
مہلت دی اور پشیمانی اور انابت سے گناہوں کے محو کرنے کی فرصت دی لَكُنْتُمْ مِّنَ
الْخٰسِرِیْنَ تو بیشک تم نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہو جاتے کہ دنیا اور آخرت
میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے کیونکہ آخرت تو تمہارے کفر اختیار کرنے کے باعث فاسد
ہو جاتی اور دنیا کی نعمتیں اسلئے نصیب نہ ہوتیں کہ ہم تمہاری بیخ کنی کر دیتے اور تمہارے
نفسوں کی حسرتیں اور تمہاری آرزوئیں جن کے پورا ہونے سے پہلے تم برباد ہو جاتے باقی
رہ جاتیں مگر ہم نے تم کو توبہ کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنیکی مہلت دی یعنی یہ سب باتیں

تمہارے باپ دادا کے ساتھ عمل میں لائی گئیں جس نے انمیں سے توبہ کی وہ نیک بخت اور سعادتمند
ہوا اور جسکی پشت سے پاک اولاد کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا تھا جو دنیا میں معاش دنیوی سے
شادکام ہونے والی تھی اور طاعت خدا بجالانے کے سبب آخرت میں مراتب عالیہ پر مشرف
ہونے والی تھی پیدا ہوئی ؞

قصہ اصحاب سبت

امام حسنؑ بن علیؑ علیہما السلام نے فرمایا ہے اگر وہ محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کا واسطہ دیکر اپنی صدق
نیت اور صحت اعتقاد قلبی سے ان آیات و معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنیکے بعد اسکی معاندت
اور مخالفت سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے تو بیشک خدا اپنے جود و کرم سے ایسا ہی کر دیتا لیکن
وہ دین سے پھر گئے اور ہوس دنیوی کو ہم پر فضیلت دی اور ہوائے نفسانی کے سبب طلب
لذات میں مشغول ہوگئے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ
فِي السَّبْتِ اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے جنہوں نے تم میں سے روز شنبہ کے حکم
میں حد سے تجاوز کیا اور نافرمانی کی کیونکہ انہوں نے سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کیا جس سے
ان کو منع کیا گیا تھا فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً پس ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بنجاؤ
خَاسِئِيْنَ جو ہر امر خیر سے دور ہوں فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا
خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ پس ان کا یہ مسخ ہونا جس سے ہم نے انکو ذلیل اور
اپنی رحمت سے دور اور ملعون کیا انکے لئے باعث عذاب اور ان ہلاک کرنے والے گناہوں سے
جو مسخ ہونے سے پہلے کرتے تھے کہ جن کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان عذابوں کے سزاوار
ہوئے باز رکھنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا اور اس قوم کو جس نے ان لوگوں کو مسخ شدہ حالت
میں دیکھا اور ہمارے عذاب کو مشاہدہ کیا ان اعمال قبیحہ سے روکنے والا تھا جنکے کرنیکے
باعث وہ اس بلا میں گرفتار ہوئے اور متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے باعثِ پند و نصیحت
تھا کہ انکے عقوبت و عذاب کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور امور حرام سے بچیں۔ اور اور لوگوں
کو نصیحت کریں اور انکو ہلاک کرنے والے گناہوں سے خوف دلائیں ؞

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا ایک گروہ تھا جو دریا کے کنارے پر رہا کرتے تھے اور خدا اور اسکے پیغمبروں نے ان کو سنیچر کے روز مچھلی کے شکار سے منع کیا تھا۔ اسلئے ان لوگوں نے ایک حیلہ بنایا کہ اسکے ذریعہ سے حرام خدا کو اپنے لئے حلال کریں اور وہ یہ تھا کہ حوضوں سے ملتی ہوئی ایسی نالیاں اور گڑھے کھودے کہ مچھلیاں ان حوضوں میں آتو سکیں مگر نکلکر پھر دریا میں نہ جا سکیں جب شنبہ کا روز ہوتا تھا تو چونکہ مچھلیاں اس روز امان خدا میں ہوتی تھیں اسلئے وہ گڑھوں اور نالیوں کی راہ سے ان کے تالابوں اور حوضوں میں آجاتی تھیں اور جب وہ دن ختم ہو جاتا تھا تو شکاریوں کے شر سے بچنے کے لئے دریا میں واپس جانا چاہتی تھیں پر وہ نہ جا سکتی تھیں اور رات کو ان ہی حوضوں میں پھنسی رہتی تھیں کہ انکو ہاتھ سے پکڑ سکتے تھے اور جال وغیرہ کی ضرورت نہ پڑتی تھی جب اتوار کا دن ہوتا تھا تو وہ لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن تو شکار نہیں کیا۔ بلکہ یکشنبہ کو کیا ہے حالانکہ وہ دشمنان خدا جھوٹ کہتے تھے بلکہ انہوں نے دراصل انہی گڑھوں اور نالیوں کے سبب انکو شکار کیا تھا جو شنبہ کے روز تیار کی تھیں ایک عرصے تک وہ ایسا ہی کرتے رہے یہانتک کہ بڑے مالدار اور صاحب ثروت ہو گئے اور فارغ البالی اور خوشحالی کے سبب بہت سی عورتوں کو اپنے تصرف میں لائے اور طرح طرح کے عیش و عشرت میں پڑ گئے اور اس شہر میں اسّی ہزار سے کچھ زیادہ آدمی آباد تھے انمیں سے ستّر ہزار اس فعل کے مرتکب ہوئے اور باقیوں نے اس سے پرہیز کیا چنانچہ خدا سورۂ اعراف میں فرماتا ہے وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے اس شہر کا حال دریافت کر جو دریا کے قریب آباد تھا جبکہ وہ (اس شہر کے باشندے) سنیچر کے روز شکار کرنے کے سبب حکم خدا سے

پارہ ۹ سورہ اعراف ع ۲۰

باہر ہو گئے جبکہ انکی مچھلیاں شنبہ کے دن تالیعین کی راہ انکے پاس آتی تھیں اور اسکے سوا
اور دنوں میں نہ آتی تھیں اسی طرح ہوتا رہا ہم ان کے فسق سے انکو آزماتے تھے اور جب
انکی قوم میں سے ایک جماعت نے انکو سمجھایا اور نصیحت اور زجر و توبیخ کی اور عذاب خدا سے
ان کو ڈرایا اور اسکے انتقام لینے اور عذاب شدید دینے سے خوف دلایا تو انھوں نے اس وعظ
و پند کا یہ جواب دیا کہ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ
عَذَابًا شَدِيدًا یعنی تم ایسی قوم کو کس لیئے نصیحت کرتے ہو جنکو خدا ان کے گناہوں کے
سبب عذاب استیصال سے ہلاک کریگا یعنی انکی بیخ کنی کر دیگا یا آخرت میں عذاب سخت
میں مبتلا کریگا تو قَالُوْا ان نصیحت کرنے والوں نے جواب دیا کہ مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ
تمہارے پروردگار کے آگے عذر کرنیکے لئے کیونکہ اس نے ہم کو امر معروف اور نہی منکر کرنے
کا حکم دیا ہے اسلیئے ہم تم کو اس فعل بد سے منع کرتے ہیں تا کہ ہمارے پروردگار کو معلوم ہو جائے
کہ ہم اس کام میں تمہارے مخالف تھے اور تمہارے اس فعل سے کراہت رکھتے تھے اور اسکو برا جانتے
تھے وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ نیز ہم اسلئے انکو نصیحت کرتے ہیں کہ شاید ہماری پند و نصائح ان میں اثر
کرے اور وہ اس امر مہلک سے باز آئیں اور اسکے عقاب و عذاب سے ڈریں۔ اب خدا فرماتا ہے فَلَمَّا
عَتَوْا عَمَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ جب انھوں نے ان واعظوں
کی نصیحت سے روگردانی کی اور جس امر سے وہ انکو منع کرتے تھے اسمیں انکی زجر و توبیخ کو نہ مانا اور
تکبر اور غرور اختیار کیا تب ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بنجاؤ اور تمام قسم کی نیکیوں سے دور
ہو جاؤ جب ان لوگوں نے جو مطیع پروردگار تھے اور جنکی تعداد دس ہزار سے کچھ زیادہ
تھی دیکھا کہ یہ ستر ہزار آدمی ہماری نصیحت کو نہیں مانتے اور ہمارے ڈرانے اور خوف دلانے
کی کچھ پروا نہیں کرتے تو انکو چھوڑ کر ایک اور شہر میں جو اس شہر کے قریب تھا چلے گئے۔ کہ
کہیں ایسا نہو عذاب خدا انپر نازل ہو اور ہم بھی انکے ہمراہ اسمیں مبتلا ہو جائیں اس لئے
رات کو وہاں سے نکل گئے خدا نے ان سب کو مسخ کر کے بندر بنا دیا اور شہر کا دروازہ اسی طرح

بند رہا کہ نہ کوئی شہر میں جاتا تھا اور نہ کوئی باہر آتا تھا آس پاس کی بستیوں والے یہ حال سنکر وہاں آئے اور فصیل پر سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھے جب اوپر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب عورتیں اور مرد بندر بن گئے ہیں اور ادھر اُدھر پھرتے ہیں اور یہ دیکھنے والے اپنے آشناؤں قریبیوں اور دوستوں کو شناخت کرتے تھے اور اگر کسی سے کہتے تھے کہ تو فلاں مرد یا فلاں عورت ہے تو وہ آنکھوں میں آنسو بھر لاتے تھے اور سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کا جواب دیتے تھے غرض تین روز اسی حال میں رہے پھر حق تعالیٰ نے ہوا اور بارش کو انپر بھیجا کہ اس نے انکو دریا میں لے ڈالا اور سب کو ہلاک کر دیا اور تین دن کے بعد کوئی مسخ شدہ دنیا میں باقی نہ رہا اور یہ جو ویسی صورتیں دنیا میں دیکھتے ہو یہ ان کے مشابہ اور ان سے ملتی جلتی ہیں۔ بعینہ وہی اور انکی نسل سے نہیں ہیں *

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صرف مچھلی کا شکار کرنے سے ان لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا پس خدا کے نزدیک ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اولاد رسولؐ کو قتل کیا اور ان کے حرم کی ہتک حرمت کی اگرچہ خدا نے دنیا میں انکو مسخ نہیں کیا مگر آخرت میں جو عذاب ان کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ مسخ ہونے کے عذاب سے کئی گنا زیادہ ہے کسی نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہم نے یہ حدیث آپکی زبان سے سنی کسی ناصبی نے ہم سے کہا اگر امام حسینؑ کا قتل بیجا اور باطل تھا تو اس کا گناہ شنبہ کے دن مچھلی کے شکار کرنے کے گناہ سے بہت بڑھکر ہوا پھر کس لئے اللہ تعالیٰ قاتلان حسینؑ پر غضبناک نہ ہوا جیسا کہ مچھلی کے شکار کرنے والوں پر غضبناک ہوا تھا حضرتؑ نے فرمایا ان ناصبیوں سے کہدے کہ اگرچہ شیطان کے گناہ کافروں کے گناہوں سے جنکو اس نے بہکایا ہے بدرجہا بڑھکر ہیں اور خدا نے ان میں سے جسکو چاہا ہے ہلاک بھی کیا ہے مثلاً قوم نوح و فرعون مگر شیطان کو کس لئے ہلاک نہیں کیا حالانکہ وہ ہلاکت کا انکی نسبت زیادہ تر مستحق ہے یہ کیا بات ہے کہ ان لوگوں کو تو ہلاک کر دیا جو اعمال مہلک کے بجا لانے میں شیطان سے کمتر تھے اور اسکو باقی رکھا حالانکہ رسوا کرنے والے گناہ اس سے انکی نسبت زیادہ تر ظہور میں آئے

قتل حسینؑ کا گناہ شنبہ کے شکار سے بڑھکر ہے

کام کروں تب وہ بولے کہ اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وہ اس گائے کا حال ہم پر ظاہر کرے موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا متوسط جوان ہے تم کو چاہئے کہ خدا کا حکم بجالاؤ انہوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس گائے کا رنگ ہم پر ظاہر کرے موسیٰ نے ان سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے شوخ زرد رنگ ہے کہ اسکا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ گائے کیسی ہے کیونکہ وہ ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے اور ہم انشاء اللہ (اس گائے کی طرف) راہ پانیوالے ہیں موسیٰ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو زمین جوتنے کے لئے سدھی ہوئی ہے اور نہ کھیتی کو سیراب کرنے کیلئے اور بے عیب ہے اور کوئی داغ اسمیں نہیں ہے وہ بولے اب تو نے حق ظاہر کیا الغرض انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ اس کام کو کرنا نہ چاہتے تھے اور تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اسکے قتل میں اختلاف کیا اور اللہ اس امر کا ظاہر کرنے والا ہے جسکو کہ تم چھپاتے تھے پس ہمنے حکم دیا کہ اس گائے کے ایک ٹکڑے کو اس مقتول سے مس کرو (تب وہ زندہ ہو گیا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور سوچ بچار کرو۔

قصہ ذبح بقر اور اس کا سبب

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا مدینے میں رہنے والے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو اِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو اور اسکا ایک ٹکڑا لیکر اس مقتول کے بدن سے لگاؤ جو کہ تمہارے محلے میں پڑا ہوا ہے تاکہ حکم خدا سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے اور تم کو اپنے قاتل کے نام سے خبردار کرے۔ اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جبکہ کوئی ایک شخص کو قتل کر کے انکے محلے میں ڈال گیا تھا اور موسیٰ نے حکم خدا سے اس قبیلہ پر جن کے درمیان سے وہ مردہ ملا تھا لازم کیا تھا کہ انکے روساء و شرفاء میں سے پچاس آدمی خدائے شدید وقوی کی جو کہ بنی اسرائیل کا خدا اور محمدؐ اور

اُنکی آلِ اطہار کا فضیلت دینے والا ہے قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے نہ تو اس (مردے) کو قتل
کیا ہے اور نہ ہم اسکے قاتل کو جانتے ہیں اگر وہ قسم کھالیں تو اس قاتل کا خون بہادیں اور
اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتا بتلائیں تاکہ وہ اسکی عوض میں مارا جائے اگر وہ کچھ بھی نہ کریں
تو انکو ایک تنگ جیلخانہ میں قید کیا جائے یہانتک کہ یا تو قسم کھائیں یا اقرار کریں یا قاتل
کا نشان دیں اسوقت اُنھوں نے عرض کی اے پیغمبرؑ خدا کیا ہماری قسمیں ہمارے مالوں
کو نہ بچائینگی اور ہمارے مال ہمکو قسم کھانے سے محفوظ نہ رکھینگے (یعنی ہم قسمیں بھی کھائیں
اور خونبہا بھی دیں) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ نہیں خدا کا حکم یوں ہی ہے +

اور اس قتل کا قصہ اسطرح پر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے حسن وجمال
اور شرافت حسب ونسب اور پردہ نشینی اور پارسائی میں شہرۂ آفاق تھی اور بہت سے شخص
اس سے نکاح کرنیکے خواستگار تھے اور اسکے تین چچیرے بھائی تھے وہ انمیں سے ایک کے ساتھ
نکاح کرنے پر راضی ہوگئی جو علم اور پارسائی میں اور بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باقی دونو
بھائیوں کو یہ امر نہایت شاق اور ناگوار گزرا اور شدت رشک وحسد کے باعث اسکے
قتل کے درپے ہوئے آخر کار ایک رعذرات کے وقت ضیافت کے بہانے اپنے گھر بلا کر اسکو
قتل کرڈالا اور اسکی لاش کو اُٹھا کر اپنی قوم کے سب سے بڑے قبیلے کے محلے میں ڈال آئے
جب صبح ہوئی اور لوگوں نے اسکی لاش دیکھی اور اسکا حال معلوم ہوا تو اسکے دونو چچیرے
بھائی جو اسکے قاتل تھے گریبان چاک کئے سروں پر خاک ڈالے وہاں آئے اور اہل قبیلہ پر
اسکے خون کا دعوی کیا حضرت موسیٰؑ نے اہل قبیلہ کو طلب کرکے اس مقتول کا حال دریافت
کیا انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو ہم نے قتل کیا ہے اور نہ اسکے قاتل کا حال ہم کو معلوم ہے
حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس حادثہ کے وقوع میں لانے والے (قاتل) کے باب میں جو کچھ
حکم خدا صادر ہوا ہے وہ تم کو معلوم ہوچکا اب تم اسکی تعمیل کرو یعنی یا تو تم پچاس آدمی
قسم کھاؤ اور خون بہا دو اور اگر یہ منظور نہیں تو قاتل کا نشان دو انہوں نے عرض کی کہ

کر وہ اس گائے کی حقیقت ہم پر ظاہر کرے تب موسیٰ نے اپنے پروردگار سے اس گائے کی نسبت سوال کیا۔
قَالَ اِنَّهُ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ۔
اور اُن سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو بڑی عمر کی ہو اور نہ بہت چھوٹی عمر کی کہ فربہ نہ ہوئی ہو
بلکہ ان دونوں حالتوں کے بیچ بیچ ہو تم کو چاہئے کہ اس حکم کی تعمیل کرو جسپر تم مامور ہو قَالُوا ادْعُ لَنَا
رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا اسپر اُنہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ
وہ ہمپر ظاہر کرے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے جس کے ذبح کرنیکے لئے ہمکو حکم دینا چاہتے ہو قَالَ اِنَّهَا
بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال جواب
کر کے انکو جواب دیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے کہ اسکی زردی بہت اچھی ہو
اور رنگ ناقص سفیدی مائل نہو اور نہ بہت گہرا ہو کہ سیاہی مائل ہو جائے اور ایسا رنگ ہو کہ
اسکے دیکھنے سے ناظرین کا دل اسکی خوش رنگی اور حسن وخوبی کے سبب خوش ہو جائے قَالُوا
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
لَمُهْتَدُوْنَ ۝ یہ سنکر انہوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس
گائے کی صفات اور زیادہ تر بیان کرے کیونکہ اس گائے میں ہمکو اشتباہ ہو گیا ہے اسلئے
کہ اس قسم کی گائیں بہت سی ہیں اور ہم انشاء اللہ اس گائے کی طرف ضرور راہ پالیں گے جسکے
ذبح کرنے کا اس نے ہمکو حکم دیا ہے قَالَ اِنَّهُ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ
موسیٰ نے جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے کہ اسکو زمین جوتنے اور ہل چلانے کے لئے
نہیں سدھایا گیا اور یہ ریاضت اس نے نہیں کی وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ اور نہ رہٹ اور چرسے
سے کھیتی کو سیراب کرتی ہے اور ان تمام کاموں سے بری ہے مُسَلَّمَةٌ سب عیبوں سے پاک
ہے اور کوئی عیب اسمیں پایا نہیں جاتا لَّا شِيَةَ فِيْهَا اور سوائے اصلی رنگ کے کوئی اور رنگ
اسمیں نہیں ہے جب ان لوگوں نے یہ صفات معلوم کیں تو قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ
فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ حضرت موسیٰ سے کہا اب تو نے ٹھیک پتا دیا

الغرض اُنھوں نے اسکو لیکر ذبح کیا اور وہ گرانی قیمت کے سبب ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے مگر ان کا ہٹ کرنا اور موسیٰؑ کو اس امر کی تہمت لگانا کہ جو سوال ہم اس سے کرتے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے انکے اس گائے کو ذبح کرنے کا باعث ہوا ✦

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ اوصاف سنے تو عرض کی اے موسیٰؑ کیا حق تعالیٰ نے ہمکو اس قسم کی گائے کے ذبح کرنیکا حکم دیا ہے حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ ہاں اور موسیٰؑ نے ابتدا میں ان سے یہ بات نہ کہی تھی کہ خدا نے تمکو گائے کے ذبح کرنیکا حکم دیا ہے کیونکہ اگر یہ کہا جاتا تو پھر اگر وہ درخواست کرتے کہ خدا سے ہمارے لئے دعا کر کہ وہ اسکی کیفیت اور رنگ اور حقیقت حال سے ہمکو آگاہ کرے تو حضرت موسیٰؑ کو خدا سے اس قسم کا سوال کرنیکی کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ انکو اتنا ہی جواب دینا ضروری تھا کہ خدا نے تمکو گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے پس جسپر کہ گائے کا نام صادق آئے اسکے ذبح کرنے سے تم اس حکم سے نکل جاؤگے ✦

الغرض جب مذکورہ بالا قسم کی گائے کا ذبح ہونا قرار پا چکا اور انہوں نے اسکو تلاش کیا تو بنی اسرائیل میں سے ایک جوان کے پاس اسکو پایا کہ خدا نے عالم رویاء میں محمدؐ و علیؑ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی زیارت سے اسکو مشرف فرمایا تھا اور اُن حضرات نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور ہمکو اوروں پر فضیلت دیتا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس عمل کا کچھ عوض دنیا میں بھی دیں جب لوگ تیری گائے کی خریداری کو آئیں تو اپنی ماں کی بے اجازت فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کریگا تو خدا تیری ماں کے دل میں چند امور ایسے القا کردیگا جو تیری اور تیری اولاد کی توانگری اور فراغ بالی کا باعث ہونگے وہ جوان یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا جب صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اس گائے کی خریداری کو آئے اور کہنے لگے اسکا مول کیا ہے اس نے جواب دیا کہ دو اشرفیاں اور میری ماں کو اختیار ہے وہ بولے ہم ایک اشرفی دیتے ہیں جوان نے اپنی ماں سے دریافت کیا وہ بولی چار اشرفی کو بیچ جب اس نے اپنی ماں کی رائے سے بنی اسرائیل کو خبر دی تو وہ بولے ہم دو اشرفیاں دیتے ہیں تب اس نے اپنی ماں کو اس حال کی اطلاع دی وہ بولی آٹھ اشرفیوں کو دے اسپر اُنھوں نے چار اشرفیاں دینی قبول کی الغرض اسکی ماں جتنا مول

کہتی تھی بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہو جاتے تھے اور جوان اپنی ماں کو خبر دیتا تھا اور وہ ہر دفعہ دو چند کرتی جاتی تھی یہانتک کہ اسکی قیمت ایک بڑے بیل کی کھال بھر اشرفیوں تک پہنچ گئی اور اس قیمت میں اسکو خرید کر ذبح کیا اور اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا (کہ وہ دُم کی جڑ کا حصہ تھا جس سے آدمی پیدا ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی اسکے اجزائے بدنی اسی پر پیوستہ ہو کر مرکب ہو نگے) لیکر اس مردے کے جسم پر مارا اور دعا کی اے خدا محمدؐ اور انکی آل اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ اس مردے کو زندہ کر اور بولنے کی طاقت عطا فرما القصہ وہ جوان صحیح و سالم ہو کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی اے پیغمبر خدا میرے ان دو چچیرے بھائیوں نے میری چچیری بہن کے بارے میں مجھسے حسد کر کے مجھکو قتل کر ڈالا اور مار کر اس قبیلہ کے محلے میں ڈال گئے تاکہ میرا خونبہا ان سے وصول کریں پس موسیٰؑ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا +

اور اول ہی اول جب اس پارۂ گوشت کو اس مردے کے جسم پر مارا تو وہ زندہ نہ ہوا یہ حال دیکھکر بنی اسرائیل پکار اٹھے اے پیغمبر خدا وہ وعدہ جو تو نے ہم سے کیا تھا کہاں گیا تب حق تعالےٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ میرے وعدے میں فرق نہیں ہوتا مگر جبتک اس گائے کی کھال کو اشرفیوں سے بھر کر اسکے مالک کو نہ پہنچا دینگے یہ مردہ زندہ نہ ہوگا یہ حکم سنکر ان لوگوں نے اپنے مال جمع کئے اور خدا نے اس کھال کو اتنا کشادہ کیا کہ پچاس لاکھ اشرفی سے وہ پُر ہوئی +

جب وہ مال اس جوان کی سپرد کر دیا گیا اور اس عضو کے مارنے سے وہ مردہ زندہ ہو گیا تو بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ان دونو امروں میں سے کونسا امر زیادہ عجیب ہے آیا خدا کا اس مردے کو زندہ کرنا اور بولنے کی طاقت دینا یا اس جوان کو اس مال کثیر سے غنی اور مالدار کرنا تب خدا نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم میں سے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اسکی دنیاوی زندگی کو بہتر اور نیک کروں اور بہشت میں مقام بزرگ میں اسکو جگہ دوں اور آخرت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا صاحب اور ہمنشین کروں اسکو مناسب ہے کہ اس جوان کی طرح سے عمل کرے کہ اس نے موسیٰؑ ابن عمران سے محمدؐ و علیؑ اور انکی آل اطہار کا

ذکر سنا تھا پس وہ ہمیشہ انپر درود بھیجتا تھا اور انکو تمام مخلوق جن و انس اور ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا اسلیئے یہ مال کثیر میں نے اسکو عطا کیا تاکہ خوشحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرے اور داد و دہش سے سرفراز ہو اور اپنے دوستوں سے نوازش اور مروت سے پیش آئے اور اپنے مصارف سے اپنے دشمنوں کو سرنگوں اور شرمسار کرے ✦

بعد ازاں اس جوان نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی یا نبی اللہ میں ان مالوں کی کیونکر حفاظت کروں اور حاسدوں کے حسد اور دشمنوں کی دشمنی سے کس طرح محفوظ رہوں موسیٰؑ نے فرمایا اے جوان اس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھا کر جیسا کہ اسکے حاصل ہونے سے پیشتر پڑھا کرتا تھا پس جس خدا نے اس قول کی برکت سے تجھ کو یہ مال عطا فرمایا ہے وہی اسکی حفاظت بھی کریگا جوان نے ایسا ہی کیا جو حاسد حسد کے سبب اسکے خراب کرنیکی نیت کرتا یا جو چور اسکو چرانا چاہتا یا کوئی غاصب اسکو غصب کرنیکا ارادہ کرتا تو خدایا تو تجھے ایسا لطف و کرم اس شخص کے حال پر فرماتا کہ وہ خود ہی اس ارادے سے باز رہتا یا کسی آفت و بلا میں اسکو مبتلا کرتا کہ مجبوراً اسکو اپنے اس بد ارادے سے رکنا پڑتا ✦

جب موسیٰؑ نے اس جوان صالح سے یہ باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ اسکے کلام (درود) کے سبب اسکا محافظ ہوا تو اس جوان نے جو اسوقت زندہ ہوا تھا کہا میں اس جوان کی طرح محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجکر اور انکے انوار مقدسہ سے متوسل ہوکر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دنیا میں زندہ رکھکر میرے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند کر اور مجھ کو اسکے سبب خیر کثیر عطا فرما اسوقت وحی ہوئی کہ اے موسیٰ اس زندہ شدہ جوان کی عمر قتل ہونیکے بعد ساٹھ برس باقی رہی تھی اب چونکہ اس نے محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار سے متوسل ہوکر مجھ سے درخواست کی ہے اسلیئے ستر برس ہمنے اسکی عمر میں اور زیادہ کیئے اور ایکسو تیس برس اسکی عمر کر دی کہ اس عرصے میں وہ صحیح و سالم رہیگا اور اسکے حواس میں کچھ فرق نہ آئیگا اور اسکے قویٰ میں ذرا بھر ضعف نہ ہوگا اور اسکی قوت شہوانی قوی رہیگی اور اس دنیا کے حلال سے بہرہ ور ہوگا اور چین سے زندگی بسر کریگا اور مرتے دم تک وہ دونوں میں جدائی نہ ہوگی اور وہ دونوں ایک ہی

وقت مرینگے اور پھر جنت میں جاکر اکٹھے رہینگے اور اسکی نعمتوں سے متنعم اور بہرہ ور ہونگے اور اے موسیٰ اگر وہ بدبخت قاتل اس جوان کی طرح صحت اعتقاد کیساتھ ان بزرگوں کے انوار مقدسہ سے متوسل ہوکر حسد سے محفوظ رہتے اور میرے رزق پر قناعت (جو کہ بڑی بادشاہی ہے) کرنیکا مجھ سے سوال کرتا تو بیشک میں اسکے سوال کو قبول کرتا اور حسد سے محفوظ رکھتا اور اپنے رزق مقسوم پر اسکو قانع کرتا اور اگر اس فعل شنیع کے مرتکب ہونیکے بعد توبہ کرتا اور ان سے متوسل ہوکر مجھ سے سوال کرتا کہ اے خدا مجھکو رسوا نہ کر تو بیشک میں اسکو رسوا نہ کرتا اور ان لوگوں کے دلوں کو اظہار قاتل کے سوال کرنے سے پھیر دیتا اور اس جوان کو کسی اور ذریعہ سے اسیقدر مال سے غنی اور مالا مال کرتا اور اگر وہ رسوائی کے بعد بھی توبہ کرتا اور اس جوان کیطرح ان انوار مقدسہ سے متوسل ہوکر سوال کرتا کہ اے خدا اس بات کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کرادے اور اس مقتول کے وارثوں کو مجھپر مہربان کر کہ وہ اس کا قصاص مجھکو معاف کردیں تو میں ضرور ایسا ہی کرتا اور کوئی شخص بھی اسکو اسکے اس فعل سے شرمندہ اور رسوا نہ کرتا بلکہ کوئی اس بات کا ذکر تک بھی نہ کرتا لیکن یہ (ان حضراتؑ کی محبت اور ولایت اور ان سے متوسل ہونا) میرا فضل ہے جسکو میں چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور میں فضل عظیم کا مالک و مختار ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اسکو روک رکھتا ہوں اور میں عادل اور صاحب حکمت ہوں +

الغرض جب بنی اسرائیل نے اس گائے کو ذبح کیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ○ پس انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا حالانکہ وہ کرنے والے نہ تھے۔ یعنی اس گائے کی گرانی قیمت کے باعث انکا قصد یہ تھا کہ یہ کام نہ کریں مگر اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی اور حضرت موسیٰؑ کو متہم کرنیکے سبب انکو ایسا کرنا ہی پڑا اسوقت حضرت موسیٰؑ کے پاس آکر فریاد کرنے لگے اور عرض کی کہ تمام قبیلہ مفلس ہوگیا اور ہم اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی کے باعث اپنا تمام قلیل و کثیر مال اس گائے کی قیمت میں دے بیٹھے اب تو ہمارے حق میں خدا سے وسعتِ رزق کی دعا کر موسیٰؑ نے جواب دیا واہ تم لوگ عجب کور دل ہوگیا تم نے اس گائے والے جوان کی دعا نہیں سنی

اور اسکا اثر نہیں دیکھا اور اس زندہ شدہ جوان کی دعا کو نہیں سنا اور اسکے اثر پر نظر نہیں کی کہ اسکو عمر طویل اور سعادت اور نعمت اور اپنے حواس اور اعضائے بدنی اور عقل سے بہرہ ور ہونا نصیب ہوا تم ان دو نوجوانوں کی طرح سے دعا کیوں نہیں کرتے اور ان حضرات کے انوار مقدسہ سے متوسل کیوں نہیں ہوتے تاکہ خدا تمہاری تنگدستی اور محتاجی کو دور کرے اور تمہاری روزی فراخ کرے تب انہوں نے دعا کی اے خدا ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں پس محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ائمہ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ ہماری تنگدستی اور محتاجی کو دور کر اسوقت وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ ان لوگوں سے کہدے کہ ان روساء فلاں کھنڈرات میں جاکر فلاں جگہ کو کھودیں اور جو کچھ وہاں دفن ہے اسکو نکال لیں اور وہ ایک کروڑ اشرفیاں ہیں اول یوں کریں کہ گائے کی خریدمیں جتنا جتنا روپیہ جس جس نے دیا ہے انکو اتنا اتنا روپیہ واپس کر دیں تاکہ وہ اپنی اصلی حالت پر عود کر آئیں اور باقی پچاس لاکھ کو اسی حساب سے آپس میں تقسیم کر لیں تاکہ محمدؐ و آل محمدؐ سے متوسل ہونے اور انکی فضلیت کا اعتقاد کرنے کی عوض ان کا مال مضاعف (دوچند) ہو جائے +

الغرض اس قصہ کیطرف اشارہ کرکے خدا فرماتا ہے وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيهَا اور تم اسوقت کو یاد کرو جبکہ تمنے ایک شخص کو قتل کیا پھر اسکے قاتل کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور ہر ایک شخص اس گناہ کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سر سے ٹالتا تھا اور دوسرے کے سر دھرتا تھا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ تم جو قاتل کی خبر کو چھپاتے تھے اور موسیٰؑ کی تکذیب کے ارادے کو پوشیدہ کرتے تھے اسکو خدا ظاہر کرنیوالا ہے اسلئے کہ تمنے اس سوال کیا تھا کہ اس مردے کو زندہ کر اور تمہارا گمان یہ تھا کہ خدا اسکی دعا کو قبول نہ کریگا فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا الغرض جب وہ گائے ذبح ہو چکی تو ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک ٹکڑا لیکر اس مردے کے بدن پر مارو كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى جسطرح یہاں ایک مردے کے دوسرے مردے کے ساتھ ملنے سے خدا نے مردے کو زندہ کیا ہے اسی طرح وہ دنیا میں

زندہ کرتاہے اور آخرت میں بھی کریگا دنیا میں تو یہ کہ مرد کی منی عورت کی منی سے ملتی ہے اور خدا اس سے انکو زندہ کرتاہے جو باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں موجود ہیں اور آخرت میں یہ کہ پہلی دفعہ صور پھونکنے کے بعد اور دوسرے صور سے پہلے جبکہ تمام زندہ مردہ ہوجائینگے بحر مسجور سے جو آسمان کے قریب ہے (جسکی طرف اشارہ فرمایاہے وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ) اور وہ مرد کی منی کی مانند ہے زمین پر ایک بارش برسائیگا پس وہ آب منی گلے سڑے مردوں کے ساتھ ملیگا اور سب زمین سے روئیدہ ہوکر زندہ ہوجائینگے پھر خدا فرماتاہے وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ اور تمکو اور نشانیوں کی طرح اپنی علامتیں اور نشانیاں دکھلاتاہے جو اسکی وحدانیت اور اسکے پیغمبر موسیٰ کی نبوت اور محمدؐ (جو تمام بندوں اور کنیزوں کے سردار ہیں) اور اسکی آلؑ اطہار کے تمام مخلوق سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم اس امر میں تعقل و تفکر سے کام لو کہ جو خدا ان عجائبات کو ظاہر کرتاہے وہ اپنی مخلوق کو ایسا حکم نہیں دیتا جو حکمت سے خالی ہو اور محمدؐ و آل محمدؐ کو اس نے اسلیئے برگزیدہ کیاہے کہ وہ تمام صاحبان عقل و شعور سے افضل اور اعلیٰ ہیں +

پارہ ۱ سورہ بقرہ ع ۱

قولہ عزوجل ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ ترجمہ پھر اس واقعہ کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے کہ وہ سختی میں پتھروں کی مانند تھے یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھکر ہیں کیونکہ بعض پتھروں میں سے تو نہریں جاری ہوتی ہیں اور بعض میں سے پانی پھوٹ کر نکلتے ہیں اور بعض پتھر خدا کے خوف سے نیچے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے غافل نہیں ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتاہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اے گروہ یہود بعد اسکے کہ تمہارے سامنے معجزات باہرہ زمانہ موسیٰؑ میں ظاہر ہوئے

اور محمدؐ سے طرح طرح کی نشانیاں مشاہدہ کیں تمہارے دل سخت ہو گئے یعنی غیر و رحمت سے اندھے
خشک اور ترش ہو گئے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پس وہ خشک پتھروں کی مانند ہیں کہ انمیں سے کسی قسم کی
رطوبت نہیں نکلتی اور نہ انمیں سے کوئی ایسی چیز جدا ہوتی ہے جس سے کچھ نفع حاصل ہو یعنی تم
نہ تو اپنے مالوں میں سے حق خدا ادا کرتے ہو اور نہ مولیشیوں کو تصدق کرتے ہو اور نہ کسی قسم کی
نیکی سے عزت حاصل کرتے ہو اور نہ کچھ جود و سخا عمل میں لاتے ہو نہ کسی محتاج و ضعیف کو کھانا
کھلاتے ہو نہ کسی مبتلائے رنج و محن سے کچھ نیک سلوک کرتے ہو اور نہ کوئی انسانوں کی سی
طرز معاشرت اور معاملات کرتے ہو اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یا قساوت میں ان سے سخت تر ہیں
یعنی وہ دل یا تو پتھروں جیسے سخت ہیں یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھکر ہیں یہ بات
سامعین پر مبہم رکھی ہے اور اسکو ظاہر نہیں کیا جیسا کہ اس مثال میں ہے اَكَلْتُ
خُبْزًا اَوْ لَحْمًا آیا میں نے روٹی کھائی ہے یا گوشت متکلم کا اس فقرے سے یہ منشا نہیں
ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے بلکہ اسکی غرض صرف یہ ہے کہ سننے
والے پر یہ بات مبہم رہے اور اسکو یہ معلوم نہو کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے اگرچہ وہ
خود جانتا ہے جو کچھ اُس نے کھایا ہے اور اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً میں اَوْ بلکہ کے معنے میں
نہیں ہے کیونکہ اسطرح پر کسی غلط شدہ کلام کا استدراک کیا جاتا ہے اور وہ جلشانہ
اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ کسی خبر میں غلطی کرے بعد ازاں اس غلطی کا اپنے نفس پر
استدراک کرے کیونکہ وہ ایسا عالم ہے کہ جو چیزیں ہو چکیں اور جو ہونگی اور نہونگی اور
جو تھیں وہ کیونکر تھیں اور جو ہونگی وہ کیونکر ہونگی سب کی کیفیت اور ماہیت سے
واقف ہے بلکہ اپنے نفس پر غلطی کا استدراک کرنا صرف مخلوق ناقص العقل والعلم
کا کام ہے نیز یہ اَوْ واو کے معنے میں بھی نہیں ہے کیونکہ اس حالتمیں دوسرا جملہ اَوْ اَشَدُّ
قَسْوَةً پہلے جملہ هِيَ كَالْحِجَارَةِ کی تکذیب کرتا ہے اسلئے کہ اس نے جملہ اول میں فرمایا
کہ انکے دل سختی میں پتھروں کی مانند ہیں نہ ان سے زیادہ سخت نہ ان سے زیادہ نرم

توجب جملہ ثانی میں اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً کہا یعنی اور اس سے بھی زیادہ سخت تو قول اول سے جسمیں فرمایا تھا کہ وہ انکی نسبت سخت تر نہیں ہیں رجوع کیا اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے لَا یَجِیْءُ مِنْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرٌ لَا قَلِیْلٌ وَّلَا کَثِیْرٌ یعنی تمہارے دلوں میں نیکی نہیں ہے نہ تھوڑی نہ بہت غرض خدا نے اول فقرے میں جہاں اَوْ اَشَدُّ فرمایا ابہام رکھا اور فقرہ ثانی میں اسکو صاف کر دیا اور ظاہر فرمایا کہ انکے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً کے کہنے سے وہ ابہام رفع نہیں ہوا بلکہ آیہ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھٰرُ کے کہنے سے یعنی اے یہودیو تمہارے دل قساوت میں اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ ان سے کسی قسم کی نیکی اور امر خیر سرزد نہیں ہوتا اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ انمیں سے نہریں جاری ہوتی ہیں وہ بنی آدم کے حق میں خیر خواہ اور فریادرس ہیں وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَآءُ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ وہ شق ہو جاتے ہیں اور انمیں سے پانی قطرہ قطرہ ہو کر نکلتا ہے یہ بھی ایک امر خیر ہے جو نہروں کے علاوہ ان سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ بعض پتھروں میں سے پھوٹ کر نکلتی ہیں اور انکے دل ایسے سخت ہیں کہ نہ تو ان سے نہروں کیطرح خیر کثیر ظاہر ہوتی ہے اور نہ تقاطر آب کی طرح خیر قلیل ہی ان سے آشکار ہوتی ہے بہت نہ سہی وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ خوف خدا سے نیچے گر پڑتے ہیں جبکہ ان (پتھروں) پر خدا کا یا اسکے دوستوں محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور انکی آل اطہار علیہم الصلوۃ والسلام کا نام لیا جائے اور تمہارے دلوں میں اس قسم کی نیکیوں کا کہیں نشان تک بھی نہیں پایا جاتا وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ اور اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے بلکہ وہ انکو جانتا ہے اور تم کو انکی جزا دیگا کیونکہ وہ عادل ہے اور ظالم نہیں ہے کہ تمہارے حساب میں سختی اور تشدد کرے اور عذاب و عقاب سے تم کو ایذا دے جس طرح اس آیت میں خدا نے ان یہودیوں کے دلوں کا وصف بیان کیا ہے اسیطرح سورۂ نساء میں فرماتا ہے اَمْ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا

پارہ ۵ سورۂ نساء ع ۸

یعنی انکے لئے سلطنت کا حصہ نہیں ہے اگر انکو ملجائے تو وہ کھجور کی گٹھلی کے گڑھے کے برابر یعنی ذرا سا بھی لوگوں کو نہ دیں +

اور جس طرح اسجگہ احجار یعنی پتھروں کی توصیف بیان کی ہے اسیطرح سورہ حشر میں فرماتا ہے
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

پارہ ۲۸ سورہ حشر ع ۳

یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو اے محمدؐ تو دیکھتا کہ وہ پہاڑ خوف خدا سے ڈر کر خشوع وخضوع کرتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ دھمکی اور ڈانٹ خدا کی طرف سے یہودیوں اور ناصبیوں کیلئے ہے جو کہ دو امروں کے جامع اور رد و خطاؤں کے مرتکب تھے +

جب یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہوئی تو یہودیوں کو نہایت شاق گزری اور انمیں سے بہت سے رئیس اور زباں داں اور سُفرا جمع ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تو ہماری ہجو کرتا ہے اور ہمارے دلوں کے باب میں ایسا دعویٰ کرتا ہے جو بالکل برخلاف ہے حالانکہ خدا کو معلوم ہے کہ انمیں خیر کثیر موجود ہے ہم روزے رکھتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں اور فقیروں اور محتاجوں کیساتھ غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ امر خیر وہ ہے جو محض خدا کے واسطے ہو اور اسکے حکم کے مطابق کیا جائے اور جس عمل سے ریا کاری۔ ناموری شہرت اور پیغمبر خدا کی مخالفت اور معاندت مقصود ہو اور اپنا غنی اور صاحب مقدور و جائداد ہونا اور اپنے افضل اور اشرف ہونے کا اظہار کرنا منظور ہو وہ عمل خیر نہیں ہے بلکہ محض شر ہے اور وہ اپنے بجالانے والے کے حق میں باعث وبال و نکال آخرت ہے کہ حق تعالیٰ اس عمل کے سبب اس شخص کو عذاب شدید میں مبتلا کریگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر یہودی بولے اے محمدؐ تو تو یہ کہتا ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم صرف کرتے ہیں وہ محض اس غرض سے ہے کہ تیرا کام باطل ہو اور تیری ریاست جاتی رہے اور تیرے اصحاب سب تجھ سے الگ ہو جائیں اور یہ جہاد اعظم ہے جسکے صلے میں ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو ثواب عظیم اور اجر جزیل عطا فرمائیگا اقل درجہ ہم اس بات کو فرض کر لیتے ہیں کہ تو اور ہم اپنے دعووں میں مساوی ہیں اب تو بتا کہ تجھکو ہمپر کونسی فضیلت ہے

تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودیو عودوں میں اہل حق اور اہل باطل بیشک برابر ہوتے ہیں مگر اللہ
کی دلیلیں اور اسکی حجتیں ان دونوں کا فرق ظاہر کر دیتی ہیں اور اہل باطل کا کذب و بہتان اور
اہل حق کی راستی اور انکا حق پر ہونا منکشف ہو جاتا ہے اور محمدؐ جو خدا کا پیغمبر ہے تمہاری جہالت
کی باتوں سے غمگین نہیں ہوتا اور نہ تمکو بلا دلیل اپنی پیغمبری کے تسلیم کرنیکی تکلیف دیتا ہے بلکہ تم پر
خدا کی ایسی حجت قائم کرتا ہے جس کا دفعیہ تمہارے امکان میں نہیں ہے اور اسکے حاصل اور لازمی نتیجہ
سے بچنا تمہاری طاقت سے باہر ہے اور اگر محمدؐ کوئی نشانی اپنے پاس سے تم کو دکھائے تو تم شک کروگے
اور کہوگے کہ وہ تکلف اور بناوٹ ہے اور اسمیں کسی مکر و فریب سے کام لیا گیا ہے یا اوروں سے مل جلکر
ایسا کیا گیا ہے اور جب تم خود سوال کروگے اور اپنی درخواست کے موافق دیکھ لوگے تو تم کو اتنی
بات کہنے کی گنجائش نہ رہیگی کہ یہ انہی کا کام ہے یا اوروں سے ملکر ایسا کیا ہے یا اسمیں کسی قسم کا مکر و
فریب استعمال کیا گیا ہے اب تم بتاؤ کہ کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو اور خدا نے مجھ سے وعدہ کر لیا
ہے کہ جو کچھ تم درخواست کروگے ویسا ہی ظہور میں آئیگا تاکہ تم میں سے کافروں کے عذرات منقطع
ہو جائیں اور مومنوں کی بصیرت میں زیادتی ہو یہودیوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تونے ہم سے
انصاف کی بات کہی اگر تونے اس وعدۂ انصاف کو جو تونے کیا ہے پورا کیا تو ہماری درخواست
بجالانے سے تیرے عاجز ہونے اور اپنی طرف سے جو دعوئے نبوت کرتا ہے اسکے باطل ہونے کے
سبب تو خود دعویٰ نبوت چھوڑ کر سب سے پہلے شمار امت میں داخل ہو جائیگا اور احکام توریت
کو تسلیم کرنے لگیگا حضرتؐ نے فرمایا کہ دھمکانا کچھ مفید نہو گا بلکہ حق اور صدق تمہارے حال سے خبر دیگا
تم جو درخواست کرنی چاہتے ہو کرو تاکہ اسمیں تمہارے عذرات قطع ہو جائیں تب اُنھوں نے عرض
کی کہ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے دلوں میں فقیروں اور محتاجوں کی ہمدردی اور ضعیفوں
کی امداد کرنے اور ابطال باطل اور احقاق حق کیلئے مال صرف کرنیکا ارادہ بالکل نہیں ہے اور
پتھر ہمارے دلوں کی نسبت زیادہ تر نرم ہیں اور ہم سے بڑھکر خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں
یہ پہاڑ جو ہمارے نزدیک ہیں آ۔ انمیں سے ایک پہاڑ کے پاس چلیں اور اس سے اپنی راستگوئی

اور ہماری دروغ بیانی کی شہادت طلب کر اگر اس نے تیری تصدیق کی تو ہم پہ لازم ہوگا کہ تیری
متابعت کریں اور اگر اس نے تیری تکذیب کی یا خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو ہم جان لینگے کہ تو
جھوٹا دعوی کرتا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کے سبب امر باطل پر لڑتا بھڑتا ہے حضرتؑ نے فرمایا بہت
خوب آؤ جس پہاڑ کی طرف چلنا چاہتے ہو چلو تا کہ میں اپنے لئے اس سے گواہی طلب کروں اور وہ
تمہارے مقابلے میں میرے حق میں شہادت دے تب وہ ایک پہاڑ کی طرف چلے جو بستی سے
دور تھا اور وہاں پہنچ کر عرض کی اے محمدؐ اس پہاڑ سے گواہی طلب کر حضرتؐ نے اس پہاڑ
سے مخاطب ہو کر فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار (جنکے اسمائے گرامی کے
ذکر کرنے کی برکت سے خدا نے آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر عرش کو ہلکا کر دیا جسکو اس سے
پہلے وہ مع اور فرشتوں کی جمعیت کثیر کے جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں جنبش
بھی نہ دے سکتے تھے اور جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی
اور انکی خطا بخشی اور انکو اپنا اصلی مرتبہ پھر عطا کیا اور جن کے ناموں کے ذکر کرنے اور ان کا
واسطہ دیکر دعا کرنیسے خدا نے ادریسؑ کو بہشت میں مکان بلند میں پہنچایا) کے مرتبہ عالیہ
کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ تو ان یہودیوں کے سامنے محمدؐ کیلئے گواہی دے جو خدا نے
تیرے سپرد کی ہے جسمیں انکے دلوں کی سختی کے بیان کرنیمیں اسکی تصدیق اور ان یہودیوں
کے منکر نبوت ہونے میں انکی تکذیب کا بیان ہو جب حضرتؐ یہ فرما چکے تو وہ پہاڑ حرکت میں
آیا اور اسمیں زلزلہ پیدا ہوا اور اس سے پانی جاری ہوا اور اس نے آواز دی اے محمدؐ میں
گواہی دیتا ہوں کہ تو رسولؐ رب العالمین اور سردار جمیع خلائق اولین و آخرین ہے
اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ان کے دل جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے پتھروں سے بھی زیادہ
سخت ہیں کہ انمیں سے کسی قسم کی نیکی کی بات نہیں نکلتی جس طرح پتھروں سے کبھی پانی کے
سیلاب جاری ہوتے ہیں اور کبھی تھوڑا تھوڑا پانی رستا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ
یہ لوگ جو آپکو خدا پر افترا اور جھوٹ باندھنے کی نسبت دیتے ہیں اپنے قول میں جھوٹے اور

کاذب ہیں پھر حضرتؐ نے اس پہاڑ سے فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو یہ بیان کر کہ خدا نے تجھ کو ہر امر میں میری اطاعت کرنیکا حکم دیا ہے جسکو میں محمدؐ وآل محمدؐ کے (کہ جنکی برکت سے خدا نے نوحؑ کو کرب عظیم سے نجات دی اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پر آگ کو سرد کیا اور اسکو انکے لئے باعث سلامتی قرار دیا اور انکو آگ کے درمیان ایسے تخت مزین اور فرش نرم پر متمکن کیا کہ اس بادشاہ جابر نے نہ تو اپنی سرکار میں انکی مثل دیکھے تھے اور نہ اور بادشاہان روئے زمین نے انکی نظیر دیکھی اور سنی تھی اور انواع واقسام کے گل وریحان اور میوجات اسجگہ اُگائے جو سال کی ہر چہار فصلوں میں جدا جدا اپنے اپنے وقت پر اُگا کرتے ہیں) مرتبہ کا واسطہ دیکر تجھ سے طلب کروں پہاڑ نے جواب دیا اے محمدؐ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تو نے کہا حق ہے نیز میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر تو اپنے پروردگار سے سوال کرے کہ تمام دنیا کے مردوں کو بندر اور سور بنادے تو وہ بیشک ایسا ہی کردے یا یہ سوال کرے کہ سب کو فرشتے بنادے تو بیشک ایسا ہی ظہور میں آئے اور اگر تو دعا کرے کہ آگ کو یخ اور یخ کو آگ کی حالتمیں منقلب کردے تو بیشک ایسا ہی ہوجائے یا یہ دعا کرے کہ آسمان کو زمین پر گرادے اور زمین کو آسمان پر بلند کردے تو اسی طرح ظہور میں آئے یا خدا سے تو یہ طلب کرے کہ مشرق اور مغرب اور نشیب ہائے زمین سب کو ایک تھیلی (کیسہ) کی مانند کردے تو درحقیقت خدا ایسا ہی کر دکھائے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا نے تمام آسمانوں زمینوں۔ پہاڑوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کو تیرا فرمانبردار بنایا ہے اور ہوائیں بجلیاں اور اعضائے حیوان وانسان تمام مخلوقات تیرے مطیع ہیں جو حکم تو انکو کرے وہ اسکی تعمیل کرینگے +

ان معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنے کے بعد یہودی بولے اے محمدؐ تو ہمکو دھوکا دیتا ہے تو نے پہاڑ کے پتھروں کی آڑ میں اپنے کچھ اصحاب کو بٹھا رکھا ہے کہ وہ کلام کرتے ہیں اور ہم سے کہتا ہے کہ پہاڑ باتیں کر رہا ہے اب ہم کو معلوم نہیں ہے کہ یہ آواز جو ہمکو سنائی دیتی ہے

پہاڑ کی ہے یا اُن مردوں کی اس قسم کی باتوں سے نادان اور ضعیف العقل لوگ ہی دام فریب میں پھنس سکتے ہیں اگر تو اپنے دعوے میں راستی پر ہے تو پہاڑ سے ہٹ کر دور جا کھڑا ہو اور اسکو حکم دے کہ جڑ سے اکھڑ کر تیرے پاس آئے جب وہ ہمارے روبرو تیرے آگے آجائے تو اسکو حکم دے کہ ارتفاع میں سے دو برابر ٹکڑے ہو جائے اور نیچے والا نصف حصہ اوپر چلا جائے جب چوٹی والا حصہ جڑ میں آجائیگا اور جڑ والا حصہ چوٹی پر چلا جائیگا تو ہم جانیں گے کہ یہ بات بیشک خدا کی طرف سے ہے کسی کی شراکت اور دھوکہ باز سرکشوں کی اعانت سے ایسا ظہور میں نہیں آسکتا تب آنحضرتؐ نے ایک پتھر کی طرف جو پانچ رطل (۲½ سیر) وزن میں تھا اشارہ کیا اور فرمایا اے پتھر گردش میں آ وہ فوراً گردش میں آیا جب قریب پہنچا تو اس یہودی سے جو حضرتؐ سے مخاطب تھا فرمایا اس پتھر کو اُٹھا کر اپنے کان کے برابر رکھ تاکہ جو شہادت اس پہاڑ نے دی تھی وہی یہ پتھر بھی دے اسلئے کہ یہ بھی اسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جب اس نے اس پتھر کو اُٹھا کر کان سے لگایا تو قدرت خدا سے وہ پتھر بولنے لگا اور جو آواز پہاڑ سے پیدا ہوئی تھی کہ اس نے یہودیوں کے دلوں کی بابت جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اور جو آنحضرتؐ نے خبر دی تھی کہ یہودیوں کے اخراجات جو محمدؐ کے دفعیہ کیلئے ہیں وہ بالکل فضول اور باطل ہیں بلکہ ان ہی کیلئے باعث وبال و نکال ہیں اسکی تصدیق کی تھی اس پتھر سے بعینہ وہی آواز پیدا ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا تو نے سنا یہ پتھر کیا کہتا ہے اب بتا اسکے پیچھے بھی کوئی آدمی بیٹھا ہے جو تجھ سے کلام کر رہا ہے اور تجھ کو فریب دیتا ہے کہ یہ پتھر تجھ سے کلام کرتا ہے یہودی نے عرض کی یہ بات تو نہیں ہے مگر جو درخواست میں نے کی ہے اسکو پورا کر تب آنحضرتؐ وہاں سے دور ہٹ گئے اور ایک وسیع میدان میں جا کر کھڑے ہوئے پھر آواز دی اے پہاڑ میں محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کے مرتبے کا تجھکو واسطہ دیتا ہوں (جنکے مرتبے کے باعث اور بندگانِ خدا کے ان کا واسطہ دیکر دعا کرنیکے سبب خدا نے قوم عاد پر تند ہوائے صرصر کو بھیجا جو لوگوں کو اکھاڑ کر گراتی تھی اور وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کھجوروں کے کندے گرے پڑے ہیں

اور جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ قوم صالح پر ایک خوفناک چیخ مارے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسکے صدمے سے خشک گھاس کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے) کہ تو حکم خدا سے اپنی جگہ سے اکھڑ کر جدا ہو اور یہاں میرے پاس آ اور ہاتھ کو اپنے سامنے زمین پر رکھدیا وہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اسپ تیز رو کی طرح نہایت تیزی سے چلا اور آ کر جہاں حضرتؐ نے نشان دیا تھا ٹھیر گیا اور اسکی جبہ حضرتؐ کی انگلیوں کے نزدیک آگئی اور ان سے ملحق ہو گئی پھر قائم ہو کر عرض کی اے رسولؐ رب العالمین میں آپکے حکم کو گوش دل سے سننے اور دل و جان سے آپکی فرمانبرداری کو حاضر ہوں اگر آپ ان معاندوں کی ناکوں کو رگڑنا (یعنی انکو ذلیل و خوار کرنا) چاہیں تو مجھے حکم دیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان معاندوں نے درخواست کی ہے کہ میں تجھ کو حکم دوں کہ زمین سے اُکھڑ کر برابر دو ٹکڑے ہو جا اور اوپر کا نصف حصہ نیچے آجائے اور نیچے کا آدھا حصہ اوپر چلا جائے یعنی چوٹی جڑ میں آجائے اور جڑ چوٹی کی جگہ جا قائم ہو پہاڑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ مجھ کو اس امر کے بجالانیکا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں وہ پہاڑ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا نیچے کا حصہ اوپر چلا گیا اور اوپر کا حصہ نیچے آگیا اور جڑ چوٹی کی جگہ اور چوٹی جڑ کی جگہ جا قائم ہوئی پھر پہاڑ نے آواز دی اے گروہ یہود آیا یہ معجزہ موسیٰؑ کے معجزوں سے کم ہے جنپر تم اپنے زعم میں ایمان لائے ہو یہ آواز سنکر یہودی ایکدوسرے کی طرف تکنے لگے بعض نے کہا کہ اب ہمکو اسکے ہاتھ سے گریز کی صورت باقی نہ رہی اور بعض بولے کہ یہ شخص صاحب اقبال اور خوش نصیب ہے اور ایسا شخص جس چیز کا ارادہ کیا کرتا ہے وہی اسکے لئے مہیا ہو جایا کرتی ہے اور صاحب بخت کیلئے عجائبات ظہور میں آیا کرتے ہیں تم ان عجائبات کے مشاہدہ کرنے سے جو اس سے ظاہر ہوئے اسکے دام فریب میں مت پھنسو انکی یہ باتیں سنکر پہاڑ نے آواز دی اے دشمنان خدا تم نے ان باتوں سے موسیٰؑ کی پیغمبری کو باطل کیا آیا تم نے موسیٰؑ سے نہیں کہا تھا کہ عصا کا اژدہا کی صورت میں بدل جانا اور دریا شگافتہ ہو کر اسمیں راستوں کا ظاہر ہو جانا اور پہاڑ کا سائبان کی طرح سروں پر آ کر ٹھیرنا صرف اسوجہ سے ہے

کہ تو صاحب نصیب اور اقبال مند ہے تیرے نصیب ان عجائبات کو ظاہر کرتے ہیں اسلئے
ہم تجھ سے ان عجائبات کے مشاہدہ پر فریفتہ اور گرویدہ نہیں ہوتے القصہ وہ پہاڑ بعد
اس کلام زجر آمیز کے اُن یہودیوں کو نگل گیا اور حجت پروردگار انپر لازم ہو گئی ❖

قولہ عز وجل اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ
یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝
وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا
اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ

ترجمہ اے محمدؐ واصحاب محمدؐ کیا تم طمع کرتے ہو کہ وہ یہودی تمہاری تصدیق کرینگے
اور ایمان لائینگے حالانکہ انمیں سے ایک فریق ایسا تھا کہ کلام خدا کو سنتے تھے اور اسکے
سمجھ جانے کے بعد اسمیں تحریف اور تبدیلی کردیتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ یہ خدا کا
کلام ہے اور جب یہ یہودی مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم
تمہاری طرح ایمان لائے ہیں (اور توریت میں صفات محمدؐ مرقوم ہیں) اور جب خلوت
میں باہمدیگر ملاقات کرتے ہیں تو اور یہودی ان ملاقات کرنے والے یہودیوں سے
کہتے ہیں کیا تم ان مسلمانوں سے وہ باتیں کرتے ہو جو خدانے تمپر واضح کی ہیں تاکہ وہ
لوگ (کل قیامت کے دن) اس کلام سے خدا کے سامنے تمپر حجت قائم کریں آیا تم نہیں
سمجھتے (کہ اپنا راز دشمن کو بتاتے ہو) آیا ان یہودیوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا انکی
پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے ❖

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسولخدا نے ان یہودیوں کو اپنے معجزے سے ساکت اور
لاجواب کردیا اور اپنی دلائل واضحہ اور براہین باہرہ سے انکے عذروں کو قطع کیا تو پھر
انکو حضرتؐ سے حجت کے طلب کرنے اور انکے معجزات میں اپنی تلبیسات کو داخل کرنیکی قدرت نہ رہی

آخرکار لاچار ہو کر عرض کی اے محمدؐ ہم ایمان لائے کہ تو رسولؐ ہادی و مہدی ہے اور علیؑ جو تیرا بھائی ہے وہ تیرا وصی اور ولی ہے اور جب وہ یہودی اور یہودیوں سے ملتے جلتے تھے تو ان سے کہتے تھے کہ ہمنے جو اسپر اپنا ایمان لانا ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اسکے فساد کے رفع کرنے پر قدرت حاصل ہو گئی اور یہ ہمارا ظاہری ایمان لانا اسکی اور اسکے اصحاب کی بیخ کنی کرنے میں ہمارا معین و مددگار ہے کیونکہ انکو یقین ہے کہ ہم انکے ساتھ ہیں اسلئے وہ اپنے رازوں کو ہم سے ذرا نہیں چھپاتے اور بلا تامل ہمکو بتا دیتے ہیں اور ہم جا کر ان کے دشمنوں کو مطلع کر دیتے ہیں آخرکار وہ ہماری امداد اور معاونت سے ایسے وقت میں انپر حملہ آور ہونگے جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مشغول اور مضطر الحال ہونگے اور دشمنوں کا دفعیہ اور انکی روک تھام ان کے لئے متعذر اور مشکل ہوگی اس قسم کی باتوں سے وہ لوگ باقی یہودیوں کے آگے حضرتؐ کے معجزات و آیات کا جو وہ مشاہدہ کرتے تھے انکار کرتے تھے +

الغرض حق تعالیٰ نے انکی بداعتقادی اور بداخلاقی اور قلبی برائیوں کے حال سے اپنے رسولؐ کو مطلع کیا اور خبر دی کہ جو شخص تیرے معجزات باہرہ اور دلائل واضحہ کو دیکھ کر تیری نبوت کا اقرار کرتا ہے یہ لوگ اسکے روبرو تیرے محمدؐ ہونے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے۔
اَفَتَطْمَعُوْنَ آیا تو اے محمدؐ اور تیرے اصحاب علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار یہ طمع رکھتے ہیں کہ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ یہ یہودی جنکو تم نے لاجواب اور ساکت کیا ہے اور آیات الٰہی اور اسکی دلائل واضحہ سے انکو مغلوب کیا ہے تمپر ایمان لائینگے اور دل سے تمہاری تصدیق کرینگے اور خلوت میں جا کر اپنے مثل شیاطین یاروں آشناؤں سے تمہارے بزرگ اور پسندیدہ احوال کو بیان کرینگے وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ حالانکہ ایک فریق ان یہودان بنی اسرائیل میں سے ایسا تھا کہ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰہِ طور سینا کی جڑ میں جا کر خدا کے کلام اور اسکے اوامر و نواہی کو سنتے تھے ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ پھر سننے کے بعد جب اپنے باقی لوگوں کو پہنچاتے تھے تو اسکو بدل ڈالتے تھے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ بعد اسکے کہ وہ اسکو سمجھتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ جھوٹ ہے اور ہم اپنی بات میں جھوٹے ہیں +

اور اسکا قصہ اسطرح سے ہے کہ جب وہ موسیٰؑ کے ہمراہ کوہ طور کی طرف گئے اور وہاں جاکر انہوں نے خدا کا کلام سنا اور اسکے اوامر و نواہی سے مطلع ہو کر واپس آئے اور وہ احکام اپنے باقی ماندہ لوگوں کو پہنچائے پس یہ امر انکو شاق اور ناگوار گزرا لیکن انمیں جو لوگ مومن تھے وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور اپنے دلوں میں اس امر کی تصدیق کی اور جن یہودیوں نے اس قصہ میں رسولخداؐ سے نفاق رکھا انکے گزشتہ بزرگوں نے بنی اسرائیل سے بیان کیا تھا کہ خدا نے ہم سے یہ بات کہی اور اپنے اوامر کے بجالانے اور نواہی سے باز رہنے کا حکم دیا جو ہم تم سے ذکر کر چکے اسکے بعد حکم دیا کہ اگر تم کو میرے اوامر کا بجالانا دشوار اور ناگوار معلوم ہو تو انکے نہ کرنے پر تم سے کچھ بازپرس نہوگی اور اگر میرے نواہی سے باز رہنا تم پر شاق ہو تو اس امر منکر کے مرتکب ہونے اور اس فعل شنیع میں پڑنے سے تمہارا کچھ حرج نہیں ہے وَهُوَ يَعْلَمُونَ حالانکہ انکو معلوم ہے کہ وہ اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں۔ اب خدا انکے دوسرے نفاق اور انکی جہالت کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جب وہ یہودی سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذرؓ عمارؓ جیسے مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو قَالُوْۤا اٰمَنَّا ان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح سے ایمان لائے ہیں کہ محمدؐ خدا کا پیغمبرؐ اور اسکا بھائی علیؑ ابن ابیطالب امام برحق ہے اور وہ اسکا بھائی ہے جو خلق خدا کا ہادی اور رہنما ہے اور اسکا وزیر ہے جو حاکم و والی خلق ہے اور اسکی امت پر اسکا خلیفہ اور جانشین ہے اور اسکے وعدوں کا پورا کرنے والا اور اس کو بری الذمہ کرنے والا اور اسکی سیاست کے بار گراں کو اُٹھانے والا ہے اور خلقت کیلئے ایسا پیشوا ہے کہ اگر وہ اسکی اطاعت کریں تو غضب رحمٰن سے محفوظ رہیں اور رضائے خدا ان کو حاصل ہو اور وہ خلفاء (ائمہؑ طاہرین) جو اسکے بعد ہونگے روشن ستارے اور چمکدار چاند اور نہایت پرضیا آفتاب ہیں اور انکے دوست خدا کے دوست ہیں اور انکے دشمن خدا کے دشمن اور بعض یہودی کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ صاحب معجزات اور دلائل واضحہ کا قائم کرنے والا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفار قریش اسکے قتل کرنے پر متفق ہوئے

اور مار ڈالنے کے ارادے سے اسکو تلاش کیا تو خدا نے انکے ہاتھوں اور پاؤں کو خشک کر دیا کہ کام کرنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے اور وہاں سے خائب و خاسر بے نیل مرام واپس چلے گئے اور اگر محمدؐ چاہتا تو تن تنہا ان سب کو قتل کر ڈالتا۔ اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفار قریش نے اس سے مجادلہ کیا تو بولے کہ آ ہبل کے پاس چلیں اور اسکو اپنا حَکَم (مُنصِف) قرار دیں تاکہ وہ ہماری صداقت اور تیری دروغگوئی کی شہادت دے جب وہ ہبل کے پاس پہنچا تو وہ بت مُنہ کے بل گر پڑا اور اس نے شہادت دی کہ اے محمدؐ تو نبی خدا ہے اور تیرا بھائی علیؑ امام ہے اور اس کے بعد اسکے فرزند اسکے وارث ہونگے اور اسکی سیاست اور امامت کو قائم کرینگے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب قوم قریش نے اسکو شعب ابوطالب میں محصور کیا اور اسکے دروازے پر چند شخصوں کو مقرر کیا تاکہ کوئی شخص انکو غذا پہنچانے نہ پائے اور نہ کسی کو اندر سے نکلنے دیں تاکہ وہ انکے لئے کہیں سے کھانا نہ لے آئے تو حق تعالیٰ نے سب کو جو محاصرے میں تھے خواہ کافر تھے یا مومن من وسلوےٰ سے بہتر اور افضل غذا عنایت فرمائی اور انواع واقسام کے میووں اور کھانوں میں سے جس چیز کی وہ خواہش کرتے تھے آنحضرتؐ کی دعا کی برکت سے انکے لئے مہیا کی اور لباسہائے فاخرہ انکو پہننے کے لئے عطا فرمائے اور جب حضرتؐ نے ان لوگوں کو اس درہ کی تنگی سے دل تنگ دیکھا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھوں کو پہاڑوں کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ وہ فوراً ہٹ گئے اور اس درے میں ایسا وسیع جنگل پیدا ہوگیا کہ اسکے دو نو سرے نظر نہ آتے تھے پھر اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا اے محمدؐ اور اسکے انصار کے امانت دار و جو درخت اور میوجات اور گل وریاحین اور نباتات خدا نے تمہارے سپرد کی ہیں انکو باہر نکالو تب قدرت خدا سے وہ تمام جنگل گھاس۔ سبزے۔ گل وریحان اور انواع واقسام کے درختوں اور میووں سے پُر ہوگیا۔ جن کے مشاہدے سے دل اور آنکھیں بشاش اور بہرہ ور ہوں اور غم و فکر دور ہوں اور اس جنگل میں عجیب وغریب درختوں کے موجود ہونے اور پھلوں کے گرنے اور نہروں کے جاری ہونے

اور پھولونکی طراوت اور نباتات کی تروتازگی کے سبب وہ لوگ سمجھتے تھے کہ ایسا میدان دنیا کے کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے +

اور محمدؐ ایسا شخص ہے کہ جب ابوجہل ملعون کا قاصد تہدید و تخویف کرتا اسکے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ وہ خبط جو تیرے سر میں سمائے ہیں انہوں نے مکہ میں تیرا رہنا دشوار کردیا اور تجھ کو مدینہ میں پہنچایا اور وہ برابر تجھ میں قائم رہینگے یہانتک کہ تجھ کو ایسے امور کے بجالانے پر برانگیختہ کریں جو تجھ کو بگاڑدیں اور اس درجہ پر پہنچادیں کہ تو اس شہر کو اسکے باشندوں کے حق میں فاسد کردے اور انکو حزن و ملال میں مبتلا کرے اور تو اپنی حد اور طریقے سے باہر نکل جائے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قریش تیری بیخ کنی اور تیری بلا دفع کرنے کے دفیعہ کے ارادہ سے ایک دل ہو کر تجھ پر حملہ آور ہونگے اور تو اپنے نادان اور فریب خوردہ ہمراہیوں کے ساتھ ان کے مقابل ہوگا اور جو لوگ تیری نبوت کے منکر اور تیرے دشمن ہیں وہ بھی اس جنگ میں تیرے مددگار ہونگے اسلئے کہ ان کو خوف ہے کہ اگر تو مارا گیا تو وہ بھی مارے جائینگے اور تیرے بلا میں پھنسنے سے ان کے عیال و اطفال بھی بلا میں مبتلا ہونگے اور تیرے اور تیرے تابعین کے محتاج ہونے سے وہ اور انکے خویش و اقارب سب محتاج اور تنگدست ہوجائینگے کیونکہ انکو یقین واثق ہے کہ تیرے دشمن جب تجھ پر غالب ہوجائینگے اور بقہر و غلبہ انکے شہر میں داخل ہونگے تو وہ تیرے دوستوں اور دشمنوں میں تمیز نہ کرینگے اور تیرے ساتھ انکی بھی بیخ کنی کردینگے اور جس طرح تیرے عیال و اطفال کو اسیر کرینگے اور مال و اسباب کو لوٹیں گے اسیطرح انکے عیال و اطفال اور مال و متاع کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے وَاَعْذَرَ مَنْ اَنْذَرَہٗ وَبَالَغَ مَنْ اَوْضَحَ یعنی جس نے خوف دلایا اور ڈرایا اس نے عذر کو پورا کیا اور جس نے واضح طور پر بیان کیا اس نے حق رسالت ادا کیا +

جب ابوجہل علیہ اللعن کا یہ پیغام پہنچا تو حضرت مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور بہت سے اصحاب اور یہودان بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو آنحضرتؐ کا منکر تھا وہاں موجود تھے

یہ کام فرشتوں کے ذمے ہے بعد ازاں فرشتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے فرشتگان پروردگار اس قصے کو جو تم نے سنا ہے کاغذوں پر لکھ کر ان لوگوں میں سے ہر ایک کی آستین میں ایک ایک پرچہ رکھدو بعد ازاں فرمایا اے مسلمانو اپنی اپنی آستینوں کو دیکھو اور جو کچھ انمیں ہے اس کو نکالکر پڑھو جب انہوں نے اپنی آستینوں کو ٹٹولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص کی آستین میں ایک ایک پرچہ موجود ہے جب اسکو نکالکر پڑھا تو اسمیں بعینہ وہی مضمون مندرج تھا جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا نہ اس سے ذرا کم نہ زیادہ نہ مقدم نہ موخر پھر حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان پرچوں کو پھر اپنی آستینوں میں رکھے لو کہ یہ تحریر تمپر حجت ہوگی اور جو تم میں سے مومن ہیں انکے لئے باعث شرف وعزت اور تمہارے دشمنوں پر حجت ہوگی اسکے بعد وہ پرچے انکے پاس رہے جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو سب امور اسی طرح بظہور میں آئے جس طرح سے آنحضرتؐ نے بیان فرمایا تھا اور اسمیں کسی قسم کی کمی بیشی اور کچھ تقدیم وتاخیر نہ ہوئی مسلمانوں نے ان یہودیوں کی اس ظاہری شہادت کو تسلیم کر لیا اور انکے باطنی حال کو خالق غیب دان کے سپرد کیا۔

جب ان یہودیوں میں سے بعض لوگ اپنی قوم کے اور شخصوں سے ملے تو انہوں نے ان سے کہا کہ تم یہ کیا کام کرتے ہو کہ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وہ دلیلیں جو محمدؐ کی نبوت اور اسکے بھائی علیؑ کی امامت کے بارے میں خدا نے تمپر واضح کی ہیں ان سے مسلمانوں کو مطلع کرتے ہو لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ تاکہ وہ خدا کے آگے تمپر حجت قائم کریں کہ تم اس سے واقف تھے اور اسکو تم نے مشاہدہ کیا تھا پھر بھی تم اسپر ایمان نہ لائے اور اسکی اطاعت نہ کی۔ وہ لوگ اپنی جہالت کے سبب یہ گمان کرتے تھے کہ اگر یہ ہمارے ہم قوم لوگ مسلمانوں کو یہ نشانیاں نہ بتائیں تو رسولخدا اور کسی جہت سے انپر حجت قائم نہ کر سکیں گے۔

پھر خدا ارشاد فرماتا ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ آیا تم نہیں سمجھتے ہو کہ نبوت محمدؐ کی دلیلیں جو خدا نے تمپر ظاہر کی ہیں اور تم انکو مسلمانوں کو بتاتے ہو وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک تم پر حجت ہونگی۔ پھر فرماتا ہے اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ کیا وہ یہودی جو اپنے بھائیوں سے

کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وہ دلیلیں جو خدا نے تمپر ظاہر کی ہیں بتلاتے ہو۔ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ ○ یہ نہیں جانتے کہ خدا کو معلوم ہے کہ وہ محمدؐ سے پوشیدہ طور پر عداوت رکھتے ہیں اور اپنے اظہار ایمان سے اسکو پوشیدہ کرتے ہیں تاکہ آنحضرتؐ اور اسکے اصحاب کی بیخ کنی اور بربادی پر دسترس حاصل ہو وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ اور ایمان کے اظہار سے انکی یہ غرض ہے کہ مسلمانوں سے مانوس ہو کر انکے بھیدوں اور راز کی باتوں سے واقف ہو جائیں تاکہ انکے رازوں کو انکے دشمنوں پر جو انکی ضرررسانی کے درپے ہیں ظاہر کریں اور یہ بات انکو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا کو انکی یہ بات معلوم ہوگی تو وہ محمدؐ کے امر کو تمام کریگی تدبیر کریگا اور اسکے مبعوث کرنیسے جو غرض ہے اسکو سرانجام دیگا اور اسکے امر کو مکمل کریگا اور تمام کو پہنچائیگا اور انکے نفاق اور کید و فریب سے اسکو ضرر نہ پہنچیگا۔

قولہ عزوجل وَمِنۡهُمۡ اُمِّيُّوۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ الۡكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِىَّ وَاِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ○ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ○ ترجمہ اور انمیں سے بعض لوگ ناخواندہ اور محض جاہل ہیں کہ کتاب خدا (توریت) کو اپنی نفسانی آرزؤں کا مجموعہ جانتے ہیں اور وہ صرف ظن و گمان کرتے ہیں پس عذاب ہے ان لوگوں کیلئے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اسکی عوض میں دنیا کے سرمایہ قلیل کو خریدیں پس ان علماء کیلئے عذاب ہے بسبب اس تحریر کے جسکو ان کے ہاتھوں نے لکھا ہے اور بسبب اس مال کے جسکو وہ اس تحریف و تبدیل کی عوض میں حاصل کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اے محمدؐ وَمِنۡهُمۡ اُمِّيُّوۡنَ ان یہودیوں میں سے بعض لوگ محض ان پڑھ ہیں کہ وہ لکھنا پڑھنا کچھ نہیں جانتے جیسے اُمّی ہوتا ہے جو کہ اُمّ سے منسوب ہے یعنی ایسا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے کہ اسکو لکھنا پڑھنا کچھ نہیں آتا لَا يَعۡلَمُوۡنَ الۡكِتٰبَ اور وہ لوگ

ایسے ہیں کہ وہ کتاب آسمانی اور اسکی تکذیب کرنیوالی کتاب کو نہیں جانتے اور ان دونوں میں وہ کچھ تمیز نہیں کر سکتے اِلَّا اَمَانِیَّ مگر یہ کہ کوئی انکو پڑھ کر سنادے اور یہ کہدے کہ یہ کتاب خدا اور اسکا کلام ہے اور اس کتاب میں جو مضمون درج ہے اگر اسکے برخلاف انکو پڑھکر سنایا جائے تو وہ ہرگز شناخت نہیں کر سکتے وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ اور وہ لوگ محض ظنی باتیں کرتے ہیں یعنی انکے سردار محمدؐ کی نبوت اور اسکی عترتؑ طاہرہ کے سردار علیؑ ابن ابیطالب کی امامت کی تکذیب کے باب میں جو کچھ ان سے کہتے ہیں وہ لوگ انکی تقلید کرتے ہیں حالانکہ انکی تقلید ان پر حرام ہے ۔

کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا سبب ہے کہ خدا عوام یہود کی مذمت کرتا ہے کہ وہ اپنے علماء سے سنے بغیر کتاب خدا کو پہچان نہیں سکتے اور انکو اسکے سوا اور کچھ چارہ بھی نہیں ہے پھر انکی تقلید کرنے اور ان کے اقوال کو ماننے میں انکی مذمت کیوں کی گئی حالانکہ ان کے عوام ہمارے عوام کی طرح ہیں کہ اپنے عالموں کی پیروی کرتے ہیں جبکہ ان کیلئے اپنے علماء کے قول کا قبول کرنا جائز نہیں رکھا تو اِن (مسلمانوں) کیلئے بھی جائز نہ ہوا کہ اپنے علماء کے قول کو تسلیم کریں حضرتؑ نے فرمایا ہمارے عوام اور ہمارے علماء اور انکے عوام اور انکے علماء میں ایک طرح سے فرق ہے اور ایک جہت سے دونو مساوی ہیں مگر جس صورت میں کہ وہ دونو مساوی ہیں اسمیں خدا نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علماء کی تقلید کرنیکے باب میں مذمت کی ہے جس طرح انکے عوام کو بُرا کہا ہے مگر جس صورت میں عوام اور علماء میں فرق ہے وہاں ہمارے عوام کی تقلید علماء کے بارے میں مذمت نہیں کیگئی اس شخص نے عرض کی اسکا سبب بیان فرمایئے حضرتؑ نے فرمایا کہ عوام یہود اسبات کو جانتے تھے کہ انکے علماء صریح جھوٹ بولتے ہیں اور حرام مال کھاتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں اور کسی کی سفارش سے یا کسی پر مہربانی کر کے یا رشوت لیکر احکام خدا میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور

ذکر امام اخبار اور تقلید اخبار

وہ جانتے تھے کہ ان کے عالم سخت متعصب ہیں کہ اس تعصب کے باعث اپنے دین سے الگ ہو جاتے
ہیں اور جب وہ تعصب پر آتے ہیں تو جسکے ساتھ تعصب کا طریق برتا ہے اسکے حقوق کو زائل کر دیتے ہیں
اور جسکی طرفداری منظور ہوتی ہے ناحق غیر کا مال اسکو دے ڈالتے ہیں اور اسکی خاطر حقدار پر ظلم
کرتے ہیں نیز انکو معلوم ہے کہ وہ عالم فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں پھر باوجود اسکے کہ انکے
دل اسبات کو پہچانتے ہیں کہ جو کوئی ان علماء کے سے عمل کرے وہ فاسق ہے اور خدا اور اسکے انبیا
کی جو اسکے اور اسکی مخلوق کے مابین واسطہ ہوتے ہیں تصدیق نہیں کرتا پھر بھی وہ انکی تقلید
کرتے ہیں اسی سبب سے حق تعالیٰ نے انکی مذمت کی ہے کیونکہ اُنہوں نے ان لوگوں کی تقلید کی
جنکو وہ جانتے تھے اور جنکی بابت انکو معلوم تھا کہ انکی خبر کو قبول کرنا اور انکی بات کو تصدیق
کرنا اور جس شخص کو انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا اسکی بابت جو باتیں وہ عالم انکو پہنچاتے ہیں
انپر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور رسولؐ اللہ کے بارے میں غور کرنا خود انپر واجب تھا کیونکہ
آنحضرتؐ کے دلائل پوشیدہ نہ تھے بلکہ عین روشن اور صاف واضح تھے اور نہایت مشہور
و معروف تھے اور انکی نظروں میں خوب واضح ہو چکے تھے اور اس امت مرحومہ کے عوام کے واسطے
بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ معلوم کر لیں کہ انکے علماء ظاہر طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور
سخت تعصب کے مرتکب ہوتے ہیں اور اموال دنیوی اور افعال حرام کی خاطر کھلم کھلا عداوتیں
کرتے ہیں اور جس سے تعصب کرتے ہیں اسکو ہلاک کر دیتے ہیں اگرچہ وہ شخص اسبات کا مستحق و سزاوار
تھا کہ اسکے امر کی اصلاح کیجاتی اور جسکی پاسداری اور رعایت کرتے ہیں اس سے احسان اور
مروت سے پیش آتے ہیں خواہ وہ ذلت و اہانت کا سزاوار ہی کیوں نہو پس جو لوگ ہمارے
عوام میں سے ایسے فقہاء کی تقلید کرتے ہیں وہ عوام یہود کی مانند ہیں جنکی خدا نے اپنے فاسق
و فاجر علماء کی تقلید کرنے کی وجہ سے مذمت بیان کی ہے لیکن جو عالم ایسے ہوں کہ اپنے
نفسوں کی حفاظت کرتے ہوں اور اپنے دین کے محافظ اور مخالفان دین کے مخالف ہوں
اور امر الٰہی کے مطیع و فرمانبردار ہوں عوام پر لازم ہے کہ انکی تقلید کریں اور یہ

صفات شیعوں کے فقط بعض علماء میں پائی جاتی ہیں نہ کہ سب میں کیونکہ جو عالم عامہ کے فاسق فقہاء کی طرح فواحش و قبائح کا مرتکب ہو انکی زبانی ہمارے کسی حکم کو مت قبول کرو اور نہ انکی کسی قسم کی تعظیم و تکریم کرو صرف اسی تعظیم کی غرض کے پورا کرنیکے لئے ہم اہلبیتؑ کے اقوال و احکام میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا ہے کیونکہ فاسقوں کو جو ہمارے احکام پہنچتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب انکو بالکل تبدیل کر دیتے ہیں اور اپنی کم عقلی کے باعث چیزوں کو بے موقع رکھدیتے ہیں اور بعض دیدہ و دانستہ ہمپر افترا کرتے ہیں تاکہ اسکے ذریعے سے مال و متاع دنیوی کو حاصل کریں جو انکے لئے جہنم کا زادِ راہ بنے گا۔ اور ایک فرقہ ناصبیوں کا ہے کہ وہ ہمارے حق میں کسی قسم کے رد و قدح کرنے پر قادر نہیں ہیں مگر ہمارے صحیح علوم کو سیکھ لیتے ہیں اور پھر اسکو لیکر ہمارے شیعوں کے پاس جاتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے ہمارے نقص بیان کرتے ہیں پھر اسمیں چند در چند ایسے جھوٹی باتیں شامل کرتے ہیں جن سے ہم بالکل پاک اور سخت بیزار ہیں اور ہمارے بعض فرمانبردار اور مطیع شیعہ ان باتوں کو ہم اہلبیت کا علم سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں پس ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور انکو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اس قسم کے لوگ ہمارے ضعیف شیعوں کو اسکی نسبت بہت زیادہ ضرر پہنچاتے ہیں جتنا کہ لشکر یزید پلید علیہ اللعن والعذاب الشدید نے امام حسین علیہ السلام اور انکے اصحاب باوفا علیہم الرضوان کو پہنچایا کیونکہ وہ انکی جانوں اور مالوں کو چھین لیتے ہیں اور ان لوگوں کا جنکے مال و جان کو ان ناصبیوں نے چھین لیا ہے ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچنے کے سبب بہت بڑا رتبہ ہے اور یہ خبیث علمائے نواصب اپنے آپ کو ہمارے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ظاہر کر کے ہمارے ضعیف شیعوں کے اعتقادات میں طرح طرح کے شک ڈالکر انکو گمراہ کرتے ہیں اور انکو حق اور پاک طریق پر چلنے سے روکتے ہیں مگر ان گمراہ شدہ عوام میں سے جسکے دل کی نسبت خدا کو یہ علم ہے کہ اسکا ارادہ اور منشا یہ ہے کہ دین خدا کی حفاظت کرے اور ولی خدا کی تعظیم اور عزت کرے اسکو ایسے پر تلبیس کافر کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتا بلکہ اسکے لئے ایک

مومن کو مقرر فرماتا ہے جو اسکو راہ صواب اور طریق حق سے واقف کرتا ہے پھر اسکو اس مومن کی باتوں کے تسلیم کرنیکی توفیق دیتا ہے اور اسطرح سے اس شخص کے واسطے دنیا اور آخرت دونوجگہ کی بہتری اور اس بہکانے والے مردود کے لئے دنیا کی لعنت اور آخرت کا عذاب جمع کرتا ہے بعد ازاں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری امت کے علماء شرارہ عالم ہیں جو لوگوں کو ہماری طرف سے گمراہ کرتے ہیں اور ہماری طرف کی راہوں کو قطع کرتے ہیں اور ہمارے ناموں اور لقبوں سے ہمارے اضداد کو نامزد اور ملقب کرتے ہیں اور ان (ہمارے دشمنوں) پر درود وسلام بھیجتے ہیں حالانکہ وہ لعنت کے سزاوار ہیں اور ہمپر لعنت کرتے ہیں حالانکہ ہم کرامات و افضال خدا میں مستور اور مغمور ہیں اور خدا اور اسکے فرشتوں کے درود وسلام کے باعث ان کے درود وسلام سے مستغنی اور بے پرواہیں +

اور کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام (جو خلق خدا کے ہادی اور تاریکی کفر وضلالت میں شعلوں کی مانند ہیں) کے بعد کون لوگ تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہیں فرمایا کہ عالم نیکوکار اور صالح پھر اس شخص نے عرض کی کہ ابلیس ۔ فرعون ۔ نمرود اور ان اشقیائے امت کے بعد جو آپ حضرات اہلبیتؑ کے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقب ہوئے اور اُنہوں نے آپکے عُہدوں اور منصبوں کو لے لیا اور آپکی سلطنت پر حکمران ہوئے ایسا کون ہے جو تمام خلق خدا سے بدتر ہے فرمایا علمائے مفسد جو امور باطلہ کا اظہار کریں اور امور حق کو چھپائیں اور انہی کے حق میں خدا نے فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ یعنی یہ لوگ وہ ہیں جنپر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنیوالے بھی کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن وانس ہیں انپر لعنت کرتے ہیں مگر انمیں سے جو لوگ توبہ کریں اور نیک اور صالح بنیں اور حق کو ظاہر

کریں انکی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنیوالا ہوں +
اب خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ○ ترجمہ پس وائے ہے ان لوگوں پر جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اسکی عوض میں سرمایہ قلیل خریدکریں پس وائے ہے انپر بسبب اس اپنے ہاتھوں کی تحریر کے اور وائے ہے انپر بسبب اس متاع قلیل کے جسکو وہ اس تحریف کردہ کتاب کی عوض میں حاصل کرتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ان آیات میں ان یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ انھوں نے کچھ صفات لکھیں اور گمان کیا کہ وہ محمدؐ کی صفات ہیں حالانکہ وہ آنحضرتؐ کی صفات کے برخلاف تھیں اور اپنے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے کہا کہ یہ نبی آخر الزمان کی صفتیں ہیں کہ وہ دراز قد اور بڑے ڈیل ڈول والا اور بزرگ شکم اور سرخ بالوں والا ہوگا اور محمدؐ میں یہ اوصاف موجود نہیں ہیں اور وہ پیغمبر اب سے پانسو برس کے بعد ہوگا اور اس بات سے ان کو صرف یہ مقصود تھا کہ ضعفائے قوم پر سرداری قائم رہے اور ان لوگوں سے ہمیشہ آمدنی ہوتی رہے اور جو روپیہ رسوم نجدا اور انکے خواص کی خدمات میں صرف ہوتا ہے وہ ان ہی کے کام آئے اسلئے خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ پس اس سبب سے کہ ان کے ہاتھوں نے ان صفات محرفہ کو جو صفات محمدؐ و علیؑ کے برخلاف ہیں لکھا وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا ہونگے اور جہنم میں بدترین مقام میں معذّب ہونگے اور پھر فرماتا ہے وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ اور پھر دوبارہ انکے لئے سخت تر عذاب عذاب اول میں اضافہ کیا جائیگا اس سبب سے کہ وہ اپنے عوام کو محمدؐ کی نبوت اور انکے وصی اور بھائی علیؑ ولی خدا کی وصایت اور

امامت کے انکار پر ثابت اور قائم رکھکر ان سے مال و زر حاصل کرتے ہیں +

قولہ عزوجل وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ ترجمہ اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہم کو آتش دوزخ صرف چند روز مس کریگی اے محمدؐ تو ان یہودیوں سے کہدے کہ کیا تم نے خدا سے اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ وہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کریگا یا خدا کی شان میں وہ باتیں کہتے ہو جنکا تم کو علم نہیں ہے ہاں جو لوگ کہ گناہ کرینگے اور انکی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں گی وہ اہل دوزخ ہیں کہ وہ ہمیشہ اسمیں رہیں گے اور جو لوگ کہ ایمان لائینگے اور اعمال نیک کرینگے وہ اہل جنت ہیں اور اسمیں ہمیشہ رہینگے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جو اپنی باتوں پر اصرار کرتے تھے اور ظاہر میں اظہار ایمان کرتے تھے اور باطن میں نفاق رکھتے تھے اور رسولخدا اور انکے اہلبیتؑ کے برخلاف ایسی تدبیریں کرتے تھے جو ان حضرات کی ہلاکت کا باعث ہوں یہ بات کہی کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً آتش دوزخ ہمکو فقط چند روز مس کریگی اور ان لوگوں کے اس قول کا باعث یہ تھا کہ مسلمانوں میں انکے رضاعی بھائی اور سمدھی رشتہ دار موجود تھے جو نسبی رشتہ داری اور سمدھیانے کی رعایت سے انکے کفر کو آنحضرتؐ اور انکے اصحاب سے چھپاتے تھے حالانکہ خود اچھی طرح سے واقف تھے ان مسلمانوں نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم نے یہ طریق نفاق کیوں اختیار کیا ہے حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ تم اسکی وجہ سے غضب خداوندی کے سزاوار اور عذاب دوزخ میں گرفتار ہوگے وہ یہودی ان مسلمان رشتہ داروں کے جواب میں کہتے تھے کہ ان گناہوں کی عوض میں جو عذاب

ہم کو دیا جائیگا اسکی میعاد چند روزہ ہوگی جسکے ختم ہونے پر ہم بہشت کی نعمتوں کی طرف
منتقل ہو جائینگے اسلئے ہم اس عذاب سے بچنے کیلئے جو فقط ہمارے گناہ کرنیکی مدت کے موافق
ہوگا مکروہات دنیوی کیطرف عجلت اور جلد بازی نہیں کرتے کیونکہ وہ مدت عذاب تو ختم
اور منقضی ہو جائیگی اور ایسا طریق اختیار کرنے سے ایک تو ہم نے خدمت سے آزاد رہنے کی لذت
حاصل کی اور دوسرے دنیوی نعمتوں سے متلذذ اور متنعم ہوئے پھر بعد میں عذاب کی بھی ہمکو
چنداں پروا نہیں ہے کیونکہ جب وہ ہمیشہ کیلئے نہ ہوگا تو گویا وہ فنا ہی ہو گیا۔ الغرض خدا
فرماتاہے اے محمدؐ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا ان یہودیوں سے کہدے کہ آیا تم نے
خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ محمدؐ کی نبوت کے منکر ہونے اور اسکی نشانیوں کے رفع کرنے میں
جو اسکی نبوت اور علیؑ اور اسکے باقی خلفا و اولیاء کی امامت کے باب میں ہیں جو عذاب کہ تم کو
ملیگا وہ ہمیشہ تک نہ رہیگا اور چند روز کے بعد اسکی میعاد ختم ہو جائیگی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ
تک رہیگا کہ کبھی رفع نہو گا اسلئے تم کو مناسب یہ ہے کہ خدا اور اسکے رسولؐ اور اسکے ولی کے
(جو اسکے بعد اسکی امت میں اسکا جانشین ہوگا تاکہ انکی حفاظت اور نگہبانی کرے جسطرح کہ مہربان
اور رحیم و کریم باپ اپنی اولاد کی حفاظت کرتاہے اور مشفق و مہربان دوست اپنے خواصوں
کی رعایت اور نگہداشت کیا کرتاہے) منکر ہو کر گناہوں اور بدکاریوں پر جرات مت کرو۔
فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ کہ خدا اپنے عہد کے برخلاف ہرگز نہ کریگا پس اسی واسطے تم اپنے
ان گناہونکی نسبت عذاب کے فنا ہونے کا دعویٰ کرنیکے سبب امن وامان میں ہو اَمْ
تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یا تم خدا پر تہمت اور افترا کر کے وہ بات کہتے ہو
جو تم کو معلوم نہیں ہے یعنی یا تو تم نے عہد لے لیاہے یا تم خود ہی اس بات کے قائل ہو بلکہ
در حقیقت تمہارے یہ دونوں دعوے جھوٹے ہیں اب خدا ان یہودیوں کی تردید میں فرماتاہے
بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ ہاں جو لوگ کہ خطا کریں اور ان کی
خطائیں انکو احاطہ کر لیں اور وہ سیئہ (گناہ) جو آدمی کو احاطہ کر لیتا ہے وہ ہے جو اسکو

دین خدا سے خارج کردے اور ولایت الہی سے باہر نکال دے اور سخط و غضب خداوندی میں مبتلا کردے اور سخط یہ ہے کہ وہ شرک و کفر الہی اختیار کرے اور محمدؐ رسولخدا کی نبوت اور علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت کا انکار کرے اور ان مذکورہ بالا خطاؤں میں سے ہر ایک خطا اس شخص کو یعنی اس کے اعمال کو احاطہ کر لیتی ہے اور انکو باطل اور نیست و نابود کر دیتی ہے فَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ پس یہ لوگ جو ان خطاؤں کو جو انکے اعمال کو احاطہ کرکے نیست و نابود کر دیتی ہیں عمل میں لاتے ہیں اہل دوزخ ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہینگے +

اور رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علیؑ کی دوستی ایسا حسنہ ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اگرچہ وہ گناہ بہت ہی بڑے ہوں مگر ایسے گنہگاروں کو ان گناہوں سے پاک کرنیکے لئے کچھ دنیاوی تکلیفیں پہنچتی ہیں اور کچھ عذاب آخرت میں ملتا ہے یہانتک کہ اپنے آقایان طیبین و طاہرین علیہم السلام کی شفاعت سے ان گناہوں سے بری ہو جاتے ہیں اور دشمنان علیؑ کی محبت اور علیؑ کی مخالفت ایسا گناہ ہے کہ اسکی موجودگی میں کسی قسم کی نیکی نفع نہیں دیتی مگر ان دشمنان علیؑ کی اطاعت سے اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ دنیا میں طرح طرح کی نعمتوں اور تندرستی سے مستفیض ہوتے ہیں اور جب عالم آخرت میں جاتے ہیں تو عذاب ابدی میں گرفتار ہوتے ہیں بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ ولایت علیؑ کا منکر جنت کو آنکھ سے کبھی ہرگز نہ دیکھیگا مگر اتنا ضرور دکھایا جائیگا جس سے وہ یہ شناخت کرے کہ اگر میں اس ولی خدا کو دوست رکھتا تو یہ میرا محل اور آرامگاہ ہوتا اور اسکے معلوم کرنیسے اسکی حسرت اور ندامت زیادہ ہوگی اور جو کوئی علیؑ کو دوست رکھیگا اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہوگا اور اسکے اولیاء کرام علیہم السلام کو تسلیم کریگا وہ آتش جہنم کو آنکھ سے بھی نہ دیکھیگا مگر اتنا ضرور ہوگا کہ اسکو دکھلا کر یہ کہا جائیگا کہ اگر تو اسکے مخالف طریق پر ہوتا تو یہ تیری منزل اور جائے پناہ ہوتی اور اگر اس شخص نے کفر کے سوا اور گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا تو اسکو جہنم میں بھیجا جائیگا اور اتنی مدت تک اسمیں رہیگا کہ آتش جہنم اسکو گناہوں سے پاک کردے جیسا کہ بدن کی کثافت کو حمام کا گرم پانی صاف

یعنی علیؑ کی ایسی محبت ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اور دشمنی علیؑ کی ایسی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی

کردیتا ہے بعد ازاں اپنے مولایانِ کرام علیہم السلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا اسکے بعد حضرتؑ نے فرمایا اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا سے ڈرو بہشت ضرور تم کو ملیگا خواہ اپنے اعمال قبیحہ کے باعث دیر میں میسر ہو پس تم کو چاہیئے کہ اسکے درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کے اور علیؑ کے دوستوں میں سے بھی کوئی جہنم میں جائیگا فرمایا ہاں جس شخص نے محمدؐ و علیؑ کی مخالفت سے اپنے نفس کو ناپاک اور پلید کیا ہو اور محرمات کا مرتکب ہوا ہو اور مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کیا ہو اور ہماری شریعت کی رسموں کی خلاف ورزی کی ہو وہ شخص ناپاک اور آلائش میں لتھڑا ہوا میدان حشر میں وارد ہوگا اس سے محمدؐ اور علیؑ کہیں گے اے شخص تو گندہ اور آلائشوں میں آلودہ ہے تو اپنے موالیان خیار کی رفاقت اور حوراں خوب رو کے معانقے اور ملائکہ مقربین کی ملاقات کے قابل نہیں ہے اور تجھ کو وہاں پہنچنا نصیب نہو گا جبتک کہ ان نجاستوں سے پاک نہو یعنی ان گناہوں سے جو تیرے ذمے ہیں بری نہو تب اسکو جہنم کے اوپر والے طبقے میں داخل کیا جائیگا اور اپنے بعض گناہوں کی عوض وہاں عذاب میں مبتلا ہوگا اور انمیں سے بعض گنہگاروں کو ان کے بعض گناہوں کی عوض میدان حشر کی سختیاں پہنچائی جائینگی پھر وہاں سے انکو نیک شیعہ جنکو کہ موالیان کرامؑ نے بھیجا ہوگا اسطرح اٹھا لیجائینگے جس طرح پرندے دانوں کو چن لیتے ہیں اور بعض شیعوں کے گناہ بہت ہی کم اور نہایت خفیف ہوتے ہیں اور وہ بادشاہوں وغیرہ کی سختیوں اور تکلیفوں کے پہنچنے اور دنیا میں جسمانی آفتوں اور بلاؤں میں مبتلا ہونے کے سبب پاک ہو جاتے ہیں تاکہ قبر میں گناہوں سے پاک ہو کر دفن ہوں اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ مرتے وقت تک گناہ ان کے ذمے باقی رہ جاتے ہیں سو ان کو جانکنی کی شدت ہوتی ہے اور وہی انکے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور اگر پھر بھی کچھ گناہ کسی کے ذمے باقی رہجائیں اور وہ گناہ سخت ہوں اور روز وفات مرض اسہال یا اضطراب اسکو لاحق ہو

اور جو لوگ وہاں موجود ہوں وہ اس وجہسے وہاں سے چلے جائیں اور اس سببسے اسکو ذلت لاحق ہو پس یہ بھی اسکے گناہوں کا کفارہ ہوگا اگر پھر بھی کچھ گناہ باقی رہجائیں تو جب اسکو لحد میں رکھا جائے اور سب لوگ اسکو وہاں اکیلا چھوڑ کر متفرق ہو جائیں تو اس تنہائی کی تعب کی وجہسے وہ گناہوںسے بالکل پاک ہو جائیگا اور یہ بات اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی اور اگر اسکے گناہ بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہوں تو میدان قیامت کی شدائد کے پہنچنے سے ان سے پاک ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو جہنم کے اوپر کے طبقے میں ڈال کر گناہوںسے پاک کیا جائیگا اور یہ عذاب ہمارے محبوں کیلئے سبسے بڑھکر ہے اور یہی لوگ ان میں سبسے بڑھکر گنہگار ہیں اور یہ لوگ ہمارے شیعہ نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے محب کہلاتے ہیں اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن ہیں کیونکہ ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو ہماری پیروی کریں اور ہمارے طریقوں کی متابعت عمل میں لائیں اور ہمارے اعمال کی تقلید کریں +

ایک دن کسی شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص فلاں شخص کے حرم کیطرف نظر کرتا ہے اور اگر اسکو حرام میں پڑنا ممکن ہو تو وہ کبھی اس سے باز نہ رہے یہ بات سن کر رسولخدا غضبناک ہوئے اور اسکے حاضر کرنے کا حکم دیا اسی اثنا میں دوسرے شخص نے عرض کی وہ شخص تو تمہارے شیعوں میں سے ہے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کی دوستی کا معتقد ہے اور تمہارے دشمنوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا اسکو ہمارا شیعہ مت کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے ہمارا شیعہ وہ شخص ہے جو ہماری پیروی کرے اور ہمارے اعمال کا تابع ہو اور یہ بات جو تونے اس شخص کی نسبت ذکر کی ہمارے اعمال میں سے نہیں ہے +

اور جناب امیرؑ سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنین فلاں شخص مہلک گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور باوجود اسکے وہ حضرتؑ کے شیعوں میں داخل ہے حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر ایک جھوٹ یا دو جھوٹ لکھے گئے اگر وہ شخص گناہ کرکے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے

اور ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے تو یہ ایک جھوٹ ہوا کیونکہ وہ ہمارا
محب ہے نہ کہ ہمارا شیعہ اور اگر وہ ہمارے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے اور تمہارے بیان کے موافق
گناہوں کا مرتکب نہیں ہے تو یہ بھی جھوٹ ہوا کیونکہ وہ گناہ کرکے اپنے نفس پر ظلم نہیں
کرتا اور نہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور نہ ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے اس صورت میں دو
جھوٹ تم سے سرزد ہوئے ۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا جناب فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ کی خدمت میں
حاضر ہوکر میری نسبت دریافت کر کہ کیا میں تمہارے شیعوں میں سے نہیں ہوں چنانچہ
اس عورت نے ایسا ہی کیا صدیقہ کبرے صلوات اللہ علیہا نے اسکے جواب میں فرمایا اپنے
شوہر سے کہہ کہ اگر تو ہمارے اوامر کو عمل میں لاتا ہے اور ہمارے منع کئے ہوئے امور سے باز
رہتا ہے تو بیشک تو ہمارے شیعوں میں داخل ہے ورنہ تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اس عورت نے
واپس آکر اپنے شوہر کو جناب صدیقہ طاہرہ کے ارشاد سے مطلع کیا یہ سنکر اسکا شوہر بولا
وائے ہو مجھپر کون شخص گناہوں اور خطاؤں سے خالی ہو سکتا ہے پس میں تو ہمیشہ
آتش جہنم میں جلونگا کیونکہ جو کوئی انکے شیعوں میں داخل نہیں ہے وہ ہمیشہ جہنم میں
رہیگا بعد ازاں اسکی بیوی پھر جناب فاطمہ کی خدمتمیں حاضر ہوئی اور اپنے شوہر کا قول
اس معصومہ سے عرض کیا جناب فاطمہ نے فرمایا اس سے کہدے یہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے
بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے شیعہ برگزیدگان اہل جنت سے ہیں اور ہمارے تمام محب
اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور ہمکو دل وجان سے قبول
کرنے والے اگر ہمارے اوامر و نواہی کی مخالفت کریں تو وہ ہمارے شیعہ تو نہیں ہیں مگر پھر
بھی وہ جنت میں جائینگے لیکن بعد اسکے کہ انکو بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کرکے انکے گناہوں
سے پاک کیا جائے یا تو میدان قیامت کی انواع و اقسام کی سختیاں جھیل کر یا جہنم کے اوپر کے
طبقے میں عذاب میں مبتلا رہ کر یہانتک کہ ہماری محبت کے سبب سے وہاں رہائی پاکر ہماری درگاہ میں حاضر ہوں

اور ایک شخص نے امام حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ علیہما التحیۃ والثنا کی خدمتمیں حاضر ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا میں آپکے شیعوں میں سے ہوں حضرتؑ نے جواب دیا اے بندۂ خدا اگر تو ہمارے اوامر و نواہی میں ہمارا مطیع و فرمانبردار ہے تو بیشک تو نے سچ کہا اور اگر ایسا نہیں ہے تو خواہ مخواہ اس بزرگ مرتبہ کا جسکے تو قابل نہیں ہے دعویٰ کر کے اپنے گناہوں کو مت بڑھا اور مت کہہ کہ میں تمہارے شیعوں میں سے ہوں بلکہ یہ کہہ کہ میں تمہارا دوست اور محب اور تمہارے دشمنوں کا دشمن ہوں اور اس حالتمیں بھی تو خیر میں داخل ہے اور خیر کی طرف ہے ✤

اور کسی نے جناب سید الشہداء مظلوم کربلا حسینؑ ابن علیؑ علیہما التحیۃ والثنا کی خدمتمیں عرض کی اے فرزند رسول اللہؐ میں آپکا شیعہ ہوں فرمایا خدا سے ڈر اور ایسی چیز کا دعویٰ مت کر جسکے دعویٰ کرنے سے خدا تجھ کو کاذب اور فاجر بتلائے کیونکہ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کے دل ہر قسم کے غل و غش اور دغل و فریب سے سلامت ہوں مگر تو یہ کہہ کہ میں تمہارا محب ہوں

اور ایک شخص نے امام زین العابدین سید الساجدین علی ابن حسین علیہما السلام سے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں فرمایا اے بندۂ خدا تب تو تو ابراہیمؑ خلیل اللہ کی مانند ہو گیا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○ اور بیشک اسکے شیعوں میں سے ابراہیمؑ ہے اور اسوقت کو یاد کر جبکہ وہ اپنے پروردگار کیطرف قلب سلیم سے رجوع ہوا پس اگر تیرا دل خلیل اللہ کے دل کی طرح سلیم ہے تو بیشک تو ہمارا شیعہ ہے اور اگر تیرا دل ویسا نہیں ہے جو کہ غل و غش سے کلی طور پر پاک تھا تو ہرگز تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اور سن اگر تو نے جان بوجھ کر یہ جھوٹ بولا ہے تو تو فالج کے عارضے میں مبتلا ہوگا جس سے مرتے دم تک تجھ کو خلاصی نہوگی یا جذام میں گرفتار ہوگا تاکہ تیرے اس جھوٹ کا کفارہ ہو ✤

پارہ ۲۳ سورہ صٓ ع ۳

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے جو فخر یہ کہتا تھا کہ میں شیعۂ آل طیبین محمدؐ ہوں

فرمایا پروردگار کعبہ کی قسم تیرا اس بات پر فخر کرنا علاوہ جھوٹ بولنے کے غش کا بھی اضافہ کرنا ہے اے بندۂ خدا آیا تجھکو اپنے مال کا اپنے نفس کیلئے صرف کرنا زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے یا اپنے مومن بھائیوں کیلئے اسکا خرچ کرنا زیادہ پسند ہے اس نے عرض کی بلکہ اپنے نفس کیلئے اسکا صرف کرنا زیادہ خوش آتا ہے فرمایا تو بس تو ہمارا شیعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے برادران ایمانی کیلئے جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ ہم کو اپنے نفس پر خرچ کرنیسے زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن اے شخص تو یہ کہہ کہ میں تمہارا محب ہوں اور تمہاری محبت کے سبب نجاتِ عقبےٰ کا امید دار ہوں +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ عمار دہنی ایک روز ابو لیلے قاضی کوفہ کی عدالت میں شہادت کیلئے حاضر ہوا قاضی نے اسکو دیکھ کر کہا اے عمار یہاں سے اٹھ کھڑا ہو ہم تیری گواہی نہ لینگے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو رافضی ہے عمار یہ سنکر کھڑا ہو گیا اور اسوقت اسکے اعضا لرز رہے تھے اور نہایت رقت اسپر طاری تھی یہ حال دیکھ کر قاضی نے اس سے کہا اے عمار تو ایک مرد صاحب علم و حدیث ہے اگر تجھکو رافضی کہلانا برا معلوم ہوتا ہے تو رفض کو ترک کر دے پھر تو ہمارا بھائی ہے عمار نے جواب دیا اے قاضی میرا یہ خیال نہیں ہے جو تو نے گمان کیا بلکہ میں تجھپر اور اپنے نفس پر روتا ہوں اپنے لئے اسواسطے کہ تو نے مجھکو اس بزرگ مرتبہ سے نسبت دی جسکے میں قابل نہیں ہوں تو گمان کرتا ہے کہ میں رافضی ہوں وائے ہو تجھپر امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھسے بیان فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ رافضی کے نام سے نامزد ہوئے وہ جادوگر تھے (جنکو فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے مقابلے کیلئے بلایا تھا) جب انہوں نے عصائے موسیٰؑ کا معجزہ دیکھا تو اسپر ایمان لائے اور اسکی متابعت اختیار کی اور امر فرعون کو ترک کیا اور جو بلا انپر وارد ہوئی اسکو نہایت خوشی سے تسلیم کیا تب فرعون نے انکو رافضی کے نام سے نامزد کیا کیونکہ انہوں نے اس مردود کے دین کو ترک کر دیا تھا الغرض رافضی وہ شخص ہے جو ان امور کو ترک کرے جنکو خدا مکروہ جانتا ہے اور وہ امور عمل میں لائے جنکے عمل میں لانے کا اس نے حکم دیا ہے سو اس زمانے میں اس قسم کا آدمی کہاں میں صرف اس خوف سے اپنے نفس پر رویا

معنی رافضی اور اصل اس نام کا جادوگران موسیٰؑ نامزد ہوئے

کہ مبادا خدا میرے دل سے مطلع ہو اور میں نے اس بزرگ نام سے اپنے آپکو ملقب کیا ہو اور میرا
پروردگار مجھکو عقاب و عذاب میں گرفتار کرے اور یہ کہے کہ اے عمار آیا تو رافضی یعنی تمام امور
باطلہ کا تارک تھا اور تمام طاعتوں کو عمل میں لاتا تھا جیساکہ اس نے تجھ کو رافضی کہا پس
یہ امر میرے درجات میں کمی کردیگا اگر اس نے مجھ سے نرمی اور مہربانی کا طریق برتا اور جو اس نے
مواخذہ اور مناقشہ کیا تو اس صورت میں میرے واسطے شدت عذاب کا باعث ہوگا مگر ہاں جو
میرے آقایان نامدار میری شفاعت کریں تو بیشک خلاصی کی امید ہوسکتی ہے اور میرا رونا
تیرے حال پر اس وجہ سے ہے کہ تونے میری نسبت بڑا جھوٹ بولا کہ مجھ کو میرے غیر نام سے نامزد
کیا بایں سبب کہ میں تیرے عذاب خدا میں گرفتار ہونے سے ڈرا اس سبب سے کہ تونے ایک بڑے
بزرگ نام کو گھٹاکر نہایت رذیل قرار دیا نہ معلوم تیرا بدن اس عذاب میں کیونکر صبر کرسکیگا
جو اس کلمہ کے کہنے سے تجھکو لاحق ہوگا جب حضرتؑ نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا اگر آسمانوں
اور زمینوں سے بھی بزرگ تر گناہ عمار کے ذمے ہوں تو ان کلمات کے کہنے سے ضرور محو ہوجائینگے
اور خدا کے نزدیک اسکی نیکیاں اسقدر زیادہ ہونگی کہ ان کا ہرایک ذرہ جو رائی کے دانہ
کے برابر ہوگا وہ بھی دنیا سے ہزار گنا بڑا ہوگا ✦

اور امام موسیٰؑ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ میں نے بازار میں ایک شخص کو دیکھا
کہ وہ کہتا تھا کہ میں محمدؐ و آل محمدؐ کا مخلص شیعہ ہوں اور پکار پکار کر کہتا تھا کہ ان کپڑوں کو
اس شخص کے ہاتھ بیچونگا جو زیادہ قیمت دیگا حضرتؑ نے فرمایا جو کوئی اپنے نفس کی مقدار کو پہچانتا
ہے وہ نادانی نہیں کرتا اور زیانکار نہیں بنتا سنو اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے
کہ میں مثل سلمانؓ و مقدادؓ و ابوذرؓ و عمارؓ کے ہوں اور باوجود اس دعویٰ کے وہ بکتی چیز کی
قیمت کو زیادہ کرے اور فروختنی شے کے عیوب کو اس گاہک سے چھپائے اور کوئی چیز ایک قیمت
پر خریدی جاتی ہو اور اجنبی شخص کو دیکھ کر اسکی طلب میں زیادتی کرے اور وہ چیز اس
قیمت میں اسکے نام پر ہوجائے پھر جب وہ خریدار چلا جائے تو کہے کہ میں تو اتنے کو لیتا ہوں

حالانکہ اس کا منشا خریدنے کا نہیں ہے اب تم بتاؤ کہ ایسا شخص سلمانؓ و مقدادؓ و ابوذرؓ و عمارؓ
کی مانند ہو سکتا ہے قسم خدا کی ہرگز ایسا شخص انکی مثل نہیں ہو سکتا مگر ہاں اس بات سے ہم منع
نہیں کرتے کہ وہ یہ کہے کہ میں محمدؐ و آل محمدؐ کا محب ہوں اور انکے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں
اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں +

اور جب مامون رشید عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد کیا تو ایک روز دربان نے
آکر حضرتؑ سے عرض کی کہ کچھ لوگ دروازے پر حاضر ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم علیؑ کے شیعہ ہیں آپ نے جواب دیا کہ مجھ کو فرصت نہیں ہے انکو واپس کر دے
اس نے انکو واپس کر دیا جب دوسرا دن ہوا وہ پھر حاضر ہو کر طالب اذن ہوئے مگر اس روز بھی وہی
جواب ملا اور وہ واپس چلے گئے یہانتک کہ اسی طرح آتے جاتے دو مہینے گزر گئے اور وہی جواب ملتا رہا
جب وہ ملاقات سے مایوس ہوئے تو حاجب سے کہا کہ ہمارے آقا سے جا کر کہہ کہ ہم آپکے دادا
علیؑ ابن ابیطالب کے شیعہ ہیں اور آپکے اجازت نہ دینے سے دشمنان دین ہمپر ہنستے ہیں اور ابکی
بار ہم واپس جا کر پہلی خجالت اور رسوائی اور آئندہ کے غم و اندوہ اور دشمنوں کے طعن و تشنیع
کے متحمل نہ ہو سکنے کے باعث اپنے شہر کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائینگے آخر کار انکو اجازت ملی
اور وہ اندر گئے اور حضرتؑ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب نہ دیا اور بیٹھنے کی اجازت نہ دی
اور بہت دیر تک کھڑے رہے آخر انہوں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ اللہ اتنے دنوں کی
سخت روک کے بعد اس قدر ناراضی اور استخفاف کا کیا باعث ہے اب کونسا قصور ہمارے
ذمے باقی رہ گیا ہے حضرتؑ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھو وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ
فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ یعنی جو مصیبت تم کو پہنچی ہے وہ تمہارے
ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور خدا بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے میں نے تمہارے باب
میں اپنے پروردگار بزرگ و برتر کے حکم اور رسولؐ خدا و امیر المومنینؑ اور اپنے دیگر آبائے کرامؑ
کی پیروی کی ہے کہ وہ سب تم سے ناراض ہوئے اسلئے میں نے بھی انکی متابعت کی انھوں نے

عرض کی اے فرزند رسولؐ اسکا کیا باعث فرمایا تمہارے شیعہ علیؑ ابن ابیطالب ہونے کا دعویٰ کرنیکے سبب واے ہو تم پر اس ولی خدا کے شیعہ حسنؑ حسینؑ سلمانؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ اور محمدؓ بن ابوبکر ہیں کہ انہوں نے اسکے اوامر کی ذرا بھی مخالفت نہیں کی اور اسکے نواہی کو ذرا عمل میں نہیں لائے مگر تم کیونکر اسکے شیعہ ہونیکا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم اپنے اکثر اعمال میں اسکے مخالف ہو اور بہت سے فرائض میں کوتاہی کرتے ہو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق عظیمہ کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہو اور جہاں تقیہ کرنا نہیں چاہئے وہاں کرتے ہو اور جہاں اسکی ضرورت ہے وہاں اسکو عمل میں نہیں لاتے اگر تم یہ کہتے کہ ہم اسکے دوست اور محب ہیں اور اسکے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں کے دشمن ہیں تو میں تمہاری بات کو مان لیتا لیکن اس بزرگ مرتبے کا جب تم نے دعویٰ کیا تو اگر تمہارے اعمال تمہاری قول کی تصدیق نہ کرینگے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے جبتک کہ رحمت پروردگار تمہاری خبرگیری نہ کرے جب انہوں نے حضرتؑ کا یہ ارشاد سنا تو عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا ہم اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اپنے قول سے تائب ہوتے ہیں بلکہ ہم اسی طرح سے کہتے ہیں جس طرح ہمارے آقا اور مولا نے ہم کو تعلیم کیا ہے کہ ہم تمہارے اور تمہارے دوستوں کے محب اور تمہارے دشمنوں کے دشمن ہیں تب حضرتؑ نے ان سے فرمایا مرحبا اے میرے بھائیو اور اے میرے دوستو آؤ اوپر آؤ اور برابر انکو اوپر کیطرف بلاتے رہے یہانتک کہ انکو اپنے ساتھ ملا لیا پھر دربان سے فرمایا تو نے کتنی دفعہ انکو روکا اس نے عرض کی کہ برابر ساٹھ دفعہ فرمایا اب تو انکو سلام کر اور میرا سلام انکو پہنچا کیونکہ انکے گناہ ان کے استغفار اور توبہ کرنیکے سبب محو ہو گئے اور ہماری محبت اور دوستی کے باعث کرامت اور بخشش کے مستحق ہو گئے پھر انکے اور انکے عیال کے حالات دریافت کئے اور انکو بہت سا روپیہ اور جائداد اور انعام و اکرام عطا فرمایا اور انکے ضرر و تکلیف کو رفع کیا ✦

اور ایکدفعہ ایک شخص شادان و فرحاں امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میں نے آپکے والد ماجد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بندے کو اس دن سب سے زیادہ

خوش ہونا چاہئے جس دن خدا اسکو صدقات وخیرات کرنا اور اپنے برادران ایمانی کی حاجات کا رفع کرنا
نصیب کرے سو آج میرے دینی بھائیوں میں سے دس عیالدار محتاج شخص فلاں شہر سے میرے پاس آئے
میں نے اتنا اتنا ہر ایک سے سلوک کیا اسلئے میں خوش ہوں یہ سنکر حضرتؑ نے فرمایا میں اپنی جان
کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھکو خوش ہونا اسوقت زیبا ہے جبکہ تو نے اس نیکی کو حبط نہ کیا ہو یا
اسوقت کے بعد حبط نہ کردے اس نے عرض کی میں نے اپنی نیکی کو کیونکر حبط کردیا حالانکہ میں تمہارا
مخلص شیعہ ہوں فرمایا یہ تو تم نے اپنے بھائیوں سے اپنی کی ہوئی نیکی اور صدقات وخیرات کو باطل کر دیا
اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کیوں فرمایا یہ آیت پڑھ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی یعنی اے مومنو اپنے صدقات وخیرات کو احسان
واذیت سے باطل مت کرو اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا میں نے ان لوگوں پر جنکو میں نے
خیرات دی ہے کسی قسم کا احسان نہیں جتلایا اور نہ انکو کسی قسم کی ایذا دی ہے حضرتؑ نے فرمایا
خدا نے تو اس آیت میں صرف یہ فرمایا ہے کہ اپنے صدقوں کو مطلق احسان اور اذیت سے باطل نہ کرو
اور یہ نہیں فرمایا کہ خاص ان صدقہ لینے والوں پر احسان جتلا کر یا انکو ایذا پہنچا کر اپنے صدقات
کو باطل مت کرو بلکہ ہر ایک ایذا مراد ہے اب تو دیکھ کہ ان صدقہ لینے والوں کو تیرا ایذا دینا زیادہ
برا ہے یا اپنے محافظ اور نزدیک کے فرشتگان خدا کو تیرا ایذا دینا یا تیرا ہم کو ایذا پہنچانا اس نے
عرض کی اے فرزند رسولؐ آپکو ایذا دینا سب سے بڑا گناہ ہے فرمایا تو نے مجھ کو اور ان فرشتوں کو
اذیت پہنچائی اور اپنے صدقات کو باطل کیا اس نے عرض کی وہ کیونکر فرمایا تیرے اس قول
نے جو تو نے کہا تھا کہ میری نیکیاں کیونکر حبط ہونگی حالانکہ میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔
وائے ہو تجھ پر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہمارا مخلص شیعہ کون ہے عرض کی نہیں فرمایا ہمارے
مخلص شیعہ حزقیل مومن آل فرعون اور صاحب یٰس جسکے باب میں خدا فرماتا ہے وَجَاءَ
رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی (یعنی آخر شہر سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا) اور
سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ ہیں جب تو نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے برابر کر دیا تو

کیا تو نے ان فرشتوں کو اور ہمکو ایذا نہ دی تب اس شخص نے عرض کی میں خدا سے مغفرت طلب کرتا
ہوں اور اپنے اس فعل سے تائب ہوتا ہوں اب فرمایئے اور کس طرح سے کہوں فرمایا یوں کہ میں
تمہارا دوست اور محب اور تمہارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے دوستوں کا دوست ہوں۔
عرض کی اے فرزند رسولؐ میں اسی طرح کہتا ہوں اور میں ایسا ہی ہوں اور اس قول سے جس کو
آپ نے اور فرشتوں نے ناپسند کیا میں نے توبہ کی اور اس قول کو تمہارا ناپسند کرنا خدا کی ناپسندیگی
کی وجہ سے تھا حضرتؑ نے فرمایا اب تیرے صدقات کے ثواب تیری طرف عود کر آئے اور ان کا
حبط ہونا زائل ہوا۔

ابو یعقوب یوسف ابن زیاد اور علی ابن سیار راویان تفسیر کہتے ہیں کہ ہم ایکدفعہ رات کے وقت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے بالاخانے پر حاضر تھے اور اس زمانے کا بادشاہ اور اسکے ارکان دولت
حضرتؑ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے اسی اثنا میں والی شہر جو بحیرین کا حاکم تھا وہاں سے گزرا
اور اسکے ہمراہ ایک شخص تھا جسکی مشکیں بندھی تھیں اور امام علیہ السلام بالاخانے سے باہر کو
سر نکالے نیچے کو جھانک رہے تھے جب والی شہر نے حضرتؑ کو دیکھا تو آپکی تعظیم کے سبب جھٹ
گھوڑے سے کود پڑا حضرتؑ نے سوار ہونیکا حکم دیا تب وہ سوار ہو گیا اور نہایت ادب سے عرض
کی اے فرزند رسولؐ خدا میں نے اس شخص کو اس رات ایک صراف کی دکان کے دروازے پر دیکھا
اور اس تہمت میں اسکو گرفتار کیا کہ اسکا ارادہ نقب لگانے اور چوری کرنیکا ہے اور میرا قاعدہ ہے
جسکو تہمت میں گرفتار کرتا ہوں اسکو پانسو کوڑے لگایا کرتا ہوں تاکہ اسکو اپنے بعض گناہوں کا عوض
ملجائے پیشتر اسکے کہ کوئی ایسا شخص میرے پاس آئے جسکو میں ہٹا نہ سکتا ہوں پس جب حسب دستور
میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈر اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو
کیونکہ میں امیر المومنین علیؑ اور انکے فرزند امام حسنؑ عسکری والد ماجد قائمؑ آل محمدؐ علیہم السلام کا
شیعہ ہوں یہ سنکر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھکو انکے پاس لے چلتا ہوں اگر انہوں نے تیرا
شیعہ ہونا قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دونگا ورنہ ہزار کوڑے لگوا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤنگا اے فرزند رسولؐ خدا

میں اسوقت اسلیئے حاضر ہوا ہوں فرمایئے کیا وہ درحقیقت شیعہ علیؑ ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے امام علیہ السلام
نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علیؑ نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب سے اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار کیا ہے کہ وہ
اپنے دلمیں اپنی نسبت شیعہ علیؑ ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے والی نے عرض کی اسوقت حضرتؑ نے مجھکو اسکو
پانسو کوڑے لگانیکی زحمت سے بچالیا خیر اسمیں میرا کچھ حرج نہیں ہے پھر وہاں سے کچھ دور جاکر اسکے
اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹا دیا گیا بعد ازاں وہ جلاد اسکے دائیں اور بائیں
کھڑے کرکے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے اپنے سونٹے لیکر اسپر پل پڑے مگر ایک بید بھی
اسکے چوتڑوں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھکر والی نہایت دلتنگ ہوا
اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے چوتڑوں پر مارو تب انکے ہاتھ ادھر سے مڑ گئے
اور وہ آپسمیں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انہوں نے چیخنا اور آہ وزاری کرنا شروع کیا یہ ماجرا
دیکھکر والی پکارا اوے ہو تمپر کیا تم دو تو دیوانے ہو جو ایکدوسرے کو مارتے ہو اس شخص کو مارو
وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جاتے ہیں اور ہم ایکدوسرے
کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہوگئے اور انہوں نے صلاح کرکے اس
شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ
جاتے اور والی کو آکر لگتے تھے یہانتک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور پکارا تم نے مجھکو قتل کیا۔
خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں اسکے بعد اس نے اور
جلادوں کو اسکے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو مجھ ہی کو مارتے
ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھکو نہیں مارا تو
یہ زخم میرے سر چہرے اور بدن پر کہاں سے آگئے وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں جو
ہم نے آپکو مارنے کا قصد کیا ہو اسوقت وہ شخص پکارا کہ اے بندۂ خدا اوے والی شہر تو خدا کی
ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی ہیں
والے ہو تمپر تم مجھ کو میرے امامؑ کے پاس پھر لیچلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کرو

غرض والی اسکو پھر امام کی خدمتمیں لایا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ تعجب ہے کہ آپنے اس شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونیسے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعۂ ابلیس ہے اور وہ جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبران خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرتؑ نے والی شہر سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے اپنے تئیں ہمارا شیعہ ہونیکا دعوے کرنیمیں ایک جھوٹ بولا اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس ۳۰ برس قید خانے میں رہتا لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اسکو جھوٹ جانکر اس نے نہیں کہا۔ اُسپر رحمت کی اور اے بندۂ خدا تجھکو معلوم رہے کہ خدانے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب تو بھی اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی کہ محب اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں انمیں کیا فرق ہے حضرتؑ نے فرمایا ان کا فرق سن ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آثار کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوامر و نواہی میں ہماری اطاعت بجالاتے ہیں ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت سے فرائض خدامیں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرتؑ نے والی سے فرمایا تونے ایک جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھکو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ اس سے معجزات ظہور میں آئے یہ اسکے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدانے اسکے ہاتھ پر ظاہر کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے حجت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار کرنے کیلئے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کئے تو میں تیری اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ عیسیٰؑ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پرندے کی صورت نہ بناتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے پرندہ بنجاتا تھا اب وہ پرندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰؑ کا آیا جو لوگ کہ ذلیل و خوار بندے رہے

کیا وہ معجزہ نہ تھا اب وہ بندروں کا معجزہ تھا یا اس زمانے کے پیغمبر کا حضرتؑ کا یہ ارشاد سنکر والی نے عرض کی میں خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اسکی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں +

پھر امام علیہ السلام نے اس شخص سے جو شیعہ علیؑ ہونیکا دعوی کرتا تھا فرمایا اے بندۂ خدا تو شیعہ علیؑ نہیں ہے بلکہ تو انکا محب ہے اور شیعہ علیؑ صرف وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں خدا فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیئے وہ اہل بہشت ہیں اور وہ ہمیشہ اسمیں رہینگے اور وہ لوگ وہ ہیں جو خدا پر ایمان لائے اور اسکی صفات ثبوتیہ سے اسکو موصوف کیا اور اسکی خلاف صفتوں سے اسکی تنزیہ اور تقدیس کی اور محمدؐ کے تمام اقوال کی تصدیق کی اور انکے تمام افعال کو درست اور صواب جانا اور علیؑ کو آنحضرتؐ کے بعد سید اور امام سردار صاحب ہمت سمجھا کہ امت محمدی میں نہ تو کوئی ایک اور نہ سب کے سب ملکر اسکے ہمسر اور ہم پلہ ہو سکتے ہیں جب انکو ایک پلہ میزان میں اور اس جناب کو دوسرے پلڑے میں رکھکر وزن کیا جائے تو ہرگز برابر نہ نکلیں بلکہ جناب امیرؑ کی طرف کا پلڑا اتنا جھک جائیگا جیسے آسمان و زمین کو ایک چاول پر ترجیح ہوتی ہے اور شیعیان علیؑ ایسے ہوتے ہیں کہ راہ خدا میں انکو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ موت ان پر آپڑے یا وہ موت پر جا پڑیں اور شیعیان علیؑ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمانی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگی میں مبتلا ہوں +

اور وہ لوگ ہیں کہ جہاں سے خدا نے انکو منع کیا ہے وہ اسطرف نظر نہیں کرتے اور جہاں کیلئے انکو حکم دیا گیا ہے وہاں سے غائب نہیں ہوتے اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کے اکرام و اعزاز میں علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو بیان کرتا ہوں اور قول خدا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے بعد اقرار توحید و اعتقاد نبوت و امامت کے تمام

فرائض کو ادا کیا اور برادران ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا اور دشمنان دین سے کہ جو دشمنان خدا ہیں تقیہ کرنا اعلیٰ ترین فرائض ہے +

اور جناب رسولخدا نے فرمایاہے کہ جو مومن تقیہ نہیں کرتا وہ گویا ایک جسم ہے کہ اسپر سر نہیں ہے اور جو مومن کہ برادران ایمانی کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے حواس توسب درست ہیں مگر وہ اپنی عقل سے تامل نہیں کرتا اور اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کانوں سے نہیں سنتا اور زبان سے اپنی حاجت کو بیان نہیں کرتا اور اپنے دلائل و براہین کی وساطت سے اپنے نفس سے مکروہات و تکلیفات کو رفع نہیں کرتا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتا اور پاؤں سے چلکر کہیں نہیں جاتا ایسا شخص گویا ایک پارۂ گوشت ہے جس سے سب قسم کے نفع فوت ہو گئے ہیں اور بمنزلہ اس چیز کے ہے جو جگہ گھیرے ہوئے ہے پس یہ مومن جب اپنے بھائیوں کے حقوق کو نہیں پہچانتا کیونکہ وہ انکے حقوق کو فوت کرتاہے تو اسکی مثال اس پیاسے کی سی ہے جو ٹھنڈے پانی کے پاس ہو اور اسکو پی کر اپنی پیاس کو نہ بجھائے اور بمنزلہ اس صاحب ہوش و حواس کے ہے جو مکروہات کے دور کرنے اور اپنی خواہشوں کے حاصل کرنے میں ان سے کام نہ لے اور تمام نعمتوں کو زائل کردے اور ہر آفت میں مبتلا ہو +

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایاہے کہ مومن کیلئے تقیہ تمام اعمال سے بڑھکر ہے کہ اس سے اپنے نفس کو اور اپنے بھائیوں کو بدکار اور بدعمل لوگوں سے محفوظ رکھتاہے اور بھائیوں کے حقوق کا ادا کرنا پرہیزگاروں کے تمام اعمال سے اشرف ہے جس سے ملائکہ مقربین کی محبت اور حور العین کے اشتیاق کو حاصل کرتاہے +

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایاہے کہ وہ تقیہ جس سے خدا ایک گروہ کے کام کو درست کرے اسکے عمل میں لانیوالے کو ان سب کے اعمال کے برابر ثواب ملتاہے اور بعض وقت اسکے ترک کرنیسے ایک گروہ ہلاک ہو جاتاہے اسکا ترک کرنیوالا ان لوگوں کے ہلاک کرنیوالے کے گناہ میں شریک ہوتاہے اور برادران ایمانی کے حقوق کی معرفت خداوند رحمان کو پسند ہے اور

بادشاہ و منتقم حقیقی کے قرب کو زیادہ کرتی ہے اور انکا ترک کرنا خدائے رحیم کی عداوت کا موجب
اور اس کریم منان کے نزدیک کمی مراتب کا باعث ہے +

اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تقیہ نہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں تمیز نہ ہوتی اور
اگر معرفتِ حقوق برادران ایمانی نہوتی تو تمام قسم کے گناہوں پر عقاب عذاب دیا جاتا لیکن خدا
فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ یعنی
جو مصیبت تمکو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی بدولت پہنچتی ہے اور وہ تمہارے بہت سے گناہوں
کو معاف کر دیتا ہے +

پارہ ۲۵ سورۂ شوریٰ ع

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ خدا مومن کے تمام گناہ معاف
کر دیتا ہے اور اسکو دنیا اور آخرت میں ان سے پاک کر دیتا ہے سوائے دو گناہوں کے وہ تقیہ کا ترک
کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا نہ کرنا ہیں +

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ائمہ اور ہمارے بزرگ اور افضل شیعوں کے اخلاق
میں سے سب سے بزرگ تر خُلق تقیہ کا استعمال اور اپنے نفس کو حقوقِ برادران ایمانی کے ادا کرنے
پر مجبور کرنا ہے +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برادرانِ ایمانی کی حفاظت کیلئے
تقیہ کا استعمال کرے اگر وہ کسی خوف زدہ کی حمایت کرتا ہے تو یہ سب عادات وخصائل کریمہ
سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کی معرفت تمام صدقات اور زکوٰۃ
اور نماز اور حج اور جہادوں سے افضل ہے +

ایکدفعہ ایک محتاج مومن نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمتمیں حاضر ہو کر کچھ خیرات طلب کی
آپنے ہنس کر اس سے فرمایا میں تجھ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں اگر تونے اسکا ٹھیک جواب دیا
تو تیری درخواست سے دس گنا دونگا اور اگر درست جواب نہ دیا تو صرف سوال کے موافق ملے گا
اور اس نے سو درہم کا سوال کیا تھا کہ اسکو اپنا سرمایہ بنا کر زندگی بسر کرونگا اس شخص نے

عرض کی فرمائیے وہ مسئلہ کیا ہے فرمایا اگر دنیا میں تجھکو اختیار دیا جاتا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہے طلب
وہی تجھکو عطا ہوگی تو بتا تو کس چیز کی تمنا کرتا اس نے عرض کی میں یہ طلب کرتا کہ مجھکو دین میں
تقیہ کرنا اور برادران ایمانی کے حقوق کو ادا کرنا نصیب ہو فرمایا کیا سبب ہے کہ تو نے ہم اہلبیتؑ کی
ولایت کی خواہش نہ کی عرض کی وہ تو مجھکو مل چکی ہے اور یہ بات مجھکو عطا نہیں ہوئی جو چیز کہ
مل چکی ہے اسپر شکر خدا ادا کرتا ہوں اور جو چیز مجھکو نہیں ملی اسکے واسطے خدا سے سوال کرتا ہوں
اس شخص کا یہ جواب سنکر حضرتؑ نے فرمایا تو نے خوب کہا اور اسکو دو ہزار درہم دیکر فرمایا انکو عفص
(مازو) میں صرف کرنا کہ وہ کھوٹا سرمایہ ہے اور ناقص ہو کر پھر درست ہو جاتا ہے اور سال بھر
تک اسکو ڈال رکھنا اور ہر روز ہمارے ہاں آیا کر اور اپنا وظیفہ لیجایا کر الغرض اس نے ایسا ہی کیا
ابھی سال تمام ہونے نہ پایا تھا کہ مازو کی قیمت پندرہ گنی ہو گئی اس نے سارا مازو جو دو ہزار کو
خرید اتھا تیس ہزار کو فروخت کیا ٭
اور امام رضا علیہ السلام کے ہاں ایک سرکش گھوڑا تھا اور وہاں کا کوئی چابک سوار اسپر سوار
ہونے کی جرات نہ کرتا تھا اور اگر کوئی سوار ہوتا تھا تو ڈر کے مارے اسکو چلاتا نہ تھا کہ کہیں الف
نہ ہو جائے اور گرا کر سموں میں نہ کچل ڈالے اور وہاں ایک لڑکا تھا جسکی عمر سات برس کی تھی اس نے
عرض کی اے فرزند رسولؐ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسپر سوار ہو کر اسکو چلاؤں اور اپنے قابو
میں لاؤں فرمایا تو ایسا کریگا اس نے عرض کی کہ ہاں فرمایا وہ کیونکر عرض کی کہ میں نے اسپر سوار
ہونے سے پہلے اس سبب سے اسپر اعتماد کر لیا ہے کہ میں نے محمدؐ اور انکی آلؑ طیبین وطاہرین پر سو
بار درود وسلام بھیجا ہے اور تم اہلبیت کی ولایت کو از سر نو اپنے نفس میں تازہ کیا ہے اس لڑکے
کا یہ کلام سنکر حضرتؑ نے اسکو سوار ہونیکی اجازت دی اور وہ سوار ہو گیا پھر چلانے کا حکم دیا
اس نے اسکو چلایا اور برابر دوڑاتا رہا یہانتک کہ وہ گھوڑا تھک گیا اور پکارا اے فرزند رسولؐ
آج مجھکو اس لڑکے نے تنگ کر دیا اسکے پنجے سے چھڑائیے ورنہ اسکے نیچے صبر کر نیکی دعا کیجئے لڑکا
بولا اس چیز کا سوال کر جو تیرے حق میں بہتر ہو وہ یہ کہ تجھکو مومن کی سواری میں دے امام علیہ السلام

نے فرمایا لڑکا سچ کہتا ہے پھر حضرتؑ نے دعا کی کہ اے خدا فلاں گھوڑے کو صبر عطا کر اور وہ دوڑتا رہا آخر کار جب وہ لڑکا اسپر سے اُترا تو حضرتؑ نے اس سے فرمایا اے لڑکے میرے گھر کے گھوڑوں غلاموں۔ کنیزوں اور میرے خزانہ کے مال و اسباب میں سے جس چیز کو تیرا دل چاہے طلب کر۔ کیونکہ تو مومن ہے اور خدا نے ایمان کے ساتھ دنیا میں تجھ کو مشہور کیا ہے لڑکے نے عرض کی اے فرزند رسولؐ آیا میں اور جو چاہوں سوال کر سکتا ہوں فرمایا اے جوان جو تیرا جی چاہے سوال کر کیونکہ خدا تیرے دل کو نیک سوال کی توفیق دیگا اس نے عرض کی یا حضرتؑ آپ میرے حق میں خدا سے دعا کریں کہ وہ مجھ کو تقیہ حسنہ اور دینی بھائیوں کے حقوق کی معرفت عطا فرمائے اور انمیں سے جسکو میں پہچانوں اسپر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق دے حضرتؑ نے فرمایا خدا نے تمہاری درخواست قبول کرلی تو نے اسوقت وہ سوال کیا جو نیک لوگوں کا سب سے افضل طریقہ ہے +

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی نے عرض کی کہ فلاں شخص نے اپنے ہمسایہ میں کسی کے گھر میں نقب لگائی انہوں نے اس تہمت میں اسکو گرفتار کر کے سو کوڑے لگائے فرمایا یہ جہنم کے دس کروڑ کوڑوں سے نہایت آسان ہیں اس سے اسکو توبہ کرنیکی تنبیہ ہوگئی تاکہ یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو حاضرین نے عرض کی اے فرزند رسولؐ اسکا واقعہ کیونکر ہے فرمایا جس روز اسپر یہ حادثہ گزرا اس نے اس دن صبح کے وقت ایک مومن بھائی کے حق کو ضایع کیا اور ابو الفضیل اور ابو الدواہی اور ابو الشرور اور ابو المعلاہی کو کھلم کھلا برا بھلا کہا اور تقیہ کو ترک کیا اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی پردہ پوشی نہ کی اور انکو مخالفوں کے نزدیک متہم کیا اور انکو انپر لعنت کرنے اور برا بھلا کہنے اور ایذا پہنچانے کا موقع دیا اور خود بھی ان بلاؤں میں مبتلا ہوا۔ پس انہی لوگوں نے اسکو بلا میں ڈالا اور اسپر تہمت لگائی اب تم جاؤ اور اسکو اسکے گناہ سے مطلع کرو تاکہ وہ توبہ کرے اور جس بات میں اس سے تقصیر ہوگئی ہے اسکی تلافی کرے۔ اور اگر وہ اس امر پر راضی نہو تو اپنے نفس کو قیدخانہ میں پانسو کوڑے کھانیکے لئے تیار رکھے کہ وہاں رات اور دن میں تمیز نہ کرسکے گا الغرض اس نے وہاں حاضر ہوکر توبہ کی

اور اپنے بھائی کے حق میں جو کمی کی تھی اسکو ادا کیا جونہی وہ شخص توبہ سے فارغ ہوا چور بھی گرفتار ہوگیا اور اس سے مال برآمد ہوا اور جن لوگوں نے اس شخص کی چغلی کھائی تھی وہ اسکے پاس آئے اور عذر کیا +

اور امام علی نقی علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا نیک خصال لوگوں میں سب سے کامل کون ہے فرمایا جو تقیہ کو عمل میں لاتا ہے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کو سب سے بڑھکر ادا کرتا ہے +

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے بھائیوں کے حقوق سب سے زیادہ پہچانتا ہے اور سب سے بڑھکر انکو ادا کرتا ہے اسکی شان خدا کے نزدیک سب سے بزرگتر ہے اور جو کوئی دنیا میں اپنے بھائیوں سے تواضع اور فروتنی سے پیش آئے فی الحقیقت وہ شخص خدا کے نزدیک شیعیان علیؑ اور صدیقوں میں داخل ہے +

اور ایکدفعہ دو برادران ایمانی کہ وہ باپ بیٹا تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمتمیں حاضر ہوئے حضرتؑ انکو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور انکی تعظیم و تکریم کی اور صدر مجلس میں بٹھایا اور خود انکے سامنے جلوہ افروز ہوئے پھر کھانا منگایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو قنبرؓ نے ایک طشت اور ایک چوبی آفتابہ اور ایک دستمال حاضر کیا اور اس شخص کے ہاتھ دھلانے کا قصد کیا مگر حضرتؑ نے بڑھکر لوٹا اُٹھا لیا تاکہ خود اسکے ہاتھ دھلائیں یہ تواضع اور انکسار اس مقتدائے انس و جان کا دیکھکر وہ شخص خاک پر لوٹنے لگا اور عرض کی یا امیر المومنینؑ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا مجھکو اس حالت میں دیکھے کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہوں۔ فرمایا اٹھکر ہاتھ دھو کہ خدا تجھکو دیکھتا ہے بجائیکہ تیرا بھائی جو تجھ سے جدا ہے اور در اصل تجھ سے الگ نہیں اس خدمت کے بجالانے سے جنت میں اسکے خادموں کی تعداد میں اہل دنیا کی شمار سے دس گنی زیادتی ہوگی اور اسی حساب سے اسکے ممالک بہشت بڑھ جائینگے یہ سنکر وہ شخص اُٹھ بیٹھا تب حضرتؑ نے اس سے فرمایا اے شخص میں تجھ کو اپنے حق عظیم کی جسکو تو نے پہچانا ہے اور اس کو اپنی چادر بنایا ہے اور خدا کے سامنے تیرے عجز و نیاز کرنیکی جسکے عوض میں مجھکو تیری خدمت پر

مامور کیا اور اس سے تجھ کو مشرف اور معزز کیا قسم دیتا ہوں کہ تو ایسی اطمینان سے ہاتھ دھو جیسے اس صورت میں جبکہ قنبر پانی ڈالتا اطمینان سے دھوتا اس نے حضرتؑ کے حکم کی تعمیل کی جب وہ ہاتھ دھو چکا تو آفتابہ اپنے فرزند ارجمند محمدؓ بن حنفیہ کو دیکر فرمایا اے بیٹا اگر یہ لڑکا اپنے باپ سے علیحدہ میرے پاس آتا تو میں خود اسکے ہاتھ دھلاتا لیکن خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ باپ بیٹے کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے جبکہ وہ ایک جگہ جمع ہوں۔ چونکہ باپکے ہاتھ باپنے دھلائے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دھلائے۔ تب محمد حنفیہ نے اس لڑکے کے ہاتھ دھلائے *

اور حسن ابن علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کی متابعت کرے وہ بیشک شیعہ ہے *

قولہ عزوجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ ترجمہ اور اے محمدؐ اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا کہ اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو پھر تھوڑے شخصوں کے سوا اے بنی اسرائیل تم اس عہد سے پھر گئے اور راہ حق سے اعراض روگردانی کر گئے

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل بنی اسرائیل سے فرماتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد سے لیا جس میں ان کو تاکید کیگئی تھی لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ کہ تم اللہ کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو۔ یعنی اسکو اسکی مخلوقات کے مشابہ مت کرو۔ اور اسکو اپنے حکم میں حق سے تجاوز کرنیوالا مت سمجھو اور ایسا مت کرو کہ جس عمل سے اسکی خوشنودی مقصود ہو اس سے اسکے غیر کی خوشنودی کا ارادہ کرو (یعنی ریا نہ کرو) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا نیز ہم نے ان سے عہد لیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو ان احسانات و انعامات کے عوض میں جو انہوں نے تم سے کئے ہیں

اور تم کو آرام دینے اور تمہاری نگہبانی کرنیمیں جو جو سختیاں اور تکلیفیں انہوں نے جھیلی ہیں اس کا بدلا دو وَبِذِی الْقُرْبٰی اور والدین کے قریبی رشتہ داروں سے والدین کی تعظیم کے سبب احسان اور مروت سے پیش آؤ وَالْیَتَامٰی اور یتیموں سے نیکی کرو اور یتیم وہ شخص ہے جس کا باپ مرجائے جو اسکے امور کا کفیل تھا اور اسکے کھانے دانے کا سامان اسکو پہنچاتا تھا اور اسکی معاش کو درست کرتا تھا وَالْمَسَاکِیْنِ اور مسکین اور محتاج لوگوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور ایسے لوگوں سے جنکا نان ونفقہ تمہارے ذمے نہیں ہے نرمی اور خوش خلقی سے بات کرو وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو نیز اپنے غیظ وغضب اور خوشنودی اور سختی اور راحت اور دلوں کے تنگ کرنیوالے غموم وہموم کی حالتوں میں محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجا کرو وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ پھر اے یہود یو تم چند آدمیوں کے سوا اس عہد کے پورا کرنے سے جو تمہارے باپ دادا نے تم کو پہنچایا ہے پھر گئے وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم اس عہد سے روگرداں اور اسکے تارک اور اس سے غافل ہو۔

اور خدا فرماتا ہے لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ یعنی صرف خدا کی عبادت کرو۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اللہ کی عبادت کے سبب سوال کرنیکی فرصت نہو خداوند متعال اسکو سوال کرنیوالوں سے بہتر عطا فرماتا ہے اور خدا اپنے عرش پر سے ندا کرتا ہے اے میرے بندو تم میری عبادت کرو جس طرح میں نے تمکو حکم دیا ہے اور اپنے امور کی مصلحتوں کو مجھے مت جتلاؤ کیونکہ میں تمسے زیادہ ان سے واقف ہوں اور ان (مصلحتوں) میں تم سے بخل نہیں کرتا۔

اور جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ علیہا التحیۃ والثنا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی خالص عبادت کو خدا کی طرف بھیجتا ہے خدا اسکی عمدہ ترین مصلحت کو اسکی طرف نازل کرتا ہے اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے خدا تمام چیزوں

کو اس کا فرمانبردار اور مطیع کر دیتا ہے +

اور امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ حق عبادت ہے اللہ تعالیٰ اسکو اسکی آرزو وحدِ کفایت سے بڑھکر عطا فرماتا ہے +

قسم عبادت

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس عبادت کو برا سمجھتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف ثواب آخرت ہو اگر میں ایسا کروں تو میں اس غلام کی مانند ہونگا جو طمع کے سبب فرمانبرداری کرے اگر کچھ طمع ہوئی تو کام کیا ورنہ خیر اور اسبات کو بھی مکروہ جانتا ہوں کہ صرف خوفِ عذاب سے اللہ کی عبادت کروں اسحالت میں میری مثال اس بُرے غلام کی سی ہوگی جو خوف کے وقت تو کام کرے اور جب خوف نہ ہو تو کچھ بھی نہ کرے کسی نے عرض کی پھر آپ کس لئے خدا کی عبادت کرتے ہو فرمایا اسلئے کہ وہ مجھ پر انعام و احسان کرنے کی وجہ سے عبادت کے قابل ہے +

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ حق عبادت ادا نہیں کرسکتا جبتک کہ تمام مخلوقات سے منقطع ہو کر اسکی طرف رجوع نہ کرے جب بندہ اپنے خدا کی طرف اسطرح سے رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میرے لئے خالص ہوگیا ہے پھر اپنے کرم سے اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی اس سے بڑھکر اور کوئی نعمت اور بخشش نہیں ہے کہ اسکے دل میں خدا کے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شریف تر عمل یہ ہے کہ بندہ عبادت خدا کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرے +

سیپارہ ۲۲ سورہ فاطر ع ۲

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیہ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (یعنی کلمات پاکیزہ اسکی طرف صعود کرتے ہیں) میں کلمات طَیِّبَہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیۡفَۃُ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ حَقًّا وَّخُلَفَاؤُہٗ خُلَفَاءُ اللّٰہِ

کا کہنا مراد ہے اور وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (اور عمل نیک اسکو بلند کرتا ہے) میں عمل صالح سے مراد دل کا عمل ہے کہ یہ جو کچھ میں نے زبان سے کہا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے

نیز اسی جناب نے فرمایا ہے کہ زمین پر بہت سے ریاکار بندے ہیں جو خدا کے نزدیک ایک پیر ضعیف زار و نزار اور خستہ کی برابر بھی قدر نہیں رکھتے +

اور امام محمد تقی علیہ السلام کا قول ہے کہ اخلاص افضل عبادت ہے +

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ وادیوں اور غاروں میں سے چلیں تو میں اس شخص کے رستے پر چلوں گا جو اپنے خدائے وحدہ لاشریک کی خالص مخلص عبادت کرتا ہو +

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں تمام دنیا کو ایک لقمہ بناؤں اور اسکو خدا کی خالص عبادت کرنیوالے کو کھلادوں تو بھی میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اسکے حق میں کمی کی اور اگر کافر کو اس (دنیا) سے منع کردوں یہانتک کہ وہ بھوکا پیاسا مرجائے اور میں اسکو دنیا سے ایک پیاس بھر پانی پلادوں تو بھی سمجھتا ہوں کہ میں نے فضول خرچی کی +

اور خدا فرماتا ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرو +

جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ تمہارے والدین سے بہتر اور ان سے بڑھکر تمہاری شکرگزاری کے حقدار محمدؐ اور علیؑ ہیں +

اور علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ میں نے رسولخدا کو کہتے سنا ہے کہ میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں اور ہمارا حق ان والدین سے جو انکی ہستی کا باعث ہیں بہت زیادہ ہے کیونکہ ہم انکو اگر وہ ہماری اطاعت کریں آتش جہنم سے چھڑا کر بہشت میں کہ وہ دارالقرار ہے پہنچا دینگے اور درجہ غلامی سے نکال کر نہایت نیک آزاد لوگوں سے ملحق کر دینگے +

اور فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں جو انکی ناراستی اور کجی کو سیدھا کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ انکی اطاعت کریں تو عذاب دائمی سے انکو نجات دیتے ہیں اور اگر ان سے موافقت رکھیں تو بہشت کی دائمی نعمتوں کو ان کیلئے مباح کرتے ہیں +

محمدؐ اور علیؑ امت کے دو باپ ہیں اور ان کے حقوق کی رعایت نفس

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں پس خوشحال اس شخص کا جو انکے حق کا عارف ہو اور ہر حال میں انکی اطاعت کرے کیونکہ خدا اسکو اپنی جنت کے اعلیٰ باشندوں اور ساکنین میں سے قرار دیگا اور اپنی کرامتوں اور خوشنودی سے اسکو بہرہ ور اور کامیاب فرمائیگا +

اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دو افضل باپوں یعنی محمدؐ اور علیؑ کا حق پہچانے اور انکی اطاعت کرے جو اطاعت کرنے کا حق ہے قیامت کے دن اس سے کہا جائیگا جا بہشت میں جہاں تیرا جی چاہے چین سے رہ +

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر والدین کا اپنی اولاد پر انکے احسانات کی وجہ سے بڑا حق ہے تو چونکہ محمدؐ اور علیؑ کا احسان اس امت پر بہت ہی زیادہ اور بزرگ ہے اسلئے وہ دونو اسکے باپ ہونیکے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں اور انکے حق کی رعایت نہایت ضروری ہے

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کے نزدیک اپنی قدر و عزت کو معلوم کرنا چاہے اسکو غور کرنا چاہئے کہ محمدؐ اور علیؑ جو اس امت کے دو افضل باپ ہیں انکی میرے نزدیک کتنی قدر و منزلت ہے (یعنی جتنی انکی قدر اسکے نزدیک عظیم ہے اسی نسبت سے اس کی قدر خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے) +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کے حق کی رعایت کرے اسکو اپنے نفسانی والدین اور باقی بندگان خدا کے حقوق میں کمی کرنا کچھ ضرر نہیں پہنچاتا کیونکہ وہ دونو بزرگوار باپ قیامت کے دن سب کو اپنی سعی و کوشش سے اس شخص سے رضامند کرا دینگے +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے نماز گزار کو اسکی نماز کا ثواب اسکے اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم کرنیکے موافق ملتا ہے یعنی جس قدر وہ انکی تعظیم میں زیادتی کرتا ہے اسی کے موافق اسکے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے +

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیا تم میں سے کسی کو اپنے جسمانی والدین سے جدا کیا جانا بُرا معلوم نہیں ہوتا حاضرین نے عرض کی خدا کی قسم بیشک بُرا معلوم ہوتا ہے فرمایا پس اس شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے ان دو باپوں سے جو جسمانی والدین سے افضل ہیں الگ نہ کیا جائے +

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کی میں محمدؐ اور علیؑ کو ایسا دوست رکھتا ہوں کہ اگر مجھکو ٹکڑے ٹکڑے اور قینچی سے کاٹ کر ریزہ ریزہ بھی کر دیا جائے تو بھی میں انکی محبت سے بردار دست نہ ہونگا حضرتؑ نے فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ بھی تجھکو تیری محبت کے موافق عوض عطا کرینگے کہ قیامت کے دن تیرے لئے ایسے مراتب عالیہ اور درجات عظیمہ کی درخواست کرینگے کہ تیری محبت کا سارا عمل انکے لاکھویں جزو کے برابر بھی نہ ہو گا +

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اسکے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اسکے نسبی والدین سے گرامی تر نہوں خدا کے نزدیک اسکی ذرا بھر عزت و حرمت نہوگی +

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دو دینی باپوں کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر اختیار کرے خداوند تعالیٰ اسکو خطاب کرتا ہے کہ میں تجھکو اختیار کرتا ہوں جیسا کہ تو نے ان دونوں کو اختیار کیا اور تجھے کو تیرے دو دینی باپوں کے حضور میں مشرف کرتا ہوں جیسا کہ تو نے اپنے نسبی والدین کی محبت پر انکی محبت کو اختیار کر کے اپنے نفس کو مشرف کیا +

بعد ازاں امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قول خدائے عزوجل وَذِی الْقُرْبٰی میں والدین کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں اور بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ انکے حقوق کو پہچانے چنانچہ بنی اسرائیل سے اسبات پر عہد لیا گیا تھا اور اے امت محمدؐ تم سے بھی عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ محمدؐ کے اقربا کا حق پہچانو اور وہ اقربا ائمہ طاہرین ہیں جو آنحضرتؐ کے بعد ہوئے نیز وہ لوگ جو ان حضرات علیہم السلام کے بعد برگزیدگان دین میں سے ان سے ملحق ہیں +

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کے خویش و اقارب کے حق کی رعایت کرے

خدا بہشت میں ہزار درجے اسکو عطا کریگا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ تیز رو گھوڑا سو سال میں اسکو طے کر سکے ایک درجہ چاندی کا ہوگا اور ایک سونے کا اور ایک مروارید کا اور ایک زبرجد کا اور ایک مروکا اور ایک مشک کا اور ایک عنبر کا اور ایک کافور کا غرض یہ درجات انہی مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں +

اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ کے خویش و اقارب کے حقوق کی رعایت کرے اللہ تعالیٰ اسکے درجات اور ثوابوں میں سقدر زیادتی کرتا ہے جسقدر کہ محمدؐ اور علیؑ کو اسکے نسبی والدین پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے۔ اور جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک عورت سے فرمایا کہ اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو خوشنود اور رضامند کر خواہ نسبی والدین ناخوش ہوں اور اپنے دو دینی باپوں کو غضبناک کرکے نسبی والدین کو رضامند مت کیونکہ اگر تیرے نسبی والدین تجھسے ناراض ہونگے تو محمدؐ اور علیؑ اپنی ایک ساعت کی طاعت کے دس ہزارویں حصہ کا ثواب انکو دیکر تجھ سے رضامند کرا دینگے اور اگر تیرے وہ دو دینی باپ تجھسے ناراض ہوں تو تیرے نسبی والدین انکے خوش کرنے پر قادر نہیں ہیں تمام دنیا کی طاعتوں کا ثواب ان کے غضب کی برابری نہیں کر سکتا +

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تجھ پر اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں سے نیکی کرنا لازم ہے اگرچہ تو اپنے نسبی والدین کے اقربا کے حقوق کو ضایع کردے اور خبردار اپنے نسبی والدین کے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی تلافی کرنیمیں اپنے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو ہرگز ہرگز ضایع نہ کرنا اسلئے کہ اس جماعت کا تیرے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے آگے تیرا شکرگزار ہونا ان نسبی رشتہ داروں کے تیرے نسبی والدین کے آگے شکرگزار ہونیسے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ جب تیرے دو دینی باپوں کے قریبی رشتہ دار انکے پاس تیرے شکرگزار ہونگے تو انکی ایک تھوڑی سی نظر شفقت کرنیسے تیرے تمام گناہ زائل ہو جائینگے اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثرے اور عرش کے مابین کو پر کردیں۔ اور اگر تونے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو چھوڑ کر نسبی والدین کے اقربا کے حقوق ادا کئے ہوں تو انکی شکرگزاری تجھ کو کچھ نفع نہ بخشیگی +

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دو دینی باپوں کے قریبیوں اور انکے دوستوں کے حقوق کا ادا کرنا نسبی والدین کے قریبیوں کے حقوق کے ادا کرنے سے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ ہمارے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ ہم سے ہمارے نسبی والدین کو رضامند کرادینگے اور ہمارے نسبی والدین ہمارے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو ہم سے رضامند کرانے پر قادر نہیں ہیں +

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اسکے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اور انکے اقربا اپنے نسبی والدین اور انکے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں حق تعالیٰ اسکو خطاب کرتا ہے اے میرے بندے تونے افضل کو فضیلت دی میں بھی تجھکو افضل قرار دونگا اور تونے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ میں تجھکو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدران دینی و نسبی دونو کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت نہ کرسکے اسکو چاہئے کہ پدران دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائیگا جس طرح اسنے اپنے دونو دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا اسی طرح اسکو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو الغرض اسکے لئے جو کچھ پہلے مہیا کیا گیا تھا اس سے دس لاکھ گنا اسمیں اور زیادہ کریں +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دو سودے پیش کئے جائیں اور کل ہزار درہم اسکے پاس ہوں اور وہ ایک سودے کو کافی ہوسکتے ہوں اب وہ پوچھے کہ ان دونو میں سے کونسے سودے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اسکو جواب دیں کہ اس سودے کے خریدنے میں دوسرے سودے کی نسبت ہزار گنا فائدہ ہوگا اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہئے یا نہیں؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرتؑ نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونو دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھکر ہے +

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمتمیں عرض کی یا حضرتؑ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپکو پالکل
دلپس ماندہ شخص سے آگاہ کروں فرمایا وہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں
تھیں اس نے وہ اشرفیاں دیکر انکی عوض میں دس ہزار درہم لے لئے یہ سنکر حضرتؑ نے فرمایا
اگر وہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین
نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا فرمایا کیا میں تم کو ایسی صورت بتاؤں جس کا نقصان
اور اسکی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمایئے فرمایا اگر اسکے پاس ہزار
پہاڑ سونے کے ہوں اور وہ انکو ہزار حبہ کھوٹی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت
میں اسکو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہوگی حاضرین نے عرض کی بیشک
پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صورت سے تم کو مطلع کروں انہوں نے
عرض کی فرمایئے۔ فرمایا اس سے بڑھکر زیانکار اور پرحسرت وہ شخص ہے جو بہ تواحسان کرنے
میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دودینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں پر
فوقیت دے اس کا سبب یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے
زیادہ فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار حبہ کھوٹی چاندی پر +
اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے
قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب
کے سامنے اسکو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرماکر اسکو اپنے تمام بندوں
پر شرف عطا فرمائیگا۔ سوا اس شخص کے جو اس فضیلت میں اس کی مثل یا اس سے بڑھکر ہو +
اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی
والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلال خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین
کے اقربا کو دو دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال
کو شامل ہے +

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کنبہ بھوکا تھا وہ انکے واسطے کچھ
کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہوا راہ میں
ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے ملاقات ہوئی اور
وہ دونو بھوکے تھے یہ دیکھ کر اس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مستحق ہیں
یہ سوچکر وہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا ان کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں
کو کیا جواب دونگا کہ جو درہم کمایا تھا وہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چلکر تھوڑی
دور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اس کو تلاش کرتا پھرتا ہے جب اسکو پتا لگا
تو ایک چٹھی اور پانسو۵۰۰ اشرفیوں کی ایک تھیلی اسکو دی اور کہا کہ یہ تیرے چچیرے
بھائی کا جو مصر میں فوت ہوگیا ہے بقیہ مال ہے اور ایک لاکھ دینار اسکے تاجران مکہ
و مدینہ کے ذمے قرض ہیں اور اس سے بہت زیادہ جائداد اور زمینیں اور مال مصر میں
ہیں الغرض وہ پانسو۵۰۰ اشرفیاں لیکر گھر گیا اور اپنے عیال کے لئے خوب ساز و سامان
کیا جب رات کو سویا خواب میں محمدؐ اور علیؑ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تونے جو ہمارے قریبیوں
کو اپنے قریبیوں پر ترجیح دی تو دیکھ ہم نے بھی تجھ کو کیسا غنی اور مالدار کردیا پھر مکہ
اور مدینہ میں وہ لاکھ دینار جس جس شخص کے ذمے تھے ان میں سے ہر ایک نے محمدؐ اور علیؑ کو
خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اگر تو نے صبح کو فلاں شخص کا جو حق میراث تیرے ذمے
ہے اسکو نہ پہنچایا تو صبح ہم تجھ کو ہلاک اور مستاصل کر ڈالینگے اور تیری نعمت کو تجھ سے
زائل کردینگے اور تجھ کو تیرے جاہ و حشم سے الگ کردینگے۔ آخر کار جب صبح ہوئی تو ہر ایک
قرضدار اپنے اپنے قرض کے موافق رقم لیکر اسکے پاس حاضر ہوا اور وہ لاکھ دینار اسی
روز جمع ہوگئے اور مصر میں جس جس کے پاس اس کا مال تھا آپ دونو حضراتؑ ان کو
خواب میں نظر آئے اور نہایت تہدید اور تاکید سے حکم دیا کہ جہانتک ہوسکے بہت
جلد اس شخص کا مال اسکو پہنچاؤ بعد ازاں پھر دونو حضراتؑ اس مرد مومن جس نے

قرابت رسولؐ کو اپنی قرابت پر فوقیت دی تھی اُسکے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تونے صنعت الٰہی کو اپنی نسبت کیسا پایا ہم نے سب مصریوں کو جن کے پاس تیرا مال تھا حکم دیدیا ہے کہ وہ بہت جلد تیرے پاس پہنچا دیں۔ اب اگر تیرا منشا ہو تو ہم حاکم مصر کو حکم دیں کہ وہ تمہاری مینوں اور ملکوں کو فروخت کرکے ان کا روپیہ تیرے پاس مدینہ میں بھجوا دے کہ تو انکی عوض یہاں املاک وجائداد خریدلے اس نے عرض کی ہاں میں چاہتا ہوں۔ الغرض محمدؐ اور علیؑ نے عالم رویاء میں حاکم مصر کو حکم دیا کہ اسکی املاک کو فروخت کرکے روپیہ اسکے حوالے کرے حاکم نے وہ تمام املاک تین لاکھ دینار میں فروخت کرکے قیمت اسکے پاس بھیجدی اور وہ شخص تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار ہوگیا پھر رسولؐ خدا نے اس سے خواب میں فرمایا تونے جو میری قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح دی یہ تو اس کی جزا دنیا میں ہے اور آخرت میں اس مال کے ہر حبہ کی عوض بہشت میں ہزار ہزار محل عطا کرونگا کہ ان میں سب سے چھوٹا محل تمام دنیا سے بہت بڑا ہوگا اور ان کا ایک سوئی برابر حصہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا ✦

اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَالْيَتَامٰى کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدائے عزوجل نے یتیموں سے نیکی کرنے کی ترغیب اسلئے دی ہے کہ وہ اپنے باپوں سے جدا ہوگئے ہیں پس جو کوئی انکی حفاظت کرے خدا اسکی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی ان کا اکرام و اعزاز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے اور جو کوئی محبت اور مہربانی سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے حق تعالیٰ اس شخص کو ہر بال کی عوض جو اسکے ہاتھ کے نیچے ہیں بہشت میں ایک محل عطا کریگا جو دنیا و ما فیہا سے زیادہ تر وسیع ہوگا اور وہاں ہر قسم کی نعمتیں اسکے لئے مہیا ہونگی اور وہ ان سے متلذذ اور کامیاب ہوگا وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور جنت میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں جنکی بہشتی لوگوں کے نفس خواہش کرتے ہیں اور انکی آنکھیں ان سے لذت پاتی ہیں اور وہ اس میں

پارہ ۲۵ سورہ زخرف ع ۷

ہمیشہ رہیں گے ۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا سب یتیموں سے بڑھکر وہ یتیم ہے جو اپنے امام سے جدا ہو جائے اور اسکے پاس نہ پہنچ سکے اور جن مسائل شرعی کی اسکو ضرورت پڑتی ہے ان میں اسکو یہ معلوم نہو کہ امام کا حکم کیا ہے پس جو شخص ہمارے علوم کا عالم ہو اور یہ جاہل شریعت جو ہماری حضوری سے دور ہے اسکے پاس ہو اسکو چاہئے کہ اسکو ہدایت کرے اور آگاہ ہو کہ جو کوئی اسکو ہدایت کرے اور راہ راست پر لگائے وہ جنت کے اعلیٰ طبقے میں ہمارا رفیق اور ہم نشین ہوگا اس حدیث کو مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے آبائے کرام کی زبانی رسولخدا سے روایت کی ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں میں جو کوئی ہماری شریعت کا عالم ہو اور ہمارے ضعیف شیعوں کو انکی تاریکی جہالت سے نکال کر اس علم کی روشنی کی طرف لائے جو ہم نے اسکو عطا کیا ہے قیامت کے دن وہ شخص اسطرح وارد محشر ہوگا کہ نور کا ایک تاج اسکے سر پر ہوگا جس کی روشنی تمام اہل محشر تک پہنچیگی اور ایسا حلہ زیب تن کئے ہوگا کہ تمام دنیا و مافیہا اسکے ادنٰے تار کی قیمت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی پھر ایک منادی ندا کریگا اے بندگان خدا آگاہ ہو یہ عالم آل محمدؐ میں سے کسی کا شاگرد ہے جن جن کو دنیا میں اس نے حیرت جہالت سے نکالا ہے ان کو چاہئے کہ اسکے نور سے متمسک ہو جائیں تاکہ یہ انکو اس عرصہ محشر کی حیرت ظلمت سے نکالکر گلگشت جناں کی طرف لیجائے الغرض جس جس کو اس نے کوئی امر خیر تعلیم کیا ہوگا یا جسکے دل سے جہالت کا قفل کھولا ہوگا یا کسی شبہ کو رفع اور واضح کیا ہوگا ان سب کو وہاں سے نکال کر بہشت میں لیجائیگا ۔

اور ایک عورت نے جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ کی خدمتمیں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری ماں ضعیفہ ہے اور نماز کے ایک مسئلہ میں اسکو کچھ شبہ ہو گیا ہے اسکے دریافت کرنیکے لئے مجھ کو آپ کی خدمتمیں بھیجا ہے جناب صدیقہ نے اس مسئلہ کا جواب دیا اسنے پھر پوچھا اس معصومہ نے پھر جواب دیا اس نے پھر دریافت کیا آپنے پھر جواب دیا یہانتک کہ اس نے دس بار تکرار کیا اور

برابر جواب پایا پھر اس عورت نے کثرت سوال سے شرمندہ ہو کر عرض کی اے بنت رسول میں اب آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی جناب فاطمہؑ نے اس سے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں جو جی میں آئے پوچھ اگر کسی شخص کو ایک لاکھ اشرفی اجرت مقرر کر کے کہا جائے کہ اس بھاری بوجھ کو کوٹھے پر چڑھا دے کیا اسکو یہ بات ناگوار گزریگی اس نے عرض کی کوئی نہیں فرمایا میرے واسطے ہر مسئلہ کی عوض اس قدر موتی اجرت میں مقرر ہوئے ہیں جو ثرے اور عرش کے درمیانی خلا کی پری سے بھی زیادہ ہوں اسلئے مجھکو مسائل کا جواب دینا بدرجہا اولے ناگوار نہ معلوم ہونا چاہئے اور میں نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے علماء شیعہ کو انکے کثرت علوم اور ہدایت بندگان میں انکی سعی و کوشش کے موافق خلعتہائے کرامت عطا ہونگے یہانتک کہ ایک ایک پر ہزار حلے نور کے ہونگے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کریگا اے یتیمان آل محمدؐ کی کفالت اور پرورش کرنیوالو جبکہ وہ اپنے آبائے حقیقی یعنی ائمہ کرام علیہم السلام سے جدا ہو گئے تھے یہ تمہارے شاگرد اور وہ یتیم جن کی تم نے کفالت اور پرورش کی ہے حاضر ہیں پس جس طرح تم نے دنیا میں خلعتہائے علوم سے انکو مزین کیا تھا اسی طرح اب خلعتہائے جنت سے آراستہ کرو تب وہ علماء ان یتیموں اور شاگردوں کو انکی تحصیل علوم کے مطابق علےٰ حسب مراتب خلعت پہنائینگے یہانتک کہ بعض یتیم لاکھ لاکھ خلعت پاجائینگے اسی طرح یہ یتیم اپنے شاگردوں کو خلعت تقسیم کرینگے۔ بعد ازاں خدا پھر حکم کریگا کہ ان یتیموں کے کفالت کرنے والے علماء کو پھر خلعت دو تب انکو خلعت ملینگے یہانتک کہ انکے خلعت پورے کر کے انکو دگنا کر دیا جائیگا اور شاگردوں کو تقسیم کرنے سے پہلے جس قدر خلعت ان کے پاس ہونگے اس قدر پورے کر کے دو چند کر دیا جائیگا اسی طرح علےٰ قدر مراتب ان کے خلعت یافتہ شاگردوں کا حال ہوگا۔

پھر جناب فاطمہؑ نے اس عورت سے فرمایا اے کنیز خدا ان خلعتوں کا ایک تار ان تمام اشیاء سے جنپر آفتاب چمکتا ہے لاکھ مرتبہ افضل اور اعلےٰ ہے کیونکہ وہ چیزیں مکدر اور منغص ہیں۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی یتیم آل محمدؐ کی جو اپنے آقاؤں اور اماموں سے الگ ہو اور صحرائے جہالت میں سرگردان و پریشان ہو کفالت کرے کہ اسکو اسکی جہالت سے نکالے اور اسکے امور مشتبہ کو اسپر واضح کر دے اسکو اس شخص پر جو کسی یتیم کا کفیل ہو کر اسکو کھانا کھلائے اور پانی پلائے اس قدر فضیلت ہے جیسے آفتاب کو سُہا ستارے پر +

اور امام حسین ابن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے کسی یتیم کی جسکو ہمارے پوشیدہ ہونے نے ہم سے جدا کیا ہے کفالت کرے اور اسکو ہمارے علوم جو اسکو پہنچے ہیں تعلیم کرے یہانتک کہ اسکو راہ راست اور طریق مستقیم پر لے آئے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے کریم اور غمخوار بندے میں کرم و بخشش کیلئے اولےٰ تر ہوں اے میرے فرشتو اسکے لئے ہر حرف کی عوض جو اس نے تعلیم کئے ہیں لاکھ محل بہشت میں تیار کرو اور تمام قسم کی نعمتیں جو وہاں کے مناسب ہوں ان میں مہیا کرو +

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ پر وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ مجھکو میری مخلوق کا محبوب بنا اور میری مخلوق کو میرا محبوب کر موسیٰ نے عرض کی اے پروردگار میں کس طرح کروں ارشاد ہوا کہ انکو میری نعمتیں اور بخششیں یاد دلا اگر تو میرے دروازے سے کسی بھاگنے والے یا میری درگاہ سے کسی بھٹکے ہوئے کو میری طرف پھیر لائے تو یہ عمل تیرے لئے سو برس کی عبادت سے کہ دن کو روزہ رکھے اور راتوں کو محراب عبادت میں کھڑا رہے بہتر اور افضل ہے عرض کی اے پروردگار وہ بندہ کونسا ہے جو تجھ سے گریز کرتا ہے وحی ہوئی جو عصیان اور سرکشی کرتا ہے موسیٰ نے عرض کی وہ بندہ کونسا ہے جو تیری درگاہ سے بھٹکا ہوا ہے فرمایا وہ شخص جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا جو شریعت کے طریقے اور وہ امور جن سے عبادت پروردگار کیجائے اور جنکی وجہ سے خدا کی رضامندی سے متوسل ہو سکے تعلیم کرتا یا بعد اس کے کہ اس کو پہچان لیا ہے اس سے دور ہو گیا ہے اور اس کے دین کے طریق سے ناواقف ہے +

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے علماء شیعہ کے گروہ کو ثواب اعظم اور جزائے اوفر کی بشارت دو +

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے عالم اس شخص کی مانند ہے جسکے ساتھ شمع ہو کہ وہ اس سے لوگوں کو روشنی پہنچاتا ہے پس جس کسی کو اپنی شمع سے روشنی پہنچاتا ہے وہ اسکے لئے نیک دعا کرتا ہے اسی طرح عالم اپنی شمع علم سے جہالت اور حیرت کی تاریکی کو زائل کرتا ہے پس جس کسی کو وہ اپنی شمع کی روشنی پہنچاتا ہے اور وہ اسکے سبب حیرت سے نکلتا ہے یا جہالت سے نجات پاتا ہے وہ شخص آتش جہنم سے اسکا آزاد کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عالم کو اسکی جزا میں اس شخص کے جسکو اس نے آتش جہنم سے آزاد کیا ہے ہر بال کی عوض اسقدر ثواب عطا کریگا جو لاکھ تھیلیاں صدقہ کرنے کے ثواب سے بہتر ہوگا جو ایسی جگہ صرف کیجائیں جہاں کے لئے خدا نے حکم نہ دیا ہو بلکہ اس قسم کا صدقہ اسکے دینے والے پر وبال ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ اسکو اس قدر ثواب عطا فرمائیگا جو کعبہ کے سامنے نماز ادا کرنیکے ثواب سے زیادہ ہوگا +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے شیعہ عالم اس حد میں چڑھائی کرنے والے ہیں جو ابلیس اور اسکے جنگجو دیووں کی سرحد سے ملتی ہے اور انکو ہمارے ضعیف شیعوں پر خروج کرنیسے باز رکھتے ہیں اور ابلیس اور گروہ نواصب کو ان پر مسلط نہیں ہونے دیتے پس جو کوئی ہمارے شیعوں میں سے اس کام کیلئے مستعد ہو وہ اہل روم و ترکستان و خزر کے ساتھ جہاد کرنے والوں سے لاکھ مرتبہ بہتر ہے کیونکہ یہ ہمارے محبوں کے دین کو دشمنان دین کے حملوں سے بچاتے ہیں اور وہ انکے بدنوں سے دشمنوں کے رنج و آزار کو دور کرتے ہیں +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عالم جو ہمارے کسی یتیم کو جو ہماری صحبت سے الگ ہے ایسی تعلیم دیکر جسکی اسکو ضرورت ہے گمراہی اور جہالت سے چھڑاتا ہے - وہ ابلیس پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے کیونکہ عابد صرف اپنے نفس کو بچانا چاہتا ہے اور عالم یہ چاہتا ہے کہ اپنے نفس کو نیز دیگر بندگان و کنیزان خدا کو ابلیس اور اسکے سرکش

شاگردوں کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور اسی طرح خدا کے نزدیک وہ لاکھ عابدوں سے بہتر ہے +
اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عابد سے کہا جائیگا کہ تو بہت اچھا آدمی تھا کہ تو نے اپنے نفس کی غمخواری کی اور لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچایا پس تو جا اور بہشت میں داخل ہو حالانکہ اس عالم نے لوگوں پر اپنی خیر کو جاری کیا ہے اور انکو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا ہے اور جنت کی نعمتوں کو ان پر زیادہ کیا ہے اور خوشنودی خدا کو ان کیلئے حاصل کیا ہے پھر اس عالم کو خطاب ہوگا اے یتیمان آل محمدؐ کی کفالت کرنے والے اور انکے ضعیف دوستوں کو ہدایت کرنیوالے ذرا توقف کر اور جس جس نے تجھ سے کچھ حاصل کیا ہے یا کچھ سیکھا ہے انکی شفاعت کر یہ ندا سنکر وہ ٹھیر جائیگا اور انکی شفاعت کرنیکے بعد جنت میں داخل ہوگا اور اسکے ہمراہ دس فیام[1] آدمی ہونگے اور یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اس سے علوم حاصل کئے ہونگے اور قیامت تک جو اسکے شاگردوں کے شاگرد ہوتے رہے ہونگے اب تم دیکھو کہ ان دو نو درجوں میں کتنا فرق ہے +

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیمان آل محمدؐ کی رجو اپنے امام سے جدا ہوں اور اپنی جہالت میں متحیر اور سرگرداں ہوں اور اپنے شیطانوں اور ہمارے دشمن ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار رہوں) کفالت کریں اور انکو انکے پنجے سے چھڑائیں اور انکو انکی حیرت اور سرگردانی سے نجات دیں اور شیاطین کے وسوسوں کو رد کرکے انکو مغلوب کریں اور اپنے پروردگار کی حجتوں اور اپنے اماموں کی دلیلوں کے ذریعہ ناصبیوں پر غالب آئیں انکو خدا کے نزدیک بندوں پر آسمان کے زمین سے افضل ہونے اور عرش کرسی اور حجابوں سے زیادہ تر فضیلت حاصل ہے اور انکو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے ایک مدھم ستارے پر +

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر تمہارے قائم علیہ السلام کی غیبت کے بعد ایسے علما

[1] فیام آدمیوں کا گروہ اور حدیث میں ایک لاکھ فرمایا ہے کذا فی مجمع البحرین مترجم عفی عنہ

جو لوگوں کو اسکی طرف دعوت کرتے ہیں اور انکو اسکی طرف رہبری کرتے ہیں اور دلائل و براہین الٰہی کے ساتھ اسکے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور خدا کے ضعیف بندوں کو ابلیس اور اس کے سرکش شاگردوں اور ناصبیوں کے دام فریب سے نکالتے ہیں موجود نہ ہوتے تو کوئی فرد بشر دین خدا پر قائم نہ رہتا اور سب مرتد ہو جاتے لیکن وہ ضعیف شیعوں کے دلوں کی باگ ڈور کو تھامتے ہیں جیسے ملاح اپنی کشتی کے دنبالہ کو تھاما کرتا ہے یہی لوگ خدا کے نزدیک فضل اور اعلیٰ ہیں۔
اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے علمائے شیعہ جو ہمارے ضعیف مجہول اور دوستوں کی خبر گیری کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اسطرح وارد محشر ہونگے کہ ہر ایک کے سر پر ایک خوبصورت تاج دھرا ہوگا کہ نور اس سے ساطع ہوتا ہوگا اور ان تاجوں کے نور تمام میدان قیامت میں جس کا دورہ تین لاکھ برس کی راہ ہوگی پھیل جائینگے اور جس جس یتیم کی انہوں نے کفالت کی ہے اور علم کے نور سے اسکو تاریکی جہالت سے نجات دی ہے اور گمراہی اور دھوکے کی حیرت سے اسکو نکالا ہے وہ سب انکے نوروں کی ایک ایک شاخ میں چمٹ جائینگے اور وہ انکو اٹھا کر اتنا بلند کریگا کہ فوق جنان کے مقابل ہو جائینگے پھر انکو انکی منزلوں میں جو انکے استادوں اور معلموں کے ہمسایہ اور ان ائمہ کے حضور میں جنکی طرف انکو بلایا جاتا تھا انکے واسطے تیار کی گئی ہونگی لیجا کر اتار دینگے اور جس جس ناصبی کو انکے تاجوں کی شعاعیں پہنچینگی وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو جائینگے اور آگ کے سخت ترین شعلوں کو انپر مقرر کیا جائیگا جو ان کو اٹھا کر کھینچتے ہوئے زبانیہ کی طرف لیجائینگے اور وہ انکو وسط جہنم میں ڈالدیگا۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے **وَالْمَسَاكِينِ** کی تفسیر میں فرمایا کہ مسکین وہ شخص ہے کہ فقر اور تنگدستی اسکی حرکت کو ساکن کردے جو کوئی اپنے زائد مال سے اسکی غمخواری کرے اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو اسکے لئے فراخ کریگا اور اپنی مغفرت اور خوشنودی اسکو عطا فرمائیگا۔
اور جناب محمد اور علی کے محبوں میں جو مسکین ہیں انکی غمخواری کرنا مسکین فقراء کی غمخواری کرنے سے بہتر ہے اور وہ وہ لوگ ہیں جنکے اعضا اور قوار دشمنان خدا کے مقابلے سے عاجز اور ضعیف

ہوگئے ہیں جو انکو انکے دین کے بارے میں سرزنش کرتے ہیں اور انکی عقلوں کو سفاہت سے نسبت دیتے ہیں جو شخص اپنے فقہ اور علم سے ان کو ایسا قوی کر دے کہ انکی سکنت زائل ہو جائے اور انکو دشمنانِ ظاہری یعنی نواصب اور دشمنان باطنی یعنی ابلیس اور اسکے سرکش مددگاروں پر مسلط اور غالب کر دے یہانتک کہ دین خدا کے قرب و جوار سے انکو بھگا دیں اور آل رسولؐ کے دوستوں کے پاس سے انکو دور کر دیں پس اللہ تعالیٰ اس سکینی کو مومنین سے دور کر کے انکے شیطانوں پر ڈال دیتا ہے اور انکو انکے گمراہ کرنے سے عاجز کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کی زبانی اپنا سچا حکم فرمایا ہے ✤

اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی دینی مسکین اور ضعیف المعرفت شخص کو اسکے مخالف ناصبی کے مقابلے میں ایسا قوی کر دے کہ وہ اسکو خاموش اور لاجواب کر دے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس روز جبکہ وہ قبر میں رکھا جائیگا یہ تلقین کریگا کہ اے میرے بندے کہہ اللہ میرا رب ہے اور محمدؐ میرا نبی ہے اور علیؑ میرا ولی ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور قرآن میرا سرمایہ شادمانی اور زاد راہ ہے اور مومنین میرے بھائی ہیں اسوقت خدا اس سے خطاب کریگا اے بندے تجھ کو حجت بتا دی گئی میں نے اپنی جنت کا ایک دروازہ تیرے لئے واجب کیا پس اس وقت اس کی قبر گلشن جنت سے بہتر ہو جائیگی ✤

اور جناب فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں دو عورتیں ایک دینی مسئلے میں جھگڑتی ہوئی حاضر ہوئیں ایک مومنہ تھی اور دوسری معاندہ اہلبیت جناب فاطمہؑ نے مومنہ پر اسکی دلیل کو واضح کر دیا کہ اسکے ذریعہ سے وہ اس معاندہ پر غالب آگئی اور اس فتحیابی سے نہایت مسرور اور شادکام ہوئی جناب صدیقہؑ نے اس سے فرمایا تیرے اس مخالف عورت پر فتحیاب ہونے سے فرشتوں کو جو خوشی حاصل ہوئی ہے وہ تیری خوشی سے کہیں بڑھکر ہے اور اسکو اپنے شکست پانے سے جو رنج و ملال لاحق ہوا ہے اس سے ابلیس اور اسکے سرکش معاونوں کا رنج و ملال بہت زیادہ ہے اور خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ نے جو اس مسکین اور اسیر عورت پر اسکی دلیل کو واضح کیا ہے

اسکے صلے میں بہشت میں اسقدر ساماں اسکے لئے مہیا کر جو ان چیزوں سے جو میں نے اسکے لئے تیار کی ہیں لاکھ گنے زیادہ ہوں اور ہر ایک شخص کے لئے جو کسی اسیر و مسکین پر دلائل دینی کو واضح کر کے اسکو معاند مذہب پر غالب کرا دے یہی قاعدہ مقرر ہے کہ جو سامان بہشت میں اسکے لئے تیار ہو چکا ہے اس سے لاکھ گنا زیادہ کیا جائے +

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمتمیں ایک شخص کچھ تحفہ لیکر حاضر ہوا حضرت نے اس سے فرمایا اے شخص تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ تر پسند ہے کہ میں اس تحفہ کی عوض بیس ہزار درہم ویدوں جو اسکی قیمت سے بیس گنے ہیں یا علم کا ایک دروازہ تیرے لئے کھولدوں جسکے ذریعے سے تو فلاں ناصبی پر جو تیری بستی میں رہتا ہے غالب ہو جائے اور وہاں کے رہنے والے ضعیف شیعوں کو اسکے ہاتھ سے چھڑائے اگر تو نے بہتر چیز کو پسند کیا تو میں دونو چیزیں تجھکو دونگا اگر تو نے پسند کرنیمیں غلطی کی تو میں تجھکو اختیار دیتا ہوں انمیں سے ایک جسکو تیرا جی چاہے لے لے اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا میرا اس ناصبی کو مغلوب کرنے اور ان ضعیف شیعوں کو اسکے پنجے سے چھڑانے کا ثواب بیس ہزار درہم کے برابر ہے؟ فرمایا بلکہ تمام دنیا سے بیس لاکھ دفعہ بہتر ہے تب اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنے کو اختیار کروں بلکہ میں تو اس کلمہ بزرگ کو اختیار کرتا ہوں جسکے ذریعے دشمن خدا کو مغلوب کروں اور اسکے شر کو دوستان خدا سے دفع کروں اسکی یہ تقریر سنکر حضرتؑ نے فرمایا تو نے بہت اچھا انتخاب کیا اور اسکو وہ کلمہ بھی تعلیم کیا اور بیس ہزار درہم بھی عطا فرمائے اس نے وہاں جا کر اس ناصبی کو لاجواب کیا اور یہ خبر امام علیہ السلام کو بھی پہنچی جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس سے فرمایا اے بندۂ خدا تیری طرح کسی نے نفع نہیں پایا اور جو بات تو نے حاصل کی وہ کسی دوست کو حاصل نہیں ہوئی اول تو نے محبت الٰہی حاصل کی دوسرے محبت محمدؐ و علیؑ تیسرے ان دونوں کی آل اطہار کی محبت چوتھے ملائکہ مقربین کی محبت پانچویں اپنے مومن بھائیوں کی محبت اور تمام مومنوں اور کافروں کی تعداد کے موافق ایسی چیزیں حاصل کیں کہ انمیں سے ہر ایک اس دنیا سے بہتر ہے

خدا تجھ کو یہ نعمتیں مبارک اور گوارا کرے ۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک شخص کسی ضعیف مسکین کو جو نہایت زار و نزار ہے قتل کرنا چاہتا ہے اور تو اسکو اس ظالم کے پنجے سے نجات دیتا ہے یا ایک ناصبی ہمارے ضعیف شیعوں میں سے کسی مسکین مومن کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور تو اس (مومن) کو ایسی بات بتاتا ہے جسکے ذریعہ وہ مسکین بچ جائے اور اس ناصبی کو ساکت کر دے اور دلائل الٰہی سے اسکو شکست دے اس شخص نے عرض کی میں اس مسکین مومن کو اس ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا پسند کرتا ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا یعنی جس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس نے گویا تمام آدمیوں کو زندہ کیا پس جس شخص نے ایک نفس کو زندہ کیا اور اسکو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت کی گویا اس نے تمام آدمیوں کو زندہ کیا پیشتر اسکے کہ انکو آہنی تلواروں سے قتل کرے ۔

پارہ ۶ سورہ مائدہ ۵ ع

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا تجھ کو ان دو دوستوں میں سے کونسا دوست زیادہ عزیز ہے ایک تو ایسا دوست ہے کہ جب تجھکو دیکھتا ہے اشرفیوں کا توڑا تیرے حوالے کر دیتا ہے اور ایک ایسا ہے کہ جب کبھی تجھ سے ملاقات کرتا ہے شیطانوں کے دام فریب سے تجھکو نکالنے میں تیری مدد کرتا ہے اور وہ باتیں تجھ کو بتاتا ہے جنکے ذریعہ تو انکے مکروں کو باطل کر دے اور انکے جالوں کو توڑ ڈالے اور انکی رسیوں کو قطع کر دے اس نے عرض کی یا حضرت میں تو اس دوست کو اچھا سمجھتا ہوں جو بروقت ملاقات مجھ کو یہ تعلیم کرے کہ میں شیطان کو کیونکر ذلیل و خوار کر کے اپنے نفس سے ٹالوں اور اسکی بلا کو اپنے اوپر سے دفع کروں اسکے بعد حضرتؑ نے فرمایا تجھ کو ذیل کی دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک مسکین کو جو کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہے قید سے چھڑانا یا ایک مسکین کو ناصبیوں کی قید سے رہا کرانا اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو جواب باصواب کی توفیق عطا فرمائے حضرتؑ نے دعا کی اے خدا اسکو توفیق دے تب اس نے عرض کی کہ مسکین کو ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا مجھکو زیادہ تر پسند ہے کیونکہ

اس صورت میں اسپر جنت کی نعمتیں زیادہ ہونگی اور وہ آتش جہنم سے نجات پائیگا اور دوسری صورت میں اسپر دنیا کی زندگی زیادہ ہوگی اور دنیا وی ظلم اس سے رفع ہوگا حالانکہ خدا اس مظلوم کو ان ظالموں کے بدلے میں جو کفار کے ہاتھوں سے اسنے اٹھائے ہیں چند در چند ثواب جنت میں عطا کریگا اور اپنے عدل و انصاف کے موافق اس ظالم سے انتقام لیگا اس شخص کا یہ جواب سنکر حضرتؑ نے فرمایا خدا تجھے توفیق دے تونے بالکل اسکے موافق جواب دیا جو میرے سینے میں تھا اور اس باب میں جو کچھ جناب رسالتمآب نے فرمایا تھا تونے اسمیں ایک حرف بھی کم نہیں کیا ✦

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ محبان اہلبیتؑ میں ایک مومن کا ناصبی کے ہاتھ سے جو اپنی فضیلت لسانی سے اسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے چھڑانا بہتر ہے یا ایک قیدی کا اہل روم کے ہاتھ سے رہا کرانا حضرتؑ نے اس سے فرمایا تو مجھے یہ بتا کہ ایک شخص نے کسی برگزیدہ اور نیکوکار مومن اور ایک چڑیا کو دیکھا کہ دونو دریا میں ڈوب رہے ہیں اور وہ شخص ان دونو کو غرق ہونے سے نہیں بچا سکتا اگر ایک کے نکالنے میں مشغول ہوتا ہے تو دوسرا ڈوب جاتا ہے اب تیری رائے میں کس کا بچانا بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ نیک کردار مومن کا بچانا افضل ہے تب حضرتؑ نے فرمایا تونے جو سوال کیا ہے اسکی فضیلت اس دوسری صورت کی فضیلت سے بدرجہا بڑھکر ہے کیونکہ مومن کو بہکانے والے ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانے والا اس مومن پر اسکے دین اور پروردگار کے بہشت کو زیادہ کرتا ہے اور آتش جہنم سے اسکو نجات دیتا ہے اور وہ مظلوم جو کفار روم کی قید میں گرفتار ہے سیدھا جنت کو جائیگا ✦

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی ہمت کو ہم اہلبیتؑ کے مسکین محبوں کے مقابلے میں ناصبیوں کے شکست دینے میں معروف کرے کہ انکی طرف سے انکو شکست دے اور انکی رسوائیوں اور ننگ و عار کی باتوں کو ظاہر کرے اور محمدؐ و آل محمدؑ کے امر کو بزرگ کرے اللہ تعالیٰ اسکے صلے میں جنت کے فرشتوں کی ہمت کو اسکے لئے محل اور مکان تعمیر کرنے میں مشغول کرے اور دشمنان خدا کے مقابلے میں جو دلائل اس نے پیش کی ہونگی انکے ہر ایک حرف کی عوض اس قدر فرشتے اس کام میں لگائے

جنکی تعداد اہل دنیا کی شمار سے زیادہ ہو اور ہر فرشتے کی قوت آسمانوں اور زمینوں کے اٹھانیکی قوت سے زیادہ ہو اب ان مکانوں اور محلوں کی تعداد پروردگار عالم کے سوائے اور کون جان سکتا ہے +

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی ہمارے کسی محب کی ہمارے کسی دشمن کے مقابلے میں مدد کرے اور اسکو اسقدر قوی اور دلیر کردے کہ وہ حق کو جو ہماری فضیلت پر دال ہو بوجہ حسن ظاہر کرے اور باطل کو جسکے ذریعے ہمارے دشمن ہمارے حق کو مٹانا چاہتے ہیں بدترین صورت میں ظاہر کرے جسکو سنکر غافل متنبہ اور خبردار ہو جائیں اور طالبان علم کو بصیرت حاصل ہو اور علما کی بصیرت زیادہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو بہشت کی اعلیٰ منزلوں میں مبعوث کریگا اور اس سے خطاب کرکے فرمائیگا اے میرے دشمنوں کو شکست دینے والے اور میرے دوستوں کی مدد کرنیوالے اور خیر الانبیاء محمدؐ کی فضیلت اور افضل اولیا علیؑ کی بزرگی کو بیان کرنیوالے اور ان دونوں کے دشمنوں اور ان دونوں کے اور انکے جانشینوں کے ناموں کے ناموں سے ناعزدینوالوں اور انکے القاب سے ملقب ہونیوالوں کی دشمنی کو ظاہر کرنیوالے بندے اور خدا اس آواز کو تمام اہل محشر کے کانوں میں پہنچائیگا یہ آواز سنکر تمام فرشتے اور جابر لوگ اور سارے شیطان اس دشمنان محمدؐ کو شکست دینے والے پر درود بھیجینگے اور دنیا میں ناصبیاں محمدؐ و علیؑ میں سے جو لوگ اس سے لڑتے بھڑتے تھے ان پر لعنت کرینگے +

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا محب اور دوست عالم جو اعمال اپنے فقر و فاقہ اور ذلت و مسکنت کے دن کیلئے آگے روانہ کرتا ہے انمیں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ وہ دنیا میں ہمارے کسی مسکین محب کی فریاد کو پہنچے جو ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جو دشمنان خدا و رسوؐل ہیں قیامت کے دن جب وہ عالم اپنی قبر سے نکلے گا تو فرشتے کنارۂ قبر سے لیکر اسکی منزل بہشت تک صف باندھے ہونگے اور اسکو اپنے بازؤں پر اٹھالینگے اور اس سے کہینگے مرحبا خوشا حال تیرا اے نیک لوگوں سے ناپاک کتوں کو دفع کرنے والے اور اپنے ائمہ کرامؑ کی حمایت و یاری کرنے والے +

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دین خدا کی دلائل و براہین کو بہت بڑا غلبہ ہوتا ہے کہ انکی وساطت سے خدا اس کو اپنے بندوں پر مسلط کرتا ہے پس جسکو ان کا زیادہ حصہ ملا ہے

وہ اپنے دل میں یہ نہ سمجھے کہ خدا نے مجھ کو میری دلیل کی وجہ سے اسپر فضیلت دی ہے گو اس کو
بزرگی اور مال وجمال کے پہاڑ کی بلند چوٹی پر ہی کیوں نہ پہنچا دیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا خیال کریگا
تو اس نے خدا کی نعمت بزرگ کو حقیر سمجھا اور اس کا اس علم کی مدد سے جو اس نے ہم اہلبیتؑ کے علوم سے
سیکھا ہے ہمارے ناصبی دشمنوں میں سے ایک دشمن کا دفع کرنا اسکے لئے اس مال سے بہتر ہے جو
اس شخص کے پاس موجود ہے جس پر اسکو فضیلت دیگئی ہے اگرچہ وہ اس سے ہزار گنا مال تصدق کرے۔
اور ایک دفعہ امام علی نقی علیہ السلام کو خبر پہنچی کہ ایک شیعہ عالم کی کسی ناصبی سے بحث ہوئی
اور اس نے اپنی دلائل قویہ سے اس ناصبی کو لاجواب کر کے سب کے سامنے اسکو رسوا کیا آخر کار
وہ عالم حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت صدر مجلس میں ایک مسند عظیم نصب کی ہوئی
تھی اور حضرتؑ خود مسند سے الگ تشریف رکھتے تھے اور بہت سے ہاشمی اور علوی وہاں موجود
تھے حضرتؑ نے اس عالم کو آگے کرتے کرتے عین اس مسند پر لا بٹھایا اور آپ اسکے سامنے ہو بیٹھے
یہ امر ان بزرگان قوم کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا علویوں نے تو باوجود غصہ کے اس کی
تعظیم قبول کر لی مگر ہاشمیوں میں سے ایک بڈھا بولا اے فرزند رسولؐ تم سادات بنی ہاشم پر
جو اولاد ابوطالبؑ و عباسؓ ہیں ایک عام آدمی کو اسطرح ترجیح دیتے ہو؟ حضرتؑ نے اسکے جواب میں
فرمایا خبردار ان لوگوں میں مت داخل ہو جنکے بارے میں خدا فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ
اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ ○ ثُمَّ
یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ یعنی کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔
جنکو کچھ حصہ کتاب خدا کا دیا گیا ہے کہ وہ کتاب خدا کی طرف دعوت کئے جاتے ہیں تاکہ وہ
کتاب انکے درمیان حکم کرے اور پھر ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور وہ حق سے
روگردانی کرنے والے ہیں۔

سیپارہ ۳ سورہ آل عمران ع ۲

کیا تم کتاب خدا کو اپنا حَکَم بنانے پر رضامند نہیں ہو سب نے عرض کی ہم راضی ہیں تب
حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا خدا نہیں فرماتا ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ

پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ ع ۲

تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ
اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ○ یعنی اے ایمان والو جب تم سے
کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو تم کشادگی کرو خدا تمہارے لئے کشادگی کریگا اور جب
کہا جائے کہ تم اُٹھ کھڑے ہو تو تم کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنوں اور علم والوں
کے درجے بلند کریگا۔ پس اللہ تعالیٰ جب ہی خوشنود اور رضامند ہوتا ہے کہ مومن عالم کو مومن
غیر عالم پر ترجیح اور فوقیت دیجائے جیسے مومن کو غیر مومن پر فوقیت دیئے بغیر رضامند نہیں
ہوتا اب تم مجھے بتاؤ کہ خدا نے قرآن میں يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ
(یعنی خدا اہل علم کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے یا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اُوتُوا الشَّرَفَ فِي
النَّسَبِ دَرَجَاتٍ (یعنی خدا بزرگ نسب والے لوگوں کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے +
اور کیا قرآن میں یہ نہیں فرمایا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا
يَعْلَمُونَ یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں۔ جبکہ
میں نے اس شخص کا درجہ بلند کیا جیسا کہ خدا نے اس کا رتبہ بلند کیا ہے تو پھر تم کیونکر اس امر کو
بُرا جانتے ہو جو دلیلیں میں نے اس شخص کو تعلیم کی تھیں انکے ذریعہ سے اس نے جو فلاں ناصبی کو
شکست دی ہے وہ بزرگی اسکے لئے تمام نسبی شرافتوں سے بہتر ہے یہ سنکر عباسیوں نے عرض کی
اے فرزند رسولؐ تونے کم نسب شخص کو ہم پر شرف دیا حالانکہ وہ نسب میں ہمارے برابر نہیں ہے
اور ابتدائے اسلام سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ بزرگ نسب والا شخص کم نسب والے آدمی پر مقدم
رکھا جاتا ہے حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ کیا خوب بھلا عباسؓ نے ابوبکر کی بیعت نہ کی تھی حالانکہ
ابوبکر تیمی تھا اور عباس ہاشمی کیا عبداللہ بن عباس عمر بن خطاب کی خدمت نہیں کیا کرتا تھا
حالانکہ وہ ہاشمی اور خلیفوں کا باپ تھا اور عمر عدوی اور یہ کیا بات ہے کہ عمر نے بعید النسب
قریشیوں کو تو شوریٰ میں داخل کیا اور عباسؓ کو شامل نہ کیا اب اگر ہمارا غیر ہاشمی کو ہاشمی
پر فوقیت دینا تمہارے نزدیک بُرا ہے تو مناسب ہے کہ عباس نے جو ابوبکر کی بیعت کی۔ اور

پارہ ۲۳ سورہ زمر ع ۱

عبداللہ بن عباس نے اول عمر کی بیعت کی پھر اسکی خدمت گزاری کرتا رہا ان دونو باتوں کو بھی برا سمجھو اور اگر وہ دونو امر جائز تھے تو یہ بھی جائز اور درست ہے +

جب اس بڈھے ہاشمی نے حضرتؑ کی یہ تقریر سنی تو کچھ جواب نہ بن آیا اور اس طرح خاموش رہ گیا گویا پتھر کا لقمہ اسکے منہ میں ٹھونسا گیا ہے +

ایک روز کا ذکر ہے کہ بہت سے محبان و دوستانِ آلِ رسولؐ جمع ہوکر امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ ہمارا ایک ہمسایہ ناصبی ہے وہ ہم کو اذیت پہنچاتا ہے اور جناب امیرؑ سے اول و ثانی و ثالث کے افضل ہونیکی دلیلیں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور ایسے اعتراض وارد کرتا ہے کہ ہم انکے جواب میں عاجز اور قاصر رہ جاتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو بھیجونگا جو اسکو تمہارے مقابلے میں لاجواب کر کے اسکی وقعت کو تمہاری نظر میں کم کر دیگا پھر اپنے ایک شاگرد کو بلا کر اس سے فرمایا جب یہ لوگ جمع ہوں تو انکے پاس سے گزرنا اور انکی باتیں سننا یہ لوگ تجھ سے کچھ تقریر کرنیکی درخواست کرینگے اسوقت تقریر کرنا اور انکے مُقرّر کو لاجواب کر دینا اور اسکی چرب زبانی کو توڑ دینا اور اسکی تیزی کو کند کر دینا اور اسکی کوئی حیل و حجت باقی نہ چھوڑنا +

الغرض وہ شاگرد حسب الارشاد اس مجمع میں حاضر ہوا اور اس ناصبی سے مباحثہ کر کے اس کو ساکت کر دیا اور اسکی ایسی گت بنائی کہ اسکو یہ معلوم نہ رہا کہ میں آسمان پر ہوں یا زمین پرؔ وہ لوگ راوی ہیں کہ ہم کو اس واقعہ سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ جس کا اندازہ خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور جتنی ہم کو خوشی ہوئی اسی قدر اس ناصبی اور اسکے پیرؤں کو رنج و ملال لاحق ہوا جب ہم پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اس دشمن خدا کے شکست پانے سے آسمانوں پر جو خوشیاں ہو رہی ہیں وہ تمہاری نسبت بہت زیادہ ہیں اور ابلیس اور اسکے نافرمان و سرکش شیطانوں کو اس واقعہ سے جو حزن و ملال لاحق ہوا ہے وہ ان لوگوں کی نسبت زیادہ تر ہے اور آسمانوں اور حجابوں اور کرسی کے

فرشتوں نے اس شکست دینے والے شخص پر درود بھیجا اور خدا نے اسکو قبول فرمایا اور اسکی بازگشت بزرگ کی اور اسکے ثواب کو زیادہ کیا اور انہی فرشتوں نے اس شکست یافتہ دشمن خدا پر لعنت کی اور خدا نے اس کو قبول کیا اور اسکی ذلت وخواری کو سخت کیا اور اسکا عذاب بڑھایا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور لوگوں سے خوبی کے ساتھ کلام کرو ٭

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سے نیکی اور خوش اخلاقی سے بات کر خواہ مومن ہو یا مخالف مومنین سے تو کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مخالفوں سے چاپلوسی اور مدارات سے کلام کرے تاکہ وہ ایمان کی طرف میل کریں اگر اس بات سے ناامید ہو تو انکی شرارتوں سے اپنے نفس کو اور اپنے ایمانی بھائیوں کو تو بچائے رہیگا ٭

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دشمنان دین کی مدارات کرنا اپنے نفس اور اپنے دینی بھائیوں کے لئے صدقہ دینے سے بہتر ہے ٭

ایکدن کا ذکر ہے کہ عبداللہ ابن ابے ابن ابی سلول جناب رسالتمآبؐ کے در دولت پر آکر طالب اذن ہوا حضرتؐ نے فرمایا بہت برا آدمی آیا ہے اسکو اندر آنے کی اجازت دو جب اجازت ملی اور وہ اندر آیا تو حضرتؐ نے اسکو بٹھایا اور اسکو دیکھ کر بشاش ہوئے جب وہ منافق وہاں سے چلا گیا تو عائشہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے تعجب ہے کہ حضرتؐ نے پہلے اسکی مذمت کی اور پھر اس سے اس قدر بشاشت اور کشادہ روئی سے پیش آئے حضرتؐ نے جواب دیا اے عویش اے حمیرا قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے برا آدمی وہ سمجھا جائیگا جو بدی سے پرہیز کرنے کو برا جانے ٭

اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کے سامنے شکر گزاری کرتے ہیں حالانکہ دل سے ہم انکو دشمن رکھتے ہیں یہ لوگ دشمنان خدا ہیں ہم ان سے اپنے بھائیوں کے بچاؤ کیلئے تقیہ کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لئے ٭

اور جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا ہے کہ مومن کو دیکھ کر بشاش ہونا اس شخص پر جنت کو واجب

فضائل خوش خلقی و کشادہ روئی

کرتا ہے اور معاند اور دشمن کو دیکھ کر خوش ہونا آدمی کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھتا ہے +
اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
پیغمبروں کو صرف اسوجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے کہ وہ اعدائے دین سے کمال تواضع
اور مدارات سے پیش آتے ہیں اور اپنے دینی بھائیوں کیلئے ان سے تقیہ پسندیدہ عمل میں لاتے ہیں +
اور زہری نے روایت کی ہے کہ میں نے امام زین العابدینؑ کا نہ تو کوئی دلی دوست دیکھا اور
نہ کوئی ظاہری دشمن اسلئے کہ جو شخص آپکے فضائل باہرہ کو پہچانتا تھا اسکو ضرور حضرتؑ کی
تعظیم کرنی پڑتی تھی نیز اس کا یہ بھی باعث تھا کہ آپ نہایت مدارات اور حسن معاشرت سے
سلوک کرتے تھے اور نہایت نیک اور پسندیدہ تقیہ عمل میں لاتے تھے اور کوئی شخص ایسا
نہ تھا جو ظاہر میں انکو دوست رکھتا ہو اور باطن میں انکے فضائل کے تمام مخلوقات کے
فضائل سے مضاعف ہونیکے باعث ان سے حسد نہ رکھتا ہو +
اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دوستوں سے انکے مانوس کرنیکے لئے
شیریں کلامی اور خوش گفتاری سے پیش آئے اور اپنے مخالفوں سے کشادہ روئی سے ملاقات
کرے تاکہ وہ خود اور اسکے دینی بھائی انکی شرارت سے امن میں رہیں۔ وہ شخص خدا
کے نزدیک اس قدر نیکیاں اور درجات عالیہ جمع کرتا ہے جن کا اندازہ اس غیب داں
کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا +
اور ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے ایک مخالف نے ایک شیعہ سے سوال
کیا کہ تو اصحاب عشرہ کے بارے میں کیا کہتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں انکو اس خیر جمیل سے یاد
کرتا ہوں جس کے باعث خدا میرے گناہوں کو معاف کرے اور میرے درجات کو بلند کرے
یہ جواب سنکر وہ سائل بولا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ کو تیرے بغض سے نجات
دی میں تو تجھ کو بعض صحابہ کے بارے میں رافضی سمجھتا تھا تب اس شخص نے کہا آگاہ ہو
جو کوئی ان میں سے ایک کے ساتھ بغض رکھے اسپر خدا کی لعنت ہو مخالف بولا شاید تو کچھ تاویل

کرتا ہے تو اس شخص کی بابت کیا کہتا ہے جو اصحاب عشرہ سے بغض رکھے اس مرد شیعہ نے جواب
دیا جو کوئی عشرہ یعنی دسوں سے دشمنی رکھے اسپر خدا اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو
یہ بات سنتے ہی وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اس شیعہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ میں نے
جو تجھکو آج سے پہلے رافضی ہونیکی تہمت لگائی تھی اس سے مجھکو معاف کر اور میری خطا
بخشدے شیعہ نے کہا میں نے تجھ کو معاف کیا اور تو میرا بھائی ہے بعد ازاں وہ شخص وہاں سے
چلا گیا اسکے جانے کے بعد حضرتؑ نے اس مومن سے فرمایا شاباش جزاک اللہ کیا خوب جواب دیا
تیرے حسن نور یہ اور عمدہ تلطف نے (جس نے تجھ کو اسکے ہاتھ سے چھڑایا اور تیرے دین میں
کچھ رخنہ اندازی نہ کی) فرشتگان سماوی کو نہایت متعجب کیا خدا نے ہمارے مخالفوں کیلئے
نہایت رنج والم بڑھایا اور ہمارے دوستداروں کی مراد کو ان کے تقیہ میں ان سے مخفی رکھا۔
حضرتؑ کا یہ ارشاد سنکر بعض اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہماری رائے میں تو اسکا کلام
اس ناصبی اور دشمن خدا و رسولؐ کے موافق ہی تھا حضرتؑ نے جواب دیا کہ اگر تم اسکی مراد کو
نہیں سمجھے تو ہم تو سمجھتے ہیں اور خدا اس کا شاکر ہے کیونکہ ہمارا دوست جو ہمارے دوستوں
کا دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہوتا ہے جب خدا اسکو امتحاناً مخالفان دین کے ساتھ
مبتلا کرتا ہے تو اسکو ایسے جواب کی توفیق عطا کرتا ہے جس میں اسکا دین اور عزت سلامت
رہیں اور اللہ تعالیٰ اس تقیہ کی عوض اسکو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے دیکھو تمہارے اس رفیق
نے پہلے یہ کہا تھا کہ جو کوئی انمیں سے ایک کو دشمن رکھے اسپر خدا کی لعنت ہو یعنی جو کوئی
انمیں سے ایک کو عیب لگائے اور وہ امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں اور اس نے
دوسری دفعہ یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان دسوں کو عیب لگائے یا گالی دے اسپر خدا کی لعنت
ہو اور یہ اس نے سچ کہا کیونکہ جس نے ان دسوں کو عیب لگایا اس نے علیؑ کو بھی بلا ریب عیب
لگایا اسلئے کہ وہ بھی اس تعداد میں شامل ہیں اور جب علیؑ کو عیب نہ لگایا اور انکی مذمت نہ کی
تو ان سب کو عیب نہ لگایا بلکہ صرف بعض کو معیوب ٹھیرایا اور خزبیل یا خرقیل مومن آل فرعون

نے جبکہ انہوں نے فرعون سے اسکی چغلی کھائی ایسا ہی توریہ برتا تھا حزقیل انکو اس امر کی دعوت
کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور موسیٰ پیغمبر خدا ہے اور محمدؐ رسولؐ خدا جمیع رسولان خدا اور تمام
مخلوق الٰہی سے افضل ہیں اور علیؑ ابن ابیطالب اور تمام ائمہ کرامؑ تمام پیغمبروں کے وصیوں
سے افضل اور اعلیٰ ہیں اور فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہونا چاہئے چغلخوروں نے فرعون کے
پاس اسکی چغلی کھائی اور یہ کہا کہ حزقیل ہمکو تیری مخالفت کیلئے کہتا ہے اور تیرے دشمنوں کو
تیرے خلاف پر مدد دیتا ہے فرعون نے ان سے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی اور میری سلطنت میں
میرا جانشین اور ولیعہد ہے اگر اس نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ میری کفران
نعمت کے سبب سخت تر عذاب کا سزاوار ہے اور اگر تم نے اسپر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو تم نہایت
سخت عذاب و عقاب کے مستوجب ہوگے کیونکہ تم نے اسکی برائی کو اختیار کیا الغرض حزقیل اور
چغلخوروں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور انہوں نے اس سے جھگڑنا شروع کیا اور کہا کہ اے حزقیل تو
فرعون بادشاہ کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے اور اسکا کفران نعمت کرتا ہے حزقیل نے فرعون سے مخاطب
ہوکر کہا اے بادشاہ تو نے کبھی میرا جھوٹ دیکھا ہے فرعون نے کہا کبھی نہیں اس نے کہا ان سے پوچھ کہ
تمہارا پروردگار کون ہے وہ بولے کہ فرعون پھر اس نے پوچھا کہ تمہارا خالق کون ہے انہوں نے جواب دیا
کہ فرعون پھر پوچھا کہ تمہارا رازق جو تمہاری معاشوں کا کفیل ہے اور مکروہات کو تم سے دور
کرتا ہے کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہی فرعون اسکے بعد حزقیل نے فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ
میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو شاہد کرکے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وہی میرا
پروردگار ہے اور جو انکا خالق ہے وہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وہی میرا رازق ہے
اور جو انکی معاشوں کی اصلاح کرتا ہے وہی میری معاش کا مصلح ہے ان کے پروردگار اور خالق
اور رازق کے سوا اور کوئی میرا پروردگار اور خالق اور رازق نہیں ہے اور میں تجھ کو اور ان تمام
حاضرین کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں انکے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور ہر ایک
پروردگار اور خالق اور رازق سے اور اسکی ربوبیت سے بیزار ہوں اور اسکی الٰہیت کا منکر ہوں*

حزقیل کا اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ ان سب کا پروردگار وہی اللہ ہے جو میرا پروردگار ہے
اسلئے یہ نہ کہا کہ انھوں نے جسکو اپنا پروردگار کہا ہے وہ میرا پروردگار ہے بلکہ یہ کہا کہ انکا پروردگار
اور یہ بات فرعون اور جملہ حاضرین پر پوشیدہ رہی اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ فرعون
میرا رب اور خالق اور رزاق ہے القصہ فرعون نے ان چغلخوروں سے کہا کہ اے بد آدمیوں اور اے
میرے ملک میں فساد کے چاہنے والو اور میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان جو میرا قوت بازو ہے فتنہ
ڈلوانے کا ارادہ کرنیوالو تم ہی میرے عذاب و عقاب کے سزاوار ہو اسلئے کہ تمنے ارادہ کیا تھا کہ میری
سلطنت میں فساد ہو اور میرا چچیرا بھائی مارا جائے اور میری سلطنت میں رخنہ پڑ جائے -
بعد ازاں اسکے حکم سے انمیں سے ہر ایک کی پنڈلی اور چھاتی میں ایک ایک میخ ٹھونکی گئی پھر
لوہے کے آروں والے جلادوں کو اسپر مقرر کیا اور انھوں نے بدنوں کے گوشت چیر چیر کر ریزہ
ریزہ کر ڈالا اسی واقعہ کو اللہ تعالی قرآن میں ذکر فرماتا ہے قولہ تعالی فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا یعنی
اللہ تعالی نے حزقیل کو ان چغلخوروں کے مکر و فریب سے بچا لیا جبکہ انھوں نے اسکے مروا ڈالنے کیلئے فرعون
سے اسکی چغلی کھائی وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور آل فرعون کو جنہوں نے فرعون کے
پاس اسکی چغلی کھائی تھی سخت عذاب نے گھیر لیا کہ فرعون نے انکے جسموں میں میخیں گڑوائیں اور لوہے
کے آروں سے انکے جسموں کے گوشت پارہ پارہ کروا ڈالے ٭

اور ایک خاص شیعہ نے خلوت میں امام موسیٰ کاظم سے عرض کی اور لرزتے تھے اور اسکا بدن کانپتا
تھا اے فرزند رسول خدا مجھکو آپکی وصیت اور امامت کے اعتقاد کے اظہار میں فلاں پسر فلاں کے
منافق ہونے نے نہایت خوف زدہ کیا ہے حضرت نے فرمایا اسکا واقعہ بیان کر اس نے عرض کی کہ میں
آج اسکے ہمراہ بغداد کے فلاں رئیس کی مجلس میں شامل ہوا صاحب مجلس نے اس سے کہا کہ تو موسیٰ
ابن جعفر کو امام جانتا ہے اور اس خلیفہ کو جو بغداد کی گدی پر بیٹھا ہے امام نہیں جانتا تب حضرت کے
اس رفیق نے جواب دیا کہ میں اس بات کا قائل نہیں بلکہ میں گمان کرتا ہوں کہ موسیٰ ابن جعفر غیر
امام ہیں اور اگر میں اسکے غیر امام ہونیکا معتقد نہوں تو مجھ پر اور اس شخص پر [illegible] اس بات کا معتقد نہو

خدا اور تمام فرشتوں اور سارے آدمیوں کی لعنت ہو صاحب مجلس نے یہ بات سنکر اس سے کہا خدا تجھ کو جزائے خیر دے اور تیری چغلی کھانے والے پر خدا کی لعنت ہو حضرتؑ نے جب یہ سرگذشت سنی تو اس شخص سے فرمایا وہ بات نہیں ہے جو کہ تو گمان کرتا ہے بلکہ یہ اسامعی تجھ سے زیادہ دانشمند ہے اس نے جو یہ کہا کہ موسیٰؑ ابن جعفرؑ غیر امام ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کہ امام نہیں ہے مگر امام بن بیٹھا ہے موسیٰؑ ابن جعفر اس امام کا غیر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود امام ہے پس اس قول سے اس نے میری امامت کا اثبات کیا اور غیر کی امامت کی نفی کی اے بندہ خدا یہ جو تو نے اپنے اس مومن بھائی کی نسبت منافق ہونے کا گمان کیا ہے یہ تجھ سے کب زائل ہوگا خدا کے آگے توبہ کر یہ سنکر وہ شخص اس بات کے مطلب کو سمجھ گیا اور اپنے کئے پر نہایت مغموم و محزون ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میرے پاس مال تو موجود نہیں جو میں دیکر اسکو خوش کروں مگر میں نے عبادت خدا اور تم اہلبیتؑ پر درود بھیجنے اور تمہارے دشمنوں پر لعنت کرنیکے جو تمام عمل کئے ہیں ان کا ایک حصہ اسکو ہبہ کرتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا اب تو آتش دوزخ سے رہا ہوا ٭

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اسی اثنا میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ آج میں نے ایک شخص سے جو ہمارے ساتھ رہتا تھا اور ہم سے کہتا تھا کہ میں محب آل محمدؐ ہوں اور انکے دشمنوں سے بیزار ہوں ایک عجیب بات دیکھی آج کے دن میں نے اسکو دیکھا کہ خلعت شاہی پہنے ہے اور بغداد میں پھرایا جا رہا ہے اور اسکے آگے آگے کچھ لوگ پکار پکار کر کہتے جاتے ہیں اس رافضی کی توبہ سنو پھر اس سے کہتے ہیں کہ کہہ تب وہ کہتا ہے کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَبَابَکْرٍ جب وہ کہہ چکتا ہے تو وہ لوگ نہایت غل مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے رافضی ہونے سے توبہ کی ہے اور ابوبکر کو علیؑ ابن ابیطالب پر فضیلت دی ہے حضرتؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ خلوت میں پھر اس بات کا ذکر کرنا جب خلوت ہوئی تو اس نے پھر عرض کی حضرتؑ نے فرمایا میں نے اسلئے ان بیوقوف لوگوں کے سامنے اس شخص کے کلام کی تفسیر نہیں بیان کی کہ ایسا نہو کوئی جاکر ان مخالفوں سے کہدے

اور وہ اسکے حال سے واقف ہوجائیں اور اسکو ایذا پہنچائیں دیکھو اگر اس شخص نے یہ کہا ہوتا کہ خیر الناس بعد رسول اللہ ابو بکر تو بیشک ابو بکر کو علیؑ پر فضیلت دیتا لیکن اس نے تو یہ کہا ہے کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَبَا بَکْرٍ یعنی اے ابو بکر رسولخدا کے بعد سب آدمیوں سے بہتر...... اور اسکے وہ مطلب نہیں نکلتا جو عوام سمجھتے ہیں اور یہ اسلئے کیا گیا تاکہ عام جہال جو اسکے سامنے جارہے ہیں خوش ہوجائیں اور وہ انکی شرارتوں سے محفوظ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے توریہ کو ہمارے شیعوں اور محبوں کا محافظ مقرر کیا ہے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ میں جو آج محلہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمد ابن علیؑ امام روافض کا ہمنشین ہے، اس سے پوچھو کہ رسولخدا کے بعد سب سے بہتر کون ہے اگر اس نے جواب دیا کہ علیؑ بعد رسولخدا سب سے بہتر ہے تو اسکو قتل کرنا اور اگر کہا کہ ابو بکر ہے تو چھوڑ دینا غرض ایک جمعیت کثیر نے مجھ پر ہجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ بعد رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس کون شخص ہے تب میں نے انکو جواب دیا کہ خیر النّاس بَعْدَ رسول اللہ ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ (تینوں ناموں کو بمقام استفہام میں کہا) اور اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا اور علیؑ کا نام نہ لیا تو بعض کہنے لگے کہ یہ تو ہم پر فوقیت لے گیا ہم تو ہر جگہ علیؑ کو بھی ذکر کرتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ اسمیں مجھ کو کچھ تامل ہے میں یہ نہیں کہنے کا تب وہ باہم کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ متعصب ہے ہمارا خیال اسکی نسبت غلط نکلا یہ کہکر وہ سب چلے گئے اور اس طرح سے میں نے انکے پنجے سے رہائی پائی اے فرزند رسولؐ اسمیں میرا کچھ حرج تو نہیں ہوا اس فقرے سے میرا مقصود استفہام تھا نہ کہ اخبار یعنی کیا رسولخدا کے بعد فلاں وفلاں وفلاں سب سے بہتر تھے حضرتؑ نے اس سے فرمایا خدا تیرے اس جواب کا شاکر ہوا اور اس کا اجر تیرے لئے لکھا اور اسکو کتاب حکیم یعنی لوح محفوظ میں ثبت کیا اور تیرے اس جواب کے ہر حرف کی عوض اس قدر چیزیں تیرے لئے واجب کیں کہ تمنا کرنیوالوں کی تمنائیں اس سے قاصر ہیں اور آرزومندوں کی آرزوئیں وہاں تک نہیں پہنچتیں +

اور ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کی آج میں شہر کے عام لوگوں کی ایک جماعت میں جا پھنسا اور انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے اے شخص کیا تو ابو بکر بن ابو قحافہ کی امامت کا قائل نہیں ہے اے فرزند رسول انکی یہ بات سنکر میں ڈرا اور میں نے نہیں کا ارادہ کر کے از روئے تقیہ کہدیا کہ ہاں اسکا قائل ہوں تب انمیں سے ایک اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھکر بولا تو تحریف کر کے کلام کرتا ہے جو میں تجھے بتاؤں اسطرح سے لوگوں کو جواب دے میں نے اس سے کہا کہ کہہ تب اس نے مجھ سے کہا کیا تو قائل ہے کہ ابو بکر بن ابو قحافہ رسول خدا کے بعد امام حق و عدل ہے اور علیؑ کا امامت میں بیشک کوئی حق نہیں ہے میں نے اسکے جواب میں نعم کہا اور اسکو ہاں کے معنی میں نہیں رکھا تھا بلکہ اس سے اونٹ گائے بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور مراد لی تھی وہ شخص بولا میں اسپر بس نہ کرونگا جبتک کہ تو قسم نہ کھائے اب تو اس طرح کہہ کہ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وہ طالب اور غالب اور ذلت دینے والا اور پالنے والا اور ہلاک کرنیوالا اور پوشیدہ اور ظاہر کا یکساں جاننے والا ہے میں نے جواب دیا نعم اور میری اسکے کہنے سے چوپایہ مراد تھی نہ کہ ہاں پھر اس نے کہا کہ میں اسپر بھی بس نہیں کرتا جبتک کہ تو یوں نہ کہے کہ قسم ہے اس خدا کی کہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں قسم کھی کرتا ہے کہ ابو بکر بن ابو قحافہ ہی امام ہے تب میں نے جواب دیا کہ ابو بکر بن ابو قحافہ امام ہے ہاں وہ اس شخص کا امام ہے جو اسکا پیرو ہو اور اسکو امام مانے قسم ہے اس خدا کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور دیگر صفات الٰہی اپنی زبان پر جاری کیں یہ سنکر وہ خاموش ہوئے اور مجھکو جزاک اللہ خیرا کہا اور میں انکے پنجے سے نجات پائی یا حضرتؑ اب فرمایئے خدا کے نزدیک میرا کیا حال ہے فرمایا تیرا حال نیک ہے خدا نے تیرے عمدہ تقیہ کی عوض اعلیٰ علیین میں تجھ کو ہمارا رفیق اور ہمنشین کیا ۔

ابو یعقوب اور علیؑ راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ایکدن ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرتؑ کے ایک اصحاب نے عرض کی کہ ہمارا ایک شیعہ بھائی جہال عامہ میں مبتلا تھا اور وہ امامت کے باب میں اسکی آزمایش کرتے تھے اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ ہم کیا تدبیر کریں

جو انکے ہاتھ سے خلاصی ہو میں نے پوچھا کہ وہ کیا کہتے ہیں وہ بولا وہ مجھ سے کہتے ہیں اے شخص کیا تو قائل ہے کہ رسول خدا کے بعد فلاں ہی امام ہے پس مجھکو نعم کہنے کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑتا ورنہ وہ مجھے مارتے ہیں اور جب میں نے نعم کہا تو بولے کہ وَاللہ کہہ تب میں نے کہا نعم اور میرا منشا اس نعم کے کہنے سے اونٹ گائے بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ جب وہ وَاللہِ کہلائیں تو وَلی (جیسے وَلّٰی زَیْدٌ عَنْ اَمْرٍ کَذَا یعنی زید فلاں کام سے پھر گیا) کہہ دیا کر وہ اسکو تمیز نہ کر سکینگے اور تو سلامت رہیگا یہ سنکر اس نے مجھسے کہا کہ اگر وہ میری اس بات کو معلوم کر لیں اور کہیں کہ وَاللہ کہہ اور ہا کو ظاہر کر میں نے جواب دیا کہ وَاللہُ بضمہ ہا کہہ دیا کر کیونکہ جب ہا پر کسرہ نہوگا تو قسم میں داخل نہوگا یہ سنکر وہ چلا گیا اور واپس آکر کہنے لگا کہ انہوں نے اس امر کو میرے سامنے پیش کیا اور مجھکو قسم دلائی اور جس طرح تو نے تعلیم دی تھی میں نے اسی طرح سے کیا ؞

اس شخص کی یہ تقریر سنکر حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تو بموجب حدیث جناب رسالتمآبؐ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (نیکی کی طرف رہبری کرنیوالا گویا خود اس نیکی کا بجالانیوالا ہے) گویا خود اس فعل کا عمل میں لانیوالا ہے خدا نے تیرے اس ساتھی کیلئے اس تقیہ کی عوض اسقدر نیکیاں اسکے نامہ اعمال میں درج کیں کہ انکی تعداد ہمارے تقیہ کرنیوالے شیعوں اور محبوں اور دوستوں کے مقام تقیہ میں استعمال کرنے الفاظ کے حروف اور ان تقیہ کرنیوالوں کی تعداد کے برابر ہے کہ اگر صد سالہ گناہ بھی انمیں سے ایک ادنے نیکی کے مقابل ہوں تو البتہ معاف ہوجائیں اور چونکہ تو نے اسکو ہدایت کی ہے اسلئے تجھکو بھی اس کی مانند ثواب ملا ؞

اور قول خدا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے معنے یہ ہیں کہ نماز کو ادا کرو اس طرح پر کہ اسکے رکوع اور سجود کو کامل طور پر بجالاؤ اور اوقات کی پابندی کرو اور اسکے ان حقوق کو ادا کرو جنکے ادا نہ کرنے سے پروردگار عالم نماز کو قبول نہیں کرتا آیا تم جانتے ہو کہ وہ کونسے حقوق ہیں؟ وہ حقوق یہ ہیں کہ نماز کے بعد محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار پر درود بھیجے مگر ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ حضرت علیہم السلام برگزیدگان خدا میں سب سے بہتر اور افضل ہیں اور خدا کے حقوق کو

قائم کرنیوالے اور دین خدا کے ناصر و مددگار ہیں +

وَآتُوا الزَّكَاةَ اور اپنے مال اور مرتبے اور قوت بدنی کی زکوٰۃ ادا کرو مال سے اپنے دینی بھائیوں کی غمخواری کرو اور مرتبے سے انکو انکی دلی حاجتوں تک پہنچاؤ کہ اپنے ضعف و ناتوانی کے سبب وہ وہاں تک پہنچنے اور انکے پورا کرنیسے عاجز ہیں۔ اور قوت سے اپنے بھائی کی یوں امداد کرو کہ جس کا گدھا مثلاً کسی نہر میں گر پڑا ہو یا اس کا بوجھ کسی جنگل یا کسی رستے میں پڑا ہو اور وہ فریاد کرتا ہو اور کوئی اسکی فریاد کو نہ پہنچتا ہو اور تو اسکی امداد کرے یہانتک کہ اس کا بوجھ اسپر لدوادے اور اسکو سوار کرادے اور ہنکا کر قافلہ سے ملادے اور با ایں ہمہ تو محمدؐ و آل محمدؐ طیبین و طاہرین کی دوستی کا معتقد ہو اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ تیرے انکو دوست رکھنے اور انکے دشمنوں سے تبرا اور بیزاری کرنے سے خدا تمہارے اعمال کو پاکیزہ اور دوچند کردیتا ہے +

پھر خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ ○ پھر اے گروہ یہود کہ تم سے وہی عہد لیا گیا ہے جو تمہارے پہلے بزرگوں سے لیا گیا تھا تم اس عہد سے پھر گئے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا کہ وہ اسپر قائم رہے اور تم حکم خدائے عزوجل سے جو اس نے فرض کیا تھا روگرداں ہو گئے +

جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سمیت بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ اگر بندہ اپنی نماز کو پروردگار کے سامنے پیش کرے تو وہ اپنی رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرے اور اپنی کرامت سے اسکو مستفیض کرے اگر بندہ اپنے عہد کو وفا کرتا ہے اور نماز کو اسکے مقررہ طریق کے موافق ادا کرتا ہے تو خدا ان فرشتوں سے جو خازنان جنت اور حاملان عرش ہیں فرماتا ہے دیکھو میرے بندے نے اپنا عہد پورا کیا اب تم بھی اپنے عہد (ثواب) کو پورا کرو اور اگر کوئی بندہ اپنے وعدہ کو وفا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنا اقرار پورا نہیں کیا مگر میں حلیم و کریم ہوں اگر وہ توبہ کرے تو میں قبول کرونگا اور اگر وہ میری عبادت کی طرف متوجہ ہوا تو میں بھی اپنی خوشنودی اور رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرونگا +

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا بندہ میرے منشا کے پورا کرنے میں سستی کرتا ہے تو میں اسکے محلوں کی خوبصورتی رونق اور عظمت میں کمی کر دیتا ہوں اور جنت میں مشہور کر دیتا ہوں کہ ان کا مالک مقصر یعنی کوتاہی کرنیوالا ہے +

اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جب شب معراج جبرئیلؑ نے حکم خدا سے مجھ کو قصور جنت کی سیر کرائی تو میں نے دیکھا کہ وہ محل سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور چونے یا گارے کی جگہ مشک و عنبر لگا ہوا ہے مگر یہ بات ہے کہ بعض تو نہایت پر رونق اور عالیشان ہیں اور بعض اس شرافت سے بالکل خالی ہیں تب میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے بھائی یہ محل بے شرف کیوں ہیں انمیں اور محلوں کی سی شانداری کیوں نہیں اس نے جواب دیا یا رسول اللہ یہ ان نماز گزاروں کے محل ہیں جو بعد ادائے فرض تجھ پر اور تیری آل پر درود بھیجنے میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں اگر وہ محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجکر اس شرف کے بنا کرنیکا ملوہ بھیجینگے تو انکو شرف دیا جائیگا ورنہ اسی طرح پڑے رہینگے جب اہل جنت دیکھینگے تو ان سے کہا جائیگا کہ وہ محل بے شرف ہیں جنکے مالک نماز کے بعد محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجنے میں کاہلی کرتے تھے +

اور میں نے بہشت میں کچھ محل ایسے دیکھے جو نہایت بلند اور شرف دار اور بہت خوبصورت تھے مگر نہ تو انکے آگے دہلیز تھی اور نہ انکے پیچھے باغ لگا ہوا تھا میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کیا باعث ہے کہ ان مکانوں کے آگے نہ تو دہلیز ہے اور نہ انکے پیچھے کی طرف باغ ہے اس نے جواب دیا کہ اے محمدؐ یہ ان نمازیوں کے مکان ہیں جو پانچوں نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور اپنی وسعت کا کچھ حصہ اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کرتے ہیں مگر پوری قوت کو صرف نہیں کرتے اسلئے انکے محل اس طرح پر تعمیر کئے گئے ہیں کہ نہ تو انکے آگے دہلیز ہے اور نہ پیچھے باغ +

نیز جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے لوگو آگاہ ہو صرف ہماری ولایت ہی پر بھروسا نکرو بلکہ اسکے بعد فرائض خدا کو ادا کرو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کو پورا کرو اور تقیہ کا استعمال کرو کیونکہ یہ دونوں (آخری) باتیں اعمال کو کامل اور ناقص کرتی ہیں (یعنی انکے بجالانے سے اعمال کامل

ہوتے ہیں اور ترک کرنے سے ناقص) +

قولہ عزوجل وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَاۗءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْھُمْ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۝ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ ترجمہ اور اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم خون نہ گرانا یعنی آپس میں خونریزیاں نہ کرنا اور اپنے نفسوں یعنی بھائی بندوں کو اپنی ولایت سے نہ نکالنا پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور تم اسکے شاہد ہو پھر تم ایسے لوگ ہو کہ اپنے نفسوں کو قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو اپنی ولایت سے نکالتے ہو اور انکے مقابلے پر گناہ اور سرکشی کے سبب مخالف کی مدد کرتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو تم انکا فدیہ دیتے ہو حالانکہ انکو وطن سے نکالنا تمپر حرام ہے آیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تم میں سے جو لوگ اس کار بد کو عمل میں لائیں انکا عوض اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی دنیا میں تو انکو رسوائی ہوگی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی طرف پھیرے جائینگے اور خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے زندگانی دنیا کو آخرت کی عوض خرید لیا ہے پس ان پر سے عذاب آخرت ہلکا نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی انکی امداد کریگا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَاۗءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ کہ اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں

سے اور انکی اولاد میں سے جنکو یہ خبر پہنچے کہ تم بھی انہیں داخل ہو یہ عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرنا اور ایک دوسرے کو اپنے ملک سے نہ نکالنا ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا جیسا کہ تمہارے پہلے بزرگوں نے کیا تھا اور انکی طرح سے اسکا التزام کیا اور تم اپنے بزرگوں اور اپنے نفسوں پر اس امر کے شاہد ہو ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۤءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ پھر اے یہودیو تم وہ لوگ ہو کہ باہمدیگر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور قہر و غضب سے اپنی قوم کے ایک فرقہ کو انکے ملک سے نکالتے ہو اور تم جن کو جلاوطن کرتے ہو انکے جلاوطن کرنے پر اور جنکو انمیں سے ناحق قتل کرتے ہو انکے قتل پر تم میں سے بعض بعضوں کو گناہ اور سرکشی کے ساتھ مدد دیتے ہیں وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ اور اگر وہ لوگ جنکو تم نکالتے ہو اور یہ تمہارا انکو نکالنا اور قتل کرنا ظلم کی رو سے ہے اگر قید ہو کر آئیں کہ انکو تمہارے اور انکے دشمن قید کر لیں تو تم اپنے مالوں سے ان کا فدیہ دیکر دشمنوں کے ہاتھ سے انکو چھڑا لیتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ حالانکہ ان کا جلاوطن کرنا تمپر حرام کیا ہے اس آیت میں لفظ اِخْرَاجُهُمْ لایا گیا اور هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ پر اکتفا نکی کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو یہ معنی ہوتے کہ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ مُفَادَاتُهُمْ یعنی فدیہ دینا حرام ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے اب خدا فرماتا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کیا تم کتاب خدا کے بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو کہ ہم نے مفادات (فدیہ دینا) کو تم پر واجب کیا ہے اور اس کو تم مانتے ہو اور انکا قتل کرنا اور جلاوطن کرنا حرام کیا ہے اور اسکے تم منکر ہو الغرض خدا فرماتا ہے کہ جب ہماری کتاب (توریت) نے قتل نفوس اور جلاوطنی کو حرام کیا ہے اور قیدیوں کا فدیہ دینا اس نے واجب کیا ہے تو کیا باعث ہے کہ تم بعض احکام میں تو اسکی پیروی کرتے ہو اور بعض میں اسکی نافرمانی اور عصیان اختیار کرتے ہو گویا تم بعض احکام میں تو کافر ہو اور بعض میں مومن پھر فرماتا ہے فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ پس اے یہودیو جو لوگ کہ تم میں سے یہ کام کریں

انکی جزا اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ زندگانی دنیا میں تو ذلیل و خوار اور رسوا ہوں اور قیامت کے دن ایسے عذاب میں انکو ڈالا جائے جو سب قسم کے عذابوں سے سخت تر ہو کیونکہ وہ (عذاب) گناہوں کی کمی اور زیادتی کے موافق کم و بیش اور متفاوت ہوتے ہیں اور لست یہودیو خدا تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کے اوصاف بیان کرتا ہے کہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا بِالۡاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ۝ وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیاوی زندگانی کو آخرت کی عوض خرید لیا اور جنت کی نعمتوں کی عوض جو طاعات الٰہی کے صلے میں ملتی ہیں دنیا اور اسکے قلیل مال و اسباب پر راضی ہو گئے۔ پس عذاب آخرت ان پر سے کم نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی انکی امداد کریگا کہ عذاب کو ان سے ہٹادے + جب یہ آیت یہودیوں کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے عہد خدا کو توڑ ڈالا تھا اور اسکے رسولوں اور پیغمبروں کو قتل کیا تھا تو جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ان لوگوں کے حال سے مطلع کروں جو میری امت میں ان یہودیوں کے مشابہ ہونگے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ فرمایئے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ ہونگے جو میرے دین پر ہونیکا دعوے کرینگے اور وہ ایں ہمہ میری ذریت برگزیدہ اور میرے خاندان کے پاکیزہ تر لوگوں کو قتل کرینگے اور میری شریعت اور سنت کو تبدیل کر دینگے اور میرے دونو فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کرینگے جس طرح ان یہودیوں کے باپ داوا نے زکریاؑ اور یحییٰؑ کو قتل کیا آگاہ ہو کہ جس طرح خدا نے ان یہودیوں پر لعنت کی ہے اسیطرح انپر بھی لعنت کریگا اور ان ملاعنہ کی باقی اولادوں پر قیامت سے پہلے حسینؑ مظلوم کی اولاد سے ایک ہادی مہدی کو مبعوث کریگا جو کہ اپنے دوستوں کی تلواروں کی مدد سے انکو آتش جہنم کی طرف روانہ کریگا۔ آگاہ ہو کہ حسینؑ کے قاتلوں اور ان ملعونوں کے دوستوں اور مددگاروں اور ان لوگوں پر جو بغیر تقیہ کے ان ملاعنہ پر لعنت کرنیسے ساکت اور خاموش رہیں خدا لعنت کرے اور جو لوگ اس مظلوم کربلا پر از روئے رحمت اور شفقت کے روئیں اور اسکے دشمنوں پر لعنت کریں اور انپر نہایت غضبناک اور پُر خشم رہیں انپر خدا رحمت کرے اور اے لوگو

سنو جو لوگ قتل حسینؑ سے خوش اور رضامند ہوں وہ اسکے قاتلوں میں شامل ہیں سنو۔
حسینؑ کے قاتل اور انکے مددگار اور پیروکار جو ان ملعونوں کی پیروی کریں وہ سب دین
خدا سے بیزار اور ناراض ہیں اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین کو حکم فرماتا ہے کہ حسینؑ کے مصیبت میں
رونے والوں کے آنسو لیکر بہشت کے خزانچیوں کو دیدو اور وہ انکو لیکر آب حیوان میں ملا دیتے ہیں
اور اس سبب سے اس پانی کی شیرینی اور خوشبو ہزار گنی زیادہ ہوجاتی ہے اور جو لوگ قتل حسینؑ سے
خوش ہوتے ہیں اور اسپر ہنستے ہیں فرشتے انکے آنسوؤں کو ہاویہ میں لیجاتے ہیں اور اسکے آب
گرم اور اسکی صدید اور غساق اور غسلین (پیپ) میں ملاتے ہیں اس سے اسکی حرارت اور شدت
عذاب میں ہزار گنی زیادتی ہوجاتی ہے اور جو دشمنان آل محمدؐ داخل جہنم ہونگے اس سے ان کے
عذاب میں شدت اور زیادتی ہوگی یہ سنکر ثوبان خادم رسولخدا نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ
میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں فرمایئے قیامت کب ہوگی رسولخدا نے اسکے جواب میں فرمایا
اے ثوبان تونے اسکے لئے کیا سامان تیار کیا ہے جو اس کا وقت دریافت کرتا ہے اس نے عرض کی
یارسول اللہ میں نے اسکے لئے بہت بڑا عمل تیار کیا ہے کہ میں خدا اور اسکے رسولؐ کو دوست رکھتا
ہوں حضرتؐ نے فرمایا تیری محبت رسولخدا سے کس درجہ کو پہنچی ہے اسنے عرض کی مجھے قسم ہے اس
ذات کی جس نے آپکو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے میرے دل میں حضرتؐ کی محبت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ
اگر مجھ کو تلواروں سے کاٹا جائے اور آروں سے چیرا جائے اور قینچیوں سے کتر کر ریزہ ریزہ کیا جائے
اور آگ میں جلایا جائے اور پتھر کی چکیوں میں پیسا جائے تو یہ سب تکلیفیں مجھ کو نہایت گوارا
اور آسان ہیں بہ نسبت اسکے کہ میں آپکی دشمنی یا آپکے کسی صحاب یا آپکے اہلبیتؑ یا انکے سوا
اور مومنین میں سے کسی کا کینہ یا کھوٹ یا عداوت اپنے دل میں معلوم کروں اور آپکے بعد مجھکو
تمام مخلوق سے زیادہ وہ شخص پیارا ہے جو آپکو سب سے زیادہ پیارا ہے اور جو کوئی آپ کو دوست
نہ رکھے اسکو میں سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں جو کوئی آپ سے یا آپکے کسی دوست سے بغض رکھے
میں بھی اس سے بغض رکھتا ہوں اگر اس عمل کو قبول کر لیا گیا تو میں ضرور سعادتمند اور کامیاب ہونگا

اور اگر کوئی اور عمل طلب کیا گیا تو اسکے سوا اور کوئی عمل میں ایسا بجا نہیں لاتا جو اعتماد اور شمار کے قابل ہو لور میں آپکو اور آپکے اصحاب کو دوست رکھتا ہوں اگرچہ میرے اعمال اُن (صحابہ) کے اعمال کے مطابق نہیں ہیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے ثوبان تجھے بشارت ہو اسلئے کہ ہر شخص قیامت کے دن اس شخص کے ساتھ محشور ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا تھا اے ثوبان اگر تیرے گناہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثرے سے لیکر عرش تک کے درمیانی فاصلہ کو پُر کردیں تو وہ سب اس محبت کے سبب اسکی نسبت بہت جلد زائل اور منخسر ہوجائینگے جیسے دھوپ پڑنے سے ہموار اور یکساں پتھر پر سے سایہ جلد ٹل جاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے سے دھوپ اس پر سے زائل ہوجاتی ہے +

قولہ عزوجل وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۞ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۞ ترجمہ اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب توریت دی اور اسکے پیچھے بہت سے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ ابن مریم کو معجزے عطا کئے اور روح القدس سے اسکو مدد دی جب ہمارا پیغمبر تمہارے پاس وہ چیز لیکر آیا جس کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے غرور اور استکبار کیا پس پیغمبروں کے ایک فریق کو تو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کیا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ان یہودیوں سے جنکو آنحضرتؐ نے ان پہاڑوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا نزدیک جاکر معجزات دکھلائے تھے مخاطب ہوکر فرماتا ہے اور انکو توبیخ اور سرزنش کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب توریت عطا فرمائی تھی جسمیں ہمارے احکام اور محمدؐ اور اسکی آل اطہار کی فضیلت اور علیؑ ابن ابیطالب اور اسکے جانشینوں کی امامت اور اسکے ماننے والوں کی خوشحالی اور اسکے مخالفوں کی بدحالی کا ذکر درج تھا وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور اسکے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے بہت سے پیغمبروں کو بھیجا وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور عیسیٰؑ ابن مریم کو آیات واضحہ اور معجزات باہرہ عطا کئے

جیسے مُردوں کا زندہ کرنا مادر زاد اندھوں اور بہروں کا تندرست کرنا اور کھائی ہوئی اور گھروں میں جمع کی ہوئی چیزوں کی خبر دینا وَ اَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور روح القدس یعنی جبرئیل سے ہم نے اسکی مدد کی جبکہ وہ اسکو گھر کے ایک روزن سے نکالکر آسمان پر لے گیا اور جس شخص نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا اسکو عیسیٰؑ کی صورت بنادیا اور وہ اسکی عوض مارا گیا اور لوگ اسکو جادوگر بتلاتے تھے +

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبران سلف کو خدا کی طرف سے کوئی معجزہ ایسا عطا نہیں ہوا جسکی نظیر یا اس سے بڑھکر محمدؐ اور علیؑ کو عنایت نہ ہوا ہو یہ بات سنکر کسی شخص نے عرض کی اے فرزند رسولخدا بیان فرمایئے کہ محمدؐ اور علیؑ کو کونسا معجزہ عنایت ہوا جوکہ عیسیٰؑ کے معجزات کی نظیر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھے اور جذامی کو تندرست کردیتے تھے اور کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں سے خبر دیتے تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالتمآبؐ شہر مکہ میں چلے جارہے تھے اور انکے بھائی علیؑ ابن ابیطالب آپکے ساتھ تھے اور حضرتؐ کا چچا ابولہب ملعون آنحضرتؐ کو پیچھے سے پتھر مارتا تھا اور پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادوگر اور جھوٹا ہے تم اسکو دور کرو اور اس سے الگ ہوجاؤ اور اسکے جادو سے پرہیز کرو اور اوباش قریشیوں کو برانگیختہ کرکے انکے پیچھے لگادیا اور وہ کمبخت ان دونو حضرات پر پتھر پھینکنے لگے پس جو پتھر آنحضرتؐ کو مارتے تھے وہی جناب امیر کو بھی لگتا تھا تب ایک شریر پکارا اے علیؑ کیا تو محمدؐ کا پیرو اور اسکی طرف سے جنگ کرنیوالا اور ایسا بہادر نہیں ہے کہ باوجود نوجوانی اور کسی جنگ میں شریک نہ ہونیکے کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں ہے۔ کیا سبب ہے کہ اب تو محمدؐ کی مدد نہیں کرتا اور اس پر سے اس آفت کو نہیں ٹالتا اس مردود کی یہ تقریر سنکر جناب امیرؑ نے ان ملعونوں کو آواز دی اے اوباش قریشیو میں آنحضرتؐ کا ایسا فرمانبردار ہوں کہ کبھی نافرمانی اور سرکشی نہیں کرتا اگر وہ حکم دیں تو تم کو عجائبات دکھلاؤں الغرض وہ تمام اوباش پیچھے لگے چلے گئے یہانتک کہ آپ مکہ سے باہر نکل گئے قدرت خدا سے پہاڑ کے پتھر

خود بخود آنحضرتؐ کی طرف لڑھکنے لگے یہ حال دیکھکر وہ لوگ آپسمیں کہنے لگے اب یہ پتھر محمدؐ اور
علیؑ پر آگرینگے اور انکو ہلاک کرینگے اور ہم انکے ہاتھ سے نجات پائینگے آخر کار وہ لوگ اس خوف سے
کہ کہیں یہ پتھر ہم پر نہ آپڑیں ایکطرف ہو گئے پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر محمدؐ اور علیؑ کے آگے
آئے اور ہر پتھر پکارتا تھا السلام علیك یا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب
ابن ھاشم ابن عبد مناف السلام علیك یا علی ابن ابیطالب ابن عبد المطلب
ابن ھاشم ابن عبد مناف السلام علیك یا رسول رب العالمین وخیر
الخلق اجمعین السلام علیك یا سید الوصیین ویا خلیفۃ رسول رب
العالمین یہ آوازیں سنکر وہ قریشی نہایت غمگین ہوئے آخر انمیں سے دس سرکش اور نافرمان
بولے یہ پتھر نہیں بولا ہے بلکہ محمدؐ نے ان پتھروں کے پاس زمین کے نیچے کسی گڑھے میں کچھ
مردوں کو چھپا رکھا ہے وہ کلام کر رہے ہیں تاکہ ہم کو دھوکہ دیکر اپنے دام فریب میں پھنسائے
جب یہ ناشائستہ کلام ان لوگوں نے اپنی زبان پر جاری کیا تو ان پتھروں میں سے دس
پتھر انکی طرف بڑھے اور حلقہ باندھکر ان دسوں کلام ناشائستہ کرنے والوں کے سروں
پر بلند ہوئے اور انکے سروں پر گرتے تھے اور پھر بلند ہوتے تھے اور گر کر انکے سروں کو
ریزہ ریزہ کرتے تھے یہانتک کہ ہر ایک ملعون کا دماغ اور خون ناک کے نتھنوں میں سے
بہنے لگا اور اسکا سر پیشانی اور چند یا پولی ہو گئی اور وہ سب کے سب واصل جہنم ہوئے۔
یہ حال سنکر انکے اہل و عیال اور کنبے والے روتے پیٹتے اور فریاد کرتے وہاں آئے اور کہنے لگے
کہ ہم کو انکے مرنے کی نسبت زیادہ اسبات کا رنج ہے کہ محمدؐ خوش ہوتا ہے اور فخر کرتا ہے کہ وہ
ان پتھروں سے مارے گئے جو میری نشانی اور دلیل اور معجزہ ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان کے
تابوتوں کو گویا کیا اور وہ پکارے کہ محمدؐ سچا ہے وہ جھوٹا نہیں اور تم جھوٹے ہو اور سچے
نہیں پھر وہ تابوت لرزے میت آپھے اور ان مردوں کو زمین پر گرا دیا اور ان تابوتوں سے
صدا پیدا ہوئی ہم اس واسطے نہیں ہیں کہ دشمنان خدا کو اٹھا کر عذاب خدا کی طرف

لیجائیں یہ واقعہ دیکھکر ابوجہل ملعون بولا کہ محمدؐ نے ان تابوتوں پر بھی جادو کردیا ہے جس طرح ان پتھروں پر کیا تھا جسکے باعث ان سے طرح طرح کے کلام سرزد ہوئے اگر ان پتھروں کا ان لوگوں کو قتل کرنا محمدؐ کا معجزہ اور اسکے قول کی تصدیق اور اسکی نبوت کا ثبوت ہے تو تم اس سے کہو کہ جس نے انکو پیدا کیا ہے اس سے دعا کرے کہ وہ پھر انکو زندہ کردے آپکی یہ درخواست سنکر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم نے سنا کہ یہ جاہل کیا سوال کرتے ہیں اور یہ دس آدمی ہیں جو اسوقت مارے گئے ہیں اب یہ بتاؤ کہ ان لوگوں نے جو پتھر ہماری طرف پھینکے تھے ان سے کتنے زخم تمہارے جسم پر لگے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ کل چار زخم مجھ کو لگے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا چار زخم تم کو لگے اور چھ زخم مجھ کو لگے ہیں اسلئے ہم میں سے ہر ایک کو خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ جتنے زخم مجھ کو لگے ہیں اتنے مُردے ان دسوں میں سے زندہ کردے غرض حضرتؐ نے چھ کیلئے دعا کی اور علیؑ نے چار کے لئے اور وہ زندہ ہوکر اُٹھ بیٹھے پھر ان زندہ ہوئے شخصوں نے آواز دی اے مسلمانو محمدؐ اور علیؑ کی ان ممالک میں جہاں ہم تھے بڑی قدر و منزلت ہم نے دیکھی کہ محمدؐ کا ایک مثال ایک تخت پر بیت المعمور کے پاس ہے اور ایک عرش کے پاس اور علیؑ کے بھی ایک مثال بیت المعمور اور کرسی اور فرشتگان سموات اور حجب و عرش کے نزدیک ہیں اور وہ ان دونوں حضرات کے مثالوں کے گرد جمع ہیں اور انکی تعظیم و تکریم بجا لاتے ہیں اور ان پر درود بھیجتے ہیں اور انکے احکام پر چلتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے طلب کرنے میں خدا کو انکی قسمیں دیتے ہیں انکے بعد انمیں سے سات آدمی ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی۔

اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کی جو روح القدس سے مدد کی اسکی نظیر آنحضرتؐ کو یہ عطا ہوئی کہ جبرئیلؑ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسوقت حضرتؐ عبائے قطوانی اوڑھے ہوئے تھے اور علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اسمیں ڈھانپ رکھا تھا اور دعا کرتے تھے کہ اے خدا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جو ان سے لڑے اس سے میں بھی لڑتا ہوں اور جو ان سے صلح رکھے اس سے میری بھی صلح ہے اور جو انکو دوست رکھے اسکا میں دوست ہوں اور جو ان سے دشمنی کرے اسکا دشمن ہوں تو بھی ان کے

اشارہ طرف حدیث کسا

ساتھ لڑنے والوں سے لڑائی رکھے اور انسے صلح رکھنے والوں سے صلح رکھے اور انکے دوستوں کا دوست ہو اور انکے دشمنوں کا دشمن تب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ میں نے تیری اس دعا کو قبول کیا اسی اثنا میں ام سلمہؓ نے عبا کا ایک گوشہ اٹھا کر اسمیں داخل ہونیکا ارادہ کیا حضرتؐ نے عبا کو اسکے ہاتھ سے چھڑا کر فرمایا تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تیرا حال نیک ہے اور تیری عاقبت بھی بخیر ہے اسوقت جبرئیل کملی اوڑھے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ مجھکو بھی اپنے اہلبیت میں داخل کر لو فرمایا تو ہم میں داخل ہے عرض کی تو میں عبا اٹھا کے بیچ میں آجاؤں فرمایا ہاں الغرض جبرئیل عبا میں داخل ہوئے بعد ازاں وہاں سے نکلکر آسمان کے ملکوت اعلےٰ کی طرف پرواز کی اور اس کا حسن اور چہرہ کی رونق دوچند ہوگئی تھی فرشتوں نے اس سے پوچھا کیا باعث ہے کہ یہاں سے جاتے وقت جو تمہارا جمال تھا اب وہ بالکل بدل گیا ہے جبرئیل نے جواب دیا کیونکر ایسا نہو کہ اب میں آل محمدؐ اور انکی اہلبیت میں شامل کیا گیا ہوں یہ سنکر آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی کے فرشتے کہنے لگے جبکہ یہ بات ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ شرف و منزلت تم کو زیبا اور سزاوار ہے اور جناب امیر علیہ السلام جب کسی جنگ میں تشریف لیجاتے تھے تو جبرئیل انکے دائیں اور میکائیل بائیں اور اسرافیل انکے پیچھے اور عزرائیل آگے آگے رہتے تھے +

حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ کور مادر زاد اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اسکی نظیر پر یہ معجزہ شاہد ہے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے کہ مشرکوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہبل ہے جو ہمارے مریضوں کو تندرست کرتا ہے اور ہمارے مردوں کو نجات دیتا ہے اور ہمارے زخمیوں کا علاج کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو ہبل ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں کرتا بلکہ خدا ان امور میں سے جو چاہتا ہے تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے یہ بات سرکش مشرکوں کو نہایت گراں گزری اور کہنے لگے اے محمدؐ ہم کو نہایت خوف ہے کہ ہبل تیرے اسکے برخلاف دعوی کرنیسے تجھ کو لقوہ فالج جذام کوری اور طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا نہ کردے فرمایا اسکو ان امور میں سے کسی ایک کی بھی قدرت نہیں ہے مگر ہاں اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جو چاہے سو کرے تب ان مشرکوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر تیرا کوئی پروردگار ہے جسکی تو عبادت کرتا ہے اور اسکے سوا کوئی اور پروردگار نہیں ہے تو تو اس سے درخواست کر

کہ وہ ہم کو مذکورہ بالا مرضوں اور بلاؤں میں مبتلا کرے پھر ہم جا کر ہبل سے التماس کریں کہ وہ ہم کو ان بلاؤں سے نجات دے تا کہ تجھ کو معلوم ہو کہ ہبل تیرے اس پروردگار کا شریک ہے جسکی طرف تو اشارہ کرتا تھا اسوقت جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ انمیں سے بعض کیلئے آپ بددعا کریں اور بعض کیلئے علیؑ تب آنحضرتؐ نے بیس مشرکوں کیلئے اور علیؑ نے دس کیلئے بددعا کی اور ابھی وہ اپنے گھر تک نہ پہنچے تھے کہ برص جذام فالج لقوہ اور کوڑی کے امراض میں مبتلا ہوئے اور انکے ہاتھ اور پاؤں الگ ہو کر گر پڑے اور زبانوں اور کانوں کے سوا انکے جسموں کا کوئی عضو بیماری سے نہ بچا الغرض جب وہ لوگ ان بلاؤں میں مبتلا ہوئے تو انکو ہبل کے پاس اٹھا کرے گئے اور اس سے انکی تندرستی کی درخواست کی اور کہا کہ یہ لوگ محمدؐ اور علیؑ کی بددعا سے ان آفات میں مبتلا ہوئے ہیں تو انکو شفا دے تب ہبل قدرت خدا سے گویا ہوا اور پکارا اے دشمنان خدا مجھ کو کسی چیز کے کرنیکی قدرت نہیں ہے مجھ کو اس ذات کی قسم ہے۔ جس نے محمدؐ کو تمام مخلوقات پر مبعوث کیا ہے اور اسکو تمام نبیوں اور رسولوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے اگر وہ میرے لئے بھی بددعا کرے تو بیشک میرے اعضائے بدنی اور اجزائے جسمانی جدا جدا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ہوائیں مجھکو اٹھا کر اور میرے ذروں کو اڑا کر لیجائیں یہانتک کہ میرا وجود تو کہاں نشان تک بھی نظر نہ آئے اگر خدا میرے ساتھ ایسا سلوک کرے تو میرا ایک بڑا جز رائی کے دانے کے سویں حصہ سے بھی کم ہو جائے جب ان مشرکوں نے ہبل کی یہ تقریر سنی تو مجبور اُر متے پیٹتے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اب ہماری امیدیں سب طرف سے قطع ہو گئیں اور تیرے سوا ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں تو ہماری فریادرسی کر اور ہمارے ان ساتھیوں کے لئے اللہ سے صحت کی دعا کر اسکے بعد وہ کبھی آپ کی ایذارسانی کے درپے نہونگے اسوقت حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ بیمار ہوئے ہیں اسی طرح یہ تندرست بھی ہونگے بیس میرے ذمے ہیں اور دس علیؑ کے ذمے آخرکار انہوں نے بیس بیماروں کو تو حضرتؐ کے سامنے کھڑا کیا اور دس کو علیؑ کے روبرو پیش کیا رسولخداؐ نے ان بیس شخصوں سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور اس طرح دعا کرو کہ اے خدا اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے ہم کو ان آزاروں میں مبتلا کیا ہے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی خاطر سے ہم کو ان امراض سے صحت عطا کر

اسی طرح جناب امیرؑ نے ان دس شخصوں سے فرمایا اور انہوں نے اسی طرح عمل کیا اور وہ فوراً تندرست ہو کر اس طرح کھڑے ہو گئے گویا رسیوں میں سے چھوٹے ہیں اور انکو ذرا بھر کسی قسم کا مرض باقی نہ رہا اور ایسے تندرست ہو گئے کہ ان بلاؤں میں مبتلا ہونے سے پیشتر بھی ایسے نہ تھے اور تیسوں شخص اور کچھ انکے بھائی بند حضرتؐ پر ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی +

اور حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو انکی کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیرے سے خبر دیتے تھے اسکی نظیر پر یہ معجزہ دال ہے کہ جب ان بیماروں نے شفا پائی تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لاؤ انہوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری بصیرت کو اور زیادہ کروں انہوں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا غذا کھائی ہے کیا دوا پی ہے اور فلاں نے یہ کھایا ہے اور فلاں نے یہ دوا پی ہے اور اس قدر اسکے پاس باقی ہے اسی طرح ان سے سب کا ذکر کیا پھر فرمایا اے پروردگار کے فرشتو انکی بقیہ غذاؤں اور دواؤں کو جو ان کے طباقوں اور خوانوں میں دھری ہیں میرے پاس لے آؤ فرشتوں نے فوراً ان چیزوں کو حاضر کیا اور انکے بقایا کھانے اور دوائیں آسمان سے اتارے اور عرض کی یہ انکی بچی ہوئی غذائیں اور دوائیں موجود ہیں بعد از ان حضرتؐ نے ان طعاموں سے مخاطب ہو کر فرمایا تجھ میں سے انہوں نے کتنا کھایا ہے طعام نے جواب دیا کہ اس قدر تو مجھ میں سے کھالیا ہے اور باقی یہ آپ کے سامنے موجود ہے اور ایک طعام نے عرض کی یا رسول اللہ میرے اس مالک نے اتنا تو مجھ میں سے کھالیا ہے اور باقی میں موجود ہوں پھر حضرتؐ نے فرمایا میں کون ہوں طعام اور دوا نے جواب دیا کہ تو خدا کا پیغمبر ہے خدا تجھ پر اور تیری آل اطہار پر رحمت نازل کرے۔ پھر حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ کون ہے طعام اور دوا نے عرض کی یہ تیرا بھائی سردار اولین و آخرین ہے اور تیرا وزیر ہے کہ سب وزیروں سے افضل ہے اور تیرا خلیفہ اور جانشین ہے کہ سب خلیفوں کا سردار ہے +

اب اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کا ذکر آیہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ اور اس قصے میں گزرا ملامت کرتا ہے اور فرمایا كُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰىٓ اَنْفُسُكُمْ کہ جب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر

وہ احکام لیکر آئے جو تمہاری نفسانی خواہشوں کے برخلاف تھے اور وہ عہد و پیمان تم سے لیے گئے جن کو تم پسند نہ کرتے تھے کہ اسکے افضل دوستوں اور منتخب اور برگزیدہ بندوں یعنی محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کی انکے تمام اقوال میں اطاعت کرو جیساکہ تمہارے بزرگوں نے تم کو پہنچایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت اور دوستی ہی اصلی غرض اور اعلیٰ مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور تمام پیغمبروں کو انکی طرف اسواسطے بھیجا ہے کہ انکو محمدؐ اور علیؑ اور اس کے جانشینوں کی طرف دعوت کریں اور اس بات کا ان سے عہد لیں کہ وہ اسپر قائم رہینگے اور سب امتوں کے عوام اسپر عامل ہونگے مگر تم نے اس بات سے اسْتَكْبَرْتُمْ غرور کیا جس طرح تمہارے پہلے بزرگوں نے غرور کیا تھا یہانتک کہ انہوں نے یحییٰؑ اور زکریاؑ کو قتل کیا اور تم نے مغرور ہو کر محمدؐ اور علیؑ کے قتل کا ارادہ کیا مگر خدا نے تمہاری کوشش کو بیکار کیا اور تمہارے مکر و فریب کو تمہاری گردنوں پر ڈالا فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ تم نے انمیں سے ایک جماعت (پیغمبروں) کی تو تکذیب کی اور ایک فریق کو قتل کیا۔ اس آیت میں لفظ تَقْتُلُونَ قَتَلْتُمْ (یعنی تم نے قتل کیا) کے معنی میں ہے مثلاً جب کسی کو سرزنش کرنی منظور ہوتی ہے تو کہتے ہو وَيْلَكَ كَمْ تَكْذِبُ وَكَمْ تَمْخَرِقُ یعنی وائے ہو تجھ پر تو کب تک جھوٹ بولیگا اور دروغ کہے گا اور اس سے تیرا مطلب اس کا اسوقت کے بعد کا فعل نہیں ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ كَمْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ عَلَيْهِ مُوَطِّنٌ یعنی تو نے اس قدر کیا اور تو اسپر قائم ہے ❊

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شب عقبہ کافران بدکار نے ارادہ کیا کہ رسولخداؐ کو عقبہ (گھاٹی) پر قتل کرڈالیں اور انمیں سے جو سرکش منافق مدینے میں پیچھے رہ گئے تھے انھوں نے علیؑ ابن ابیطالبؑ کے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ ملاعنہ اپنے پروردگار پر غالب نہ آسکے (کہ وہ ان دونو حضراتؑ کا حافظ تھا) اس کا باعث یہ تھا کہ رسولخداؐ نے جو جناب امیرؑ کو منصب جلیل اور عہدۂ عظیم عطا کیا اور ان کو سب میں سے منتخب فرمایا تو ان کو حسد پیدا ہوا اسلئے کہ جب آنحضرتؐ بہ عزم جنگ تبوک مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے اور یہ پیغام پروردگار لائے کہ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ یا تو تو یا

حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ کرنا

جائے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑے یا علیؑ باہر جائے اور تو مدینے میں رہے اور اسکے سوا کچھ چارہ نہیں ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو ان دو نوا موریں سے ایک کے لئے منتخب کیا ہے جو کوئی ان دو نوا مروں میں میری اطاعت کریگا اسکے کنہ جلالت اور عظمت ثواب کو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

شکایت منافقین

آخر کار جب رسولخداؐ علیؑ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ کرکے خود جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تو منافقوں نے اس باب میں بہت سی باتیں کیں اور کہنے لگے کہ محمدؐ کو علیؑ سے کچھ رنجش ہوگئی ہے اور وہ اسکی صحبت سے ناراض ہے اسلئے اسکو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہیں لے گیا جناب امیرؑ کو ان باتوں کے سننے سے نہایت رنج ہوا اور آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور نواح مدینہ میں ان سے جا ملے حضرتؐ نے انکو دیکھ کر فرمایا تم نے اپنی جگہ سے کیوں حرکت کی عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں سنیں اور میں ان کا متحمل نہو سکا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہو گی۔ القصہ علیؑ مدینہ کو واپس تشریف لائے اور منافقوں نے تجویز کی کہ راستے میں اس جناب کو قتل کر ڈالیں اور ایک گڑھا پچاس گز لمبا رستے میں کھودا اور اس کا منہ بوریاؤں سے ڈھانپ دیا اور تھوڑی تھوڑی مٹی ان پر بچھا کر ان کو ذرا پوشیدہ کر دیا اور یہ گڑھا اس جگہ کھودا گیا تھا جہاں سے آپ کو ضرور ہی گزرنا تھا اور وہ نہایت گہرا کھودا گیا تھا تاکہ جب حضرتؑ اپنے گھوڑے سمیت اسمیں گریں تو ضرور ہی ہلاک ہو جائیں اور وہ گڑھا ایسی جگہ واقع تھا کہ اسکے گرد و نواح میں پتھر بہت تھے تاکہ جب حضرتؑ اسمیں جا پڑیں تو پتھر اوپر سے ڈالدیں اور آپکے جسم مبارک کو پتھروں کے نیچے پوشیدہ کر دیں آخر کار جب جناب امیرؑ اس گڑھے کے قریب پہنچے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑا اور بقدرت خدا سے وہ اتنی لمبی ہو گئی کہ اسکا منہ حضرتؑ کے کان کے پاس پہنچ گیا پھر عرض کی یا امیرالمومنینؑ منافقوں نے یہاں ایک گڑھا کھودا ہے اور آپکے قتل کی تدبیر کی ہے اور آپ بہتر جانتے ہیں آپ یہاں سے عبور نہ کریں حضرتؑ نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو میرا خیر خواہ ہے اور میری بھلائی کی تدبیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے لطف جلیل سے خالی نہ رکھیگا پھر گھوڑے کو ہنکایا یہانتک کہ گڑھے کے

منافقین کا جناب امیرؑ کے قتل کی تدبیر کرنا اور ظہور معجزہ حضرتؑ

کنارے پر جا پہنچے اور گھوڑا گڑھے میں گرنے کے خوف سے کھڑا ہو گیا حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ خدا کے حکم سے چل کر تو
صحیح وسلامت اسپر سے گزر جائیگا اور خدا تیری شان کو عجیب اور تیرے امر کو نادر کریگا آخرکار حضرتؑ کا
گھوڑا اسپر دوڑنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین کو سخت اور استوار کر دیا تھا اور
اس گڑھے کو بھر کر باقی اور زمینوں کی طرح بنا دیا تھا جب حضرت امیرؑ اس پر سے عبور کر گئے تو گھوڑے نے
اپنی گردن کو موڑ کر اپنا مُنہ حضرت کے کان پر رکھ دیا اور عرض کی پروردگار عالمین کے نزدیک آپکا
درجہ کس قدر بزرگ ہے کہ اس خالی گڑھے پر سے آپ کو گزار دیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میری
اس خیر خواہی کا اجر دیا ہے کہ تو اسپر سے صحیح سلامت گزر گیا پھر گھوڑے کا مُنہ پیچھے کی طرف پھیرا اور وہ
لوگ جنہوں نے یہ تدبیر کی تھی آپکے ہمراہ تھے بعض آگے تھے بعض پیچھے حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ اس جگہ کو کھولو
جب کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اندر سے خالی ہے اور اگر کوئی اسپر پاؤں دھرتا وہ گڑھے میں جا گرتا یہ معجزہ دیکھکر
منافقوں نے نہایت خوف اور تعجب ظاہر کیا پھر حضرتؑ نے ان سے دریافت کیا تم جانتے ہو کس نے یہ کام کیا ہے؟ وہ بولے
ہم کو معلوم نہیں فرمایا میرا گھوڑا تو جانتا ہے کس نے یہ کام کیا ہے پھر گھوڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا
یہ معاملہ کیونکر ہے اور کس نے ایسا کیا ہے گھوڑے نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا جب کسی کام کو
مضبوط کرنا چاہے اور جاہل لوگ اسکو خراب کرنا چاہیں یا جس کام کو جاہل مضبوط کرنا چاہیں اور خدا
اسکو خراب کرنا چاہے تو خدا ہی غالب ہوتا ہے اور تمام خلقت مغلوب ہو جاتی ہے یا امیر المومنینؑ یہ
کام فلاں فلاں شخصوں کا ہے اور دس منافقوں کے نام لئے اور چوبیس آدمیوں کی رائے اور مشورے سے یہ کام
ہوا ہے جو رسول خداؐ کے ہمراہ گئے ہیں اور انہوں نے تجویز کی ہے کہ آنحضرتؐ کو عقبہ پر قتل کریں اور اللہ تعالیٰ
اپنے رسولؐ اور ولیؑ کا محافظ ہے یہ بات سنکر امیر المومنینؑ کے بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضرتؐ کو یہ حال
لکھ بھیجئے اور ایک تیز رو قاصد کو روانہ فرمائیے امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نامہ
میرے قاصد اور نامے سے جلد تر رسول خداؐ کے پاس پہنچے گا تم کچھ غم نہ کرو وہ لوگ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے
الغرض جب آنحضرتؐ اس عقبہ کے قریب پہنچے جہاں منافقوں اور کافروں نے حضرتؐ کے قتل کی
تدبیر کی تھی تو اسکے نیچے فروکش ہوئے اور ان منافقوں کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ روح الامین جانب

رب العالمین سے خبر دے رہے ہیں کہ منافقوں نے امیر المومنینؑ کے ہلاک کرنیکے لئے جو اُنکے مدینہ میں ایسی تدبیر
کی تھی اور پروردگار عالم نے اپنے لطف و کرم سے اس زمین کو انکے گھوڑے اور انکے اصحاب کے قدموں کے
نیچے سخت کر دیا اور وہ صحیح سلامت اسپر سے گزر گئے پھر مڑ کر اس جگہ کو کھولا اور گڑھے کو دیکھا اور حق تعالٰی
نے اسکو اسی طرح خالی کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور انکا مکر مومنین پر ظاہر ہو گیا اور بعض
مومنوں نے ان سے عرض کیا کہ اس واقعہ کو رسولخداؐ کو لکھ بھیجو مگر انہوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور اسکا نامہ
میرے قاصد اور نامے سے انکے پاس جلد پہنچیگا اور آنحضرتؐ نے اس واقعہ سے جو امیر المومنین نے مدینہ کے
دروازے پر اپنے اصحاب کو بتلایا تھا انکو مطلع نہ کیا کہ رسولخداؐ کے ہمراہ چند منافق ہیں جو انکے قتل کا
ارادہ رکھتے ہیں اور حق تعالٰی انکے مکر کو ان سے دفع کریگا۔ جب ان چوبیس منافقوں نے جو اصحاب عقبہ تھے
حضرت کی یہ تقریر سنی جو آنحضرتؐ نے علیؑ کے بارے میں بیان فرمائی تھی تو آپسمیں کہنے لگے کہ محمد رسول اللہ
مکر و فریب میں کس قدر ماہر ہے ابھی کوئی تیز رو قاصد یا نامہ بر کبوتر اسکے پاس خبر لایا ہے کہ علیؑ اس
اسطرح سے مارا گیا اور یہ وہی بات ہے جسکی ہمارے ساتھیوں نے صلاح کی تھی اور اب اصلی بات کو
ہم سے چھپاتا ہے اور اسکو بدل کر بیان کرتا ہے تاکہ اسکے ہمراہی مطمئن رہیں اور اسپر دست درازی
نہ کریں یہ بات بہت بعید ہے اور ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی علیؑ کو اسکی موت نے مدینہ میں رکھا ہے
اور اسکو اسکی اجل یہاں لیکر آئی ہے اور علیؑ بیشک وہاں مارا گیا ہے اور یہ بھی ضرور یہاں مارا جائیگا
لیکن خیر آؤ چلیں اور علیؑ کے بارے میں اس سے خوشی کا اظہار کر آئیں تاکہ اس کا دل ہماری طرف سے مطمئن
ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر کو اسکے بارے میں پورا کریں آخر کار حاضر خدمت ہوئے اور حضرتؐ
کو دشمنوں کے ہاتھ سے علیؑ کے سلامت رہنے پر مبارکباد دی پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ فرمایئے علیؑ
افضل ہے یا ملائکہ مقربین فرمایا ملائکہ کو صرف اس وجہ سے شرف ملا ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کو دوست
رکھتے ہیں اور انہوں نے ان دونوں کی ولایت کو قبول کیا ہے اور علیؑ کا کوئی محب ایسا نہیں ہے جسکا
دل غل و غش اور کینہ کی کثافت اور گناہوں کی نجاست سے پاک کیا گیا ہو اور وہ ملائکہ سے پاکیزہ تر
اور نیکو تر نہو اور ملائکہ کو جو حکم ہوا تھا کہ آدم کو سجدہ کریں وہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے

بیان علیؑ ملائکہ مقربین سے افضل ہیں

اپنے دل میں یہ بات ٹھانی تھی کہ اگر خدا انکو زمین سے اٹھالیگا اور کسی اور کو انکی عوض زمین میں پیدا کریگا تو
بیشک ملائکہ ان سے افضل اور خدا اور اسکے دین سے اسکی نسبت زیادہ واقف ہونگے پس خدا نے ارادہ کیا کہ انکو معلوم
کرا دے کہ انکا یہ گمان اور اعتقاد غلط ہے اسلئے آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام اسکو سکھائے پھر ان ناموں والوں کو
ملائکہ کے روبرو پیش کیا اور وہ انکو شناخت کرنے میں عاجز رہے بعد ازاں آدمؑ کو حکم دیا کہ انکو ان ناموں اور
نام والوں کا شناسا کر دے اور اسطرح سے ملائکہ کو معلوم کرا دے کہ آدمؑ کو علم میں ان پر فضیلت حاصل ہے پھر
آدمؑ کے صلب سے ایک ذریت کو جدا کیا کہ انمیں پیغمبر اور رسول اور خدا کے نیک بندے کہ محمدؐ و آل محمدؐ ان سب
میں افضل ہیں اور خدا کے برگزیدہ بندے کہ اصحاب نیکوکار ان امت محمدؐ انمیں سے ہیں داخل تھے اور اس طرح
ملائکہ کو معلوم کرا دیا کہ وہ ملائکہ سے افضل ہیں جبکہ وہ تکالیف شاقہ جو انپر ڈالی گئی ہیں ملائکہ پر ڈالی
جائیں اور جن بلاؤں میں انکو مبتلا کیا گیا ہے ملائکہ کو مبتلا کیا جائے اور وہ بلائیں یہ ہیں کہ شیاطین سے
معارضہ کرینگے اور نفس امارہ سے مجاہدہ کرینگے اور عیالداری کی تکلیفیں اٹھائینگے اور طلب حلال میں سعی کرینگے
اور چوروں اور ظالم اور جابر بادشاہوں کی جو انکے دشمن ہیں سختیاں سہینگے اور اپنی اور اپنے عیال
و اطفال کی معاش وجہ حلال سے پیدا کرنیکے لئے تنگ راہوں پہاڑوں ٹیلوں دریاؤں اور جنگلوں کی
دشواریاں اُٹھائینگے الغرض خدا نے انکو تنبیہ کی کہ نیک اور مومن بندے ان بلاؤں کے متحمل ہونگے اور ان سے
خلاصی چاہینگے اور شیطانوں سے محاربہ کر کے انکو پسپا کرینگے اور اپنے نفسوں سے مجاہدہ کرینگے اور انکو
اپنی خواہشوں اور شہوتوں سے باز رکھینگے اور انپر غالب ہونگے باوجودیکہ خدا نے شہوت جماع اور محبت
لباس و خوراک اور خواہش عزت و ریاست و فخر و غرور و تکبر کو انکے خمیر میں مرکب کیا ہے اور شیطان اور اسکے
اعوان و انصار کے ہاتھ سے طرح طرح کے رنج اور بلائیں اُٹھائینگے کہ وہ انکے دلوں میں وسوسے ڈالینگے
اور انکو بہکائینگے اور انکے گمراہ کرنے میں ساعی ہونگے اور یہ اسکے مکروں کو دفع کرینگے اور دشمنان خدا کا
طعن و ملامت کرنا اور ان کا دوستان خدا کو گالیاں دینا اور سرود و غنا سنکر صبر کر کے غم و الم اُٹھائینگے اور
معاش کی طلب اور اعدائے دین سے بھاگنے اور ان مخالفان دین کی تلاش میں جن سے وہ اپنے معاملے میں
کسی قسم کی امید رکھتے ہیں سفروں کی سختیاں جھیلینگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا اے میرے

فرشتو تم ان سب جھگڑوں سے بری ہو نہ تو شہوت جماع تم کو بے قرار کرتی ہے اور نہ خواہش طعام تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنان دین و دنیا کا خوف تم کو اضطراب میں ڈالتا ہے اور نہ شیطان کو میرے فرشتوں کے بہکانیکے لئے میرے ملکوت آسمانی و ارضی میں کچھ دخل ہے جنکو میں نے انکے ہاتھ سے محفوظ و مصئون کیا ہے اے فرشتو بنی آدم میں سے جو کوئی میری اطاعت کریگا اور اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے نگاہ رکھیگا وہ میری محبت کی راہ میں ایسے چند امور کا متحمل ہوا ہے جنکے تم متحمل نہیں ہوئے ہو اور اس نے میرے قرب سے ایسی چند چیزیں حاصل کی ہیں جو تم نے حاصل نہیں کیں الغرض جب اللہ تعالی نے اپنے فرشتوں کو امت محمدؐ کے نیکو کاروں اور علیؑ اور اسکے جانشینوں کے شیعوں کی فضیلت اور اپنے پروردگار کی محبت کے راستے میں ایسی مشقتوں کا متحمل ہونا جنکے فرشتے متحمل نہیں ہوئے معلوم کرا کر ظاہر کر دیا کہ پرہیزگاران و نیکوکاران بنی آدم ان سے افضل ہیں تو بعد ازاں انکو حکم دیا کہ وجوہات مذکورہ بالا کی وجہ سے تم آدمؑ کو سجدہ کرو کیونکہ اسمیں ان لوگوں کے انوار شامل ہیں جو تمام خلائق سے بہتر اور افضل ہیں اور ان کا سجدہ آدمؑ کے لئے نہ تھا بلکہ وہ ان کا قبلہ تھا کہ اسکی طرف خدا کو سجدہ کرتے تھے اور آدمؑ کیلئے یہ سجدہ تعظیمی تھا اور مخلوقات میں سے کسی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے اور کسی کیلئے ایسا خشوع و خضوع کرے جیسا کہ خدا کیلئے کرتا ہے اور کسی کی ایسی تعظیم کرے جیسی سجدہ کر کے خدا کی تعظیم کرتا ہے اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو ایسا سجدہ کرے تو میں حکم دیتا کہ ہمارے ضعیف اور تمام مکلف شیعہ اس شخص کو سجدہ کریں جو وصی رسول اللہؐ کے علوم کا واسطہ ہو اور محمدؐ کے بعد بہترین خلق اللہ یعنی علیؑ ابن ابیطالب کی خالص محبت رکھتا ہو اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں شدائد و بلیات کا متحمل ہو اور جو اپنے حقوق میں نے اسپر ظاہر کئے ہیں ان میں سے کسی ایک کا منکر نہ ہو خواہ وہ پہلے سے اس حق کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو بعد ازاں جناب سالتمآبؐ نے فرمایا کہ ابلیس نے حق تعالی کی نافرمانی کی اور ہلاک ہوا اسلئے کہ اسکی معصیت یہ تھی کہ اس نے حضرت آدمؑ پر تکبر کیا تھا اور حضرت آدمؑ نے درخت کا پھل کھانے میں خدا کی معصیت کی اور بچ گئے کیونکہ انہوں نے اپنی معصیت کو محمدؐ و آل محمدؐ پر تکبر کرنیکے ساتھ شامل نہ کیا تھا اسلئے کہ حق تعالی نے آدمؑ کو وحی کی تھی کہ شیطان نے تیرے حق میں میری نافرمانی کی اور تجھ پر تکبر کیا اسلئے وہ ہلاک ہوا

فضیلت اہل علم

اور اگر وہ میرے حکم سے تیرے سامنے متواضع ہوتا اور میری عزت و جلالت کی تعظیم کرتا تو ضرور رستگار ہوتا جیسا کہ تو رستگار ہوا اور تو نے درخت کا پھل کھانے میں میری نافرمانی کی اور محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے فروتنی اور تواضع کرنیکے باعث نجات پائی اور اس لغزش کا ننگ و عار جو تجھ سے سرزد ہوئی تھی زائل ہو جائیگا پس تجھکو چاہئیے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر مجھ سے دعا کر تا کہ میں تیری حاجت پوری کروں غرض حضرت آدمؑ نے محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنا شفیع بنایا اور انکا واسطہ دیکر دعا کی اور فلاح اور رستگاری کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا اسلئے کہ اس نے ہم اہلبیتؑ کی محبت کے رسنے کو مضبوط کرکے پکڑا ؛

بعد ازاں حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے نصف آخری کے شروع میں کوچ کریں اور تمام مسلمانوں میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص آنحضرتؐ سے پہلے عقبہ پر نہ جائے اور جبتک حضرتؐ عقبہ پر نہ گزرلیں کوئی وہاں سے نہ گزرے پھر حذیفہؓ کو حکم دیا کہ عقبہ کی جڑ میں بیٹھکر دیکھتا رہ کہ کون شخص حضرتؐ سے پہلے عقبہ پر سے گزرتا ہے اور حضرتؐ کو آکر خبر دے اور حضرتؐ نے حذیفہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ رہے حذیفہؓ نے عرض کی کہ میں حضرتؐ کے لشکر کے سرداروں کے چہروں سے علامات شر معلوم کرتا ہوں اور یا رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں جڑ کوہ میں بیٹھوں تو جن لوگوں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کیلئے آپ سے پہلے وہاں جانے کا خوف ہے انہیں سے کوئی میرے پاس آکر مجھ کو دیکھ لے اور مجھکو آپکی خیر خواہی سے متہم جانکر اور یہ خیال کرکے کہ میں انکے حال سے آپکو مطلع کر دونگا مجھکو قتل کر ڈالے تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ جب تو عقبہ کی جڑ میں پہنچے تو وہاں ایک بڑے پتھر کے پاس جانا جو بن عقبہ کی طرف ہے اور اس سے کہنا کہ رسولخدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو میرے لئے شگافتہ ہو جا تاکہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں پھر اس سے کہنا کہ نیز رسولخدا یہ حکم دیتے ہیں کہ ایک سوراخ اپنے بیچ میں کہ جسمیں سے میں عقبہ پر سے گزرنیوالوں کو دیکھتا رہوں اور اسمیں سے میرے سانس لینے کیلئے ہوا بھی آتی رہے تاکہ میں گھٹ کر نہ مر جاؤں جب تو پتھر سے جا کر یہ کہیگا تو وہ پروردگار عالم کے حکم سے تیرے کہنے کے موافق ہو جائیگا الغرض حذیفہؓ نے حضرتؐ کا پیغام پتھر کو پہنچایا اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسیطرح وقوع میں آیا اور وہ پتھر کے جوف میں

حکایت عقبہ

بیٹھ گیا اور چودہ آدمی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر آئے اور انکے پیادے انکے آگے آگے تھے اور باہم
ذکر کرتے جاتے تھے یہاں جو کوئی کہ دیکھے خواہ کوئی ہو قتل کر ڈالو تاکہ کہیں جا کر محمدؐ کو ہمارے حال کی خبر
نہ کر دے اور وہ یہ بات سنکر لوٹ جائے اور دن چڑھے بغیر عقبہ پر نہ چڑھے اور ہماری تدبیر یونہی
بیکار جائے حذیفہؓ نے انکی یہ باتیں سنیں اور ان ملعونوں نے ہر چند تلاش کیا مگر کسی کو نہ پایا اور حق تعالے
نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر چھپا رکھا تھا بعد ازاں وہ لوگ جدا جدا ہو گئے بعض تو اس پہاڑ کے اوپر
چڑھ گئے اور بعض راہ متفرقات پھر گئے اور بعض اس کوہ میں دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے
اور باہم کہنے لگے دیکھو تمھکی موت کے سامان کیونکر ہم پہنچ گئے کہ وہ خود لوگوں کو اپنے سے پہلے عقبہ
پر چڑھنے سے منع کرتا ہے تاکہ ہمارے لئے خلوت ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر اسکے لئے عمل
میں لائیں اور اسکے اصحابؓ پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے کام سے فارغ ہو جائیں یہ اور خدا ان تمام دور و
نزدیک کی آوازوں کو حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچاتا تھا اور وہ یاد کرتا جاتا تھا جب وہ لوگ پہاڑ
میں اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر قائم ہو گئے تو وہ پتھر قدرت خدا سے گویا ہوا اور حذیفہؓ سے کہا کہ رسول خداؐ
کے پاس جا اور جو کچھ تو نے دیکھا اور سنا ہے انسے بیان کر حذیفہؓ نے اس سے کہا میں باہر کیونکر نکلوں کیونکہ
اگر وہ لوگ مجھ کو دیکھ لینگے تو اپنی جانوں کے خوف سے مجھے کو قتل کر ڈالینگے کہ کہیں میں جا کر انکا حال حضرتؐ
سے عرض نہ کر دوں پتھر نے جواب دیا کہ جس خدا نے تجھ کو میرے اندر جگہ دی ہے اور اس سوراخ میں سے
جو اس نے میرے اندر پیدا کیا ہے ہوا کو تیرے پاس پہنچایا ہے وہی خدا تجھ کو حضرتؐ تک پہنچا دیگا اور
دشمنوں کے ہاتھ سے بچائیگا آخر کار جب حذیفہؓ نے اٹھنے کا ارادہ کیا پتھر شگافتہ ہو گیا اور خدا نے اسکو
ایک پرندے کی صورت میں تبدیل کر دیا اور وہ ہوا میں اڑنے لگا اور حضرتؐ کے پاس پہنچکر زمین پر
اترا اور حق تعالی نے اسکو اسکی اصلی صورت میں منتقل کر دیا پس حذیفہؓ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا
سب حضرتؐ کو سنایا حضرتؐ نے فرمایا کیا تو نے سب کو انکے چہرے دیکھ کر شناخت کیا عرض کی انہوں نے
اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے اور میں اکثر کو انکے اونٹ دیکھ کر پہچانتا تھا پھر جب
انہوں نے اس مقام کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو نقاب اپنے چہروں سے اٹھا دیئے

تب میں نے انکے منہ دیکھے اور سب کو پہچان لیا اور وہ فلاں فلاں چودہ آدمی ہیں یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا
اے حذیفہؓ جبکہ اللہ تعالی محمدؐ کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو یہ لوگ جملہ مخلوقات سمیت بھی اسکو اپنی جگہ سے حرکت
نہیں دے سکتے کیونکہ خدا اپنے امر کو محمدؐ کے بارے میں جاری کریگا اگرچہ کافر نا پسند کریں ٭ پھر فرمایا اے حذیفہؓ
تو اور سلمانؓ اور عمارؓ میرے ہمراہ چلو اور خدا پر توکل کرو اور جب ہم اس دشوار گزار عقبہ (گھاٹی) سے گزر جائیں
تو اور لوگوں کو ہمارے پیچھے آنے کی اجازت دو پھر حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہوکر اوپر کو چلے اور حذیفہؓ اور سلمانؓ
دونو میں سے ایک تو ناقہ کی مہار پکڑے اسکو کھینچتا تھا اور دوسرا پیچھے سے ہانکتا تھا اور عمارؓ ناقہ کے برابر برابر
چلتے تھے اور وہ ملعون منافق اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور انکے پیادے اس عقبہ کے مختلف ٹیلوں
مقیم تھے اور جو لوگ کہ راستے کے اوپر تھے انہوں نے مشکوں میں پتھر ڈال رکھے تھے کہ جب حضرتؐ ناقہ پر سوار
ہوکر یہاں پہنچیں گے تو یہ مشکے اوپر سے لڑھکا دینگے تاکہ ناقہ ڈر کر رسول خدا سمیت اس کھوہ میں گر پڑے
جو اس قدر گہری ہے کہ اسکو دیکھنے سے ہی ہول کھاتا ہے آخرکار جب وہ پتھر بھری مشکیں ناقہ کے
قریب پہنچیں تو حکم خدا سے بست اونچے ہو گئے اور جب ناقہ گزر لیا تو کھوہ میں جا گرے اور سب کا یہی حال
ہوا اور ان مشکوں کی کھڑکھڑاہٹ اس ناقہ کو محسوس تک بھی نہ ہوئی پھر آنحضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ
پہاڑ پر چڑھکر اپنا عصا انکی اونٹنیوں کے منہ پر مارو اور انکو نیچے گرا دو عمارؓ نے ایسا ہی کیا ناقے
رم کرنے لگے اور بعض انپر سے نیچے گر پڑے کسی کا بازو ٹوٹا کسی کا پاؤں اور کسی کا پہلو اور اس سبب سے
انکو نہایت تکلیف ہوئی اور زخم بھرنے اور اچھا ہو جانے پر بھی مرتے دم تک نشان باقی رہے یہی سبب ہے
کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حذیفہؓ اور امیر المومنینؑ کو منافقوں کا حال سب سے زیادہ معلوم ہے کیونکہ
اس نے عقبہ کے نیچے بیٹھکر ان لوگوں کو دیکھا تھا جو رسول خدا سے پہلے اس پر چڑھے تھے اور خدا نے
ان منافقوں کے شر سے اپنے حبیب اور رسولؐ کو محفوظ رکھا اور حضرتؐ بخیریت تمام مدینہ منورہ
میں واپس تشریف لائے اور خدا نے ان لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہ گئے تھے جامہ
ننگ و عار پہنایا نیز جن لوگوں نے علیؑ کے مارنے کی تدبیر کی تھی ان کے شر کو ولی خدا سے
دور کرکے انکو ذلیل و خوار کیا ٭

قولہ عزوجل وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ○

ترجمہ اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں یا ظروف خیر و علوم ہیں ایسا نہیں بلکہ خدا نے انکے کفر کے باعث انکو خیر سے دور کیا ہے پس ان کا ایمان تھوڑا ہے اور تھوڑی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جنکو رسول خدا نے بہت سے معجزے دکھائے تھے جنکا ذکر آیہ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ کی تفسیر میں گزرا کہا کہ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ہمارے دل نیکیوں اور علموں کے برتن ہیں کہ انکو گھیرے ہیں اور انکو شامل ہیں باوجود اس دعوے کے پھر بھی اے محمد وہ لوگ تیری فضیلتوں کو نہیں پہچانتے جو کسی آسمانی کتاب میں درج ہوں یا کسی پیغمبر کی زبان نکلی ہوں + اب اللہ تعالیٰ انکے دعوی کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے بَل لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ انکے دل جیسا کہ وہ کہتے ہیں خیر و علوم کے ظروف نہیں ہیں بلکہ خدا نے انکے کفر کے باعث انکو خیر سے دور کر دیا ہے پس ان کا ایمان کم ہے خدا کی نازل کی ہوئی بعض چیزوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں جبکہ انہوں نے محمد کو انکے سب اقوال میں جھٹلایا تو اکثر امور میں تو تکذیب کی (جو کہ محمد پر نازل ہوئے تھے) اور بہت تھوڑے امور میں اسکی تصدیق کی (جو انکے انبیاء کے صحف میں درج تھے) +

اور جبکہ غُلْفٌ بسکون لام پڑھا جائے تو آیہ قَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ کے یہ معنی ہونگے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل پردے میں ہیں اسلئے ہم تیرے کلام اور تیری بات کو نہیں سمجھتے چنانچہ خدا دوسرے مقام پر انکے اس قول کو نقل فرماتا ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس چیز سے جسکی طرف تو ہم کو بلاتا ہے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے (بہرے ہیں) اور تیرے اور ہمارے درمیان پردہ حائل ہے اور دونو قراتیں درست ہیں اور اسکے یعنی بسکون لام اور اس کے یعنی بضمتین دونو کے قائل ہوئے ہیں +

پارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ ع ۱

لہ غلف بضمتین جمع غلاف بمعنی ظروف مجمع البحرین ۱۲

پھر جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا اے یہودیو تم رسول رب العالمین سے عناد رکھتے ہو اور پھر اس امر کا اقرار کرتے ہو کہ تم
اپنے گناہوں سے جاہل ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہل گناہاں کی صورت میں کسی کو عذاب دیگا اور
رسول سے عناد رکھنے والے سے اپنے عذاب کو کبھی زائل نہ کریگا دیکھو آدمؑ نے اپنے پروردگار سے اپنے گناہ
کی مغفرت کا سوال توبہ کے ساتھ کیا مگر تم باوجود اسکے کہ رسول خدا سے عناد رکھتے ہو کیونکر اپنی مغفرت طلب
کرتے ہو کسی نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت آدمؑ نے کیونکر توبہ کی تھی اسکی حکایت بیان فرمایئے حضرتؐ
نے فرمایا کہ جب حضرت آدمؑ سے خطا (ترک اولےٰ) سرزد ہوئی اور وہ جنت سے نکالے گئے اور ان پر عتاب
ہوا اور انکو سرزنش کی گئی تو آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اگر میں توبہ کروں اور اپنے آپ کو درست
کروں پھر بھی تو مجھ کو جنت میں بھیجدیگا ارشاد ہوا اے آدمؑ بیشک عرض کی اے پروردگار میں کیونکر
کروں جو تائب ہوں اور تو میری توبہ کو قبول کرے خدائے عزوجل نے فرمایا اس کا طریقہ یہ ہے کہ میری
ایسی تسبیح کر جسکے میں لائق ہوں اور اپنی خطا کا ایسا اقرار کر جسکے تو قابل ہے پھر میرے ان افضل مخلوقات
بندوں کو میری طرف اپنا وسیلہ بنا جن کے نام میں نے تجھ کو سکھلائے ہیں اور جنکے سبب سے میں نے تجھ کو
فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور وہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار اور اسکے اصحاب اخیار ہیں غرض خدا
کی توفیق سے آدمؑ نے اس طرح دعا کی یا ربّ[1] لا الٰہ الا انت سبحانک وبحمدک عملت
سوءً وظلمت نفسی فارحمنی انک انت ارحم الراحمین بحق محمد وآلہ
الطیبین وخیار اصحابہ المنتجبین سبحانک وبحمدک لا الٰہ الا انت
عملت سوءً وظلمت نفسی فتب علیّ بحق محمد وآل محمد واصحابہ الخیرین ۝
جب آدم علیہ السلام دعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کر لی اور

[1] یعنی اے پروردگار تیرے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں نے گناہ کیا
ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھ پر رحم کر کیونکہ تو ہی سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ تر رحم کرنیوالا ہے
واسطہ محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار اور انکے اصحاب نیکوکار و منتجبین کا تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی
معبود نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو محمدؐ اور آل محمدؐ اور انکے اصحاب اخیار کا واسطہ میری توبہ قبول کر۔ مترجم عفی عنہ

اسکی علامت یہ ہے کہ میں تیرے بشرے کو جو متغیر ہوگیا ہے پاک صاف کردونگا اور اس روز ماہ رمضان کی تیرھویں تاریخ تھی تجھ کو چاہیے کہ ایکے اگلے تین دنوں کے روزے رکھ اور یہ ایام بیض ہیں خدا ہر روز تیرے بشرے کا کچھ حصہ صاف کردیگا غرض آدمؑ نے روزے رکھے اور ہر روز ایک تہائی بشرہ صاف ہوجاتا تھا جب حضرت آدمؑ نے یہ حال دیکھا تو عرض کی اے میرے پروردگار محمد اور اسکی آل اطہار اور اسکے اصحاب اخیار کی شان کس قدر بزرگ اور عظیم ہے تب خدا نے وحی نازل کی اے آدمؑ اگر تو میرے بندے محمدؐ اور اسکی آل اطہار و اصحاب اخیار کے کنہ جلالت کو پہچانے تو تو اسکو ایسا دوست رکھیگا جو تیرے سب اعمال سے افضل ہوگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار میرے سامنے بیان فرما تاکہ میں اسکو پہچانوں تو ارشاد فرمایا اے آدمؑ اگر محمدؐ کو تمام نبیوں اور رسولوں اور مقرب فرشتوں اور میرے تمام نیک اور صالح بندوں کے ساتھ جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک ہونگے اور ثریٰ سے لیکر عرش تک تمام دنیا کے ساتھ رکھکر وزن کیا جائے تو محمدؐ ہی وزنی نکلیگا اور اگر تیکو کار ان آل محمدؐ میں سے کسی ایک شخص کو تمام انبیا کی آل کے ساتھ تولا جائے تو بھی زیادہ ہوگا اور اگر اسکے برگزیدہ اصحاب میں سے کسی ایک کو تمام انبیا کے اصحاب کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ ایک ہی سب سے وزنی ہوگا اے آدمؑ اگر کوئی ایک کافر یا انکی تمام رعیت آل محمدؐ اور اسکے اصحاب اخیار میں سے کسی ایک کو دوست رکھے تو خدا اس عمل کی عوض میں اس کا خاتمہ توبہ اور ایمان پر کرے اور پھر اسکو بہشت میں داخل کرے کیونکہ حق تعالیٰ ہر شخص کو جو محمدؐ اور اسکی آل اور اسکے اصحاب اخیار کا دوست ہے اس قدر اپنی رحمت سے مستفیض کرتا ہے کہ اگر ابتدائے زمانہ سے لیکر آخر زمانہ تک کی تمام مخلوق پر اسکو تقسیم کیا جائے اور وہ سب کافر ہوں تو سب کو کافی ہو اور انکی عاقبت بخیر ہوجائے یعنی وہ خدا پر ایمان لے آئیں اور جنت کے حقدار ہوجائیں اور جو شخص کہ اسکی آل اطہار و اصحاب اخیارؓ سے یا انمیں سے کسی ایک سے بغض رکھتا ہو اسکو حق تعالیٰ ایسے سخت عذاب میں مبتلا کریگا کہ اگر اس کو تمام خلق خدا پر بانٹا جائے تو سب کو ہلاک کردے +

قولہ عزوجل وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ

عَلَی الْکَافِرِیْنَ ۝ ترجمہ اور جب انکے پاس خدا کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اُس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے اور وہ خود کافروں پر فتحیابی طلب کیا کرتے تھے مگر جب انکے پاس وہ چیز آئی جسکو وہ پہچانتے تھے تو وہ اسکے منکر ہوگئے (کافر ہوگئے) پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے ✤

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلَمَّا جَآءَهُمْ کِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ جب مذکورۂ بالا یہودیوں اور دیگر انکے یہودی بھائیوں کے پاس خدا کی طرف سے ایک کتاب آئی کہ وہ قرآن ہے جو کتاب توریت کی جو انکے پاس موجود ہے اور جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ محمد امی جو اولاد اسمعیل سے ہے علی ولی خدا کے ساتھ جو اسکے بعد تمام خلق خدا سے بہتر ہے تائید کیا گیا ہے تصدیق کرتی ہے وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور یہ یہودی محمد کی رسالت کے ظہور سے پہلے خداوند سے دعا کرتے تھے کہ ان کو آنحضرت کے ذریعہ دشمنوں پر فتح و ظفر عطا فرما اور خدا انکو انکے دشمنوں پر منصور اور فتحیاب کرتا تھا اب خدا فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا یعنی جب ان یہودیوں کے پاس محمد کی وہ نعت و صفات جنکو وہ پہچانتے تھے آئیں تو از روئے حسد اور سرکشی کے اسکی نبوت کے منکر ہوگئے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکَافِرِیْنَ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے ✤

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اسکے ظہور سے پہلے یہودیوں کے اسپر ایمان رکھنے اور اسکے ذکر کرنے اور اسپر اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے دشمنوں پر فتح و ظفر طلب کرنیکی خبر دی ہے ✤ اور حق تعالیٰ نے ان یہودیوں کو جو زمانہ موسیٰ میں یا اسکے بعد ہوئے حکم دیا تھا کہ جب کوئی امر درپیش ہو یا کوئی مصیبت وارد ہو تو محمد اور اسکی آل اطہار کا واسطہ دیکر مجھ سے دعا کیا کرو اور ان حضرات کے توسل سے مدد مانگا کرو اور وہ برابر ایسا ہی کیا کرتے تھے یہانتک کہ مدینہ کی یہودی آنحضرت کے ظہور سے پہلے بہت برسوں تک ایسا کرتے رہے اور بلاؤں اور سخت مصیبتوں کو ٹالتے تھے اور حضرت کے ظہور سے دس برس پہلے کا ذکر ہے کہ مشرکوں کے دو قبیلے بنی اسد و بنی غطفان ان یہودیوں کے دشمن تھے اور انکی ایذا رسانی کے درپے تھے مگر وہ محمد و آل محمد کا واسطہ دیکر خدا سے انکے دفع شر کی دعا کرتے تھے یہانتک کہ ایک دفعہ بنی اسد و بنی غطفان تین ہزار سوار لیکر مدینہ میں یہودیوں کے

ظہور حضرت سے پہلے بنی اسرائیل [illegible]

ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے یہودی بھی تین سو سوار لیکر انکے مقابل ہوئے اور محمدؐ و آل محمدؐ سے متوسل ہو کر خدا سے دعا کی اور انکو شکست دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پھر ان دونوں قبیلوں نے صلاح کی کہ آؤ انکے مقابلے کے لئے تمام قبائل سے مدد لیں سب قبیلوں نے انکو مدد دی اور وہ بہت ہو گئے یہانتک کہ انکی جمعیت تیس ہزار تک پہنچ گئی اور اس جمعیت کثیر کو لیکر یہودیوں کے اس گاؤں پر چڑھ گئے وہ بیچارے ڈر کے مارے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے اور ان مشرکوں نے پانی کی نہریں جو گاؤں میں جاتی تھیں بند کر دیں اور اشیائے خوردنی کا جانا بند کر دیا یہودیوں نے امن کی درخواست کی مگر انھوں نے قبول نہ کی اور جواب دیا کہ ہم تم کو قتل کرینگے اور قیدی بنائینگے اور تمہارے اسباب لوٹ کر لیجائینگے انکی یہ بات سنکر یہودی آپس میں کہنے لگے بتاؤ اب کیا تجویز کریں انکے بزرگوں اور ذی رائے لوگوں نے جواب دیا کیا موسیٰؑ نے تمہارے اسلاف اور اخلاف کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے توسل سے طلب نصرت کیا کرنا اور شدائد و تکالیف کے موقع پر انکا واسطہ دیکر خدا سے دعا مانگا کرنا وہ بولے اسی طرح کرو پھر انھوں نے اس طرح سے دعا کی اے پروردگار محمدؐ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ ہم کو پانی سے سیراب کر کہ ظالموں نے ہمارے پانی کو روک لیا ہے اور پیاس کے مارے ہمارے جوان ضعیف اور بچے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم سب جاں بہ لب ہیں اسوقت حق تعالیٰ نے ایک بہت بھاری اور موسلا دھار بارش برسائی جس سے ان کے حوض۔ گھڑے اور نہریں اور تمام برتن بھانڈے پانی سے بھر گئے یہ حال دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ ایک نیکی ہے پھر اپنے کوٹھوں پر چڑھ کر اس لشکر کو جو ان کو محاصرہ کئے تھا دیکھنے لگے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بارش نے انکو سخت ایذا دی ہے اور انکے اسباب ہتھیاروں اور مال و متاع کو خراب کر دیا ہے اور اس سبب سے بعض آدمی لشکر سے واپس چلے گئے اور اس کا باعث یہ تھا کہ یہ بارش بے وقت عین شدت گرما میں ہوئی تھی جبکہ مکہ میں نہیں برسا کرتی باقی لشکر والوں نے ان یہودیوں سے کہا بالغرض تم پانی سے سیراب ہو گئے کھانا کہاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو ہم تو جبتک کہ تم پر اور تمہارے عیال و اطفال اور مال و متاع پر غالب نہ آجائیں اور تم کو ہلاک کر کے اپنے غیظ و غضب فرو نہ کر لیں یہاں سے ہٹ کر نہ جائینگے۔ یہودیوں نے جواب دیا

کہ جس قادر مطلق نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر ہمارے دعا کرنیکے سبب ہم کو پانی سے سیراب کیاہے وہی ہم کو کھانا پہنچانے پر بھی قادر ہے اور جسنے تم میں سے کچھ لوگوں کو یہاں سے واپس بھیجدیا ہے وہی باقبول کے واپس کرنیکی بھی قدرت رکھتاہے بعد ازاں انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی کہ ہم کو طعام عطا فرما فوراً انکی دعا قبول ہوئی اور ایک بڑا قافلہ غلہ لیکر وہاں آیا کہ وہ ہزار اونٹ خچر اور گدھے گیہوں اور آٹے سے لدے ہوئے انکے ہمراہ تھے اور انکو اس لشکر کی کچھ خبر نہ تھی اور جب وہ قریب پہنچے تو اہل لشکر سوئے تھے اور انکو انکے آنیکی خدا بھی خبر نہ ہوئی کیونکہ خدا نے انکی نیند کو بہت غافل کر دیا تھا یہانتک کہ قافلہ گاؤں میں داخل ہوا اور کوئی ان سے مزاحم نہ ہوا اور وہاں پہنچکر اپنے بوجھوں کو وہاں ڈالا اور اہل قریہ کے ہاتھ فروخت کرکے وہاں سے روانہ ہو گئے اور لشکر کو سوتا چھوڑ کر دور نکل گئے اور انمیں سے کسی کی آنکھ تک کھلی جب قافلہ دور نکل گیا تو لشکر والے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑنیکی تیاریاں کرنے لگے اور باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے جلدی کرو جلدی کرو وہ بولے ارے انکو بھوک کی شدت ہو رہی ہے وہ جلد مطیع ہو جائینگے یہودیوں نے جواب دیا کہ یہ بات بہت بعید ہے بلکہ ہمارے پروردگار نے ہمکو کھانا بھیجدیا ہے اور تم سوتے ہی رہے اور ہمارے پاس فلاں فلاں اناج پہنچ گئے اور اگر ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر ہم نے تمپر ظلم کرنا ناپسند کیا اب تم یہاں سے پھر جاؤ ورنہ ہم محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر تمہارے حق میں بددعا کرینگے اور انکے واسطہ سے خدا سے نصرت طلب کرینگے کہ وہ تم کو ذلیل و خوار کرے جیسا کہ اسنے ہم کو آب و طعام سے سیر و سیراب کیا اہل لشکر نے طغیان اور سرکشی کی راہ سے انکار کیا تب انہوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر انکے حق میں خدا سے بددعا کی اور ان حضرات کے واسطے سے نصرت طلب کی بعد ازاں وہ تین سو یہودی ان تیس ہزار کے مقابلے کو نکلے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور انکو شکست دیکر پسپا کیا اور ان سے اپنے قیدیوں کے لئے عہد لیا اسلئے وہ یہودیوں کے قیدیوں کو اپنے قیدیوں کے ڈر سے کچھ تکلیف نہ دیتے تھے مگر جب آنحضرتؐ نے ظہور فرمایا تو ان سے حسد کرنے لگے اسلئے کہ آپ اہل عرب سے تھے اور انکی تکذیب کی +

اور جناب رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ جب یہودیوں نے محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرکے مشرکوں پر فتح یاب ہونیکی دعا کی تو خدا نے انکی کیسی نصرت کی اے امت محمدؐ آگاہ ہو جب تم پر مصائب اور شدائد وارد ہوں تو تم بھی

محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کیا کرو تاکہ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی بدولت تمہارے فرشتوں کو ان شیطانوں پر جو تمہارے آزار کے درپے ہیں منصور اور فتحیاب کرے اور تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ داہنی طرف ہوتا ہے جو اسکی نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی برائیاں درج کرتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان بھی رہتے ہیں جو اسکو بہکاتے ہیں جب وہ بندے کے دلمیں وسوسہ ڈالیں اور وہ خدا کا ذکر کرے اور کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ تو وہ دونو شیطان ذلیل ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر ابلیس لعین سے شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسکے معاملے میں عاجز ہو گئے ہیں تو اور شیطانوں سے ہماری مدد کر پھر وہ مردود انکی امداد کرتا ہے یہانتک کہ ردوبدل ہوتے ہوتے ہزار سرکش دیو انکی مدد کیلئے روانہ کرتا ہے تب وہ جمع ہو کر اس بندے کی طرف آتے ہیں اور جب وہ اسکا ارادہ کرتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتا ہے اس سبب سے راہ چارہ ان ملاعنہ پر مسدود ہو جاتی ہے اور وہ اسپر قابو نہیں پا سکتے آخر کار ابلیس سے جا کر کہتے ہیں کہ یہ تیرے سوا اور کسی کا کام نہیں ہے تو ہی اپنے لشکر سمیت جا کر اسکو راہ حق سے پھرا اور بہکا تب وہ اپنا لشکر لیکر ادھر کا ارادہ کرتا ہے اسوقت خداوند اکرتا ہے اے میرے فرشتو دیکھو ابلیس ملعون اپنا لشکر لیکر میرے فلاں بندے یا کنیز کی طرف چلا ہے تم بھی ان سے جنگ کرو الغرض اللہ تعالیٰ ہر شیطان رجیم کے مقابلے میں ایک لاکھ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کی تلواریں نیزے کمانیں تیر چھریاں اور دیگر ہتیار لئے ہوتے ہیں اور برابر ان ملعونوں کو زخمی کرتے ہیں اور انکو قتل کرتے ہیں اور ابلیس کو قید کرکے ان ہتیاروں کے نیچے اسکو دھر لیتے ہیں تب وہ عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار تو نے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو روز قیامت تک زندہ رکھونگا اسوقت حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو میں نے اس سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اسکو موت نہ دونگا اور یہ وعدہ نہیں کیا کہ اسپر ہتیاروں اور عذابوں اور دردو آلام کو مسلط نہ کرونگا تم اسکو اپنے حربوں سے زخمی کر دو میں اسکو مارنے کا نہیں تب وہ

لہ خدائے بلند و بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجے ۔

اسکو زخم لگاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اور وہ برابر اپنے لئے اور اپنی قتل شدہ اولاد کیلئے اشکہائے گرم آنکھوں سے برساتا رہتاہے اور اس کا کوئی زخم مندمل نہیں ہوتا جبتک کہ مشرکوں کے کفر کی آوازیں اسکے کان میں نہیں پہنچتیں اگر وہ مومن ہمیشہ طاعت وذکر خدا پر قائم رہے اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجا کرے تو ابلیس کے وہ زخم برابر موجود رہتے ہیں اور اگر وہ بندہ غافل ہوجائے اور مخالفت وعصیان الہی میں پڑجائے تو اس ملعون کے سب زخم بھر جاتے ہیں پھر وہ اس بندۂ مومن پر قابو پا جاتاہے یہانتک کہ گھوڑے کی طرح اسکے مُنہ میں لگام دیتاہے اور اسکی پیٹھ پر زین رکھ کر سوار ہوجاتاہے پھر آپ اتر پڑتا ہے اور اپنے کسی شاگرد شیطان کو اسکی پشت پر سوار کرتاہے اور اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر کہتاہے تم کو یاد ہوگا کہ اس شخص کی طرف سے ہم کو کس قدر ذلت اٹھانی پڑتی تھی اور اب یہ ہمارا ایسا مطیع ہوگیا ہے کہ ہم اس پر سوار ہوتے ہیں ✦

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ ابلیس کو ہمیشہ آنکھوں کی گرمی اور زخموں کے الم میں مبتلا رکھو تو تم ہمیشہ طاعت الہی اور ذکر خداوندی میں مشغول رہو اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجا کرو اور اگر تم اس سے غافل ہوئے تو ابلیس کے قیدی بن جاؤگے اور اسکے بعض سرکش شاگرد تمہاری پشت پر سوار ہوا کرینگے ✦ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایاہے کہ زمانۂ سلف میں یہ بات مشہور ومعروف تھی کہ جب محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کا واسطہ دیکر خدا سے سوال کیا جائے تو دعا قبول ہوجاتی ہے اور سب حاجتیں پوری ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ جب کسی شخص کی مصیبتوں کو طول ہوجاتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ یہ طول اس وجہ سے ہے کہ محمدؐ اور انکی آلؑ اطہار کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرنا اسکو فراموش ہوگیاہے ✦

اور ان حضراتؑ کا واسطہ دیکر دعا کرنے سے تین شخصوں کو عجیب کشائش حاصل ہوئی ہے جو کسی جنگل میں پہاڑ کیطرف چلے جارہے تھے کہ پانی کے ایک سیلاب نے انکو آلیا اور انکو ایک غار میں جسکو وہ جانتے تھے پناہ لینی پڑی۔ غرض وہ غار میں داخل ہوئے تاکہ بارش سے محفوظ رہیں اور غار کے اوپر ایک بہت بڑا پتھر تھا جسکے پیچھے مٹی تھی اور وہ اس مٹی کے اوپر دھرا تھا وہ مٹی پانی سے تر ہوگئی اور پتھر اپنی جگہ سے لڑھک کر غار کے مُنہ پر آرہا اور اسکو بند کردیا اور تمام غار میں تاریکی چھاگئی یہ حال دیکھکر وہ آپس میں کہنے لگے کہ

قصہ اصحاب غار

ہمارا نشان مٹ گیا اور خبر معدوم ہوگئی اور ہمارے گھر والوں کو ہمارا حال معلوم نہو گا اور اگر معلوم بھی ہوا تو بھی ہم کو کچھ فائدہ نہو گا کیونکہ آدمیوں میں اس پتھر کو یہاں سے اُلٹ دینے کی طاقت کہاں خدا کی قسم یہ ہماری قبر ہے اسی میں ہم مرینگے اور یہیں سے قیامت کو اُٹھیں گے پھر باہم ذکر کرنے لگے کہ کیا موسیٰ ابن عمران اور اسکے بعد کے پیغمبر و نبی یہ حکم نہیں دیا کہ جب کوئی مصیبت پیش آیا کرے تو محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کیا کریں وہ بولے کہ ہاں پھر کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس سے بڑھکر اور کونسی مصیبت ہوگی آؤ محمدؐ اشرف و افضل مخلوقات اور انکی آل اطہار کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کریں اور ہم میں سے ہر شخص اپنی ایک ایک نیکی کو جو محض خدا کیلئے کی گئی ہو ذکر کرے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصیبت کو دور کرے۔ تب ایک نے عرض کی اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں ایک بڑا مالدار شخص تھا اور میری حالت بہت اچھی تھی اور محل و مکانات اور حویلیاں تعمیر کراتا تھا اور بہت سے مزدور میرے ہاں کام پر لگے ہوئے تھے اور انمیں ایک شخص تھا جو دو آدمیوں کے برابر کام کرتا تھا جب شام ہوئی تو میں نے اکہری مزدوری اسکے سامنے پیش کی مگر اس نے نہ لی اور بولا کہ میں نے دو مردوں کے برابر کام کیا ہے اسلئے میں دُہری اُجرت چاہتا ہوں میں نے اس سے کہا کہ میں نے تو ایک آدمی کے کام کی شرط کی ہے دوسرے کا تجھے اختیار ہے اسکی اُجرت کچھ نہ ملیگی یہ بات سنکر وہ شخص ناراض ہوگیا اور اپنی مزدوری میرے ذمے چھوڑکر چلا گیا بعد ازاں میں نے اسکی مزدوری کے داموں کے گیہوں خریدے اور اسکو بو یا اور وہ بہت بڑھے اور خوب نشو و نما پائی پھر جو گیہوں پیدا ہوئے انکو پھر زمین میں بو دیا اور وہ خوب بڑھے پھر جو پیدا ہوئے انکو پھر بویا اور وہ خوب پھولے پھلے اور میں برابر ایسا ہی کرتا رہا یہانتک کہ میں نے اسکی قیمت میں بہت سی زمینیں۔ محل۔ گاؤں۔ گھر۔ مکانات۔ حویلیاں۔ اونٹوں گاؤں اور بکریوں کے گلے لدو اونٹوں اور چارپاؤں کے ریوڑ گھر کے سامان اور اسباب۔ غلام اور لونڈیاں فرش و آلات اور بڑی بڑی نعمتیں اور بے شمار درہم و دینار خرید کئے چند سال کے بعد وہ مزدور پھر میرے پاس آیا اور اسکی حالت بہت ردی ہوگئی تھی اور نہایت کمزور اور ضعیف ہوگیا تھا اور مفلسی اور تنگدستی اسپر غالب آگئی تھی اور نظر کمزور ہوگئی تھی اور آکر مجھ سے کہنے لگا

آیا تم مجھے پہچانتا ہے میں وہی تیرا مزدور ہوں جو اس روز اکہری اجرت پر ناراض ہو کر اور اپنی بے پروائی کے سبب اسکو یہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا آج میں محتاج ہوں اور آتنی ہی پر راضی ہوں لاو ہی دیدے میں نے جواب دیا کہ لے بھائی سنبھال یہ تمام زمینیں۔ گاؤں محل و مکان۔ حویلیاں۔ عمارتیں اونٹ گائے اور بکریوں کے گلے لدو اونٹوں اور چار پاؤں کے ریوڑ اور یہ تمام اسباب اور سامان۔ لونڈیاں اور غلام فرش اور آلات اور یہ بڑی بڑی نعمتیں اور یہ تمام درہم و دینار رقمے کثیر تیرا ہی مال ہے ان سب کو سنبھال خدا تجھ کو مبارک کرے یہ سب تیرے ہی ہیں میری یہ بات سنکر وہ شخص رو پڑا اور بولا اے بندۂ خدا تو نے میری مزدوری اتنے دنوں تک روکے رکھی اب بھی مجھ سے ہنسی کرتا ہے میں نے کہا میں کیا ہنسی کرتا ہوں میں تو واقعی امر بیان کرتا ہوں لے یہ سب کچھ تیری مزدوری کا نتیجہ ہیں یہ تمام اسی سے پیدا ہوئے ہیں اصل چیز تیری تھی اور یہ تمام فروعات اس اصل کے تابع ہیں اسلئے یہ بھی تیرے ہی ہیں آخر کار میں نے وہ تمام چیزیں اسکے حوالے کر دیں اے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل واکرم خلائق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جسکو تو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آلؑ کا واسطہ جو تمام انبیا کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم تر ہیں اور اسکی امت کا واسطہ جو تمام امتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر غرض اس شخص کی دعا قبول ہوئی اور اس پتھر کا تیسرا حصہ ہٹ گیا اور روشنی اندر داخل ہوئی اور اجالا ہو گیا۔

پھر دوسرا شخص یوں عرض کرنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میرے پاس ایک گائے تھی اور میں شام کو اس کا دودھ نکال کر پہلے اپنی ماں کے پاس لیجایا کرتا تھا پھر اس کا جھوٹا اور بچا ہوا دودھ اپنے اہل و عیال اور بال بچوں کے لئے لیکر جاتا تھا ایک رات کا ذکر ہے کہ مجھ کو کسی وجہ سے دیر ہو گئی اور میری ماں سو گئی اور میں دودھ لئے اسکے سرہانے کھڑا رہا اور اسکے جاگنے کا منتظر رہا اور میں نے یہ جرات نہ کی کہ اسکو میٹھی نیند سے بیدار کروں اور میرے بال بچے بھوکے اور پیاسے چیختے رہے مگر میں نے انکے رونے پیٹنے کی ذرا پروا نہ کی اور اسی طرح کھڑا رہا یہانتک کہ وہ بیدار ہوئی اور میں نے

وہ اسکو بلایا اور باقی بچا ہوا لیکر اپنے کنبے اور بال بچوں کے پاس گیا اے خدا اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جسکو تونے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آلؑ کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحابؓ کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم اور افضل ہیں اور اسکی امت کا واسطہ جو تمام امتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر پس اسکی دعا قبول ہوئی اور وہ پتھر ایک تہائی اور ہٹ گیا اور انکو نجات کی امید قوی ہو گئی *

پھر تیسرا کہنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت خوبصورت عورت کی خواہش کی اور اسکی طرف راغب ہوا عورت نے سو دینا مجھ پر لازم کیئے اس وقت میرے پاس کچھ بھی موجود نہ تھا اسلئے میں نے تری خشکی۔ میدان اور پہاڑ کو طے کیا اور بڑے بڑے خطروں میں اپنی جان کو ڈالا اور جنگل اور بیابان طے کئے اور چار برس تک طرح طرح کے مہالک اور مخاطر میں پڑا جب جا کر وہ سو دینار جمع کرکے اسکو دئے اور اسکے نفس پر قابو پایا جب میں اس مقام پر بیٹھا جہاں مرد اپنی عورت کے بیٹھا کرتا ہے تو اسکے اعضا لرزنے لگے اور مجھ سے کہنے لگی اے بندۂ خدا میں کواری لڑکی ہوں خدا کی مُہر کو حکم خدا کے بغیر مت توڑ مجھ کو حاجت مندی اور سختی نے اس امر پر مجبور کیا ہے جو میں نے تجھ کو اپنے بدن پر مختار کیا + اسکی یہ بات سنکر میں اسکو چھوڑ کر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ سو دینار بھی اسکے پاس چھوڑے اے اللہ اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی امید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جسکو تونے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آلؑ کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم اور افضل ہیں اور اسکی امت کا واسطہ جو تمام امتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر جب اسکی دعا ختم ہوئی تو اس پتھر کا باقی حصہ بھی ہٹ گیا اور لڑھک گیا اور ایسی فصیح زبان سے جو صاف سمجھ میں آتی تھی کہتا تھا تم نے اپنی نیک نیتوں کی بدولت نجات پائی اور محمدؐ افضل و اکرم

خلائق سید اولین و آخرین اور اسکی آل افضل آل جملہ انبیاء اور اسکے اصحاب مومنین و بزرگترین اور اسکی امت کے نیکوکاروں کے واسطے سے کامیابی حاصل کی اور درجات عالیہ پر فائز ہوئے +

قولہ عزوجل بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ○ ترجمہ وہ چیز بری ہے جسکی عوض انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچا اور وہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کا انکار کرنا ہے اس بات پر سرکشی کے سبب کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے پس ان پر ایک غضب پر دوسرا غضب پڑا اور ذلیل و خوار کرنیوالا عذاب خاص کافروں کے واسطے ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور انکے محمدؐ کی نبوت کے منکر ہونے میں انکے فعل کو عیب لگاتا ہے اور فرماتا ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ وہ چیز بری ہے جسکی عوض میں انہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے یعنی انکو لغو اور فضول امور کی عوض بیچا جو انکو پہنچتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا تھا کہ انکو طاعت خداوندی کی عوض خدا کے ہاتھ بیچ ڈالیں تاکہ انکے نفس اور انکی عوض آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا انکے ہاتھ میں رہے پر انہوں نے وہ سودا نہ کیا بلکہ انکو اس چیز کی عوض فروخت کیا جس کو عداوت رسولِ خدا میں خرچ کیا تاکہ انکی دنیوی عزت اور جاہلوں پر انکی سرداری بنی رہے اور محرمات کو حاصل کریں اور انہوں نے کمینہ لوگوں سے زائد مالوں کو حاصل کیا اور انکو راہ ہدایت سے منحرف کیا اور گمراہی کے رستوں پر انکو قائم کر دیا۔ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ اور وہ بری چیز ان کا خدا کی نازل کردہ چیز کا انکار کرنا ہے جو خدا نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کی ہے اور وہ تصدیق محمدؐ ہے اور ان کا انکار بغاوت اور سرکشی کے باعث تھا کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے ان کا یہ منکر ہونا صرف اس چیز کے

اوپر سرکشی اور حسد کرنے کی وجہ سے تھا جس کو خدا نے اپنے فضل سے اپنے نبیؐ پر نازل کیا اور وہ قرآن ہے جسمیں اسکی نبوت کو بیان کیا ہے اور اسکے ذریعہ سے اسکے آیات و معجزات کو ظاہر کیا ہے فَبَاءُو بِغَضَبٍ عَلیٰ غَضَبٍ پس انہوں نے اس حالت میں رجوع کی کہ ان پر خدا کی طرف سے ایک غضب پر دوسرا غضب تھا۔ غضب اول کا وقت وہ تھا جبکہ انہوں نے عیسیٰؑ ابن مریم کی تکذیب کی پس حق تعالےٰ نے انکو ذلیل و خوار بندر بنا دیا اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبانی ان پر لعنت کی اور غضب دوم اس وقت نازل ہوا جبکہ انہوں نے حضرت محمدؐ کو جھٹلایا تب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور اسکی آلؑ اور اصحاب اور امت کی تلواروں کو ان پر مسلط کیا یہانتک کہ انہوں نے بہ زور شمشیر ان کو اپنا مطیع کیا یا تو بطوع و رغبت مسلمان ہو گئے یا ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ ادا کیا۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسالتمآبؐ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص سے کسی علم کی بابت سوال کیا جائے اور وہ اسکو پوشیدہ کرے حالانکہ ظاہر کرنا واجب ہو اور تقیہ کا عذر بھی زائل ہو چکا ہو جب وہ میدان حشر میں وارد ہو گا تو آگ کی لگام اسکے مُنہ میں پڑی ہو گی۔

اور جابرؓ ابن عبداللہ انصاری خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوا جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا اے جابرؓ اس دنیا کا قیام چار شخصوں پر ہے اوّل وہ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرے۔ دوم وہ جاہل جو علم کے سیکھنے سے انکار نہ کرے۔ سوم وہ مالدار جو اپنے مال سے بخشش کرے چہارم وہ فقیر جو اپنی آخرت کو غیر کی دنیا کے بدلے نہ بیچ ڈالے۔ اے جابرؓ جس بندے پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں لوگ اکثر اپنی حاجتیں لیکر اسکی طرف جاتے ہیں پس اگر وہ شخص ایسے کام کرتا ہے جو خدا نے اسپر واجب کئے ہیں تو ان نعمتوں کو دائمی اور باقی رہنے والی کر لیتا ہے اور اگر واجبات الٰہی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو انکو معرض زوال و فنا میں ڈالتا ہے اسکے بعد حضرتؑ نے یہ اشعار فرمائے

اشعار مَا اَحْسَنَ الدُّنْیَا وَ اِقْبَالَهَا۔ اِذْ اَطَاعَ اللّٰهَ مَنْ نَالَهَا یعنی دنیا اور اسکا اقبال بہت ہی اچھا ہے جبکہ اسکا حاصل کرنیوالا اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے۔ مَنْ لَمْ

اشعار جناب امیرؑ

بُؤَاسِ النَّاسَ مِنْ فَضْلِهِ عَرَضَ اَلِادْبَارَ مِنْ اِقْبَالِهَا جو کوئی کہ اپنی بزرگی اور فضل سے لوگوں کی غمخواری نہ کرے وہ اپنے اقبال کو معرض ادبار میں ڈالتا ہے فَاحْذَرْ زَوَالَ الْفَضْلِ یَاجَابِرُ وَاَعْطِ مِنْ دُنْیَاکَ مَنْ سَالَهَا اے جابرؓ فضیلت کے زائل ہونے سے ڈر اور اپنی دولت دنیا میں سے سائلوں کو عطا کر فَاِنَّ ذَاالْعَرْشِ جَزِیْلُ الْعَطَاءِ یُضْعِفُ بِالْجَنَّةِ اَمْثَالَهَا کیونکہ خداوند عرش بڑی بخششیں کرنیوالا ہے اس سے چند در چند نعمتیں جنت میں عطا فرمائیگا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے جابرؓ جبکہ عالم علم کو اسکے اہل سے پوشیدہ کرے اور جاہل ضروری اور لابدی علم کے سیکھنے سے باز رہے اور مالدار نیکی کرنے میں بخل کرے اور محتاج اپنے دین کو غیر کی دنیا کی عوض بیچڈالے تو خدا کی بلائیں اور اسکے عذاب جلیل اور عظیم ہو جاتے ہیں +

قولہ عزوجل وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ ترجمہ اور جب ان یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جس کو خدا نے نازل کیا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل کیگئی ہے اور وہ اسکے ماسوا کے منکر ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو انکے پاس موجود ہے اے محمدؐ تو ان سے کہدے کہ اگر تم مومن ہو تو تم (یعنی تمہارے آباء و اجداد) اس سے پہلے پیغمبرانِ خدا کو کیوں قتل کیا کرتے تھے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ کہ جب یہودیوں سے جن کا ذکر پہلے گزرا کہا جاتا ہے کہ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو خدا نے محمدؐ پر نازل کی ہے اور وہ قرآن ہے جو حلال و حرام اور فرائض و احکام پر مشتمل ہے تب وہ یہودی قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ جواب دیتے ہیں کہ ہم توریت پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور وہ اسکے ماسوا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ کتاب جس کو وہ یہودی ماسوا میں داخل کرتے ہیں۔ حق ہے کیونکہ وہ کتاب منسوخ کی جسکو خدا نے

پہلے پیغمبروں کا قتل ثابت ہے اب خدا اپنے پیغمبرؐ سے خطاب کر کے فرماتا ہے اے محمدؐ قُل فَلِمَ تَقتُلُونَ اَنبِیَاءَ اللّٰہِ مِن قَبلُ اِن کُنتُم مُّؤمِنِینَ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو اس سے پہلے تمہارے بزرگ پیغمبران خدا کو کس لئے قتل کرتے تھے یعنی توریت میں تو پیغمبروں کے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں دیا گیا جبکہ تم نے انبیا کو قتل کیا تو ثابت ہوا کہ تم توریت پر جو تم پر نازل ہوئی ہے ایمان نہیں لائے کیونکہ اسمیں قتل انبیا کی حرمت درج ہے ایسا ہی جب تم محمدؐ اور قرآن پر جو اسپر نازل ہوا ہے ایمان نہ لائے حالانکہ اُس کتاب (توریت) میں اُس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ تم اب بھی توریت پر ایمان نہیں رکھتے +

جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو کوئی قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ توریت پر بھی ایمان نہیں رکھتا کیونکہ خدا نے ان سے عہد لیا ہے کہ میں اس شخص کا ایمان قبول نہ کرونگا جو ایک پر ایمان لائے جبتک کہ وہ دوسری پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت پر ایمان لانا فرض کیا ہے جس طرح محمدؐ پر ایمان لانا فرض کیا ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ میں نبوت محمدؐ پر ایمان رکھتا ہوں اور علیؑ کی ولایت کا منکر ہوں وہ محمدؐ کی نبوت پر بھی ایمان نہیں لایا کیونکہ جب خدا قیامت کے دن تمام مخلوقات کو محشور کریگا تو پروردگار عالم کی طرف سے ایک منادی ایسی ندا کریگا جس سے ان کے ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائیگی اور وہ کہیگا اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ اور دوسرا منادی پکاریگا اے گروہ ہائے مخلوقات تم بھی اس کلمہ کے کہنے میں اسکے ساتھ دو اسوقت دہریہ اور معطلہ[1] فرقے تو گونگے ہو جائینگے اور انکی زبانیں نہ چلیں گی باقی سب لوگ ان کلمات کو کہینگے اس طرح دہریہ گونگے پن کے سبب باقی مذاہب والوں سے جدا ہو جائینگے بعد ازاں منادی ندا کریگا اَشہَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کلمہ شہادت کو مشرکان مجوس و نصاریٰ اور بت پرستوں کے سوا سب لوگ کہیں گے اور مشرک لوگ سب گونگے ہو جائینگے اور اسطرح جملہ خلائق سے الگ ہو جائینگے پھر منادی ندا کریگا اَشہَدُ اَنَّ

[1] معطلہ وہ فرقہ ہے جو وجود خدا کا تو قائل ہے مگر یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اسکو کرنا تھا کر چکا اب اسکو کام کی ضرورت نہیں ہے لہذا اب بیکار ہی بیٹھا ہے ۱۲ سید محمد نا صر قبلہ مدظلہ العالی

پارہ ۲۳ سورہ صافات ع ۲

مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ تمام مسلمان اس شہادت کو اپنی زبان پر جاری کرینگے اور یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین گونگے پن کے سبب اسکو ادا نہ کر سکینگے پھر آخر میدانِ قیامت سے ایک ندا آئیگی کہ انکو جنت کی طرف لے چلو اسی اثنا میں ناگاہ خدا کی طرف سے ایک اور ندا آئیگی کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ان کو ٹھیراؤ کہ ان سے کچھ سوال کیا جائیگا یہ ندا سنکر وہ فرشتے جو ان لوگوں کو انکے نبوت محمدؐ کی شہادت دینے کے سبب جنت میں لیے جاتے تھے عرض کرینگے اے پروردگار یہ لوگ کیوں ٹھیرائے جاتے ہیں اسوقت پھر ایک اور ندا جانب پروردگار سے آئیگی کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنْ وَلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ انکو ٹھیراؤ کہ ان سے علیؑ ابن ابیطالب اور آل محمدؐ کی ولایت کی بابت سوال کیا جائیگا اے میرے بندو اور اے میری کنیزو میں نے انکو محمدؐ کی شہادت کے ساتھ ایک اور شہادت کا بھی حکم دیا ہے اگر اسکو ادا کرینگے تو اپنے ثوابوں کو زیادہ کرینگے اور اپنی موجودہ نیکیوں کو بڑھائینگے اور اگر اسکو ادا نہ کیا تو نبوت محمدؐ اور میری ربوبیت کی شہادت دینے سے انکو کچھ حاصل نہیں ہے جو کوئی اس شہادت کو لیکر آیا ہے وہ کامیاب اور رستگار ہوگا اور جو کوئی اسکو نہیں لایا وہ ہلاک ہوگا اسوقت ایک شخص کہیگا کہ میں علیؑ کی ولایت کا شاہد اور آل محمدؐ کا محب ہوں حالانکہ وہ اس دعوے میں کاذب ہوگا اور اسکو گمان ہوگا کہ میں جھوٹ بول کر نجات پا جاؤنگا اسپر پروردگار عالم فرمائیگا کہ اے شخص ہم تیرے اس دعوے پر علیؑ سے شہادت لینگے پھر فرمائیگا اے ابوالحسن تو شہادت دے وہ عرض کرینگے اے پروردگار جنت خود ہی تیرے دوستوں کی شاہد ہے اور دوزخ میرے دشمنوں کی گواہ ہے جو نہیں سے راست گو ہے اسکی طرف جنت کی ہوائیں آئینگی اور اسکو اٹھا کر بہشت کی بلند منزلوں اور غرفوں میں لیجائینگی اور فضل خدا سے دار المقام میں اسکو اتارینگی کہ اسمیں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچیگی اور نہ کسی طرح کی سستی اور درماندگی عارض ہوگی اور جو لوگ ان میں جھوٹے ہیں جہنم کی گرم ہوائیں اور گرم پانی اور اسکا سایہ (دوزخ کی آگ کا دھواں) جو تین شاخوں والا ہے کہ نہ وہ سایہ کرتا ہے اور نہ شعلوں سے بچاتا ہے اسکی طرف آئینگے اور اسکو اٹھا کر ہوا میں اونچا کرینگے اور آتش جہنم میں جا کر ڈالدینگے ❖

جناب رسولخدا نے فرمایا ہے اے علیؑ اس سبب سے تم قسیم النار ہو کہ تم جہنم سے کہوگے کہ یہ شخص میرے

واسطے ہے اور یہ میرے واسطے ۔

اور جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن عبداللہ ابن صوریا جناب رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے فرمایا اے کانڑے یہودی کے لڑکے یہودی گمان کرتے ہیں کہ تو کتب سماوی اور علوم انبیا کا سب سے زیادہ ماہر ہے تب اس نے بہت سے مسئلے آزمائشی طور پر حضرتؐ سے دریافت کئے حضرتؐ نے ایسے جواب دئے جنمیں اسکو مجال انکار نہ ہوئی پھر عرض کی اے محمدؐ خدا کی طرف سے یہ خبریں کون تیرے پاس لاتا ہے فرمایا جبرئیلؑ عرض کی اگر کوئی اور فرشتہ یہ خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا مگر منجملہ تمام فرشتوں کے جبرئیل تو ہمارا دشمن ہے اگر میکائیل وغیرہ سوائے جبرئیل کے آپکے پاس خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا فرمایا تم نے جبرئیل کو اپنا دشمن کس وجہ سے قرار دیا اس نے عرض کی کہ وہ بنی اسرائیل پر بلائیں اور شدتیں نازل کرتا تھا اور اس نے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا یہانتک کہ اس نے زبردست اور قوی ہو کر بنی اسرائیل کو ہلاک کیا اسی طرح ہر خوف اور سختی جبرئیل ہی لیکر نازل ہوتا ہے اور میکائیل ہمپر رحمت لیکر آیا کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر تو امر الہی سے جاہل اور ناواقف ہے اور اگر جبرئیلؑ ان امور میں جو خدا تمہارے باب میں کرنا چاہتا ہے خدا کی اطاعت کرے تو اس کا کیا گناہ دیکھو ملک الموت بھی تمہارا دشمن ہے کہ خدا نے اسکو تمام مخلوق کی روحیں قبض کرنیکے لئے مقرر کیا ہے جنمیں تم بھی داخل ہو تم نے دیکھا ہوگا کہ ماں باپ اپنی اولاد کی بھلائی کی خاطر زجر و توبیخ کر کے انکو مکروہ اور ناگوار دوائیں پلاتے ہیں تو کیا یہ درست ہے کہ اولاد اس سختی کے سبب ماں باپ کو اپنا دشمن سمجھے مگر تم لوگ اللہ سے ناواقف ہو اور اسکی حکمت سے غافل میں شہادت دیتا ہوں کہ جبرئیل اور میکائیل حکم خدا سے کام کرتے ہیں اور اسکے مطیع و فرمانبردار ہیں اور جو کوئی ان دونوں سے کسی ایک کو دشمن رکھتا ہے وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے اور جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ میں ایک کا دوست ہوں اور دوسرے کا دشمن وہ جھوٹا ہے دیکھو محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ دونو بھائی ہیں جسطرح جبرئیل اور میکائیل دونو بھائی ہیں اور جو کوئی ان دونو کو دوست رکھے وہ دوستان خدا میں داخل ہے اور جو کوئی دونو سے بغض رکھے وہ دشمنان خدا میں شامل ہے اور جو کوئی کسی ایک سے بغض رکھے اور گمان کرے کہ دوسرے کو دوست رکھتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور وہ دونو اس سے بیزار ہیں۔

اور اسی طرح جو کوئی مجھ اور علیؑ دونوں میں سے کسی ایک سے بغض رکھے پھر گمان کرے کہ میں دوسرے کو دوست رکھتا ہوں ہم دونو اس سے بیزار ہیں اور خدا اور اسکے فرشتے اور نیک بندے سب اس سے بیزار اور ناخوش ہیں +

قولہ عزوجل وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ○ ترجمہ اور البتہ موسیٰ تمہارے پاس معجزات لیکر آیا تھا پھر تم نے اسکے پیچھے گوسالہ پرستی اختیار کی تھی اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا یہود یوں سے فرماتا ہے وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ البتہ موسیٰ تمہارے پاس معجزات باہرہ لیکر آیا تھا جو اسکی نبوت اور محمدؐ کے اشرف و افضل خلائق ہونے پر دلالت کرتے تھے اور جن سے علیؑ کی خلافت اور وصایت کا ذکر اور اسکے بعد کے ائمہ علیہم السلام کا حال معلوم ہوتا تھا ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ پھر اسکے پہاڑ پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو خدا قرار دیا اور اسکے خلیفہ (ہارونؑ) کی مخالفت کی جسکی خلافت پر اس نے نص کیا تھا اور اسکو اپنے بعد تم پر اپنا جانشین کر گیا تھا اور وہ ہارونؑ تھا وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ اور تم اس فعل کے مرتکب ہونے سے کافر اور ظالم ہو گئے +

ایک حدیث کا ذکر ہے کہ رسولخدا کسی باغ میں تشریف لیگئے جو نہایت آراستہ و پیراستہ تھا علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ باغ کیسا اچھا ہے فرمایا اے علیؑ تمہارے لئے جنت میں اس سے بہتر باغ ہے پھر حضرتؐ دوسرے باغ میں تشریف لیگئے اور وہاں بھی جناب امیرؑ نے اس باغ کی تعریف کی اور وہی جواب پایا یہانتک کہ حضرتؐ کا گزر سات باغوں سے ہوا اور علیؑ ہر دفعہ عرض کرتے تھے یہ باغ کیا ہی خوب ہے اور حضرتؐ ہر دفعہ ارشاد فرماتے تھے یا علیؑ تمہارے لئے جنت میں اس سے بہتر باغ موجود ہے پھر رسولخدا پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ امیر المومنین بھی اُن کے رونے سے رونے لگے پھر عرض کی یا رسول اللہ آپ کس لئے گریہ فرماتے ہیں فرمایا اے میرے بھائی اے ابوالحسنؑ قوم کے سینوں میں تیرے کینے بھرے ہیں جنکو وہ میرے بعد ظاہر کرینگے عرض کی میرا دین تو سلامت رہیگا؟ فرمایا ہاں تیرا دین سلامت رہیگا عرض کی یا رسول اللہ جبکہ میرا دین سلامت ہے تو مجھ کو کچھ غم نہیں ہے فرمایا اسی لئے تو خدا نے تجھ کو محمدؐ کا تابع اور اپنی خوشنودی

اور مغفرت کی طرف دعوت کرنیوالا حلال زادوں کو (تم سے محبت رکھنے کے سبب) جزا دینے والا اور حرام زادوں کو (تم سے بغض رکھنے کے سبب) سزا دینے والا اور قیامت کے دن محمدؐ کے علم کا اٹھانیوالا اور پیغمبروں اور رسولوں اور صابروں کو میرے علم کے سایہ میں جنت کی طرف یجانیوالا مقرر کیا ہے یا علیؑ موسیٰؑ کے بعد اسکے اصحاب نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور اسکے خلیفہ ہارون کی مخالفت کی اور عنقریب میری امت بھی گوسالہ کو اختیار کریگی اسکے بعد ایک اور گوسالہ کو اور اسکے بعد ایک اور کو اور تیری مخالفت کریگی اور تو میرا خلیفہ ہے یہ میری امت کے لوگ گوسالہ کو اختیار کرنے میں قوم موسیٰؑ کے مشابہ ہیں مگر جو لوگ تیرے موافق اور مطیع ہونگے وہ جنت رفیع اعلیٰ میں میرے ہمراہ ہونگے اور جو لوگ میرے بعد گوسالہ کو اختیار کرینگے اور تیری مخالفت کرینگے اور کبھی اس سے تائب اور پشیمان نہ ہونگے وہ قوم موسیٰ کے ان گوسالہ پرستوں کے ساتھ محشور ہونگے جو اپنے اس فعل سے تائب نہوئے اور وہ ہمیشہ آتش جہنم میں رہیں گے +

محمدؐ اور علیؑ سے معجزات موسیٰؑ کی نظیر ظاہر ہوئی

ابو یعقوب راوی تفسیر روایت کرتا ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ سے عرض کی اے فرزند رسولؐ آیا رسولخدا اور امیر المومنینؑ کے بھی ایسے معجزے تھے جو موسیٰؑ کے معجزات و آیات کے مشابہ تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ علیؑ نفس رسولؐ ہے اور رسولؐ خدا کے معجزے عین علیؑ کے معجزے ہیں اور علیؑ کے معجزے رسولخدا کے معجزے ہیں اور کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے جو خدا نے کسی نبی یا رسول گزشتہ کو عطا کیا ہو اور اسکے مشابہ یا اس سے بہتر محمدؐ کو عنایت نہ کیا ہو دیکھو موسیٰؑ کا عصا اژدہا بن کر جادوگروں کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا آنحضرتؐ کو اس سے افضل اور بہتر معجزہ عطا ہوا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں کا ایک گروہ حاضر خدمت ہوا اور حضرتؐ سے بہت سے سوال کئے اور مجادلہ کیا اور حضرتؐ نے ان کے سوالوں کے انہی کی کتاب سے جواب دئے پھر انہوں نے عرض کی اے محمدؐ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم کو عصائے موسیٰؑ کی نظیر دکھلا حضرتؐ نے فرمایا کہ میں جو کتاب تمہارے پاس لیکر آیا ہوں وہ عصائے موسیٰؑ سے بہتر ہے کیونکہ وہ میرے بعد قیامت تک باقی رہیگی اور تمام دشمنان و مخالفان دین سے متعرض ہوگی اور کوئی شخص اسکی ایک سورت کے مقابلہ پر بھی قادر نہوگا

نظیر عصائے موسیٰؑ

اور عصائے موسیٰؑ جاتا رہا اور اسکے بعد باقی نہ رہا جو اس کو کوئی آزما سکے جس طرح قرآن باقی رہیگا

اور برابر اسکی آزمائش ہوتی رہیگی تاہم میں ایک معجزہ دکھاتا ہوں جو عصائے موسیٰ سے بڑا اور نہایت عجیب ہوگا یہودیوں نے عرض کی دکھلایئے فرمایا موسیٰ اپنے عصا کو ہاتھ سے ڈالدیا کرتے تھے اور قبطی کافر کہتے تھے کہ موسیٰ اپنے عصا میں کچھ فریب کرتا ہے جو اس سے ایسا وقوع میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ میری حقیت کے لئے لکڑیوں کو اژدہا بنائیگا کہ نہ تو میں انکو اپنا ہاتھ لگاؤنگا اور نہ خود وہاں موجود ہونگا جب تم اپنے گھروں کو واپس جاؤگے اور رات کو اُس مکان میں جمع ہوگے تو خدا اسکی چھت کی سب کڑیوں کو اژدہا بنا دیگا اور وہ کڑیاں سَو سے کچھ زیادہ ہیں انکو دیکھ کر تم میں سے چار آدمی پتے پھٹ کر مرجائیں گے اور باقی تم سب کل صبح تک غش میں پڑے رہوگے پھر اور یہودی تمہارے پاس آئینگے اور تم سارا ماجرا ان سے بیان کروگے اور وہ تمہاری بات کا یقین نہ کرینگے بعد ازاں دوسری دفعہ وہ کڑیاں تمہارے اور انکے سامنے اژدہا بن جائینگی جس طرح رات کو بنی تھیں یہ حال دیکھ کر ان میں سے بہت سے آدمی مرجائینگے اور بہت سے دیوانے ہوجائینگے اور بہت سے غش کر جائینگے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس خدا کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا نبی کرکے بھیجا ہے یہ بات سنکر وہ یہودی حضرتؐ کے سامنے بیباک ہو کر ہنسنے لگے نہ ذرا شرم کی اور نہ کچھ خوف کیا اور آپسمیں کہنے لگے دیکھو اس نے کتنا بڑا دعویٰ کیا ہے اور کیسا اپنی حد سے باہر نکل گیا ہے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگرچہ تم اسوقت ہنستے ہو مگر عنقریب روؤگے اور حیران ہوگے۔ سنو جس پر یہ حالت طاری ہو اور اپنی موت اور دیوانگی سے خوف کرے اسکو چاہیئے کہ اس طرح سے دعا کرے کہ اے خدا محمدؐ مصطفیٰ اور علیؑ مرتضےٰ اور ان کے ان جانشینوں کا واسطہ کہ جو کوئی انکے امر امامت کو انکے سپرد کردے اسکو تو برگزیدہ اور پسندیدہ کرتا ہے مجھکو اس حال شکے دیکھنے کی قوت عطا فرما اور اگر ان مُردوں میں سے کوئی اس کا دوست ہو اور وہ اس کا زندہ ہونا چاہے اسکو چاہیئے کہ اسی طرح سے دعا کرے حق تعالیٰ اس کو زندہ کردے گا اور قوت عطا کریگا۔

الغرض وہ لوگ وہاں سے جاکر اس جگہ جمع ہوئے اور آنحضرتؐ اور ان کے اس قول پر کہ کڑیاں اژدہا بن جائینگی ہنسنے لگے ناگاہ انہوں نے سنا کہ چھت میں حرکت پیدا ہوئی اور یکایک تمام کڑیاں

اژدہا بن گئیں اور اپنے سروں کو دیواروں پر لٹکالیا اور انکی طرف بڑھے کہ جاکر انکو لقمہ کرلیں جب انکے پاس پہنچے تو پہلے انکو چھوڑ کر گھر کے سنگوں گھڑوں کوزوں چوڑے چوڑے پتھروں کرسیوں اور لکڑیوں چوکھٹوں اور کواڑوں کا قصد کیا اور ان سب چیزوں کو نگل گئے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا ظہور میں آگیا کہ چار آدمی تو مر گئے اور کچھ دیوانے ہوگئے اور بہت سے اپنی جانوں سے ڈرے اور حضرتؐ کے ارشاد کے موافق دعا کی اور انکے دل قوی ہوگئے پھر کسی نے ان چار مردوں پر وہی دعا پڑھی اور وہ زندہ ہوگئے جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو بولے کہ یہ دعا مستجاب ہے اور محمدؐ سچا پیغمبر ہے مگر اسکی تصدیق اور پیروی ہم کو دشوار معلوم ہوتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ ہم اسی طرح سے دعا کریں تاکہ ہمارے دل اس پر ایمان لانے اور اسکی تصدیق کرنے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرنیکے لئے نرم ہو جائیں آخرکار انہوں نے دعا کی اور خدائے بزرگ و برتر نے ایمان کو ان کا محبوب بنایا اور اسکو انکے دلوں میں پاکیزہ کیا اور کفر کو ان کے لئے مکروہ اور ناپسند کیا اور وہ خدا اور اسکے رسولؐ پر ایمان لائے ٭

جب صبح ہوئی تو اور یہودی وہاں آئے اور کڑیاں رات کی طرح اژدہاؤں کی صورت ہوگئیں تو وہ یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور شقاوت ان پر غالب ہوئی ٭

نظیر ید بیضا

اور ید بیضا کی نظیر جو معجزہ آنحضرتؐ کو عطا ہوا تھا وہ اس سے افضل اور ہزار دفعہ بڑھکر تھا کیونکہ جب کبھی حضرتؐ اندھیری رات میں حسنؑ اور حسینؑ سے ملنا چاہتے تھے اور وہ حضراتؑ اپنے گھر ہوتے تھے تو انکو آواز دیتے تھے اے ابو محمدؑ اور اے ابو عبداللہؑ میرے پاس آؤ اور باوجود اس فاصلے کے آپ کی آواز ان حضراتؑ تک پہنچتی تھی اور وہ آواز سنتے ہی آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوتے تھے اسوقت حضرتؐ اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور اسکو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے تب چاند اور سورج سے بھی کہیں زیادہ روشنی پھیل جاتی تھی اور اس روشنی میں وہ دونو سرداران جوانان بہشت اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے بعد ازاں انکی اپنی اصلی حالت پر آجاتی تھی جب حضرتؐ انکی ملاقات اور باتوں سے اپنا مطلب پورا کرچکتے تھے تو دونو شہزادوں کو

گھر واپس جانیکی اجازت دیتے تھے پھر اپنی انگشت شہادت کو اسی طرح دروازے سے باہر نکالدیتے تھے اور سورج اور چاند سے زیادہ تر روشنی پھیل جاتی تھی اور وہ دونو معصوم اس روشنی میں اپنے گھر واپس جاتے تھے بعد ازاں انگلی اپنی اصلی حالت پر عود کر جاتی تھی ✦

معجزہ طوفان

اور طوفان جیسا کہ خدا نے قبطیوں پر بھیجا تھا اسی طرح آنحضرتؐ کے معجزے کے طور پر مشرکوں پر بھی بھیجا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرتؐ کے ایک اصحاب ثابت بن افلح نے کسی جہاد میں ایک مشرک کو قتل کیا تھا اور اس مقتول کی عورت نے نذر مانی تھی کہ اس قاتل کی کھوپری میں شراب پیوں گی جب اُحد کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو اسمیں سخت صدمہ پہنچا تو ثابت مذکور بھی کسی ٹیلے پر مارا گیا جب مشرک چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت اپنے ہمراہیوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے تو وہ عورت ابوسفیان کے پاس آئی اور آکر اس سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو میرے غلام کے ہمراہ ثابت کی لاش پر بھیجدے کہ وہ جاکر اس کا سر کاٹ لائے تاکہ میں اپنی نذر پوری کردوں اور اسکی کھوپری میں شراب پیوں اور جب اسکے غلام نے ثابت کے قتل کی بشارت اسکو پہنچائی تھی تو اسکو آزاد کردیا تھا اور ایک لونڈی اسکو عطا کی تھی۔ الغرض جب اس نے آکر ابوسفیان سے درخواست کی تو اس نے رات کے وقت اپنے ہمراہیوں میں سے دوسو دلیر اور قوی ہیکل جوانوں کو روانہ کیا کہ ثابت کا سر کاٹ لائیں اور لاکر اس عورت کو دیدیں آخر کار وہ لوگ روانہ ہوئے اسی اثنا میں ایک ایسی آندھی چلی کہ اس لاش کو نشیب میں اڑا کرلے گئی وہ لوگ ثابت کا سر کاٹنے کے ارادہ سے لاش کے پیچھے چلے اتنے میں بارش برسنے لگی اور اس قدر پانی برسا کہ وہ دوسو مرد سبکے سب غرق ہوگئے اور اس لاش اور ان دوسو مردوں کا کہیں نشان تک نہ ملا اور خدا نے اس مشرکہ کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا پس حضرتؐ کا یہ معجزہ قبطیوں کے طوفان سے بہت بڑھکر ہے ✦

معجزہ ٹڈی دل

اور ٹڈی دل جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا خدا نے اس سے بہت بڑا اور عجیب تر محمدؐ کے دشمنوں پر بھیجا کیونکہ ان پر ٹڈی کو اسلئے بھیجا تھا کہ انکو کھاجائے اور موسیٰؑ کے ٹڈی دل نے قبطیوں کے

آدمیوں کو نہیں کھایا تھا بلکہ اس نے انکی زراعت کو چٹ کیا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ شام کی طرف سفر کو تشریف لیگئے جب وہاں سے مکہ کو واپس آنے کا ارادہ کیا تو دو سو نفر یہودی حضرتؐ کے قتل کرنے کے ارادہ سے پیچھے لگ گئے کہ ایسا نہو کہ خدا دولت یہود کو ان کے ہاتھ سے برباد کردے اسلئے حضرتؐ کے قتل پر کمربستہ ہوئے حالانکہ حضرت ہمیشہ قافلہ میں رہتے تھے مگر ان کو آپ پر ہاتھ اٹھانیکی جراٗت نہ پڑتی تھی اور حضرتؐ کا دستور تھا کہ جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے دور فاصلے پر تشریف لیجاتے تھے یا درختوں میں یا کسی دور کے کھنڈرات میں پوشیدہ ہوجایا کرتے تھے القصہ ایک روز معمول کے موافق قافلہ سے دور تشریف لیگئے اور وہ دشمنان دین پیچھے لگے اور جاکر ہر طرف سے احاطہ کرلیا اور تلواریں سونت کر قتل پر آمادہ ہوگئے اسوقت اللہ تعالےٰ نے حضرتؐ کے پاؤں کے نیچے سے اس ریگستان میں بیشمار ٹڈیوں کو ظاہر کیا اور انھوں نے نکل کر ان یہودیوں کو گھیر لیا اور کھانے لگیں یہ حال دیکھ کر انکو اپنی پڑ گئی اور ادھر کا خیال چھوٹ گیا جب حضرتؐ رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو انکو ٹڈی دل میں چھوڑ قافلہ میں تشریف لائے قافلے والوں نے دریافت کیا کہ وہ لوگ جو آپکے پیچھے گئے تھے کیا ہوئے کہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میرے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے خدا نے ان پر ٹڈیوں کو مسلط کیا ہے اور آپ اپنی بلامیں گرفتار ہیں جب انھوں نے جاکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بعض تو مر گئے ہیں اور بعض مرنیکے قریب ہیں اور ٹڈیاں انکو کھا رہی ہیں وہ کھڑے دیکھتے رہے یہانتک کہ ٹڈیاں انکو خورد برد کر گئیں اور ایک ذرہ بھی ان کے جسم کا باقی نہ چھوڑا +

اور معجزہ قمل (جوں) کی نظیر اس طرح وقوع میں آئی کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے امر نبوت کو مدینہ میں ظاہر کیا اور آپ کی شان و منزلت وہاں بہت بڑھ گئی تو ایک روز اپنے اصحاب سے خدا کا اپنے انبیا کے امتحان کرنے اور طاعت خدا کے باعث اذیتوں میں انکے صبر کرنے کا حال بیان کیا اور اثنائے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ رکن و مقام کے مابین ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو فقط بھوک اور جوؤں کے صدمہ سے فوت ہوئے ہیں جب یہ بات بعض یہودی منافقوں اور قریشی سرکش کافروں نے سنی تو آپس میں مشورہ کیا

کہ محمدؐ کو بھی ان ہی سے ملحق کر دو چلو اپنی تلواروں سے اسکو قتل کریں تاکہ جھوٹی باتیں نہ بنایا کرے آخرکار
یہ صلاح ٹھیری کہ جب کبھی آنحضرتؐ کو مدینہ کے باہر اکیلا پائیں سب چلکر گردسے احاطہ کر لیں اور
وہ سب دو سو آدمی تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ تن تنہا مدینے کے باہر تشریف لیگئے اور ان مردودوں نے
پیچھا کیا اتفاقاً ان میں سے ایک کو اپنے کپڑوں میں جوئیں نظر پڑیں پھر اس نے جوؤں کے سبب اپنے
بدن اور پیٹھ کو کھجانا شروع کیا اور اسکو اپنے ساتھیوں سے شرم آئی اور حیا کے مارے الگ ہو کر چلا گیا
بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک کے کپڑوں میں جوئیں معلوم ہوتی تھیں اور وہ علیحدہ ہو کر چلا
جاتا تھا آخر رفتہ رفتہ سب چلے گئے بعد ازاں ان پر جوؤں کی اور زیادتی ہوئی یہانتک کہ جوؤں نے
انپر غلبہ پایا اور ان کے حلق بند ہو گئے کہ کھانا پینا موقوف ہو گیا اور دو ماہ کے عرصہ میں سب
مر گئے کوئی پانچ دن میں کوئی دس دن میں کوئی کم میں اور کوئی زیادہ میں غرض دو ماہ سے زیادہ
کوئی نہ جیا اور ان جوؤں کی اذیت اور بھوک پیاس کے صدمے سے سب کے سب ہلاک ہو گئے یہ جوئیں
تھیں جنکو اللہ تعالیٰ نے بطور ایک آیت الٰہی کے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر نازل کیا تھا +

اور مینڈکوں کے معجزے کی نظیر کو بھی اللہ تعالیٰ نے دشمنان محمدؐ پر جو آپکے قتل کا ارادہ رکھتے تھے نازل کیا
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوہے بھیجکر انکو ہلاک کیا ہے اور اس کا قصہ اسطرح سے ہے کہ کفار عرب اور یہودیوں
اور دیگر اقوام میں سے دو سو آدمی حج کے موسم میں مکہ میں جمع ہوئے اور اپنے دلوں میں حضرتؐ کے قتل کا
ارادہ کیا اور مدینہ منورہ کا رخ کیا چلتے چلتے ایک منزل میں جو اترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کے حوض
کا پانی اس پانی سے جو ان کے پاس موجود تھا نہایت صاف اور خوشگوار ہے یہ دیکھ کر جو پانی پاس تھا
سب گرا دیا اور اپنی مشکوں اور توشدانوں کو اس پانی سے بھر لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے آخر
چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے جہاں چوہے بہت تھے اور ڈیرے ڈال دئے خدا نے انکی مشکوں اور توشدانوں
پر چوہوں کو مسلط کیا اور انہوں نے ان سب کو کاٹ کاٹ کر چھلنی کر دیا اور سارا پانی اس سنگلاخ
زمین میں بہ گیا اور انکو کچھ خبر نہ ہوئی جب پیاس لگی اور مشکوں میں پانی نہ پایا تو ہٹ کر انہی حوضوں
پر گئے جہاں سے وہ پانی بھرا تھا مگر چوہے وہاں پہلے ہی سے پہنچ گئے تھے اور حوضوں کے کناروں میں سوراخ

مینڈکوں کے معجزے کی نظیر

کر کے تمام پانی اس سنگلاخ زمین پر بہا دیا تھا تب وہ پانی سے نا امید ہو گئے اور پیاسے مر گئے اور صرف ایک آدمی جیتا پھرا جو اپنی زبان اور پیٹ پر محمدؐ کا نام لکھتا تھا اور کہتا تھا اے پروردگار محمدؐ و آل محمدؐ میں نے محمدؐ کی ایذا رسانی سے توبہ کی محمدؐ و آل محمدؐ کے مرتبے کا واسطہ اس بلا کو مجھ سے دور کر اس طرح وہ سلامت رہا اور خدا نے اسکی پیاس کو بجھا دیا اور وہاں پر ایک قافلہ وارد ہوا اونہوں نے اسکو ان سب (مُردوں) کے اسباب اور اونٹوں سمیت اٹھا لائے اور وہ پیاس میں اپنے ناقوں کی نسبت زیادہ صابر تھا پھر مدینہ میں آکر حضرتؐ پر ایمان لایا حضرتؐ نے وہ سب اونٹ اور سارا اسباب اس کے حوالے کیا +

اور معجزہ دم یعنی خون کی نظیر یہ ہے کہ ایک دفعہ رسولخداؐ نے پچھنے لئے اور جو خون نکلا وہ ابو سعید خدریؓ کو دیا کہ اسکو لیجا کر کہیں دبا دے اسنے لیجا کر پی لیا حضرتؐ نے پوچھا تو نے خون کیا کیا عرض کی میں نے پی لیا فرمایا میں نے تو دبانے کو کہا تھا عرض کی میں نے اسکو محفوظ برتن میں پوشیدہ کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا خبردار پھر کبھی ایسا نہ کرنا بعد ازاں فرمایا اے ابو سعیدؓ خدا نے تیرے گوشت اور خون کو آتش جہنم پر حرام کر دیا کیونکہ میرا گوشت اور خون اسمیں مل گیا ہے یہ بات سنکر چالیس منافق حضرتؐ پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ خدری کے خون میں میرا خون ملنے کے سبب اسکو آتش جہنم سے نجات ملی حالانکہ وہ محض کذاب اور مفتری ہے ہم تو اسکے خون کو گندہ جانتے ہیں جب آنحضرتؐ کو وحی خدا سے یہ حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ خدا ان لوگوں کو خون کے عذاب میں گرفتار کریگا اور اسی سے انکو ہلاک کریگا اگرچہ قبطی عذاب خون سے ہلاک نہیں ہوئے تھے اس واقعہ کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ انکو دائمی نکسیر اور ڈاڑھوں سے خون بہنے کا عارضہ لاحق ہوا اور یہ خون انکے کھانے پینے کی چیزوں میں ملجاتا تھا اور وہ اسی طرح کھا جاتے تھے آخر کار چالیس روز اسی عذاب میں مبتلا رہکر جہنم واصل ہوئے

اور قحط سالی اور کمی میوہ جات کے معجزے کی نظیر یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی مضر کے حق میں بددعا کی کہ اے خدا اپنے عذاب کو ان پر سخت کر اور زمانہ یوسفؑ کا سا قحط ان پر ڈالدے الغرض خدا نے انکو قحط سالی اور بھوک میں مبتلا کیا اور ہر ملک سے غلہ وہاں آتا تھا جب وہ لوگ غلہ خرید کر اسپر قابض ہو جاتے تو ابھی

گھر تک پہنچنے نہ پاتا تھا کہ کیڑا اسمیں لگ جاتا اور وہ گندہ اور بدبودار ہو جاتا تھا اور روپیہ مفت برباد جاتا تھا اور انکو اس غلہ سے کچھ حاصل نہ ہوتا تھا رفتہ رفتہ قحط سالی اور سخت بھوک سے یہانتک نوبت پہنچی کہ مردہ کتے کھائے اور مُردوں کی ہڈیاں جلاکر اور مردہ لاشوں کو قبروں میں سے نکال نکال کر کھا گئے یہانتک کہ بعض اوقات عورتیں اپنے بچوں کو چٹ کر گئیں آخرکار روسائے قریش جمع ہو کر گروہا گروہ حضرت کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد بالفرض ہمارے مرد ونکا تو تو دشمن ہے مگر عورتوں اور بچوں اور چوپاؤں کا کیا قصور حضرت نے جواب دیا کہ تمہارے لئے تو یہ عذاب ہے اور تمہارے بچوں اور حیوانوں کیلئے عذاب نہیں ہے بلکہ ان کیلئے سراسر نفع ہے جب پروردگار چاہیگا دنیا یا آخرت میں انکو اس مصیبت کا عوض دیگا پھر حضرت نے بنی مضر کا قصور معاف کیا اور دعا کی کہ اے خدا انپر سے اس بلا کو دور کر الغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارزانی اور خوشحالی اور رفاہیت از سر نو عود کر آئی۔ چنانچہ خدا انکی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں جسنے انکو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا +

پارہ عم سورۃ لایلف

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طمس جس سے قوم فرعون کا مال اسباب پتھر بن گیا تھا اسکی نظیر بھی محمد و علی کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اسکا قصہ اسطرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہ میں نے اپنے اس بیٹے کی بچپن میں پرورش کی اور بہت پیار اور عزت سے رکھا اور مال کثیر سے اسکی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار ہو گیا اور میری قوت اور مال سب اسپر صرف ہو چکا اور ضعف کے مارے میری یہ حالت ہو گئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں تو اس نے میری طرف سے رخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری غمخواری نہیں کرتا جو میرے سدِ رمق کو کافی ہو تب جناب رسالتمآب نے اس جوان سے فرمایا تو کیا کہتا ہے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرت نے اسکے باپ سے فرمایا اے شیخ اب کہہ کیا کہتا ہے بڈھے نے عرض کی یا رسول اللہ اسکے پاس گیہوں جو خرما اور انجیر وکے انبار اور بہت کچھ نقد

معجزہ طمس

درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سنکر حضرتؑ نے لڑکے سے فرمایا اب بتا اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرتؑ نے اس سے فرمایا اے جوان خدا سے ڈر اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آ خدا تجھ سے نیکی کریگا اس نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں حضرتؑ نے فرمایا خیر اس مہینے تو تیری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بڈھے کو ایک مہینے کا لفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تاکہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پئیں اور ایسا ہی ہوا جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو بڈھا لڑکے کو لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تیرے پاس اسوقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائیگا کہ در اصل کوئی شے تیرے پاس نہ رہیگی آخر کار وہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے غلے کے ذخیرے کے پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا اناج اٹھا کر کہیں اور لے جا کہ ہم اسکی بدبو سے مرے جاتے ہیں جب وہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں جو خرما اور انجیر تمام گندے اور بدبودار ہو گئے ہیں اور ان لوگوں نے اسکو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اٹھا لینے پر مجبور کیا تو اس نے سارا روپیہ صرف کرکے مزدور لگائے انہوں نے اس غلے وغیرہ کو اٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدوروں کو ساتھ لیکر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر انکی مزدوری ادا کرے ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ پیسہ سب پتھر بن گیا ہے۔ اور حمالوں نے اجرت کیلئے زور دیا لاچار سب کپڑے فرش گھر بار وغیرہ فروخت کرکے انکی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ باہر آیا اور ایسا محتاج اور تنگدست ہو گیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ ہوتی تھی اور اسی غم میں کڑھ کڑھ کر بیمار ہو گیا۔ پھر آنحضرتؑ نے فرمایا اے ماں باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دنیا میں اس جوان کے مال تباہ ہو گئے ہیں اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لئے تیار کئے گئے تھے انکی عوض درکاتِ جہنم مہیا کئے گئے ؛

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے کہ انہوں نے ان آیات کے دیکھنے کے بعد

بھی خدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی خبردار تم کہیں انکے مشابہ نہ ہو جانا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کیونکر انکے مشابہ ہو سکتے ہیں فرمایا اس طرح سے کہ خدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پر بھروسا کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے مشابہ ہو جاؤ گے ✦

معجزہ جناب امیر علیہ السلام

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معجزے کی نظیر جناب امیر سے اسطرح پر ظاہر ہوئی کہ آپکے ایک محب نے ملک شام سے یہ عریضہ لکھا یا امیر المومنینؑ میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا ہوں تو انکے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی لٹ جانے کا اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے ملحق ہوں اور آپکے پاس رہکر حضرتؑ کی خدمتگزاری میں مصروف رہوں یا امیر المومنینؑ میری امداد کیجیے حضرتؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کر اور تمام مال انکے حوالے کرکے سب پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ پڑھ اور خدا سے عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علیؑ ابن ابیطالب کے حکم کے بموجب تیرے پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اُٹھ کر میری طرف چلا آ۔ اس مرد مومن نے ایسا ہی کیا اور روانہ ہوا مخبروں نے جاکر معاویہ کو خبر دی کہ فلاں شخص علیؑ ابن ابیطالب کی طرف بھاگ گیا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ اسکے عیال کو اسیر کرکے غلام بنایا جائے اور مال و اسباب لوٹ لیا جائے۔ جب معاویہ کے آدمی وہاں گئے تو خدا نے انکو معاویہ کے عیال اور یزید کے خاص مصاحبوں کے عیال کے مشابہ کر دیا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مال ہم نے لوٹا اور اس پر قابض ہو گئے رہا اس کا عیال سو اسکو اسیر کرکے بازار میں بکنے کے لئے بھیجدیا مگر جب لوگوں نے مشابہت دیکھی تو اس کے خریدنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عیال کو یہ بات معلوم کرا دی کہ انکو عیال معاویہ کے اور یزید خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا گیا ہے جب انہوں نے اس مخمصے سے نجات پائی تو یہ خوف ہوا کہ کہیں چور ہمارے مال کو نہ چرا لیجائیں اسکے لئے خدا نے یہ انتظام کیا کہ جب چور اس مال کے چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے تو وہ بچھوؤں اور سانپوں کی صورت میں بدل جاتا تھا اور

وہ انکو ڈنک مارتے اور کاٹتے تھے اس طرح بہت سے چور مر گئے اور باقی کمزور اور ضعیف ہو گئے اور خدا نے اس طریق سے اس شخص کے مال کو محفوظ رکھا آخر کار ایک روز جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ تیرا عیال اور مال یہاں آجائے اس نے عرض کی کہ ہاں اسوقت حضرتؑ نے یہ کلمہ زبان مبارک پر جاری کیا اَللّٰهُمَّ اَئۡتِ بِهِمۡ اے خدا انکو لا۔ ناگاہ وہ سب اپنے مال و اسباب سمیت اس شخص کے سامنے آموجود ہوئے اور اسکے مال میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ ہوا تھا پھر اسکے گھر والوں نے اپنی تمام سرگزشت اس سے بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو معاویہ اور اسکے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا تھا اور ہمارے مال کو بچھوؤں اور سانپوں کی شکل میں بدل دیا تھا جو چوروں کو کہ چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے کاٹتے اور ڈستے تھے *

اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت اس قسم کی باتیں بعض مومنوں کے لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ انکی بصیرت زیادہ ہو اور بعض وقت کافروں کے لئے ایسا کرتا ہے تاکہ انکے عذر کے قطع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے *

قولہ عزوجل وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَيۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّاسۡمَعُوۡا قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَعَصَيۡنَا وَاُشۡرِبُوۡا فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡعِجۡلَ بِكُفۡرِهِمۡ قُلۡ بِئۡسَمَا يَاۡمُرُكُمۡ بِهٖۤ اِيۡمَانُكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۞ ترجمہ اور اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تم پر بلند کیا جو چیز کہ ہم نے تم کو دی ہے اسے قوت سے پکڑو اور سنو انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور سرکشی کی اور انکے دلوں میں انکے کفر کے سبب بچھڑے کی محبت پلائی گئی۔ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ وہ چیز بری ہے جس کے لئے تمہارا ایمان حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو *

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے کہتا ہے کہ تم اسوقت کو یاد کرو وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ جبکہ ہم نے تمہارے بزرگوں سے عہد لیا اور کوہ طور کو انپر بلند کیا جبکہ انہوں نے یہ حرکت کی کہ موسیٰؑ جو دین خدا اور احکام الٰہی انکے پاس لایا

اور انکو امر کیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور انکے جانشین تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو وہ منکر ہو گئے خُذُوْا مَآ
اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ اور ہم نے ان سے کہا تھا کہ یہ فرائض جو ہم نے تم کو بھیجے ہیں انکو اس قوت سے پکڑو جو ہم نے
تم کو عطا کی ہے اور جسکے سبب تم کو صاحب مقدور کیا ہے اور اسکو تمہارے جسم میں مرکب کرکے تمہاری
بیماریوں کو دور کر دیا ہے وَاسْمَعُوْا اور جو بات تم سے کہی جائے اور جو حکم تم کو دیا جائے اسکو سنو۔
قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا انہوں نے کہا کہ ہم نے تیرے قول کو سنا اور تیرے حکم کو نہ مانا یعنی انہوں نے
بعد میں سرکشی کی یا اسوقت بھی وہ عصیاں اور نافرمانی کو پوشیدہ رکھتے تھے وَاُشْرِبُوْا فِیْ
قُلُوْبِھِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِھِمْ اور ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت انکے کفر کے سبب پلائی گئی اور
اس پانی کے پینے کا انکو حکم ملا تھا تاکہ شناخت ہو جائے کہ کس نے اسکی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی اور
یہ حکم انکو انکے کفر کی وجہ سے ملا تھا قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖٓ اِیْمَانُکُمْ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ
تمہارا یہ موسیٰؑ پر ایمان لانا جو تم کو حکم دیتا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان اولیاء اللہ کا جو ان دونو کی
اولاد میں ہیں انکار کرو وہ برا ہے اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم توریت موسیٰؑ پر ایمان رکھتے
ہو لیکن پناہ بخدا تمہارا توریت پر ایمان لانا تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ و علیؑ علیہما الصلوۃ
والسلام کا انکار کرو۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے
انکے بزرگان سلف کا حال یاد دلاتا ہے جو زمانہ موسیٰ میں گذرے ہیں کہ ہم نے ان سے محمدؐ اور علیؑ اور انکی
آلؑ اطہار کے لئے جو خلقت کی خلافت کیلئے منتخب کئے گئے ہیں اور انکے اصحاب اور شیعوں کیلئے
اور باقی امت محمدی کے واسطے کیونکر عہد و پیمان لیا۔ چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ
یعنی اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آبا و اجداد سے عہد لیا وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ اور جب
انہوں نے ہمارے منشا کے قبول کرنے اور اسکے مقر ہونے سے انکار کیا تو ہم نے کوہ طور کو ان پر
بلند کیا خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاسْمَعُوْا جو چیز کہ ہم نے تم کو عطا کی ہے اسکو اس قوت
سے پکڑو جو ہم نے تم کو عنایت فرمائی ہے اور اس امر کے شایان ہے اور اس میں ہماری اطاعت کرو

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا انہوں نے کہا کہ ہم نے کانوں سے سنا اور دلوں سے نافرمانی کی۔
الغرض ظاہر میں ان سب نے نہایت ذلت وخواری سے اطاعت کی۔ پھر خدا فرماتا ہے۔
وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ وہ بچھڑا جس کی انہوں نے پرستش کی تھی
پینے کے لئے انکو دیا گیا یہانتک کہ جو حصہ اس کا انہوں نے پیا تھا وہ انکے دلوں تک پہنچا +
بعدازاں ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ نے کوہ طور سے مراجعت کی اور بنی اسرائیل نے اسکے
پیچھے گوسالہ پرستی کی اور واپس آنے پر اسکی عبادت سے ہٹ گئے تب موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم میں
سے کس کس نے اسکی پوجا کی ہے تاکہ میں ان پر حکم خدا کو جاری کروں مگر وہ حکم خدا کے جاری
ہونے سے خوف کھا کر اسکی پرستش کا صاف انکار کر گئے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے تو
اسکی پرستش نہیں کی ہاں میرے سوا اور لوگوں نے بیشک کی ہے اور ایک دوسرے کی چغلیاں
کھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ موسیٰ کے اس قول کو جو اس نے سامری سے کہا تھا نقل فرماتا ہے۔
وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ
نَسْفًا یعنی اے سامری اپنے معبود کو جسکی تو عبادت کرتا تھا دیکھ کہ ہم اسکو جلائینگے۔ پھر
ریزہ ریزہ کرکے دریا میں ڈالدیں گے آخر حکم خدا سے اسکو سوہاں سے رگڑوایا اور اسکے برادہ
کو لیکر دریائے شیریں میں ڈلوایا پھر انکو حکم دیا کہ اس پانی کو پیو جب انہوں نے وہ
پانی پیا تو جس جس نے اسکی پرستش کی تھی ان میں سے جنکے ہونٹ اور ناک سفید رنگ تھے
سیاہ رنگ ہوگئے اور جس جس کے پہلے سے سیاہ تھے وہ سفید ہوگئے اسوقت حضرت موسیٰ
نے حکم خدا کو انکے درمیان جاری کیا +

پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ ع ۵

اب خدا ان یہودیوں سے جو زمانۂ رسولخدا میں تھے ارشاد فرماتا ہے قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ
اِیْمَانُكُمْ اے محمدؐ ان یہودیوں سے جو اس عہد کو جو تیرے اور علیؑ اور تمہاری آل اور شیعوں کے
باب میں انکے اجداد سے لیا گیا تھا سنکر پھر تجھ کو جھٹلاتے ہیں کہدے کہ تمہارا ایمان جو تم کو یہ حکم
دیتا ہے کہ محمدؐ کا انکار کرو اور علیؑ اور اسکی آل اور اسکے شیعوں کو خفیف وحقیر جانو اس کا یہ حکم

براہے اِن کُنتُم مُؤمِنِینَ اگر تم اپنے گمان کے مطابق موسیٰؑ اور توریت پر ایمان رکھتے ہو +
بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم کو فرعون اور اسکی قوم
کے ہاتھ سے نجات ہوگی تو میں خدا کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جسمیں اسکے اوامر و نواہی اور حدود
و فرائض مندرج ہونگے آخرکار جب انہوں نے وہاں سے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰؑ
نے حسب وعدہ خدا کی طرف سے کتاب لاکر انہیں دی جس میں لکھا تھا کہ میں اس شخص کے کسی عمل
کو قبول نہیں کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آل اطہار کی تعظیم نہ کرے اور انکے اصحاب اور
شیعوں اور محبوں کی تعظیم و تکریم جیسی کہ چاہیئے بجا نہ لائے اے میرے بندو آگاہ ہو اور گواہ
رہو کہ محمدؐ میری تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہے اور علیؑ اس کا بھائی اور صفی اور اسکے علوم کا وارث
اور اسکی امت میں اس کا جانشین اور اسکے بعد تمام مخلوقات سے بہتر ہے اور اسکی آل سب
پیغمبروں کی آل سے اور اسکے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے اور اسکی امت ساری امتوں سے
بہتر اور افضل ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم اس امر کو قبول نہیں کرتے یہ نہایت عظیم
ہے اور ہم کو گراں معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں سے صرف ان احکام کو تسلیم کرتے ہیں جو ہم کو ہلکے
معلوم ہوتے ہیں اور جب ہم اس شریعت کو قبول کرینگے تو اس طرح سے کہیںگے کہ ہمارا پیغمبر سب
پیغمبروں سے بہتر ہے اور اسکی آل اور اسکے اصحاب سب پیغمبروں کی آل اور اصحاب سے افضل ہیں اور ہم جو
اسکی امت ہیں سب انبیا کی امتوں سے اشرف اور بزرگتر ہیں اور ہم اس قوم کی شرافت اور فضیلت
کا اقرار نہیں کرتے جنکو ہم نے نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہم انکو پہچانتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ نے
جبرئیلؑ کو حکم دیا اور اس نے کوہستان فلسطین میں سے پہاڑ کا ایک ٹکڑا جو حضرت موسیٰؑ کے لشکر کا
کے موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا تھا جدا کیا اور اسکو اٹھا کر انکے سروں پر ہوا میں رکھا
اور آواز دی کہ یا تو موسیٰؑ کے لائے ہوئے احکام کو قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا کر تم کو
اسکے نیچے کچل ڈالتا ہوں یہ سانحہ دیکھ کر انکو اضطراب اور بیقراری لاحق ہوئی جو ایسے وقت میں
پر ہوا کرتی ہے اور حضرت موسیٰؑ سے عرض کی اب ہم کیا کریں موسیٰؑ نے حکم دیا کہ تم خدا کے آگے

سجدہ کرو پہلے اپنی پیشانیاں زمین پر رکھو پھر دائیں رخسارے بعد ازاں بائیں رخساروں کو خاک پر ملو اور زبان سے کہو کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا اور اطاعت کی اور قبول کیا اور اقرار کیا۔ اور تسلیم کیا اور تیرے احکام پر راضی ہوئے انہوں نے ایسا ہی کیا سجدہ بھی کیا اور وہ کلمات بھی زبان سے کہے مگر اکثروں کا ظاہری فعل انکے قلبی فعل کے برخلاف تھا زبان سے تو اسی طرح کہتے تھے اور دل سے کہتے تھے ہم نے سنا اور نافرمانی کی جو زبان سے کہنے کے برخلاف تھا اور اپنے رخساروں کو جو زمین پر نہ رکھا تو ان کا یہ فعل خدا کے سامنے عجز و انکسار اور اپنی خلاف ورزی پر شرمساری اور ندامت کی غرض سے نہ تھا بلکہ یہ مقصود تھا کہ دیکھیں پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں پھر اسی مطلب کیلئے بائیں رخساروں کو خاک پر رکھا اور ان افعال کو اس طور پر بجا نہ لائے جس طرح انکو حکم دیا گیا تھا۔ یہ حال دیکھ کر جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے عرض کی کہ ان میں سے اکثر آدمی خدا کے نافرمبردار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ دنیا میں انکے اس ظاہری اقرار کے سبب اس پہاڑ کو ان پر سے ہٹا لوں کیونکہ خدا دنیا میں ایسے صرف انکے ظاہری احوال کے موافق سلوک کرتا ہے تاکہ انکے خون محفوظ اور یہ خود امن و امان میں رہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے کہ انکے اعتقادوں اور دلی ارادوں پر انکو عذاب دیگا پھر انہوں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو سراسر در آبدار بن گیا اور اونچا ہوتے ہوتے آسمانوں کو چیر کر نکل گیا اور وہ برابر اسکو دیکھ رہے تھے آخرکار ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں نظر کام نہ کرتی تھی اور دوسرا ٹکڑا آگ بنکر انکے سامنے زمین پر گر پڑا اور اسکو پھاڑ کر بیچ میں گھس گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا تو موتی بن کر اوپر چڑھ گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بنکر زمین میں گھس گیا موسیٰؑ نے جواب دیا کہ جو ٹکڑا اوپر کو گیا ہے وہ آسمان پر پہنچا اور اسکو پھاڑ کر جنت میں جا شامل ہوا اور اتنے گنا زیادہ کیا گیا کہ اسکے اضعاف (گنوں) کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سے اس کتاب (توریت) کے احکام پر واقعی اور حقیقی ایمان لانے والوں کیلئے بہشت میں محل و مکان اور مسکن اور حویلیاں تعمیر کی جائیں۔

جن میں انواع و اقسام کی نعمتیں موجود ہوں جن کا پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ درخت اور باغ اور میوجات اور حسین حوریں اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے جو بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور جنت کی اور نعمتیں اور وہاں کے عجائب و غرائب اور نفیس چیزیں ہیں اور جو ٹکڑا زمین پر اترا تھا وہ اسکے طبقوں کو پھاڑتا ہوا چلا گیا اور جہنم میں جا ملا اور خدا نے اسکو کئی گنا زیادہ کر دیا اور حکم دیا ہے کہ اس کتاب (توریت) کے احکام کو نہ ماننے والوں کیلئے محل حویلیاں منزلیں اور مکانات اس سے تعمیر کئے جائیں جنمیں سے ہر ایک میں قسم قسم کے عذاب موجود ہوں جن کا کافروں کیلئے وعدہ کیا گیا ہے مثلاً آگ کے دریا اور غسلین (وہ پیپ جو اہل دوزخ کے بدن سے رواں ہوگی) اور غساق (گندی پیپ) کے حوض اور پیپ اور خون اور زخموں کی پیپ کی نہریں اور شعلے جو گرزیں ہاتھ میں لئے ہیں اور زقوم اور ضریع کے درخت اور سانپ اور افعی اور بیڑیاں اور طوق اور زنجیریں اور تکلیفیں اور طرح طرح کی بلائیں اور عذاب جو وہاں مہیا کئے گئے ہیں +

پھر رسولخداؐ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم جو محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کے فضائل مختصہ کا انکار کرتے تھے تو کیا تم کو عذاب و عقاب خدائے قہار کا کچھ خوف نہیں ہے +

کسی نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ اوامر الہی کو قبول نہ کرتے تھے انکے سروں پر یہ پہاڑ کا بلند کرنا حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ تھا کیا آنحضرتؐ سے بھی کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا اس خدا کی قسم ہے جس نے اسکو برحق پیغمبر کیا ہے کہ آدم سے لیکر حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر گزرے ہیں انمیں سے کسی کو کوئی ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جسکی مثل یا اس سے بہتر آنحضرتؐ کو نہ دیا گیا ہو اور بیشک آنحضرتؐ سے بھی ایک ایسا معجزہ مع اور نشانیوں کے ظہور میں آیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ میں نبوت کا دعوی کیا اور خدا کے منشا کو ظاہر فرمایا تو تمام اہل عرب نے حضرتؐ کے لئے اپنی عداوت کے تیر کمانوں میں جوڑے اور ہر طرح سے آپکے دفع کرنیکی تدبیریں عمل میں لائے آخر کار ایک دن اُن کے قتل کا ارادہ کیا اور میں نے سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا اور دوشنبہ کے دن حضرتؐ کی بیعت کی تھی اور

انبیاے سلف کے معجزات کی نظایر آنحضرتؐ سے ظاہر ہونا

منگل کے دن آپکے ہمراہ نماز پڑھی تھی اور سات برس تک میں اکیلا آپکے ہمراہ نماز پڑھتا رہا یہانتک
کہ چند لوگ مسلمان ہوئے اور بعد ازاں حق تعالٰی نے اپنے دین کی حمایت کی الغرض مشرکوں کی ایک
قوم حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ میں رسول رب العالمین
ہوں اور پھر اس پر بھی راضی نہیں ہوتا یہانتک کہ تو اپنے آپ کو سب پیغمبروں کا سردار اور
سب سے افضل خیال کرتا ہے اگر تو نبیؐ ہے تو جس طرح اور انبیائے گزشتہ کے تو معجزے بیان کرتا ہے خود
بھی کوئی معجزہ دکھلا۔ جیسے تو کہتا ہے کہ نوحؑ نے طوفان کا معجزہ دکھلایا کہ سب کفار تو غرق ہو گئے
اور خود مومنوں سمیت کشتی میں بیٹھ کر نجات پا گیا۔ اور جیسے تو نے ابراہیمؑ کا ذکر کیا ہے کہ آگ اسپر
سرد ہو گئی اور وہ صحیح سلامت رہا۔ اور موسیٰؑ کی نسبت خیال کرتا ہے کہ پہاڑ اسکے اصحاب کے
سروں پر بلند کیا گیا یہانتک کہ انہوں نے ذلیل و خوار ہو کر اسکی دعوت قبول کی۔ اور عیسیٰؑ کی بابت
کہتا ہے کہ وہ کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی خبر دیا کرتا تھا اور ان مشرکوں کی چار
ٹولیاں بن گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہمارے لئے معجزہ نوحؑ ظاہر کر اور دوسرا فرقہ کہتا تھا
کہ ہمکو معجزہ موسیٰؑ دکھلا۔ اور ایک فرقہ معجزہ ابراہیمؑ کا طالب تھا اور ایک جماعت معجزہ عیسیٰؑ
کی طلبگار تھی پس حضرتؐ نے ان سب سے فرمایا کہ میں ظاہر ڈرانے والا ہوں اور ایک روشن نشانی لیکر
تمہاری طرف آیا ہوں اور وہ قرآن ہے کہ تم اور دیگر امتیں اور تمام اہل عرب اسکے مقابلے
سے عاجز ہیں حالانکہ وہ تمہاری ہی زبان اور لغت میں ہے پس وہ تمپر اور ان لوگوں پر جو
تمہارے بعد ہونگے ظاہر حجت ہے اور اسکے سوا دیگر آیات کے لئے پروردگار سے سوال کرنا مجھ کو
مناسب نہیں ہے پیغمبر کے لئے یہی ضروری ہے کہ اپنی سچائی کی حجت اور راستی کی آیتیں اقرار کرنیوالوں
کی طرف پیغام خدا کو ظاہر طور پر پہنچادے اور یہ اسکا فرض نہیں ہے کہ حجت کے قائم کرنیکے بعد اپنے
پروردگار سے ایسی درخواست کرے جو ایسے لوگ اس سے طلب کریں جنکو یہ خبر نہیں کہ ہماری اس
درخواست میں کچھ بہتری کی صورت ہے یا خرابی کی اسی اثنا میں جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور عرض کی
کہ اے محمدؐ خدائے علی الاعلےٰ بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں ابھی ان نشانیوں کو

ان لوگوں کے واسطے ظاہر کرونگا اور یہ انکا انکار کرینگے مگر ہاں جسکو خدا بچائے وہ محفوظ رہیگا لیکن
میں تیری حجتوں کو تعداد میں بڑھا کر اور خوب واضح کر کے انہیں دکھلاؤنگا اب تو ان لوگوں سے
جو معجزۂ نوحؑ کے طالب ہیں کہدے کہ کوہ ابو قبیس کی طرف جائیں جب تم پائیں کوہ کے قریب پہنچوگے
تو بہت جلد تم کو معجزۂ نوحؑ نظر آئیگا اور جب تم گرداب ہلاکت میں گھر جاؤ تو تم اس علیؑ کو اور ان
دو لڑکوں کو جو اسکے آگے ہونگے پکڑ لینا یعنی ان سے اپنی حفاظت طلب کرنا + اور جو فریق معجزۂ ابراہیمؑ
کا طالب ہے اسے کہدے کہ مکہ کے باہر جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ وہیں آتشِ ابراہیمؑ کا مشاہدہ
کر لوگے اور جب تم بلا میں گرفتار ہوگے تو تم کو اوپر ہوا میں ایک عورت نظر آئیگی جو اپنی چادر
کا پلہ لٹکائے ہوگی تم اس پلے کو تھام لینا اس طرح تم ہلاکت سے بچ جاؤگے اور آگ تم سے ہٹ
جائیگی اور تیسرے فریق سے کہدے کہ تم کعبہ کے نزدیک جاؤ کہ وہاں تم عنقریب معجزۂ موسےٰؑ
کا مشاہدہ کروگے اور میرا چچا امیر حمزہ رضؓ تم کو وہاں سے نجات دیگا - اور چوتھے فریق سے جن کا
سردار ابو جہل ہے کہدے کہ تم میرے پاس رہنا تاکہ ان تینوں کی خبریں تم کو معلوم ہوں - اور
جس معجزے کی تم نے درخواست کی ہے وہ یہیں میرے سامنے ظہور میں آئیگا تب ابو جہل ملعون نے
ان تینوں فریقوں سے کہا کہ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے مقام پر جاؤ تاکہ تم کو محمدؐ کا جھوٹ
معلوم ہو جائے + الغرض فریق اول کوہ ابو قبیس کی طرف روانہ ہوا جب پہاڑ کے دامن میں
پہنچے تو انکے نیچے سے پانی کا چشمہ نکلنے لگا اور اوپر آسمان سے بغیر بادل کے مینہ برسنا شروع
ہوا اور پانی کی یہ کثرت ہوئی کہ انکے مُنہ تک پہنچ گیا اور انکو بند کر دیا اور ناچار پہاڑ کی چوٹی
پر انکو پناہ لینی پڑی کیونکہ اسکے سوا اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی جوں جوں پہاڑ پر
چڑھتے تھے پانی اور اونچا ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ چوٹی پر جا پہنچے اور پانی نے انکے مُنہ تک
چڑھ کر انکے سانس بند کر دئے اور انکو غرق ہونے کا یقین ہو گیا تھا کیونکہ مفر کی کوئی صورت
نظر نہ آتی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ علیؑ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سطح آب پر تشریف رکھتے ہیں اور
انکے دائیں اور بائیں ایک ایک لڑکا موجود ہے پس علیؑ نے انکو آواز دی کہ میرا یا دونوں لڑکوں

میں سے جس کا جا ہو ہاتھ پکڑ لو ان لوگوں کو جب اسکے سوا کوئی اور تجویز نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر کسی نے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کسی نے ایک لڑکے کا کسی نے دوسرے کا اور ان حضراتؑ نے ان مشرکوں کو لیکر پہاڑ سے نیچے اترنا شروع کیا اور پانی بھی انکے آگے سے اترتا جاتا تھا یہانتک کہ انکو زمین پر پہنچا دیا اور پانی کچھ تو زمین میں داخل ہو گیا اور کچھ آسمان پر اڑ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں زمین پر آ گئے اسکے بعد علیؑ انکو لیکر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ رو رو کر کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو تمام پیغمبروں کا سردار اور تمام مخلوقات سے بہتر ہے ہم نے طوفان نوحؑ کی نظیر دیکھ لی اور ہم کو اس شخص (علیؑ) نے اور دو بچوں نے جو اسکے ہمراہ تھے اور اب نظر نہیں آتے اس طوفان سے نجات دی + حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ حسنؑ اور حسینؑ تھے جو عنقریب میرے اس بھائی کے گھر پیدا ہونگے اور وہ دونو بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونو سے بہتر ہے + اے لوگو تم کو معلوم رہے کہ دنیا بحر عمیق ہے کہ اس میں خلق کثیر غرق ہو چکی ہے اور اس سے نجات پانے کا سفینہ آلِ محمدؐ ہے کہ وہ علیؑ اور اسکے دونو لڑکے جو تم نے دیکھے ہیں اور وہ عنقریب پیدا ہونگے اور میری اہلبیتؑ کے باقی افضل اور اکرم لوگ ہیں جو کوئی اس کشتی میں سوار ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو اس سے منحرف ہوگا وہ غرق ہوگا بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت کے بہشت اور دوزخ سمندر کی مثل ہیں اور یہ لوگ میری امت کی کشتیاں ہیں کہ یہ اپنے دوستوں اور محبوں کو جہنم سے پار لیجا کر جنت میں پہنچا دینگے + پھر ابوجہل سے فرمایا تو نے سنا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں وہ بولا ہاں سنا اب دوسرے اور تیسرے فریق کا منتظر ہوں اسی اثنا میں دوسرا فریق گریہ کرتا ہوا آیا اور وہ کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو تمام پیغمبروں کا سردار اور ساری مخلوقات سے افضل ہے ہم آپ کے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک نرم اور ہموار صحرا میں پہنچے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان شق ہوا اور اس میں سے آگ کی چنگاڑیاں گرنی شروع ہوئیں اور زمین کو دیکھا کہ وہ شگافتہ ہوئی اور اس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے یہانتک کہ زمین آگ سے معمور ہو گئی اور ہم کو اس سے

نہایت گرمی محسوس ہوئی رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ شدت حرارت سے ہماری کھال کے جوش کھانیکی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگیں اور ہم کو یقین ہو گیا کہ ہم جل بھن کر خاک ہو جائینگے اور نہایت متعجب تھے کہ باوجود اس کثرت کے وہ آگ ہمارے سروں تک نہیں پہنچی اسی اثناء میں بکایک ہوا میں ہمارے لئے ایک عورت کا وجود بلند ہوا جس نے اپنی چادر کو لٹکا رکھا تھا پھر اس نے ایک پلے کو ہمارے قریب کیا کہ وہ ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا اور آسمان سے ایک منادی نے ندا دی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو چادر کی تاروں کو تھام لو تب تو ہر ایک ایک ایک تار میں اٹک گیا اور وہ عورت ہم کو لیکر ہوا میں بلند ہوئی اور ہم آگ کی چنگاریوں اور اسکے شعلوں کو چیرتے ہوئے جارہے تھے مگر اسکے شرارے ہم کو محسوس نہ ہوتے تھے اور نہ اسکی چنگاریاں اور اسکی حرارت ہم کو کچھ ایذا دیتی تھی اور نہ ہم اس چادر کی تاروں پر جن کو ہم تھامے ہوتے تھے بھاری معلوم ہوتے تھے اور نہ وہ تار باوجود باریک ہونیکے ہمارے ہاتھ سے چھوٹتے تھے۔ الغرض اسی طرح ہم کو اس آگ سے پار لگا دیا اور ہم سب کو اپنے اپنے گھر کے صحن میں بہ خیر وعافیت اور صحیح سلامت جا چھوڑا بعد ازاں ہم گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر آپ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ تیرے دین سے اور تجھ سے کہیں مفر نہیں ہے اور تو سب سے بہتر جائے پناہ اور بعد خدا کے سب سے عمدہ سہارا اور جائے اعتماد ہے اور اپنے اقوال میں سچا اور اپنے افعال میں حکیم ہے تب حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا یہ دوسرا فریق ہے جسکو اللہ نے اپنی نشانیاں دکھائی ہیں ابوجہل بولا میں تیسرے فرقے کو دیکھنے اور انکی باتیں سننے کا منتظر ہوں پھر حضرتؐ نے اس دوسرے فریق سے جبکہ وہ ایمان لے آئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس عورت کے ذریعے تمہاری فریادرسی کی آیا تم کو معلوم ہے کہ وہ کون عورت ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں ہم نہیں جانتے۔ فرمایا وہ میری بیٹی فاطمہؑ ہے جو پیدا ہوگی اور وہ تمام زنانِ عالم کی سردار ہے جب پروردگارِ عالم قیامت کے دن تمام اگلی اور پچھلی خلقت کو محشور کریگا تو عرش کے تلے سے ایک منادی پروردگار ندا کریگا اے تمام مخلوقات تم سب اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہ بنت محمدؐ سیدۃ النساء العالمین پل صراط سے

گزر جائے تب تمام خلقت خدا آنکھیں بند کریگی اور فاطمہؑ صراط سے گزر جائیگی اور اسوقت
کوئی شخص ایسا نہوگا جو اپنی آنکھیں بند نہ کرے مگر ہاں محمدؐ علیؑ حسنؑ حسینؑ اور انکی اولاد
اطہار اپنی آنکھیں بند نہ کرینگے کیونکہ وہ اسکے محرم ہیں جب وہ جنت میں داخل ہوجائیگی
تو اسکی چادر صراط پر پھیلی ہوگی کہ اس کا ایک کنارہ جنت میں اس معصومہ کے ہاتھ میں ہوگا اور
دوسرا کنارہ میدان حشر میں تب ایک منادی جانب پروردگار سے ندا کریگا اے فاطمہؑ کے
دوستو فاطمہؑ سیدۃ النساء العالمین کی چادر کے تاروں میں لٹک جاؤ یہ ندا سنکر فاطمہؑ
کے سارے محب اس چادر کے تاروں میں چمٹ جائینگے اور وہ دوہزار قیام سے بھی زیادہ ہونگے
انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ قیام کتنے کا ہوتا ہے فرمایا دس لاکھ آدمیوں کا ایک قیام ہوتا ہے*
بعد از اں تیرے نبوت کے لوگ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور وہ کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں
کہ تو خدا کا رسول اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور علیؑ تمام نبیوں کے وصیوں سے افضل ہے اور
تیری آل تمام انبیا کی آل سے بہتر ہے اور تیرے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے بہتر ہیں اور
تیری امت تمام پہلی امتوں سے افضل اور اکرم ہے اور ہم نے تیرے ایسے معجزے اور نشانیاں
دیکھیں جن سے ہم کسی طرح منکر نہیں ہیں حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہو تم نے کیا دیکھا انہوں نے
عرض کی کہ ہم خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے آپ کا ذکر کر رہے تھے اور تیری خبروں اور تیرے
امیت موسیٰؑ کی نظیر کے اپنے لئے دعوی کرنے پر ہنس رہے تھے اسی اثنا میں کعبہ اپنی جگہ سے
اٹھ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آرہا اور ہم اپنی جگہ پر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ہم کو
اتنا مقدور نہ ہوا کہ وہاں سے حرکت کریں اتنے میں حضرتؐ کا چچا امیر حمزہؓ وہاں آیا اور اس
نیزے کی بھال سے جو آپکے پاس ہے اسکو اٹھا لیا اور باوجود اسکے کہ وہ بہت بڑا تھا اسکو نیزے
پر تول کر ہوا میں ہمارے سروں پر اونچا کئے رہا اور ہم سے کہا کہ نکل جاؤ تب ہم اسکے نیچے
سے نکلے پھر کہا کہ دور ہٹ جاؤ ہم وہاں سے دور ہٹ گئے پھر حمزہؓ نے نیزے کی بھال کو اسکے
نیچے سے نکالا اور وہ اتر کر اپنی اصلی جگہ پر جم گیا یہ معجزہ دیکھ کر ہم مسلمان ہوگئے اور خدمت اقدس

میں حاضر ہوئے تب حضرتؑ نے ابوجہل سے فرمایا یہ تیسرا فرقہ بھی تیرے پاس آگیا اور جو کچھ انہوں نے
مشاہدہ کیا تھا تجھ سے بیان کیا ابوجہل بولا کیا معلوم کہ یہ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ درحقیقت ایسا وقوع
میں آیا ہے یا انکو محض خیال ہی ہوگیا ہے مگر ہاں میں نے جو تجھ سے معجزہ عیسیٰ ابن مریم کی درخواست
کی ہے اگر اسکو میں مشاہدہ کرلوں تو بیشک مجھ پر لازم ہو جائیگا کہ تجھ پر ایمان لائیں ورنہ ان لوگوں
کی تصدیق کرنی مجھپر لازم نہیں ہے حضرتؑ نے فرمایا اے ابوجہل اگر باوجود ان لوگوں کی کثرت اور تیزی عقل
کے انکی تصدیق تجھ پر لازم نہیں ہے تو تو نے اپنے باپ دادا کی خوبیوں اور اپنے گزشتہ دشمنوں کی برائیوں
کی کیونکر تصدیق کی اور جب ملک چین اور عرب اور شام کا ذکر کیا جاتا ہے تو کیونکر اسکی تصدیق کرتا ہے
حالانکہ وہاں کے حالات کی خبر دینے والے ان معجزات کی خبر دینے والوں سے کم ہی ہونگے باوجودیکہ
ان کے ساتھ اور بہت سے ایسے لوگوں نے انکو مشاہدہ کیا ہے جو کبھی امر باطل پر مجتمع نہیں ہوتے جو وہ
انکی شکل پہچانتے کیا کوئی انکے پاس سے ایسا شخص نہیں گزرا جو انکی تکذیب کرتا اور انکے برخلاف
بیان کرتا اے ابوجہل خبردار ہو کہ ان میں سے ہر ایک فریق پر وہ معجزہ جو انہوں نے مشاہدہ کئے ہیں
حجت ہیں اور تو نے جو ان کے مشاہدوں کا ذکر سنا وہ تجھپر حجت ہے ❊

پھر فریق سوم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس حمزہؓ عم رسول اللہ کو محمدؐ اور علیؑ ابن ابیطالب کی
زیادتی محبت نے منازل رفیعہ اور درجات عالیہ پر پہنچایا ہے اور فضائل و محاسن کریمہ پر فائز کیا ہے
دیکھو میرے چچا حمزہؓ نے جس طرح کعبہ کو تمہارے اوپر گرنے سے روکا اسی طرح قیامت کے دن اپنے محبوں
پر سے جہنم کو دفع کریگا انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنے
محبوں کے ایک گروہ کثیر کو جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں پل صراط کی طرف دیکھے گا کہ
ان میں سے اکثر گنہگار ہونگے اور آتش جہنم کی دیواریں انکے سامنے حائل ہونگی اور انکو صراط پر گزر کر جنت
میں جانیسے مانع ہونگی تب وہ پکارینگے کہ اے حمزہؓ تم دیکھتے ہو کہ ہم کس حالت میں ہیں اور حمزہؓ محمدؐ اور
علیؑ ابن ابیطالب سے کہیگا تم دیکھتے ہو کہ میرے دوست کیونکر مجھ سے فریاد کر رہے ہیں یہ سنکر محمدؐ علیؑ ولی اللہ
سے کہونگا کہ اپنے چچا کی امداد کر کہ وہ اپنے دوستوں کی فریادرسی کرے اور انکو آتش جہنم سے نجات دے

تب علیؑ ابن ابیطالب وہ نیزہ جسکے ساتھ حمزہؓ دشمنانِ خدا سے جنگ کرتا ہے لیکر آئیگا اور اپنے چچا کو دیکر اس سے کہیگا کہ اے رسول خدا اور اسکے بھائی کے چچا اس اپنے نیزے کی مدد سے اپنے دوستوں سے جہنم کو پرے ہٹا جس طرح دنیا میں دوستانِ خدا سے دشمنانِ خدا کو ہٹایا کرتا تھا آخرکار حمزہؓ نیزہ لیکر اسکی انی کو اُن دیواروں پر رکھیگا جو اسکے دوستوں کو صراط پر سے گزرنے اور جنت میں داخل ہونے سے مانع ہونگی اور انکو ایسا دھکا دیگا کہ وہ پانسو برس کی راہ کے برابر اُن سے پرے ہٹ جائینگی پھر ان لوگوں سے جو دنیا میں اسکو دوست رکھتے تھے کہیگا کہ چلو صراط پر سے گزرو اور وہ صحیح سلامت اسپر سے گزرینگے کہ جہنم کی آگ اور دوزخ کے ہول اور اسکی وحشتیں ان سے دور اور نہایت بعید ہونگی اور فتح وظفر اور کامیابی کے ساتھ جنت میں وارد ہونگے +

بعد ازاں حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا اس تیسرے فریق نے بھی آیات خدا اور معجزات رسول اللہؐ کو مشاہدہ کرلیا اب تیری درخواست باقی رہی ہے بتا کونسی نشانی دیکھنی منظور ہے وہ بولا تو کہتا ہے کہ عیسیٰؑ ابن مریم کھائی ہوئی چیزوں اور اور گھر کے ذخیروں کا حال بتا دیا کرتا تھا سو اب تو بتا کہ میں نے آج کیا کھایا ہے اور کیا اپنے گھر میں جمع کیا ہے اور چونکہ تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھ کو عیسیٰؑ ابن مریم پر فوقیت دی ہے اسلئے یہ بھی بتا نا کہ میں نے کھانا کھا کر کیا کام کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ کو خبر دونگا کہ تو نے کیا کھایا ہے اور آج خدا تجھکو تیری اس درخواست میں رسوا کریگا مگر جو تو خدا پر ایمان لے آیا تو اس رسوائی سے تجھ کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا اور اگر تو نے اپنے کفر پر اصرار کیا تو دنیوی رسوائی پر آخرت کی رسوائی زیادہ کیجائیگی جس سے ابد تک تجھ کو رہائی نہ ہوگی ابوجہل نے کہا میرے سوال کا جواب دے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل آج تو نے ایک فربہ مرغی کباب کروائی تھی جب تو اسکو کھانے بیٹھا اور ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تو تیرے بھائی ابو البختری بن ہشام نے دروازے پر آکر آواز دی اور اندر آنیکی اجازت چاہی تجھ کو بخل کے سبب یہ خوف ہوا کہ کہیں وہ اسمیں سے نہ کھالے اسلئے اسکو دامن کے نیچے چھپا لیا اور جب تک وہ نہ گیا دامن اسپر سے نہ اُٹھایا یہ سنکر ابوجہل بولا اے محمدؐ یہ تو نے جھوٹ کہا اس میں سے نہ کم نہ زیادہ کچھ بھی وقوع میں نہیں آیا اور نہ میں نے مرغی کھائی ہے اور نہ اسمیں سے کچھ

بچاکر رکھا ہے خیر اب یہ بتا کہ کھانیکے بعد تیرے خیال میں میں نے کیا کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس تین ۳۰ سو دینار تو اپنے تھے اور دس ہزار دینار لوگوں کے امانت تھے کسی کے سو تھے کسی کے دو سو کسی کے پانسو کسی کے سات سو اور کسی کے ہزار وغیرہ وغیرہ اور ہر ایک کا مال جدا جدا تھیلیوں میں ہے اور تو نے ان اماتنوں میں خیانت کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ان سب کو جواب دیدیا ہے اور کسی کو کچھ نہیں دیا اور آج جو مرغی تو نے کھائی ہے اسکا سینہ تو کھایا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور اس تمام مال کو خیانت کر کے اور یہ سمجھ کر کہ اب یہ میرا ہو گیا ہے خوشی خوشی زمین میں دفن کر دیا ہے اور خدا کی تدبیر تیری تدبیر کے برخلاف ہے ابو جہل نے کہا کہ اے محمدؐ یہ بات بھی تو نے سچ نہیں کہی اسمیں سے نہ تھوڑا نہ بہت کچھ بھی نہیں ہوا اور میں نے کوئی چیز زمین میں دفن نہیں کی اور وہ دس ہزار دینار جو لوگوں کی اماتنوں کے میرے پاس تھے انکو چور لیگئے حضرتؐ نے فرمایا اے ابو جہل میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہتا جو تو مجھ کو جھٹلاتا ہے یہ جبرئیل امین موجود ہے اور خدا کی طرف سے یہ خبریں پہنچا رہا ہے اور اپنی شہادت کی صحت اور بات کی تحقیق اسکے ذمے ہے بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیل سے فرمایا اس مرغی کو لا جس میں سے اس نے کھایا ہے ناگاہ وہ مرغی حضرتؐ کے روبرو آموجود ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا اے ابو جہل تو اسکو پہچانتا ہے وہ بولا نہیں اور میں نے اس مرغی میں سے نہیں کھایا اور تو نے کچھ نہیں بتایا اور ایسی مرغیاں جن میں سے کچھ حصہ کھایا گیا ہو دنیا میں بہت ہیں اسکی یہ تقریر سنکر حضرتؐ نے فرمایا اے مرغی ابو جہل نے مجھ کو جبرئیل کے باب میں اور جبرئیل کو پروردگار عالم کے بارے میں جھٹلایا ہے اب تو محمدؐ کی راستگوئی اور ابو جہل کے جھوٹ کی شہادت دے تب وہ مرغی قدرت خدا سے گویا ہوئی اور اس نے عرض کی اے محمدؐ میں شہادت دیتی ہوں کہ تو رسولِ رب العالمین اور سردار جمیع مخلوقات ہے اور یہ ابو جہل دشمن و معاند خداوند متعال ہے اور اس امر واقعی کا جو اسکو معلوم ہے انکار کرتا ہے میری اس طرف کو تو اس نے کھالیا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور تو نے اسکو اس حال کی خبر دی ہے اور مجھ کو اسکے سامنے حاضر کیا ہے پھر اس نے اس امر کی تکذیب کی اس پر خدا کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو کیونکہ یہ باوجود کافر ہونیکے بخیل بھی ہے جب اسکے بھائی نے

اندر آنے کی اجازت چاہی تو اس ڈر سے کہ کہیں وہ مجھ میں سے کوئی لقمہ نہ کھائے مجھ کو دامن کے نیچے چھپا لیا پس اے رسول خدا تو تمام مخلوق سے زیادہ راستگو ہے اور ابوجہل کاذب مفتری اور ملعون ہے پھر حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا کہ کیا تجھ کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے اب تو ایمان لا تاکہ عذاب خدا سے امن میں رہے ابوجہل نے جواب دیا کہ میں تو ان باتوں کو وہم وخیال سمجھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو خود اس مرغی کو دیکھنے اور اسکی گفتگو سننے میں اور اپنے آپ کو اور تمام قریش اور اہل عرب کو دیکھنے اور انکا کلام سننے میں کچھ فرق پاتا ہے وہ بولا کہ کچھ نہیں فرمایا تو جو کچھ تو دیکھتا ہے اور اپنے حواس سے دریافت کرتا ہے وہ سب تخیلات ہیں بولا کہ وہ تو تخیلات نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو یہ بھی تخیل نہیں ورنہ یہ کیونکر صحیح ہوگا کہ تو دنیا میں کسی چیز کو دیکھے اور اسپر اعتماد کرے + بعد ازاں حضرتؐ نے اس مرغی کی کھائی ہوئی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہاں پہلے کی نسبت زیادہ تر گوشت پیدا ہو گیا پھر فرمایا اے ابوجہل تو نے یہ معجزہ دیکھا؟ وہ بولا اے محمدؐ مجھے کچھ توہم سا ہے اور اعتماد اور وثوق نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیل سے فرمایا کہ جو مال اس دشمن حق نے دفن کئے ہیں میرے سامنے لا شاید کہ وہ ایمان لے آئے ناگاہ جن تھیلیوں میں دس ہزار تین سو دیناروں کا حضرتؐ نے اس سے ذکر کیا تھا انکی تمام تھیلیاں حضرتؐ کے سامنے آموجود ہوئیں حضرتؐ نے ابوجہل کے سامنے ایک تھیلی اٹھا کر فرمایا کہ فلاں ابن فلاں کو بلاؤ وہ حاضر ہوا اور وہ اس تھیلی کا مالک تھا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا لے یہ وہ تھیلی ہے جسمیں ابوجہل نے تیری خیانت کی تھی۔ یہ کہکر اس کا مال اسکے حوالے کیا پھر ایک ایک کرکے سب کو بلایا اور وہ دس ہزار دینار سب کے سب ان کے مالکوں کے سپرد کئے اور ابوجہل کو ان کے سامنے نہایت رسوا کیا اور تین سو دینار حضرتؐ کے سامنے رہ گئے تب اس سے فرمایا کہ اب تو ایمان لا تاکہ یہ تین سو دینار تجھ کو ملجائیں اور اللہ تعالی تیرے املاک میں برکت عطا کرے اور تو اہل قریش میں سب سے بڑھ کر امیر اور مالدار ہو جائے وہ مردود ازل بولا کہ میں ایمان تو نہیں لاتا مگر ہاں اپنے دینار لے لیتا ہوں کہ وہ میرے ہی ہیں جب وہ ملعون انکے لینے کے لئے آگے بڑھا حضرتؐ نے مرغی کو

آواز دی کہ ابوجہل کو روک اور اسکو دینار نہ لینے دے اور اسکو پکڑ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنتے ہی مرغ جھپٹی اور ابوجہل کو اپنے پنجوں میں پکڑ لیا اور اُٹھا کر اونچا کیا اور لیجا کر اسکے گھر کے کوٹھے پر جا چھوڑا اور حضرتؐ نے وہ دینار محتاج مومنوں کو بانٹ دئے + بعد ازاں اپنے اصحاب سے فرمایا اے صحابہ اس معجزے کو پروردگار عالم نے ابوجہل کے لئے ظاہر فرمایا مگر وہ معاند ہی رہا اور ایمان نہ لایا اور یہ جانور جو زندہ ہوا ہے جنت کے پرندوں میں سے ہوگا اور وہاں اڑتا پھریگا۔ اور جنت میں بہت سے پرندے اونٹنیوں جیسے ہیں کہ ان پر رنگارنگ کی دھاریاں اور چتیاں پائی جاتی ہیں اور وہ جنت کے آسمان و زمین کے مابین اڑتے پھرتے ہیں جب کوئی مومن محب محمدؐ و آل محمدؐ ان میں سے کسی کو کھانا چاہتا ہے تو وہ پرندہ اپنے آپ کو اس محب کے سامنے ڈال دیتا ہے اور اسکے پر و بال سب الگ ہو جاتے ہیں اور صاف ہو جاتا ہے پھر بھن جاتا اور پختہ ہو جاتا ہے اسکی ایک جانب سے تو وہ خشک گوشت کھاتا ہے اور دوسری طرف سے بغیر آگ کے بھنا ہوا تناول کرتا ہے جب اس مومن کی خواہش پوری ہو چکتی ہے اور وہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو وہ پرندہ زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور ہوا میں اڑنے لگتا ہے اور جنت کے اور پرندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میری مانند اور کون ہو سکتا ہے کہ خدا کے دوست نے خدا کے حکم سے میرا گوشت کھایا ہے +

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے لوگو تم ہمارے ساتھ ہمارے دوستوں کو بھی دوست رکھو یہ زیدؓ ابن حارثہ اور اس کا بیٹا اسامہؓ ہمارے خاص دوستوں میں سے ہیں تم ان دونو کو دوست رکھو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ ان دونو کی محبت تم کو نفع دیگی صحابہ نے عرض کی انکی محبت کیونکر ہمکو نفع دیگی فرمایا یہ دونو قیامت کے دن اپنے دوستوں کی ایک جمعیت کثیر کو (جنکی تعداد بنی ربیعہ اور بنی مضر کے تمام قبیلوں سے زیادہ ہوگی) لیکر علیؑ کے پاس آئینگے اور کہینگے اے برادر رسولؐ خدا یہ لوگ رسولؐ خدا اور تم کو دوست رکھتے ہیں تب علیؑ ان کے لئے صراط پر سے گزرنے کا حکم دینگے اور وہ صحیح سلامت اسپر سے گزر کر جنت میں داخل

زید بن حارثہ و اسامہ

ہونگے اور میری تمام امت میں سے کوئی شخص جنت میں نہ جائیگا جب تک کہ علیؑ اسکو صراط سے نہ گزاریں اگر تم صحیح سلامت صراط پر سے گزرنا اور بہ خیر وخوبی جنت میں داخل ہونا چاہو تو محمدؐ و آل محمدؐ سے محبت رکھنے کے بعد انکے دوستوں کو دوست رکھو پھر اگر تم یہ چاہتے ہو کہ محمدؐ تمہارے مراتب و منازل کو خدا کے نزدیک بزرگ کرادے تو محمدؐ اور علیؑ کے شیعوں کو دوست رکھو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو پس اے ہمارے شیعو اور محبوب خدا تم کو جنت میں داخل کر دیگا تو وہاں ایک منادی ندا کریگا اے میرے بندو تم میری رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوئے ہو اب تم اسکو اپنے شیعیان محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھنے اور برادران ایمانی کے حقوق کو ادا کرنیکے موافق باہم تقسیم کرلو غرض انمیں سے جو کوئی ہمارے شیعوں کو محض برائے خدا زیادہ دوست رکھتا ہوگا اور برادران ایمانی کے حقوق اس نے بوجہ احسن ادا کئے ہونگے انکے درجے سب سے اعلیٰ ہونگے یہانتک کہ انمیں سے بعض کے سیرگاہ اور محل و مکان بعض کے محل و مکانات سے اس قدر بلند ہونگے کہ ان میں ایک لاکھ برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا +

قولہ عز وجل قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَن يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ **ترجمہ** اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر خانہ آخرت خدا کے نزدیک خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دوسرے آدمیوں کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہے تو تم اگر اپنے اس قول میں سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو حالانکہ وہ اپنے ان اعمال بد کے سبب جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں کبھی مرنے کی آرزو نہ کرینگے اور اللہ ظالموں کو خوب طرح جانتا ہے اور البتہ تو ان (یہودیوں) کو تمام لوگوں اور مشرکوں سے زیادہ جینے کا حریص پائیگا + اور ان میں سے بعض یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی

عمر ہو حالانکہ وہ بڑی عمر کا جینا ان کو عذاب خدا سے نہ چھڑائیگا اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول برحق حضرت محمدؐ کی زبانی ان یہودیوں کو سرزنش فرمائی اور انکے عذرات کو قطع کیا اور واضح دلیلوں کو ان پر قائم کیا جن سے ثابت ہوتا تھا کہ محمدؐ تمام پیغمبروں کا سردار اور ساری مخلوقات سے بہتر ہے اور علیؑ سب اوصیا کا سردار اور حضرتؐ کے بعد سب مخلوق سے افضل ہے اور اسکی آل اطہار دین خدا کے قائم کرنے والے اور بندگان خدا کے پیشوا ہیں اور انکے سب عذرات باطل کردئے اور وہ کوئی حجت اور شبہ وارد نہ کرسکے تب وہ مکابرہ پر آمادہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تیری بات کو نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بہشت خاص ہمارے واسطے ہے اور اے محمدؐ تیرا اور علیؑ کا اور تیرے دین و ملت والوں کا اور تیری امت کا اسمیں کچھ دخل نہیں اور ہم کو تمہارے ساتھ مبتلا کیا ہے اور آزمائش میں ڈالا ہے اور ہم خدا کے خالص دوست اور اسکے برگزیدہ بندے ہیں اور ہماری دعائیں مقبول ہیں اور ہمارا پروردگار ہمارے کسی سوال کو رد نہیں کرتا جب انہوں نے یہ گفتگو کی تو خدا نے اپنے نبیؐ پر وحی نازل کی قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر جنت اور اسکی نعمتیں خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ خاص تمہارے لئے مخصوص ہیں اور محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار اور دیگر اصحاب و مومنین امت محمدیؐ کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہے اور محمدؐ اور اسکی ذریت طاہرہ کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہاری دعا کبھی رد نہیں ہوتی اور ہمیشہ قبول ہوجاتی ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تو اپنی قوم میں سے اور اپنے مخالفوں میں سے کاذبوں کے مرنے کی تمنا کرو کیونکہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کے اہلبیتؑ کہتے ہیں کہ ہم ہی دوستان خدا ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے دین کے مخالف ہیں ان میں داخل نہیں اور ہماری دعائیں مقبول ہیں۔ الغرض اے گروہ یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہے تو تم ان لوگوں کے لئے جو تم میں سے اور تمہارے مخالفوں میں سے جھوٹے ہوں موت کی آرزو کرو اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ

اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ مخالفوں کیلئے تمہاری بددعا جلد قبول ہوجاتی ہے اور تم اس طریق سے دعا کرو کہ اے خدا ہم میں سے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو جھوٹے ہوں انکو موت دے تاکہ ہم میں جو اہل صدق ہیں وہ راحت پائیں اور تیری حجت اور زیادہ تر واضح ہوجائے جو پہلے صحیح اور واجب ہوچکی ہے + پھر حضرتؐ نے اس بات کو ان کے سامنے پیش کرنیکے بعد فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے اس طرح سے کہیگا وہ فوراً تھوک گلے میں اٹک کر اسی جگہ مرجائیگا اور یہودی خوب جانتے تھے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی تصدیق کرنیوالے ہی سچے ہیں اسلئے انکو اس طرح دعا کرنیکی جرأت نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم دعا کرینگے تو خود ہی مرجائینگے + پھر خدا فرماتا ہے۔ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اور خدا اور اسکے رسولؐ اور نبی اور صفی محمدؐ اور اسکے نبی اور صفی کے بھائی علیؑ اور ائمہ طیبین و طاہرینؑ کے کفر و انکار کے اعمال جو ان یہودیوں نے کئے ہیں اسلئے وہ کبھی موت کی تمنا نہ کرینگے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ اور خدا یہودی ظالموں سے خوب واقف ہے کہ وہ جھوٹے کی موت کی تمنا کرنے کی جرأت اور دلیری نہ کرینگے کیونکہ انکو معلوم ہے کہ ہم خود ہی جھوٹے ہیں اسی لئے اس نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ انکو اپنی حجت باہرہ سے ساکت کردے اور ان سے کہدے کہ کاذب کیلئے بددعا کریں تاکہ وہ دعا کرنے سے باز رہیں اور ضعیف لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ وہی جھوٹے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ تو ان یہودیوں کو سب لوگوں سے بڑھکر زندگی کا حریص پائیگا اور اس کا باعث یہ ہے کہ وہ کفر میں ساعی ہونے کی وجہ سے نعیم جنت کے ملنے سے ناامید ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس کفر کے ہوتے جنت کی نفیس اشیا میں سے ہم کو کچھ بھی حصہ نہ ملیگا وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور وہ مشرکوں یعنی مجوس کی نسبت بھی زیادہ تر زندگی کے حریص ہیں کیونکہ وہ نعمتوں کو دنیا ہی میں سمجھتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کی انکو کچھ امید نہیں ہے اس سے سب لوگوں سے بڑھکر انکو زندگی کی طمع ہے اب خدا پھر یہودیوں کا وصف بیان کرتا ہے يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ

اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ کہاں ہیں بعض یہ تمنا
کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر پائیں حالانکہ بڑی عمر پانا عذاب خدا سے نہ بچائیگا اور اس آیت
میں جو وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ فرمایا اور صرف بِمُزَحْزِحِهٖ نہ فرمایا
اسکا سبب یہ ہے کہ اگر وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ فرماتا تو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ
آیت کی تاویل یہ ہے کہ وَمَا هُوَ مَعَ وُدِّهٖ وَتَمَنَّاهُ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ
یعنی وہ باوجود خواہش اور آرزو کرنیکے عذاب سے نہ چھوٹیگا مگر چونکہ ان کا منشا درازی عمر کا ہے
اسلئے فرمایا وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ بعد ازاں خدا فرماتا ہے۔
وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ اور اللہ انکے عملوں سے خوب واقف ہے اسلئے انکو انکے
اعمال کے موافق جزا دیگا اور ان کے ساتھ عدل کریگا اور کسی قسم کا ظلم نہ کریگا +
امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب یہودی اس تمنا کے کرنے سے خائف ہوئے اور خدا نے انکے عذر کو
قطع کر دیا تو انمیں سے ایک گروہ خائف اور عاجز ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض
کی اے محمدؐ بس تو اور تیرے خالص مومن اور تیرا بھائی اور وصی علیؑ جوان کا سردار اور ان سب سے
افضل ہے مستجاب الدعوات ہیں فرمایا ہاں وہ بولے اے محمدؐ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرا گمان ہے
تو علیؑ سے کہہ کہ وہ ہمارے اس رئیس کے بیٹے کیلئے دعا کرے کہ وہ نہایت حسین شکیل بزرگ اور
وجیہ جوان ہے اور اسکو برص اور جذام کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے اسلئے اسکو الگ کر دیا ہے
اور کوئی اسکے نزدیک نہیں جاتا اور ایسا چھوڑا ہے کہ کوئی اس سے معاشرت نہیں کرتا نیز سے
کی بھال پر رکھ کر اسکو روٹی دیجاتی ہے حضرتؐ نے فرمایا اسکو یہاں لاؤ وہ جا کر اسکو لے آئے اور
رسولخدا اور اصحابؐ نے دیکھا کہ اسکی شکل نہایت قبیح کریہ اور بدصورت ہے پھر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے
فرمایا اے ابوالحسنؑ اسکے لئے صحت کی دعا کرو کیونکہ وہ قادر مطلق اسکے حق میں تمہاری دعا کو قبول
فرمائیگا جناب امیرؑ نے اسکے لئے دعا کی ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جوان کی تمام بیماریاں
اور نقص جاتے رہے اور پہلے سے زیادہ حسین شکیل جمیل اور خوبصورت ہو گیا رسولخدا نے اس جوان سے فرمایا

کہ اے جوان اس خدا پر ایمان لا جس نے تجھ کو اس بلائے بے درمان سے نجات بخشی اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایمان لایا - اور اس کا ایمان بہت اچھا ہوا ÷ یہ حال دیکھ کر اس کا باپ بولا اے محمدؐ تو نے مجھ پر ظلم کیا ÷

(یہاں کی عبارت مفقود ہو گئی - مترجم)

اور عبادت خدائے جل الاؤ تاکہ وہ تم کو ثواب ہائے عظیم عطا فرمائے اور جہاد میں دشمنان خدا سے مقابلہ کرے دنیا میں اپنی عمروں کو کم کرو تاکہ جنت کی دائمی نعمتوں میں آخرت کی عمر طویل کو حاصل کرو اور لازمی حقوق میں اپنے مال صرف کرو تاکہ جنت میں تمہاری دولت زیادہ ہو حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے بدن ضعیف ہیں اور ہم جہاد میں نہیں جا سکتے اور ہمارے مال بہت کم ہیں اور اہل و عیال کے خرچ سے کچھ بچت نہیں ہوتی فرمائیے ہم کیا کریں فرمایا سنو تم کو دل اور زبان سے صدقے دینے چاہئیں عرض کی وہ کیونکر فرمایا دلوں میں خدا اور اسکے رسولؐ محمدؐ اور ولی خدا اور وصی رسول اللہ علیؑ ابن ابیطالب اور دین خدا کے قیام کے چاہنے والوں اور انکے شیعوں اور محبوں اور اپنے دینی بھائیوں کی محبت رکھو اور کینہ اور دشمنی کے اعتقادات سے انکو باز رکھو اور زبانوں سے خدا کا ذکر کرو جس کے وہ قابل ہے اور اسکے نبی محمدؐ اور علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار پر درود بھیجا کرو ایسا کرنے سے خدا تم کو درجات عالیہ پر پہنچائیگا اور مراتب عظیمہ تم کو عطا فرمائیگا ÷

قولہ عزوجل قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ ترجمہ اے محمدؐ کہدے کہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہے وہ اپنے غیظ و غضب میں مرجائے اسواسطے کہ اس نے خدا کے حکم سے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے جو کوئی کہ خاص خدا کا اور اسکے فرشتوں اور پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے وہ کافر ہے اور خدا کافروں کا دشمن ہے ÷

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ جبرئیل سے بغض رکھتے ہیں جو انکے باب میں احکام خدا کو جنکو وہ مکروہ جانتے تھے جاری کرتا تھا نیز انکی اور ناصبیوں کی مذمت کرتا ہے کہ وہ جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگان خدا کے جو کفار کے مقابلہ میں علی ابن ابیطالب کی مدد کے لئے نازل ہوتے تھے اور وہ حضرت ان دشمنانِ خدا و رسولؐ کو اپنی شمشیر بُراں سے ذلیل و خوار کرتے تھے۔ دشمن ہیں اور فرماتا ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ اے محمدؐ کہدے کہ جو یہودی جبرئیل کا دشمن ہے اسلئے کہ اس نے دانیالؑ کو بخت نصر کے مارنے سے منع کیا جس سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا تھا یہانتک کہ یہودیوں کے بارے میں جو حکم الٰہی ہو چکا تھا اس کا وقت پہنچ گیا اور جو کچھ اسکے علم میں پہلے گزر چکا تھا وہ ان پر وارد ہوا۔ نیز جو کوئی باقی فرقاتِ کفار اور نواصب دشمنانِ محمدؐ و علیؑ میں سے جبرئیل کا دشمن ہے اس واسطے کہ خدا نے اسکو علیؑ کی مدد اور اپنے دشمنوں پر اسکو نصرت دینے کے لئے بھیجا اور جو کوئی جبرئیل کا اس لئے دشمن ہے کہ اس نے محمدؐ اور علیؑ کی یاری و مددگاری کی اور بندگان خدا میں سے اسکے دشمنوں کے ہلاک کرنیکے لئے پروردگار عز و جل کی قضا (حکم) کو جاری کیا وہ اپنے غیظ و غضب میں مرے فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ کیونکہ اے محمدؐ اس نے اس قرآن کو حکم خدا سے تیرے دل پر نازل کیا ہے چنانچہ اسی طرح اور مقام پر فرماتا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ یعنی اس قرآن کو جبرئیل امین نے تیرے دل پر نازل کیا ہے تاکہ تو صاف عربی زبان میں لوگوں کو خوف خدا سے ڈرائے۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی جبرئیل نے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو توریت انجیل زبور صحف ابراہیم و کتب شیث وغیرہ سابقہ کتب سماوی کی تصدیق کرنیوالا اور انکے موافق ہے ٭ اور جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن نور مبین اور حبل متین اور عروۃ الوثقیٰ اور درجہ علیا اور شفاء اشفیٰ اور فضیلت کبریٰ اور سعادت عظمیٰ ہے جو کوئی اس سے روشنی طلب کریگا وہ اسکو منور اور روشن کریگا اور جو کوئی اپنے امور کو اس سے وابستہ کریگا وہ اسکو محفوظ رکھیگا اور جو کوئی اسکو مضبوط کرکے پکڑیگا

پارہ ۱۹ سورۂ شعراء ع ۱۱

فضیلت قرآن و قرات قرآن و تعلیم قرآن

وہ اسکو نجات دیگا اور جو کوئی اسکے احکام سے جدائی نہ کریگا خدا اسکے مراتب کو بلند کریگا اور جو کوئی اسکے وسیلے سے شفا طلب کریگا خدا اسکو شفا دیگا اور جو کوئی اسکے ماسوا کتابوں پر اسکو ترجیح اور فوقیت دیگا خدا اسکو ہدایت دیگا اور جو کوئی اسکے سوا اور کتب میں ہدایت کی تلاش کریگا خدا اسکو گمراہی میں پڑا رہنے دیگا اور جو کوئی اسکو اپنا شعار و دثار یعنی لباس بنائیگا خدا اسکو نیک بخت اور کامیاب کریگا اور جو کوئی اسکو اپنا امام اور پیشوا اور معتمد علیہ اور پشت و پناہ بنائیگا خدا اسکو جنات نعیم اور عیش سلیم میں پہنچائیگا اسی لئے خدا فرماتاہے وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی یہ قرآن مومنوں کے لئے موجب ہدایت ہے اور آخرت میں ان کے لئے باعث بشارت ہوگا اور قیامت کے دن ایک نحیف و زار شخص کو خدا کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور قرأت قران (قرآن کا پڑھنا) عرض کریگی اے پروردگار میں نے اس شخص کو دنوں کو پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا اور تیری رحمت کی طمع اس کے لئے قوی کرتی رہی اور تیرے بخشش کے باب میں اسکی امیدوں کو وسیع کرتی رہی اب اے پروردگار میرا اور اس کا تیری نسبت جو گمان ہے اس کو پورا کر تب خدا حکم دیگا کہ بادشاہی اسکے دائیں ہاتھ میں اور خلد اسکے بائیں ہاتھ میں دو اور اسکو حوروں سے جو اسکی بیویاں ہیں ملحق کردو اور اسکے ماں باپ کو ایسا حلّہ پہناؤ کہ دنیا اپنی تمام اشیا سمیت اس کا لگا نہیں کھاتی اس وقت تمام خلقت انکی طرف دیکھیگی اور ان پر رشک کریگی اور وہ خود بھی اپنی طرف دیکھکر متعجب ہونگے اور عرض کرینگے اے پروردگار یہ حلّہ ہم کو کیونکر مرحمت ہوا ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے اسوقت حکم خدا سے تاج کرامت انکے سروں پر رکھا جائیگا کہ اسکی مثل نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی کے خیال میں گزرا ہوگا تب خدا فرمائیگا کہ یہ سب کچھ اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم نے اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دی اور اسکو دین اسلام کی بصیرت دلائی اور محمد رسول اللہ اور علی ولی اللہ کی محبت پر اسکو ریاضت کرائی اور انکے فقہ کا اسکو عالم کیا کیونکہ وہ دونو میرے نزدیک ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ میں ان دونو کی دوستی اور انکے دشمنوں کی دشمنی رکھے بغیر کسی شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا اگرچہ اس نے ثرے سے لیکر عرش تک

خلا کو سونے سے بھر کر میری راہ میں تصدق کیا ہو پس یہ بھی ان بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے جو مومنوں کو قیامت کے دن دیجائینگی اور آیہ بُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ میں مومنین سے محمدؐ اور علیؑ کے شیعہ اور انکی اولاد و اخلاف میں جو انکے تابع ہیں۔ مراد ہیں +

پھر خدا فرماتا ہے وَمَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو کوئی کہ خدا کا دشمن ہے اسلئے کہ اس نے محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اظہار کو اپنی نعمت عطا کی اور وہ دشمنان خدا وہ لوگ ہیں جنکی جہالت اس حد کو پہنچی ہے کہ کہتے ہیں ہم اس اللہ کو دشمن رکھتے ہیں جس نے محمدؐ اور علیؑ کو وہ بزرگی عطا کی جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اور جبرئیل کو بھی دشمن رکھتے ہیں اسلئے کہ خدا نے اسکو دشمنوں کے مقابلے میں محمدؐ اور علیؑ کا مددگار بنایا اور اسی طرح اور انبیا اور مرسلوں کا اسکو معین کیا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور جو لوگ کہ ان فرشتگان خدا کے دشمن ہیں جو دین خدا کی نصرت اور اس کے دوستوں کی امداد کے لئے بھیجے گئے اور یہ بعض نواصب و معاندین اہلبیتؑ کا قول ہے کہ ہم جبرئیل سے جو معاون علیؑ ہے بیزار ہیں وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ کہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور دیگر پیغمبروں کے دشمن ہیں جنہوں نے نبوت محمدؐ اور امامت علیؑ کی طرف خلق خدا کو دعوت کی وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ اور جو لوگ کہ جبرئیل اور میکائیل کے دشمن ہیں اور یہ ایک ناصبی کا قول ہے جو اسنے اس وقت کہا تھا جب رسولؐ خدا نے علیؑ کے باب میں فرمایا تھا کہ جبرئیل اسکے دائیں ہے اور میکائیل بائیں اور اسرافیل پیچھے اور ملک الموت آگے اور اللہ تعالیٰ جو عرش پر ہے اپنی خوشنودی سے اسکی طرف نظر کرتا ہے اس کا ناصر و مددگار ہے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر ایک ناصبی نے کہا کہ میں اللہ سے اور جبرئیل و میکائیل اور ان فرشتوں سے جو علیؑ کے ہمراہ اس طور پر رہتے ہیں جیسے محمدؐ کہتا ہے بیزار ہوں اسلئے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی علی ابن ابیطالب کے تعصب کی راہ سے ان کا دشمن ہے فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ پس خدا بھی کافروں کا دشمن ہے کہ انکے ساتھ ایسا برتاؤ کریگا جیسا دشمن دشمن سے کیا کرتا ہے کہ ان کو طرح طرح کے سخت عذاب و عقاب میں مبتلا کریگا +

اور ان دونوں آیتوں کے نزول کا باعث وہ قول بد ہے جو جبرئیل اور میکائیل اور دیگر فرشتوں کے باب میں کہا گیا تھا اور ناصبیوں کا جو دشمنان خدا ہیں وہ قول ہے جو انہوں نے اس سے بھی بدتر خدا اور جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگانِ خدا کی شان میں کہا تھا ناصبیوں کے بدتر قول کا قصہ اس طرح پر ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ علیؑ کے فضائل مخصوصہ اور خداداد شرفوں کو بیان کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے مجھ کو اس امر سے مطلع کیا ہے بعض دفعہ فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ اسکے دائیں ہے اور میکائیل بائیں اور جبرئیلؑ میکائیل پر فخر کرتا ہے کہ میں علیؑ کے دائیں ہوں اور تو بائیں اور دایاں بائیں سے افضل ہے جیسے دنیا کے کسی عظیم الشان بادشاہ کا دائیں بیٹھنے والا مصاحب بائیں طرف والے مصاحب پر فخر کیا کرتا ہے اور وہ دونوں اسرافیل پر جو خدمت کے لئے پیچھے رہتا ہے اور ملک الموت پر جو خدمت گزاری کے لئے آگے آگے رہتا ہے فخر کرتے ہیں کہ دایاں اور بایاں دونوں آگے اور پیچھے سے بہتر ہیں جس طرح بادشاہ کے مقربانِ خاص کو بادشاہ کے پاس زیادہ قرب ہونیکی وجہ سے دیگر حاشیہ نشینوں پر فخر ہوا کرتا ہے + اور آنحضرتؐ بعض وقت فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک وہ* فرشتے سب فرشتوں سے افضل اور اشرف ہیں جو علیؑ ابن ابیطالب کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور فرشتوں کا باہم دگر قسم کھانے کا یہ طریقہ ہے مجھکو اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ مصطفیٰ کے بعد علیؑ کو تمام عالم پر شرف دیا ہے + اور بعض وقت ارشاد فرماتے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے علیؑ ابن ابیطالب کی زیارت کے ایسے مشتاق رہتے ہیں جیسے مہربان ماں اپنے نیکوکار اور شفیق بیٹے کی مشتاق ہوتی ہے جو دس بیٹوں کے مرنے کے بعد زندہ رہا ہو + حضرتؐ کی یہ باتیں سنکر ناصبی کہا کرتے تھے کہ محمدؐ کب تک جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں کا ذکر کرتا رہیگا یہ سب علیؑ کی بڑائی اور اسکی شان بڑھانیکے واسطے ہے اور خدا تمام مخلوقات کو چھوڑ کر ایک علیؑ ہی کا ذکر کرتا ہے ہم ایسے پروردگار سے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں سے بیزار ہیں جو محمدؐ کے بعد علیؑ کو سب سے افضل بتاتے ہیں اور ہم ان پیغمبروں سے بھی بیزار ہیں جو علیؑ کو محمدؐ کے بعد سب پر فضیلت دیتے ہیں +

* جو فرشتے جناب امیر کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں وہ سب ملائکہ سے افضل ہیں۔

ابن صوریا کا حضرتؐ سے مسائل دریافت کرنا

اور یہودیوں نے جو کہا تھا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہود نے جو دشمنانِ خدا تھے عبداللہ ابن صوریا کو لیکر حاضر خدمت ہوئے ابن صوریا نے حضرتؐ سے دریافت کیا اے محمدؐ تیری نیند کا کیا حال ہے کیونکہ ہمکو آنے والے نبی کی نیند کا حال معلوم ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں تو سویا کرتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے عبداللہ نے کہا یہ سچ ہے اب یہ بتا کہ بچہ باپ سے بنتا ہے یا ماں سے فرمایا ہڈیاں پٹھے اور رگیں تو باپ کی طرف سے ہوتی ہیں اور گوشت خون اور بال ماں کیطرف سے وہ بولا درست ہے پھر عرض کی یا محمدؐ کیا سبب ہے کہ بچہ کبھی تو چچا کے مشابہ ہوتا ہے اور ماموں سے ذرا بھی نہیں ملتا اور کبھی ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور چچا سے ذرا نہیں ملتا فرمایا دونوں میں سے جس کا پانی غالب آجاتا ہے اسکے مشابہ ہو جاتا ہے وہ بولا ٹھیک ہے پھر کہا کہ اے محمدؐ کیا وجہ ہے کہ بعض کے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور بعض کے نہیں فرمایا جبکہ نطفہ سُرخ اور گدلا ہو جاتا ہے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب نطفہ صاف ہوتا ہے تو بچہ پیدا ہو جاتا ہے ✦ پھر اس نے کہا کہ مجھ کو بتا تیرا پروردگار کیا چیز ہے تب سورۂ توحید نازل ہوئی ابن صوریا بولا کہ درست ہے اب ایک بات باقی رہگئی ہے اگر تونے اس کا جواب درست دیا تو میں تجھ پر ایمان لاؤنگا اور تیری پیروی کرونگا یہ بتا کہ یہ احکام کونسا فرشتہ خدا کی طرف سے تجھ کو پہنچاتا ہے فرمایا جبرئیل وہ بولا کہ یہ تو فرشتوں میں ہمارا دشمن ہے جو قتال وجدال اور شدت اور جنگ کے مصائب لیکر نازل ہوتا ہے ہمارا ایلچی تو میکائیل ہے جو خوشی اور آرام کو لیکر آتا ہے اگر میکائیل فرشتہ تیرے پاس احکام خدا لیکر آیا کرتا تو ہم تجھ پر ایمان لے آتے میکائیل تو ہماری سلطنت کو مضبوط کیا کرتا تھا اور جبرئیل اسکو تباہ اور برباد کرتا تھا اسلئے وہ ہمارا دشمن ہے ابن صوریا کا یہ کلام سنکر سلمانؓ فارسی علیہ الرحمہ نے اس سے کہا کہ اسکی عداوت کی ابتدا کیونکر ہوئی اس نے جواب دیا کہ اے سلمانؓ ہاں اس نے بارہا ہم سے عداوت برتی ہے اور سب سے سخت تر وہ موقع تھا کہ جب خدا نے اپنے پیغمبروں کو یہ وحی بھیجی کہ بیت المقدس کو ایک شخص بخت نصر نامی برباد کریگا اور اسکے زمانہ میں بھی ہم کو خبر ملی کہ اسکے ہاتھ سے خراب ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایک امر کو دوسرے امر کے بعد پیدا کرتا ہے

مباحثہ سلمانؓ کا ابن صوریا

اور جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے جب بیت المقدس کے خراب ہونیکی خبر پہنچی تو ہمارے بزرگوں نے ایک شخص کو جس کا نام دانیال تھا اور اس زمانے کا پیغمبر شمار کیا جاتا تھا اور بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ قوی اور افضل تھا بخت نصر کی تلاش میں بھیجا کہ اسکو ڈھونڈکر قتل کرے اور بہت سا مال خرچ کے لئے ساتھ کیا جب وہ اسکی تلاش میں چلا تو اسکو شہر بابل میں ایک نہایت ضعیف اور مسکین لڑکا ملا جس میں کسی قسم کی قوت اور توانائی باقی نہ رہی تھی ہمارے آدمی نے اسکو قتل کرنا چاہا مگر جبرئیل نے اسکو اسکے قتل سے منع کیا اور ہمارے ساتھی سے کہا کہ اگر یہ وہی شخص ہے جس کو خدا نے تمہاری ہلاکت کے لئے مقرر کیا ہے تو وہ تجھ کو اسپر مسلط نہ ہونے دیگا اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر تو کس لئے اسکو قتل کرتا ہے ہمارے ساتھی نے اسکی بات کی تصدیق کی اور اسکو چھوڑکر ہماری طرف واپس چلا آیا اور آکر ہم کو خبر دی اور بخت نصر طاقت ور ہو گیا اور بادشاہ بنکر ہم سے لڑنے آیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اسلئے ہم اسکو اور جبرئیل کو دشمن جانتے ہیں سلمانؓ نے کہا اے ابن صوریا تم اپنی عقل سے بے راہ چل کر گمراہ ہو گئے دیکھو تمہارے بزرگوں نے جو بخت نصر کے قتل کے لئے آدمی مقرر کیا ان کا یہ فعل کیسا تھا حالانکہ خدا نے اپنے رسولوں کی زبانی اپنی کتابوں میں خبر دیدی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور بیت المقدس کو خراب کریگا اب انہوں نے یا تو خدا کے پیغمبروں کی خبروں کے جھٹلانے اور انکو تہمت دینے کا ارادہ کیا تھا یا یہ کہ خدا کی طرف سے انکی پہنچائی ہوئی خبروں کو تو سچ مان لیا تھا مگر باوجود اسکے اللہ پر غلبہ پانا چاہا تھا اور وہ لوگ جن کا یہ منشا تھا اور جو بخت نصر سے لڑنے گئے سراسر کافر تھے اور جبرئیلؑ سے کسی قسم کی عداوت کرنی کیونکر جائز ہو سکتی ہے حالانکہ اس نے دانیال کو خدا پر غلبہ چاہنے اور اسکی خبر کے جھٹلانے سے باز رکھا تھا۔ ابن صوریا نے جواب دیا کہ بیشک خدا نے اپنے پیغمبروں کی زبانی یہ خبر دی تھی لیکن جس چیز کو وہ چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ سلمانؓ نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو تم توریت کی کسی اگلی یا پچھلی چیز

اعتماد نہ کرو کیونکہ خدا جسکو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ خدا نے موسیٰؑ و ہارونؑ کو شاید پیغمبری سے برطرف کر دیا ہو اور ان کا دعویٰ باطل ہو گیا ہو کیونکہ خدا جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم کرتا ہے اور ان دونوں نے جس امر کے وقوع میں آنیکی تم کو خبر دی ہے شاید وہ وقوع میں نہ آئے اور جس کے نہ ہونے کی خبر دی ہے شاید وہ ہو جائے اور ایسا ہی جس واقعے کی انہوں نے تم کو خبر دی ہے شاید وہ وقوع میں نہ آیا ہو اور جسکی بابت انہوں نے یہ خبر دی ہے کہ وہ نہیں ہوئی وہ شاید ہو گئی ہو اور خدا نے جو ثواب کا وعدہ فرمایا ہے شاید وہ اسکو محو کر دے اور جو عذاب و عقاب کا وعدہ کرتا ہے شاید اسکو بھی محو کر دے۔ کیونکہ وہ جس چیز کو محو کرنا چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس کو ثبت کرنا چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے آخر کار سلمانؓ نے اس سے کہا کہ تم لوگ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ کے معنی سے ناواقف ہو اسی لئے تم کافر ہو اور غیب کی خبروں کو جھٹلاتے ہو اور دین خدا سے نکل گئے ہو پھر سلمانؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا بھی دشمن ہے اور وہ دونوں اس شخص کے دشمن ہیں جو ان کا دشمن ہے اور دونوں اس شخص سے صلح رکھتے ہیں جو ان سے صلح رکھتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے سلمانؓ کے قول کے موافق یہ آیت نازل کی قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ اے محمدؐ کہدے کہ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہے اس وجہ سے کہ وہ دشمنان خدا کے مقابلے میں دوستان خدا کی مدد کرتا ہے اور خدا کی طرف سے علیؑ ولی اللہ کے فضائل لیکر نازل ہوتا ہے پس ایسا شخص میرا دشمن ہے اور میں اس کا دشمن ہوں۔ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ کیونکہ جبرئیل نے حکم خدا سے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ جو تمام آسمانی کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں تصدیق کرتا ہے وَھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور وہ گمراہوں کو ہدایت کرتا ہے اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور باقی ائمہ طاہرینؑ کی ولایت کہ وہ

درحقیقت دوستان خدا ہیں) ولایت پر ایمان رکھنے والوں کے لئے باعث بشارت ہے جبکہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی محبت پر قائم رہیں +

بعد ازاں حضرتؐ نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ خدا نے تیرے قول کی تصدیق کی اور تیری رائے سے اتفاق کیا اور جبرئیل خدا کی طرف سے بیان کرتا ہے کہ سلمانؓ اور مقدادؓ دو بھائی ہیں جو تیری اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابیطالب کی خالص محبت رکھتے ہیں اور وہ دو تو تیرے اصحاب میں ایسے ہیں جیسے جبرئیل و میکائیل فرشتوں میں جو کوئی انمیں سے کسی ایک سے دشمنی رکھتا ہے وہ دونوں اسکے دشمن ہیں اور جو ان دونوں کو اور محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھے وہ دونو بھی اسکو دوست رکھتے ہیں اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ اور انکے دوستوں سے دشمنی رکھے اسکے یہ دونو دشمن ہیں اور اگر اہل زمین سلمانؓ اور مقدادؓ کو اسطرح دوست رکھتے جیسے آسمانوں اور حجابوں اور کرسی اور عرش کے فرشتے دونو کو انکے محمدؐ و علیؑ سے خالص محبت کرنے اور انکے دوستوں کو دوست رکھنے اور انکے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے باعث دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی قسم کا عذاب نہ دیتا +

امام حسینؑ ابن علیؑ علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سلمانؓ اور مقدادؓ کے باب میں یہ ارشاد فرمایا تو مومن تو اسکو سنکر نہایت خوش ہوئے اور انکے مطیع و فرمانبردار ہوئے اور منافقوں کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا اور دشمنی کرنے اور عیب بیان کرنے لگے اور کہا کہ محمدؐ بیگانوں کی تو مدح و ثنا کرتا ہے اور قریبیوں کو چھوڑ دیتا ہے نہ تو انکی کچھ مدح کرتا ہے نہ ان کا کچھ ذکر کرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی حضرتؐ نے فرمایا انکو کیا ہو گیا خدا انکو اپنی رحمت سے دور کرے اور یہ مسلمانوں کا برا چاہتے ہیں اور میرے اصحاب کو جو فضیلت کے درجے حاصل ہوئے ہیں وہ صرف مجھ کو اور میری اہلبیتؑ کو دوست رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں اور میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ تم ہرگز مومن نہ بنو گے جبتک محمدؐ اور اسکی آلؑ کو اپنی جانوں اور اہل و عیال اور زر و مال اور روئے زمین کی جمیع موجودات سے

زیادہ دوست نہ رکھو گے بعد ازاں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پاس بلا کر سب کو اپنی عبائے قطوانی میں ڈھانپ لیا اور اس طرح دعا کی کہ اے خدا یہ پانچ تن ہیں اور چھٹا آدمی کوئی انکے ساتھ شریک نہیں ہے جو کوئی ان سے جنگ کرے میں بھی اس سے جنگ کرونگا اور جو ان سے صلح رکھے میں بھی اس سے صلح رکھونگا +

ذکر اہل عبا اور جبرئیلؑ کا ان میں شامل ہونا

جناب فاطمہ علیہا السلام نے روایت کی ہے کہ اُم سلمہؓ نے اندر داخل ہونیکی نیت سے عبا کا ایک گوشہ اٹھایا مگر حضرتؐ نے اسکو منع کر دیا اور فرمایا اے ام سلمہ تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تو یہاں بھی نیکی میں ہے اور آخرت میں بھی خیر کی طرف رجوع کریگی یہ سنکر اس نے عبا کا گوشہ چھوڑ دیا اور جبرئیلؑ انکے ہمراہ عبا میں تھا اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں چھٹا ہوں فرمایا ہاں بعد ازاں اس نے آسمان کی طرف پرواز کی اور اللہ تعالیٰ نے کثرت انوار سے اسقدر اسکو منور کیا کہ ملائکہ نے اسکو شناخت نہ کیا یہانتک کہ اس نے خود کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اب کون میرا ہمسر ہو سکتا ہے میں جبرئیل ہوں اور محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پنجتن اہلبیتؑ میں چھٹا میں بھی شامل ہوں اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو تمام فرشتگان ارضی و سماوی پر فضیلت عطا فرمائی ہے + اسکے بعد حضرتؐ نے حسنؑ کو دائیں پہلو میں اور حسینؑ کو بائیں پہلو میں بٹھایا پھر اُسکو دائیں کندھے اور اسکو بائیں کندھے پر اُٹھایا پھر دونو کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ ایک دوسرے کی طرف چلے اور کشتی کرنے لگے پس آنحضرتؐ یا ابا محمدؐ کہکر حسنؑ کو حوصلہ دلاتے تھے اور وہ حسینؑ پر غالب ہونے کو ہوتے تھے کہ حسینؑ کا حوصلہ بڑھ جاتا تھا۔ تب وہ بھائی کا مقابلہ کرتے تھے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہ نے عرض کی اے بابا آپ بڑے کو چھوٹے پر دلیر کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ یہ جبرئیل اور میکائیل دونو موجود ہیں جب میں حسنؑ کو یا ابا محمد کہتا ہوں تو یہ دونو حسینؑ کو کہتے ہیں یا ابا عبد اللہ اسی لئے یہ دونو مقابلے میں برابر رہے اور جب میں حسنؑ کو یا ابا محمد اور جبرئیل حسینؑ کو یا ابا عبد اللہ کہتے تھے تو انمیں اس قدر

کیفیت کشتی کی امام حسنؑ و حسینؑ

طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ اگر کوئی سا ان میں سے یہ ارادہ کرتا کہ زمین کو پہاڑوں دریاؤں ٹیلوں اور دیگر تمام اشیا سمیت اٹھالے تو وہ اسکو اپنے بدن کے ایک بال سے بھی زیادہ ہلکی معلوم ہوتی اور یہ دونو مقابلے میں اس لئے یکساں رہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہیں یہ دونو میری آنکھوں کی خنکی اور میرے دل کے میوے ہیں یہ دونو میری پیٹھ کے سہارے ہیں یہ دونو تمام اولین و آخرین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونو سے بہتر ہے اور ان دونو کا نانا رسولؐ خدا ان سب سے بہتر ہے +

جب آنحضرتؐ نے یہ ارشاد فرمایا تو یہودیوں اور ناصبیوں نے کہا کہ اب تک تو ہم جبرئیلؑ ہی کو دشمن رکھتے تھے اب سے میکائیل سے بھی عداوت اور بغض رکھینگے کیونکہ یہ دونو محمدؐ اور علیؑ اور انکے دونو بیٹوں کے فرمانبردار اور اطاعت گزار ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○ (جو کوئی خدا اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہو (وہ کافر ہے) اور اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے +

قولہ عزوجل وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ○ ترجمہ اور بے شک ہم نے تیری طرف روشن نشانیوں کو نازل کیا ہے اور بدکاروں کے سوا اور کوئی ان کا انکار نہیں کرتا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ہم نے تیری طرف ایسی نشانیوں کو نازل کیا ہے جو تیری نبوت کی تصدیق کرتی ہیں اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابیطالب کی امامت کو ظاہر کرتی ہیں اور جو کوئی تیرے یا تیرے بھائی کے باب میں کسی قسم کا شک کرے یا تم دونو کے کسی امر کے مقابلے میں سوائے تسلیم کے کوئی اور بات پیش کرے یہ اسکے کفر کو واضح کر دیتی ہیں۔ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور ان آیات کا جو تیری فضیلت اور تیرے بعد

تیرے بھائی علی کے تمام عالم سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں خدا کے دین اور اسکی اطاعت سے باہر نکل جانیوالوں کے سوا کہ وہ جھوٹے یہودی اور نام کے مسلمان ناصبی ہیں اور کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا +

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب عبداللہ بن سلام مسلمان ہوا تو اس نے ایک مسئلہ حضرتؐ سے پوچھا جب اس کا جواب باصواب سن لیا تو عرض کی یا رسول اللہ ایک اور مسئلہ دریافت کرنا باقی ہے اور وہ بہت بڑا اور غرض اعلیٰ ہے وہ کون شخص ہے جو تیرے بعد خلیفہ ہوگا اور تیرے قرضوں کو ادا کریگا اور تیرے وعدوں کو پورا کریگا اور تیری امانتوں کو ادا کریگا اور تیرے آیات و معجزات کو واضح کریگا حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ یہ میرے اصحاب بیٹھے ہیں انکو جاکر دیکھ کہ میرے بعد کی پیشانی اور رخساروں سے نور چمکتا ہوا تجھ کو معلوم ہوگا اور یہ تیرا صحیفہ قدرت خدا سے تجھ سے بیان کریگا کہ وہی وصی رسولؐ ہے اور ابھی تیرے اعضا اس امر کی شہادت دینگے آخر کار عبداللہ وہاں گیا اور علیؑ کو دیکھا کہ اسکے چہرے سے ایسا نور ساطع ہو رہا ہے جو آفتاب کے نور کو مات کرتا ہے اور اس کا صحیفہ اور اسکے اعضاء جسمانی قدرت خدا سے گویا ہوئے اور بولے اے ابن سلام یہ علیؑ ابن ابیطالب ہے جو جنت کو اپنے محبوں سے پُر کریگا اور جہنم کو اپنے دشمنوں سے بھریگا اور دین خدا کو زمین کے اطراف و جوانب میں پھیلائیگا اور کفر کو اسکے نواحی اور کناروں سے خارج کر دیگا تو بھی اسکی ولایت کو مضبوط کرکے پکڑ کہ کامیاب اور سعادتمند ہوگا اور اسکو تسلیم کرکے اسپر ثابت قدم رہ رشد و ہدایت پائیگا تب عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور برگزیدہ رسولؐ اور پسندیدہ امین اور تمام عالم پر اس کا امیر ہے + اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ جو اس کا بھائی اور صفی اور وصی ہے وہ اسکے امر شریعت کو قائم کریگا اور اسکے وعدہ کو پورا کریگا اور اسکی امانتوں کو ادا کریگا اور اسکے آیات و بینات (دلائل) کو واضح کریگا اور امور باطلہ کو اپنی دلیلوں اور معجزوں سے شکستہ کریگا +

کیفیت اسلام عبداللہ ابن سلام

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم دونو وہ شخص ہو جنکی بابت موسیٰؑ اور اس سے پہلے پیغمبروں نے بشارت دی
تھی اور اصفیا میں سے برگزیدہ اور پسندیدہ لوگوں نے تم دونوں کی طرف رہبری کی ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ سے
عرض کی میری حجتیں ختم ہو گئیں اور سب علتیں رفع ہو گئیں اور تمام عذر قطع ہو گئے اب مجھ کو
حضرتؐ سے الگ ہونیکے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا اور آپ کی متابعت کا ترک کرنا میرے لئے کسی طرح اچھا
نہیں پھر عرض کی یا رسول اللہ یہودی ایک چوپایہ صفت قوم ہے اگر وہ میرے اسلام کا حال سن پائینگے
تو میرے پیچھے پڑ جائینگے اسلئے مجھ کو اپنے پاس چھپا لیجئے جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس آئیں تو ان سے
میری بابت سوال کیجئے اور میرے اسلام لانے کا حال ان پر ظاہر ہونے سے پہلے کی اور اسکا حال
کھل جانیکے بعد کی باتیں سنئے تاکہ ان کا حال حضرتؐ کو معلوم ہو آخر کار حضرتؐ نے عبداللہ کو اپنے
گھر میں پوشیدہ کیا اور چند یہودیوں کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوئے تو اپنا امر نبوت انکے سامنے
پیش کیا انہوں نے انکار کیا حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے درمیان کس کو منصف بنانا
چاہتے ہو وہ بولے کہ عبداللہ بن سلام کو فرمایا وہ کون شخص ہے یہودیوں نے کہا کہ وہ ہمارا رئیس اور
رئیس زادہ اور ہمارا سردار اور سردار زادہ اور عالم اور عالم زادہ اور ہمارا پرہیزگار اور پرہیزگار
زادہ اور ہمارا زاہد اور زاہد زادہ ہے حضرتؐ نے فرمایا کہو اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے تو کیا تم رضامند
ہوگے وہ بولے کہ اللہ نے اس سے اسکو بچا لیا ہے اور پھر اسی کو دہرایا تب حضرتؐ نے عبداللہ کو حکم
دیا کہ باہر آکر جو کچھ خدا نے محمدؐ کے باب میں تجھ پر ظاہر کیا ہے اسکو انکے سامنے ظاہر کر وہ یہ کہتا ہوا
باہر آیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ہے اور وہ واحد اور
لاشریک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے جس کا ذکر توریت انجیل صحف
ابراہیم اور تمام کتب سماوی میں موجود ہے جن میں اسکی اور اسکے بھائی علیؑ ابن ابیطالب
کی طرف رہبری کی گئی ہے جب ان یہودیوں نے عبداللہ کی زبان سے یہ کلمات سنے تو کہنے لگے
اے محمدؐ یہ ہماری قوم کا سفیہ (بیوقوف) اور سفیہ زادہ اور شریر اور شریر زادہ اور فاسق
اور فاسق زادہ اور جاہل اور جاہل زادہ ہے ہم نے اسکی عدم موجودگی میں اسکی برائیاں

بیان کرنے کو مکروہ سمجھا تھا اسلئے تعریف کی تھی۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھ کو اسی بات کا خوف تھا پھر عبداللہ بن سلام کا اسلام بہت اچھا ہوا اور اسکو اپنے یہودی ہمسایوں سے سخت ایذا پہنچی ایک روز کا ذکر ہے کہ گرمی نہایت زور کی پڑ رہی تھی اور رسولخدا مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور بلال اذان سے فارغ ہو چکا تھا اور لوگ نماز میں مصروف تھے کہ ناگاہ عبداللہ ابن سلام وہاں آیا حضرتؐ نے جو اسکی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ چہرہ متغیر ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہیں فرمایا اے عبداللہ کیا حال ہے عرض کی یا رسول اللہؐ یہودی میری ایذا رسانی پر آمادہ ہو گئے میرے ہمسایوں نے مجھ سے بدی کی اور جو سامان خانگی مجھ سے عاریتاً مانگ کر لیگئے تھے سب توڑ پھوڑ کر تلف کر دیا اور جو کوئی چیز میں نے ان سے عاریتاً مانگی وہ نہ دی پھر اسکے بعد جب انکو تقویت ہو گئی تو سب نے جمع ہو کر صلاح کی اور قسمیں کھائیں کہ کوئی میرے پاس نہ بیٹھے اور نہ مجھ سے کسی قسم کی خرید و فروخت کرے اور نہ کوئی صلاح مشورہ مجھ سے کرے اور نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ سے میل جول رکھے اور یہانتک نوبت پہنچ گئی کہ جو لوگ میرے مکان میں بھی رہتے ہیں وہ بھی میرے اہل و عیال سے بات چیت نہیں کرتے اور میرے تمام ہمسایے یہودی ہیں اور مجھ کو ان سے کمال وحشت آتی ہے اور ان سے کسی قسم کا انس مجھ کو باقی نہیں رہا اور میرے گھر اور حضرتؐ کی مسجد اور گھر کے درمیان فاصلہ بڑا ہے اور میں ہر وقت حضرتؐ کی مسجد اور گھر کی طرف آ نہیں سکتا اور میں ان سے نہایت دلتنگ ہوں +

جب حضرتؐ نے عبداللہ بن سلام کی یہ گفتگو سنی تو فوراً وہ حالت آپ پر طاری ہوئی جو بوجہ تعظیم امر خدا کے باعث نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی بعد ازاں اس سے افاقہ ہوا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ یعنی تمہارا مالک اور حاکم صرف اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز کو اسکے شرایط اور

ارکان کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کوئی خدا اور اسکے رسولؐ اور مومنوں کو دوست رکھے وہ لشکر خدا میں شامل ہے اور بیشک اللہ کا لشکر ہی رستگاری اور فلاح پائیگا +

حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا ولی اور ناصران یہودیوں کے مقابلے میں جو تیری ایذا رسانی کے درپے ہیں صرف اللہ اور اسکا رسولؐ اور وہ مومن ہیں جو صفات ذیل سے موصوف ہیں کہ نماز کو درست طور پر بجالاتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ جو شخص خدا اور اسکے رسولؐ کو اور مومنین اور انکے دوستوں کو دوست رکھے اور انکے دشمنوں کا دشمن ہو اور اپنی ضروریات و مہمات میں اول خدا کی طرف رجوع کرے پھر انکی طرف وہ لشکر خدا میں شامل ہے اور اسمیں شک نہیں کہ خدا کا لشکر ہی یہودیوں اور دیگر کافروں پر غالب ہوگا اے عبداللہ غمگین مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور یہ لوگ تیرے معین و مددگار ہیں اور وہ شر و ایذا اور مکائد دشمناں کو تیرے سر سے ٹالیگا بعد ازاں فرمایا اے عبداللہ خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں سے بہتر دوست تیرے لئے مقرر کئے کہ وہ اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہیں جو نماز کو درست طور پر ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں جو آیۂ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا میں داخل ہیں اسوقت حضرتؐ نے ایک سائل کو دیکھا اس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے اس نے عرض کی کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے اپنی انگلی سے مجھ کو اشارہ کیا کہ میری انگوٹھی لے لے میں نے انگوٹھی لے لی جب میں نے انگوٹھی کو اور اس نمازی کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ ابن ابیطالب کی انگوٹھی ہے یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ میرے بعد یہ تمہارا ولی ہے اور میرے پیچھے لوگوں کا مالک مختار علیؑ ابن ابیطالب ہے +

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ عبداللہ ابن سلام کا ایک پڑوسی بیمار ہوا اور ایسا محتاج ہوا کہ گھر بار بیچنے کی ضرورت پڑی اور عبداللہ کے سوا اور کوئی

اس کا خریدار نہ ہوا اسی طرح ایک اور ہمسایہ قید ہوگیا اور ضرورت کے سبب اسکو بھی اپنا مکان فروخت کرنا پڑا اور اسکو بھی عبداللہ کے سوا اور کسی نے نہ خرید ابعد از ان عبداللہ کے ہمسایوں میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جس پر کوئی نہ کوئی مصیبت نہ پڑی ہو اور اسکو اپنا مکان بیچنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو رفتہ رفتہ وہ اس محلہ کا مالک ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے دشمنوں کی بیخ کنی کردی اور اس نے ان مکانوں میں مہاجروں کو آباد کردیا اور وہ اسکے انیس و جلیس ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکروفریب کو ان ہی کے گلوں کا ہار کردیا اور رسول محمدؐ پر ایمان لانے اور علیؑ ولی اللہ کی دوستی اختیار کرنے کے سبب اسکی دنیوی زندگی کو پاکیزہ کیا +

قولہ عزوجل اَوَکُلَّمَا عَاھَدُوْا عَھْدًا نَّبَذَہٗ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ ترجمہ کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے کامل طور پر عہد کیا تو انہیں سے ایک فریق نے اسکو توڑ ڈالا بلکہ انمیں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائینگے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جنکے عناد کا پہلے ذکر آچکا ہے اور ان ناصبیوں کو جنھوں نے اس عہد کو جو ان سے لیا گیا تھا توڑ ڈالا تھا زجر و توبیخ کرتا ہے اور فرماتا ہے اَوَکُلَّمَا عَاھَدُوْا عَھْدًا کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے عہد واثق کیا تھا کہ ہم محمدؐ کی اطاعت کرینگے اور اسکے بعد علیؑ کے ماتحت اور فرمانبردار رہینگے اور اسکی حکومت کو تسلیم کرینگے نَّبَذَہٗ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور اسکی خلاف ورزی کی۔ اب خدا فرماتا ہے بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ بلکہ یہ اکثر یہودی اور نواصب ایمان نہ لائینگے یعنی اپنی آیندہ زندگی میں کچھ رعایت ایمانی نہ کرینگے اور باوجود ان نشانیوں اور دلیلوں کے مشاہدہ کرینکے توبہ نہ کرینگے +

جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے بندگان خدا خدا سے ڈرو اور اسکے رسولؐ نے جو حکم تم کو دیا ہے کہ خدا کو واحد جانو اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوت پر ایمان لاؤ اور علیؑ ولی اللہ کی ولایت کے معتقد ہو اسپر ثابت قدم رہو تم اپنی نمازوں اور روزوں اور گزشتہ عبادتوں پر فریفتہ اور مغرور نہ ہونا

کیونکہ اس عہد کی مخالفت کی صورت میں ان سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا ہاں جو کوئی اس عہد پر وفا کریگا
اس سے وفا کیجائیگی یعنی اسکے اعمال کا اسکو پورا ثواب ملیگا بلکہ پروردگار عالم اپنے فضل و جلال سے
اسپر تفضل کریگا یعنی زیادہ عطا فرمائیگا اور جو کوئی اس عہد کو توڑیگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا
اور خدا اس سے انتقام لینے کا مختار ہے اور اعمال سے اسی حالت میں نفع ہوگا جبکہ خاتمہ بالخیر ہو۔
یہ وصیت تمام صحابہ کو اس وقت کی گئی تھی جبکہ حضرتؐ غار میں تشریف لیگئے اور اس کا قصہ
اس طرح پر ہے کہ اللہ تعالی نے حضرتؐ پر وحی نازل کی کہ اے محمدؐ خدا نے بعد تحفہ درود و سلام کے
ارشاد فرمایا ہے کہ ابو جہل اور روساء قریش نے تیرے قتل کی تجویز کی ہے اور تجھ کو امر فرمایا ہے کہ
آج کی شب علیؑ کو اپنے بستر پر سلادے اور یہ فرمایا ہے کہ علیؑ کا درجہ تیرے نزدیک ایسا ہے جیسے
ابراہیمؑ خلیل اللہ کے نزدیک اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کا رتبہ کہ وہ اپنی جان کو تیری جان پر سے فدا
کریگا اور اپنی روح کو تیری روح کی سپر بنائیگا نیز یہ حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو اپنے ساتھ لے جا کہ
اگر وہ تجھ سے مانوس ہوگا اور تیری اعانت کریگا اور ان عہدوں اور اقراروں پر جو اس نے تجھ سے
کئے ہیں قائم رہیگا تو جنت میں تیرا رفیق اور اسکے غرفات میں تیرا خاص مصاحب ہوگا الغرض
حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ یا علی کیا تجھ کو یہ منظور ہے کہ مجھے تلاش کریں اور میں نہ ملوں اور
تو ملجائے اور اس وقت شاید جاہل لوگ تجھ پر حملہ کریں اور تجھے قتل کر دیں جناب امیرؑ نے عرض
کی یا رسول اللہ مجھ کو بخوشی منظور ہے کہ میری روح آپ کی روح کی سپر ہو اور میری جان
آپکی جان پر فدا ہو جائے بلکہ میں تو اسپر بھی راضی ہوں کہ میری جان اور روح حضرتؐ
کے کسی بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی جانور پر جس سے حضرتؐ کو کچھ نفع ہو نثار کر دیجائے
اور میں تو زندگی کو صرف حضرتؐ کی خدمت اور آپکے اوامر و نواہی میں استعمال کرنے اور
جناب کے دوستوں کی محبت اور آپکے خالص احباب کی نصرت اور حضور کے دشمنوں سے جہاد
کرنیکے لئے پسند کرتا ہوں اور اگر ایسا نہو تو ایک ساعت بھی دنیا میں زندہ رہنا مجھ کو
مطلوب نہیں ہے جناب امیرؑ کا یہ کلام سنکر حضرتؐ انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے

قصۂ شب ہجرت

ابو الحسن لوح محفوظ کے موکلوں نے تیری یہ گفتگو مجھ سے بیان کی اور جو ثواب عظیم اور اجر جزیل اس گفتگو کی عوض خدا نے تیرے واسطے مقرر کیا ہے مجھ سے ذکر کیا اور وہ اس قدر ہے کہ نہ کسی نے کان سے سنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے +

بعد ازاں حضرتؐ نے ابو بکر سے فرمایا کہ آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ رہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوا سی طرح تیری جستجو بھی کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کریں کہ تو ہی مجھکو اس دعوے نبوت پر آمادہ کرتا ہے اس وجہ سے تجھکو تیرے باعث بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑیں اس نے جواب دیا یا رسولؐ اللہ اگر میں تمام دنیا کے برابر عمر پاؤں اور ہمیشہ سخت تر عذابوں میں مبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضرتؐ کی محبت میں ہو تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ حضرتؐ کی مخالفت میں مجھ کو تمام دنیا کی بادشاہی ملجائے اور میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں یا رسولؐ اللہ میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں حضرتؐ نے اسکی یہ تقریر سنکر ارشاد فرمایا کہ خدا تیرے دل پر مطلع ہونے اور معلوم کرنیکے بعد اگر تیری زبان کے موافق تیرے دل کو پائیگا تو بیشک تجھکو میرے لئے ایسا کر دیگا جیسے جسم کے لئے کان آنکھ اور سر اور جیسے بدن کے لئے جان جیسا کہ علیؑ بھی میرے نزدیک ایسا ہی ہے اور علیؑ اپنے فضائل مزیدہ اور خصائل شریفہ کے باعث اس سے بھی بڑھکر ہے اے ابو بکر جو کوئی خدا سے معاملہ کرے اور پھر اسکو نہ توڑے اور اسمیں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کرے اور جسکے فضائل کو خدا نے ظاہر کیا ہے اس سے حسد نہ کرے کہ وہ شخص بہشت کی اعلیٰ منزل میں میرے ہمراہ ہوگا اور جب تو خدا کے پسندیدہ طریق پر چلیگا اور بعد ازاں ایسا طریق اختیار نہ کریگا جو اسکے غضب اور ناخوشی کا باعث ہو اور اس پسندیدہ طریق پر اس سے وفا کر چکا ہوگا تو جب وہ قیامت کے دن تجھ کو مبعوث کریگا تو تو ولایت خدا کا مستحق اور اسکی جنت میں ہماری مصاحبت اور مرافقت کا سزاوار ہوگا - پھر ارشاد فرمایا اے ابو بکر اوپر کو دیکھ جب اس نے کنارہائے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو ناگاہ

کیا دیکھتا ہے کہ آگ کے فرشتے آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے سنبھالے ہیں اور
ہر ایک پکارتا ہے اے محمدؐ ہم کو حکم دیجیے کہ آپ کے دشمنوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالیں پھر حضرتؐ نے اس سے
فرمایا اے ابوبکر زمین پر کان لگا جب اس نے زمین پر کان لگائے تو سنا کہ زمین پکارتی ہے یا محمدؐ
مجھ کو اپنے دشمنوں پر حملہ کرنیکا حکم دیجیے تاکہ تعمیل کروں پھر فرمایا کہ پہاڑوں کی طرف کان
لگا جب اس نے ادھر کان لگائے تو سنا کہ وہ پکار رہے ہیں کہ یا محمدؐ ہم کو اجازت دیجیے تاکہ
ہم آپ کے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں پھر فرمایا کہ دریاؤں کی طرف کان لگا اور دریا موجیں مارتے
ہوئے اسکے سامنے آگئے اور پکارتے تھے کہ یا محمدؐ ہم کو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنیکی اجازت عطا فرمائیے
ہم بسر و چشم تعمیل کرینگے بعد ازاں اس نے سنا کہ آسمان اور زمین اور دریا سب کے سب پکار رہے ہیں
کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو غار میں چھپنے کا حکم اس لئے نہیں دیا ہے کہ تو انکے مقابلے سے عاجز ہے بلکہ انکی
نسبت تیرے حلم و تحمل اور صبر و بردباری کا امتحان کرنا منظور ہے تاکہ اسکے خبیث اور پاکیزہ
بندوں اور کنیزوں میں تمیز ہو جائے اے محمدؐ جو کوئی تیرے عہد و پیمان کو پورا کریگا وہ جنت میں
تیرا رفیق ہوگا اور جو کوئی عہد شکنی کریگا وہ اپنا ہی بگاڑیگا اور طبقات جہنم میں ابلیس لعین
کا ہمنشین ہوگا بعد ازاں حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا یا علیؑ تو میرے لئے ایسا ہے جیسے جسم کے لئے
کان آنکھ اور سر اور جیسے بدن میں جان اور تو مجھکو ایسا عزیز ہے جیسے پیاس کی بیماری والے
شخص کو ٹھنڈا پانی - پھر فرمایا اے ابوالحسنؑ میری چادر اوڑھ لے جب وہ کفار تیری طرف آئینگے
تو خدا اپنی توفیق کو تیرے شامل حال کریگا اور اس سبب سے تو انکے ہاتھ سے نجات پائیگا +

آخر کار جب ابوجہل اور دیگر کفار تلواریں کھینچے وہاں آئے تو ابوجہل بولا کہ اسکو بے خبر سوتے
کو مت مارو پہلے پتھر پھینک کر جگادو پھر قتل کرو تب انہوں نے بھاری بھاری پتھر نشانہ
باندھکر ادھر کو پھینکے جب ان کافروں نے یہ حرکت کی تو جناب امیرؑ نے اپنے سر پر سے کپڑا اتار
کر فرمایا یہ کیا کرتے ہو جب ان مردودوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ ہے یہ دیکھکر
ابوجہل لعین اپنے ہمراہیوں سے بولا تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے اسکو تو اپنی جگہ سلادیا اور خود بچ کر نکل گیا

تاکہ ہم اسمیں مشغول رہیں اور وہ نجات پاجائے تم علیؑ کو کچھ نہ کہو کہ وہ اسکے فریب میں آگیا ہے تاکہ یہ
ہلاک ہوجائے اور محمدؐ نجات پاجائے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ خود اپنی جگہ کیوں نہ سویا جب کہ
اسکے گمان کے موافق خدا اس کا محافظ تھا۔ اس ملعون کی یہ بیہودہ تقریر سنکر جناب امیرؑ نے اسسے
فرمایا اے ابوجہل کیا یہ باتیں میری نسبت کہہ رہا ہے؟ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اتنی
عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر تمام دنیا کے احمقوں اور دیوانوں پر اسکو تقسیم کیا جائے تو وہ سب کے
سب عقلمند ہوجائیں اور اس نے مجھ کو اسقدر قوت عنایت کی ہے کہ اگر ساری دنیا کے ضعیفوں
پر بانٹی جائے تو وہ سب قوی ہوجائیں اور اتنی شجاعت مرحمت فرمائی ہے کہ اگر اسکو تمام عالم
کے بزدلوں پر تقسیم کریں تو سب شجاع ہوجائیں اور اس قدر حلم مجھ کو عطا فرمایا ہے کہ اگر اسکو
تمام سفیہان روزگار پر بانٹا جائے تو وہ سب حلیم اور بردبار ہوجائیں اور اگر حضرتؐ نے مجھ کو
یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنا یہانتک کہ تو مجھ سے ملاقات کرے تو بیشک مجھ میں
اور تم میں بڑا جھگڑا ہوتا اور میں تم کو خوب طرح قتل کرتا۔ اے ابوجہل وائے ہو تجھ پر آسمان
اور زمین اور دریاؤں اور پہاڑوں نے راستے میں آنحضرتؐ سے تمہاری ہلاکت کے لئے اجازت
طلب کی حضرتؐ نے اجازت نہ دی بلکہ وہ تم سے رفق و مدارات کرتے ہیں تاکہ تم میں سے جس
شخص کا ایمان لانا علم الٰہی میں گزرچکا ہے وہ ایمان لے آئے اور مومن کافر مردوں کی پشتوں اور
کافرہ عورتوں کے رحموں سے نکلتے ہیں اور خدا تمہاری بیخ کنی کرکے ان (مومنوں) کو اپنی
کرامت اور بخشش سے منقطع کرنا پسند نہیں کرتا اگر یہ بات مدنظر نہ ہوتی تو تمہارا پروردگار
تم کو ہلاک کردیتا کیونکہ اللہ غنی اور بے پرواہے اور تم فقیر و محتاج ہو وہ تم کو مضطر اور بے قرار
کرکے اپنی اطاعت کی طرف نہیں بلاتا بلکہ جس امر کی تم کو تکلیف دی ہے اس کا تم کو مقدور
بھی دیا ہے اور تمہارے عذروں کو قطع کردیا ہے جناب امیرؑ کی یہ تقریر سنکر ابوالبختری ابن ہشام
غضبناک ہوا اور تلوار لیکر حضرتؐ پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ اسکی
طرف بڑھے کہ اس پر آپڑیں اور زمین شق ہوگئی تاکہ اس ملعون کو نیچے لے جائے اور دریاؤں

کی لہروں کو اپنی طرف آتا دیکھا کہ اسکو لیجا کر سمندر میں ڈبو دیں اور آسمان نیچے کو اترا کہ اسپر گر پڑے یہ حال دیکھ کر تلوار اس شقی کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے ابوجہل اپنے ہمراہیوں کو تسلی دینے اور ان پر اس امر کو مشتبہ کرنے کی غرض سے کہنے لگا کہ اس پر صفراء کا غلبہ ہو گیا ہے اس لئے اس پر غشی طاری ہو گئی ہے اور کچھ بات نہیں ہے *

جب جناب امیرؑ رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تو نے جو اس رات ابوجہل سے گفتگو کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری آواز کو اوپر کی طرف بلند کیا اور اسکو جنت میں پہنچایا وہاں کے خزانچی اور حوران خوبرو اس آواز کو سنکر کہنے لگیں یہ کون ہے جو ایسے وقت میں محمدؐ کا تابع ہے جبکہ مکہ والوں نے اس کو جھٹلایا اور وطن سے نکال دیا ان سے کہا گیا کہ یہ اس کا نائب ہے اور اسکے فرش پر سو رہا ہے تاکہ اپنی جان کو اسکی جان کی سپر بنائے۔ اور اپنی روح کو اسکی روح پر فدا کرے تب خازنان جنت نے عرض کی اے پروردگار ہم کو اس کا خزانچی بنا اور حوروں نے عرض کی کہ اے خدا ہم کو اسکی بیویاں کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم اسکے لئے اور اسکے برگزیدہ دوستوں اور محبوں کے لئے ہو کہ وہ میرے حکم سے تم کو ان لوگوں پر تقسیم کریگا جنکی بہتری کو وہ خوب جانتا ہے آیا تم رضامند ہو انہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار اور ہمارے سردار ہاں ہم خوش ہیں *

قولہ عزوجل وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ج وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ق وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا

مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ ترجمہ

اور جب انکے پاس خدا کی طرف سے رسولؐ آیا جو اس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو انکے پاس ہے تو اہل کتاب کے ایک فریق نے کتاب خدا کو پس پشت ڈالدیا گویا وہ اسکو جانتے ہی نہیں اور انہوں نے اس چیز کی متابعت کی جو شیاطین سلطنت سلیمان میں پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا ہے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی اور وہ دونو فرشتے کسی شخص کو کچھ نہ سکھاتے تھے جبتک کہ یہ نہ کہدیتے کہ ہم صرف آزمائش کے واسطے ہیں تو کافر نہ ہو جانا پر وہ ان دونو جادوؤں میں سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالدیتے تھے۔ حالانکہ وہ اس سے بے اذن خدا کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچاتے تھے اور وہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کو نقصان پہنچائے اور فائدہ نہ دے اور انکو خوب معلوم تھا کہ جس نے اسکو خرید لیا ہے اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بیشک وہ چیز بہت بُری ہے جس کی عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کاش یہ جانتے اور اگر یہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو خدا کے ہاں ضرور بہت اچھا ثواب ملتا کاش وہ سمجھتے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لَمَّا جَآءَهُمْ جب ان یہودیوں اور ناصبیوں کے پاس جو حکم یہودیوں میں ہیں رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خدا کی طرف سے رسول یعنی قرآن آیا جسمیں محمدؐ اور علیؑ کے فضائل اور انکی اور انکے دوستوں کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا واجب ہونا مندرج ہے اور وہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو انکے پاس ہے نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ

اُوتُوا الْكِتَابَ تو اہل کتاب میں سے ایک فریق نے کہ وہ یہودی ہیں كِتَابَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِ
هِمْ کتاب خدا یعنی توریت اور دیگر کتب انبیا کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈالدیا یعنی انکے احکام پر عمل
کرنا چھوڑ دیا اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی وصایت پر حسد کیا اور ان دونو کے جو فضائل اُن کو معلوم
تھے ان کا انکار کیا كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ انہوں نے ان فضائل کا انکار اور حضرتؐ کی نبوت
کا رد اس طور پر کیا کہ گویا انکو معلوم ہی نہیں ہے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ حق ہے
وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور ان یہودیوں اور ناصبیوں نے
اس جادو کی پیروی کی کہ جو شیاطین سلطنت سلیمانؑ میں پڑھا کرتے تھے اور وہ یہ گمان کرتے تھے
کہ سلیمانؑ نے یہ سلطنت عظیم اسی جادو اور نیرنجات کی بدولت حاصل کی ہے پس ان شیطانوں نے
اس جادو کے سبب انکو کتاب خدا سے باز رکھا۔ اور اس کا قصہ اسطرح سے ہے کہ جب ملحد یہودیوں اور
ناصبیوں نے جو الحاد میں یہودیوں کے ساتھ شریک ہیں رسولؐ خدا سے علیؑ ابن ابیطالب کے فضائل سنے
اور آنحضرتؐ اور علیؑ کے معجزات انسان مردودوں کی ہدایت کے لئے خدا نے ان دو حضرتؐ کے ہاتھ
پر ظاہر کئے ہیں مشاہدہ کئے تو بعض یہود و نواصب بعضوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ محمدؐ فقط ایک
طالب دنیا شخص ہے اور طرح طرح کے حیلے اور خرق عادات اور جادو اور نیرنجات جو اس نے سیکھے
ہیں اور انہیں سے بعض علیؑ کو بھی سکھا دئے ہیں انکو طلب دنیا کا وسیلہ بنایا ہے اس کا ارادہ یہ ہے
کہ اپنی زندگی میں ہمارا بادشاہ بن جائے اور اپنے بعد علیؑ کے واسطے سلطنت کی بنیاد پختہ کر جائے
اور یہ جو وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور سب کچھ اسی کا ساختہ پرداختہ ہے تاکہ ہم
پر اور خدا کے ضعیف بندوں پر اس جادو اور نیرنجات کو جو استعمال کرتا ہے بستہ کر دے اور سب سے
بڑا جادوگر سلیمانؑ ابن داؤدؑ تھا جو اپنے جادو کی بدولت تمام دنیا اور جن و انس اور شیاطین کا
مالک ہو گیا تھا اور ہم بھی جب اس عمل سلیمان میں سے کچھ سیکھ لینگے تو محمدؐ اور علیؑ کی سی عجیب عجیب
باتیں ظاہر کرنے لگیں گے اور علیؑ کی پیروی کرنے سے بے پرواہ ہو جائینگے پس حق تعالیٰ تمام
یہود و نواصب کی مذمت فرماتا ہے کہ انہوں نے کتاب خدا کو جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کا حکم

دیتی ہے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈالدیا اور اسپر عمل نہ کیا اور اس سحر و نیرنجات کی پیروی کی جس کو کفار شیاطین سلیمانؑ کی بادشاہی میں پڑھا کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمان نے اسی کی بدولت سلطنت حاصل کی ہے اور ہم بھی اسکے ذریعے سے عجائبات ظاہر کیا کرینگے یہانتک کہ لوگ ہمارے مطیع اور پیرو ہوجائینگے اور ہم علیؑ کی پیروی سے مستغنی ہوجائینگے +

نیز ان کا یہ بھی مقولہ تھا کہ سلیمان کافر اور جادوگر تھا اور جادو میں اسکو بڑی مہارت تھی جسکے باعث اتنی عظیم الشان سلطنت اسکو نصیب ہوئی تھی اور اس قدر طاقت اور مقدرت پائی تھی اسلئے حق تعالیٰ انکی تردید میں فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ اور سلیمانؑ کافر نہ تھا اور نہ وہ جادو کا استعمال کرتا تھا جیساکہ یہ کفار کہتے ہیں وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ بلکہ شیاطین ہی کافر ہیں اس سبب سے کہ انھوں نے لوگوں کو وہ جادو سکھایا جسکو وہ سلیمان کی طرف منسوب کرتے تھے وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ اور اس سبب سے (وہ شیاطین کافر ہیں) کہ انھوں نے لوگوں کو وہ چیز سکھائی جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ کے بعد جادوگروں اور مُمَوِّہیں یعنی تلبیسات کرنے والوں کی بہت کثرت ہوگئی تھی اسلئے حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اس زمانے کے پیغمبر کے پاس بھیجا اور انھوں نے آکر جادوگر نیوالوں کے جادو کرنے کی ترکیب بیان کی پھر انکے جادو کے باطل کرنے اور انکے فریب رد کرنیکے طریق کا ذکر کیا اور اس پیغمبر نے ان فرشتوں سے سیکھ کر حکم خدا سے لوگوں کو سکھایا اور انکو حکم دیا کہ اسکے ذریعہ جادو سے واقف ہو اور اسکو باطل کرو اور تم خود کسی کو جادو مت کرو اور یہ تعلیم بعینا ایسی ہے جیسے کوئی کسی کو بتلائے کہ دیکھو یہ چیز زہر ہے اور اس چیز سے اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے پھر اس شاگرد کو جسے زہر کی تعلیم دی ہے کہا جائے کہ جس کسی کو زہر چڑھا دیکھو اس ترکیب سے اسکا اثر دور کرنا اور خبردار خود کسی کو زہر دیکر ہلاک نہ کرنا اور اس پیغمبر نے ان دونوں فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ دو آدمیوں کی صورت میں لوگوں کے سامنے

ظاہر ہوں اور جو کچھ اللہ تعالی نے انہیں سکھایا ہے لوگوں کو سکھاویں اسی لئے خدا فرماتا ہے وَ
مَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ دونو فرشتے کسی شخص کو جادو اور اسکے باطل کرنے کا طریق نہ
سکھاتے تھے حَتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ جب تک کہ اس سے یہ نہ کہدیتے تھے کہ ہم بندگان خدا
کے لئے صرف امتحان اور آزمائش ہیں تاکہ وہ اس جادو اور اسکے باطل کرنیکی ترکیب کے سیکھنے میں خدائے
بزرگ و برتر کی اطاعت کریں اور لوگوں کو جادو نہ کریں فَلَا تَكْفُرْ پس تو کافر نہ ہو جانا یعنی امور
ذیل کو اختیار کرکے کافر نہ بنجانا کہ تو اس جادو کو استعمال کرے اور کسی کی ضرر رسانی کے درپے ہو
اور لوگوں کو اس امر کا معتقد کرے کہ میں اس جادو کے ذریعے سے زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور
ایسے کام کرتا ہوں جنکے کرنے کی خدا کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب کفر کے کام
ہیں فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پس طالبانِ سحران
دو نو قسم کے جادوؤں میں سے کہ ایک تو وہ نیرنجات تھے جو شیطانوں نے سلیمان کی سلطنت
میں لکھے تھے اور دوسرا وہ جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا وہ سحر
سیکھتے تھے جسکے ذریعے سے میاں بیوی میں جدائی ڈلوا دیتے تھے یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو
ضرر پہنچانے کے لئے جادو سیکھتے تھے کہ وہ طرح طرح حیلوں اور چغلخوریوں اور شکوک و شبہات
ڈالنے سے جدائی ڈلوانے کے لئے سیکھتے تھے کبھی تو کچھ دفن کرتے تھے اور کبھی کچھ عمل کرتے تھے
تاکہ مرد کا دل عورت کی طرف سے فاسد ہو جائے اور عورت کا دل مرد کی طرف سے اور آخر کار
دونوں میں جدائی ہو جائے پھر خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ اور وہ لوگ جو اس قسم کے جادو کو سیکھتے تھے وہ اس سے بے اذنِ خدا کسی کو کچھ ضرر نہ پہنچاتے
تھے یعنی وہ جلشانہ انکے اس فعل کو جانتا تھا مگر ان کو انکے حال پر چھوڑ رکھا تھا کیونکہ اگر وہ چاہتا
تو انکو زبردستی منع کر سکتا تھا بعد از اں خدا فرماتا ہے وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا
يَنْفَعُهُمْ اور وہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو انکو ضرر پہنچائے اور کچھ نفع نہ دے کیونکہ جب وہ
اس جادو کو اس غرض سے سیکھتے تھے کہ اسکے ذریعے لوگوں کو جادو کریں اور انکو ضرر پہنچائیں

تو وہ حقیقت میں وہ چیز سیکھتے تھے جو انکے دین کو ضرر پہنچاتی تھی اور اس سے کسی قسم کا دینی فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا بلکہ اسکی بدولت وہ دین خدا سے خارج ہو جاتے تھے وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور بے شک اس جادو کے سیکھنے والے یہ بات جانتے تھے کہ جس شخص نے اس جادو کو جسکے سیکھنے سے دین سے خارج ہو جاتا ہے اپنے دین کی عوض خریدا ہے اسکو آخرت میں ثواب جنت سے کچھ بھی حصہ نہ ملیگا وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ اور بیشک وہ چیز جسکی عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے اور انکو عذاب خدا میں مبتلا کیا ہے بُری ہے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ کاش کہ انکو یہ معلوم ہوتا کہ انہوں نے آخرت کو بیچڈالا ہے اور اپنے جنت کے حصہ کو ترک کر دیا ہے کیونکہ اس جادو کے سیکھنے والے وہی لوگ تھے جو خدا و رسولؐ اور روز قیامت کے معتقد نتھے اسی لئے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کہ اس جادو کے خریداروں نے جان لیا تھا کہ ان کا عاقبت میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ عاقبت کے قائل ہی نہ تھے اسلئے وہ سمجھتے تھے کہ جب آخرت نہیں ہے تو دنیا کے بعد کسی اور گھر میں ہمارا کچھ حصہ بھی نہیں ہے اور اگر آخرت ہے تو بھی کفر کے سبب اسمیں ہمارا کچھ واسطہ نہیں ہے پھر خدا فرماتا ہے وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ وہ چیز بیشک بُری ہے جسکی عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچڈالا یعنی دنیا کی عوض آخرت کو فروخت کیا اور اپنی جانوں کو عذاب خدا کا گروی بنایا لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ کاش انکو معلوم ہوتا کہ انہوں نے عذاب آخرت کی عوض اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے لیکن انکو یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کیونکہ وہ عذاب آخرت کو مانتے ہی نہیں نیز یہ باعث ہے کہ انہوں نے دلائل الٰہی میں غور کرنا ترک کر دیا ہے یہانتک کہ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ ہمیں انکو اپنے باطل اعتقادات رکھنے اور حق کے منکر ہونے پر عذاب نہ دونگا +

ابو یعقوب اور ابو الحسن راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ہمنے امام حسنؑ عسکری والد ماجد قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم یہ گمان کرتی ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جنکو خدا نے اسوقت فرشتوں میں سے انتخاب کیا تھا جب کہ

بنی آدم نہایت عاصی اور سرکش ہوگئے تھے اور ایک اور فرشتہ انکے ہمراہ کرکے انکو دنیا میں بھیجا اور وہ دونوں زہرہ پر عاشق ہوگئے اور اسکے ساتھ زنا کرنیکا ارادہ کیا اور شراب پی اور ایک شخص کو بے گناہ قتل کرڈالا اللہ تعالی نے انکو بابل میں عذاب میں مبتلا کیا ہے اور جادوگر ان سے جادو سیکھتے ہیں اور خدا نے اس عورت کو مسخ کرکے زہرہ ستارے کی صورت میں تبدیل کردیا ہماری یہ بات سنکر امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ من ذلک میں اس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں بعد ازاں فرمایا فرشتگان الہی لطف خداوندی کے باعث خطاؤں سے معصوم اور کفر و قبائح سے محفوظ ہیں اور اللہ تعالی انکے وصف قرآن میں اسطرح فرماتا ہے لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ وہ خدا کے حکم سے کبھی سرکشی اور نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انکو دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں نیز فرماتا ہے وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا ہے اور جو اشخاص کہ اسکے پاس ہیں یعنی فرشتے وہ اسکی عبادت سے انکار اور تکبر نہیں کرتے اور کبھی اس سے نہیں تھکتے رات دن تسبیح کرتے ہیں اور کبھی سستی ان کو عارض نہیں ہوتی۔ ایک اور مقام پر فرشتوں کے بارے میں فرمایا ہے بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ بلکہ وہ (فرشتے) مکرم اور معزز بندے ہیں کہ بات کرنے میں خدا پر سبقت نہیں کرتے اور وہ اسکے حکم سے کام کرتے ہیں خدا انکے آگے اور پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے مگر ہاں اس شخص کی جسکے لئے خدا پسند کرے اور وہ اسکے خوف سے ڈرتے ہیں +

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالی نے تو ان فرشتوں کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اور وہ دنیا میں پیغمبروں اور اماموں کی طرح تھے کیا پیغمبروں اور اماموں سے بھی قتل نفس اور زناکاری سرزد ہوا کرتی ہے اور یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے

پارہ ۲۸ سورہ تحریم ع ۱

پارہ ۱۷ سورہ انبیا ع ۲

پارہ ۱۷ سورہ انبیا ع ۲

دنیا کو کبھی کسی آدم زاد نبی یا امام سے خالی نہیں رکھا چنانچہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی اور ہم نے تجھ سے پہلے سوائے مردان بنی آدم کے اور کسی کو (ملائکہ وغیرہ میں سے) پیغمبر کر کے نہیں بھیجا کہ وہ اہل قریہ یعنی بستی والوں میں سے ہوتے تھے (نہ کہ صحرا نشین) اور ہم انکی طرف وحی بھیجتے تھے (جیسا کہ تیری طرف بھیجتے ہیں) اس آیت میں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہم نے فرشتوں کو زمین پر اس غرض سے نہیں بھیجا کہ وہ وہاں جاکر امام اور حاکم بنیں بلکہ وہ انبیا کی طرف صرف ایلچی بنا کر بھیجے گئے ہیں * راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اس بنا پر تو ابلیس بھی فرشتہ نہ ہوا فرمایا نہیں بلکہ وہ تو جن ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ اور اے محمدؐ اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو یہ حکم سنتے ہی سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے جو جن تھا سجدہ نہ کیا پس یہ آیت ابلیس کے جن ہونے پر دال ہے اور جنوں کے باب میں خدا فرماتا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ اور ہم نے جان کو کہ وہ جنوں کا باپ ہے آدمؑ سے پہلے تیز آگ مساموں میں گھسنے والی سے دود سے پیدا کیا ہے *

پھر ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھ سے اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی روایت کی ہے کہ رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گروہ آل محمدؐ کو منتخب کیا اور پیغمبروں کو منتخب کیا اور ملائکہ مقربین کو منتخب کیا اور انکو صرف اس بنا پر منتخب کیا ہے کہ اسکو معلوم تھا کہ ان سے کبھی کوئی ایسا امر سرزد نہ ہوگا جسکے باعث سے وہ اسکی ولایت سے خارج ہو جائیں اور اسکی عصمت سے نکل کر عذاب خدا کے مستحقوں میں شامل ہوں *

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ نے علیؑ کی امامت پر نص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی امامت کو آسمانوں میں لاکھوں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اس سے انکار کیا اسلئے خدا نے انکو مینڈک کی صورت میں مسخ کر دیا یہ بات سنکر حضرتؑ نے

پارہ ۱۳ سورہ یوسف ع آخیر

پارہ ۱۵ سورہ کہف ع ۷

پارہ ۱۴ سورہ حجر ع ۲

فرمایا معاذ اللہ یہ لوگ ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں ملائکہ بھی خدا کے رسول ہیں اسلئے وہ بھی ان پیغمبروں کی مانند ہیں جو خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں کیا ان پیغمبروں سے کبھی کفر الٰہی سرزد ہوتا ہے ہم نے عرض کی ہرگز نہیں فرمایا پس فرشتوں کا بھی یہی حال ہے اور ملائکہ کی شان عظیم اور ان کا درجہ نہایت جلیل ہے +

قولہ عزوجل یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِینَ عَذَابٌ أَلِیمٌ ترجمہ اے ایماندارو لفظ رَاعِنَا (ہماری رعایت کر) مت کہو اور اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے احوال کو دیکھ) کہو اور دل سے سنو۔ اور کافروں کے لئے عذاب دردناک ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب رسولِ خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مہاجرین و انصار کا آپکے پاس ہجوم ہوا اور رسائل کی کثرت ہوئی اور ان لوگوں کا دستور تھا کہ حضرتؐ سے نہایت ادب و آداب کے ساتھ جو آپ کے شایاں تھا گفتگو کرتے تھے اور اسکا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا تھا کہ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ اے ایماندارو اپنی آوازوں کو پیغمبرؐ کی آواز پر بلند مت کرو اور بات کرنے میں اس سے بلند آواز سے کلام نہ کرو جس طرح تم میں سے ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتا ہے اگر ایسا کرو گے تو تمہارے اعمال ساقط ہو جائینگے اور تمہیں کچھ بھی خبر نہ ہوگی اور آنحضرتؐ انکے حال پر نہایت رحم کرتے تھے اور بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے اور انکے گناہوں کے زائل کرنے میں کوشش فرماتے رہتے تھے یہانتک کہ اپنے مخاطبین میں سے ہر ایک کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور اپنی آواز کو اس شخص کی آواز پر بلند کرتے تھے تاکہ خدا نے جو اس سے اعمال کے ساقط کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ موقع اس سے زائل ہو جائے یہانتک کہ ایک دن آنحضرتؐ دیوار کے پیچھے تشریف رکھتے تھے

پارہ ۲۷ سورہ حجرات ع

کہ ایک مرد اعرابی نے دوسری طرف سے چلا کر پکارا یا محمدؐ حضرتؐ نے اس سے بھی زیادہ چلا کر جواب دیا تاکہ اپنی آواز کی بلندی کے باعث اعرابی گنہگار نہ ہو اعرابی نے عرض کی اے محمدؐ فرمائیے توبہ کب تک قبول ہوتی ہے فرمایا اے اعرابی توبہ کا دروازہ بنی آدم کیلئے ہمیشہ کھلا ہے جبتک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ کرے اور اسکی شاہد یہ آیت ہے کہ خدا فرماتا ہے هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ○ وہ صرف اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ فرشتے قبض روح کے لئے یا عذاب خدا لیکر انکے پاس آئیں یا تیرے پروردگار کا حکم عذاب انکے پاس آئے یا تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں انکے پاس آئیں جس دن کہ تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں آئینگی توجو شخص کہ اس وقت سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اسکو اسوقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دیگا یا اگر پہلے سے ایمان تو لایا ہوگا مگر اس میں کچھ نیکی حاصل نہ کی ہوگی تو بھی اسکو اس وقت کچھ نفع نہ ہوگا +

پارہ ۸ سورہ انعام ع ۲۰

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لفظ رَاعِنَا کو مسلمان آنحضرتؐ سے گفتگو کرتے وقت استعمال کیا کرتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے احوال کی حفاظت اور رعایت کر اور ہماری باتیں سن جیسے ہم تیری باتیں سنتے ہیں اور یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ ایک گالی تھی اور اسکے یہ معنی تھے اِسْمَعْ لَا اَسْمَعْتَ یعنی سن خدا تجھے نہ سنائے جب یہودیوں نے سنا کہ مسلمان حضرتؐ سے باتیں کرتے وقت لفظ رَاعِنَا استعمال کرتے ہیں تو باہم کہنے لگے بھئی آج تک تو ہم محمدؐ کو چھپ چھپا کر گالیاں دیا کرتے تھے آؤ اب کھلم کھلا بُرا بھلا کہا کریں اس وقت سے وہ بھی حضرتؐ سے گفتگو کرتے ہوئے لفظ رَاعِنَا کہنے لگے اور اس سے گالی مراد لیتے تھے سعدؓ ابن معاذ انصاری نے انکی یہ ناشایستہ حرکت معلوم کرلی اور ان سے کہا اے دشمنانِ خدا خدا تم پر لعنت کرے میں دیکھتا ہوں کہ تم رسولِ خدا کو

سعدؓ ابن معاذ

گالیاں دیتے ہو اور ہم کو اس شبہ میں ڈالتے ہو کہ ہم تمہاری طرح گفتگو کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں نے تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سنا تو وہیں اسکی گردن اڑا دونگا اور اگر میں آنحضرتؐ کی نیابت میں امورات کے بجالانے سے پہلے تم پر ہاتھ اٹھانا مکروہ نہ جانتا تو جس شخص کی زبان سے میں نے یہ لفظ سنا ہے اسکو ضرور قتل کرڈالتا جب سعدؓ یہودیوں سے یہ گفتگو کر رہا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل نازل فرمائی مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ بعض یہودی کلمات کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں اور (عنا د اور دشمنی کی راہ سے) کہتے ہیں کہ ہم نے تیری بات سنی اور تیرے حکم کی نافرمانی کی اور ہم سے وہ بات سن جو تیرے سننے کے قابل نہیں اور جس کو تو پسند نہیں کرتا لفظ رَاعِنَا (جسکے معنی عربی میں ہماری رعایت کر ہیں اور عبرانی میں گالی ہے) اپنی زبانوں کو موڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے کہتے ہیں اور اگر وہ سَمِعْنَا یعنی ہم نے سنا اور اَطَعْنَا یعنی ہم نے اطاعت اور اِسْمَعْ یعنی ہماری بات سن اور اُنْظُرْنَا یعنی ہمارے احوال کو دیکھ اور توقف کر کہ ہم تیرے کلام کو سنیں اور سمجھیں کہتے تو یہ انکے لئے بیشک (اس ہنسی اور طعن سے) بہتر اور درست تر ہوتا لیکن خدا نے انکے کفر اور عناد و تکبر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے اور انکو اپنی رحمت سے دور کیا ہے پس وہ تھوڑا سا ایمان لاتے ہیں (کہ بعض کتاب پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور یہ قابل شمار نہیں) نیز یہ آیت نازل فرمائی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اے ایمان لانے والو حضرتؐ سے گفتگو کرتے وقت لفظ رَاعِنَا مت کہا کرو کیونکہ یہودیوں میں سے جو تمہارے دشمن ہیں وہ اس لفظ سے ایک ایسا لفظ مراد لیتے ہیں جس سے وہ رسول اللہ کو اور تم کو گالیاں دیتے ہیں وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اور راعنا کی جگہ اُنْظُرْنَا یعنی ہمارے

پارہ ۵ سورہ نساء ع ۷

حال کو دیکھ) کہا کرو کیونکہ اس میں وہ نقص نہیں ہے جو رَاعِنَا میں ہے اور اس لفظ (انظرنا) کو گالی میں شامل نہیں کرسکتے جیسا کہ رَاعِنَا کو کرسکتے ہیں وَاسْمَعُوْا اور جب رسول اللہ تم سے بات کرے اسکو سنو اور اطاعت کرو وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور کافروں یعنی یہودیوں اور رسول خدا کو گالیاں دینے والوں کے لئے عذاب دردناک ہے دنیا میں بھی اگر وہ پھر گالیاں دیں اور عاقبت میں ہمیشہ اس عذاب میں گرفتار رہینگے۔

بعد ازاں رسولخدا نے فرمایا اے بندگان خدا یہ سعدؓ ابن معاذ خدا کے نیکو کار بندوں میں سے ہے اس نے اسکی خوشنودی کو اپنے یہودی قریبیوں اور دامادوں کی ناراضی پر پسند کیا ہے اور انکو نیک کام کے بجالانے کا حکم دیا اور برُے کام سے منع کیا اور محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ وصی رسولؐ اللہ کی خاطر اس بات پر غضبناک ہوا کہ ان دونو سے اس طریق سے گفتگو کرنی چاہیئے جو انکی عزت وجلالت کے شایاں ہو چونکہ اس نے محمدؐ اور علیؑ کی حمایت کی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ بھی اس کا شکر گزار ہوا اور جنت میں اسکے لئے منازل کرہمیہ مقرر کئے اور ان منزلوں میں اس قدر بے شمار نفیس چیزیں اسکے لئے مہیا کی ہیں کہ زبانیں ان کا وصف بیان نہیں کرسکتیں اور دل ان کا وہم وخیال بھی نہیں کرسکتے اور جنت میں اسکے دسترخوانوں کا ایک تار دنیا اور اسکے تمام سونے چاندی جواہرات اور سب مالوں اور نعمتوں سے بہتر ہے اور جو کوئی جنت میں اس کا رفیق اور شریک بننا چاہے اسکو چاہئے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے غضب کا متحمل ہو اور رسولخدا کی خاطر غضبناک ہو کر رضائے خدا کو ان پر مقدم کرے اور جب دیکھے کہ حق چھوٹ گیا ہے اور باطل پر عمل ہو رہا ہے تو اسکو دیکھ کر غضبناک ہو اور خبردار ایسی خواہشوں میں نہ پڑنا جو باوجود طاقت اور مقدور اور نہ ہونے تقیہ کے منافی حق ہوں۔ کیونکہ اس حالت میں حق تعالےٰ تمہارے کسی عذر کو قبول نہ کریگا۔

اور زمانہ سابق میں خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جسکے باشندے کافر اور فاجر ہیں

زمین میں دھنسا دے جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا فلاں زاہد کے سوا سب کو زمین میں دھنسا دوں اور اس سوال سے یہ غرض تھی کہ اس زاہد کے باب میں جو حکم خدا ہو معلوم ہو جائے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل بلکہ اسکو ان سب سے پہلے زمین میں دھنسا جبرئیلؑ نے عرض کی اے پروردگار اس کا باعث ارشاد فرمائیے وہ شخص تو زاہد اور عابد ہے فرمایا میں نے اسکو طاقت و مقدرت عطا کی ہے پھر بھی وہ امر معروف اور نہی منکر عمل میں نہیں لاتا اور باوجود میرے انپر غضب ناک ہونے کے یہ ان سے زیادہ محبت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم بُرے کاموں کو دیکھتے ہیں اور انکے منع کرنے پر قادر نہیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم ضرور امر معروف اور نہی منکر کرو اور عذاب خدا سے لوگوں کو مطلع کرو بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے کسی فعل بد کو دیکھے اسکو چاہئے کہ اگر مقدور ہو تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے نفرت کرے ایسی حالت میں اسکے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کو اسکی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس فعل سے دلی نفرت اور کراہت رکھتا ہے *

امر بالمعروف و نہی ہر دو واجب ہے

آخر کار جب سعدؓ ابن معاذ بنی قریظہ کے تمام قبیلے کے قتل کے بعد انکی طرف سے مطمئن ہوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد وفات پائی تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے سعد خدا تجھ پر رحم کرے تو کافروں کے گلے میں اٹکی ہوئی ہڈی کی مانند تھا اگر تو زندہ رہتا تو گوسالہ کے نصب کرنے سے روکتا جسکو گوسالۂ موسیٰؑ کی طرح بیضتہ المسلمین یعنی مدینہ میں قائم کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا آپکے اس مدینہ میں بھی کوئی گوسالہ نصب کرنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں خدا کی قسم چاہتے ہیں اگر سعد زندہ رہتا تو کبھی انکی تدبیر کو جاری نہ ہونے دیتا اور وہ لوگ اپنی بعض تدبیروں کو جاری کرینگے بعد ازاں اللہ تعالیٰ انکو باطل کر دیگا اصحاب نے عرض کی فرمائیے وہ کیونکر ہوگا فرمایا اسکو جانے دو یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی تدبیر اس بات میں ظاہر ہو اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب سعدؓ ابن معاذ نے رحلت کی اور آنحضرتؐ نے

تبوک کی طرف کوچ فرمایا تو منافقانِ امت محمدیؐ نے ابو عامر راہب کو اپنا امیر اور رئیس بنایا اور اسکی بیعت کی اور مدینے کے لوٹنے اور آنحضرتؐ کی ذریت اور دیگر اہل وعیال اور آپکے اصحاب کے بال بچوں کے قید کرنیکی صلاح کی اور یہ تجویز کی کہ آنحضرتؐ کو تبوک کی راہ میں چھاپہ مار کر قتل کر ڈالیں گے خدا نے حضرت کو بوجہ احسن محفوظ رکھا اور منافقوں کو نہایت رسوا اور ذلیل کیا اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے اور تیر کا ایک پر دوسرے پر کے برابر ہوتا ہے اور بالکل انکے مشابہ ہو جاؤ گے یہانتک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے۔

حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ بیان فرمایئے وہ گوسالہ کون تھا اور وہ تدبیر کیا تھی امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا سنو حضرتؐ کو دومۃ الجندل کے بادشاہ کی طرف سے خبریں آتی تھیں اور وہ اس نواح میں ایک عظیم الشان سلطنت کا مالک تھا جو شام کے قریب تھی اور وہ حضرتؐ کو ڈرایا کرتا تھا کہ میں مدینہ پر چڑھائی کر کے تیرے اصحاب کو قتل کرونگا اور انکی بیخ کنی کرونگا حضرتؐ کے اصحاب اس سے نہایت خائف رہتے تھے یہانتک کہ ہر روز بیس اصحاب نوبت بنوبت حضرتؐ کی حفاظت کرتے تھے اور جب کوئی شخص چیختا چلاتا تو یہی خیال کرتے کہ اکیدر اسکی ہراول فوج کے سوار اور پیادے آپہنچے اور منافق لوگ بہت سی جھوٹی اور بد خبریں اڑایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے اصحاب کو وسوسوں اور خدشوں میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ اکیدر نے تمہارے مقابلے کے لئے اتنے لشکر اور اس قدر گھوڑے اور اتنا مال تیار کیا ہے اور اپنے پاس کے علاقوں میں منادی کرادی ہے کہ میں نے مدینے کا تاخت وتاراج کرنا تمہارے لئے مباح کیا پھر ضعیف مسلمانوں کو بہکاتے تھے اور ان سے کہتے تھے بھلا محمدؐ کے اصحاب اکیدر کے ہمراہیوں کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں اور وہ عنقریب مدینہ کی طرف آنے والا ہے تاکہ مردوں کو قتل کرے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر کے لیجائے آخر کار منافقوں کی ان باتوں سے مومنوں کو سخت ایذا پہنچی اور انہوں نے آنحضرتؐ سے اپنے رنج والم کی شکایت کی۔ بعد ازاں منافقوں نے متفق ہو کر ابو عامر راہب سے جس کو حضرتؐ نے

فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا بیعت کرلی اور اسکو اپنا سردار بنایا اور اسکی اطاعت اپنے اوپر لازم کی اس نے اُن سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں مدینہ سے کہیں باہر چلا جاؤں تاکہ میں تہمت سے محفوظ رہوں یہانتک کہ تمہاری تدبیر کامل ہو جائے نیز انہوں نے دومۃ الجندل میں اکیدر کو لکھ بھیجا کہ مدینے پر چڑھائی کرے اور ہم تیری مدد کرینگے اور انکی بیخ کنی کردینگے جب منافقین یہ سب تجویزیں کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ انکی تمام تجویزوں سے مطلع کیا اور حکم دیا کہ تبوک کی طرف کوچ کرے + اس سے پہلے جب آنحضرتؐ کسی جہاد کو تشریف لیجاتے تھے تو جہاں کا ارادہ ہوتا تھا اسکے سوا اور مقام کا ذکر ہوا کرتا تھا اور اسکو پوشیدہ رکھا جاتا تھا مگر اس موقع پر اپنے ارادے کو ظاہر فرمایا اور اسکے لئے سامان اور اسباب مہیا کرنے کا حکم دیا اور یہ وہ جہاد ہے جسمیں منافق رسوا ہوئے اور اس سے باز رہنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے انکی مذمت کی اور حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ جو کچھ معلوم ہوا تھا اسکو آپنے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اکیدر پر غالب کریگا اور وہ گرفتار ہوگا اور اس شرط پر ہم سے صلح کریگا کہ ہزار اوقیہ سونا اور دوسو حُلّے ماہ صفر میں دیا کرے اور ہزار اوقیہ سونا اور دوسو حُلّے ماہ رجب میں اور میں اسّی دن تک صحیح سلامت مدینہ میں واپس آجاؤنگا +

بعد ازاں اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسّی راتوں کے بعد صحیح سلامت اور بن لڑے فتح پاکر مدینہ میں واپس آؤنگا اور کوئی مومن اسمیں شک نہ کرے حضرتؐ کی یہ گفتگو سنکر منافق کہنے لگے خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا بلکہ یہ اسکی آخری شکست ہے کہ اسکے بعد کبھی نہ سنبھلے گا کیونکہ اسکے بعض اصحاب تو اس گرمی اور جنگلوں کی ہواؤں اور خراب اور ایذا دینے والے مقامات کے پانیوں کے سبب مرجائینگے اور جو اس بلا سے بچ رہیں گے وہ اکیدر کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مارے جائینگے یا قید ہو جائینگے اور منافقوں نے حضرتؐ سے اجازت طلب کی اور طرح طرح کے عذر اور حیلے بہانے پیش کئے کوئی گرمی کا بہانہ کرتا تھا اور کوئی کہتا تھا کہ میں بیمار ہوں کوئی اپنے عیال کی

بیماری کا عذر پیش کرتا تھا اور حضرتؐ انکو اجازت دیتے جاتے تھے جب رسولؐ خدا کا تبوک کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ پختہ ہوگیا تو منافقوں نے مدینہ کے باہر ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد ضرار کہلاتی ہے اور اسکے تعمیر کرنے سے ان کا یہ ارادہ تھا کہ اسمیں جمع ہوا کرینگے اور لوگوں سے یہ کہیں گے کہ نماز کے واسطے جمع ہوتے ہیں حالانکہ وہ صرف اسلئے بنائی گئی تھی کہ نماز کے بہانے سے اسمیں جمع ہوں تاکہ انکی تجویز کامل ہوجائے اور جو کچھ ان کا ارادہ ہے اسکے سہل طور پر سرانجام دینے کا کوئی موقع وہاں ہاتھ آجائے بعد ازاں کچھ لوگ جمع ہوکر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہمارے گھر آپ کی مسجد سے بہت دور ہیں اور ہم بے جماعت نماز کو برا سمجھتے ہیں اور یہاں حاضر ہونا ہم کو دشوار معلوم ہوتا ہے اسلئے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو وہاں تشریف لے چلیں اور اسمیں نماز پڑھیں تاکہ آپ کی نماز کے سبب وہ مسجد متبرک ہوجائے حضرتؐ کو انکی بارے میں جو کچھ وحی کے ذریعے معلوم ہوچکا تھا انکو نہ بتایا اور حکم دیا کہ میرا گدھا لاؤ آخر کار یعفور ملعفر ہوا حضرتؐ مسجد کو جانیکے ارادے سے اسپر سوار ہوئے ہرچند حضرتؐ نے اور اصحابؓ نے اسکو ہانکا مگر وہ نہ چلا اور جب دوسری سمت کو لگام پھیری تو جھٹ روانہ ہوا منافقوں نے عرض کی کہ یہ گدھا اس راہ میں شاید کسی چیز سے ڈرتا ہے اسلئے اب اس سمت جانا نہیں چاہتا پھر حضرتؐ اس پر سے اترے اور گھوڑا منگاکر اسپر سوار ہوئے ہرچند اسکو زجر و توبیخ کی مگر اس نے مسجد کی طرف کو قدم نہ اٹھایا ہاں جب اور طرف کو منہ پھیرتے تھے تو جلد جلد چلنے لگتا تھا منافق بولے کہ یہ گھوڑا بھی اس راہ میں کسی چیز سے ڈر گیا ہے اسلئے اس رستے اب جانا نہیں چاہتا تب حضرتؐ نے فرمایا چلو پیدل ہی چلیں جب آنحضرتؐ اور دیگر ہمراہیوں نے مسجد ضرار کی طرف چلنے کا قصد کیا تو سب کے قدم جم گئے اور ذرا حرکت نہ کرسکتے تھے اور جب کسی اور طرف کا ارادہ کرتے تھے تو چلنا آسان ہوجاتا تھا اور بدن ہلکے اور دل خوش ہوجاتے تھے یہ حال دیکھکر حضرتؐ نے فرمایا ہمارا یہ کام خدا کو ناپسند ہے اور اسکو اس حالت میں جبکہ ہم سفر کو تیار ہیں ہمارا وہاں جانا منظور

نہیں ہے اتنے دنوں تامل کرو کہ ہم انشاء اللہ سفر سے واپس آ جائیں بعد ازاں جو کچھ خدا کو منظور ہوگا
اس باب میں عمل میں لائینگے پھر حضرتؐ نے تبوک کی طرف روانہ ہونے میں جد وجہد کی اور منافقوں نے
یہ عزم کیا کہ جب یہ یہاں سے چلے جائیں تو انکے پس ماندوں کی بیخ کنی کردیں پس جبرئیلؑ جانب
پروردگار سے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود وسلام
کے ارشاد فرماتا ہے کہ یا تو تم سفر میں جاؤ اور علیؑ کو پیچھے مدینہ میں چھوڑو یا علیؑ کو سفر میں بھیجو
اور خود یہاں رہو حضرتؐ نے خدا کا یہ فرمان علیؑ کو پہنچایا انہوں نے عرض کی مجھ کو حکم خدا و رسولؐ
بسر و چشم منظور ہے اگرچہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی حالت میں حضرت کا ساتھ نہ چھوڑوں حضرتؐ
نے فرمایا یا علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسے
ہارون کا مرتبہ موسیٰؑ کے نزدیک تھا مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا جناب
امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں راضی ہوں حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم کو مدینہ میں اس
قیام کرنے میں سفر کا ثواب ملیگا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو حضرت ابراہیمؑ کی طرح امت تنہا قرار دیا
ہے (یعنی جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو حالت تنہائی میں اس زمانہ کے مشرکوں سے معارضہ کرنیکی
تکلیف دی گئی تھی اسی طرح تم بھی تن تنہا ان کافروں اور منافقوں سے معارضہ کرو)
اور تمہاری ہیبت اور رعب سے منافق لوگ مسلمانوں پر کسی قسم کی دست درازی نہ کرسکیں گے +
الغرض جب آنحضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور علیؑ مشایعت کے لئے ہمراہ گئے تو منافق
باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ ناراضی اور ملال کی وجہ سے علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گیا ہے اور یہاں
چھوڑ جانے سے اس کا یہی منشا ہے کہ ہم چھاپا مار کر اسکو قتل کر ڈالیں اور لڑ کر ہلاک کردیں جب
یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی تو جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ یہ منافق کیا کہتے
ہیں حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ کیا یہ بات تجھ کو کافی نہیں ہے کہ تو میری آنکھ کی پتلی اور بینائی کے
نور اور جسم میں روح کی مانند ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت روانہ ہوئے اور علیؑ
کو مدینہ میں اپنا قائم مقام چھوڑا جب کبھی منافق لوگ مسلمانوں پر حملہ کرنیکی کوئی تدبیر کرتے تھے

توجناب امیر خیبر گیر سے ڈر جاتے تھے اور خوف کرتے تھے کہ اسکے ساتھ ہمارے مقابلے پر اور لوگ ایسے نہ کھڑے ہو جائیں جو ہم کو اس امر سے باز رکھیں اور باہم ذکر کرتے تھے کہ محمدؐ کا یہ آخری سفر ہے اور وہ اس لڑائی سے واپس نہ آئیگا۔

آخر کار جب آنحضرتؐ اور اکیدر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ رہا تو اس دن شام کے وقت حضرتؐ نے زبیر بن عوام اور سماک بن خراشہ سے فرمایا کہ تم دو نو بمیں مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیکر اکیدر کے محل کے دروازے کی طرف جاؤ اور اسکو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ زبیر نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اسکو کیونکر پکڑ لائیں حالانکہ اسکے ہمراہ جو لشکر ہے اس کا حال حضرتؐ کو معلوم ہے اور علاوہ حشم کے ہزار یا کچھ کم لونڈی غلام اور خدمتگار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کسی تدبیر اور حیلہ سے گرفتار کر لینا انہوں نے عرض کی یا حضرتؐ ہم کیا تدبیر کر سکتے ہیں اول تو رات چاندنی ہے دوسرے ہمارا راستہ ہموار زمین میں ہے بھلا ہم اس میدان میں کیونکر نظروں سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو انکی نظروں سے پوشیدہ رکھے اور چلتے وقت تمہارا سایہ نہ ہو اور تمہارے جسم ایسے روشن ہو جائیں کہ چاندنی میں اور ان میں ذرا بھر تمیز نہ ہو سکے انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ ہم ایسا ہی چاہتے ہیں فرمایا تم دو نو پر لازم ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو اور یہ اعتقاد رکھو کہ علیؑ ابن ابیطالب میری تمام آل اطہار سے افضل ہے اور اے زبیر عوام کے تو اس امر کا معتقد ہو کہ علیؑ جس قوم میں موجود ہو انکی سرداری اور ولایت کا سب سے زیادہ وہی حقدار ہے اور کسی کو اسپر سبقت کرنی جائز نہیں ہے جب تم دو نو یہ عمل کرو گے اور اسکے محل کی دیوار کے سائے تلے پہنچو گے تو اللہ تعالی ہرنوں اور پہاڑی بکریوں کو اسکے دروازے کی طرف بھیجے گا اور وہ دروازے پر اپنے سینگوں کو رگڑیں گے جب ان وحشی جانوروں کی آوازیں اس کے کان میں پہنچیں گی تو وہ کہے گا کہ کوئی شخص جا کر ان جانوروں کو میرے لئے شکار کر لائے۔ اسکی بیوی اسکو منع کریگی اور کہیگی کہ خبردار اسوقت باہر نہ نکلنا کیونکہ محمدؐ ہمارے قلعہ کے پاس اترا ہوا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس نے اپنے کچھ ہمراہیوں کو ادھر نہ بھیجا ہو کہ کسی تدبیر سے

تجھ کو گرفتار کر لیں وہ جواب دیگا کہ اس وقت لشکر سے جدا ہونیکی کون جرات کر سکتا ہے کیونکہ اس چاندنی رات میں ہمارے آدمی اسکو دور ہی سے آتا دیکھ لینگے اور اسوقت تمام عالم روشن ہو رہا ہے اور یہاں کوئی نہیں ہے اور بالفرض اگر کوئی آدمی ہمارے محل کے سایہ میں ہو تا بھی تو یہ وحشی اسکو دیکھ کر بھاگ جاتے آخر کار وہ ہرنوں اور بکریوں کے شکار کے لئے قلعہ سے نیچے اتریگا اور وہ جانور اسکے سامنے سے بھاگ جائینگے اسوقت تم دونو اسکے پیچھے لگ کر اسکو گھیر لوگے اور تمہارے ہمراہی اسکو گرفتار کر لیں گے +

الغرض آنحضرتؐ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور انہوں نے اسکو گرفتار کر لیا اکیدر نے ان سے کہا کہ میری تم سے ایک درخواست ہے وہ بولے بیان کر ہم تیری سب درخواستوں کو پورا کرینگے مگر ہاں یہ تو یہ کہے کہ ہم تجھ کو چھوڑ دیں یہ نہ مانیں گے اکیدر نے کہا کہ تم میرا یہ لباس تلوار اور پٹکا اتار لو اور انکو حضرتؐ کے پاس لیجاؤ اور مجھ کو فقط ایک کرتے میں جو میں پہنے ہوں آپکے سامنے لیجانا کہ حضرتؐ مجھ کو اس زیب و زینت کے لباس میں نہ دیکھیں بلکہ عاجزانہ لباس میں ملاحظہ کریں شاید کہ وہ مجھ پر رحم کریں انہوں نے ایسا ہی کیا محتاج مسلمان اور اعرابی لوگ اس زرق برق کے لباس کو اس چاندنی رات میں دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہ یہ لباس اور زیورات تو جنت کے معلوم ہوتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں یہ تو اکیدر کا لباس اور اسکی تلوار اور پٹکا ہے اور اگر میری پھوپھی کا بیٹا زبیر اور سماک میرے عہد پر قائم رہیں یہانتک کہ محشر میں حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں تو انکا ایک رومال جنت میں ان سب سے افضل ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ رومال ان سے افضل ہوگا فرمایا اگر اس قسم کے سونے سے زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلے کو بھر دیا جائے تو اس تمام سونے سے اس رومال کا ایک تار بھی بہتر ہے جو جنت میں ان دونو کے ہاتھ میں ہوگا +

جب اکیدر کو حضرتؐ کے پاس لائے تو اسنے عرض کی کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں آپکے دشمنوں کو جو خیبر کے ملک سے پرے رہتے ہیں آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھوں ۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا اگر تو نے

اس عہد کو پورا نہ کیا تو پھر کیا ہوگا اس نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر میں وفا نہ کرونگا تو اگر آپ خدا کے
پیغمبر ہیں تو وہ خدا جس نے آپکے اصحاب کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا یہانتک کہ انہوں نے مجھ کو پکڑ لیا
اور جس نے ہرنوں کو میرے دروازے پر بھیجا اور مجھ کو محل سے نکالا اور آپکے اصحاب کے ہاتھوں
میں لا ڈالا اور اگر پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کا وہ اقبال جس نے اس طرز عجیب اور سبب لطیف سے مجھ کو
آپکے ہاتھ میں ڈالا پھر بہت جلد اسی طرح مجھ کو آپکے ہاتھ میں گرفتار کرا دیگا آخر کار آنحضرتؐ نے
اس سے اس شرط پر صلح کی کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلے ماہ رجب میں دیا کرے اور ہزار اوقیہ
سونا اور دو سو حلے ماہ صفر میں ادا کرے اور جو مسلمان اسکے پاس سے گزرے اسکو تین دن مہمان
رکھے اور اپنی سرحد تک اسکو زاد راہ دے اور اگر ان شرطوں میں سے ایک کو بھی توڑ ڈالے تو امانِ خدا
و رسولؐ سے نکل گیا + بعد ازاں حضرتؐ نے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی +

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمانہ رسولؐ خدا کا گوسالہ وہی ابو عامر راہب تھا۔
جسکو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا جب آپ ظفریاب ہو کر مدینہ میں تشریف لائے
اور منافقوں کا جعل خدا نے باطل کر دیا تو حضرتؐ نے مسجد ضرار کے جلانے کا حکم صادر فرمایا اور
خدا نے یہ آیت نازل کی وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ○ وَلَيَحْلِفُنَّ
اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ
اَبَدًا .... آخر آیت تک اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے مومنین کو ضرر پہنچانے اور
کفر کو تقویت دینے اور مومنوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کا انتظار کرنیکے لئے
جس نے اس سے پہلے خدا اور اس کے رسولؐ سے جنگ کی ہے۔ مسجد تعمیر کی ہے اور البتہ وہ
قسمیں کھاتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر سے ہماری نیت نیکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے
اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں اے محمدؐ تو ہرگز اس میں نہ کھڑا ہو
یعنی اس مسجد میں نماز مت پڑھ +

پارہ ۱۱
سورہ توبہ
ع ۱۳

پھر امام ہفتم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو گوسالہ آنحضرتؐ کی زندگی میں تھا اللہ تعالیٰ نے اسپر ہلاکت ڈالی اور وہ قولنج برص جذام فالج اور لقوہ کے امراض میں مبتلا ہوا اور اس حالت میں چالیس دن سخت عذاب میں گرفتار رہا بعد ازاں جہنم کے سخت عذاب کی طرف منتقل ہوا لعنۃ اللہ علیہ والعذاب الشدید +

قولہ عزوجل مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ ترجمہ کفار اہل کتاب و مشرکین نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی جانب سے تم پر کوئی نیکی نازل ہو اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ اور مشرکین و نواصب کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ کفار اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ وَالْمُشْرِكِينَ اور کفار مشرکین کہ نواصب بھی انہی میں داخل ہیں جو ذکر خدا و ذکر محمدؐ اور فضائل علیؑ اور اس ولی خدا کے مراتب شریفہ کے بیان کرنے سے غضب ناک ہوتے ہیں نہیں چاہتے ہیں کہ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے کوئی نیکی یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آل اطہار کے شرف و فضل کے بارے میں کوئی اور آیت نازل ہو نیز وہ نہیں چاہتے کہ آسمان سے انکے لئے معجزات کی کوئی دلیل نازل ہو اور محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار سے ظاہر ہو اسی سبب وہ لوگ اپنے مذہب والوں کو تمہارے ساتھ بحث کرنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ انکو یہ خوف ہے کہ تمہاری حجت انکو لاجواب کر دیگی اور آخر کار انکے عوام تم پر ایمان لے آئینگے اور اپنے سرداروں سے بگڑ جائینگے اس لئے ان میں سے جو کوئی تیرے امر کو دریافت کرنے کی غرض سے تیرے پاس آنا چاہتا ہے اسکو یہ بات کہکر تیری طرف آنے سے روک دیتے ہیں کہ میاں وہ تو بڑا

لطیفہ گو قسمیں کھانیوالا اور جادو بیان ہے تیرے دین و دنیا کے بچاؤ کے لئے یہی بہتر ہے کہ نہ تو تو اس سے ملاقات کرے اور نہ وہ تجھ سے ملے اسی طرح عوام الناس کو بھی تیرے پاس آنے سے منع کرتے ہیں بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے کہ اسکو دین اسلام اور محمدؐ اور علیؑ ابن ابیطالب کی محبت کی توفیق دیتا ہے وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت بڑا فضل کرتا ہے جس کو تیرے دین کی توفیق دیتا ہے اور تیری اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی دوستی کی ہدایت فرماتا ہے +

جب رسولؐ خدا نے انکو اس حکم سے ڈرایا تو ان میں سے ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور آکر حضرتؐ سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا اور بولے کہ اے محمدؐ تو ہمارے دلوں میں اس چیز کے ہونے کا دعوے کرتا ہے جو ان میں پائی نہیں جاتی ہم اس بات کو بُرا نہیں سمجھتے کہ تم پر حجت خدا نازل ہو جسکی متابعت لازم ہو اور اسکی متابعت کی جائے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم آج محمدؐ سے جھگڑتے ہو تو کیا مضائقہ عنقریب تم پروردگار عالم سے جھگڑو گے جبکہ تمہارے اعمال نامے تمہارے اعمال کو بیان کرینگے تم کہو گے کہ حافظانِ اعمال فرشتوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور جو عمل ہم نے نہیں کئے تھے وہ ہمارے اعمال ناموں میں درج کر دئے ہیں اس وقت تمہارے اعضا سے شہادت لیجائیگی اور وہ تمہارے برخلاف شہادت دینگے ۔حضرتؐ کی یہ تقریر سنکر انہوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اپنے شاہد کو اس قدر دور مت کر کہ یہ کام جھوٹوں کا ہے ہم میں اور روز قیامت میں بہت فاصلہ ہے جس بات کا تو دعوے کرتا ہے وہ ہم کو ہمارے نفسوں میں دکھادے تاکہ ہم کو تیری راست گوئی معلوم ہو اور یہ معلوم ہی ہے کہ یہ کام تجھ سے ہرگز ہرگز نہ ہو سکیگا کیونکہ تو جھوٹا ہے انکی یہ بیہودہ گفتگو سنکر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے علیؑ انکے اعضا سے گواہی طلب کر علیؑ نے ان سے گواہی طلب کی انکے تمام اعضا نے انکے برخلاف گواہی دی کہ یہ لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے محمدؐ کی زبان پر کوئی آیت

بہ طور آیت بینہ اور حجت کے جو اسکی نبوت اور اسکے بھائی علیؑ کی امامت کے لئے معجزہ ہو۔ نازل ہوئے کیونکہ انکو یہ خوف ہے کہ دلیل سے انکو ساکت اور لاجواب کردیگا اور انکے عوام اسپر ایمان لے آئینگے اور اکثر لوگ ان سے برگشتہ ہوجائینگے یہ شہادتیں سنکر وہ ناہنجار کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہم ان شہادتوں کو نہیں سنتے جن کا تو دعوی کرتا ہے کہ ہمارے اعضا گواہی دیتے ہیں یہ کلام ان کافروں کا سنکر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ لوگ اس گروہ میں داخل ہیں جن کے باب میں خدا فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ جن لوگوں پر تیرے پروردگار کا قول ثابت اور واجب ہوچکا ہے وہ ایمان نہ لائینگے اگرچہ انکے پاس ہر نشانی آئے یہانتک کہ عذاب دردناک کو دیکھیں ان کی ہلاکت کے لئے بد دعا کر جناب امیرؑ نے انکی ہلاکت کیلئے بد دعا کی اس وقت یہ حالت ہوئی کہ انکے اعضا گویا ہوئے اور ہر ایک عضو اپنے مالک کے برخلاف گواہی دیتا تھا اور اسکے جسم سے جدا ہوجاتا تھا یہانتک کہ وہ سب کے سب وہیں مرگئے انکے مرنیکے بعد اور یہودی وہاں آئے اور بولے اے محمدؐ تو کس قدر سخت دل ہے کہ سب کو مارڈالا حضرتؐ نے جواب دیا کہ جن لوگوں پر خدائے قہار نہایت غضب ناک ہو میں ان سے نرمی کیوں برتوں ہاں اگر وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آل اطہار کا واسطہ دیکر خدا سے التماس کرتے کہ وہ انکو مہلت دے اور درگزر کرے تو حق تعالیٰ ضرور انکی دعا کو قبول کرتا جیسا کہ اس سے پہلے گوسالہ پرستوں کی دعا قبول کی گئی تھی جبکہ انہوں نے محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دیکر دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی زبانی ان سے فرمایا تھا کہ اگر ان حضراتؑ کا واسطہ دیکر اس قاتل کے لئے بھی دعا کی جاتی تو خدا محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی کرامت و شرافت کے باعث اسکو بھی قتل کا گناہ معاف کردیتا ۔

سیپارہ ۱۱ سورۂ یونس ع ۱۰

قولہ عزوجل مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ

ترجمہ جس آیت کو کہ ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسکو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسکی مانند اور آیت لاتے ہیں اے محمدؐ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت خدا ہی کی ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا نہ دوست ہے اور نہ مددگار امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے خطاب کرکے فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا اگر ہم کسی آیت کے حکم کو رفع کرتے ہیں یعنی منسوخ کر دیتے ہیں یا اسکے رسم خط کو رفع کرتے ہیں یعنی اسکو محو کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے اور تیرے دل سے اسکی یاد جاتی رہتی ہے یعنی وہ بھول جاتی ہے چنانچہ ایسا ہی اور مقام پر فرماتا ہے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ عنقریب ہم تجھ کو پڑھائینگے کہ تو اسکو نہ بھولیگا مگر جس کو خدا چاہے گا تجھ کو بھلا دیگا اور اس کا ذکر تیرے دل سے جاتا رہے گا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا تو اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یعنی اس دوسری آیت پر عمل کرنا بہتر ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور آیت منسوخہ کی نسبت تمہاری بہتری کے لئے زیادہ تر مفید ہے اَوْ مِثْلِهَا یا تمہاری بہتری کے حق میں پہلی آیت (منسوخہ) کی مانند ہے یعنی اس منسوخ اور تبدیل کرنے سے ہم کو صرف تمہاری بہتری اور مصلحت مطلوب ہوتی ہے + بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وہ منسوخ کرنا وغیرہ سب امور کی قدرت رکھتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک خدا ہی ہے اور وہی اسکی تدبیروں اور مصلحتوں کو جانتا ہے اسلئے وہی اپنے علم سے تمہاری تدبیریں کرتا ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ اور اسکے سوا اور کوئی تمہارا ولی نہیں ہے جو تمہاری بہتری کا متولی ہو جب کہ مصلحتوں کا عالم وہی خدائے بزرگ و برتر ہے اور اسکے سوا اور کوئی ان سے واقف نہیں ہے

پارہ ۱ عم
سورہ بقرہ ع ۱۳
۱۴

وَلَا نَصِیۡرٍ اور نہ کوئی اسکے سوا تمہارا ناصر و مددگار ہے جو مکروہات و بلیات میں تمہاری مدد کرے جبکہ خدا ان مکروہات کو تم پر نازل کرنا چاہے یا کسی عذاب میں تمہارا مددگار ہو جب کہ وہ تم کو اس عذاب میں ڈالنا چاہے +

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات کا منسوخ اور تبدیل کرنا تمہاری مصلحتوں اور فائدوں کی غرض سے مقرر کیا ہے تاکہ تم ان پر ایمان لاؤ اور وہ تمہارے ان آیتوں کی تصدیق کرنیکی وجہ سے تمہارے ثواب کو زیادہ کرے پس وہ وہی نسخ اور تبدیلی عمل میں لاتا ہے جس میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہو +

بعد ازاں خدا ارشاد فرماتا ہے اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور وہ اپنی قدرت سے ان پر حکومت کرتا ہے اور اپنی مشیت کے موافق ان میں تصرف کرتا ہے جس چیز کو وہ موخر کرے کوئی اسکو مقدم نہیں کرسکتا اور جس کو وہ مقدم کرے اسکو کوئی موخر نہیں کرسکتا +

وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ اور اے یہودیو اور محمدؐ کے جھٹلانے والو اور شرایع کے تبدیل اور منسوخ ہونے کا انکار کرنیوالو اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا ولی نہیں ہے جو تمہاری مصلحتوں کا متولی ہو اگر تمہارا پروردگار تمہاری مصلحتوں کا والی نہ ہو اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی تمہارا ناصر اور مددگار ہے جو تمہاری نصرت کرے اور اسکے عذاب کو تم سے دفع کرے +

منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا تھا کہ نماز پڑھتے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرو اور جب ممکن ہو تو کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ میں کرلیا کرو اور جب نہ ہوسکے تو جہاں پر ہوا کرو وہاں صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کرلیا کرو۔ غرض آنحضرتؐ تیرہ برس تک جبتک کہ مکہ میں رہے اس حکم کی تعمیل کرتے رہے اور مدینہ منورہ میں آنے پر بھی سترہ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا اور کعبہ کی طرف رُخ نہ کیا چند سرکش یہودی آپس میں ذکر کرنے لگے خدا کی قسم محمدؐ کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیونکر نماز پڑھتا ہوں

تحویل قبلہ

یہانتک کہ وہ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے طریقوں اور عبادت کے طرزوں پر چلتا ہے حضرت کو ان یہودیوں کی یہ گفتگو نہایت ناگوار اور شاق گزری اور انکے قبلہ کو مکروہ جانا اور کعبہ کو پسند کیا جب جبرئیلؑ امین آپکے پاس آئے تو ان سے فرمایا مجھکو یہ بات نہایت مرغوب ہے کہ اللہ تعالےٰ بیت المقدس کی جگہ کعبہ کو میرا قبلہ مقرر کردے کیونکہ یہودیوں کی جو باتیں انکے قبلہ کے باب میں میں نے سنی ہیں ان سے مجھکو ایذا پہنچی ہے جبرئیل نے عرض کی یارسول اللہ اپنے پروردگار سے التماس کرو کہ وہ قبلہ کو ادھر تبدیل کردے اللہ تعالیٰ تمہاری درخواست کو ہرگز رد نہ کرے گا اور تم کو اپنی آرزو میں محروم نہ رکھیگا آخرکار جب حضرتؐ کی دعا ختم ہوئی تو جبرئیل نے آسمان پر جاکر پھر زمین پر نزول کیا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ...... الخ بیشک ہم انتظار وحی میں آسمان کی طرف تیرے منہ کا پھرنا دیکھتے ہیں پس جس قبلہ کو تو پسند کرتا ہے اسکی طرف ضرور ہم تجھکو پھیر دینگے اب تو مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پھرا اور جہاں کہیں تم (اے مومنین) ہوا کرو وہیں سے اسکی طرف منہ کرلیا کرو +

پارہ سیقول سورہ بقر شروع پارہ

جب بہ حکم خدا حضرتؐ نے کعبہ کی طرف رخ کیا تو یہودیوں نے اعتراض کے طور پر کہا جسکو حق تعالےٰ قرآن میں نقل فرماتا ہے مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے جس کی طرف وہ پہلے نماز پڑھنے میں رخ کیا کرتے تھے کس چیز نے پھیر دیا + اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو نہایت عمدہ جواب دیا چنانچہ فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ مشرق اور مغرب خدا ہی کا ہے اور وہی ان دونو کا مالک ہے اور اس کا کسی طرف کو پھرنے کی تکلیف دینا ایسا ہی ہے جیسے تم کو کسی اور طرف پھیر دیوے يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے جو انکے لئے موجب صلاح و فلاح ہے اور انکی طاعت انکو بہشت کی طرف لیجاتی ہے +

پارہ سیقو شروع

اور یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمدؐ قبلہ بیت المقدس
کی طرف تو نے چودہ برس نماز پڑھی اور اسکو چھوڑ دیا جس بات پر کہ تو پہلے قائم تھا اگر وہ حق تھی
تو اسکو ترک کر کے اب تو ضرور باطل کی طرف چلا گیا کیونکہ جو چیز حق کے خلاف ہوتی ہے وہ باطل
ہوتی ہے یا اگر وہ باطل تھی تو پھر تو ضرور اتنی مدت تک باطل پر قائم رہا پس ہم اپنے باطل پر
ہونے کا یقین نہیں کر سکتے حضرتؐ نے انکے جواب میں فرمایا کہ پہلا امر بھی حق تھا اور اب یہ بھی حق
ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ یعنی اے محمدؐ کہدے کہ مشرق اور مغرب خدا ہی کا ہے جسکو چاہتا ہے راہ راست
کی طرف ہدایت کرتا ہے اے بندگان خدا جب وہ مشرق کی طرف منہ کرنا تمہارے لئے مصلحت
سمجھتا ہے تو مشرق کیطرف منہ کرنیکا تم کو حکم دیتا ہے اور جب مغرب کی طرف منہ کرنا مصلحت
جانتا ہے تو اسکے لئے امر فرماتا ہے اور اگر ان دونوں کے سوا اور کسی طرف میں تمہاری بہتری
معلوم کرے تو اسی کا تم کو حکم دے پس تم لوگ اپنے بندوں کے بارے میں خدا کی تدبیروں اور انکی
مصلحتوں کے باب میں اسکے ارادے کے منکر مت ہو بعد ازاں فرمایا کہ اے یہودیو تم نے پہلے تو شنبہ کے
روز کام کرنا ترک کر دیا تھا پھر کچھ مدت بعد کرنے لگے تھے پھر چھوڑ دیا تھا بعد ازاں پھر کرنے لگے
اب تم بتاؤ کہ تم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کیا یا باطل کو چھوڑ کر حق کو اختیار کیا یا ایک باطل
کو ترک کر کے دوسرے باطل کی طرف عود کیا یا حق سے حق کی طرف رجوع کی جو کچھ کہ تم میرے اس
اعتراض کا جواب دوگے وہی میری طرف سے اپنے اعتراض کا جواب سمجھو یہودی بولے کہ پہلے شنبہ
کے دن کام کا ترک کرنا حق تھا بعد ازاں دوسری بار اس دن کام کا کرنا بھی حق ہے حضرتؐ نے
فرمایا تو پس اسی طرح سے بیت المقدس کو قبلہ بنانا اپنے وقت پر حق تھا اب کعبہ کو قبلہ مقرر
کرنا اپنے وقت میں حق ہے۔ اسکے بعد یہودیوں نے کہا کہ پہلے تو جیسا کہ تیرا احتمال ہے خدا نے
تجھ کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اور پھر کعبہ کی طرف رخ کرنے کا
تجھ کو حکم دیا تو اس میں بدا واقع ہوا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں اسکو بدا واقع نہیں ہوا

کیونکہ وہ انجاموں سے واقف اور مصلحتوں پر قادر ہے اور اپنے نفس میں کسی قسم کی غلطی نہیں پاتا اور نہ کسی رائے کو پہلی رائے کے برخلاف قائم کرتا ہے وہ اس بات سے بری اور برتر ہے نیز اسکو کوئی رکاوٹ ایسی پیش نہیں آتی جو اسکو اپنی منشا سے باز رکھے اور بدا اسی شخص کو پیش آیا کرتا ہے جس میں یہ وصف موجود ہوں اور حق تعالیٰ جلشانہ ان صفات سے بہت بزرگ و برتر ہے بعد ازاں فرمایا کہ اے یہود دیکھو خدا بیمار کرتا ہے پھر تندرست کر دیتا ہے پھر بیمار کر دیتا ہے تو کیا اسمیں بدا واقع ہوا نیز وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے کیا ان دونو صورتوں میں سے ہر ایک میں بدا واقع ہوا وہ بولے کہ نہیں فرمایا تو بس اسی طرح سے اس نے اپنے پیغمبر محمدؐ کو پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اسکے بعد کعبہ کی طرف منہ کرکے عبادت کرنے کا حکم فرمایا اور اسکو اس صورت میں بدا واقع نہیں ہوا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گرمی کے بعد سردی لاتا ہے اور سردی کے بعد گرمی کیا یہاں بھی ہر ایک صورت میں بدا واقع ہوا وہ بولے کہ نہیں فرمایا تو بس اسی طرح قبلہ کے باب میں بھی بدا وقوع میں نہیں آیا بعد ازاں فرمایا کہ دیکھو خدا نے تمہارے لئے لازم کیا ہے کہ سردیوں میں خز کے لباس پہنو اور گرمی کے لئے جاڑے کے برخلاف حکم دیا تو کیا اسمیں اسکو بدا پیش آیا وہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا دیکھو اسی طرح اس نے ایک وقت تو اپنی مصلحت کے موافق ایک چیز میں تم سے خدمت لی پھر دوسرے وقت کسی اور مصلحت کے موافق دوسری چیز میں جب تم نے دونو حالتوں میں اسکی اطاعت کی تو تم اسکے ثواب کے مستحق ٹھیرے اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف کو تم منہ پھیرتے ہو وہیں اللہ کی ذات موجود ہے یعنی جبکہ تم اسکے حکم سے کسی سمت کو منہ کرو وہیں وہ ذات موجود ہے جس سے تم اللہ مراد لیتے ہو اور اسکے ثواب کی آرزو کرتے ہو +

پارہ الم سورہ بقر ع ۱۴

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا اے بندگان خدا تم گویا بیمار ہو اور اللہ مثل طبیب کے ہے اور مریض کیلئے

وہی چیز بہتر ہوتی ہے جس کو طبیب بہتر سمجھے اور اسکے لئے تجویز کرے نہ کہ جس میں مریض اسکو اشتباہ میں ڈالدے اور خود اسکی درخواست کرے اے لوگو آگاہ ہو اور اللہ کے کام کو اسی کے سپرد کرو اسمیں تم کامیاب ہوگے اور اپنی مراد کو پہنچوگے +

کسی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ بیت المقدس کو پہلا قبلہ کیوں مقرر کیا گیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اسکی وجہ خدا خود بیان فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ اور ہم نے بیت المقدس کو جس پر تو پہلے قائم تھا اسلئے قبلہ مقرر کیا تھا کہ ہم معلوم کرلیں کہ کون ہمارے رسولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی دو نوں ایڑیوں پر مڑ جاتا ہے یعنی نافرمانی کرتا ہے۔ یعنی تاکہ ہم اس بات کو جس کی بابت ہم کو پہلے ہی معلوم ہے کہ وہ عنقریب اسکے وجود میں آئیگی اسکے ظہور میں آئی ہوئی معلوم کرلیں اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ اہل مکہ کعبہ کو پسند کرتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرتؐ کے تابعین اور مخالفین میں تمیز ہو جائے اس طرح سے کہ جس قبلہ کو وہ ناپسند کرتے ہیں اور محمدؐ اسکی بابت حکم دیتا ہے اگر اسمیں حضرتؐ کی متابعت کریں تو مطیع اور فرمانبردار ہیں ورنہ مخالف اور نافرمان + اور اہل مدینہ بیت المقدس کو چاہتے تھے اسلئے انکو اسکی مخالفت کرنے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اپنے ناپسندیدہ اور مکروہ امر میں کون شخص محمدؐ کی موافقت کرتا ہے جو کوئی ایسا کرے وہی اسکا مُصدِق اور موافق ہے چنانچہ فرماتا ہے وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ یعنی اگرچہ اُس وقت بیت المقدس کی طرف منہ کرنا انکو ناگوار اور دشوار معلوم ہوتا تھا مگر جن کو خدا نے ہدایت کی توفیق دی تھی ان کا یہ حال نہ تھا +

اس سے معلوم ہوگیا کہ پروردگار عالم اپنے بندوں سے انکی رائے کے برخلاف اپنی طاعت اور بندگی لینا چاہتا ہے تاکہ انکی نفسانی خواہش کی مخالف صورتمیں انکی طاعت گزاری کی آزمائش ہو جائے

سورہ بقر شروع پارہ ۲

قولہ عزوجل اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْأَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ ترجمہ آیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسولؐ سے ایسا سوال کرو جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰؑ سے کیا گیا تھا اور جو کوئی کفر کو ایمان کے ساتھ بدل ڈالے یعنی ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا یعنی گمراہ ہو گیا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْأَلُوْا رَسُوْلَكُمْ کہ اے کفار قریش و یہود تم جو اپنے رسولؐ سے ایسے آیات و معجزات طلب کرتے ہو جنکی بابت تم کو یہ معلوم نہیں کہ وہ تمہارے حق میں باعث صلاح ہیں یا موجب فساد تو کیا تم اس سے ایسا سوال کرنیکا ارادہ رکھتے ہو كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا کہ اس سے پہلے موسیٰؑ سے سوال کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ اللہ کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں افسوس اے بنی اسرائیل تم کو بجلی نے گھیر لیا تھا وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ اور جو کوئی بعد اسکے کہ رسولؐ خدا اسکو یہ جواب دے کہ جو کچھ تو نے مجھ سے سوال کیا ہے اسکی بابت خدا سے درخواست کرنی بہتر نہیں ہے ایمان سے کفر کو تبدیل کرے یا اگر اسکی درخواست درست ہو اور اللہ تعالیٰ اسکو ظاہر کردے اور وہ اپنی مطلوبہ آیات کے مشاہدہ کرنیکے بعد ایمان نہ لائے یا جبکہ اسکو معلوم ہو جائے کہ اسکو سوال کرنا مناسب نہیں ہے اور جن دلائل کو خدا نے قائم کیا ہے اور جن بینات کو اس نے واضح فرمایا ہے انہی پر اکتفا کرنا واجب ہے پھر بھی وہ ایمان سے کفر کو تبدیل کرے کہ معاندہ کرے اور خدا نے جس حجت کو اسپر قائم کیا ہے اسکا التزام نہ کرے فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ وہ ضرور اس سیدھے رستے سے بھٹک گیا جو جنت میں پہنچاتا ہے اور اس راہ پر ہو لیا جو جہنم کی طرف لیجاتی ہے +

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یہودیو اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ

پارہ الم
سورہ بقر
ع ۶

تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ ... الخ بلکہ تم بعد اس چیز کے جو ہم نے تم کو عطا کی ہے یہ ارادہ رکھتے ہو کہ
اپنے رسولؐ سے موسیٰؑ علیہ السلام کا سا سوال کرو اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ دس یہودی
اس ارادے سے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپؐ ایسے سوالات کریں جنہیں عتاب و
خطاب سے پیش آئیں اسی اثنا میں ایک اعرابی اسطرح دوڑتا ہوا وہاں آیا گویا پیچھے سے اسکو کوئی
دھکیلتا تھا اور وہ اپنے کندھے پر ایک لاٹھی رکھے تھا اور اسکے سرے پر ایک تھیلی لٹک رہی تھی جس کا
منہ بندھا ہوا تھا اور بیچ میں کوئی چیز بھری ہوئی تھی جس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا اور آتے ہی
آواز دی اے محمدؐ میں جو کچھ پوچھتا ہوں اس کا جواب دو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے بھائی عرب
یہ یہودی بھی تجھ سے پہلے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں اگر تو اجازت دے تو پہلے انکے سوالوں کا
جواب دوں اعرابی بولا کہ نہیں کیونکہ میں مسافر اور چلا جانے والا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بیشک
تو مسافر اور راہی ہونیکے سبب انکی نسبت زیادہ حقدار ہے اعرابی نے عرض کی ایک اور بات
بھی ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ کیا اس نے عرض کی کہ ان لوگوں کے پاس ایک کتاب بھی ہے جسکو یہ اپنے
خیال میں سچا سمجھتے ہیں اور مجھے یہ خوف ہے کہ تو کوئی ایسی بات کہے جس میں وہ تیرے ساتھ متفق
ہو جائیں اور لوگوں کا دین بگاڑنے کے لئے تیری تصدیق کریں اور میں ایسی بات پر قناعت نہ
کرونگا اور کوئی ظاہر اور روشن نشانی دیکھے بغیر قانع نہ ہونگا تب حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا
کہ علیؑ ابن ابیطالب کہاں ہے اسکو یہاں بلاؤ حسب ارشاد جب جناب امیرؑ وہاں آئے تو حضرتؐ
کے پاس گئے اعرابی نے کہا کہ اے محمدؐ میرے تجھ سے گفتگو کرتے وقت اس کا کیا مطلب ہے فرمایا
اے اعرابی تو نے مجھ سے توضیح مطلب کا سوال کیا ہے اور یہ بیان شافی اور علم کافی کا مالک
ہے میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور یہ اس شہر کا دروازہ ہے جو کوئی علم و حکمت کا ارادہ
کرے اسکو چاہیے کہ دروازے سے داخل ہو جب جناب امیرؑ آنحضرتؐ کے سامنے جا کر کھڑے
ہوئے تو حضرتؐ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے بندگان خدا جو کوئی آدمؑ کی جلالت اور شیثؑ
کی حکمت اور ادریسؑ کی دانش و ہیبت اور نوحؑ کا شکر و عبادت اور ابراہیمؑ کی وفا اور خلت

سوسمار کا حضرتؐ سے گفتگو کرنا

اور موسیٰ کا تمام دشمنان و مخالفان خدا کو دشمن رکھنا اور عیسیٰ کا سب مومنوں سے محبت اور معاشرت کرنا دیکھنا چاہے اسکو چاہیے کہ اس (علیؑ ابن ابیطالب) کی طرف دیکھ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر مومنوں کا تو ایمان اور زیادہ ہو گیا اور منافقوں کا نفاق بڑھ گیا اعرابی بولا کہ اے محمدؐ یہ تو نے اپنے چچا کے بیٹے کی تعریف کی ہے اس کا شرف تیرا شرف ہے اور اسکی عزت تیری عزت ہیں ان میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتا جبتک کہ کوئی ایسا شخص شہادت نہ دے جسکی شہادت میں جھوٹ اور فساد کا گمان نہ ہو۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ وہ ایسا شخص کون ہے تو بولا کہ اگر یہ سوسمار گواہی دے تو میں تسلیم کرونگا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے بھائی عرب اسکو تھیلی سے نکال اور اس سے گواہی طلب کرتا کہ وہ میری نبوت اور میرے اس بھائی کی فضیلت کی شہادت دے اعرابی بولا کہ میں نے اسکے شکار کرنے میں بڑی تکلیف اٹھائی ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ چھوٹ کر بھاگ جائے حضرتؐ نے فرمایا تو کچھ خوف نہ کر یہ بھاگنے کی نہیں بلکہ یہاں توقف کرکے ہماری صداقت اور فضیلت کی گواہی دیگی - اعرابی نے کہا مجھے تو اسکے چھوٹ جانے کا ڈر ہے حضرتؐ نے فرمایا اگر یہ بھاگ گئی تو تجھ کو ہمارے جھٹلانے اور ہم پر حجت قائم کرنے کے لئے یہی امر کافی ہوگا یہ ہرگز نہ جائیگی بلکہ ہمارے حق میں سچی گواہی دیگی پس جب وہ شہادت دے چکے تو اسکو جانے دینا کہ میں اسکی عوض میں تجھ کو وہ چیز دونگا جو تیرے لئے اس سے بہتر ہوگی۔ الغرض اعرابی نے سوسمار کو تھیلی سے نکالکر زمین پر چھوڑ دیا وہ وہیں ٹھیر گئی اور حضرتؐ کی طرف منہ کیا اور اپنے رخساروں کو عاجزی سے خاک پر ملا پھر اپنا سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور وہ بولی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں وہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں شہادت دیتی ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور پیغمبر اور اس کا برگزیدہ ہے اور یہ بندہ ایسا رسول ہے جو تمام پیغمبروں کا سردار اور تمام مخلوق سے افضل اور خاتم الانبیا اور تمام

مومنوں کو بہشت کی طرف لیجانیوالا ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ تیرا بھائی علیؑ ابن ابیطالب
ان اوصاف اور فضائل سے موصوف ہے جو تونے بیان کئے ہیں اور یہ شہادت دیتی ہوں
کہ اسکے دوست جنت میں معظم و مکرم ہونگے اور اسکے دشمن جہنم میں ذلیل و خوار ہونگے
یہ معجزہ دیکھکر اعرابی رونے لگا اور عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں بھی ان تمام باتوں کی شہادت
دیتا ہوں جنکی اس سوسمار نے شہادت دی ہے میں نے جو باتیں دیکھیں اور سنیں ان سے مجھ کو
کسی طرح انکار اور گریز نہیں ہوسکتی پھر وہ ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا وائے ہو
تم پر اس معجزے کے بعد تم اور کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو اور اسکے بعد اور کونسی آیت الہی
کی درخواست کرتے ہو اب یا تو ایمان لے آؤ ورنہ سب ہلاک ہوجاؤگے اعرابی کی یہ تقریر
سنکر وہ یہودی سب کے سب مسلمان ہوگئے اور کہنے لگے کہ اے بھائی عرب تیری یہ سوسمار
ہمارے حق میں بڑی متبرک ہوئی۔ بعد ازاں حضرتؐ نے اعرابی سے فرمایا کہ اے عرب اس
سوسمار کو اس شرط پر چھوڑ دے کہ اللہ تعالی تجھ کو اسکے عوض میں اس سے بہتر شے
عطا کرے اسلئے کہ یہ اللہ اور اسکے رسولؐ اور برادر رسولؐ پر ایمان لائی ہے اور اس نے سچی
گواہی دی ہے ایسے جانور کا شکار کرنا اور قید رکھنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسکو چھوڑ دینا
چاہیے تاکہ فضیلت خداداد کے باعث تمام سوسماروں پر سرداری کرے اسوقت سوسمار نے
عرض کی یا رسولؐ اللہ اسکو معاوضہ دینا میرے حوالے فرمایئے تاکہ میں اسکو پہنچادوں اعرابی بولا
تو کیا معاوضہ مجھ کو دے سکتی ہے اس نے جواب دیا کہ اے اعرابی تو اس سوراخ کے پاس جا جہاں سے
تونے مجھ کو پکڑا تھا اسمیں دس ہزار دینار کسرائی اور تین لاکھ درہم موجود ہیں انکو لے
اعرابی بولا میں کیا کروں اس سوسمار کی گفتگو ان تمام حاضرین نے سنی ہے اور میں اسوقت نہایت
خستہ ہورہا ہوں پس جو لوگ آرام کرچکے ہیں وہ جائینگے اور اس مال کو اڑالائیں گے سوسمار نے
کہا کہ اے اعرابی اللہ تعالی نے وہ مال میری عوض میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے وہ کسی کو
تجھ سے پہلے نہ اٹھانے دیگا اور جو کوئی اس مال کے لینے کا ارادہ کریگا اسکو خدا ہلاک کریگا چونکہ

اعرابی تھکا ماندہ تھا اسلیئے آہستہ آہستہ روانہ ہوا مگر منافقوں کی ایک جماعت جو حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھی وہاں اس سے پہلے ہی جا پہنچی اور جب انہوں نے اس مال کے لینے کے لئے اس سوراخ میں اپنے ہاتھ ڈالے ایک بڑا سا کالا سانپ نکلا اور انکو کاٹ کھایا اور سب کو ہلاک کر ڈالا اور اعرابی کے آنے تک وہیں ٹھیرا رہا جب وہ وہاں پہنچا تو پکارا اے بھائی عرب ان لوگوں کی طرف دیکھ کہ خدا نے مجھ کو ان کے قتل کیلیئے مقرر کیا پیشتر اسکے کہ وہ اس مال کو لیں جو تیری سوسمار کی عوض میں تجھ کو مرحمت ہوا ہے اور خدا نے مجھ کو اس مال کا محافظ مقرر کیا ہے تو اسکو لے لے تب اعرابی نے ان درہموں اور دیناروں کو وہاں سے باہر نکالا مگر انکو اٹھا نہ سکا یہ حال دیکھ کر وہ افعی پکارا کہ اپنی کمر کی رسی کھولکر اسکا ایک سرا اس تھیلی میں باندھ اور دوسرا سرا میری دم میں باندھ دے میں اسکو کھینچ کر تیرے گھر میں پہنچا دونگا اور وہاں تیری اور تیرے اس مال کی حفاظت کیا کرونگا الغرض وہ افعی اس مال کو لیکر اعرابی کے گھر آیا اور جب تک اس نے اس مال کو زمین اور جائداد اور باغات کی خریداری میں صرف نہ کیا وہیں رہا اور اسکی اور اسکے مال کی حفاظت کرتا رہا بعد ازاں وہاں سے چلا گیا *

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد علی ابن محمد علیہما السلام سے عرض کی کہ کیا رسولؐ خدا اسوقت بھی لوگوں سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے تھے جبکہ وہ حضرت ایسے بہ عتاب پیش آتے تھے فرمایا بہت دفعہ چنانچہ انکے بعض اقوال کو خدا قرآن میں ذکر فرماتا ہے وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۙ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝ اور کفار نے کہا کہ اس رسولؐ کو کیا ہوا ہے کہ یہ ہماری طرح سے کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں پھرتا ہے اسکی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا کہ وہ اسکے ساتھ ڈرانے والا ہوتا یا اسکی طرف کوئی خزانہ ڈالا جاتا یا اسکے لئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اسمیں سے کھاتا اور ظالموں نے

پارہ ۱۸ سورہ فرقان ع ۱

کہا کہ تم تو ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے +

پارہ ۲۵ سورہ زخرف ع ۳

ایک اور مقام پر انکے قول کو نقل فرماتا ہے لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ یہ قرآن دو بستیوں طائف اور مکہ میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کیا گیا + نیز اور جگہ فرماتا ہے وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۝

پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰

اور کفار نے کہا کہ اے محمد ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری نہ کر دے یا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ تیری ملکیت میں نہو کہ تو اسکے درمیان خوب طرح نہریں جاری کرے یا جیسا کہ تو خیال کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم پر نہ گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے یا تیرے لئے کوئی طلائی مکان نہو یا تو آسمان پر نہ چڑھے اور ہم تیرے آسمان پر چڑھنے کا یقین نہ کرینگے جب تک کہ تو کوئی تحریر ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں +

یہ کہکر ان کافروں نے حضرت سے کہا کہ اگر تو موسیٰ کی طرح پیغمبر ہوتا تو تجھ سے ہمارے اس سوال کرنیکی وجہ سے ہم پر بجلی ضرور گر پڑتی کیونکہ ہمارا سوال قوم موسیٰ کے سوالات سے بہت سخت ہے اور اس کا قصہ اسطرح پر ہے کہ رسولخدا ایک روز مکہ معظمہ میں صحن کعبہ کے اندر تشریف رکھتے تھے کہ روسائے قریش مثل ولید ابن مغیرہ مخزومی ابو البختری ابن ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص ابن وائل سہمی عبد اللہ ابن ابو امیہ مخزومی وہاں آکر جمع ہوئے اور انکے خویش واقارب کی ایک جماعت کثیر انکے ہمراہ تھی اور اسوقت آنحضرت کے پاس چند اصحاب حاضر تھے اور آپ انکو قرآن سنا رہے تھے اور خدا کے اوامر و نواہی انکو پہنچا رہے تھے یہ دیکھ کر وہ مشرک باہم ذکر

[illegible]

کرنے لگے کہ دیکھو محمدؐ کا کام بہت جلد بن گیا اور اس کا معاملہ بہت زور پکڑ گیا ہے آؤ اسکو زجر و توبیخ اور سرزنش کریں اور اس پر احتجاج کرکے اسکے دین کو باطل کردیں تاکہ اسکی شان اسکے اصحاب کی نظروں میں کم ہو جائے اور انکے نزدیک اسکی قدر و منزلت گھٹ جائے شاید ایسا کرنے سے وہ اپنی گمراہی اور جھوٹے دعوےٰ اور سرکشی اور طغیانی سے باز آجائے اگر وہ اسطرح ہٹ جائے تو بہتر ورنہ پھر شمشیر بُراں سے کام لینگے ابوجہل بولا کہ اس سے مکالمہ اور مجادلہ کون کریگا عبداللہ بن ابو امیہ نے کہا کہ میں کیا تو مجھ کو اس کا اچھا ہمسر اور کافی طور پر اس سے مجادلہ کرنیوالا نہیں سمجھتا ابوجہل نے جواب دیا کہ ہاں آخرکار سب جمع ہو کر وہاں آئے اور عبداللہ مذکور نے گفتگو شروع کی اور بولا کہ اے محمدؐ تو نے ایک امر عظیم کا دعوےٰ کیا ہے اور ایک ہولناک بات کا قائل ہوا ہے تو گمان کرتا ہے کہ میں رسولِ رب العالمین ہوں حالانکہ تمام عالموں کے پروردگار اور جمیع مخلوقات کے آفریدگار کے شایاں نہیں ہے کہ تجھ سا اس کا رسول ہو جو ہم جیسا ایک بشر ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں خرید و فروخت کرتا پھرتا ہے اور شاہانِ روم و ایران کا قاعدہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرر کرتے ہیں جو نہایت مالدار اور عظیم الشان ہوتا ہے اور حویلیوں مکانوں سراپردوں خیموں اور غلاموں اور خدمتگاروں کا مالک ہوتا ہے اور پروردگار عالمین ان تمام بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اسکے بندے ہیں اگر تو پیغمبر ہوتا تو تیرے ہمراہ کوئی ایسا شخص بھی ضرور ہوتا جو تیری تصدیق کرتا اور ہم اسکو دیکھتے بلکہ اگر حق تعالیٰ ہماری طرف پیغمبر کو بھیجنا چاہتا تو وہ فرشتے کو بھیجتا نہ کہ ہم جیسے بشر کو اے محمدؐ تجھ کو تو کسی نے جادو کردیا ہے اور تو نبی نہیں ہے۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ کچھ اور کہنا باقی ہے ؟ وہ بولا کہ ہاں اگر اللہ ہم پر کسی پیغمبر کو مبعوث کرنا چاہتا تو ہم میں سے کسی مالدار اور صاحب حشمت و جاہ شخص کو پیغمبر مقرر کرتا بھلا یہ قرآن جسکی نسبت تو گمان کرتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اسکے ساتھ تجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے ہماری دو نو بستیوں مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا کہ مکہ میں تو ولید ابن مغیرہ ہے

اور طائف میں عروہ ابن مسعود ثقفی جب اسکی تقریر اس مقام پر پہنچی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ اب بھی کچھ کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اور ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو مکہ کی زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کردے کہ وہاں کی زمین نہایت سخت سنگلاخ اور پہاڑی ہے تو اسکو کھود کر اور شگافتہ کرکے اسمیں چشمے جاری کردے کیونکہ ہم کو انکی ضرورت ہے یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو کہ تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور ان کھجوروں اور انگوروں کے درمیان خوب نہریں جاری کرے (اسصورت میں ہم ایمان لاسکتے ہیں) یا جیسا کہ تو گمان کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم پر نہ گرادے کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے کہ وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ اگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ ملا ہوا بادل ہے شاید ہم یہی بات کہیں یا جبتک کہ تو اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ تو انکو لائے اور وہ ہمارے مقابل ہوں تب تک ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے یا یہ کہ تیرے پاس سونے کا گھر ہو کہ تو اسمیں سے مال وزر عطا کرکے ہم کو مالدار اور غنی کردے اسوقت شاید ہم سرکشی اور نافرمانی اختیار کریں کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی نہیں نہیں جب انسان اپنے آپ کو غنی جانتا ہے تو ضرور سرکش اور نافرمان ہوجاتا ہے یا جبتک تو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کا کبھی یقین نہ کرینگے جبتک کہ تو ہم پر کوئی تحریر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں اور اس میں یہ مضمون درج ہو کہ یہ تحریر خدائے عزیز وحکیم کی طرف سے عبداللہ ابن ابوامیہ مخزومی اور اسکے ہمراہیوں کی طرف ہے کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لائیں کیونکہ وہ میرا پیغمبر ہے اور اسکے قول کی تصدیق کریں کیونکہ وہ میری طرف سے کہتا ہے۔

اسکے بعد عبداللہ نے کہا کہ اے محمدؐ جب تو یہ سب کچھ کرچکے تو بھی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تجھ پر ایمان لاؤنگا یا نہیں بلکہ اگر تو ہم کو آسمان کی طرف لیجائے اور اسکے دروازے کھولکر ہم کو اسکے اندر داخل کرے تو بھی ہم یہی کہینگے کہ ہماری آنکھیں نشہ میں آگئیں اور ہم کو کسی نے تسخیر کرلیا ہے۔

سیپارہ ۲۷ سورۂ طور ع ۲

اس وقت حضرت نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی یا اللہ تو ہر ایک آواز کو سنتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے تیرے بندوں نے جو کچھ کہا وہ تجھ کو معلوم ہے اسوقت آیہ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ...... رَجُلًا مَّسْحُورًا ○ نازل ہوئی پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ○ تو دیکھ کہ تیرے واسطے انہوں نے کیونکر مثالیں بیان کی ہیں پس وہ گمراہ ہوگئے اور یہ کبھی راہ ہدایت پر نہیں آسکتے بعد ازاں یہ آیت نازل کی کہ اے محمد تَبَارَكَ الَّذِي اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ○ وہ ذات بہت بزرگ و برتر ہے کہ اگر وہ چاہے تو ان باغوں (جنکا وہ تجھ سے ذکر کرتے ہیں) سے بہتر باغ تجھ کو عطا کرے کہ انکے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں اور تیرے واسطے بلند محل مقرر کردے اور یہ آیت نازل کی اے محمد فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحٰى اِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُولُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ○ شاید تو اس چیز کے بعض حصے کو ترک کرنے والا ہے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور اسکے ظاہر کرنے سے تیرا سینہ تنگ ہے کہ مبادا وہ یہ کہیں کہ اسپر خزانہ کیوں نہ نازل کیا گیا یا اسکے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا جو اسکی تصدیق کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُونَ ○ اور ان کافروں نے کہا کہ اس پر فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا اور اگر ہم فرشتے کو نازل کرتے تو انکی ہلاکت کا امر فیصل ہوجاتا پھر انکو مہلت نہ ملتی اور اگر ہم پیغمبر فرشتہ کو کرتے یعنی فرشتے کو پیغمبر مقرر کرتے تو ضرور اسکو مرد کی صورت میں کرتے اور ضرور ان پر اس چیز کو مشتبہ کرتے جسکی بابت وہ اب شبہ میں ہیں یعنی جب فرشتہ مرد کی صورت پیغمبر ہوکر آتا تو انکو وہی اعتراض باقی رہتا اور کہتے کہ ہم جیسا آدمی پیغمبر کیونکر ہوسکتا ہے +

ترجمہ اوپر گزرا[1]

پارہ ۱۸ سورہ فرقان ع ۱[2]

تتمہ آیت مذکور[3]

پارہ ۱۲ سورہ ہود ع ۲[4]

پارہ ۷ سورہ انعام ع ۱[5]

بعد ازاں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ میں تمہاری طرح کھانا کھاتا ہوں اور یہ گمان کیا کہ ایسا شخص خدا کا رسول نہیں ہو سکتا سو تمام کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو اسکے کاروبار میں چون وچرا اور اعتراض کی گنجائش ہے دیکھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو فقیر اور محتاج بنایا ہے اور کسی کو غنی اور مالدار اور کسی کو عزت عطا کی ہے اور کسی کو ذلت اور کسی کو تندرست کیا ہے اور کسی کو بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو کمینہ اور یہ سب کھانا ہی کھاتے ہیں اب فقیروں کی مجال نہیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو نے ہم کو فقیر کیوں کیا اور انکو کس لئے غنی اور نہ کمینے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو نے ہم کو کم درجہ کیوں بنایا اور انکو شرف کیوں دیا اور نہ مصیبت زدہ اور ضعیف لوگوں کو اتنا کہنے کا مقدور ہے کہ تو نے ہم کو مصیبت میں کس لئے مبتلا کیا۔ اور کیوں ضعیف و ناتواں کر دیا اور انکو صحیح سلامت رکھا نہ ذلیل لوگ دم مار سکتے ہیں کہ ہم کو ذلت میں کس لئے ڈالا اور انکو عزت کیوں دی اور نہ بدصورت کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو بدصورت کیوں بنایا اور انکو خوبصورتی کیوں عطا کی بلکہ اگر وہ اس طرح کہیں تو اپنے پروردگار پر معترض اور اسکے احکام میں جھگڑنے والے اور اسکے منکر اور کافر ٹھیرینگے اور اسکی طرف سے انکو یہ جواب ملیگا کہ میں ایسا بادشاہ ہوں کہ کسی کو پست کرتا ہوں اور کسی کو بلند اور کسی کو غنی کرتا ہوں اور کسی کو فقیر اور کسی کو عزت دیتا ہوں اور کسی کو ذلت کسی کو تندرستی عطا کرتا ہوں اور کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور تم میرے بندے ہو تم کو میری فرمانبرداری اور میرے حکم کی متابعت کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے اگر تم میری فرمانبرداری کروگے تو میرے مومن بندے قرار پاؤگے اور اگر نافرمانی کروگے تو کافر ہو جاؤگے اور میرے عذابوں میں پڑکر ہلاک ہوگے بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ بلحاظ بشریت کے میں تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں لیکن اتنا فرق ہے کہ پروردگار عالم نے تم میں سے

پارہ ۱۵ع ۱
سورہ کہف
اخیر سورہ

مجھ کو اپنی نبوت کے لئے خاص کیاہے (کہ میری طرف وحی کی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے) جیساکہ بعض کو امیری اور تندرستی اور خوبصورتی سے مخصوص کرتاہے اور بعض کو یہ چیزیں نہیں دیتا پس تم نبوت کے ساتھ میرے مخصوص ہونے کا انکار مت کرو +

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تونے کہاکہ روم و ایران کے بادشاہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرر کرتے ہیں جو بڑا مالدار اور نہایت خوبصورت ہوتاہے اور محلوں مکانوں سراپردوں خیموں غلاموں اور خدمتگاروں والا ہوتاہے اور پروردگار عالم ان سب بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اسکے بندے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدبر اور حکیم ہے وہ نہ تو تیرے گمان اور سمجھ کے موافق کرتاہے اور نہ تیری درخواست اور آرزو کے مطابق بلکہ جو کچھ وہ خود چاہتاہے کرتاہے اور جو چاہتاہے حکم دیتاہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیاہے اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صرف اسلئے بھیجاہے کہ لوگوں کو انکے دین سے خبردار کرے اور انکو انکے پروردگار کی طرف بلائے اور اس کام میں رات دن اپنی جان کو کھپائے اگر وہ پیغمبر محلوں والا ہوتا تو ان میں چھپا رہتا اور اسکے نوکر چاکر اور خدمتگار لوگوں کی نظروں سے اسکو چھپائے رکھتے اس طرح سے رسالت ضائع جاتی اور کاموں میں تاخیر ہوجاتی آیا تونے نہیں دیکھاکہ بادشاہ جب حجابوں میں پوشیدہ رہتے ہیں تو ملک میں کیسے فساد اور خرابیاں پڑجاتی ہیں اور انکو خبر تک بھی نہیں ہوتی اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بے مال اسی واسطے مبعوث کیاہے کہ تم کو اس جلشانہ کی قدرت اور قوت معلوم کراؤں اور یہ ظاہر کروں کہ وہ اپنے رسولؐ کا ناصر و مددگار ہے اور تم نہ تو اسکو قتل کرسکتے ہو اور نہ رسالت سے ہٹا سکتے ہو اس سے اسکی قدرت اور تمہارا عجز صاف ظاہر ہوتاہے اور یہ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو تم پر فتحیاب کریگا اور مجھ کو تمہارے قتل کرنے اور قید کرلینے کی قدرت حاصل ہوگی بعد ازاں مجھ کو تمہارے ملک پر ظفریاب کریگا اور مومنین اس پر قابض ہونگے اور تم کو اور تمہارے ہم مذہبوں کو اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا +

بعد ازاں ارشاد فرمایا اور یہ جو تونے میری نسبت کہا کہ اگر تو رسولؐ ہوتا تو تیرے ساتھ ضرور ایک فرشتہ ہوتا جو ہمارے سامنے تیری تصدیق کرتا بلکہ اگر وہ ہماری طرف پیغمبر بھیجنا چاہتا تو فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتا نہ کہ ہم جیسے ایک آدمی کو اس کا جواب سن کہ فرشتے کو تمہارے حواس مشاہدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس ہوا کی جنس سے ہے جو غیر مرئی ہے اور اگر تمہاری نظروں کو اس قدر تیز کر دیا جاتا کہ تم اسکو مشاہدہ کر لیتے تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے بلکہ یہ تو بشر ہے کیونکہ وہ تم کو بشر ہی کی صورت میں دکھایا جاتا جس سے تم مانوس ہو تاکہ تم اسکی گفتگو پورے طور سے سنو اور اسکی بات اور مراد کو سمجھو پھر تم کو کیونکر اس فرشتے کی صداقت اور اسکے قول کی سچائی معلوم ہوتی (جس طرح میری سچائی تم کو معلوم نہیں ہوتی) بلکہ حق تعالیٰ نے بشر ہی کو اپنا پیغمبر مقرر کیا اور اسکے ہاتھ پر ایسے ایسے معجزات ظاہر کئے جو ان لوگوں کے طبیعتوں میں نہیں پائے جاتے جن کے دلوں کا حال تم کو معلوم ہے اسوجہ سے جو چیز اس نے ظاہر کی اس سے تمہارے عاجز ہونے سے تم کو معلوم ہو گیا کہ وہ معجزہ ہے اور یہی خدا کی طرف سے اسکی صداقت کی شہادت ہے +

اور اگر فرشتہ تمہارے سامنے ظاہر ہوتا اور اسکے ہاتھ پر کوئی ایسی چیز ظاہر ہوتی جس سے بشر عاجز ہو اس سے تم کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ بات اسکے اور ہم جنس فرشتوں کی طبیعتوں میں نہیں پائی جاتی جو اسکو معجزہ کہہ سکیں دیکھو پرندوں کا اڑنا معجزہ میں داخل نہیں ہے کیونکہ انکی اور جنسوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کیطرح اڑنے لگے تو اس کا یہ فعل معجزے میں داخل ہو گا پس اللہ تعالیٰ نے امر نبوتؐ کا تسلیم کرنا تمہارے واسطے سہل کر دیا ہے اور اسکو اس طرح رکھا ہے کہ اپنی حجت کو تم پر قائم کرے حالانکہ تم ایسے ضعیف عمل کی درخواست کرتے ہو جس میں کسی قسم کی حجت نہیں ہے +

اسکے بعد فرمایا کہ تونے میری نسبت جو یہ کہا کہ تجھ کو کسی نے جادو کر دیا ہے اب تو بتا کہ میں کیونکر ایسا ہوں حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں صحت تمیز و عقل میں تم سب سے بڑھکر ہوں

تم نے بھی ابتدا سے لیکر چالیس سال کی عمر تک کبھی مجھ سے کسی قسم کی رسوائی یا لغزش یا جھوٹ یا بدکاری یا خطائے قولی یا سقاہت رائے دیکھی ہے ؟ کیا تم گمان کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنی مدت تک ان خطاؤں سے محفوظ رہے وہ اپنی قوت نفس سے محفوظ رہتا ہے بلا پروردگار عالم کی قوت اور مدد کے۔ دیکھو اسی واسطے خدا فرماتا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا اے محمد تو دیکھ کہ ان لوگوں نے تیرے لئے کیونکر مثالیں بیان کی ہیں پس وہ گمراہ ہوگئے اور وہ اس بات کی طرف راہ نہ پا سکیں گے کہ اپنے اکثر باطل دعووں کو جن کا باطل ہونا تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے میری طرف سے کسی حجت کے ساتھ تیرے اوپر ثابت کریں ۔

پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے عبد اللہ جو تو نے کہا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دو سرداروں ولید ابن مغیرہ (سردار مکہ) اور عروہ ابن مسعود ثقفی (سردار طائف) میں سے کسی ایک سردار پر کیوں نہ نازل کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے مال کو بزرگ اور عظیم نہیں جانتا جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور اسکے نزدیک اسکی کچھ وقعت نہیں جیسی کہ تیرے نزدیک ہے بلکہ اگر اسکے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کافر اور مخالف کو پیاس بھر پانی سے بھی سیراب نہ کرتا اور اللہ کی رحمت کی تقسیم تیرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ وہ خود ہی اپنی رحمتوں کا تقسیم کرنیوالا ہے اپنے بندوں اور کنیزوں کے بارے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح تو کسی مالدار کے مال و جاہ سے خوف کرتا ہے اس طرح وہ پروردگار بزرگ و برتر اس سے خوف نہیں کرتا جو اسکو نبوت کے لئے انتخاب کرے اور نہ اسکو تیری طرح سے کسی کے مال اور حال کی طمع ہے کہ اس باعث سے اس کو نبوت کے لئے خاص کرے اور نہ وہ کسی کو اپنی خواہش نفسانی کے لئے دوست رکھتا ہے جیسا کہ تو رکھتا ہے کہ جو غیر مستحق کو مستحق پر مقدم کرے بلکہ اس کا معاملہ عین عدل و انصاف پر مبنی ہے اسلئے دین اور اپنے جلال کا اعلیٰ مرتبہ

اسی شخص کو عطا فرماتا ہے جو اسکی طاعت کے بجا لانے میں سب سے افضل ہو اور اسکی خدمت گزاری میں سب سے زیادہ سرگرم اور ساعی ہو اور ایسا ہی دین اور اپنے جلال کے مراتب میں سب سے موخر اس شخص کو رکھتا ہے جو اسکی طاعت کے بجالانے میں سب سے بڑھکر سستی کرتا ہو اور جب وہ اس صفت سے موصوف ہے تو وہ مال اور حال کی طرف نظر نہ کریگا بلکہ یہ مال اور حال محض اس کا تفضل اور احسان ہے اور اس پر کسی بندے کا کوئی لازمی حق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنے فضل و کرم سے کسی بندے کو مال عطا کرے تو اسکو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسی طرح سے اسکو نبوت بھی عنایت فرملئے کیونکہ نہ تو کوئی اسکو اسکے منشا کے خلاف پر مجبور کرسکتا ہے اور نہ فضل و احسان کرنا اسپر لازم کرسکتا ہے کہ اس سے پہلے اس نے اپنے فضل و کرم سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اے عبداللہ کیا تونے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کو کس قدر مالدار کرتا ہے اور بدصورت رکھتا ہے اور ایک کو خوبصورت بناتا ہے اور محتاج کر دیتا ہے ایک کو شرف عظیم عطا فرماتا ہے مگر تنگدست کر دیتا ہے اور ایک کو صاحب مال کرتا ہے مگر رذیل کر دیتا ہے اب اس غنی کو یہ کہنے کا اختیار نہیں ہے کہ مجھ کو اس ثروت اور دولت کے ساتھ فلاں شخص کا سا جمال کیوں نہ عطا فرمایا اور نہ اس خوبصورت شخص کو اختیار ہے کہ یہ کہہ سکے کہ مجھ کو اس خوبصورتی کے ساتھ فلاں شخص کی سی ثروت اور دولت کیوں نہ مرحمت فرمائی اور نہ شریف یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کا سا مال بھی کیوں نہ دیا اور نہ رذیل یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کی سی شرافت کیوں نہ عطا فرمائی مگر خدا حاکم ہے جس طرح چاہتا ہے تقسیم کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اپنے افعال میں حکیم اور اپنے اعمال میں محمود التعریف کیا گیا ہے چنانچہ آیۂ ذیل اس پر دال ہے

پارہ ۲۵ سورہ زخرف ع ۳

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کفار قریش نے کہا کہ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دو رئیسوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہ نازل ہوا ۔ (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کہ خدا کی رحمت کو کیا وہ تقسیم کرتے ہیں

اے محمدؐ انکی زندگی دنیا میں انکی معاش کو ہم ہی نے تقسیم کیا ہے اور ایک کو دوسرے کی طرف جانے کا محتاج کیا ہے کوئی کسی کے پاس طلب مال کے لئے جاتا ہے اور کوئی اسباب کے لئے کسی کے پاس جاتا ہے اور کوئی خدمت کرنیکے لئے تو دیکھتا ہے کہ ایک شاہنشاہ عظیم الشان اور سب سے بڑھکر مالدار اور غنی شخص کو بعض ضروریات میں ایک نہایت محتاج اور تنگدست آدمی کی ضرورت پڑتی ہے یا تو اس سبب سے کہ کوئی اسباب مثلاً اس محتاج آدمی کے پاس موجود ہے اور اس بادشاہ کے پاس نہیں ہے یا وہ کسی ایسی خدمت کے قابل ہے جس سے وہ بادشاہ مستغنی نہیں ہے یا علم و حکمت کا کچھ حصہ اس شخص کو حاصل ہے کہ وہ بادشاہ اس محتاج سے اس کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور یہ فقیر اس بادشاہ غنی کے مال کا محتاج ہے اور یہ بادشاہ اس فقیر کے علم یا رائے یا معرفت کا محتاج اب فقیر کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اس رائے اور علم اور فنون حکمت کے ساتھ مال کیوں نہ دیا گیا اور نہ اس بادشاہ کو سزاوار ہے کہ وہ یہ کلمہ زبان پر لائے کہ مجھ کو اس ملک و دولت کے ساتھ اس فقیر کا سا علم بھی کیوں نہ عطا فرمایا پھر خدا فرماتا ہے کہ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ○ وَرَحْمَةُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ○ ہم نے بعض آدمیوں کو بعض آدمیوں پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ بعض آدمی بعضوں کو اپنا تابع اور محکوم بنائیں اور تیرے پروردگار کی رحمت مال و متاع دنیوی سے جس کو وہ لوگ جمع کرتے ہیں بہتر ہے ✦

تتمہ آیت بالا

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو یہ معجزات نہ دکھائے اس کا بھی جواب سن کہ تو نے محمدؐ سے وہ چیزیں طلب کی ہیں کہ بعض تو ان میں سے ایسی ہیں کہ اگر وہ انکو ظاہر کردے تو وہ رسولخداؐ کی نبوت کی دلیل نہ ٹھیرینگی اور پیغمبرؐ خدا اس سے برتر ہے کہ جاہلوں کی جہالت کو غنیمت جانے اور ایسی چیز کو حجت کے طور پر پیش کرے جس میں کسی قسم کی حجت نہ ہو اور بعض ایسی ہیں کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تو اور

تیرے ہمراہی ہلاک ہوجائیں اور دلائل وبراہین صرف اسلئے پیش کیجاتی ہیں کہ بندگان خدا پر ایمان لانا لازم ہو جائے نہ اس واسطے کہ وہ انکے لئے موجب ہلاکت ہوں اور تونے اپنی ہلاکت کی درخواست کی ہے اور پروردگار عالم اپنے بندوں پر سب سے بڑھکر رحیم اور مہربان ہے اور انکی مصلحتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور انکی درخواست پر انکو ہلاک نہیں کرتا +

اور منجملہ انکے بعض چیزیں محال ہیں کہ انکا وقوع میں آنا درست اور جائز نہیں ہے اور رسولخدا ان سے تجھکو آگاہ کرتا ہے اور تیرے عذروں کو قطع کرتا ہے اور تجھ پر اپنی مخالفت کا رستہ تنگ کرتا ہے اور دلائل خدا کے ذریعہ اپنی تصدیق کی طرف مائل کرتا ہے یہانتک کہ تجھ کو فرار اور گریز کی صورت باقی نہ رہے +

اور بعض چیزیں ایسی ہیں جنکی نسبت تونے اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے کہ میں انہیں مخالفت اور سرکشی کرونگا اور رسولخدا کی حجت کو قبول نہ کرونگا اور کوئی دلیل نہ سنونگا اور جو شخص کہ ایسا ہو اس کا علاج آگ کا عذاب ہے کہ آسمان پر سے اسپر نازل ہو یا جہنم واصل ہو یا دوستان خدا کی تلواروں سے قتل کیا جائے +

اے عبداللہ تونے جو یہ کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو مکہ کی زمین میں کوئی چشمہ جاری نہ کردے کیونکہ وہاں کی زمین پتھریلی اور پہاڑی ہے تو اسکی زمین کو شگافتہ کرے اور کھود کر اسمیں چشمے جاری کرے کیونکہ ہم کو انکی ضرورت ہے تونے یہ سوال تو کیا مگر خدا کی دلیلوں سے تو واقف نہیں ہے اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو کیا اسکے سبب میں نبی ہو جاؤنگا دیکھ تو سہی طائف میں تیرے کئی ایک باغ ہیں کیا وہاں پر کئی مقام خراب اور سخت نہ تھے کہ تونے انکو سنوارا اور برابر کیا اور کھودکر ان میں کئی چشمے زمین سے نکالکر جاری کئے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ اور لوگ بھی ایسے ہونگے کہ انہوں نے تیری طرح چشمے نکالے ہونگے وہ بولا کہ ہاں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا تو اور وہ لوگ اس کام کے کرنے سے پیغمبر ہوگئے اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح اگر میں یہ بات کر دکھاؤں تو یہ میری نبوت کی دلیل نہوگی تیرا یہ قول

ایسا ہی ہے جیسے تو یہ کہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو کھڑا ہو کر زمین پر نہ چلے یا جس طرح لوگ کھانا کھاتے ہیں تو کھانا نہ کھائے *

اور تو نے یہ جو کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ کھجوروں اور انگوروں کا باغ تیرے پاس نہ ہو کہ اسمیں سے تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور اسمیں خوب طرح سے نہریں جاری کرے اس کا جواب بھی سن لے کیا تیرے پاس اور تیرے ساتھیوں کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ نہیں ہیں کیا تم سب ان باغوں کے سبب پیغمبر بن گئے اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا پھر تم رسولخدا سے کیوں ایسے سوال کرتے ہو کہ اگر وہ تمہاری درخواست کے موافق انکو کر دکھائے تو وہ اسکی سچائی کی دلیل نہ ہونگے بلکہ اگر وہ انکو پیش کرے تو اس کا یہ فعل اسکے کاذب ہونے پر دلالت کریگا کیونکہ اس وقت وہ ایسی چیزوں کو حجت کے طور پر پیش کرتا ہے جنمیں کسی قسم کی حجت نہیں پائی جاتی اور ضعیف لوگوں کی عقلوں اور دینوں کو فریب دینے والا کہلائے گا اور رسولؐ رب العالمین اس عیب سے بالکل پاک اور بری ہے *

اور یہ جو تو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو جیسا کہ تیرا گمان ہے آسمان کو پارہ پارہ کرکے ہم پر نہ گرادے کیونکہ تو کہتا ہے کہ کفار جس وقت آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ ملا ہوا بادل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا گرنا تمہاری ہلاکت اور موت کا باعث ہے اور اس درخواست سے تیرا یہی ارادہ ہے کہ رسولخداؐ تجھ کو اسکے ساتھ ہلاک کردے مگر وہ تیرے حال پر بہت مہربان ہے اور وہ تجھ کو ہلاک نہ کریگا بلکہ خدا کی حجتوں کو تجھ پر قائم کریگا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی درخواست کے موافق ہی اپنے نبی کو حجتیں اور دلیلیں عطا نہیں فرماتا کیونکہ بندے اس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ہماری درخواست کے قبول کرنے میں کیا کیا فساد اور خرابیاں وقوع میں آئیں گی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انکی درخواست باہم مختلف اور متضاد ہوتی ہے کہ اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا ہے مثلاً اگر یہ سب مجھ سے جدا جدا درخواستیں کرتے تو جائز تھا کہ تو یہ درخواست

کرے کہ آسمان ہم پر گرایا جائے اور دوسرا شخص یہ کہے کہ آسمان ہم پر نہ گرایا جائے بلکہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کیا جائے اور آسمان زمین پر آپڑے اور یہ متضاد اور منافی ہوتیں اور اس کا وقوع میں آنا محال ہوتا اور اللہ اپنی تدبیروں کو ایسے طریق پر جاری نہیں کرتا جس میں محال لازم آئے +

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے عبد اللہ کیا تو نے کسی طبیب کو دیکھا ہے کہ بیماروں کو انکی خواہش کے موافق دوا دے وہ تو وہی تدبیر عمل میں لاتا ہے جسمیں انکی بہتری سمجھتا ہے خواہ مریض اس کو پسند کرے یا نہ کرے پس تم لوگ بیمار ہو اور اللہ تمہارا طبیب ہے اگر تم اسکی دوا کی پیروی کروگے تو تم کو شفا عنایت کریگا اور اگر سرکشی کروگے تو اس سے محروم رکھیگا +

اے عبد اللہ تو نے کبھی ایسا بھی سنا ہے کہ کسی حاکم نے زمانہ گزشتہ میں کسی مدعی پر اس بات کو لازم کیا ہو کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مدعیٰ علیہ کی درخواست کے موافق گواہ اور دلیل پیش کرے اگر ایسا کیا جائے تو کبھی کسی کا کسی پر کوئی دعویٰ اور حق ثابت نہو اور ظالم اور مظلوم اور سچے اور جھوٹے میں فرق نہ ہو سکے +

بعد ازاں فرمایا اور یہ جو تو نے کہا کہ ہم کبھی تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو نہ لائے کہ وہ ہمارے سامنے ہوں اور ہم ان کو دیکھیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا وقوع میں آنا بالکل محال ہے اور اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ ہمارا پروردگار مخلوقات کی طرح نہیں ہے کہ آئے جائے اور چلے پھرے اور کسی چیز کے مقابل ہو جو اس کو لایا جائے یہ تم نے ناممکن امر کا سوال کیا ہے اور یہ بات جسکی تو نے خواہش کی ہے تیرے ضعیف اور ناقص بتوں ہی کی صفت ہے جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کسی چیز کو جانتے ہیں اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اے عبد اللہ کیا تیرے پاس کھیت اور باغات اور زمینیں ہیں اور ان پر رکھوالے اور منتظم رکھے ہوئے ہیں وہ بولا کہ ہاں۔ فرمایا تو کیا تو بذات خود انکے حالات کو دیکھتا بھالتا ہے یا اپنے اور اپنے اہل معاملہ کے

درمیان کچھ وکیل اور سفیر مقرر کر رکھے ہیں جو تجھ کو انکے حالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں عبداللہ نے جواب دیا کہ سفیروں کے ذریعے سے کارروائی ہوتی ہے فرمایا دیکھ اگر تیرے اہل معاملہ اور کاشتکار اور نوکر چاکر تیرے سفیروں کو کہیں کہ ہم تمہاری اس سفارت کی تصدیق نہیں کرتے جبتک کہ تم عبداللہ ابن ابو امیہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ پھر ہم تمہاری ان باتوں کو جو اسکی طرف سے کہہ رہے ہو بالمشافہ سنیں گے اب بتا کہ تو انکی اس بات کو قبول کر لیگا یا یہ بات تیرے نزدیک انکے لئے جائز ہوگی وہ بولا کہ نہیں فرمایا تو اب تیرے سفیروں کو کیا کرنا چاہیے کیا انکو تیری طرف سے کوئی ایسی صحیح نشانی انکے سامنے نہیں پیش کرنی چاہیے جو انکی صداقت پر دال ہو؟ جس کو دیکھ کر ان منکروں پر بھی ان سفیروں کی تصدیق کرنی لازم اور واجب ہو جائے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا دیکھو اگر تیرا سفیر ان لوگوں کی یہ درخواست سنکر تیرے پاس واپس آئے اور تجھ سے کہے کہ تو اُٹھ کر میرے ساتھ چل کیونکہ انہوں نے تجھ کو بلایا ہے کیا یہ بات تیری طبیعت کے برخلاف نہ ہوگی اور تو اس سے یہ نہ کہیگا کہ تو فقط میرا ایلچی ہے اور صلاح کار اور حاکم نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا حضرتؐ نے فرمایا تو پھر جس درخواست کا اپنے کاشتکاروں اور اہل معاملہ کی طرف سے اپنے ایلچی سے کیا جانا پسند نہیں کرتا اسکو رسول رب العالمین سے کیوں کرتا ہے اور کیونکر تو نے یہ ارادہ کیا کہ رسولؐ خدا اپنے پروردگار پر امر و نہی کرے کہ اسکے نزدیک بُرا ہے حالانکہ تو ایسی بات کو اپنے ایلچی کے لئے جسکو تو نے اپنے کاشتکاروں اور کارندوں کی طرف بھیجا ہے پسند نہیں کرتا۔ ان سب باتوں کے باطل کرنے کے لئے جو تیری تمام درخواستوں میں مذکور ہیں یہ حجت قاطعہ ہے +

اور اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ سونے کا ایک مکان تیرے پاس نہ ہو اے عبداللہ کیا تو نے نہیں سنا کہ عزیز مصر کے پاس سونے کے بہت سے گھر ہیں وہ بولا کہ ہاں سنا ہے۔ فرمایا تو کیا وہ ان مکانوں کے سبب پیغمبر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح یہ امر محمدؐ کے لئے ضروری نہیں ہے اگر وہ پیغمبر ہے اور محمدؐ دلائل الٰہی سے

تیرے ناواقف ہونے کو غنیمت نہیں سمجھتا +
اور اے عبداللہ جو تونے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو آسمان میں نہ چڑھ جائے
اور پھر کہا کہ ہم تیرے آسمان میں چڑھ جانیکا یقین نہ کرینگے جبتک کہ تو ایک نوشتہ ہم پر نازل
نہ کرے جسکو ہم پڑھیں اے عبداللہ آسمان پر چڑھنا اس سے اترنے کی نسبت زیادہ تر دشوار
ہے اور جبکہ تونے اپنی نسبت یہ بیان کردیا کہ جب تو چڑھیگا تو میں یقین نہ کرونگا تو ایسا ہی
اترنے میں بھی ہوگا پھر تونے کہا کہ ہم تیرے چڑھنے کا یقین نہ کرینگے جبتک کہ تو ایک نوشتہ
ہم پر نہ اتارے جسکو ہم پڑھیں پھر بھی میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں
اے عبداللہ اس سے معلوم ہوا کہ جو حجت الہی تیرے سامنے پیش کی جائیگی تو اس سے معاندت
اور مخالفت کرنے کا منتظر ہے پس تیرا علاج اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اپنے
دوستوں کے ہاتھ سے کہ وہ آدمی ہیں یا (آخرت میں) اپنے ملائکہ کے ہاتھ سے کہ وہ زبانیہ
(شعلہائے آتش) ہیں سزا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام سوالات کے باطل کرنیکے لئے
حکمت جامعہ کو مجھ پر نازل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمدؐ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ
اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ان کافروں سے کہدے کہ میرا پروردگار اس بات سے نہایت بعید ہے
کہ وہ چیزوں کو جاہلوں کی درخواست کے موافق کرے خواہ انہوں نے جائز چیز کی درخواست
کی ہو یا ناجائز کی اور میں فقط ایک بشر ہوں کہ رسول ہو کر آیا ہوں مجھ پر اتنا ہی لازم ہے
کہ اللہ تعالیٰ کی حجت کو جو اس نے مجھ کو عطا کی ہے بندوں پر قائم کروں اور یہ مجھ کو شایاں نہیں ہے
کہ اپنے پروردگار کو کسی شے کے کرنے کا حکم دوں یا کسی بات سے اسکو منع کردوں یا اسکو
کوئی مشورہ دوں اگر میں ایسا کروں تو میری مثال اس ایلچی کی سی ہوگی جسکو کوئی بادشاہ
اپنے مخالف گروہ کی طرف بھیجے اور وہ واپس آکر بادشاہ کو حکم دے کہ جو کچھ ان لوگوں نے درخواست
کی ہے انکے ساتھ اسی کے موافق عملدرآمد کر +
بعد ازاں ابوجہل بولا کہ اے محمدؐ ابھی ایک بات باقی ہے کیا تو گمان نہیں کرتا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے

جبکہ موسیٰؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھادے تو گویا انہوں نے اپنے اوپر بجلی گرنے کی درخواست کی تھی اور اسی سبب سے ان پر بجلی گری پس اگر تو نبی ہے تو ہم بھی اپنی درخواست کے سبب اسکے مستوجب ہیں اور ہمارا سوال قوم موسیٰ کے سوال سے زیادہ سخت ہے کیونکہ انہوں نے تیرے زعم کے موافق یہ کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھادے اور ہمارا یہ قول ہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ ہم انکو بالمشافہہ معاینہ کریں حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل کیا تجھکو ابراہیم خلیل اللہ کا قصہ معلوم نہیں ہے جبکہ اسکو ملکوت میں بلند کیا گیا چنانچہ میرا پروردگار قرآن میں فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی اور تاکہ وہ یقین کرنیوالوں میں سے ہو جب کہ اسکو آسمان کے نزدیک بلند کیا تو خدا نے اسکی نظر کو ایسا قوی کردیا کہ اس نے زمین کو اور اسکی تمام اندرونی اور بیرونی اشیا کو دیکھ لیا اس وقت ایک مرد اور ایک عورت کو زنا کرتے دیکھا اور ان کی ہلاکت کے لئے خدا سے بددعا مانگی وہ دونوں ہلاک ہوگئے بعد ازاں اور دو شخصوں کو اسی حالت میں دیکھا اور انکے لئے بددعا کی اور وہ ہلاک ہوگئے پھر اور دو آدمیوں کو اسی خرابی میں مبتلا پایا اور انکے واسطے بھی بددعا کا ارادہ کیا۔ تب اللہ کی طرف سے وحی ہوئی کہ اے ابراہیمؑ میرے بندوں اور کنیزوں سے اپنی بددعا کو روک لے کیونکہ میں بخشنے والا مہربان بہت احسان کرنے والا اور بردبار ہوں میرے بندوں کے گناہ مجھکو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے جیسا کہ انکی طاعت اور عبادت سے مجھکو کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا میں انکو اس طرح پر سیاست اور تادیب نہیں کرتا کہ تیری طرح جلدی اپنے غصے کا تدارک کروں پس تو اپنی بددعا کو میرے بندوں سے باز رکھ کیونکہ تو فقط میرا ایک بندہ ہے کہ میرے اور بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتا ہے اور میری سلطنت میں شریک نہیں ہے اور نہ میرے

بندوں کا محافظ ہے اور میں اپنے بندوں کے ساتھ ان تین طریقوں میں سے ایک طریق برتتا ہوں یا تو وہ توبہ کر لیتے ہیں اور میں انکی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں اور انکے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور انکے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا اپنے عذاب کو ان سے باز رکھتا ہوں اسلئے کہ میں جانتا ہوں کہ انکی پشتوں سے چند مومن فرزند پیدا ہونگے پس میں انکے کافروں سے نرمی برتتا ہوں اور انکی کافرمائی سے تانّی اور تاخیر کرتا ہوں اور اپنے عذاب کو ان پر سے ہٹا لیتا ہوں تاکہ وہ مومن انکی پشتوں سے نکل آئیں جب وہ مومن ان کافروں کی پشتوں اور رحموں سے جدا ہو جاتے ہیں تو میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے اور میری بلا انکو گھیر لیتی ہے اور اگر نہ یہ ہو اور نہ وہ تو جو عذاب کہ میں نے انکے لئے آخرت میں چھپا کیا ہے وہ اس عذاب جو تو (دنیا میں) انکے واسطے چاہتا ہے بہت بڑھکر ہے کیونکہ میں نے جو عذاب اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے وہ میری جلالت اور کبریائی کے موافق ہے اے ابراہیم میرے بندوں کو مجھ ہی پر چھوڑ دے کیونکہ تیری نسبت میں ان پر زیادہ مہربان ہوں اور میرے بندوں کو میرے حوالے کر دے کیونکہ میں بہت زبردست بردبار رحمت جاننے والا اور صاحب حکمت ہوں اپنے علم کے موافق انکی تدبیریں کرتا ہوں اور اپنی قضا و قدر کو ان میں جاری کرتا ہوں *

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوجہل اللہ تعالےٰ نے اپنے عذاب کو اسلئے تجھ پر سے اُٹھا لیا ہے کہ تیری پشت سے عنقریب پاک اولاد عکرمہ تیرا بیٹا پیدا ہوگا اور وہ تھوڑی مدت کے بعد مسلمانوں کے امور کا والی ہوگا کہ اگر وہ اس امر میں خدا کی اطاعت کریگا تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک اسکو رتبہ جلیل حاصل ہوگا اگر یہ بات مانع نہ ہوتی تو تجھ پر اور ان باقی اہل قریش پر جنہوں نے عذاب کا سوال کیا ہے اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انہوں نے اسکی درخواست کی تھی انکو صرف اس وجہ سے مہلت دیگئی ہے کہ علم الہی میں گزر چکا ہے کہ ان میں سے بعض اشخاص محمدؐ پر ایمان لاکر سعادت حاصل کرینگے اور وہ باریتعالیٰ اس سے بزرگ و برتر ہے کہ

ان کو اس سعادت سے محروم رکھے اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہوتا +
پھر ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم آسمان کی طرف نگاہ کرو جب انہوں نے اوپر کو دیکھا
تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور وہاں سے آگ نازل ہوئی اور
انکے سروں کے برابر آکر ٹھیر گئی اور انکے اس قدر نزدیک پہنچ گئی کہ اسکی گرمی انکے مونڈھوں کے
درمیان معلوم ہونے لگی یہ حال دیکھکر ابوجہل اور باقی لوگوں کے اعضا کانپنے لگے حضرتؐ نے
ان سے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں کیونکہ حق تعالیٰ تم کو اس عذاب سے ہلاک نہ کریگا اسکو تو فقط تمہاری
عبرت کیلئے ظاہر کیا ہے پھر انہوں نے دیکھا کہ اس جماعت کی پشتوں سے کچھ نور نکلے اور
اس آگ کے سامنے ہوئے اور اسکو اونچا کرکے ہٹاتے ہٹاتے آسمان کی طرف لوٹا دیا جہاں سے
وہ آئی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ ان نوروں میں بعض نور تو ان لوگوں کے ہیں جنکی نسبت
خدا کے علم میں گزر چکا ہے کہ وہ تم میں سے عنقریب مجھ پر ایمان لاکر کامیاب ہونگے اور بعض
نور اس پاک اولاد کے ہیں جو عنقریب تم میں سے بعض ایمان نہ لانے والوں کے ہاں پیدا ہوگی اور
وہ مومن ہوگی +

قولہ عزوجل وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ترجمہ اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ از روئے حسد کے جو انکو تمہارے ساتھ
ہے اپنے دل سے اس بات کو چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے اور مومن ہونے کے بعد کفر کی
طرف پھیر دیں بعد اسکے کہ حق ان پر ظاہر ہو گیا ہے پس اے مومنو تم انکو معاف کر دو
اور ان سے درگزر کرو یہانتک کہ خدا اپنے حکم کو لائے البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے +
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا اہل کتاب میں سے بہت سے آدمی یہ چاہتے ہیں

کہ ان شبہات کے ذریعہ جو وہ تم پر وارد کرتے ہیں تم کو مومن ہونے کے بعد ہٹا کر پھر کافر
کر دیں حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ تمہارے ساتھ حسد کرنیکی وجہ سے جو انکے نفسوں
میں موجود ہے اس سبب سے کہ خدا نے تم کو محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کے ساتھ معزز اور مکرم
کیا مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ بعد اسکے کہ انکو ان معجزات کے ذریعہ جو محمدؐ کی صداقت
اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں حق ظاہر ہو گیا ہے فَاعْفُوا
وَاصْفَحُوا پس اے مومنو تم انکو معاف کرو اور انکی جہالت سے درگزر کرو اور حجتہائے
الہی سے ان کا مقابلہ کرو اور انکی مدد سے انکے باطلات کو دفع کرو حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے دن اپنے حکم قتل کو ان میں جاری کرے اور اس وقت
تم انکو شہر مکہ اور جزیرہ عرب سے جلاوطن کر دوگے اور وہ بحالت کفر وہاں نہ رہ سکیں گے
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے کیونکہ اسکو تمام چیزوں پر اسطرح
قدرت حاصل ہے جو تمہارے لئے مناسب اور قرین مصلحت ہو کہ وہ تم کو ان مشرکوں کے
ساتھ مدارات کرنے اور بہتر اور پسندیدہ طور پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دیتا ہے اور عمدہ
طریقہ پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دینے کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ احد
میں نہایت صدمہ پہنچا تو اسکے چند روز بعد کچھ یہودی عمارؓ ابن یاسر اور حذیفہؓ ابن الیمان
سے ملے اور کہنے لگے دیکھا تم کو احد کے دن کس قدر صدمہ پہنچا محمدؐ کی لڑائی تو مثل اور بادشاہوں
کے ہے جو طالبان دنیا ہوتے ہیں کبھی غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب اگر پیغمبر ہوتا
تو کبھی مغلوب نہوتا اور ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا تم کو چاہیئے کہ اسکے دین کو چھوڑ دو حذیفہؓ
نے جو یہ بات سنی تو کہنے لگا کہ خدا تم پر لعنت کرے میں تمہارے پاس نہیں بیٹھتا اور نہ
تم سے بات کرتا ہوں اور نہ تمہاری گفتگو سنتا ہوں میں اپنی جان اور ایمان دونو کیلئے
تم سے خوف کرتا ہوں اسلئے دونو کو لیکر یہاں سے بھاگتا ہوں یہ کہتے ہی اٹھ کر وہاں سے
چل دیا اور عمارؓ وہیں بیٹھا رہا اور ان سے کہا کہ اے یہودیو محمدؐ نے بدر کے دن اپنے اصحاب سے

عمار یاسر کا یہودی سے مناظرہ

وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم نے صبر کیا تو فتح پاؤگے چنانچہ انہوں نے صبر کیا اور فتح پائی اور اسی طرح احد کے دن بھی اسی صبر کی شرط پر فتح پانے کا وعدہ فرمایا تھا مگر انہوں نے بزدلی اور مخالفت کی اسلئے انکو یہ صدمہ پہنچا اور اگر فرمانبرداری کرتے اور صابر رہتے اور حضرتؐ کے حکم کی مخالفت نہ کرتے تو ہرگز شکست نہ کھاتے اور ضرور فتحیاب ہوتے یہودی بولے کہ اے عمارؓ اگر تو محمدؐ کی اطاعت کرے تو کیا تو اپنی پتلی پنڈلیوں سے سادات قریش پر غلبہ پا جائے عمارؓ نے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جسکے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جس نے محمدؐ کو نبی برحق کرکے بھیجا ہے کہ حضرتؐ نے مجھ کو فضل و حکمت سے بھر دیا ہے کیونکہ اپنی نبوت کی خوبیاں اور اپنے بھائی اور وصی اور حضرتؐ کے بعد بہترین مخلوقات کے فضائل مجھ کو سکھائے اور سمجھائے ہیں اور اپنی ذریت طاہرہؑ کی فرمانبرداری اور پیروی کرنیکا مجھ کو حکم دیا ہے اور سختیوں اور ضرورتوں کے وقت انکے وسیلے سے دعا کرنیکے لئے ارشاد فرمایا ہے اور جس کام کیلئے آنحضرتؐ مجھ کو حکم دیں اور میں درست اعتقاد سے اسمیں متوجہ ہوں اور آنحضرتؐ کی پیروی اور فرمانبرداری مجھ کو مقصود ہو تو میں ضرور ہی اس کام کو انجام کو پہنچادونگا یہانتک کہ اگر حضرتؐ مجھ کو حکم دیں کہ میں آسمانوں کو زمین پر اتار لاؤں اور زمین کو اٹھا کر آسمان کی طرف لیجاؤں تو بیشک پروردگار عالم انہی پتلی پنڈلیوں کے ہوتے مجھ کو اس امر کے بجا لانے کی قوت عطا کریگا عمارؓ کی یہ گفتگو سنکر وہ یہودی کہنے لگے ہرگز ایسا نہیں ہے اے عمارؓ خدا کی قسم خدا کے نزدیک محمدؐ کا درجہ اس سے بہت ہی کم ہے جیساکہ تو بیان کرتا ہے اور تیرا درجہ بھی خدا کے اور محمدؐ کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جیساکہ تو نے دعویٰ کیا ہے اور اسوقت ان یہودیوں میں چالیس منافق بھی شامل تھے انکی یہ بات سنکر عمارؓ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں نے اپنے پروردگار کی حجت کامل طور پر تم کو پہنچادی اور تم کو نصیحت کردی لیکن تم لوگ نصیحت کو برا سمجھتے ہو یہ کہکر وہاں سے چلے آئے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ مجھ کو تم دونوں کی خبر پہنچ گئی حذیفہؓ تو اپنے دین کو شیطان اور

اسکے دوستوں کے ہاتھوں سے بچاکر بھاگ آیا اور وہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے اور تونے دین خدا میں مجادلہ کیا اور محمدؐ پیغمبر خدا کی خیر خواہی کی بس تو مجاہدانِ راہِ خدا میں داخل ہے۔ ابھی آنحضرتؐ اور عمارؓ میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہی یہودی جو عمارؓ سے ہمکلام ہوئے تھے وہاں آگئے اور بولے کہ اے محمدؐ تیرا یہ رفیق کہتا ہے کہ اگر تو اسکو یہ حکم دے کہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کرے اور آسمان کو زمین کی طرف اتار لائے اور یہ تیری فرمانبرداری کا اعتقاد کرے اور تیرے حکم کے قبول کرنیکا عازم ہو تو بیشک خدا اسکو اس امر کے بجالانے میں مدد دیگا اگر تو پیغمبر ہے تو ہم تجھ سے اور اس سے اس سے بھی کم چیز پر بس کرتے ہیں اگر عمارؓ اپنی پتلی پنڈلیوں کے ساتھ اسی پتھر کو اٹھالے تو کافی ہے اور اسوقت حضرتؐ مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور وہ پتھر حضرتؐ کے سامنے پڑا ہوا تھا اور اسقدر بڑا تھا کہ اگر دو سو مرد بھی اکٹھے ہو کر اسکو ہلانا چاہتے تو ہلا نہ سکتے پھر ان یہودیوں نے کہا کہ اے محمدؐ عمارؓ اگر اس پتھر کو اٹھانے کا ارادہ کرے تو اس کو حرکت بھی نہ دے سکیگا اور اگر اس حالت میں اس نے اٹھا بھی لیا تو اسکی دونو پنڈلیاں ٹوٹ جائینگی اور بدن چور چور ہو جائیگا حضرتؐ نے فرمایا اے یہودیو عمارؓ کی پنڈلیوں کو حقیر نہ جانو کیونکہ وہ اسکی میزان اعمال میں کوہ ثور و کوہ ثبیر و کوہ حرا و کوہ ابوقبیس بلکہ تمام زمین اور اسکی تمام چیزوں سے جو اسپر موجود ہیں زیادہ وزنی ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے جو چیز کہ اس پتھر سے بہت بھاری ہے ہلکی ہوگئی یعنی عرش آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر ہلکا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس سے پہلے انکے ساتھ بیشمار فرشتے ملکر بھی اسکو نہ اٹھا سکتے تھے بعد ازاں حضرتؐ نے عمارؓ سے ارشاد فرمایا اے عمارؓ میری اطاعت کا اعتقاد کر اور دعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کے مرتبے کا واسطہ مجھ کو قوت عطا فرما تاکہ اس پتھر کا اٹھانا جسپر تو مامور ہے اللہ تیرے لئے آسان کردے جیسے کالب بن یوحنا پر سطح آب پر سے دریا کا گزرنا آسان کر دیا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسپر سے عبور کر گیا تھا کیونکہ اس نے ہم اہلبیتؑ کے مرتبے کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی تھی الغرض عمارؓ نے اسی طرح دعا کی اور آنحضرتؐ کی اطاعت کا

اعتقاد کیا اور اس پتھر کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس خدا کی قسم ہے جس نے آپ کو
سچا نبی کر کے بھیجا ہے یہ پتھر میرے ہاتھوں پر ایک تنکے سے بھی ہلکا معلوم ہوتا ہے پھر حضرتؐ نے ایک
پہاڑ کی طرف جو وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اشارہ کر کے فرمایا کہ اس پتھر کو اس پہاڑ
کی چوٹی پر پھینک دے عمارؓ نے حسب الارشاد اسکو ہوا میں پھینکا اور وہ پتھر اونچا ہو کر اس پہاڑ
کی چوٹی پر جا گرا بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے فرمایا تم نے عمارؓ کی قوت دیکھی؟ وہ
بولے کہ ہاں دیکھی پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر جا وہاں تجھ کو ایک پتھر نظر آئیگا
جو اس پتھر سے وزن میں کئی گنا ہوگا اسکو میرے پاس اٹھا لا عمارؓ نے ایک ہی قدم اٹھایا
تھا کہ زمین سمٹ گئی اور دوسرے قدم میں وہ اس پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا اور وہاں سے
اس پتھر کو اٹھا کر تیسرے قدم میں حضرتؐ کی خدمت میں واپس آگیا حضرتؐ نے فرمایا اس
پتھر کو بہت زور سے زمین پر دے مار یہ حال دیکھ کر یہودی ڈر کے مارے بھاگ گئے اور عمارؓ
نے اس زور سے اس پتھر کو زمین پر مارا کہ وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور غبار کی طرح
ہوا میں ملکر ادھر ادھر پراگندہ ہو گیا بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر
فرمایا اے یہودیو تم نے اللہ کی نشانیوں کو مشاہدہ کر لیا ہے اب تم ایمان لاؤ حضرتؐ کا
یہ ارشاد سنکر بعض تو ایمان لے آئے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی اور ایمان سے
محروم رہے پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو کیا تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کس چیز کی مثل ہے
انہوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے جب
ہمارا کوئی شیعہ جس کے گناہ اور خطائیں زمین اور پہاڑوں اور تمام آسمانوں سے چند درچند
زیادہ ہوں توبہ کرتا ہے اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کو اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اسکے گناہ
اس پتھر کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارے جاتے ہیں اور ایک اور شخص ہے جسکی
عبادات وطاعات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کی مانند ہوں مگر وہ
ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا منکر ہے پس اسکی عبادات وطاعات کو عمار کے اس پتھر کو زمین پر مارنے کی

نسبت زیادہ تر تعداد سے زمین پر مارا جاتا ہے کہ وہ اس پتھر کی مانند ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جاتی ہیں اور جب وہ آخرت میں وارد ہوگا تو ایک نیکی بھی اپنے نامۂ اعمال میں نہیں پائیگا اور اسکے گناہ پہاڑوں اور زمین اور آسمان سے کئی گنے زیادہ ہو گئے اور اس سے بہت سختی سے حساب لیا جائیگا اور ہمیشہ کے لئے عذاب میں گرفتار ہوگا ؞

جب عمارؓ نے اپنے بدن میں اس قدر قوت پائی کہ اسکے ذریعہ پتھر کو زمین پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا تو حمیت اسپر غالب ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان یہودیوں سے جنگ کروں اور اس قوت کے ذریعہ جو مجھ کو اس وقت عطا ہوئی ہے انکو ہلاک کر ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے عمار خدا فرماتا ہے فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ انکو معاف کرو اور ان سے درگزر کرو یہانتک کہ خدا اپنے امر کو بھیجے یعنی اپنے عذاب کو اور فتح مکہ اور باقی امور کو جن کا وعدہ کیا ہے ظاہر کرے ؞

الغرض مسلمان یہودیوں اور منافقوں کے وسوسے اور شبہ ڈالنے سے تنگدل رہتے تھے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایسی چیز تم کو تعلیم کروں جو تمہاری تنگدلی کو جو دشمنان دین کے وسوسے ڈالنے سے عارض ہوتی ہے دور کر دے انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ تعلیم فرمائیے حضرتؐ نے انکو وہی چیز تعلیم کی جو اسوقت اپنے ہمراہیوں کو تعلیم کی تھی جبکہ وہ قریش کے جور و جفا کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں جا گزیں تھے اور انکے دل تنگ اور کپڑے میلے ہو گئے تھے اور حضرتؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ اپنے کپڑوں پر اسی طرح بدن پر پہنے ہوئے پھونکیں مارو اور ہاتھ انپر پھیرتے جاؤ اور محمدؐ و آل محمدؑ پر درود بھیجتے رہو اس عمل سے وہ پاک صاف سفید اور نہایت عمدہ ہو جائینگے اور تمہاری دلتنگی بھی رفع ہو جائیگی انہوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا ان کے کپڑے ویسے ہی ہو گئے انہوں نے متعجب ہو کر عرض کی یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ آنحضرتؐ اور آپ کی آلؑ پر ہمارے درود بھیجنے سے ہمارے کپڑے طاہر ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ و آل محمدؑ پر درود بھیجنے سے تمہارے دلوں کا کینے اور تنگی اور کھوٹ سے اور

تمہارے بدنوں کا گناہوں سے پاک ہونا اسکے ذریعے تمہارے کپڑوں کے پاک ہونیکی نسبت زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اور اسکے ذریعے تمہارے اعمال ناموں سے گناہوں کا دھویا جانا تمہارے کپڑوں کی میل کچیل کے دھوئے جانیکی نسبت زیادہ تر عجیب ہے اور اسکے وسیلے سے تمہاری نیکیوں کے صحیفوں کا نورانی ہونا تمہارے کپڑوں کے براق اور چمکدار ہونے سے اولے اور احسن ہے +

قولہ عزوجل وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ ○ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ ○ ترجمہ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجو گے اسکو خدا کے پاس پاؤ گے کیونکہ خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو اسکی فروعیات وضو، تکبیرات، قیام، قرآت، رکوع، سجود اور حدود کو کامل کرکے ادا کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ اسکے مستحقوں کو دو اور کافروں اور ناصبیوں کو مت دو اور رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے دشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وہ گویا خانہ کعبہ میں چوری کرتا ہے وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لئے آگے بھیجتے ہو یعنی جو مال کہ تم طاعت خدا میں خرچ کرتے ہو اور اگر مال تمہارے پاس نہو تو اپنے جاہ و منصب کو جتنا اپنے ایمانی بھائیوں کے لئے صرف کرتے ہو اور اسکے ذریعے انکو نفع پہنچاتے ہو اور نقصانوں کو ان سے دور کرتے ہو تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ اسکو خدا کے پاس پاؤ گے یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کے مرتبے سے تم کو نفع پہنچائیگا کہ اسکی برکت سے تمہارے گناہ جھڑ جائینگے اور نیکیاں مضاعف ہو جائینگی اور درجے بلند ہو جائینگے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ البتہ خدا تمہارے اعمال کو خوب طرح جانتا ہے کہ کسی کام کا ظاہر اور کسی دل کا باطن اسپر پوشیدہ نہیں ہے اور وہ تم کو تمہارے اعتقادوں اور نیتوں کے موافق جزا دیگا اور وہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے کہ انکو بعض کے باب میں دھوکا ہو جاتا ہے اور کسی کا کام کسی اور کی طرف منسوب کر دیتے ہیں +

اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ نماز کی مفتاح (کنجی) طہارت ہے اور اسکی تحریم زینت تکبیر الاحرام ہے اور اسکی تحلیل (انجام) سلام ہے اور اللہ تعالیٰ بے طہارت کی نماز اور خیانت کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا اور نماز کی سبب اعلیٰ طہارت جو باعث قبولیت نماز ہے اور جسکے بغیر کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی وہ محمدؐ کی دوستی ہے بایں اعتقاد کہ وہ سردار انبیا ہے اور علیؑ کی دوستی ہے بایں اعتقاد کہ وہ سردار اوصیا ہے اور ان دونو کے دوستوں کی دوستی اور انکے دشمنوں کی دشمنی ہے

نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے اسکے منہ کے گناہ ادھر اُدھر گرجاتے ہیں اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گرجاتے ہیں اور جب اپنے دونو پاؤں پر مسح کرتا ہے یا حالت تقیہ میں انکو دھوتا ہے تو اسکے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر وضو کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کہے تو اسکے تمام اعضا گناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں اور اگر وضو یا غسل جنابت کے اخیر میں کہے سُبۡحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمۡدِكَ اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنۡتَ اَسۡتَغۡفِرُكَ وَاَتُوۡبُ اِلَيۡكَ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُكَ وَرَسُوۡلُكَ وَاَشۡهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّكَ وَخَلِيۡفَتُكَ بَعۡدَ نَبِيِّكَ عَلٰى خَلِيۡقَتِكَ وَاَنَّ اَوۡلِيَآءَهٗ اَوۡصِيَآءُهٗ[1] ۝ تو اسکے سب گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وضو یا غسل کے قطرات کی تعداد کے موافق فرشتے پیدا کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح۔ تقدیس۔ تہلیل اور تکبیر کرتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اس کا ثواب اس وضو یا غسل کرنے والے کو ملتا ہے پھر خدا کے حکم سے اس شخص کے وضو

فضیلت ثواب وضو و غسل

---

[1] اے اللہ تو پاک و پاکیزہ ہے اور میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی قابل عبادت و پرستش نہیں ہے میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور رسول ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تیری مخلوقات پر تیرا ولی اور خلیفہ ہے اور گواہی دیتا ہو کہ اسکے ولی یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام اسکے جانشین اور وصی ہیں (مترجم)

یا غسل کے پانی پر مہر پروردگار ثبت ہوتی ہے اور فرشتے اسکو اٹھا کر عرش کے نیچے لیجاتے ہیں جہاں نہ چور اسکو لے سکتا ہے نہ کیڑا لگتا ہے اور نہ دشمن اسکو بگاڑ سکتا ہے یہانتک کہ اس سے زیادہ کرکے اسکو واپس دیا جاتا ہے اس حال میں جبکہ وہ نہایت حاجتمند اسکے ثواب کا ہوتا ہے پھر اسکی عوض جنت کی نعمتیں اسقدر اسکو عطا کرتا ہے کہ نہ گننے والے اسکو گن سکتے ہیں اور نہ حفاظت کرنے والے اسکی حفاظت کر سکتے ہیں اور اللہ اسکے تمام گناہ بخش دیتا ہے یہانتک کہ اسکی نماز نوافل میں شمار ہوتی ہے پھر جب وہ شخص نماز پڑھنے کے لئے اپنے مصلے پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے فرشتو تم میرے اس بندے کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تمام خلقت سے علیحدہ ہوکر میری طرف آیا ہے اور میری رحمت اور بخشش اور مہربانی کا امیدوار ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسکو اپنی رحمت اور کرامت کے ساتھ مخصوص کیا اور جب وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے اور اپنے دونو ہاتھوں کو بلند کرتا ہے اور اسکے بعد خدا کی ثنا[۱] شروع کرتا ہے تو پروردگار فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے بندو تم دیکھتے ہو کہ میں کس طرح سے میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور شریک اور شبیہ و نظیر سے میرا پاک ہونا ظاہر کیا اور میرے دشمن جو شرک کے اقوال میری نسبت کہتے ہیں ان سے بیزاری ظاہر کرنیکے لئے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عنقریب اسکو اپنے خانہ جلالت و عظمت میں بزرگ اور عظیم کرونگا اور اپنے دار کرامت کی پاکیزگیوں کے ساتھ اسکو پاکیزہ کرونگا اور اسکو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرکے آخرت کے عذاب اور جہنم کی آگ سے بری کرونگا +

اور جب وہ شخص بِسْمِ اللّٰہ کہکر سورہ حمد اور دوسرا سورہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے کلام کو کیسا مزے لے کر پڑھ رہا ہے اے میرے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اس سے کہونگا کہ اے میرے بندے میری جنت میں جاکر قرآن کی تلاوت کر اور اپنے درجات بڑھا جوں جوں وہ قرآن پڑھیگا حروف کی شمار کے موافق درجات میں

---

[۱] یعنی تکبیر کے بعد دعاء استفتاح پڑھتا ہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ ...... الخ - مترجم

ترقی ہوگی ایک درجہ سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک جوہر کا اور ایک زبرجد
کا اور ایک درجہ نور پروردگار عزیز کا ہوگا۔ اور جب وہ شخص رکوع کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے
فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے جلال عظمت کے سامنے کیونکر تواضع اور فروتنی کر رہا ہے میں تم کو
گواہ کرتا ہوں کہ میں اسکو اپنے خانہ کرامت وجلالت میں عظمت اور رفعت عطا کرونگا۔ اور
جب رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ کیونکر کہہ
رہا ہے کہ میں جس طرح تیرے دوستوں کے سامنے متواضع ہوتا ہوں اور تیری خدمت میں فروتنی سے
کھڑا ہوتا ہوں اسی طرح تیرے دشمنوں کے روبرو اپنے تئیں بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہوں اے فرشتو
میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عاقبت کی نیکی اسکے لئے مقرر کرونگا اور اسکو اپنی جنت میں
جگہ دونگا اور جب وہ سجدہ کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو اس نے بلند ہونیکے بعد تواضع
اور فروتنی اختیار کی ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ میں تیری دنیا میں صاحب جلالت ومکنت ہوں
مگر حق کے سامنے ذلیل ہوں جبکہ وہ مجھ پر ظاہر ہوا اے فرشتو میں عنقریب اسکو حق کے ساتھ رفعت
دونگا اور اسکے سبب باطل کو دور کرونگا اور جب وہ سجدۂ اول سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ
فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو وہ کس طرح سے کہہ رہا ہے کہ اگرچہ میں نے تیرے لئے تواضع کی لیکن
پھر بھی میں تیری طاعت میں ذلت سے تیرے سامنے قائم ہوتا ہوں اور جب وہ دوسرے سجدہ میں جاتا
ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ پھر کس طرح سے میرے سامنے متواضع ہو گیا میں
بھی اپنی رحمت کو مکرر اسپر نازل کرونگا۔ پھر جب سجدے سے سر اٹھا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ
فرشتوں سے فرماتا ہے میں اسکو تواضع کی عوض ضرور رفعت عطا کرونگا جس طرح یہ اپنی نماز
میں اٹھا ہے۔ بعد ازاں خدا ہر رکعت میں فرشتوں سے اسی طرح فرماتا رہتا ہے یہانتک کہ
جب وہ تشہد اول ودوم کے لئے بیٹھتا ہے تو فرماتا ہے کہ اے فرشتو اس نے میری خدمت اور
عبادت کو پورا کر دیا اور اب پھر میری صفت وثنا کرتا ہے اور میرے پیغمبر پر درود بھیجتا
ہے میں بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اسکی تعریف کرونگا اور عالم ارواح میں

اسکی روح پر درود بھیجونگا اور جب وہ نماز میں امیرالمومنین علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ جس طرح تونے اسپر درود بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تجھ پر درود بھیجونگا اور اسکو تیرا شفیع کرونگا جیسا کہ تونے اس سے شفاعت طلب کی ہے اور جب وہ نماز میں سلام پھیرتا ہے تو اللہ اور اسکے فرشتے اس پر سلام کرتے ہیں +

اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ ادا کرو اور فقیر اور ضعیف لوگ جو اسکے مستحق ہیں انکو دو اور انکے حقوق میں کمی نہ کرو اور اگر ان کو دو تو پاک کے ساتھ ناپاک کا ارادہ مت کرو کیونکہ جو کوئی پاکیزہ دلی اور طیبتِ قلبی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسکو ہر حبہ کی عوض جو اس نے دیا ہے جنت میں ایک محل سونے کا اور ایک محل چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نور رب العزت کا عطا فرماتا ہے +

نماز میں توجہ قلب نہ ہونیکی مذمت

اور جب کوئی بندہ نماز میں خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے بندے تو کدھر کا ارادہ کرتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے کیا میرے سوا کوئی اور پروردگار چاہتا ہے یا میرے سوا کوئی اور محافظ تلاش کرتا ہے یا میرے سوا کوئی اور بخشش کرنیوالا طلب کرتا ہے میں ہی سب کریموں سے زیادہ کریم اور تمام سخیوں سے زیادہ سخی اور سب بخشش کرنیوالوں سے افضل اور اشرف ہوں تجھ کو بے اندازہ ثواب عطا کرونگا تو میری طرف توجہ کر کیونکہ میں بھی تیری طرف متوجہ ہوں اور میرے فرشتے بھی تیری طرف متوجہ ہیں اگر وہ متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے بے توجہی کے سبب سرزد ہوا ہے وہ اس سے زائل ہو جاتا ہے پھر اگر تیسری دفعہ پھر بے توجہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح پھر اسکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہے اب بھی اگر وہ اپنی نماز میں متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اسکو معاف کر دیتا ہے اور اگر چوتھی دفعہ پھر وہ بے توجہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور فرشتے بھی اپنا منہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیری روگردانی

کے سبب میں نے بھی اپنا منہ تیری طرف سے پھیر لیا +

زکوٰۃ میں کمی کرنے کی مذمت

اور اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں کمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے بندے کیا تو مجھ سے بخل کرتا ہے یا تو مجھ کو اس بات میں متہم سمجھتا ہے کہ میں تیرا حق نہ دونگا یا تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں عاجز ہوں اور تیرے ثواب دینے کے قابل نہیں اگر تو میرے حکم کے موافق زکوٰۃ ادا کریگا تو میں تجھ کو اسکا بدلا اس روز واپس دونگا جبکہ تو سب سے زیادہ محتاج اور تنگدست ہوگا اور اگر تونے بخل کیا تو اس روز جبکہ تو سب سے زیادہ گھاٹے اور نقصان میں ہوگا اس بخل کا بدلا تجھ کو دیا جائیگا +

برادران دینی کے ساتھ غمخواری کرنے کا ثواب

جب مسلمانوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنا تو عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم نے سنا اور اطاعت کی حضرتؐ نے فرمایا کہ واجبی نمازوں اور فرض زکوٰتوں کے ادا کرنے میں خدا کی اطاعت کرو پھر نافلہ عبادتوں کے ذریعہ قرب خدا حاصل کرو کیونکہ حق تعالیٰ انکی عوض بڑے بڑے ثواب عطا فرماتا ہے مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ میدان حشر میں کھڑا ہوگا اور اسپر ایک شعلہ جہنم سے نکل کر آئیگا جو دنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہوگا یہانتک کہ اس شخص اور اس شعلہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہیگی اسی اثنا میں کہ وہ حیران ہوگا کہ میں کیا کروں ناگاہ ہوا میں روٹی یا چاندی کا ریزہ جس سے اسنے باوجود اپنی تنگی کے اپنے کسی دینی بھائی کی غمخواری کی ہوگی اڑتا ہوا آئیگا اور اسکے قریب آکر اتریگا اور ایک بڑے پہاڑ کی مانند ہو کر اسکو چاروں طرف سے احاطہ کریگا اور اس شعلہ جہنم کو اسکے پاس آنے سے روک دیگا اور اسکی حرارت اور اسکا دھواں ذرا بھی اسکو نہ پہنچنے دیگا یہانتک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا صحابہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ایسی حالت میں بھی اسکو برادران دینی کی غمخواری کرنی اتنا فائدہ دیگی فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھ کو پیغمبر برحق کیا ہے بعض مومنوں کو تو اس سے بھی بڑھکر نفع پہنچائیگی اور ایک بندہ ایسا بھی ہوگا کہ قیامت کے دن اسکے گناہ اور دینی بھائیوں سے اسکا برائیاں کرنا اسکے سامنے آئینگے اور بڑھکر اور چند در چند زیادہ ہو کر اسکے نامہ اعمال کو پر کر دینگے اور اسکے گناہوں کے مقابلے میں اسکی نیکیاں ڈوب جائینگی اس وقت اسکا ایک دینی بھائی جس سے دار دنیا میں اسنے کچھ نیکی کی ہوگی اسکے پاس آکر اس سے کہیگا

کہ تونے دنیا میں جو نیکی مجھ سے کی تھی اسکی عوض میں آج میں نے اپنی سب نیکیاں تجھ کو بخشدیں
تب اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کی وجہ سے اسکو بخش دیگا اور اس مومن سے فرمائیگا اب تو کس ذریعہ سے
جنت میں جائیگا وہ عرض کریگا اے میرے پروردگار تیری رحمت کے ذریعے سے تب اللہ اس سے
فرمائیگا کہ تونے اپنی ساری نیکیاں اسکو بخشی ہیں اور ہم جود و کرم کرینگے زیادہ تر سزاوار ہیں انکو
تیرے دینی بھائی کی طرف سے قبول کیا اور پھر انکو مضاعف (دوچند) کرکے تجھ کو واپس دیا پس
اس طرح وہ جنت کے اعلیٰ اور افضل باشندوں میں سے ہوگا +

قولہ عزوجل وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارٰى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ ترجمہ اور یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی جنت میں
داخل نہوگا اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے کہ ہمارے سوا اور کوئی داخل بہشت نہوگا یہ انکی اپنی
اپنی آرزوئیں ہیں اے محمدؐ تو اُن سے کہدے کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اپنی دلیلیں لاؤ (ہاں
رہ شخص جنت میں جائیگا) جس نے اپنی ذات کو خاص اللہ کے تابع کیا اور نیکی کی اسکو بیشک
اپنے پروردگار کی طرف سے اجر ملیگا اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور
وہ کبھی غمگین نہونگے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا ارشاد
فرماتا ہے وَقَالُوا اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ
هُودًا یہودیوں نے تو کہا کہ جو کوئی یہودی ہوگا صرف وہی جنت میں جائیگا اور اسکے سوا اور کوئی
اسمیں داخل نہوگا أَوْ نَصَارٰى اور نصاریٰ نے کہا کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو نصرانی ہوگا +
اور جناب امیرؑ نے انکے سوا اور مذاہب کے اقوال بھی نقل فرمائے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ موجودات عالم کی
کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور جو کوئی ہمارا مخالف ہے وہ گمراہ اور خطاکار ہے

اور ثنویہ یعنی مجوسی کہتے ہیں کہ نور اور ظلمت دونوں مدبر عالم ہیں اور جو لوگ مذہب میں ہمارے مخالف ہیں وہ گمراہ ہیں اور عرب کے مشرکوں کا قول ہے کہ ہمارے بت معبود ہیں جو کوئی اس باب میں ہمارے برخلاف ہے وہ گمراہ ہے۔ اسلئے حق تعالیٰ (انکی تردید میں) فرماتا ہے تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ انکی آرزوئیں ہیں جنکی وہ تمنا کرتے ہیں قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ اے محمد ان لوگوں سے کہدے کہ تم اپنے اقوال پر دلیلیں دو اگر تم اپنے اقوال میں سچے ہو +

اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے دینی مباحثہ کا ذکر ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسے مباحثہ سے منع کیا ہے جو احسن اور پسندیدہ طرز پر نہو کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے وَلَا تُجَادِلُوا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی اہل کتاب سے مباحثہ نہ کرو مگر اس طرز پر جو نہایت احسن اور پسندیدہ ہو۔ نیز فرماتا ہے اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنی اپنے پروردگار کے رستے کی طرف حکمت (یعنی محکم باتوں اور مضبوط دلیلوں سے جو حق کے ظاہر کرنیوالی اور شبہ مٹانیوالی ہوں) اور نیک نصیحت سے لوگوں کو بلا اور ان سے ایسے طرز سے بحث کر جو نہایت پسندیدہ اور عمدہ ہے پس بحث کا جو عمدہ اور احسن طریقہ ہے اسکا علماء کو دین کے باب میں حکم دیا گیا ہے اور اس کا غیر احسن اور ناپسندیدہ طرز پر کرنا حرام ہے اور خدا نے اسکو ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مباحثہ کرنا کلی طور پر حرام کردے حالانکہ وہ خود فرماتا ہے وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۝ الغرض دلیل و برہان کو راستئ ایمان کی علامت ٹھیرایا اور مباحثہ احسن ہی میں دلائل پیش کیجایا کرتی ہیں کسی نے عرض کی اے فرزند رسول مجادلہ احسن اور غیر احسن میں کیونکر شناخت کیجائے فرمایا مجادلہ غیر احسن کی صورت تو یہ ہے کہ تو کسی باطل مذہب والے سے مباحثہ کرے اور وہ تجھ پر باطل کو وارد کرے

پارہ ۲۱ سورہ عنکبوت ع شروع پارہ
سے
پارہ ۱۴ سورہ نحل ع آخیر سورہ

اور تو اس پر ان دلائل کو جو اللہ نے قائم کی ہیں وارد نہ کرے بلکہ یا تو اسکی بات کا منکر ہو جائے یا کسی امر حق کا جس سے وہ اہل باطل اپنے باطل کی مدد کرنا چاہتا ہے اس خوف سے انکار کر دے کہ کہیں اسمیں تجھ پر کوئی حجت نہ قائم ہو جائے کیونکہ اس سے مخلصی کی صورت تجھ کو معلوم نہیں ہے اس قسم کا مباحثہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے تاکہ وہ اپنے ضعیف بھائیوں اور باطل مذہب والوں کے لئے باعث فتنہ نہ بنیں کیونکہ تم میں سے جب کوئی ضعیف آدمی اہل باطل سے مباحثہ کرتا ہے اور انکے مقابلے میں ہار جاتا ہے تو وہ لوگ اسکے ضعف کو اپنے باطل کی صداقت کی دلیل ٹھیرا لیتے ہیں اور ضعیف شیعہ جب دیکھتے ہیں کہ اہل حق کو اہل باطل نے ضعیف کر دیا ہے تو اپنے دلوں میں مغموم اور محزون ہوتے ہیں۔ اور مجادلہ احسن وہ ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا کہ جو لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونیکے منکر ہوں ان سے اس قسم کا مباحثہ کیا جائے چنانچہ خدا اس کا ذکر فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰي وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ اور ہمارے واسطے مثل بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور سرکشی اور عناد کی رو سے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں اے محمدؐ تو اس سے کہدے کہ انکو وہی شخص زندہ کر سکتا ہے جس نے انکو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور وہ ہر مخلوق کے پیدا کرنے کو جانتا ہے وہ خدا جس نے تمہارے واسطے درخت سبز سے آگ کو پیدا کیا پس اسوقت تم اس سے آگ روشن کرتے ہو۔ اور جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان (آدمیوں) کی مثل اور پیدا کر دے ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنے والا اور

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام

پارہ ۲۳ سورہ یس رکوع اخیر

ہر ایک کے احوال کا جاننے والا ہے جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنیکا ارادہ کرے تو صرف اس کا کام یہ ہے کہ اس چیز کو کُن یعنی ہو جا کہدے پس وہ چیز ہو جاتی ہے پس وہ خدا (دوبارہ پیدا کرنیکی قدرت کے نہ ہونے سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم پھروگے *

پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کا پیغمبر اس اہل باطل سے مباحثہ کرے جو کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہوئی ہڈیاں دوبارہ زندہ کرکے اٹھائی جائیں اسلئے ارشاد فرمایا قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ اے محمدؐ اس شخص سے جو دوبارہ زندہ ہونیکا منکر ہے کہدے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی شخص (یعنی خدا) زندہ کرسکتا ہے جس نے انکو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے آیا وہ شخص جس نے بغیر کسی چیز کے اسکو ابتدا میں پیدا کیا ہے اسکے بوسیدہ ہونے کے بعد اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو سکتا ہے؟ بلکہ تمہارے نزدیک اسکی ابتدا اسکے دوبارہ پیدا کرنیکی نسبت زیادہ تر دشوار ہے۔ بعد ازاں فرمایا الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا وہ خدا جس نے سبز درخت سے آگ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے یعنی جو خدا کہ گیلے درخت سے گرم آگ کے نکالنے پر قادر ہے وہ گلی ہوئی چیزوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر بہت اچھی طرح قادر ہوگا اَوَ لَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ کیا وہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اسبات پر قادر نہوگا کہ اُن (آدمیوں) کی مثل پیدا کرے ہاں وہ قادر ہے اور وہ بہت پیدا کرنیوالا اور خوب جاننے والا ہے یعنی جبکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا تمہارے خیالوں اور قدرتوں کے نزدیک اگر تم اسپر قدرت پاؤ بوسیدہ چیز کے دوبارہ واپس لانے سے نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے تو پھر کیا سبب ہے کہ جو چیز تمہارے نزدیک نہایت عجیب اور سخت دشوار ہے خدا کو اس کا پیدا کرنیوالا تو تجویز کرتے ہو اور بوسیدہ چیز کا دوبارہ پیدا کرنا جو تمہارے خیال میں اسکی نسبت نہایت آسان ہے اس سے جائز نہیں جانتے *

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طریق مجادلہ احسن کا ہے کیونکہ اسمیں کافروں کے

عذر قطع کئے گئے ہیں اور انکے شبہات کو رفع کیا ہے اور مجادلہ غیر احسن کی صورت یہ ہے کہ تو کسی امر حق کا انکار کردے جبکہ تو اس امر حق اور اپنے سے مجادلہ کرنے والے کے امر باطل میں فرق نہ کر سکے بلکہ اس امر حق کا انکار ہی کر کے اسکو اسکے باطل سے ہٹائے اس قسم کا مجادلہ حرام ہے۔ اسلئے کہ تو بھی اسکی مانند ہوگیا اس نے ایک امر حق کا انکار کیا تھا تو نے دوسرے امر حق کا انکار کردیا اس وقت کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا رسولخداؐ نے بھی مجادلہ کیا تھا حضرتؑ نے فرمایا اے شخص جب تو رسولخداؐ کی نسبت کچھ گمان کرے تو اس سے اللہ کی کسی مخالفت کا گمان مت کر کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کہ ان سے پسندیدہ طور پر مجادلہ کر اور اس شخص کے باب میں فرمایا جس نے خدا کے لئے مثال بیان کی تھی قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ اب کیا تو یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرتؐ نے خدا کے حکم کی مخالفت کی ہوگی اور جس طرح خدا نے فرمایا تھا اس طرح مجادلہ نہ کیا ہوگا اور جس بات سے مطلع کرنے کا حکم دیا تھا اس سے خدا کی طرف سے مطلع نہ کیا ہوگا ۔

پیغمبرؐ سے پانچ مذہبوں کے لوگوں کا مباحثہ

اور میرے والد ماجد نے اپنے آبائے کرام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ایک دن رسولخداؐ کے پاس پانچ مذہبوں کے آدمی جمع ہوئے یہودی نصارے دہریہ ثنویہ (مجوس) اور عرب کے مشرک۔ یہودیوں نے عرض کی کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور ہم اس غرض سے تیرے پاس آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو نے ہماری پیروی کی تو ہم راہ صواب میں تجھ پر سبقت کرنے والے اور تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تو نے ہماری مخالفت کی تو ہم تجھ سے مباحثہ کرینگے اور نصارے نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور اسکے ساتھ متحد ہے اور ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو بھی اس کا قائل ہے تو ہم راہ صواب میں تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہمارے برخلاف ہوا تو تجھ سے مباحثہ کرینگے۔ اور دہریہ نے عرض کی کہ ہم اس امر کے قائل ہیں کہ موجودات عالم کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور یہ دائمی ہیں اور ہمیشہ یونہی رہینگی یعنی ہمیشہ سے اسی طرح

چلی آتی ہیں اور ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر ہماری متابعت کی تو سمجھ لے کہ ہم صواب کی طرف تجھ پر سابق ہو چکے ہیں اور تجھ سے افضل ہیں اور اگر مخالفت کی تو ہم تجھ سے بحث کرینگے مجوس نے عرض کی کہ نور اور ظلمات دو نو مدبر عالم ہیں اور ہم تیرے پاس اسلئے آئے ہیں کہ دیکھیں تو کیا کہتا ہے اگر تو نے ہماری پیروی کی تو ہم ثواب کی جانب تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مخاصمہ کرینگے اور مشرکان عرب نے عرض کی اے محمدؐ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے بت ہمارے معبود ہیں اور تیرے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تو نے ہماری متابعت کی تو ہم صواب کی طرف تجھ سے سبقت کرنے والے اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مناظرہ کرینگے +

جب وہ سب اپنے اپنے عقیدے بیان کر چکے تو حضرتؐ نے فرمایا میں خدائے واحد پر ایمان رکھتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسکے سوا تمام معبودوں کا منکر ہوں بعد از اں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام آدمیوں کی طرف رسول بشیر و نذیر مقرر کرکے بھیجا ہے اور تمام عالم کے لئے مجھ کو حجت قرار دیا ہے اور وہ عنقریب اپنے دین کے برخلاف تدبیریں کرنیوالوں کے مکر و فریب کو انہی کی طرف رد کریگا + پھر یہودیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم میرے پاس اسلئے آئے ہو کہ میں تمہاری بات کو بلا دلیل تسلیم کرلوں انہوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا پھر کس چیز نے تم کو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے وہ بولے اس سبب سے ہم اس امر کے قائل ہیں کہ اس نے بنی اسرائیل کے لئے توریت کو اسکے تلف ہو جانیکے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اس سے یہ کام اسی سبب سے بن پڑا ہے کہ وہ اللہ کا بیٹا ہے ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ عزیر کیونکر خدا کا بیٹا بن گیا اور موسیٰؑ اس کا بیٹا نہ ہوا حالانکہ توریت کو وہی انکے پاس لایا تھا اور اس سے بہت سے معجزے ظہور میں آئے جو تم کو معلوم ہیں اگر عزیرؑ اس وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کہ توریت کے دوبارہ زندہ کرنے سے اسکی بزرگی ظاہر ہوگئی تو

پیغمبر سے مناظرہ یہود

موسیٰ تو اس کا بیٹا ہونے کا بدرجہ اولےٰ مستحق اور قابل ہوگا اور اگر یہی بزرگی عزیر کے لئے خدا کا بیٹا ہونا واجب کرتی ہے تو موسیٰ کی اس سے چند در چند بزرگیاں اسکے لئے بیٹا ہونے سے بھی کوئی بہت بڑا درجہ واجب کرینگی اسلئے کہ اگر تم اس بیٹا ہونے سے وہی بیٹا ہونا مراد لیتے ہو جو دنیا میں مشاہدہ کرتے ہو کہ مرد اور عورت کے ہم صحبت ہونے سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو تم کافر ہوگئے اور اسکو تم نے اسکی مخلوق کے مشابہ کردیا اور ممکنات عالم کی صفات اس واجب تعالےٰ میں ثابت کردیں اور تمہارے بیان کے موافق لازم آتا ہے کہ وہ حادث اور مخلوق ہے اور اس کا کوئی اور خالق ہے جس نے اسکو پیدا کیا ہے انہوں نے عرض کی کہ اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے جیسا کہ تو کہتا ہے کیونکہ یہ کفر ہے بلکہ ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ کرامت کے لحاظ سے بیٹا ہے اگرچہ ولادت متحقق نہیں ہے جس طرح ہمارے بعض علماء اس شخص کو جسے اور لوگوں پر شرف اور منزلت دینی مقصود ہوتی ہے اپنا بیٹا کہدیا کرتے ہیں اور یا بُنَیَّ کہکر پکارا کرتے ہیں وہ ثبوت ولادت کے سبب سے اسکو بیٹا نہیں کہتے کیونکہ کبھی ایسے شخص کو بھی بیٹا کہدیتے ہیں جو اجنبی ہوتا ہے اور اسکو ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی اسی طرح عزیر کو بلحاظ کرامت اور شرافت کے خدا نے اپنا بیٹا بنایا ہے نہ کہ بلحاظ ولادت کے حضرتؑ نے فرمایا یہ تو وہی بات ہوئی جو میں نے تم سے کہی ہے اب اگر اسی وجہ سے عزیر خدا کا بیٹا ہے تو موسیٰؑ کو ہی یہ رتبہ ملنا چاہئے اور یہ ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اہل باطل کو اسی کے اقرار سے رسوا کرتا ہے اور اسکی حجت کو اسی پر پلٹ دیتا ہے تم نے جو بات اپنے دلائل میں پیش کی ہے وہ اس سے بھی بڑھکر تمہاری بُری حالت بنائیگی جو میں نے تم سے بیان کی کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم میں سے کوئی بزرگ آدمی ایک اجنبی کو جس سے اس کا کسی قسم کا نسبی تعلق نہیں ہے اپنا بیٹا کہہ دیتا ہے حالانکہ وہ شخص بلحاظ ولادت کے اس کا بیٹا نہیں ہوتا پس کبھی تم اسی سردار کو دیکھوگے کہ وہ کسی اجنبی شخص کو کہتا ہے کہ یہ میرا بزرگ ہے اور کسی اور اجنبی شخص کو کہتا ہے یہ میرا باپ ہے اور کسی اور کو کہتا ہے یہ میرا سردار اور اے میرے سردار وغیرہ کلمات کہتا ہے اور وہ یہ بات بطور عزت اور اکرام کے

کہتا ہے اور جو کرامت اور بزرگی میں زیادہ ہوتا ہے اسکے لئے الفاظ تعظیمی بھی ویسے ہی زیادہ ہوتے ہیں پس تمہارے نزدیک اس طرح کہنا جائز ہوگا کہ موسیٰؑ خدا کا بھائی ہے یا اس کا بزرگ ہے یا اس کا باپ ہے یا اس کا سردار ہے کیونکہ اس نے عزیر کی نسبت اسکو زیادہ مکرم اور معظم کیا ہے جیسے کوئی شخص جب کسی کا زیادہ اکرام کرتا ہے تو بطور اکرام اسکو کہتا ہے اے میرے سردار اے میرے بزرگ اے میرے رئیس اے میرے چچا اور جسکی زیادہ تر بزرگی کرنی منظور ہو اسکو اس قسم کے کلمات اور زیادہ کہے جائینگے تو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ موسیٰؑ خدا کا بھائی یا اس کا بزرگ یا اس کا چچا یا اس کا سردار یا اس کا رئیس یا اس کا حاکم ہو کیونکہ اس نے اسکو اس شخص کی نسبت زیادہ عزت دی ہے جسکو کہا جاتا ہے اے میرے بزرگ اے میرے سردار اے میرے چچا اے میرے رئیس اے میرے حاکم ہویدیوں نے جب آنحضرت صلعم کی یہ تقریر سنی تو حیران اور سرگردان ہو گئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم کو مہلت دے تاکہ اس بات میں جو تو نے کہی ہے غور کریں حضرتؐ نے فرمایا منصف دلوں کے ساتھ اس میں غور کرو خدا تم کو ہدایت دیگا +

بعد ازاں نصاریٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر جو قدیم ہے اپنے بیٹے مسیحؑ کے ساتھ متحد ہے بتاؤ اس بات سے تمہارا کیا منشا ہے کیا تم اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ خدائے قدیم عیسیٰؑ حادث کے وجود کے سبب حادث ہو گیا یا یہ کہ عیسیٰؑ جو حادث ہے خدائے قدیم کے وجود کے سبب قدیم ہو گیا یا تمہارے قول اتّحَدَ بِہٖ (یعنی اسکے ساتھ متحد ہو گیا) سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اسکو ایسی کرامت سے مخصوص کیا ہے کہ اسکے سوا اور کسی کو وہ کرامت نصیب نہیں ہوئی اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ قدیم حادث ہو گیا تو تمہارا یہ قول باطل ہو گیا کیونکہ قدیم کا بدلکر حادث بنجانا ناممکن ہے اور اگر تم یہ کہو کہ حادث قدیم بن گیا ہے یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ حادث کا قدیم بنجانا بھی محال ہے اور اگر اتّحَدَ بِہٖ کے کہنے سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ اس نے اسکو مخصوص کیا ہے اور اپنے سب بندوں میں سے اسکو منتخب کر لیا ہے تو تم عیسیٰؑ کے حادث ہونیکے قائل ہو گئے اور اس بات کے مُقِر ہو گئے کہ جس معنی سے وہ خدا کے ساتھ

گفتگو مناظرہ نصاریٰ

متحد ہے وہ معنی بھی حادث ہیں جبکہ عیسیٰؑ حادث ہوا اور وہ خدا کے ساتھ اس معنی میں متحد
ہوا کہ اس سے اس قسم کے امور حادث ہوئے جن کے سبب سے وہ خدا کے نزدیک تمام مخلوقات سے بزرگ تر
قرار پایا تو عیسیٰؑ اور یہ معنی دونو حادث ہوئے اور یہ بات تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہے
نصاریٰ نے جواب دیا کہ اے محمدؐ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کے ہاتھ پر عجیب عجیب چیزیں ظاہر کی
ہیں اسلئے اسکو از روئے کرامت کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے حضرتؐ نے فرمایا اے نصاریٰ اس بات کا
جو تم نے بیان کی جو جواب میں نے یہودیوں کو دیا ہے وہ تو تم نے سن لیا ہے یہ کہکر حضرتؐ نے اسی تقریر
کا اعادہ فرمایا یہ سنکر اور تو سب خاموش ہوگئے مگر ایک شخص نے اُٹھکر عرض کی اے محمدؐ تم کہتے ہو
کہ ابراہیمؑ خدا کا خلیل ہے جب تم اس بات کے قائل ہو تو پھر ہم کو کس لئے عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہنے سے
منع کرتے ہو حضرتؐ نے فرمایا یہ دونو باتیں یکساں نہیں ہیں ہم کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ ہے
اور خلیل خَلّت یا خُلّت سے مشتق ہے اگر خَلّت سے مشتق ہے جس کے معنے فقر و فاقہ کے ہیں تو
خلیل اللہ کے یہ معنی ہونگے کہ وہ اپنے پروردگار کا محتاج اور سب سے جدا ہوکر اسکی طرف رجوع کرنیوالا
ہے اور اسکے غیر سے بچنے والا اور روگرداں اور مستغنی ہے اور اس پر یہ واقعہ شاہد ہے کہ جب
اسکو آگ میں ڈالنے کے ارادہ سے منجنیق میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا اور اس سے
فرمایا کہ جاکر میرے بندے کی خبر لے جبرئیلؑ حاضر خدمت ہوکر ہوا میں آن سے ملے اور عرض کی کہ یا
خلیل اللہ جو کچھ حاجت ہو مجھ سے بیان کیجئے کیونکہ حق تعالیٰ نے مجھ کو تیری مدد کے لئے بھیجا
ہے خلیل اللہ نے جواب دیا کہ خدا ہی مجھ کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا کفیل ہے میں اسکے سوا کسی اور
سے کچھ نہیں چاہتا اور مجھ کو صرف اسی کی ضرورت اور احتیاج ہے اسلئے حق تعالیٰ نے اسکو
خلیل کے نام سے نامزد کیا یعنی اس کا فقیر اور محتاج اور اسکے غیر کو چھوڑکر اسکی طرف رجوع
کرنے والا اور اگر خُلّت سے مشتق ہو جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا کے رموز حقایق میں در آیا
اور سب سے مطلع ہوا اور ایسے اسرار سے واقف ہوگیا جن سے اسکے سوا اور کوئی آگاہ نہیں ہے
تو خلیل اللہ کے یہ معنی ہونگے کہ وہ اس کا اور اسکے امور کا عالم ہے اور اس سے خدا کی اسکی مخلوقات

سے مشابہت لازم نہیں آتی دیکھو جبکہ وہ سب کو چھوڑ کر اسکی طرف رجوع نہ ہوتا خلیل قرار نہ پاتا اور جب تک کہ اس کے اسرار سے واقف نہوتا خلیل نہ ہوتا اور جو شخص کہ کسی مرد کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اگرچہ اس کا باپ اسکو کتنا ہی ذلیل کرے یا اسکو اپنے ہاں سے نکال دے وہ اسکی ولدیت سے خارج نہوگا کیونکہ ولدیت کے معنی قائم ہیں اب چونکہ خدا نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل فرمایا ہے اسلئے اگر تم اسپر قیاس کرکے عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہنا واجب جانو تو یہ بھی تمکو ضروری ہوگا کہ موسیٰؑ کو بھی ابن اللہ کہو کیونکہ موسیٰؑ کے معجزے عیسیٰؑ کے معجزوں سے کچھ کم درجہ نہ تھے۔ پس واجب ہوا کہ موسیٰؑ کو بھی ابن اللہ کہو اور اسی طرح یہ بھی کہنا جائز ہوگا کہ وہ اس کا بزرگ اور سردار اور چچا اور رئیس اور حاکم ہے جیسا کہ میں نے یہودیوں سے بیان کیا +

ایک نصرانی نے عرض کی کہ انجیل میں لکھا ہے کہ عیسیٰؑ نے کہا ہے کہ اب میں اپنے باپ کی طرف جاتا ہوں حضرتؑ نے فرمایا اگر تم اس کتاب کے عالم ہو تو اس میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں اسلئے تم کو کہنا چاہیئے کہ جنکو اس نے تمہارے کے لفظ سے مخاطب کیا ہے وہ سب اسی وجہ سے خدا کے بیٹے ہیں جس وجہ سے کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا ہے پھر وہی کتاب تمہارے اس گمان کی بھی تردید کرتی ہے جو تم کہتے ہو کہ عیسیٰؑ خصوصیت کی وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اس سبب سے کہتے ہیں کہ خدا نے اسکو ایسی چیزوں سے مخصوص کیا ہے جن سے اسکے سوا اور کسی کو خصوصیت نہیں بخشی اور یہ تم جانتے ہی ہو کہ جن خصائص سے عیسیٰؑ مخصوص ہوا ان سے وہ لوگ مخصوص نہیں ہوئے تھے جن سے خطاب کرکے عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی جاتا ہوں اس سے عیسیٰؑ کا اختصاص باطل ہوا کیونکہ تم کو ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰؑ نے وہ فقرہ (تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں) ان لوگوں سے کہا تھا جنکو اسکی سی خصوصیت حاصل نہ تھی کیونکہ تم کو عیسیٰؑ کے لفظوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ لوگ بھی (جن سے عیسیٰؑ نے خطاب کیا تھا) عیسیٰؑ کی طرح خدا کے بیٹے تھے حالانکہ انکو اس جیسا خدا سے اختصاص حاصل نہ تھا مگر تم نے ان لفظوں کی تاویل بیجا طور پر کی ہے اسلئے کہ جب

اس نے کہا تھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کی طرف جاتا ہوں تو اسکے کہنے سے اسکی یہ مراد نہ تھی جو تم نے سمجھی ہے اور ممکن ہے کہ شاید اسکی یہ غرض ہو کہ میں آدمؑ یا نوحؑ کی طرف جاتا ہوں کہ اللہ مجھ کو انکی حلقۂ بلند کریگا اور ان میں شامل کردیگا اور آدمؑ میرا اور تمہارا باپ ہے اور اسی طرح نوحؑ بھی ہم سب کا باپ ہے (کیونکہ نوحؑ کو بھی طوفان کے بعد سے آدم ثانی کہتے ہیں) بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا بلکہ اسکے سوا عیسٰیؑ کا اس قول سے اور کچھ مقصود ہی نہ تھا یہ سنکر نصارے خاموش ہوگئے اور کہنے لگے کہ ہم نے ایسا مناظرہ کرنیوالا جیسا کہ آج دیکھا ہے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا اب ہم اپنی باتوں میں غور کرینگے +

بعد ازاں حضرتؑ نے دہریہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم کس وجہ سے کہتے ہو کہ اشیا کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ دائمی (ازلی اور ابدی) ہیں ہمیشہ سے اسی طرح ہیں اور اسی طرح ہمیشہ رہینگی انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو مشاہدہ ہی پر حکم لگاتے ہیں اور ہم نے اشیا کو حادث نہ پایا اسلئے یہ حکم لگایا کہ یہ ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور ہم نے انہیں اختتام اور فنا کا دخل نہ پایا اسلئے یہ اصول بنایا کہ ہمیشہ اسی طرح رہینگی حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے معلوم کیا کہ وہ قدیم ہیں یا یہ معلوم کیا کہ وہ ابد تک باقی رہینگی اب اگر تم یہ کہو کہ ہم نے ایسا ہی پایا ہے تو تم نے اپنے لئے ثابت کردیا کہ ہمیشہ سے تمہاری شکلیں اور عقلیں ایسی ہی ہیں اور ہمیشہ تک ایسی ہی رہینگی اگر تم اس بات کے قائل ہو تو تم نے ظاہر اور بدیہی امر کا انکار کیا اور ان تمام جاننے والوں کو جھٹلایا جو تم کو مشاہدہ کررہے ہیں دہریہ نے جواب دیا کہ ہم نے تو انکے قدیم ہونے کو مشاہدہ کیا ہے نہ انکے ابد تک باقی رہنے کو حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر تم کیونکر اس قول میں کہ اشیائے عالم کے قدم اور بقا کا حکم لگاتے ہو محض اس سبب سے کہ تم نے ان کا حادث ہونا اور ختم ہونا مشاہدہ نہیں کیا اس شخص سے بہتر ہوگئے جو انہیں تمہاری طرح تمیز کو ترک کردے اور ان کے لئے حادث ہونے اور فنا ہوجانیکا حکم کرے اس سبب سے کہ نہ تو اس نے انکا قدیم ہونا مشاہدہ کیا ہے اور نہ ابد الآباد تک باقی رہنا ۔ آیا تم نے رات اور دن کو مشاہدہ نہیں کیا کہ ایک دوسرے کے بعد ہوتا ہے انھوں نے عرض کی کہ ہاں دیکھا ہے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ وہ دونو ہمیشہ سے

مناظرہ امامؑ با دہریہ در ابطال قدم عالم

اسی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے ہیں اور اسی طرح چلے جائینگے وہ بولے کہ ہاں فرمایا کیا تمہارے نزدیک
رات اور دن کا جمع ہونا جائز ہے وہ بولے کہ نہیں فرمایا جبکہ ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو ایک
باقی رہا اور دوسرا اسکے بعد حادث ہوگا عرض کی کہ ایسا ہی ہے فرمایا اب تم نے گزشتہ راتوں اور دنوں کے
حادث ہونے کا حکم لگایا جنکو تم نے نہیں دیکھا اب تم خدا کی قدرت کے منکر نہ بنو بعد ازاں ارشاد
فرمایا کہ تم گزشتہ راتوں اور دنوں کو متناہی بتاتے ہو یا غیر متناہی اگر تم غیر متناہی بتاتے ہو تو پہلی
چیز کے ختم ہوئے بغیر دوسری چیز تم تک کس طرح پہنچی اور اگر تم یہ کہو کہ وہ متناہی ہیں تو تم کو
اس امر کا قائل ہونا پڑیگا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا انہوں نے
عرض کی کہ ہاں۔ بعد ازاں فرمایا کہ کیا تم اب بھی اس بات کے قائل ہو کہ عالم قدیم ہے اور حادث
نہیں ہے حالانکہ تم خود اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہو جس کا اقرار یا انکار کرتے ہو وہ بولے کہ ہاں پھر
حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ چیزیں جنکو ہم مشاہدہ کرتے ہیں انمیں سے بعض بعض کی محتاج ہیں کیونکہ جبتک کہ
بعض بعض کے متصل نہو قائم نہیں رہتی عمارت کو دیکھو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کا محتاج ہے ورنہ
کبھی منتظم اور مستحکم نہوگی اور یہی حال باقی اشیا کا بھی ہے جبکہ یہ چیز جس کا ایک حصہ دوسرے حصے
کا محتاج ہے تاکہ وہ مضبوط اور مکمل ہو قدیم ہے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ چیز حادث ہوتی تو کیونکر
ہوتی اور اسکی صفت کیا ہوتی حضرتؑ کا یہ ارشاد سنکر وہ حیران ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ
کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس سے ہم حادث کو موصوف کریں اور وہ ان اشیا میں جنکو ہم
قدیم جانتے ہیں موجود نہو یہ سمجھکر وہ خاموش ہو رہے اور عرض کی کہ ہم اس باب میں غور کرینگے*
بعد ازاں حضرت مجوس کی طرف متوجہ ہوئے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دو نو مدبران عالم ہیں اور
فرمایا اے لوگو تم کس وجہ سے اس قول کے قائل ہوئے ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے عالم کو دو قسموں پر منقسم
پایا یا خیر اور شر اور خیر کو شر کی ضد دیکھا اس وجہ سے ہم منکر ہو گئے کہ شر اور اسکی ضد یعنی خیر کا فاعل
ایک ہی ہو بلکہ ہر ایک کا فاعل جدا جدا ہے دیکھو جیسا کہ برف کا گرمی پہنچانا محال ہے اسی طرح آگ
کا سردی پہنچانا ناممکن ہے اس سے ہم کو ثابت ہو گیا کہ اس عالم کے صانع قدیم دو ہیں ظلمت اور نور

مباحثہ با مجوس

جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم نے سیاہی سفیدی سرخی زردی سبزی نلاہٹ کو نہیں دیکھا کہ یہ سب باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں اسلئے کہ ان میں سے کوئی سی دو کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے جس طرح گرمی اور سردی ایک دوسری کی ضد ہیں کیونکہ وہ دونو ایک مقام میں جمع نہیں ہوسکتیں مجوس نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہی ہے حضرتؑ نے فرمایا تو پھر تم نے ہر ایک رنگ کے لئے ایک ایک صانع قدیم کیوں نہ قرار دیا تاکہ ان رنگوں میں سے ہر رنگ کا فاعل اسکے مخالف رنگ کے فاعل کے سوا ہوتا یہ سنکر وہ خاموش رہ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے بعد ازاں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ نور اور ظلمت میں باہم اختلاط (ملاپ) کیونکر ہوگیا حالانکہ نور بالطبع صعود کو چاہتا ہے اور ظلمت نزول کو دیکھو اگر ایک شخص مشرق کو جائے اور دوسرا مغرب کو کیا وہ چلتے چلتے کبھی آپسمیں ملیں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ نور اور ظلمت بھی کبھی آپسمیں نہ ملیں گے کیونکہ ان دونو کی چال مختلف سمتوں میں ہے اب تم بتاؤ کہ یہ عالم ایسی دو مختلف چیزوں سے جن کا آپسمیں ملنا محال ہے ملکر کیونکر بن گیا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ دونو مدبر عالم خدا کی مخلوق ہیں تب انہوں نے عرض کی کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرینگے +

بعد ازاں حضرتؑ نے عرب کے مشرکوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم اللہ کے سوا بتوں کی کس لئے پرستش کرتے ہو انہوں نے عرض کی کہ ہم انکی پرستش کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں فرمایا کیا وہ (تمہاری عبادت کو) سنتے اور اپنے پروردگار کی اطاعت و عبادت کرتے ہیں جو تم انکی تعظیم سے قرب خدا حاصل کرتے ہو انہوں نے عرض کی کہ یہ صفات تو ان میں موجود نہیں فرمایا تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر انکو بنایا ہے اب اگر وہ (بت) تمہاری عبادت کرتے (بشرطیکہ فعل عبادت کا صادر ہونا ان سے ممکن بھی ہوتا) تو یہ زیادہ تر مناسب تھا بہ نسبت اسکے کہ تم انکی پرستش کرتے ہو کیا تم کو انکی تعظیم و تکریم کرنے کا اس ذات باریتعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ جو تمہاری مصلحتوں اور انجاموں کو جانتا پہچانتا ہے اور جس امر کا تم کو مکلف بنانا چاہتا ہے حکمت کے ساتھ اسکی تمکو تکلیف دیتا ہے حضرتؑ کی یہ تقریر سنکر ان میں باہم اختلاف پڑگیا بعض تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے

تفسیر امام حسن عسکریؑ

مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جنکی صورتیں ایسی ہی تھیں اسلیئے ہم ان صورتوں کی تعظیم
کرنیکے لئے جن میں ہمارے پروردگار نے حلول کیا تھا ان بتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور بعض یوں
کہنے لگے کہ یہ ان لوگوں کی صورتیں ہیں جو زمانہ گزشتہ میں تھے اور وہ خدا کی اطاعت کرتے تھے
اسلیئے ہمنے انہی کی سی صورتوں کے بت بنائے اور اللہ کی تعظیم کے لئے انکی عبادت کرتے ہیں
اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ
کرو ہم فرشتوں کی نسبت آدمؑ کو سجدہ کرنیکے زیادہ تر سزاوار تھے چونکہ وہ موقع تو ہمارے
ہاتھ سے نکل گیا اسلیئے ہمنے اسکی صورت بنالی ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنیکے لئے اس صورت
کو سجدہ کرتے ہیں جس طرح فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کرکے قرب خدا حاصل کیا اور جس طرح
تم کو تمہارے گمان میں مکہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور تم لے اسکی تعمیل کی بعد ازاں تمنے
اپنے ہاتھ سے اس شہر کے سوا اور مقامات میں محرابیں قائم کرکے انکی طرف سجدہ کیا اور کعبہ
ارادہ کیا نہ کہ ان محرابوں کا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرنے میں بھی تمہارا قصد اللہ تعالیٰ کی طرف
ہوتا ہے نہ کہ کعبہ کی طرف حضرتؑ نے فرمایا کہ تم لوگ رستہ بھول گئے اور گمراہ ہوگئے بعد ازاں
حضرتؑ نے پہلے اس فریق کی طرف خطاب کیا جو اس بات کے قائل تھے کہ اللہ نے ان مردوں
کی صورتوں میں حلول کیا تھا جو کہ ان صورتوں کے تھے اور فرمایا کہ تم نے اپنے پروردگار کو مخلوق
کی صفات سے موصوف کیا کیا تمہارا پروردگار کسی شے میں حلول کرتا ہے یہانتک کہ وہ شے
اسکو گھیر لیتی ہے پھر اسمیں اور باقی اور چیزوں میں جو اس چیز میں حلول کرتی ہیں (مثلاً
اس کا رنگ ذائقہ۔ بو۔ نرمی سختی بوجھ اور ہلکاپن) کیا فرق ہوا اور محلول فیہ یعنی جس چیز
میں خدا نے حلول کیا ہے وہ حادث کیوں ہوئی اور خدا قدیم کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہ ہوا
کہ محلول فیہ قدیم ہوتی اور حال (حلول کرنیوالا) حادث ہوتا حالانکہ وہ باری تعالےٰ
ہمیشہ سے موجود ہے جبکہ تم نے صفت حلول کو اس میں قرار دیکر اسکو محدثات کی صفات
سے موصوف کیا تو تم پر لازم ہوا کہ اسکو صفت زوال سے بھی موصوف کرو اور جس چیز کو

تم حدوث اور زوال کی صفت سے موصوف کرتے ہو اسکو فنا کی صفت سے بھی موصوف کرو یعنی اسکو فانی
بھی کہو کیونکہ یہ سب حال اور محلول فیہ کی صفات ہیں اور یہ سب صفات متغیر الذات یعنی ذات
میں تغیر کرنیوالی ہیں اور اگر اس باریتعالی کی ذات کسی شے میں حلول کرنے سے متغیر نہیں ہوتی
تو ممکن ہے کہ متحرک اور ساکن اور سیاہ اور سفید اور سرخ اور زرد ہونے سے بھی متغیر نہ ہو اور اسمیں
سب صفتیں حلول کریں جو یکے بعد دیگرے اپنے موصوف میں حلول کیا کرتی ہیں یہانتک کہ
اسمیں محدثین (حادث ہونیوالوں) کی سب صفات موجود ہو جائیں اور وہ حادث ہو جائے اور
اللہ تعالی ان تمام صفات سے بزرگ و برتر ہے بعد ازاں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا
یہ گمان کہ اللہ تعالی کسی شے میں حلول کرتا ہے باطل ہوا تو تمہارا دعوی بھی فاسد ٹھیرا یہ
ارشاد حضرتؑ کا سنکر وہ لوگ چپ ہو گئے اور بولے کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرینگے ؛

اسکے بعد آنحضرتؐ نے دوسرے فریق سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ہم کو یہ بتاؤ کہ جب تم خدا کے
عبادت کرنیوالوں کی صورتوں کی پرستش کرتے ہو اور انکو سجدہ کرتے ہو اور نماز پڑھتے ہو
اور اپنے بزرگ چہروں کو انکو سجدہ کرنیکی غرض سے خاک پر دھرتے ہو تو تم پروردگار عالمین کے
واسطے کونسی چیز باقی رکھتے ہو اور یہ بات تم کو معلوم ہی ہے کہ جسکی تعظیم اور عبادت لازم ہو
وہ اس امر کا مستحق ہے کہ اسکو اسکے بندے کے برابر نہ کیا جائے دیکھو جب کسی عظیم الشان بادشاہ
کی تعظیم اور خشوع و خضوع اسکے کسی غلام کے برابر کیجائے تو اسمیں اس بادشاہ کی حقارت ہوگی یا ایسا کرنے میں
جسقدر چھوٹے کی تعظیم میں زیادتی کیجائیگی اسی قدر بڑے کی شان میں کمی ہوگی انہوں نے عرض کی کہ ہاں
بیشک ایسا ہی ہوگا فرمایا تو کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم جسطرح سے خدا کے فرمانبردار اور مطیع بندوں
کی تعظیم کرتے ہو اسی طرح سے خدا کی تعظیم بجا لاتے ہو تو تم خدا کی بے عزتی کرتے ہو حضرتؑ کے اس کلام کا جواب
کچھ ان سے نہ بن پڑا فقط اتنا کہا کہ ہم اس معاملہ میں غور کرینگے ؛

پھر حضرتؑ نے فریق سوم سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور ہم کو اپنے
مشابہ بتلایا حالانکہ ہم تم اس معاملے میں یکساں نہیں ہیں ہم خدا کے بندے اور اسکی مخلوق ہیں

اور اس نے ہم کو پرورش کیا ہے ہم کو چاہیے کہ جس کام کے کرنے کا وہ ہم کو حکم دے اسکو بجا لائیں اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہیں اور جس طریق پر وہ ہم سے اپنی عبادت کرانا چاہے اسی طرح سے اسکی عبادت کریں جب وہ ہم کو کسی قسم کا حکم دے اس میں اسکی اطاعت کریں اور اسکے سوا اور طریق کو اختیار نہ کریں جس کا اس نے ہم کو حکم نہیں دیا اور اسکے کرنیکی اجازت نہیں دی کیونکہ ہم کو کیا معلوم ہے کہ شاید وہ پہلا ہی کام ہم سے کرانا چاہتا ہو اور دوسرے کو ناپسند کرتا ہو اور اس نے ہم کو اپنے سامنے پیش قدمی کرنے سے منع کیا ہے جبکہ اس نے ہم کو کعبہ کی طرف منہ کرنیکا حکم دیا تو ہم نے اسکی اطاعت کی بعد ازاں امر فرمایا کہ جن شہروں میں تم ہوا کرو وہیں سے اسکی طرف منہ کرکے عبادت کرلیا کرو ہم نے اس حکم میں بھی اسکی اطاعت کی اسلئے ہم کسی حالت میں اسکی فرمانبرداری سے باہر نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جبکہ تم کو آدمؑ کے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اسکی صورت کو (جیسے آج تم سجدہ کرتے ہو) جو اسکے سوا اور ایک غیر چیز ہے سجدہ کرنیکا امر نہیں فرمایا تھا اسلئے تم کو مناسب نہیں ہے کہ تم اُسکو اس پر قیاس کرلو کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب تم وہ کام کرو جس کے لئے تم کو اس نے حکم نہیں دیا۔ شاید اسکو ناپسند ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دن تم کو اپنے گھر میں داخل ہونیکی اجازت دے تو کیا اسکے بعد پھر کبھی اسکی اجازت کے بغیر تم کو اسکے گھر میں داخل ہونیکا اختیار ہوگا؟ یا اسکے کسی اور گھر میں اسکی اجازت بغیر داخل ہو سکتے ہو یا یہ کہ کوئی شخص اپنا ایک کپڑا یا ایک غلام یا ایک سواری تم کو بخش دے اب تم کو اسی کے لینے کا اختیار رہوگا؟ یا یہ کہ اگر اس چیز کو نہ لو تو ویسی ہی دوسری چیز کو لے لو؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں کیونکہ اس نے جس طرح اول چیز کے لینے کی ہم کو اجازت دی ہے دوسری کے لئے نہیں دی۔ فرمایا اب تم یہ بتاؤ کہ آیا اللہ تعالیٰ زیادہ تر اس بات کا مستحق اور سزاوار ہے کہ اسکی سلطنت میں اسکی اجازت بغیر پیش قدمی نہ کیجائے یا اسکے بعض بندے جنکی بابت ابھی تم اقرار کرچکے ہو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ زیادہ تر اس بات کا مستحق ہے کہ اسکے

ملک میں اسکی اجازت کے بغیر تصرف نہ کیا جائے فرمایا تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا اور اس نے کب تم کو حکم دیا ہے کہ ان صورتوں کے ذریعے میری عبادت کرو اس بات کا وہ کچھ جواب دے سکے اور یہ کہکر خاموش ہوگئے کہ ہم اپنے معاملے میں غور کرینگے ٭

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے کہ ان لوگوں کو تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ سب کے سب حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہوگئے اور یہ کل پچیس آدمی تھے ہر فرقہ کے پانچ پانچ نفر تھے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم نے تیری حجت کی مانند کہیں کسی کی حجت نہیں دیکھی ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو خدا کا پیغمبر ہے ٭

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ آیہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (یعنی تمام تعریفیں اسی خدا کے واسطے سزاوار ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ظلمات (اندھیرے) اور نور (روشنی) کو خلق کیا ہے پھر جو لوگ کہ کافر ہوگئے ہیں غیر خدا یعنی بتوں کو اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں) میں مذکورہ بالا پانچ فرقوں میں سے تین فرقوں کی تردید ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں تو دہریہ کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ موجودات عالم قدیم ہیں ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور انکی کوئی ابتدا نہیں ہے اور جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ میں مجوس کی تردید کی گئی ہے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دو نو مدبر عالم ہیں اور ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ میں مشرکان عرب کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ ہمارے بت ہمارے معبود ہیں۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں جو غیر خدا کو خدا کا مقابل یا اس کا مثل قرار دیتے تھے سورۂ توحید نازل کی اور فرمایا اے محمدؐ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ تو کہدے وہ خدا ایک ہے وہ خدا بے نیاز ہے اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ وہ

(حاشیہ: ۱ ؎ پارہ ۷ سورۂ انعام شروع)

کسی سے جنا یا گیا ہے اور کوئی اس کا ہمسر اور ہم رتبہ نہیں ہے +

بعد ازاں حضرتؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہو اِیَّاكَ نَعْبُدُ یعنی ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور دہریہ کی طرح اسباب کے قائل نہیں ہیں کہ عالم قدیم ہے اور اسکی کوئی ابتدا نہیں ہے اور ہمیشہ سے اسی طرح چلا آیا ہے اور نہ مجوس کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ظلمت اور نور دو مدبر عالم ہیں اور نہ مشرکانِ عرب کی طرح بتوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں ہم کسی کو تیرے ساتھ شریک نہیں کرتے اور نہ ان کافروں کی طرح تیرے سوا اور کسی کو خدا کہتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کی طرح کسی کو تیرا بیٹا بناتے ہیں تو اس بات سے بزرگ و برتر ہے +

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ ذیل کا بھی یہی مطلب ہے وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى یعنی یہودیوں نے کہا کہ یہودی ہی جنت میں جائیں گے اور نصاریٰ نے کہا کہ صرف ہم ہی جنت میں داخل ہونگے اور انکے سوا اور کافروں نے اسی طرح اپنے اپنے اقوال بیان کئے (کہ ہم ہی جنت میں جائینگے) اب خدا فرماتا ہے اے محمدؐ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ انکی آرزوئیں ہیں جن کی وہ بے حجت و برہان تمنا کرتے ہیں قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی دلیل بیان کرو جس طرح محمدؐ نے اپنی دلیلیں بیان کی ہیں جو تم نے سنیں بعد ازاں فرماتا ہے بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ ہاں بیشک وہ شخص جنت میں داخل ہوگا جو اپنی ذات کو خاص خدا کا مطیع کرے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا ہے کہ محمدؐ کی دلائل و براہین کو سنکر ایمان لے آئے وَهُوَ مُحْسِنٌ حالانکہ وہ اپنے اعمال خاص خدا کے لئے بجا لا کر نیکی کرنیوالا ہو فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ پس اسکو معاملات کے فیصل ہونے کے دن یعنی قیامت کے روز اپنے پروردگار کی طرف سے اسکا ثواب ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا ڈر نہوگا جبکہ کفار عذاب و عقاب کو مشاہدہ کرکے خائف و ترساں ہونگے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور مرتے وقت انکو کسی قسم کا حزن و ملال لاحق نہوگا کیونکہ اسوقت انکو جنت کی خوشخبری دیجائیگی +

قولہ عزوجل وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصَارٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ ؕ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ ترجمہ اور یہودیوں نے کہا کہ نصارٰے کسی دین پر نہیں ہیں اور نصارٰے نے کہا کہ یہودی کسی دین پر نہیں حالانکہ وہ دونو کتاب توریت و انجیل کو پڑھتے ہیں ایسا ہی انکی طرح ان لوگوں نے کہا ہے جو حق کو نہیں جانتے ہیں پس خدا قیامت کے دن ان میں حکم کریگا جس بات میں کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ کہ یہودیوں نے کہا کہ نصارٰے کے مذہب کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ ان کا دین باطل ہے اور وہ کافر ہیں وَقَالَتِ النَّصَارٰی لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ اور نصارٰے کہتے ہیں کہ یہودیوں کے مذہب کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ انکا دین باطل ہے اور وہ کافر ہیں وَهُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ حالانکہ یہ اور وہ دونو بلا حجت و دلیل تقلید کرتے ہیں اور کتاب خدا کو پڑھتے ہیں مگر اس میں تامل و غور نہیں کرتے تاکہ جس چیز کو وہ واجب ٹھہراتی ہے اسپر عمل کریں اور گمراہی اور ضلالت سے نجات پائیں بعد ازاں فرماتا ہے کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح ان لوگوں نے جو حق کو نہیں جانتے اور حکم خدا کے موافق انہوں نے اس میں غور نہیں کیا ہے یہود و نصارٰے کی طرح ایک دوسرے کو کافر اور اہل باطل کہا فَاللّٰهُ یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ پس خدا ان کے درمیان قیامت کے دن اس باب میں حکم کریگا جس میں وہ دنیا میں باہم اختلاف رکھتے ہیں اور انکی گمراہی اور فسق و فجور کو ظاہر کریگا اور ہر ایک کو اسکے استحقاق کے موافق بدلا دیگا +

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اس آیت کی شان نزول میں فرمایا ہے کہ یہ آیت اسلئے نازل ہوئی ہے کہ چند یہودی اور چند نصارٰے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ

اے محمدؐ ہمارا فیصلہ کرو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اپنا مقدمہ میرے روبرو بیان کرو تب یہودیوں نے
کہا کہ ہم خدائے واحد وحکیم پر اور اسکے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور نصارے کسی دین اور حق
پر نہیں ہیں پھر نصارے نے بیان کیا کہ ان کا قول درست نہیں ہے بلکہ ہم خدائے واحد وحکیم اور
اسکے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ یہودی کسی دین اور حق پر نہیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ
تم سب کے سب خطاکار اور جھوٹے اور خدا کے دین اور اسکے حکم سے باہر ہو یہ سنکر یہودیوں نے
عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہوئے حالانکہ توریت جو کتاب خدا ہے ہمارے پاس موجود ہے اور ہم اسکی
تلاوت کرتے ہیں اور نصارے نے عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہیں حالانکہ ہمارے پاس انجیل جو کتاب
خدا ہے موجود ہے اور ہم اسکو پڑھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہود و نصارے تم نے کتاب خدا کی
مخالفت کی ہے اور اسپر عمل نہیں کیا اگر تم اسپر عامل ہوتے تو بے دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ کہتے کیونکہ
خدا کی نازل کی ہوئی کتابیں کوردلی سے شفا دیتی ہیں اور گمراہی کو صاف ظاہر کر دیتی ہیں اور
ان پر عمل کرنیوالوں کو راہ راست کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور جب تم کتاب خدا پر عمل نہیں کرتے
ہو تو وہ تم پر باعث وبال ہے اور جب تم خدا کی حجتوں کی پیروی نہیں کرتے تو خدا کے نافرمان
بن گئے اور عتاب و عقاب الہی کے سزاوار ہو گئے بعد ازاں حضرتؐ یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ اے یہود یوامر خدا کی خلاف ورزی اور اسکی کتاب کی مخالفت سے پرہیز کرو ایسا نہو کہ
تم پر بھی اسکے باعث تمہارے گزشتہ بزرگوں کی طرح عذاب خدا نازل ہو جنکے بارے میں خدا
فرماتا ہے فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پس جن لوگوں نے کہ اپنے نفسوں
پر ظلم کیا انہوں نے اس قول کو جسکے کہنے کا انکو حکم دیا گیا تھا دوسرے قول سے بدل ڈالا فَأَنزَلْنَا
عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ تب ہم نے ان لوگوں پر
کہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا انکے فسق و فجور کے باعث عذاب طاعون کو آسمان سے نازل
کیا کہ ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس عارضہ سے ہلاک ہو گئے بعد ازاں پھر انکو اس عذاب
نے گھیرا اسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مرے اور انہوں نے یہ خلاف ورزی کی تھی کہ جب وہ شہر

پارہ الم
سورہ بقر
ع ۶

کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بہت بلند ہے تب وہ کہنے لگے کہ ہم کو اس میں داخل ہوتے وقت رکوع کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ دروازہ بہت چھوٹا ہوگا اسلئے ہم کو وہاں رکوع کرنا ضروری ہوگا یہ دروازہ تو بہت بلند ہے اور حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ بن نون کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ لوگ ہم سے کب تک مسخراپن کرتے اور مہمل باتوں میں ہم سے سجدہ کراتے رہینگے اور اپنی پیٹھیں دروازے کی طرف کرلیں اور حطۃ کہنے کی بجائے جس کا انکو حکم دیا گیا تھا ھطاً سمقاناً کہا جس کے معنی گندم سرخ کے ہیں یہ تبدیلی تمہارے بزرگوں نے کی تھی +

اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان بنی اسرائیل کیلئے باب حطہ نصب کیا گیا تھا اے امت محمدی تمہارا باب حطہ اہل بیت محمدؐ ہیں اور تم کو حکم دیا گیا ہے کہ انکی ہدایت کی متابعت کرو اور انکے طریق کو اپنے اوپر لازم کرلو تاکہ اس عمل سے تمہاری خطائیں اور گناہ معاف کئے جائیں اور نیکوں کی نیکی میں زیادتی ہو اور تمہارا باب حطہ بنی اسرائیل کے باب حطہ سے افضل ہے کیونکہ وہ لکڑی کا دروازہ تھا اور ہم ناطق اور صادق اور قائم ہونے والے اور ہدایت کرنیوالے اور صاحبان فضیلت ہیں چنانچہ رسولخدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان کے ستارے غرق ہونے سے نجات پانے کا ذریعہ ہیں اور میری اہل بیتؑ میری امت کیلئے دین میں گمراہ ہونے سے بچنے کا باعث ہیں وہ زمین میں کبھی ہلاک نہونگے جبتک انکے درمیان میری اہلبیتؑ میں سے کوئی ایسا شخص موجود رہیگا جسکی ہدایت اور طریقوں کی وہ لوگ پیروی کرینگے اور نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اسکی زندگی میری دنیاوی زندگی کی مانند ہو اور اسکی موت مثل میری موت کے ہو اور جنت عدن میں ساکن ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس درخت میں ہاتھ مارے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے لگایا ہے اور اسکو فرمایا ہے کُن یعنی ہو جا پس وہ ہو گیا ہے اسکو چاہیے کہ علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت کو اختیار کرے اور اسکی امامت کا اقرار کرے اور اسکے دوست کو دوست رکھے اور اسکے دشمن کو دشمن رکھے اور اسکے بعد اسکے فرزندوں (ذریت) کی (جو صاحبان فضیلت اور مطیعان پروردگار ہیں) ولایت کو اختیار کرے کیونکہ وہ میری طینت سے

باب حطۂ بنی اسرائیل

پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے میرا علم وفہم انکو روزی کیا ہے پس وائے ہو میری امت کے ان لوگوں پر جو انکی فضیلت کی تکذیب کریں اور میرے پیوند کو ان سے قطع کریں اور انکی نافرمانی کریں خدا میری شفاعت انکو نصیب نہ کرے +

اور جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ جس طرح بعض بنی اسرائیل اطاعت کرنیکے سبب سے معزز و مکرم ہوئے اور بعض نافرمانی کی وجہ سے عذاب خدا میں گرفتار ہوئے اسی طرح تمہارا حال بھی ہوگا اصحاب نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ وہ نافرمانبردار لوگ کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جنکو ہم اہلبیتؑ کی تعظیم کرنے اور ہمارے حقوق کو بزرگ جاننے کا حکم ہوا پس انہوں نے اسکے خلاف کیا اور نافرمانی کی اور ہمارے حق کا انکار کیا اور اسکو خفیف اور سبک سمجھا اور اولاد رسولؐ کو جنکی تعظیم کرنے اور ان سے محبت کرنے کا انکو حکم دیا گیا تھا قتل کیا ہوگا صحابہ نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کیا ایسا بھی وقوع میں آئیگا فرمایا ہاں یہ خبر سچ ہے اور یہ امر شدنی ہے عنقریب یہ لوگ میرے دونو فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کرینگے بعد ازاں فرمایا کہ ان ظالموں میں سے اکثروں کو بہت جلد دنیا ہی میں اس شخص کی تلواروں کا عذاب لاحق ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ انکے فسق وفجور کا انتقام لینے کے لئے ان پر مسلط کریگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر دنیا ہی میں عذاب نازل ہوا تھا اصحاب نے عرض کی وہ کون شخص ہوگا فرمایا بنی ثقیف میں سے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام مختار ابن ابو عبیدہ ہوگا +

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ جناب امیرؑ کے خبر دینے کے کچھ عرصہ بعد وقوع میں آیا اور کسی شخص نے جناب امام زین العابدین کی زبانی حجاج ابن یوسف علیہ لعاین اللہ کو یہ خبر پہنچائی وہ ملعون بولا کہ رسولخدا نے تو یہ کہا ہی نہیں اور علیؑ ابن ابیطالب نے جو خبریں رسولخدا کی طرف سے بیان کی ہیں مجھے ان میں شک ہے اور علیؑ بن حسینؑ ایک معزور لڑکا ہے وہ جھوٹی باتیں بنایا کرتا ہے اور اسکے پیروان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں تم جاکر مختارؓ کو میرے پاس بلا لاؤ جب وہ حسب الطلب گرفتار ہو کر سامنے آیا تو حکم دیا کہ اسکو فرش چرمیں (نطع) پر بیجا کر قتل کر ڈالو آخر کار اس ملعون کے حکم سے فرش بچھا کر مختارؓ کو اس پر بٹھایا مگر غلام ادھر

جناب امیرؑ کا قتل حسینؑ کی خبر دینا

جناب امیرؑ کا قاتلان حسینؑ پر مختار کے مسلط ہونے کی خبر دینا

حجاج کا مختار کے قتل کا ارادہ کرنا اور اس کا محفوظ رہنا

ادھر پھرتے تھے اور تلوار کوئی نہ لاتا تھا حجاج نے ان سے کہا تم کو کیا ہو گیا قتل کیوں نہیں کرتے وہ بولے خزانہ کی کنجی گم ہو گئی اور ملتی نہیں اور تلوار خزانہ میں ہے مختارؓ نے کہا کہ اے حجاج تو ہرگز مجھ کو قتل نہ کرسکیگا اور رسول خدا کا قول ہرگز جھوٹا نہوگا اور اگر تو مجھے قتل بھی کردیگا تو اللہ تعالیٰ پھر مجھ کو زندہ کریگا تاکہ میں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں تب حجاج نے اپنے ایک حاجب کو حکم دیا کہ اپنی تلوار جلاد کو دیدے تاکہ وہ اس سے مختار کو قتل کرے الغرض جلاد اس حاجب کی تلوار لیکر مختار کو قتل کرنیکے ارادہ سے آیا اور حجاج اسکو اکساتا تھا اور جلدی کر رہا تھا اسی اثنامیں کہ وہ مختار کے قتل کی تدبیر کر رہا تھا ناگاہ اسکو اونگھ آگئی اور تلوار جو اسکے ہاتھ میں تھی اسی کے پیٹ میں لگی اور پیٹ شق ہو کر مرگیا بعدازاں اس ملعون نے دوسرے جلاد کو طلب کیا اور تلوار اسکے حوالے کی جب اس نے تلوار کو مختار کی گردن پر مارنے کے لئے بلند کیا تو اسکو ایک بچھو نے ڈنک مارا اور وہ گر کر مرگیا جب لوگوں نے ادھر اُدھر جستجو کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچھو ہے انہوں نے بچھو کو مار ڈالا اسوقت پھر مختار نے حجاج سے کہا کہ تو میرے قتل کرنے پر قادر نہ ہوسکے گا دادے ہو تجھ پر تو نزار ابن معد ابن عدنان کے قول سے عبرت حاصل نہیں کرتا جو اس نے شاپور ذوالاکتاف سے کہا تھا جبکہ وہ اہل عرب کو قتل کرتا تھا اور انکی بیخ کنی کر رہا تھا اسوقت نزار نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایک زنبیل میں ڈالکر شاپور کے رستہ میں رکھدو آخرکار جب شاپور نے اسکو دیکھا تو پوچھا کہ تو کون ہے نزار نے جواب دیا میں ایک مرد عرب ہوں تجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تو اہل عرب کو بے قصور کیوں قتل کرتا ہے اور جو لوگ سرکش تھے اور تیری سلطنت میں فساد برپا کرتے تھے انکو تو قتل کر ہی چکا ہے اب اس ناحق خونریزی کا کیا باعث ہے شاپور نے جواب دیا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان میں ایک شخص محمدؐ نامی پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوے کریگا اور سلاطین عجم کی سلطنت اسکے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہوگی اسلئے میں انکو قتل کرتا ہوں تاکہ ان میں وہ شخص پیدا نہو نزار نے کہا کہ اگر یہ بات تو نے جھوٹوں کی کتابوں میں لکھی دیکھی ہے تو جھوٹے

لوگوں کے کہنے سے بے خطا لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہے اور اگر یہ سچے لوگوں کا قول ہے تو اللہ
تعالیٰ ضرور اس اصل کی حفاظت کریگا جس سے وہ شخص پیدا ہوگا اور تو ہرگز اسکے باطل کرنے
پر قادر نہیں ہوسکے گا اور اس کا حکم جاری ہوگا اور وہی ہوکر رہیگا اگرچہ عرب میں ایک ہی
شخص باقی رہجائے نزا کی یہ لاجواب تقریر سنکر شاپور نے کہا کہ اس نزار (جو فارسی میں مہزول
یعنی لاغر کے معنی میں ہے) نے سچ کہا اہل عرب کے قتل کرنے سے ہاتھ ہٹا لو اسکے حکم سے اہل لشکر انکے
قتل سے باز رہے بعد ازاں مختار نے کہا اے حجاج اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ میں تم میں سے تین لاکھ
تراسی ہزار آدمی کو قتل کروں اب تیرا جی چاہے میرے قتل کا ارادہ کر اور چاہے نہ کر یا تو اللہ
تعالیٰ تجھ کو میرے قتل سے باز رکھیگا یا اسکے بعد پھر مجھ کو زندہ کریگا کیونکہ رسولخدا کا قول
سچا ہے اسمیں کسی طرح کا شک نہیں اس ملعون نے جلاد سے کہا کہ اسکو قتل کر مختار نے کہا کہ یہ
ہرگز مجھ کو قتل نہ کرسکے گا میں چاہتا ہوں کہ جس کام کے کرنے کا تو اسکو حکم دیتا ہے تو خود ہی کر
اور تیرے اوپر ایک سانپ مسلط ہو جیسے اس شخص پر بچھو مسلط ہوا تھا الغرض وہ جلاد
مختار کی گردن پر تلوار مارنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ یکایک عبدالملکؑ ابن مروانؑ کا ایک
خواص وہاں آیا اور آتے ہی جلاد کو چیخ کر پکارا کہ وائے ہو تجھ پر اپنی تلوار کو اسکی گردن
سے ہٹالے اس شخص کے پاس عبدالملک ابن مروان کی چٹھی تھی جو حجاج ملعون کے نام تھی جس کا
مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج ابن یوسف میرے پاس ایک پرند
ایک چٹھی لیکر آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کیا ہے اور اس خیال سے تو اسکو
قتل کرنا چاہتا ہے کہ تو نے سنا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ وہ بنی امیہ کے اعوان و انصار میں سے
تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کرے گا جب میری یہ چٹھی تیرے پاس پہنچے اسی وقت
اسکو چھوڑ دے اور نیکی کے سوا اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید ابن
عبدالملک بن مروان کی دایہ کا شوہر ہے اور جو روایت کہ تو نے سنی ہے اگر وہ جھوٹی ہے تو
جھوٹی خبر سے ایک مسلمان مرد کا قتل کرنا کیا معنی اور اگر سچ ہے تو تو رسولخدا کے قول کو

ہرگز نہ جھٹلا سکے گا آخر کار حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا اور وہ چھوٹتے ہی کہنے لگا میں عنقریب ایسا کرونگا اور فلاں وقت خروج کرونگا اور اتنے آدمیوں کو قتل کرونگا اور یہ لوگ یعنی بنی امیہ ذلیل و حقیر ہونگے جب حجاج کو یہ خبر پہنچی تو پھر پکڑوا منگایا اور گردن مارنے کا ارادہ کیا مختار نے کہا تو ہرگز اس امر پر قدرت نہ پا سکے گا حکم خداوند متعال کی تردید پر مت آمادہ ہو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک پرندہ عبد الملک ابن مروان کی چٹھی لیکر آن پہنچا اس میں یہ مضمون درج تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد اے حجاج مختار سے کچھ تعرض نہ کر۔ کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید کی انا کا شوہر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو تو اسکے قتل کرنے سے منع کیا جائیگا جیسے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے قتل کرنیکے لئے مقرر کیا تھا الغرض حجاج نے اسکو چھوڑ دیا اور بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ خبردار پھر کبھی اس قسم کی باتیں نہ کرنا مگر مختار نے چھوٹتے ہی وہی باتیں کرنی شروع کردیں جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اسکو طلب کیا مگر وہ کہیں پوشیدہ ہوگیا اور ایک مدت تک چھپا رہا آخر کار پکڑا گیا جب اس نے مختار کے قتل کا ارادہ کیا تو پہلی طرح سے پھر عبد الملک کی چٹھی پہنچی تب اس نے مختار کو قید کردیا اور عبد الملک کو ایک عرضی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ تو ایسے کھلم کھلا دشمن کو کیونکر اپنا سمجھتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ میں بنی امیہ کے اعوان و انصار میں سے اس قدر آدمیوں کو قتل کرونگا۔ عبد الملک نے اسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ اے حجاج تو ایک جاہل آدمی ہے اگر یہ خبر جھوٹی ہے تو ہم کو اسکی زوجہ کے حق کی وجہ سے جس نے ہماری خدمت کی ہے اسکے حق کی رعایت ضروری ہے اور اگر یہ بات سچ ہے تو ہم عنقریب دیکھیں گے کہ وہ ہم پر مسلط ہوگا جس طرح فرعون نے موسیٰؑ کی پرورش کی اور وہی اس پر مسلط ہوا القصہ حجاج نے مختار کو اسکے پاس بھیجدیا بعد ازاں مختار کا معاملہ جو کچھ ہوا سو ہوا اور جس جس کو قتل کیا سو کیا +

امام زین العابدینؑ کے اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت جناب امیر المومنین علیہ السلام نے

مختار کے معاملہ کا ذکر تو فرمایا مگر یہ نہ فرمایا کہ یہ واقعہ کب ظہور میں آئیگا اور وہ کس کس کو قتل
کریگا حضرتؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے سچ فرمایا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس واقعہ کے
وقت وقوع سے مطلع کروں اصحابؑ نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ارشاد فرمائیے فرمایا کہ فلاں
روز (اور یہ بات جس روز حضرتؑ نے ان لوگوں سے فرمائی تھی اسکے تیسرے برس کے آخری روز
یہ واقعہ ہوا) اور فلاں دن عبداللہ ابن زیاد اور شمر ابن ذوالجوشن علیہما اللعن والعذاب
کے سر ہمارے پاس آئینگے اور اسوقت ہم کھانا کھاتے ہونگے اور انکی طرف دیکھینگے الغرض
جب وہ دن آیا جسکی بابت حضرتؑ نے خبر دی تھی کہ اس روز مختار بنی امیہ کو قتل کریگا تو امام
زین العابدین اپنے اصحاب سمیت دسترخوان پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ناگاہ آپنے فرمایا اے
بھائیو اپنے دلوں کو خوش کرو اور کھانا کھاؤ تم تو کھانا کھا رہے ہو اور ظالمان بنی امیہ قتل
ہو رہے ہیں اصحابؑ نے عرض کی کہ کہاں فرمایا فلاں مقام پر مختار انکو قتل کر رہا ہے اور فلاں
روز وہ دونو سر ہمارے پاس لائینگے جب وہ دن آیا تو حضرتؑ نماز سے فارغ ہو کر دسترخوان پر
بیٹھنے لگے تھے کہ یکایک وہ دونو سر پہنچے جب حضرت کی نظر ان سروں پر پڑی تو جھٹ سجدہ
میں گئے اور فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے سے پہلے مجھ کو انہیں دکھایا پھر کھانا تناول
کرنا شروع کیا اور انکی طرف دیکھتے جاتے تھے اور جب حلوا کھانے کا وقت آیا تو خدمتگار
حلوا نہ لائے کیونکہ ان سروں کی خبر پانے کے سبب انکو اسکے تیار کرنیکی فرصت نہ ملی تھی حضرتؑ
کے مصاحبوں نے عرض کی کہ آج حلوا نہیں آیا فرمایا ان سروں کی طرف نظر کرنے سے زیادہ تر
شیریں کسی حلوے کی ہم کو خواہش نہیں ہے بعد ازاں حضرتؑ نے جناب امیرؑ کے قول کی طرف
رجوع کی کہ اس وصی رسولؐ مختار نے فرمایا ہے کہ جو عذاب کافروں اور فاسقوں کے لئے
خدا کے پاس مہیا کیا گیا ہے وہ بہت بڑا اور زیادہ تر دیرپا ہے اسکے بعد جناب امیرؑ نے
ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے فرمانبرداروں کیلئے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وہ انکی نیکیوں کو زیادہ
کرتا ہے اصحابؑ نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ تمہارے مطیع و فرمانبردار کون لوگ ہیں فرمایا وہ لوگ

جو اپنے پروردگار کو واحد جانتے ہیں اور ان صفات سے اسکو موصوف کرتے ہیں جو اسکے لایق ہیں اور اسکے پیغمبر محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے فرائض کے ادا کرنے اور محرمات کے ترک کرنے میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے وقتوں کو ذکر خدا کرنے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں صرف کرتے ہیں اور حرص اور بخیلی کو اپنے نفسوں سے دور کرتے ہیں اور زکوۃ کو جو ان پر فرض کی گئی ہے ادا کرتے ہیں اور اسکو روکتے نہیں +

قولہ عزوجل وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ترجمہ

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون شخص ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور انکے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے ایسے لوگوں کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ ان مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے (حکم وعدل خدا سے) ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور خواری ہے اور آخرت میں انکو عذاب عظیم دیا جائیگا +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مکہ میں مبعوث کیا اور حضرتؐ نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا اور آپ کا کلمہ وہاں پھیل گیا اور حضرتؐ نے بت پرستی کے سبب ان لوگوں کے دینوں کو عیب لگایا اور ان مشرکوں نے حضرتؐ پر ہجوم کیا اور آپکی معاشرت کو برا سمجھا اور حضرتؐ کے نیک اصحاب اور شیعوں اور علیؑ ابن ابیطالب کے شیعوں نے جو مسجدیں صحن کعبہ میں بنائی تھیں جن میں بیٹھ کر ان باتوں کو زندہ کرتے تھے جنکو ان ناحق پرستوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی عبادت خدا اور دعوت اسلام کرتے تھے) انکے گرانے اور خراب کرنے میں ساعی ہوئے اور ان مشرکوں نے ان مسجدوں کے خراب کرنے اور محمدؐ اور آپکے اصحاب کی ایذا رسانی میں یہانتک کوشش کی کہ حضرتؐ ناچار مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا جاتے وقت حضرتؐ نے پیچھے مڑ کر مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شہر کہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اگر تیرے باشندے مجھ کو نہ نکالتے تو میں کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا

اور تجھ سے کسی کو بدلنا نہ چاہتا اور میں تیری جدائی سے نہایت مغموم و محزون ہوں اسوقت جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی یا محمد اللہ تعالیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں عنقریب پھر تجھ کو باتح و ظفر صحیح و سالم قادر اور غالب کر کے اس شہر میں واپس لاؤنگا چنانچہ خدا قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے (کہ تو اسپر عمل کرے اور اسکو لوگوں کو پہنچائے) وہی ضرور تجھ کو مظفر و منصور کر کے مکہ میں پھر واپس لائیگا حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اس حال سے مطلع فرمایا اہل مکہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ سنکر ہنسنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ میں عنقریب تجھ کو شہر مکہ پر غالب کرونگا اور ان پر میرا حکم جاری ہوگا اور بہت جلد مشرکوں کو اس شہر میں داخل ہونے سے منع کرونگا اور ان میں سے اگر کوئی وہاں داخل بھی ہوگا تو ڈرتا ہوا اور چھپ چھپا کر کہ اگر حضرتؐ کو خبر ہوگئی تو قتل کیا جاؤنگا +

سیپارہ ۲۰ سورہ قصص ع اخیر

جب فتح مکہ کے بارے میں حکم خدا جاری ہوچکا اور حضرتؐ کا عمل دخل خوب طرح اس شہر پر ہوگیا تو حضرتؐ نے عتاب ابن اسید کو ان پر حاکم مقرر کیا جب اسکے حاکم مقرر ہونیکی خبر مکہ والوں نے سنی تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہم کو خفیف سمجھتا ہے اور ذلیل خوار کرتا ہے یہانتک کہ اٹھارہ برس کے ایک نوجوان لڑکے کو ہم پر حاکم کیا ہے اور ہم میں بڑی بڑی عمر والے پُرانے تجربہ کار بڈھے موجود ہیں اور ہم بیت اللہ الحرام کے خدام ہیں اور اسکے اس حرم کے ہمسائے ہیں جو امن دینے والا اور روئے زمین پر تمام بقعہ ہائے خدا یعنی مقامات متبرکہ سے بہتر ہے۔ **الغرض** حضرتؐ نے امارت مکہ کی بابت عتاب ابن اسید کیلئے ایک پروانہ تحریر فرمایا اور اسکے شروع میں لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ پروانہ محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے ہمسائگان بیت اللہ و ساکنان حرم اللہ کے نام ہے بعد ازاں تم کو معلوم ہو کہ جو کوئی تم میں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے اور محمدؐ رسول خدا کو اپنے اقوال میں سچا اور افعال میں صواب اور درستی پر جانتا ہے اور اسکے بھائی علیؑ ابن ابیطالب سے جو اس کا وصی اور صفی اور اسکے بعد جملہ خلایق سے بہتر ہے موالات (دوستی) رکھتا ہے وہ ہم میں سے ہے اور اسکی بازگشت ہماری طرف ہے اور جو کوئی ان باتوں کا (جو میں نے لکھی ہیں) یا ان میں سے کسی ایک بات کا منکر

ہوگا پس خدا اسکو دور کرے کیونکہ وہ اہل جہنم میں سے ہے خدا اسکے کسی عمل کو خواہ وہ کتنا ہی بزرگ اور عظیم کیوں نہو قبول نہ کریگا اور اسکو جہنم میں ڈالیگا اور وہ ابدالآباد تک اسی میں پڑا رہیگا اور محمدؐ رسول اللہ نے تمہاری حکومت کا ذمہ دار عتاب ابن اسید کو ٹھیرایا ہے اور یہ امور اسکے سپرد کئے ہیں کہ تمہارے غافلوں کو تنبیہ کرے اور تمہارے جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہاری راہوں کی کجی کو سیدھا کرے اور جو کوئی تم میں سے آداب الہی سے تجاوز کرے اسکی تادیب کرے کیونکہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ محمدؐ رسول اللہ کی دوستی اور علیؑ ولی اللہ کی پیروی اور متابعت میں تم سب پر فوقیت اور فضیلت رکھتا ہے پس وہ ہمارا خادم ہے اور دین خدا میں ہمارا بھائی ہے اور ہمارے دوستوں کا دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن اور وہ تمہارے واسطے سایہ ڈالنے والا آسمان اور پاک زمین اور روشنی دینے والا سورج اور مصفا چاند ہے اور خدا نے اسکو سب پر اسلئے فضیلت دی ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آل اطہار کی موالات اور محبت میں تم پر فوقیت رکھتا ہے میں نے اسکو تم پر حاکم مقرر کیا ہے وہ ارادۂ الہی کے موافق عمل کریگا اور خدا اسکو کبھی اپنی توفیق سے خالی نہ رکھیگا جیسا کہ محبت محمدؐ و علیؑ سے اسکو شرف کامل اور بہرۂ وافر عطا فرمایا ہے اسکو رسول خدا سے مشورہ اور صلاح کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی بلکہ وہ نہایت درست کردار راست گفتار اور امانت گزار ہے پس جو کوئی تم میں سے اسکی اطاعت کرے وہ خداوند جلیل کی طرف سے جزائے جمیل اور عطائے جلیل کا امیدوار رہے اور جو کوئی اسکی مخالفت کرے وہ بادشاہ قہار و غلاب کے غضب و عذاب شدید کی زیادتی سے پرحذر رہے اور تم میں سے کوئی شخص اسکی کم سنی کو حجت میں پیش نہ کرے کیونکہ بڑی عمر والا افضل نہیں ہوتا بلکہ افضل بزرگ تر ہوتا ہے اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تم سب سے داناتر اور افضل ہے اسی لئے میں نے اسکو تم پر رئیس اور حاکم مقرر کیا ہے پس جو کوئی اسکی اطاعت کریگا اس کا حال بہت اچھا ہے اور جو کوئی اس کا مخالف ہوگا خدا اسکو اپنی رحمت سے دور کریگا +

الغرض جب عتاب ابن اسید حضرتؐ کا فرمان لیکر مکہ معظمہ میں وارد ہوا تو وہاں ایک کھلے

مقام میں جا کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ سب یہاں آکر جمع ہوں وہ سب وہاں آکر جمع ہوئے تب عتاب نے
بہ آواز بلند پکار کر کہا کہ اے اہل مکہ میں رسولخدا کا فرستادہ ہوں حضرتؐ نے مجھ کو تمہاری طرف
بھیجا ہے کہ منافقوں کیلئے جلانے والا شہاب اور مومنوں کیلئے باعث رحمت و برکت ہوں اور میں تمہارے
حالات سے اور تمہارے منافقوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوں اور میں عنقریب تم کو نماز کا حکم دونگا
کہ اسکے لئے حاضر ہوا کرو پھر میں پوشیدہ طور پر لوگوں کی دیکھ بھال کرونگا جس کو جماعت کا پابند
پاؤنگا اسکے لئے مومن کا حق مومن پر لازم کرونگا (یعنی اسپر حکم مومنین جاری کرونگا) اور جس کو
جماعت سے غیر حاضر دیکھوں گا اسکی تفتیش کرونگا اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہوگا تو اسکے عذر کو قبول کرونگا
اور اگر کوئی عذر نہ پاؤنگا تو اسکو قتل کرونگا یہ حکم تم سب کے لئے اللہ کی طرف سے حتمی طور پر جاری
ہو چکا ہے تاکہ میں حرم خدا کو منافقوں سے پاک کردوں۔ بعد ازاں معلوم رہے کہ صدق و راستی
امانت ہے اور فسق و فجور خیانت اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو ذلت میں
مبتلا کرتا ہے اور معلوم رہے کہ تمہارا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے یہانتک کہ میں ضعیفوں کا
حق اس سے لونگا اور تمہارا ضعیف میرے نزدیک قوی ہے یہانتک کہ اس کا حق زبردستوں سے دلاؤنگا
تم خدا سے خوف کرو اور طاعت خدا سے اپنے نفسوں کو شریف اور بزرگ بناؤ اور اپنے پروردگار
کی مخالفت کر کے انکو ذلیل و خوار مت کرو ✦

القصہ خدا کی قسم عتاب ابن اسید نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا اور عدل و انصاف کی داد دی اور
ہدایت الٰہی سے ہدایت یافتہ ہو کر احکام جاری کئے نہ تو کسی امر میں کسی سے مشورہ کرنیکی ضرورت ہوئی
اور نہ کبھی حکم سابق سے رجوع کرنیکی حاجت ہوئی ✦

پھر آنحضرتؐ نے ابوبکر ابن ابوقحافہ کو سورہ برات کی دس آیتیں دیکر مکہ کی طرف روانہ کیا جن میں کافروں
سے عہد کا توڑنا اور مشرکوں پر قرب مکہ کا حرام ہونا مذکور تھا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے ہمراہیوں سمیت
ایام حج میں مکہ معظمہ میں جاکر حج کرے اور یہ آیتیں انکو پڑھکر سنادے جب ابوبکر وہاں سے
روانہ ہوگیا تو جبرئیلؑ نور کا طوق پہنے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمد خدائے علی الاعلیٰ

ابوبکر کا آیات سورہ برات لیکر جانا اور معزول ہونا

بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری پیغامبری دوسرا شخص کوئی نہیں کر سکتا یا تو تم خود جاؤ یا کوئی ایسا آدمی جائے جو تم سے ہو لہذا علیؑ کو بھیجو کہ وہ ان آیات کو ابوبکر سے لے اور وہی کفار کے عہد کو توڑے اور ان آیتوں کو انکے سامنے پڑھکر سنائے اے محمدؐ تیرے پروردگار نے جو تم کو حکم دیا ہے کہ وہ آیات ابوبکر سے لیکر علیؑ کو دیدو یہ بھول چوک اور شک شبہ کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ اس سے پہلے غلطی ہوگئی ہے کہ اس کا تدارک کیا ہے بلکہ اس سے خدا کا یہ منشا ہے کہ ضعیف مسلمانوں پر ظاہر کردے کہ جس مقام پر تیرا بھائی علیؑ مقیم ہوتا ہے اے محمدؐ اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص ہرگز قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ اس غیر شخص کا مرتبہ تیری امت کے ان ضعیف مسلمانوں کی نظر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور انکے نزدیک اسکی منزلت کتنی ہی شریف اور بزرگ کیوں نہ ہو +

الغرض جب علیؑ نے جاکر ابوبکر سے وہ آیتیں لے لیں تو ابوبکر نے رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں ان آیات کا مجھ سے واپس لینا کیا کسی خفگی کی وجہ سے ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ کو امر فرمایا ہے کہ تیرا نائب وہی شخص ہو سکتا ہے جو تجھ سے ہو لیکن اللہ تعالی نے جو ان آیات کو تجھ پر بار کیا تھا اور اپنی طاعت کی تجھ کو تکلیف دی تھی اسکی عوض میں تجھ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ عطا فرمائیگا بشرطیکہ تو ہماری موالات پر قائم رہیگا اور ان عہدوں کو جو ہم نے تجھ سے لئے ہیں پورا کر کے میدان قیامت میں ہمارے پاس آئیگا تو تو ہمارے برگزیدہ شیعوں اور بزرگ دوستوں میں داخل ہوگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سنکر ابوبکر کا ملال رفع ہو گیا +

القصہ جناب امیرؑ امر الٰہی کے پہنچانے اور دشمنانِ خدا کے عہد توڑنے اور اس سال کے بعد مشرکوں کو حرم خدا میں داخل ہونے سے نا امید کرنیکے لئے روانہ ہوئے اگرچہ ان لوگوں کی جمعیت اور کثرت بہت تھی مگر اللہ تعالی نے اپنے نور سے اس نور خدا کو ڈھانپ لیا اور اس کا رعب جلال ان مشرکوں پر ایسا غالب کر دیا کہ انکو کسی قسم کی مخالفت کے اظہار کرنے اور کوئی برا ارادہ کرنیکی ذرا بھی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا

جناب امیرؑ کا سورۂ برات پہنچانے کیلئے مکہ معظمہ میں جانا

اسمہٗ اور اس شخص سے زیادہ تر ظالم کون شخص ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے کو منع کرے
اور وہ مسجدیں نیک مومنین کی تھیں جو مکہ میں واقع تھیں کہ ان مشرکوں نے ان مومنوں کو ان میں مثل
خدا کی عبادت کرنے سے منع کر دیا تھا یہانتک کہ مجبور ہو کر حضرتؐ کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا وَسَعٰی فِیْ
خَرَابِھَا اور ان مسجدوں کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے کہ طاعت خدا سے وہ آباد نہوں
یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو مساجد میں ذکر خدا کو منع کرے اور انکی ویرانی میں ساعی ہو
اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ اس قسم کے لوگ حرم خدا کے ان
مقامات میں جہاں وہ مسجدیں ہیں امن و امان کی حالت میں داخل نہ ہو سکیں گے مگر اسکے عدل اور
اس حکم سے جو بحالت کفر انکے ان مقامات میں داخل ہونے میں اسکی تلواروں اور کوڑوں سے
ان پر جاری ہوگا ڈرتے اور خوف کرتے داخل ہونگے لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ
عَذَابٌ عَظِیْمٌ ان مشرکوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور خواری ہے اور وہ یہ ہے کہ انکو
حرم خدا سے نکالا گیا اور آخرت میں عذاب عظیم انکے واسطے مہیا کیا گیا ہے +

جنگ تبوک کو جاتے وقت حضرتؐ کا جناب امیرؑ کو اپنا خلیفہ بنانا

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخداؐ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں بھی منافق اور ضعیف مسلمان
جو منافقوں کی مانند تھے موجود تھے اور انہوں نے مدینہ کی مسجدوں کے خراب کرنے اور تمام دنیا کی مساجد کے
ویران کرنے کا ارادہ کیا تھا جبکہ ان ملعونوں نے عزم کیا تھا کہ علیؑ کو مدینہ میں اور رسولخداؐ کو رستے
میں عقبہ (گھاٹی) پر سے گزرتے ہوئے قتل کر ڈالیں اور اللہ تعالیٰ نے جنگ تبوک کے اس سفر میں
اہل بصیرت کی بصیرتوں کے بڑھانے اور سرکش اور باغی منافقوں کے عذروں کے قطع کرنے کے لئے
آنحضرتؐ کے دست حق پرست پر ایسے معجزات ظاہر کئے جو جلال الٰہی اور اسکے اپنے بندوں پر جود
و کرم کرنے کے شایاں اور مناسب تھے منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ جب وہ تبوک کے سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ
تھے تو انہوں نے بنی اسرائیل کی طرح یہ درخواست کی تھی کہ یا رسول اللہ ہم ایک قسم کے کھانے پر ہرگز
صبر نہ کرینگے اور اس باب میں جو معجزہ آنحضرتؐ سے انکے لئے ظاہر ہوا وہ اس معجزے سے جو موسیٰؑ نے
اپنی قوم کو دکھایا تھا بہت بڑھکر ہے جب حضرتؐ سفر کو تیار ہوئے تو حکم خدا سے علیؑ کو

مدینہ میں اپنا جانشین کیا جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں آپکے کسی امر میں آپ کی
مخالفت کرنی نہیں چاہتا اور آپکے جمال انور کے دیکھنے اور حضرتؐ کے خصائل حمیدہ و خلاق
پسندیدہ کے مشاہدہ سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات
پر رضامند نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ کا
مرتبہ تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا یا علیؑ تم کو یہاں رہنا ہوگا اور تم کو یہاں
رہنے میں وہی ثواب ملیگا جو میرے ساتھ سفر کرنے میں ملتا اور جو لوگ کہ میرے ساتھ یقین
اور فرمانبرداری سے جاتے ہیں تمہارا ثواب ان سب کے ثواب کے برابر ہوگا اور چونکہ تم چاہتے ہو
کہ تمام احوال میں میرے اطوار و آثار اور خصائل اور طریقوں کا مشاہدہ کرتے رہو اسلئے اللہ تعالیٰ
تمہاری خاطر سے جبرئیل کو امر فرمائیگا کہ وہ ہمارے اس تمام سفر میں ان زمینوں کو جن پر
ہم چلیں اور اس زمین کو جس پر تم ہو بلند کرے اور تمہاری نظر کو اتنا تیز کریگا کہ تم مجھ کو
اور میرے اصحاب کو ہر حال میں مشاہدہ کروگے اور جو انس کہ تم کو میرے اور میرے اصحاب کے
دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے فوت نہ ہوگا اور اسطرح سے تم کو خط و کتابت کرنیکی بھی ضرورت نہوگی ٭

جب حضرتؑ کی تقریر یہاں تک پہنچی تو ایک شخص نے اٹھکر عرض کی اے فرزند رسولؐ یہ بات علیؑ
کیلئے کیونکر میسر ہوسکتی ہے یہ تو انبیاؑ ہی کے لئے مخصوص ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے
جواب دیا کہ یہ آنحضرتؐ کا ہی معجزہ تھا نہ کسی اور کا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کی دعا سے
زمینوں کو بلند کیا اسی طرح انکی دعا سے جناب امیرؑ کی نگاہ کو بھی تیز کر دیا کہ اس ملی حد نے
تمام واقعات اور سوانح کو مشاہدہ کیا ٭

پھر امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس امت کے لوگ علیؑ ابن ابیطالب کے حق میں نہایت ظلم
کرتے ہیں اور اُن کے باب میں کس قدر کم انصاف ہیں کہ جن امور کو دیگر صحابہ کی نسبت بیان
کرتے ہیں ان سب کے علیؑ کے بابت میں مضائقہ کرتے ہیں اور اس جناب کو ان سے محروم رکھتے ہیں حالانکہ
علیؑ ان سب سے افضل ہیں پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو مرتبہ وہ اور صحابہ کے لئے بیان کرتے ہیں

وہ علیؑ کو نہ دیا گیا ہو جو تمام اصحاب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ ہم کو اسکی کیفیت سے مطلع فرمایئے فرمایا وہ لوگ ابو بکر ابن ابو قحافہ کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور اسی طرح عمر ابن خطاب کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو ایسا ہی عثمان ابن عفان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور جب علیؑ ابن ابیطالب پر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اسکے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اسکے دشمنوں سے بیزار نہیں ہیں نہ معلوم ان لوگوں نے اس امر کو کیونکر جائز کر لیا حالانکہ رسولؐ اللہ نے علیؑ کے بارے میں فرمایا ہے اے خدا تو اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علیؑ کو دشمن رکھتا ہے اور اس شخص کی نصرت کر جو علیؑ کی نصرت کرے اور اس شخص کی امداد کر جو اسکی امداد نہ کرے پس اس جناب کے دشمنوں سے دشمنی نہ کرنا انصاف میں داخل نہیں ہے ✦

اور ایک اور ناانصافی یہ ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے علیؑ کی ان خصائص کا جن سے خدا نے رسولؐ اللہ کی دعا کی برکت سے اس جناب کو مخصوص فرمایا اور ان فضیلتوں اور شرافتوں کو جو خدا کے نزدیک آپ کو حاصل ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں[۱]۔ اور جو دیگر اصحاب کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے تو قبول کر لیتے ہیں پھر آخر کس بات نے انکو روک دیا ہے کہ وہ علیؑ کے لئے

---

[۱] یا پوچ تاویلیں کرتے ہیں یا اسکے راویوں پر جرح و قدح کرتے ہیں غرض اصلی منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ مضمون فضیلت غیر معتبر اور ناقابل قبول ثابت ہو جائے اور دیگر صحابہ کی فضیلت کے باب میں جو مضمون وارد ہو خواہ وہ خلاف عقل ہی کیوں نہ ہو اور اسکے راوی کتنے ہی مجروح و مقدوح کیوں نہ ہوں اسکو نہایت شوق و ذوق سے بے چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں بلکہ یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ محبان علیؑ و اولاد علیؑ کے نقائص بیان کرتے میں نہایت کد کیجاتی ہے اور مخالفان علیؑ و اولاد علیؑ کی اوصاف و محامد کے شائع کرنے میں اس درجہ ساعی ہیں کہ معمولی نظر والے آدمی کسی طرح ان کو قابل مذمت و طعن تجویز نہیں کر سکتے بلکہ ان کو بزرگان دین اور حامیان اسلام سمجھتے ہیں اور نہایت تعظیم اور تکریم کی نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہیں اور بزرگی اور عزت کے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کتب تاریخ و فضائل اس بیان کی شاہد ہیں ✦ مترجم عفی عنہ

اس فضیلت کو بیان نہ کریں جو دیگر اصحاب کے لئے ثابت کی ہے +
چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک اثنائے خطبہ میں پکار اٹھے یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کو۔ صحابہ نہایت حیران ہوئے کہ خطبہ میں یہ کیا کہا جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے پوچھا آج خطبہ میں حضور نے یہ کیا فرمایا یا ساریہ الجبل عمر نے جواب دیا میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے اس نواح کی طرف نظر کی جہاں تمہارے مسلمان بھائی سعد ابن ابی وقاص کے ماتحت کافروں سے جہاد کر رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے میری نظر کے سامنے سے سب پردے اٹھا دئے یہانتک کہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک پہاڑ کے سامنے جو وہاں واقع ہے صفیں باندھ رکھی ہیں اور کچھ کافر وہاں آئے ہیں کہ سعد کو اسکے ہمراہیوں سمیت پیچھے سے آکر گھیر لیں اور احاطہ کرکے سب کو قتل کر ڈالیں یہ حال دیکھ کر میں نے کہا یا ساریہ الجبل تاکہ پہاڑ کی آڑ میں آجائیں اور دشمنوں کے گھیرے میں آنے سے محفوظ رہیں پھر ان سے مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے گاؤں اور بستیاں تمہارے دینی بھائیوں کو عطا کر دی ہیں اور انکے شہروں پر انکو فتحیاب کر دیا ہے تم اسوقت کو یاد رکھو عنقریب اس واقعہ کی خبر تم کو پہنچیگی اور مدینہ اور نہاوند میں پچاس دن سے بھی زیادہ کی راہ کا فاصلہ ہے +
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عمر کے لئے اس قسم کی باتیں ہوسکتی ہوں تو علی ابن ابیطالب کے لئے کیونکر نہوں لیکن یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے اور حق کے ساتھ کلام نہیں کرتے بلکہ مکابرہ کرتے ہیں +
بعد ازاں امام زین العابدین کی حدیث کی طرف رجوع کی کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت جنگ تبوک کو تشریف لیگئے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کو جہاں حضرت تشریف رکھتے تھے اور جس زمین پر چلتے تھے جناب امیر المومنین کے لئے بلند کرتا تھا اور وہ انکے سب احوال کو مشاہدہ کرتے تھے +
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت کسی جہاد پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اس جگہ کے سوا دیگر مقامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور اسکو پوشیدہ رکھتے تھے مگر غزوۂ

بتوک کو نہ چھپایا بلکہ صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ میرا ارادہ وہاں جانے کا ہے اور سب کو سامان سفر کے درست کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس سفر کے لئے رستے میں روٹیاں پکانے کے لئے آٹا خشک اور نمکین گوشت شہد اور کھجوروں کا سامان تیار کیا اور اس دفعہ لوگوں نے کثرت سے زادراہ ہمراہ لیا تھا کیونکہ حضرتؐ نے زیادتی تکلیف ومشقت اور بیابانوں اور جنگلوں کی صعوبت اور کمیابی اسباب کے باعث رستے کے ساز وسامان کے لئے بہت تاکید فرمائی تھی الغرض جب ان لوگوں کو سفر میں کئی روز گزر گئے اور ان کا کھانا وبرکا ہو گیا اور باقی ماندہ کھانے سے انکے دل متنفر ہو گئے اور انکو تازہ طعام کی طرف رغبت ہوئی تو کچھ لوگوں نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم کو اس کھانے سے جو ہمارے ہمراہ ہے کراہت آتی ہے اسلئے کہ کئی دن کا اور ناقص ہو گیا ہے اور بدبودار ہونے کو ہے اب ہم سے یہ کھانا نہیں کھایا جاتا حضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس کون کونسی چیزیں ہیں عرض کی کہ روٹی خشک اور نمکین گوشت شہد اور کھجوریں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اب تم قوم موسیٰؑ کی مانند ہو گئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم ایک طعام پر بس نہ کرینگے اب تم بتاؤ کہ کونسی چیز چاہتے ہو انہوں نے عرض کی ہم تازہ اور خشک گوشت پرندوں کے گوشت کے کباب اور بنا ہوا حلوا چاہتے ہیں فرمایا تم اس ایک بات میں بنی اسرائیل کے برخلاف ہو کہ انہوں نے سبزی۔ ککڑی۔ لہسن۔ مسور اور پیاز کی خواہش کی تھی اور اعلےٰ کی عوض میں ادنےٰ چیزوں کو تبدیل کرنا چاہا تھا اور تم ادنےٰ کی عوض اعلےٰ کو لینا چاہتے ہو اور میں عنقریب تمہارے واسطے خدا سے سوال کرونگا انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم میں کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو بنی اسرائیل کی طرح ساگ ککڑی لہسن مسور اور پیاز کی خواہش کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ میری دعا سے یہ سب چیزیں تم کو عطا فرمائیگا تم کو چاہیے کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو پھر فرمایا اے بندگان خدا عیسیٰؑ کی قوم نے جب حضرت عیسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل کر تو جس وقت عیسیٰؑ نے نزول مائدہ کی دعا کی تو قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُہَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا

حاشیہ: تبوک کے سفر میں حضرتؐ کا معجزہ

حاشیہ: سیپارہ ۷ سورہ مائدہ ع اخیر

اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ○ خدا نے فرمایا کہ میں دسترخوان تم پر ضرور نازل کرونگا
مگر جو کوئی اسکے بعد تم میں سے کافر ہوگا اسکو ایسا عذاب کرونگا کہ اہل عالم میں سے کسی کو ویسا عذاب
نہ دونگا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مائدہ ان پر نازل کیا اور اسکے بعد ان میں سے جو لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ
نے انکو مسخ کر دیا کسی کو سور کی صورت میں کسی کو بندر کی صورت میں کسی کو ریچھ کی شکل میں
بعض کو بلی کی صورت میں بعض کو بری اور بحری پرندوں اور چار پاؤں کی صورت میں وغیرہ
وغیرہ غرض چار سو قسم کے جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تھا اسلئے میں تمہاری درخواستوں کے
بموجب آسمان سے مائدہ نازل ہونیکی التجا نہیں کرتا۔ ورنہ تم میں سے جو لوگ کافر ہونگے ان پر بھی
وہی عذاب نازل ہوگا جو قوم عیسیٰؑ پر ہوا تھا اسلئے کہ میں تمہارے حال پر نہایت مہربان ہوں
اور تمہارا اس عذاب میں مبتلا ہونا مجھ کو گوارا نہیں ہے بعد ازاں حضرتؑ نے ایک پرندہ اوپر
ہوا میں اڑتا دیکھا اور اپنے ایک اصحاب سے فرمایا اس پرندے سے جاکر کہہ کہ رسولِ خدا تجھکو حکم دیتا ہے
کہ زمین پر گر پڑ اس نے حضرتؑ کا پیغام اس پرندے کو پہنچایا اور وہ پرندہ زمین پر آگیا پھر حضرتؑ
نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے اللہ تعالیٰ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو بڑھکر اور پہلوؤں کی جانب سے
پھیل کر ایک بڑے ٹیلے کی مانند ہوجا پھر اصحاب سے فرمایا کہ تم اسکے گرد احاطہ کرو اصحاب نے اسکو احاطے
میں لے لیا اور وہ پرندہ قدرت خدا سے اتنا بڑا ہوگیا تھا کہ حضرتؑ کے اصحاب جو دس ہزار سے کچھ
اوپر تھے اسکے گرد صف باندھی اور انکی صف اسکے گرد ایک دائرے کی صورت ہوگئی اس کے
بعد ارشاد فرمایا اے پرندے خدا کے حکم سے اپنے بال و پر جدا کردے اس نے انکو الگ کر دیا اور ہڈیاں
اور گوشت اور کھال باقی رہ گئی پھر فرمایا حکم خدا سے اپنے بدن کی ہڈیاں اور پاؤں اور چونچ کو الگ کر
اس نے انکو بھی علیحدہ کر دیا اور یہ سب پر پرندے اس پرندے کے گرد پڑے تھے اور سب لوگ بھی اسکے گرد موجود تھے
پھر حضرتؑ نے ہڈیوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں بنجاؤ وہ لکڑیاں بن گئیں پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بازوں
اور چھوٹے اور بڑے پروں کو حکم دیتا ہے کہ ساگ پیاز لہسن اور انواع و اقسام کی ترکاریاں بنجائیں
وہ فوراً ان چیزوں کی صورت میں بدل گئے: الخ بعد ازاں حضرتؑ نے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا

اے بندگان خدا اب اپنے ہاتھ بڑھاؤ اور ہاتھوں سے توڑ کر اور چھریوں سے کاٹکر کھاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا
پھر کسی منافق نے کھاتے ہوئے کہا کہ محمد گمان کرتا ہے کہ بہشت میں ایسے پرندے ہیں کہ بہشتی انکی ایکطرف
سے خشک گوشت اور دوسری طرف سے کباب کھائینگے ہم کو اسکی نظیر اس نے دنیا میں نہ دکھائی اللہ تعالی نے
اس منافق کی اس بات کا علم حضرتؐ کے دل میں پہنچایا تب حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا اے بندگانِ خدا تم کو
چاہیئے کہ ہر ایک شخص اپنا لقمہ اٹھائے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی محمد و آلہ
الطیبین کہکر اسکو منہ میں رکھے تو خشک گوشت یا کباب یا شوربا یا کسی قسم کا حلوا غرض جس چیز کو
اس کا جی چاہتا ہو وہی مزہ اسمیں سے آئیگا صحابہ نے ایسا ہی کیا اور ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ
حضرتؐ نے فرمایا تھا اور طرح طرح کے کھانوں سے متلذذ ہوئے اور سب سیر ہوگئے بعد ازاں عرض کی کہ
یا رسول اللہ کھانے سے تو ہم سیر ہوگئے اب کوئی پینے کی چیز کی ضرورت ہے فرمایا کیا تم دودھ اور باقی تمام
قسم کی پینے والی چیزیں چاہتے ہو عرض کی کہ ہم میں سے بعض لوگ ان چیزوں کی بھی خواہش کرتے ہیں
فرمایا ہر ایک شخص اس پرندے میں سے ایک لقمہ توڑ کر منہ میں رکھ لے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین کہے وہ لقمہ صورت بدل کر پانی یا دودھ یا کوئی اور
پینے والی چیز جس کو کسی کا دل چاہتا ہوگا بنجائیگا انہوں نے ایسا ہی کیا اور جیسا حضرتؐ
نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا پھر حضرتؐ نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے خدا
تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اصلی حالت پر آجا اور وہ ان بازوؤں اور چونچ اور بالوں اور پروں
اور ہڈیوں کو جو ساگ اور ککڑیاں اور پیاز اور لہسن بنے تھے حکم دیتا ہے کہ پھر پلٹ کر بازو
اور پر و بال اور ہڈیاں بن جائیں اور اپنے پنجر کے مطابق ہوجائیں وہ سب اپنی اصلی حالت پر آگئے اور پرندے
کے قد کے موافق ہو کر باہم ملگئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے پرند اللہ تعالی تیری روح کو جو تجھ میں سے نکل گئی ہے واپس
آنے کا حکم دیتا ہے تب اسکی روح اسکے جسم میں پھر آگئی پھر فرمایا کہ اے پرند خدا فرماتا ہے کہ تو زمین سے
اٹھکر ہوا میں اڑ جس طرح پہلے اڑ رہا تھا وہ سب کے سامنے وہاں سے اٹھا اور ہوا میں اڑنے لگا بعد ازاں
صحابہ نے جو اپنے آنے کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس ساگ پات اور ککڑیوں اور پیاز لہسن

میں سے کوئی چیز بھی وہاں باقی نہیں رہی سُبحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٭

اس مقام پر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کا جزء اول جو سورہ حمد سے آیۂ مذکورہ بالا تک سلسلہ وار دستیاب ہوا ہے ختم ہوا اب دوسرا جزء شروع ہوتا ہے جو پارہ سیقول کے انیسویں[۱۹] رکوع کی آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ○ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ..... کی تفسیر سے شروع ہوتا ہے مگر اس آیت کے شروع حصہ کی تفسیر بھی ضائع ہوگئی ہے خداوند متعال اپنے فضل و کرم سے اس تفسیر کے ضائع شدہ مقامات کو دستیاب کرے اور جملہ مومنین کو اسکے مطالعہ سے مستفیض فرمائے ٭ آمین ثم آمین

جزو دوم از تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السلام متعلقہ پارہ سیقول ع ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ عز و جل اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ........ اس آیت کی تفسیر کا صرف اتنا فقرہ اصل کتاب میں موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا اے مادر صفا اور مروہ کے بارے میں خدا کا قول حق اور درست ہے فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ پس جو کوئی کہ بیت اللہ کے حج کا ارادہ کرے یا عمرہ بجالائے تو صفا اور مروہ دونو کا طواف کرنے میں اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کوئی خوشی اور رغبت سے نیکی کو بجالائے اور طواف کو زیادہ کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار ہوگا کہ اسکو اسکی نیکی کی بہت اچھی جزا دیگا اور وہ اسکی نیت کا حال جانتا ہے اور اسی کے موافق اسکے ثواب کو بڑھائیگا اور اپنی طرف اسکے واپس آنے کے وقت اس کا اکرام کریگا

اے مادر گرامی رسول اللہ نے مجھ کو علیؑ ابن ابیطالب کے فرزند ہونیکے سبب شرف بخشا آپ کو بھی چاہیے کہ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں کیونکہ جو کوئی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ زیادہ نعمتوں کا مستحق ٹھیرتا ہے جس طرح کفران نعمت کرنیوالا زیادہ محرومی کا استحقاق رکھتا ہے اس بات کی خبر بھی رسول اللہ کو پہنچائی گئی پس رسولخدا نے فرمایا کہ اس سے کئی بزرگوار پیدا ہونگے اور وہ عنقریب کئی ائمہ اطہار کا اور قائم آل محمد کا باپ ہوگا کہ جو زمین کو عدل وداد سے معمور کریگا جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے پر ہوگئی ہوگی +

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ **ترجمہ** جو لوگ کہ ان ظاہر اور روشن دلیلوں اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہیں بعد اسکے کہ ہم نے انکو لوگوں کے واسطے کتاب توریت میں بیان کردیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں ان پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنیوالے بھی (کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن وانس ہیں) لعنت کرتے ہیں مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور حق کو بیان کیا انکی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان ہوں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ جو لوگ کہ محمدؐ اور علیؑ کے اوصاف ومحامد کی ظاہر نشانیوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں اور اس ہدایت اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہے بعد اسکے کہ ہم نے اسکو لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کردیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں اور وہ ہماری نشانیاں ہیں جو انکے فضائل اور مراتب کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً بادل جو سفروں میں رسولخدا پر سایہ کرتا تھا کوئیں اور چشموں کے کھاری پانی جو حضرتؐ کے آب دہن ڈالنے سے شیریں ہوجاتے تھے اور وہ درخت جو حضرتؐ کے انکے نیچے قیام کرنیکے سبب اپنے

میوے لٹکا دیتے تھے اور وہ آفتیں اور بلائیں جو آفت زدوں اور بلا نصیبوں کے جسموں پر دست مبارک پھیرنے یا آب دہن لگانے سے زائل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح وہ معجزات جو علیؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسے پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں نے بایں الفاظ سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور وہ زہرہائے قاتل جنکو ایک شخص اسم ولی خدا کا نام لیکر تناول کیا اور ان سے اسکو کچھ بھی اذیت نہ پہنچی اور اور بڑے بڑے کام جو آپ سے ظاہر ہوئے جیسے ٹیلوں اور پہاڑوں کو اکھاڑا اور ایک چھوٹی کنکری کی طرح اٹھا کر پھینک دیا اور آفات وبلیات جو آپکی دعا کی برکت سے زائل ہوئیں اور وہ آفتیں اور مصیبتیں جو آپکی بددعا سے تندرستوں پر پڑیں علاوہ ازیں دیگر فضائل جو حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ سے مخصوص کئے ہیں پس یہی وہ امور ہدایت ہیں جنکو اللہ نے لوگوں کے لئے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اُولٰٓئِكَ وہ لوگ جو محمدؐ اور علیؑ کی ان صفات کو پوشیدہ کرتے ہیں اور انکو انکے طالبوں سے چھپاتے ہیں جن کو زوال تقیہ کی صورت میں ان صفات کا بتانا لازم ہے انکو یَلْعَنُہُمُ اللّٰہُ خدا لعنت کرتا ہے یعنی ان صفات کے چھپانیوالوں پر خدا لعنت کرتا ہے وَیَلْعَنُہُمُ اللّٰعِنُوْنَ اور انکو لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں اور اسکی کئی صورتیں ہیں منجملہ انکے اوّل یہ کہ انکو لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہیں یعنی ہر ایک شخص خواہ اہل حق ہو یا اہل باطل کہتا ہے کہ خدا ان ظالموں پر جو ان آیات ودلائل کو پوشیدہ کرتے ہیں لعنت کرے اس صورت میں وہ تمام لعنت کرنیوالوں کی لعنت میں اور خود اپنے نفسوں کی لعنت کے تحت میں داخل ہیں۔ دوم یہ کہ جب دو آدمی باہم ایک دوسرے سے ناراض اور تنگدل ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں تو دونوں کی لعنتیں آسمان کی طرف بلند ہوتی ہیں اور اپنے پروردگار سے اس شخص پر پڑنے کی اجازت طلب کرتی ہیں جس کے لئے انکو بھیجا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو اگر لعنت کرنیوالا خود ہی قابل لعن ہے اور جس پر اس نے لعنت کا ارادہ کیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے تو دونوں لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر مشارٌ الیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنیوالا قابل لعنت نہیں تو دونوں لعنتوں کو اسی کی طرف

واپس کردو اور اگر وہ نو شخص قابل لعنت ہوں تو اُسکی لعنت اُسپر اور اسکی لعنت اُسپر ڈال دو۔
اور اگر وہ نومومن ہو نیکی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور خفگی کے باعث اس امر پر
آمادہ ہوئے ہیں تو ان دو نو لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمدؐ کی صفت وثنا اور علیؑ کے ذکر
واوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اسکی
فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پلٹا دو۔

بعد ازاں خدا فرماتاہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر جن لوگوں نے ان آیات الٰہی کے پوشیدہ کرنے سے توبہ
کی وَاَصْلَحُوْا اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کر کے جو جو فساد اور خرابیاں برپا
کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقدار کے حقوق کے منکر ہو گئے تھے انکی اصلاح کی۔
وَبَیَّنُوْا اور محمدؐ کے نعت وصفات جو خدا نے ذکر کئے ہیں اور علیؑ کے ذکر وصفات جو محمدؐ نے بیان
کئے ہیں انکو بیان کیا اُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں۔
وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور میں توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان ہوں۔

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ
لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ
وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ○ ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مرگئے ان پر خدا کی
اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وہ ہمیشہ اس لعنت میں مبتلا رہیں گے۔
ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ انکو کچھ مہلت اور فرصت ملیگی کہ کچھ عذر معذرت کریں۔
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا
وَھُمْ کُفَّارٌ جو لوگ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونوں کی آل اطہار کی ولایت کی تردید کر کے کافر
ہوئے اور حالت کفر ہی میں مرگئے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ انپر خدا کی لعنت ہے یعنی وہ انکے لئے اپنی
رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دور ہونا لازم کرتا ہے وَالْمَلٰٓئِکَۃِ اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے یعنی وہ
ان پر لعنت کرتے ہیں وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور تمام آدمیوں کی ان پر لعنت ہے یعنی وہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامر و نواہی کے قبول کرنیوالے ہیں سب کے سب کافروں پر لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کافروں پر لعنت کرے اسلئے وہ خود بھی اپنی لعنت میں داخل ہیں خَالِدِيْنَ فِيْهَا آتش جہنم میں اس لعنت میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور نہ انکو ذرا سی مہلت اور تاخیر ملیگی اور عذاب خدا ان پر نازل ہوگا +

منافقوں اور ناصبیوں کے پاس ملک الموت کا آنا

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ محمدؐ رسولخدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علیؑ ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں جب ملک الموت قبض روح کے لئے انکے پاس آتا ہے تو نہایت قبیح اور شنیع صورت سے انکے سامنے وارد ہوتا ہے اور جانکنی کے وقت انکے سرکش شیاطین جو انکو شناخت کرتے ہیں آکر انکو گھیر لیتے ہیں پھر ملک الموت اس مرنے والے کافر سے کہتا ہے اے نفس خبیث تو اپنے نبیؐ کی نبوت اور اسکے وصی علیؑ کی امامت کا انکار کرکے اپنے پروردگار کا منکر اور کافر ہوگیا ہے تجھ کو خدا کی لعنت اور اس کا قہر وغضب مبارک ہو پھر اس سے کہتا ہے اپنا سر اٹھا اور آنکھ اٹھا کر دیکھ جب وہ اوپر کی طرف نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ محمدؐ ایک تخت پر جو عرش کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علیؑ انکے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور باقی ائمہ طاہرین علیہم السلام اپنے اپنے مراتب شریفہ پر انکے حضور میں حاضر ہیں پھر دیکھتا ہے کہ بہشت کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے محل اور حجرے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے تمنا کرنیوالوں کی تمنائیں بھی عاجز اور قاصر ہیں اسوقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دوست ہوتا تو تیری روح ان بہشتوں میں ان حضراتؑ کی بارگاہ کی طرف بلند کیجاتی اور یہ جنت تیرا مقام ہوتا اور اسمیں تیری منزلیں ہوتیں اور چونکہ تو انکا مخالف ہے اسلئے انکی حضوری سے محروم ہوا اور انکی ہمسائگی اور ان منزلوں سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اسوقت ہاویہ کے پردوں کو اٹھا دیا جاتا ہے اور وہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور بچھوؤں اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انواع و اقسام کے عذابوں اور تکلیفوں کو دیکھتا ہے اور اسکو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں بعد ازاں

اسکے شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ انکی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑے ہوئے اسکو دکھائے جاتے ہیں اور اسکی موت نہایت سخت اور دشوار ہوتی ہے +

قولہ عزوجل وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

ترجمہ اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن ورحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاِلٰهُكُمْ اور تمہارا خدا جس نے محمدؐ اور علیؑ کو فضیلت کے ساتھ مکرم کیا ہے اور انکی آل اطہار کو خلافت کے ساتھ معزز فرمایا ہے اور انکے شیعوں کو نسیم وریحان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے شرف کیا ہے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اسکے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں ہے اور وہ خالق اور باری اور مصور اور رازق اور باسط اور مُغنی اور مُعِزّ اور مُذِلّ ہے اور اَلرَّحْمٰنُ رحم کرنیوالا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل وکرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا اگرچہ وہ اسکی طاعت اور فرمانبرداری کو ترک کردیں اَلرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وہ شیعہ آل محمدؐ ہیں مہربان ہے کہ انکو تقیہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں +

اور رسولخداؐ نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اظہار حق کے وقت جو مصیبتیں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر وتحمل کرنے کا حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور محبو ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی عداوت کے فرض ہونیکے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لئے اور اپنے مومن بھائیوں کے لئے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکے بعد ہر ایک گناہ کو معاف کردیگا اور اس کا پورا بدلا نہ لیگا مگر یہ دونو امر ایسے ہیں کہ ان سے عذاب شدید میں مبتلا ہوئے بغیر کم ہی لوگ نجات پائیں گے مگر ہاں اس صورت میں جبکہ انکے مظلمے نواصب اور کفار کے ذمے ہوں تو ان حقوق کی عوض میں ان دونو امروں کی تقصیر کا عذاب انہیں نواصب وکفار پر ڈالدیا جائیگا جب کہ

ان کا کوئی مظلمہ تمہارے ذمے نہو تم کو چاہیے کہ خدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کر کے خدا کی دشمنی کا سامنا مت کرو۔

قولہ عزوجل اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ترجمہ

البتہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اسکے ذریعہ زمین کو اسکے مردہ ہونیکے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر کئے گئے ہیں سمجھدار اور عقلمند لوگوں کے لئے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرت نے یہودیوں اور ناصبیوں کو انکار نبوت و خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشان یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمدؐ و علیؑ کی انکے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ انکے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے بچائے اور نہ انکے اوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور کنیزو تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر دوں پھر آسمانوں میں سورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں ادھر ادھر پھرو اور تمہارے لئے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسموں کو تھکا دیتی ہے

تاریکی کو انکے ترک کرنیکا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جاتا ہے وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بدبختی
اور عزت اور ذلت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصل خریف اور ربیع اور ارزانی
اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جن کو تمہارا پروردگار عالم میں
حادث کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا
میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی
نہیں تھمتی اور نہ تم سے گھاس اور پانی مانگتی ہیں اور ہواؤں کو انکے چلانے کا ذریعہ بنا کر تمہارے
قوائے بدنی کو تکلیف سے بچا یا جو ہوا نہ چلنے کی صورت میں تم کو انکے چلانے میں لگانے پڑتے تاکہ تمہاری
مصلحتوں اور نفعوں کی تکمیل ہو اور تم اپنی نفسانی حاجتوں میں کامیاب ہو وَمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ
السَّمَاءِ مَاءً اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا یعنی مینہ جو کبھی موسلادھار اور
جھڑاکے کا برستا ہے اور کبھی ہلکا ہلکا یکبارگی برسا کر تم کو غرق اور تمہاری معاشوں کو تباہ نہیں کرتا
بلکہ اسکو جدا جدا کرکے بلندی سے نازل کرتا ہے تاکہ نشیبوں اور ٹیلوں اور پشتوں سب جگہوں پر
پہنچے فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پس زمین کو اسکے مردہ ہونیکے بعد اسکے ذریعہ سے زندہ
کیا تاکہ اس سے نباتات اور میوجات اور غلے پیدا ہوں وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ اور زمین
میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے بعض تو تمہارے کھانے میں کار آمد ہیں اور زندگانی دنیا کا سرمایہ
بنتے ہیں اور بعض تیز رفتار درندے ہیں جو تمہارے چوپاؤں کے محافظ ہیں تاکہ انکے پھاڑ کھانے کے
ڈر سے کہیں بھاگ کر نہ جائیں اور تمہیں تکلیف میں نہ ڈالیں وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ اور ہواؤں کے
بدلنے میں جو کہ تمہارے غلوں کو پرورش کرتی ہیں اور میووں کو پکاتی ہیں اور ہوا کے تم چلنے اور
تمہاری تنگی کو دور کرتی ہیں وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور بادلوں میں
جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھیرائے گئے ہیں اور بارشوں کو اٹھاتے ہیں اور اللہ کی اجازت
سے چلتے ہیں اور جہاں کے لئے حکم ہوتا ہے وہیں جاکر برساتے ہیں لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

البتہ ان لوگوں کے لئے روشن اور واضح نشانیاں ہیں جو اپنی عقلوں سے غور و فکر کرتے ہیں کہ جس کے آثار بقدرت میں یہ ایسی ایسی عجیب چیزیں ہیں وہ محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کا انکے دشمنوں کے مقابلے میں معین و مددگار ہے اور اس نے نیک انجام اسکے واسطے مقرر کیا ہے جو اسکو دوست رکھے کیونکہ جہاد دنیا کے واسطے نہیں ہے بلکہ آخرت کے واسطے ہے جسکی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور اس کے عذاب کبھی زائل نہونگے ۔

اور جناب سالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ شیعیان محمدؐ و علیؑ میں سے اس بندہ مومن کا حال قابل تعجب ہے جو دنیا میں اپنے دشمنوں پر منصور و فتحیاب ہو کہ اسکے لئے دنیا اور آخرت دونو جگہ کی بھلائی جمع ہو گئی اور اگر دنیا میں بلا میں مبتلا ہو تو آخرت میں اسکے لئے اسقدر نعمتیں مہیا کی جائینگی کہ دنیاوی محنت و رنج کی ان نعمتوں کے آگے کچھ بھی حقیقت نہوگی اسی طرح ہمارے اس مخالف شخص کا حال قابل تعجب ہے جو دنیا میں یاری و مددگاری نکیا گیا ہو اور مومنوں کے مقابلے میں مغلوب ہو کیونکہ اسکے لئے دونو جہانوں کا عذاب جمع ہو گیا اور اگر دنیا میں اس (مخالف) کو مہلت دیگئی ہو اور عذاب دنیوی کو اس سے الگ رکھا گیا ہو تو اسکے لئے آخرت میں عجیب عجیب عذاب اور اسقدر طرح طرح کی تکالیف مہیا کیجائیں گی کہ وہ آرزو کریگا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا اور ان عذابوں کے مقابلے میں ان دنیاوی نعمتوں کی جو اسکو میسر تھیں کچھ بھی حقیقت اور حیثیت نہوگی اگر ہمارے کسی مخالف کو جو بلحاظ دنیوی نعمتوں کے سب سے زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہو اور سب سے زیادہ عمر پائی ہو قیامت کے دن آتش جہنم میں ایک غوطہ دیکر پوچھا جائے کہ تجھ کو کبھی نعمت بھی نصیب ہوئی تھی وہ بیشک یہی جواب دیگا کہ نہیں پس اے لوگو تم ان نعمتوں کو جن میں یہ خوبیاں ہیں کیسا گمان کرتے ہو پس تم ان نعمتوں کو طلب کرو اور ان عذابوں سے خوف کرو ۔

قولہ عز و جل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۝ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ
يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○ ترجمہ اور بعض آدمی ایسے ہیں
کہ وہ خدا کے شریکوں کو اختیار کرتے ہیں وہ ان (شریکوں) کو خدا کی طرح دوست رکھتے ہیں
اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ خاص خدا سے دوستی کرنے میں زیادہ مضبوط ہیں (یعنی خدا
پرستوں کی دوستی خدا کے ساتھ مشرکوں کے اپنے بتوں کو دوست رکھنے سے اور انکے ساتھ دوستی
کرنے سے بہت زیادہ اور پختہ ہے) اور اگر وہ لوگ جنہوں نے (بت پرستی کرکے) اپنے نفسوں پر ظلم
کیا ہے دیکھیں کہ جب وہ قیامت کے روز عذاب کو دیکھیں گے تو جانیں گے کہ تمام قوت خاص خدا ہی کے
واسطے ہے اور البتہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے جس وقت کہ متبوع اور پیشوا اپنے تابع اور پیروؤں
سے بیزار ہونگے اور وہ سب عذاب کو دیکھیں گے اور انکے باہمی تعلق اور رابطے سب قطع ہوجائینگے
اور وہ لوگ جنہوں نے (بتوں کی) پیروی اور تابعداری کی تھی کہیں گے کاش ہم کو دنیا میں پھر
جانا ملے تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزار ہوئے اسی طرح خدا انکو
انکے اعمال کو انپر باعث حسرت و افسوس کرکے دکھلائیگا اور وہ کبھی آتش دوزخ سے نہ نکلیں گے
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب مومن ایمان لائے اور عاقلوں نے محمدؐ اور علیؑ کی ولایت
کو قبول کیا اور معاندوں نے ان دونو سے روگردانی کی تو اللہ تعالی نے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا اے محمدؐ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اسکے اور شریک قائم
کرتے ہیں اور انکو اللہ کی نظیر قرار دیتے ہیں يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ان بتوں کو جنکو وہ خدا کا
شریک اور ہمسر سمجھتے ہیں اسطرح دوست رکھتے ہیں جس طرح وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ ان مشرکوں کے ان شریکوں کو
جنکو انہوں نے خدا کا ہمسر قرار دیا ہے دوست رکھنے کی نسبت اللہ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں
کیونکہ مومنین پروردگاری اور قدرت خاص خدائے واحد ہی کیلئے مخصوص سمجھتے ہیں اور
اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے پس انکی محبت خدا کے لئے خالص ہے بعد از ان

خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اگر وہ لوگ جنہوں نے
بتوں کو اللہ کا شریک ٹھیرا کر اور کافروں اور فاجروں کو محمدؐ اور علیؑ کا ہمسر قرار دیکر اپنے
نفسوں پر ظلم کیا ہے دیکھیں جبکہ انکے کفر و عناد کی وجہ سے انپر عذاب وارد ہوگا تو اس عذاب کو
دیکھ کر وہ معلوم کرینگے کہ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا سب قسم کی قوت اللہ ہی کیلئے مخصوص ہے
جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور کفار کو کسی قسم کی قوت نہیں ہے کہ وہ اسکے ذریعہ اسکے عذاب
سے محفوظ رہیں وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ اور جانیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ
شریکوں کو قرار دیتے ہیں سخت عذاب دیگا بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا
مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اگر وہ کفار جو خدا کے ساتھ شریک قرار دیتے ہیں دیکھیں جبکہ سردار اور متبوع
لوگ اپنی رعایا اور تابعدار لوگوں سے بیزار ہونگے وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ اور انکے باہمی
تعلقات اور رابطے جن سے وہ باہم ملتے جلتے ہیں قطع ہو جائینگے اور انکے حیلے اور ذریعے سب جاتے
رہیں گے اور عذاب خدا سے نجات پانے پر کسی طرح قادر نہونگے وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا
كَرَّةً اور وہ لوگ جو انکے تابع تھے تمنا کرینگے اور کہیں گے کہ کاش ہم کو دنیا میں واپس بھیجا جاتا
فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا تو ہم بھی وہاں جا کر ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح
یہ لوگ ہم سے یہاں بیزار ہوئے ہیں اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ
حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ اسی طرح جیسا کہ وہ باہم ایک دوسرے سے بیزار ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انکے اعمال کو
انپر انکے حسرتوں کا باعث ظاہر کریگا اور اس کا باعث یہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں غیر خدا کیلئے عمل کئے
تھے اور وہ اور لوگوں کے اعمال کو دیکھیں گے جو خدا کیلئے کئے گئے تھے کہ اللہ نے انکو ان عملوں کا بہت بڑا
ثواب عطا فرمایا ہے اور ہمارے اعمال چونکہ غیر خدا کیلئے کئے گئے تھے یا وہ حکم خدا کے موافق نہ کئے
گئے تھے اسلئے ہم کو ان کا کچھ بھی ثواب نہیں ملا اسطرح انکی حسرت زیادہ ہوگی مگر حسرت سے کیا حاصل
اب خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ اور وہ آتش جہنم سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا
عذاب دائمی اور ابدی ہوگا اور انکے گناہ کفر کے حکم میں ہونگے اور انکو کسی نبیؐ اور وصیؑ اور

انکے کسی برگزیدہ شیعہ کی شفاعت نصیب نہوگی +
امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد باعورت ہماری ولایت کو
ترک کرے اور ہمارے طریق کی مخالفت اختیار کرے اور ہمارے ناموں اور ہمارے اہلبیت کے نیک اور برگزیدہ
شخصوں (جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین و دنیا کے قائم کرنیکے لئے منتخب کیا ہے) کے ناموں سے ہمارے غیر کو
نامزد کرے اور ہمارے القاب سے ہمارے غیر کو ملقب کرے اور اس کا یہ عمل دلی اعتقاد سے ہو تقیہ یا کسی دینی
مصلحت کی تدبیر کرنیکی وجہ سے نہو اسکو اور اس غیر شخص کو جسکو اس نے اللہ کے سوا اپنا ولی اختیار کیا
اللہ تعالیٰ قیامت کےدن زندہ کرکے اٹھائیگا اور جو شیاطین اسکو گمراہ کیا کرتے تھے وہ بھی اسکے
پاس جمع کئے جائیں گے پھر پروردگار عالم اس سے فرمائیگا اے میرے بندے آیا میرے ساتھ کوئی
پروردگار ہے؟ تو ان ہی کی عبادت کرتا تھا اور ان ہی کو طلب کرتا تھا آج ان ہی سے اپنے
عملوں کا ثواب طلب کر تو انکے ساتھ ہی اپنے جرموں کی سزا پائیگا بعد ازاں حکم ہوگا کہ ان
شیعوں کو لاؤ جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت رکھتے تھے خواہ وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنے اعتقادات کو
ظاہر نہ کرتے تھے خواہ تقیہ نہ کرتے تھے اور اپنے عقیدوں کو ظاہر کرتے تھے اسکے بعد فرشتوں کو
ندا ہوگی کہ شیعیان محمدؐ و علیؑ کے حسنات کو دیکھو اور انکو مضاعف کرو تب انکے حسنات چند
در چند زیادہ کردئے جائیں گے پھر ارشاد ہوگا کہ اے فرشتو شیعیان محمدؐ و علیؑ کے گناہوں
کو دیکھو تب وہ دیکھیں گے پس بعض کے گناہ تو بہت تھوڑے ہونگے اور اسکی طاعتوں اور
عبادتوں میں دبے ہوئے ہونگے پس یہ لوگ اپنے اولیا و اصفیا کے ساتھ سعادت پانے والے
ہیں اور بعض لوگ ایسے ہونگے کہ انکے گناہ نہایت کثیر اور عظیم ہونگے اسوقت خدا فرمائیگا
کہ دوستان محمدؐ و علیؑ میں سے ان لوگوں کو لاؤ جن پر کسی قسم کا تقیہ واجب نہ تھا تب وہ حاضر
کئے جائینگے اسوقت اللہ تعالیٰ حکم دیگا کہ میرے ان ناصبی بندوں کے حسنات کو دیکھو۔
جنہوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کے جانشینوں کو چھوڑ کر غیروں کو ان کا ہمسر بنایا تھا
اور ان نیکیوں کو ان مومنوں کے لئے مقرر کرو کیونکہ جب یہ مومن ان ناصبیوں کے ہاتھوں

جا پڑتے تھے تو یہ ملعون انکو ہلاک کر دیتے تھے اور انکی ایذا رسانی کا قصد کرتے تھے فرشتے ایسا ہی کرینگے اور ان ناصبیوں کی نیکیاں ہمارے ان شیعوں کو مل جائیں گی جن پر تقیہ واجب نہ تھا بعدازاں پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائیگا کہ اب ان شیعوں کے گناہوں کو دیکھو اگر ان نواصب کے ذمے انکے اب بھی کچھ حقوق باقی رہ گئے ہیں اس سبب سے کہ وہ انکی بدگوئیاں کیا کرتے تھے تو ان حقوق کے موافق ان شیعوں کے گناہ ان ناصبیوں کی گردنوں پر دھرو فرشتے ایسا ہی کرینگے پھر حکم ہوگا کہ ان شیعوں کو لاؤ جو دشمنوں کے خوف سے تقیہ کرتے تھے اور انکی نیکیوں اور بدیوں اور ان نواصب کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں وہی طریق عمل میں لاؤ جیسا کہ فریق اول کے باب میں کیا گیا ہے اسوقت وہ ناصبی عرض کرینگے کہ اے پروردگار یہ لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ اور ہماری باتوں کے قائل تھے اور ہمارے مذاہب کے معتقد تھے جواب ملیگا اے ناصبیو خدا کی قسم وہ ہرگز تمہارے مذاہب کے معتقد نہ تھے بلکہ محض رضائے خدا کے لئے دل سے تمہارے مخالف تھے اگرچہ وہ ظاہر میں ازروئے تقیہ تم جیسی باتیں کیا کرتے تھے اور تمہاری طرح سے اعمال بجالاتے تھے اے گروہ کفار ہم نے ان کے ان اقوال و اعمال کی عوض اپنے فرماں بروار اور نیک بندوں کے سے ثواب مہیا کئے ہیں کیونکہ یہ لوگ ہمارے حکم سے ایسا کرتے تھے الغرض جب وہ ناصبی اپنی نیکیاں ہمارے شیعوں کے میزان اعمال میں دیکھیں گے اور انکے گناہوں کو اپنی پیٹھوں پر لدا ہوا پائینگے تو انکو نہایت حسرت اور افسوس لاحق ہوگا چنانچہ خدا نے فرمایا ہے كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۔

قولہ عزوجل يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ **ترجمہ** اے لوگو جو چیزیں کہ زمین میں ہیں انکو کھاؤ درانحالیکہ وہ تم پر حلال اور پاکیزہ ہوں اور شیطان کے قدموں (رفتار اور چال ڈھال) کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے وہ تم کو یہی حکم دیتا ہے کہ گناہ اور

بدکاریاں کرو اور اللہ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں +
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا اے لوگو زمین میں جو قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کے کھانے موجود ہیں ان میں سے کھاؤ درانحالیکہ وہ تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ ہوں اور وہ حلال اور طیب جب ہونگے جبکہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت کروگے اسطرح پر کہ جس کو اس نے معظم اور معزز کیا ہے اسکی تعظیم اور عزت کرو اور جسکو اس نے ذلیل اور حقیر کیا ہے اسکو ذلیل اور حقیر سمجھو وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیغمبر کیا ہے جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور جسکو اس نے حکم دیا ہے کہ اس شخص کو اپنا وصی مقرر کرے جو افضل جمیع اوصیا ہے اس افضل پیغمبران کی مخالفت اور اس افضل اوصیا کی معاندت میں جسکی طرف شیطان تم کو بیجاتا ہے اور اسکے ساتھ تم کو ورغلاتا ہے اسکے قدموں کی پیروی مت کرو اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ الشَّیْطٰنُ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ کیونکہ شیطان تم کو صرف سوء مذہبی اور محمد رسول اللہ خیر خلق اللہ کے باب میں بداعتقادی اور محمد رسول اللہ کے بعد بہترین اولیاء اللہ کی ولایت کے انکار کرنیکا حکم دیتا ہے وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور یہ حکم دیتا ہے کہ جس شخص کا امامت میں خدا نے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا اور جسکو اپنا رذیل تر دشمن اور سب سے بڑا اپنا کافر قرار دیا ہے اسکی امامت کے باب میں اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں +
امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور تمام پیغمبروں پر مجھ کو شرف عنایت فرمایا ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ مجھ کو خاص کیا ہے اور سید اوصیا علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ مجھ کو عزت بخشی ہے اور شیعوں کے ساتھ جو تمام انبیا و اوصیا کے شیعوں سے بہتر ہیں مجھ کو معظم اور مکرم فرمایا ہے اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں نے جو نعمتیں تجھ کو عطا کی ہیں انکی عوض میں میرا ایسا شکر ادا کر جو زیادتی نعمات کا باعث ہو اسوقت میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ افضل چیز کیا ہے جس سے تیرا شکر بجالاؤں فرمایا اے محمدؐ میرا افضل شکر یہ ہے کہ اپنے بھائی علیؑ کے فضائل کو پھیلا اور میرے اور بندوں کو رغبت دلا کہ وہ اسکی اور اسکے شیعوں کی

تعظیم و تکریم کریں اور انکو حکم دے کہ وہ سب طرح کی مجتنیں اور عداوتیں صرف میری رضا کیلئے کریں اور ابلیس اور سرکش نافرمانوں سے جو میری مخالفت کی طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں جنگ برپا کریں اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کو ان سے بچنے کے لئے اپنی سپر بنائیں اور ابلیس اور اسکے لشکروں کے مقابلے میں سب سے عمدہ ہتیار اس بات کو بنائیں کہ محمدؐ کو تمام پیغمبروں سے افضل جانیں اور علیؑ کو اسکی تمام امت سے اشرف سمجھیں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ فخر انبیا ایسا راستگو ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور ایسا دانا اور صاحب حکمت ہے کہ کبھی جہالت اور نادانی نہیں کرتا اور ایسا ہوشیار اور صائب الرائے ہے کہ کبھی غافل نہیں ہوتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسکی محبت کے سبب مومنوں کے میزانہائے اعمال گرانبار ہوجائینگے اور اسکی مخالفت نواصب کے اعمال کی ترازوؤں کو ہلکا کردیگی جب وہ اسطرح کرینگے تو ابلیس اور اسکے سرکش لشکروں کو بہت بڑی شکست ہوگی اور وہ نہایت ہی ضعیف ہوجائیں گے +

قولہ عزوجل وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ **ترجمہ** اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جسکو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں (کہ نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ داوا کو پایا ہے (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کیا اگر انکے باپ (دین میں) کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں تو بھی یہ انکی پیروی کرینگے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو شیطان کے قدموں رفتار کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے جو اپنی کتاب میں محمدؐ کے وصف اور علیؑ کی تعریف اور اسکے فضائل و مناقب نازل کئے ہیں اسکی پیروی کرو اور رسولؐ کی طرف آؤ تاکہ وہ جو کچھ حکم تم کو دے اسکو قبول کرو قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا تب وہ جواب دیتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور وہی ہم کو کافی ہے پس انہوں نے رسول اللہ کی

مخالفت اور علی ولی اللہ کی دشمنی ظاہر طور پر کرنے میں اپنے باپ دادا کے طریق کی پیروی اختیار کی ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ اگر انکے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور راہ صواب کی طرف ذرا بھی ہدایت یافتہ نہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ انکی پیروی کرینگے +

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اے بندگان خدا حکم خدا سے میرے بھائی اور وصی علی ابن ابیطالب کی متابعت کرو اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہو جنہوں نے اپنے جاہل اور کافر باپ دادا کی پیروی کرکے اللہ کے سوا اور پروردگار مقرر کئے ہیں کیونکہ جو کوئی دین میں ایسے شخص کا پیرو ہوتا ہے جو دین حق سے بالکل بیخبر ہے وہ عذاب خدا میں گرفتار ہوتا ہے اور ابلیس لعین کا تیدی بنتا ہے اور آگاہ ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے بھائی علیؑ کو میری عترتؑ طاہرہ کی اعلےٰ زینت بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی اسکو اور اسکے دوستوں کو دوست رکھے اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرے میں اسکو اپنی جنت کی اعلےٰ زینت بناؤنگا اور اپنا بزرگتر دوست اور مخلص قرار دونگا بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہم اہلبیتؑ کی محبت پر قائم رہیگا اللہ تعالیٰ اسکے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھولدیگا اور سب کو اسکے لئے مباح کردیگا کہ جس دروازے سے اسکا جی چاہے داخل ہو اور جنت کے تمام دروازے اسکو پکارینگے اے خدا کے دوست اے خدا کے دوست کیا تو مجھ سے داخل نہوگا اور ہم سب میں سے مجھ کو خصوصیت نہ بخشیگا +

قولہ عزوجل وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ ترجمہ اور جو لوگ کہ کافر ہوئے انکی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو صرف ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور جو کچھ سمجھ میں نہیں آتی وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جو لوگ کہ کافر ہوئے انکی مثال بتوں کی پرستش کرنے اور محمدؐ و علیؑ کے سوا شریک قرار دینے میں كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ

بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً اس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو محض ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور اس کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا جو کوئی فریادرس اسکی فریاد کو پہنچے اور جس سے وہ مدد طلب کرے وہ اسکی امداد کرے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ وہ ہدایت کے باب میں بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے سوا بتوں کی جن کو انہوں نے خدا کا شریک بنایا ہے عبادت کرتے ہیں اور دوستان خدا کے مخالفوں کی متابعت کرتے ہیں جنکو انہوں نے خدا کے پسندیدہ خلفاء کے ناموں سے نامزد کیا ہے اور بہترین ائمہ (جنکو خدا نے اپنے دین کے قائم کرنے کے لئے نصب کیا ہے) کے القاب سے ملقب کیا ہے فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ پس وہ امر خدا کو نہیں سمجھتے ہیں ٭

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت بت پرستوں اور نواصب اہلبیتِ محمدؐ اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو اس سے باغی اور سرکش ہیں عنقریب فرشتے انکو جہنم میں لیجائیں گے ٭

معنی ہمزات

پھر رسولخدا نے فرمایا کہ ہم شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ جو کوئی اس ملعون سے خدا کی پناہ مانگتا ہے خدا اسکو پناہ دیتا ہے نیز ہم اس کے ہمزات اور نفخات اور نفثات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں آیا تم جانتے ہو وہ کونسی چیزیں ہیں سنو اسکے ہمزات ہم اہلبیت کا بغض ہے جو وہ تمہارے دلوں میں ڈال دیتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر تم سے بغض رکھیں گے جبکہ ہم نے خدا کے نزدیک تمہارے مراتب کو پہچان لیا فرمایا اس طرح سے کہ ہمارے دوستوں سے بغض رکھو اور ہمارے دشمنوں سے دوستی کرو پس تم کو چاہیے کہ ہمارے دشمنوں کی محبت اور دوستوں کی عداوت سے اللہ کی پناہ مانگو تب تم ہمارے بغض اور ہماری عداوت سے بچے رہوگے کیونکہ جو کوئی ہمارے دشمنوں کو دوست رکھے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس سے بیزار ہیں اور خدائے بزرگ و برتر بھی اس سے بیزار ہے (نفخات و نفثات کے معنی آیۂ ذیل کے ضمن میں درج ہیں۔ مترجم عفی عنہ) ٭

قولہ عزوجل یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِلّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ○ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیۡرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ ترجمہ اے ایمان والو جو چیزیں کہ ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور خدا کا شکر کرو اگر تم خاص اسکی عبادت کرتے ہو اس نے صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیز جس پر غیر خدا کا نام پکارا جائے تم پر حرام کی ہے پس جو شخص کہ مضطر ہو اور زیادتی کرنے والا اور حد سے گزرنیوالا نہو تو اسکو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو جو اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوت اور علیؑ ولی اللہ کی امامت پر ایمان لائے ہو کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِلّٰهِ ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور ہماری عطا کردہ نعمتوں پر ہمارا شکر ادا کرو منجملہ ان نعمتوں کے جو ہم نے تم کو دی ہیں ایک یہ ہے کہ تم کو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت پر قائم کیا تاکہ تم کو اسکی بدولت شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رکھے جو اپنے پروردگار عزوجل کے نافرمان ہیں اسلئے کہ جب تم اپنے نفسوں پر ولایت محمدؐ و علیؑ کو تازہ کرتے ہو تو خدا کی لعنتیں ان سرکش شیطانوں پر از سر نو پڑنی شروع ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ انکے نفحات اور نفثات سے تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہے ✦ جب حضرتؑ اس مقام پر پہنچے تو کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ نفحات شیطانی کیا چیز ہیں بیان فرمائیے فرمایا نفخہ وہ چیز ہے جسکو شیاطین غصہ کے وقت انسان میں پھونک دیتے ہیں جو اسکے دین و دنیا کی بربادی اور تباہی کا باعث بنتی ہے اور کبھی عدم غضب کے وقت بھی ایسا عمل کرتے ہیں جس سے وہی نتائج پیدا ہوتے ہیں پھر فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ سخت تر نفخہ شیطانی کیا ہے؟ وہ چیز ہے جسکو کسی آدمی میں پھونک کر اسکو وہم میں ڈالدیتے ہیں کہ اس امت کا ایک آدمی ہم اہلبیتؑ سے افضل ہے یا ہمارا ہمسر اور ہمرتبہ ہے خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہے کہ امت کا کوئی آدمی

معنی نفخات و نفثات

ہم سے افضل یا ہمارا ہم رتبہ ہو اللہ تعالیٰ نے اول تو محمدؐ کو اور اسکے بعد آل محمدؐ کو اس ساری امت پر فوقیت
دی ہے جیسے آسمان کو زمین پر فوقیت بخشی ہے اور جیسے سورج اور چاند کی روشنی کو سُہا ستارہ کی
روشنی پر فوق دیا ہے اور نفثات شیطانی میں یہ بات داخل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں
سمجھ لیتا ہے کہ قرآن کے بعد ہم اہلبیتؑ کے ذکر کرنے اور ہم پر درود وسلام بھیجنے کی نسبت زیادہ تر اس کو
شفا دینے والی کوئی اور چیز بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کے ذکر کو سینوں کے لئے باعث
شفا اور ہم پر درود بھیجنے کو گناہوں اور قصوروں کا مٹانے والا اور عیبوں سے پاک کرنیوالا اور
نیکیوں کا بڑھانیوالا بنایا ہے +

پھر خدا فرماتا ہے اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم خاص اسی خدا کی عبادت کرتے ہو تو تم کو
جسکی اطاعت کرنیکا اس نے حکم دیا ہے اسکی اطاعت بجا لاکر اس کا شکر ادا کرو اور جن کی اطاعت کا خدا
نے حکم دیا ہے وہ محمدؐ اور علیؑ اور انکے خلفائے طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں +

پھر خدا فرماتا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ
خدا نے تم پر صرف مردہ جو کہ حکم خدا کے موافق ذبح کئے بغیر خود ہی مر گیا ہو اور خون اور سور کا گوشت اور
جو چیز کہ غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیگئی ہو ان سب کا کھانا حرام کیا ہے اور وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ
میں وہ ذبائح داخل ہیں جنکو کفار اپنے بتوں کے نام پر جن کو وہ خدا کا شریک کہتے ہیں اور اللہ کے سوا
انکو اختیار کرتے ہیں قربانی کرتے ہیں فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ مگر جو
کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مضطر اور مجبور ہو اور وہ ضرورت کے وقت امام
ہدایت کنندہ سے باغی نہو اور جو شخص کہ پیغمبر نہو اسکی پیغمبری کے باب میں اور جو امام نہو اسکی امامت
کے بارے میں جھوٹی بات کہکر حد سے تجاوز نہ کر گیا ہو تو اسکو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ
نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بے شک اللہ اے مومنو تمہارے عیبوں کا چھپانیوالا
اور تمہارے حال پر رحم کرنیوالا ہے کہ جن چیزوں کا کھانا فراغبالی کے وقت حرام کیا ہے ضرورت
کے وقت انکو تمہارے لئے حلال کر دیا ہے +

اور امام زین العابدین نے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے اے مومنو تمام امور حرام سے پرہیز کرو اور یہ سمجھ لو کہ شیعیان آل محمدؐ میں سے اپنے کسی دینی بھائی کی غیبت کرنی حرام ہونے میں مردہ کھانے سے بھی بڑھکر ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ یعنی تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو آیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اور اگر مردہ بھائی کا گوشت تمہارے سامنے پیش کیا جائے تو تم کراہت کروگے اور ہرگز نہ کھاؤگے۔ اور خون کی حرمت (حرام ہونا) شیعیان محمدؐ و آل محمدؐ میں سے کسی مومن کی بادشاہ جابر کے پاس چغلی کھانے کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کیونکہ اس حالت میں اس چغلخور نے اپنے نفس کو بھی اور اپنے برادر دینی اور اس بادشاہ کو بھی ہلاک کیا۔

پارہ ۲۶ سورہ حجرات ع ۲

اور سور کے گوشت کی حرمت خدا کے ذلیل وخوار کئے گئے شخص کو محترم و معظم سمجھنے اور جن لوگوں کو خدا نے فاسقوں کے نام سے نامزد کیا ہے انکو ہمارے ناموں سے نامزد کرنے اور جنکو خدا نے فاجروں کے لقب سے ملقب کیا ہے انکو ہمارے القاب سے ملقب کرنیکی حرمت سے بہت ہی خفیف ہے۔

اور وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ یعنی غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیگئی چیز کی حرمت تمہارے واسطے اس فعل کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کہ تم عدم تقیہ کی صورت میں ہمارے دشمنوں کے ناموں کو جو ہمارے حقوق کے غصب کرنے والے ہیں خطبہ نکاح یا خطبۂ نماز جمعہ میں داخل کرو۔

پھر خدا فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ کہ جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو بشرطیکہ وہ باغی اور حد سے گزرنیوالا نہو تو اسکے کھانے میں کوئی گناہ اسکے ذمے نہیں ہے جس شخص کو حالت تقیہ ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے تناول کرنے کی طرف مضطر کرے اور تقیہ کے زائل ہونیکی حالت میں طاعت الہی کا معتقد ہو تو کچھ گناہ اسکے ذمے نہیں ہے اسی طرح اگر کسی کو مجبوراً اپنے کسی دینی بھائی کی بدگوئی کرنی پڑے تاکہ اس عمل سے اپنے نفس یا اپنے اس دینی بھائی پر سے کفار و نواصب کے ہاتھ سے مارے جانے کی بلا کو

دفع کرے۔ اور اگر کوئی شخص مومن بھائیوں کی یا بہت سے مسلمانوں کی انکے ہلاک کرنیکی نیت سے چغلی کھائے
اور وہ لوگ اس سے انتقام لینا چاہیں اور اسکی چغلی کھائیں اور وہ عیب بیان کریں جو فی الواقع اسمیں
موجود ہوں اور جو کوئی کسی ایسے شخص کو بزرگ اور قابل تعظیم سمجھے جو حکم خدا میں ذلیل وخوار ہے یا کسی ایسے
شخص کی حقارت کا خیال دلائے جو دین خدا میں معظم اور مکرم ہے باین غرض کہ وہ شخص اور خود اپنا نفس
دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے اور جو کوئی دشمن دین کو اپنے نفس کے خوف سے بزرگ ناموں سے نامزد کرے اور
جو کوئی از روئے تقیہ کے مخالفان دین کے احکام کو قبول کرے ان تمام صورتوں میں اس شخص پر کسی قسم کا
گناہ عائد نہیں ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے واسطے تقیہ کو وسیع کیا ہے +

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے کسی شیعہ کو کسی منافق کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا
اور اس شیعہ کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا کہ حضرت نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا ہے اسلئے وہ حاضر خدمت ہوا
اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میں حضرت سے عذر کرتا ہوں کہ میں نے تقیہ کے سبب فلاں منافق کے پیچھے
نماز پڑھی اور اگر یہ بات نہوتی تو میں ضرور تنہا ہی نماز کو ادا کرتا حضرت نے فرمایا اے مرد مومن
تجھ کو عذر کرنیکی کچھ حاجت نہیں ہے ہاں ترک کرنیکی صورت میں عذر کرنیکی بیشک تجھ کو ضرورت تھی
اے خدا کے مومن بندے اسوقت ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتے برابر تجھ پر درود
بھیج رہے ہیں اور تیرے اس پیش نماز پر لعنت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے کہ تیری اس نماز
کو جو حالت تقیہ میں تو نے ادا کی ہے سات سو نمازوں کے برابر لکھیں جو تو تنہا ادا کرتا ہیں تجھ پر تقیہ
لازم ہے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ تقیہ کے تارک کا ایسا ہی دشمن ہے جیسے اسکے منکر کا پس تو
اپنے نفس کے لئے اس بات کو پسند نہ کر کہ خدا کے نزدیک تیرا درجہ اسکے دشمنوں کے برابر ہو +

قولہ عزوجل إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ
ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَ
وُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ

بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ○ ترجمہ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اس پوشیدہ کرنے کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف آگ کھاتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے کلام نہ کریگا اور نہ انکو انکے اعمال کی ناپاکی سے پاکیزہ کریگا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کی عوض میں اور عذاب کو مغفرت کی عوض میں خرید کیا ہے پس کس چیز نے انکو آتش دوزخ پر صابر اور دلیر کردیا ہے؟ یہ عذاب اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے (اور ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا اور ترک کیا) اور جن لوگوں نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے وہ بیشک مخالفت بعید میں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم اہلبیت کے فضائل پوشیدہ کرنیوالوں کا حال بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو جس میں یہ مذکور ہے کہ محمدؐ تمام پیغمبروں سے افضل اور علیؑ تمام اوصیاء سے برتر ہے پوشیدہ کرتے ہیں وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور اس پوشیدہ کرنیکی عوض میں تھوڑی سی قیمت خرید کرتے ہیں یعنی اسکے چھپانے سے ان کا منشا یہ ہے کہ اسکی عوض میں قدرے قلیل مال و متاع دنیوی حاصل کریں اور اسکے سبب دنیا میں خدا کے جاہل بندوں کے نزدیک ریاست اور سرداری پائیں اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ یہ لوگ حق کو چھپا کر اس دنیا کا مال قلیل حاصل کرنیکی عوض اپنے پیٹوں میں صرف آگ ہی کھائینگے وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نیک کلام نہ کریگا بلکہ ان سے اسطرح کلام کریگا کہ ان پر لعنت کریگا اور انکو رسوا کریگا: وہ ان سے فرمائیگا کہ تم میرے برے بندے ہو تم نے میری ترتیب کو پلٹ دیا اور جس کو میں نے مقدم کیا تھا اسکو تم نے موخر کیا اور جس کو میں نے موخر کیا تھا اسکو تم نے مقدم کیا اور میرے دشمنوں کو تم نے دوست رکھا اور میرے دوستوں کو دشمن وَلَا يُزَكِّيْهِمْ اور نہ انکو گناہوں سے پاکیزہ کریگا کیونکہ گناہ اسی وقت زائل اور مضمحل

ہوتے ہیں جبکہ ولایت محمدؐ و علیؑ انکے ساتھ ملحق ہو مگر جن گناہوں سے ولایت محمدؐ و علیؑ کا زائل ہونا قریب ہوتا ہے وہ گناہ مضاعف کیے جاتے ہیں اور وہ جرم بڑھائے جاتے ہیں اور انکا عذاب نہایت سخت اور عظیم ہوتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور انکو جہنم میں دردناک عذاب دیا جائیگا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کی عوض میں خرید کیا اور دار القرار یعنی بہشت میں جو نیک اور ابرار لوگوں کا مقام ہے سعادت ابدی حاصل کرنیکی عوض میں دار البوار یعنی جہنم میں ہلاک ہونے کو قبول کیا وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ اور عذاب کو کہ دشمنان خدا کو دوست رکھنے کے سبب اسکے مستحق ہوئے ہیں مغفرت کی عوض مول لیا جس کے مستحق وہ اسوقت ہوتے جبکہ وہ دوستان خدا کو دوست رکھتے فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ پس کس چیز نے انکو جہنم کی آگ پر صابر کیا یعنی کس چیز نے انکو ایسے عمل کی جرأت دلائی جو آتش جہنم کے عذاب کو انپر لازم کرتا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ یہ عذاب جو اپنے امام کی مخالفت کرنے اور پیغمبر خدا محمدؐ کے وصی اور صفی اور اسکے بعد تمام مخلوق سے افضل یعنی علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت سے الگ ہونیکی وجہ سے انکے گناہوں اور جرموں کی عوض انکے لئے لازم کیا گیا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا اور اسمیں ان لوگوں کو جو اہل حق کی مخالفت کریں اور صادق لوگوں سے علیحدگی اختیار کریں اور فاسقوں کے مطیع ہوں عذاب کا وعدہ دیا ہے اور جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور انکو پہنچے گا اور اسمیں ذرا بھی خطا نہ ہوگی وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ اور جن لوگوں نے کتاب خدا میں اختلاف کیا وہ اسپر ایمان نہیں لائے اور بعض نے کہا کہ یہ جادو ہے اور بعض نے اسکو شعر بتلایا اور بعضوں نے کہا کہ یہ تو کہانت یعنی فال گوئی ہے لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ وہ کتاب خدا میں اختلاف کرنیوالے لوگ حق کے بڑے مخالف ہیں کہ جس شق میں حق ہے وہ اسکی مخالف شق میں ہیں امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ حال ہے اس شخص کا جو ہمارے فضائل کو پوشیدہ کرے اور ہمارے حقوق کا منکر ہو اور ہمارے ناموں کو اپنے نام مقرر کرے اور ہمارے القاب سے ملقب ہو اور

ہمپر ظلم کرنے والوں کی ہمارے حقوق کے غصب کرنے میں امداد کرے اور ہمارے دشمنوں کو ہمپر برانگیختہ کرے اور تقیہ اسکو ان امور پر مجبور نہ کرتا ہو اور اپنی جان اور مال کے خوف سے ایسا کرنا اسکے لئے ضروری نہو اے ہمارے شیعو خدا سے ڈرو کہ جب تقیہ تم پر واجب نہو تو تم ہماری خواہش کے موافق عمل کرو اور جب تقیہ تم کو منع کرے تو ہم سے علیحدگی اختیار نہ کرو (یعنی تقیہ کی صورت میں ہم سے علیحدگی اختیار کرو اور عدم تقیہ کے وقت ہمارا ساتھ دو اور علیحدہ مت ہو) اور اب میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو تم کو امر ناجائز سے مانع ہوگا اور اس سے تم کو نصیحت حاصل ہوگی +

ایک روز وہ شخص جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان میں سے ایک کا تو سانپ پر پاؤں پڑگیا تھا اور اس موذی نے اسکو کاٹ کھایا تھا اور دوسرے کو رستے میں کسی دیوار پر سے بچھو گر کر کاٹ گیا تھا اور وہ دونو گر پڑے اور اس صدمے سے انکی یہ کیفیت تھی کہ گویا قتل کر کے زمین پر ڈالدئیے ہیں اور ذبح کئے گئے ہیں لوگوں نے حضرت کو انکے احوال سے مطلع کیا فرمایا انکو جانے دو کیونکہ ابھی انکا وقت نہیں آیا اور انکی محنت پوری نہیں ہوئی لوگ انکو اٹھا کر گھر لے گئے اور وہ دو مہینے تک بیمار رہے اور سخت تکلیف اٹھائی اور بہت درد دکھ جھیلے اسکے بعد جناب امیر نے انکو بلوایا لوگ اٹھا کر حضرت کی خدمت میں لائے اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ دونو مرنے کے قریب ہیں اور اٹھانے والوں کے ہاتھوں میں ہی مرجائیں گے امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے انہوں نے عرض کی یا امیر المومنین ہم نہایت درد اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں فرمایا تم دونو خدا سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرو جسکے سبب تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور ایسی خطا سے اللہ کی پناہ مانگو جس سے تمہارے ثواب باطل ہوجائیں اور عذاب اور وبال بڑھ جائے انہوں نے عرض کی یا امیر المومنین آپ یہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم میں سے ہر ایک کو یہ حادثہ اپنے کسی گناہ کے سبب پہنچا ہے پھر ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے فلاں تجھ کو یاد ہوگا کہ فلاں روز فلاں شخص نے سلمان رض فارسی کی عیب چینی کی اور ہماری دوستی کے سبب اسپر طعن کیا حالانکہ تجھ کو اپنی جان یا اہل و عیال یا اولاد یا مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف اس

ملعون کی تردید سے مانع نہ تھا مگر حیا کے سبب خاموش رہا اسلئے یہ صدمہ تجھ کو پہنچا مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تیری اس تکلیف کو رفع کرے اسلئے اب تو اپنے دل میں عہد کر کہ اسکے بعد پھر کبھی کسی محب اہلبیت کی حقارت کو گوارا نہ کرونگا جبکہ اسکی غیبت میں اسکی نصرت پر قادر ہونگا تو ضرور نصرت کرونگا بشرطیکہ اپنی جان یا اہل وعیال اور اولاد اور مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف نہو۔ پھر دوسرے سے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ تجھ کو یہ صدمہ کس لئے پہنچا؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ ایکدن تو فلاں ناصبی کے ہاں موجود تھا اور میرا خادم قنبر وہاں گیا اور تو میری تعظیم کے سبب اسکی تعظیم کو کھڑا ہو گیا یہ دیکھکر وہ ناصبی بولا تو میرے سامنے اس شخص کی تعظیم کرتا ہے اسوقت تو نے جواب دیا کہ میں کیونکر اسکی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوں جبکہ فرشتے راہ میں اسکے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور یہ ان پر پاؤں رکھکر چلتا ہے جب تو نے یہ بات کہی تو اس ناصبی نے کھڑے ہو کر قنبر کو مارا اور نہایت ایذا دی اور اسکو اور مجھکو نہایت خوف دلانے والی باتیں کہیں اور اسکے غضبناک ہونے سے میرے دل پر نہایت صدمہ پہنچا اسلئے تجھ پر بچھو گرا اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو اس مرض سے شفا عنایت کرے تو عہد کرلے کہ کبھی ہمارے دشمنوں کے روبرو ہمارے ساتھ یا ہمارے کسی دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کریگا کہ جس سے تجھ کو ہم پر یا ہمارے دوستوں پر ہمارے مخالفوں کی طرف سے کسی قسم کے ضرر پہنچنے کا خوف ہو دیکھو جناب رسولخدا حالانکہ مجھے کو سب سے افضل جانتے تھے مگر جب میں انکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو کبھی میری تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے تھے جیسا کہ بعض اشخاص کے لئے جن کو ان فضائل کا کروڑواں حصہ بھی حاصل نہ تھا جو آنحضرتؐ میرے لئے ثابت کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ حضرتؐ کو معلوم تھا کہ یہ بات بعض دشمنان خدا کو اس امر پر برانگیختہ کرتی ہے جو آنحضرتؐ اور میرے اور مومنین کے لئے غم وملال کا باعث ہوتا ہے اور جن لوگوں کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوتے تھے اپنے لئے اور انکے لئے کسی قسم کی خرابی کا اندیشہ نہوتا تھا جیسا کہ میری تعظیم کرنے میں ہوا کرتا تھا انکے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قولہ عزوجل لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ ترجمہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کی طرف اپنے منہ پھیر و لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں اور کتاب خدا اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں اور باوجود مال کی محبت کے اپنا مال قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو دیں اور کنیزوں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب عہد کریں تو اسکو پورا کریں اور مصیبتوں اور تنگیوں میں اور سختی کے وقت میں صبر کریں یہ لوگ صادق ہیں اور یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے علیؑ کو سب پر فضیلت دی اور خدائے عزوجل کے نزدیک اسکی جلالت کا حال بیان کیا اور اسکے شیعوں اور اسکی دعوت میں اسکی نصرت کرنیوالوں کی فضیلتیں ظاہر فرمائیں اور یہود و نصاریٰ کو انکے کافر ہونے اور انکی کتابوں میں جو محمدؐ و علیؑ کے فضائل اور محاسن کا ذکر ہے اسکے چھپانے پر زجر و توبیخ کی تو یہود و نصاریٰ فخر کرنے لگے اور یہودیوں نے فخریہ بیان کیا کہ ہم نے اسقدر بیشمار نمازیں اپنے قبلہ کی طرف پڑھی ہیں اور بعض لوگ ہم میں ایسے ہیں جو ادھر کو منہ کرکے شب بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ قبلہ موسیٰ ہے جسکی طرف منہ کرنیکا اس نے ہم کو حکم دیا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اپنے قبلہ کی طرف بیشمار نمازیں پڑھی ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اسکی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھنے میں رات گزار دیتے ہیں اور وہ عیسیٰؑ کا قبلہ ہے جسکے لئے اس نے ہم کو حکم دیا ہے بعد ازاں دونو فرقوں نے کہا کہ اے محمدؐ کیا تیری رائے میں ہمارا پروردگار ہمارے ان اپنے عملوں اور اپنے قبلہ کی طرف ہماری اسقدر ادا کی ہوئی نمازوں کو باطل کردیگا اس سبب سے کہ ہم خود محمدؐ اور اسکے بھائی کی

جبکو وہ اپنی رائے کے موافق حکم خدا کہتا ہے متابعت نہیں کرتے اسوقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی
کہ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ بر یعنی
طاعت خدا جو تم کو جنت میں پہنچائے اور جسکے باعث تم بخشش اور خوشنودی خدا کے مستحق ٹھیرو۔
یہ نہیں ہے کہ تم نمازوں میں اے نصاریٰ مشرق کی طرف اور اے یہودیو مغرب کی طرف منہ کرو حالانکہ تم
امر الٰہی کے مخالف ہو اور ولی خدا پر غضب ناک ہو وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ بلکہ وہ طاعت
(جبکی تعریف اوپر بیان ہوئی) یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں یعنی اس بات پر کہ وہ واحد اور احد
اور فرد اور صمد (بے نیاز) ہے جس کو چاہتا ہے عظمت عطا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کرامت دیتا ہے
اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے کوئی اسکے امر کو رد کرنیوالا اور اسکے حکم کو موڑنے والا نہیں
ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں جسکے قیام کرنیوالوں میں سب سے افضل
سردار انبیا محمدؐ ہیں اور انکے بعد سب سے افضل انکے بھائی اور صفی سید الاوصیا علیؑ ابن ابیطالب ہیں
اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں کہ اس میں جب کوئی شیعہ محمدؐ و علیؑ حاضر ہوگا اسکے انوار
اس میدان میں روشن ہونگے اور اسی روشنی میں وہ خود اور اسکے بھائی اور اسکی بیویاں اور
اسکی اولاد اور اسکے ساتھ نیکی کرنیوالے اور دنیا میں اسکی تکلیفوں اور سختیوں کو دفع کرنیوالے
جنت میں جا داخل ہونگے۔ اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں کہ جس میں جب کوئی دشمن محمدؐ وارد
ہوگا تو وہاں کے اندھیرے اسکو گھیرے ہونگے اور وہ خود اور وہ لوگ جو اعتقاد اور دین اور مذہب میں
اسکے شریک تھے اور دیگر متفرق لوگ جو دنیا میں عدم تقیہ کی حالت میں ان سے ملحق تھے انہی تاریکیوں
میں گھرے ہوئے جہنم کے دردناک عذاب میں جا پہنچیں گے اور اس روز قیامت پر ایمان لائیں۔
جس میں جنت محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں اور انکے شیعوں کو ندا کریگی کہ ہماری طرف آؤ ہماری طرف
آؤ اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں اور انکے مخالفوں کو کہیگی ہم سے دور ہو ہم سے دور رہو اور جہنم دوستان
و شیعیان محمدؐ و علیؑ سے کہیگی کہ ہم سے پرے ہٹو ہم سے پرے ہٹو۔ اور محمدؐ اور علیؑ اور انکے شیعوں کے
کے دشمنوں اور مخالفوں کو پکاریگی ہماری طرف آؤ ہماری طرف آؤ جس روز کہ بہشتیں آوازدینگی

یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونو حضرات کی فرمانبرداری کا حکم دیاہے اور جبکو تم ہمارے اندر داخل کرو اسکے داخل کر لینے کی اجازت دی ہے پس آپ اپنے شیعوں سے ہم کو بھر دو انکو مبارک اور گوارا ہو اور سب دوزخ پکاریگے یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونو حضرات کی اطاعت کرنے اور جسکے جلانے کا آپ ہم کو حکم کریں اسکے جلانے کا حکم دیاہے پس آپ دونو حضرات اپنے دشمنوں سے ہم کو پر کریں وَالْمَلٰٓئِکَۃِ اور فرشتوں پر ایمان لائیں کہ وہ معصوم اور بے گناہ بندے ہیں اور کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انکو دیا گیاہے اسی کو کرتے رہتے ہیں اور ان کا سب سے بڑا عمل ان مراتب میں جن میں وہ ثرٰے سے لیکر عرش تک مرتب کئے گئے ہیں یہ ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجیں اور انکے پرہیزگار اور متقی شیعوں کے لئے خدا کی رحمت اور اسکی خوشنودی طلب کریں اور انکے ظاہری دشمنوں اور منافقوں کی پیروی اور متابعت کرنیوالوں پر لعنت کریں وَالْکِتٰبِ اور اس کتاب پر ایمان لائیں جس کو خدا نے نازل کیاہے اور اسمیں محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کا ذکر ہے اور انکے وہ خصائص اسمیں بیان کئے ہیں جن سے اہل عالم میں سے کسی کو مخصوص نہیں کیا اور ان دونو کی متابعت اور اطاعت کرنے والے مومنوں کی فضیلت اور انکے مخالف معاندین و منافقین کے بغض کا ذکر اسمیں درج ہے۔ وَالنَّبِیّٖنَ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں کہ وہ تمام مخلوق خدا سے افضل ہیں اور ان سب نے محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کی فضیلت اور انکے شیعوں کے تمام پیغمبروں پر ایمان لانیوالوں سے افضل ہونے پر رہنمائی کی ہے اور وہ سب محمدؐ اور علیؑ کی فضیلت کے مُقر تھے اور انکے خصائص کو تسلیم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو وہ فضل و شرف عطا فرمایاہے کہ جس نبی کے نفس نے اسکی طرف رغبت کی اللہ تعالیٰ نے اسکو منع کیا اور اسکو باز رکھا اور اسے حکم دیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونو کی آل اطہار کے فضائل کو تسلیم کرے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور اس سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمائی مگر ہاں سلیمانؑ ابن داؤدؑ کو اسمیں سے فقط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عنایت کی تھی جس کو اس نے اپنی تمام سلطنت سے جو خدا کی طرف سے اسکو عطا ہوئی تھی اشرف اور اعلیٰ سمجھا اور عرض کی اسے میرے پروردگار یہ کلمات کس قدر بزرگتر ہیں

کہ میں انکو اپنی تمام سلطنت سے جو تونے مجھکو عطا کی ہے بہتر سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ کلمات کیونکر ایسے بزرگ اور شریف نہوں جبکہ انکی شرافت اس درجہ کو پہنچی ہے کہ جب کوئی بندہ یا کنیز ان کلمات سے مجھکو موسوم کرتاہے تو میں اسکے لئے اس شخص کی نسبت ہزار گنے ثواب واجب کرتاہوں جو تیری سلطنت سے ہزار گنی بلوشاہی کو میری راہ میں تصدق کرے اے سلیمانؑ یہ کلمات سورۂ فاتحہ کا جسکو میں مکمل طور پر محمدؐ کو عطا کرونگا ساتواں حصہ ہیں تب سلیمانؑ نے عرض کی اے پروردگار آیا مجھکو اجازت ہے ؟ کہ میں اسکی تکمیل کی درخواست کروں فرمایا اے سلیمانؑ جو کچھ میں نے تجھکو عطا کیاہے اسی پر قناعت کر کیونکہ تو محمدؐ کے شرف و منزلت کو ہرگز نہیں پہنچیگا خبردار محمدؐ کے درجہ اور اسکی فضیلت اور جلالت کی کبھی درخواست نہ کرنا ورنہ میں تجھکو تیری سلطنت سے نکالدونگا جس طرح آدمؑ کو جنت سے نکال دیا تھا کیونکہ اسنے اس درخت کی خواہش کرکے محمدؐ کے درجہ کی آرزو کی تھی جسکی جڑ محمدؐ اور سب سے بڑا ٹہنا علیؑ اور باقی ٹہنے علی حسب مراتب آل محمدؐ اور اسکی شاخیں درجہ بدرجہ اسکے شیعہ اور اسکی امت کے لوگ ہیں اسلئے کہ کسی کو محمدؐ کے سے درجات اور مراتب حاصل نہیں ہیں جب سلیمانؑ نے یہ ارشاد باریتعالیٰ سنا تو عرض کی کہ یا اللہ مجھکو اسی چیز پر جو تونے مجھکو مرحمت فرمائی ہے قناعت عطا کر اللہ تعالیٰ نے اسکو اسی پر قانع کردیا تب اسنے عرض کی میں نے قبول کیا اور رضامند ہوا اور قناعت کی اور مجھکو معلوم ہوگیا کہ تیری درگاہ میں محمدؐ کے سے مراتب اور درجات اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ اور اپنا مال باوجود محبت اور شدت ضرورت کے کہ انکو اپنی زندگی کی آرزو ہے اور فقیری کا خوف ہے اسلئے کہ تندرست اور بخیل ہیں راہ خدا میں مستحق مومنین کو جنکی تفصیل ذیل میں ہوے ؑوالیں پیغمبرؐ کے محتاج اور تنگدست قریبی رشتہ داروں کو بطور ہدیہ اور نیکی کے دیں نہ کہ بطور تصدق کے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صدقے سے انکو بزرگ و برتر کیاہے اور اپنے قریبیوں کو صلہ اور نیکی او جس طرح پر چاہیں دیں اور محتاج یتیموں کو دیں بنی ہاشم کے یتیموں کو بطور نیکی کے دیں اور صدقہ کرکے نہ دیں اور دیگر یتیموں کو صدقہ اور صلہ رحمی کے طور پر دیں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو جو راستے میں ہوں اور زادِ راہ

انکے پاس نہ ہو عطا کریں اور ان سائلوں کو دیں جو لوگوں سے روزی طلب کریں اور صدقات کا سوال کریں اور ان غلاموں کی جو مکاتبہ کر چکے ہوں (یعنی اپنے آقا کو لکھ کر دے چکے ہوں کہ اگر ہم اس قدر روپیہ دیدیں تو ہم کو آزاد کیا جائے) اعانت کریں تاکہ وہ اپنا مقررہ روپیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں + بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس مال نہو جس سے وہ کسی کی غمخواری اور ہمدردی کرے اسکو چاہیے کہ اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا از سر نو اقرار کرے اور ہم اہلبیت کے واجب حق کا مقر ہو کر ہمارے فضائل کا اعلان کرے اور ہم کو تمام پیغمبروں کی آل پر اور محمدؐ کو جملہ انبیا پر فضیلت دے اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی کو ظاہر کرے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہو خواہ وہ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور دوست ہی کیوں نہوں کیونکہ ولایت الٰہی حاصل نہیں ہوتی جبتک کہ اسکے دوستوں کو دوست اور اسکے دشمنوں کو دشمن نہ رکھے +

وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور نماز کو قائم کریں حضرتؑ نے فرمایا کہ اس شخص کی نیکی (بڑی) نیکی شمار ہوتی ہے جو نماز کو باشرایط ادا کرے اور یہ جانے کہ نماز کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اسکے شروع سے لیکر اخیر تک سردار انبیا محمدؐ کی فضیلت اور سردار اوصیا افضل اتقیا علیؑ ابن ابیطالب (جو نبی زکی و مختار کے بعد تمام نیکوں کے سردار اور تمام اہل خیر کے پیشوا اور تمام اہل بہشت سے افضل ہیں) کی ولایت کا اقرار و اعتراف رکھے وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ واجب اپنے مومن بھائیوں کو دیں اور اگر کسی کے پاس مال نہو جس کی وہ زکوٰۃ نکالے تو اپنے بدن اور عقل کی زکوٰۃ نکالے اور وہ یہ ہے کہ جب مقدور اور قدرت ہو تو محمدؐ و آل محمدؐ کی فضیلت کو ظاہر کرے اور جب بلائیں عام ہوں اور مصیبتیں نازل ہوں اور ہمارے دشمن غالب ہوں تو تقیہ کا استعمال کرے اور بندگان خدا سے اسطرح معاشرت کرے جس سے اسکے دین میں رخنہ نہ پڑے اور اسکی آبرو میں فرق نہ آئے اور اسکے دین اور دنیا دونو محفوظ رہیں ایسا شخص تقیہ کے استعمال کے سبب اپنے مولا کی عبادت میں اپنے نفس کو زیادہ کرتا ہے اور اپنی آبرو کو جس کا بچانا اللہ تعالیٰ نے اسپر فرض کیا ہے محفوظ رکھتا ہے اور اپنے مالوں کی جنکو خدا نے اسکے نفس اور دین اور آبرو اور بدن کے قیام کا باعث بنایا ہے حفاظت کرتا ہے اور خدا کی لعنت ہو ان لوگوں پر جن پر خدا غضبناک ہے

جنھوں نے رذیل خصائل اور قابل عذاب عادات کو اختیار کرلیاہے اسلئے کہ انھوں نے اہل حقوق سے انکے حقوق کو الگ کیا اور ولایت الٰہی کو ان لوگوں کے سپرد کیا جو اسکے مستحق نہ تھے +

بعد ازاں خدا فرماتاہے وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوْا اور جب کسی سے عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور حضرتؑ نے فرمایاہے کہ سب سے بڑا عہد جو ان سے لیا گیاہے یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ نے شرف اور فضیلت عطا کی ہے اسکے شرف اور فضیلت کو جو انکو معلوم ہیں پوشیدہ نہ کریں اور بزرگ ناموں سے ان خطاکاروں اور حد سے گزرنیوالوں اور گمراہوں کو نامزد نہ کریں جو ان پاک ناموں کے مستحق نہیں ہیں پس جنکی طرف کہ خدا نے اپنی دلیلیں اور نشانیاں دکھا کر رہبری کی تھی ان اچھے ناموں سے جن لوگوں نے ایسے خطاکاروں اور سرکشوں کو جو کسی طرح ان خاصان خدا کے ہمسر نہ تھے نامزد کیا وہ راہ خدا سے گمراہ ہوگئے اب خدا فرماتاہے وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ اور سختیوں یعنی دشمنوں کی لڑائی میں صبر کریں اور ابلیس اور اسکے سرکش شیاطین سے بڑھکر لڑنیوالا دشمن اور کوئی نہیں ہے اسکو اور انکو محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے للکاریں اور اپنی طرف سے دفع کردیں وَالضَّرَّاءِ اور فقیری اور تنگی میں صبر کریں اور کوئی محتاجی اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ مومن کو دشمنان آل محمدؐ کے ہاتھ سے روزی مانگنے کی ضرورت پڑے اس مصیبت پر صبر کرے اور جو کچھ کہ انکے مال میں سے لیتاہے اسکو غنیمت جانے اور اسکی عوض میں انپر لعنت کرے اور جو کچھ کہ لیتاہے اس سے ہادیان طیبین وطاہرین کی ولایت کا از سرنو ذکر کرنے میں مدد لے وَحِيْنَ الْبَأْسِ اور شدت قتال وجدال کے وقت صبر کریں اسطرح سے کہ اللہ کا ذکر کریں اور محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ پر درود بھیجیں اور اپنے دل اور زبان سے دوستان خدا کو دوست رکھیں اور دشمنان خدا کو دشمن أُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہ لوگ جن کے اوصاف اوپر بیان ہوئے وہ ہیں جو صادق یعنی اپنے ایمان میں سچے ہیں کہ انھوں نے اپنے اقوال کی اپنے افعال سے تصدیق کرادی اور یہی لوگ وہ ہیں متقی اور پرہیزگار ہیں کہ عذاب دوزخ اور شرور نواصب وکفار سے ڈرتے اور بچتے ہیں جن سے بچنے کا انکو حکم دیا گیاہے +

قولہ عزوجل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں قصاص لینا تم پر واجب کیا گیا ہے آزاد کی عوض میں آزاد سے اور غلام کی عوض میں غلام سے اور عورت کی عوض میں عورت سے قصاص لینا چاہیے اگر کسی (قاتل) کو اسکا دینی بھائی یعنی وارث مقتول (قصاص) معاف کردے تو اس سے خونبہا طلب کرنے میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیے (یعنی زیادہ نہیں لینا چاہیے) اور اس قاتل کو بھی خونبہا کے ادا کرنے میں مقتول کے وارثوں سے نیکی کرنی چاہیے (اسمیں کمی نہ کرے اور پورا انکو پہنچادے یہ قصاص کو معاف کرکے خونبہا لینا تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے پس جو شخص کہ اسکے بعد حد سے تجاوز کرے (یعنی خونبہا لینے کے بعد قاتل کو قتل کردے یا قاتل اسکی ادائگی کے بعد اور کو قتل کردے) اسکے لیئے عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے اور اے صاحبان عقل قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے تاکہ تم (ناحق قتل کرنے سے) پرہیز کرو اور ڈرو

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں تم پر قصاص بطور مساوات واجب کیا گیا ہے اور اس بات کو واجب کیا ہے کہ قاتل نے جس طریق سے مقتول کو قتل کیا ہے اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ برتا جائے الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى آزاد کی عوض میں آزاد قتل کیا جائے اور غلام کی عوض میں غلام اور عورت کی عوض میں عورت جبکہ عورت کو عورت قتل کرے فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ پس جس کسی کو اسکا (دینی) بھائی کچھ معاف کردے یعنی قاتل کو اگر مقتول کا وارث قتل معاف کردے اور وہ دونو اس امر پر راضی ہوجائیں کہ قاتل خونبہا ادا کرے اور اسکی عوض میں قتل اسکو معاف کردیا جائے فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ تو وارث مقتول کو خونبہا کے مطالبہ میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیے کہ قاتل پر زیادہ خونبہا لیکر ظلم نہ کرے

اور اسکو تنگ کرے (یہ وصیت وارث مقتول کے لئے ہے) وَاَدَآءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ اور قاتل جس کو خونبہا کی عوض خون معاف کیا گیا ہے خونبہا نیکی کے ساتھ اسکو یعنی وارث مقتول کو پہنچا دے نہ تو اسکے خلاف کرے اور نہ اسکے ادا کرنے میں دیر کرے ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ یہ (ولی مقتول کا خونبہا کی عوض میں قاتل کو خون معاف کرنا) پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے کہ اس نے اس امر کی اجازت دی ہے کہ مقتول کا وارث خونبہا لیکر قاتل کو خون معاف کردے کیونکہ اگر قتل یا معافی کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی تو مقتول کے وارث کم ہی اس بات پر رضامند ہوتے کہ قاتل سے خون کا بدلا نہ لیں اور اسکو معاف کردیں اور کم ہی ایسا ہوا کرتا کہ قاتل قتل کئے جانے سے محفوظ رہے فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پس جو کوئی کہ اس معاملہ کے بعد حد سے تجاوز کرے اسکے لئے عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے یعنی جو وارث مقتول کہ خونبہا لیکر معافی سے درگزر کرے اور خونبہا لینے اور اسپر رضامند ہونیکے بعد پھر اس قاتل کو قتل کر ڈالے اسکے واسطے آخرت میں خدائے بزرگ و برتر کے پاس عذاب دردناک مہیا کیا گیا ہے اور دنیا میں اس شخص کے قتل کی عوض قتل کیا جائیگا جس کا قتل کرنا اسکے لئے حلال نہ تھا وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ اے امت محمدی قصاص میں تمہارے واسطے زندگی ہے کیونکہ جو کوئی کسی شخص کے قتل کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سمجھکر کہ مجھ سے اس کا قصاص لیا جائیگا (یعنی اسکے عوض میں مارا جاؤنگا) اسکے قتل سے باز رہتا ہے ایک تو وہ شخص زندہ رہا جسکو وہ قتل کرنا چاہتا تھا اور ایک وہ گنہگار جو اسکے قتل کا ارادہ کرتا تھا جیتا رہا اور ان دونو کے سوا اور لوگوں کے لئے بھی باعث زندگی ہے کیونکہ جب انکو معلوم ہوگا کہ قصاص واجب ہے تو وہ اسکے خوف سے کسی کے قتل کرنیکی جرات نہ کرینگے یٰاُولِی الْاَلْبَابِ اے عقل والو لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم ناحق قتل کرنے سے پرہیز کرو اور اس سے ڈرو۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے اے بندگان خدا یہ اس شخص کے قتل کا قصاص ہے جسکو تم دنیا میں قتل کرتے ہو اور اسکی روح کو فنا کرتے ہو آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس فعل سے مطلع کروں جو اس قتل سے عظیم تر ہے اور اللہ تعالیٰ جو قصاص اسکے قاتل پر واجب کرتا ہے وہ تمہارے اس

قصاص سے بہت بھاری ہے اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ضرور ارشاد فرمایئے فرمایا اس قتل سے
بڑھکر وہ قتل ہے کہ تو ایسا قتل کرے کہ پھر اس کا انجبار یعنی بستگی اور اصلاح نہ ہو سکے اور نہ وہ
اسکے بعد کبھی زندہ ہو سکے اصحاب نے عرض کی وہ کونسا قتل ہے حضرتؑ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ کوئی کسی
شخص کو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت سے گمراہ کرے اور اسکو خدا کے مخالف طریق پر چلائے
اور اسکو اس بات پر برانگیختہ کردے کہ دشمنان علیؑ کے طریق کی پیروی کرے اور انکی امامت کا
قائل ہو اور علیؑ کے حق اور اسکی فضیلت کا منکر ہو اور اسکی تعظیم واجبی کے ادا کرنیکی پروا نہ کرے
یہ ہے وہ قتل جو اس مقتول کو ہمیشہ آتش جہنم میں رکھیگا اور اسی طرح اس قتل کا عوض بھی یہی
ہے کہ اس کا قاتل بھی مقتول کی طرح ہمیشہ آتش جہنم میں جلتا رہے گا۔

ایک دن ایک شخص ایک اور شخص کو امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں لایا جس کو وہ اپنے
باپ کا قاتل سمجھتا تھا وہاں آکر اس شخص نے اقرار کرلیا کہ میں نے اسکے باپ کو قتل کیا ہے حضرتؑ نے قصاص
کو اسپر لازم کیا اور وارث مقتول سے ارشاد فرمایا کہ اسکو قصاص معاف کردے تاکہ اللہ تعالے
تجھ کو ثواب عظیم عطا فرمائے مگر اس شخص نے منظور نہ کیا حضرتؑ نے اس مدعی خون سے جو خون کا وارث اور
قصاص لینے کا مستحق تھا فرمایا اے شخص اگر تجھ کو یاد ہے کہ اس قاتل کا تجھ پر کچھ حق ہے تو اس کا یہ گناہ معاف
کردے اور اسکی یہ خطا بخش دے اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا اس شخص کا مجھ پر حق تو ضرور ہے مگر وہ
اس درجہ کا نہیں ہے کہ میں اسکی عوض میں اسکو اپنے باپ کا خون معاف کردوں فرمایا تو پھر تو اور کیا
چاہتا ہے اس نے عرض کی کہ خونبہا لینا چاہتا ہوں اگر یہ چاہے کہ میں خونبہا لیکر اسکے اس حق کے سبب
اس سے صلح کرلوں تو میں صلح کرلونگا اور اسکی خطا معاف کردونگا حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر اس کا حق کیا
ہے اس نے جواب دیا اے فرزند رسولؐ اس نے مجھ کو اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ خدا کی نبوت اور علیؑ ابن
ابیطالب کی امامت تلقین کی ہے فرمایا کیا یہ امر تیرے باپ کے قتل کے برابر نہیں ہے؟ ہاں خدا کی قسم
یہ تو اول دنیا سے لیکر آخر دنیا تک جملہ اہل عالم کے خونوں کا عوض ہو سکتا ہے سوا پیشوایان دین کے
اگر وہ قتل کئے جائیں کیونکہ انکے خونوں کی کوئی چیز برابری نہیں کرسکتی اے شخص کیا تو اس سے خونبہا

لیئے پر قناعت کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ ہاں تب حضرتؑ نے اس قاتل سے فرمایا کہ آیا تو اپنی اس تعلیم کا جو تونے اس شخص کو دی ہے ثواب مجھ کو دیتا ہے؟ تا کہ میں اسکی عوض تیری طرف سے خونبہا ادا کروں اور تو قتل کئے جانے سے نجات پائے اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ مجھے تو اسکی ضرورت ہے اور آپ اس سے مستغنی ہیں کیونکہ میرے گناہ بہت بڑے ہیں! اور میں نے جو اس مقتول کا گناہ کیا ہے اس کا معاملہ بھی میرے اور اس مقتول کے درمیان ہے نہ کہ میرے اور اس وارث مقتول کے درمیان حضرتؑ نے فرمایا تو کیا تجھ کو اپنا قتل ہونا اس تلقین کے ثواب کے ہبہ کرنیکی نسبت زیادہ پسند ہے اس نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ ہاں ایسا ہی ہے تب حضرتؑ نے وارث مقتول سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے جو گناہ تیرا کیا ہے اس میں اور اس نے جو تجھ پر احسان کیا ہے اسمیں باہم مقابلہ کر اس نے تیرے باپ کو قتل کرکے اسکو لذت دنیوی سے اور تجھ کو اس دنیاوی فائدہ حاصل کرنے سے محروم کر دیا مگر جو تو اس حادثہ میں صبر کریگا اور خدا کی رضا پر راضی ہوگا تو جنت میں اپنے باپ کا رفیق ہوگا اور اس شخص نے تجھ کو ایمان سکھایا ہے اور اسکے ذریعہ سے تیرے لئے جنتِ خدا کے ملنے کا جو دائمی ہے باعث ہوا ہے اور خدا کے ابدی عذاب سے تجھ کو نجات دی ہے پس اس نے جو احسان تجھ پر کیا ہے وہ اس خطا سے جو اس نے تیرے حق میں کی ہے چند در چند زیادہ ہے اب یا تو تو اسکے احسان کی عوض میں اسکی خطا کو معاف کر دے اور اگر تو معاف کر دیگا تو میں تم دونو کو فضائل رسولخداؐ کی ایک حدیث سناؤنگا جو تمہارے واسطے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور یا اسکی خطا کے معاف کرنے سے انکار کر دے اس صورت میں میں خود خونبہا ادا کروں گا اور تمہاری صلح کرا دونگا پھر میں وہ حدیث صرف اسی شخص کو سناؤنگا اور اس حالت میں اس حدیث کے نہ سننے سے جو نقصان تجھ کو ہوگا وہ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تو اس سے عبرت حاصل کرتا تو تیرے واسطے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا حضرت کا یہ ارشاد سن کر اس جوان نے عرض کی کہ اے فرزند رسولخداؐ میں نے خونبہا اور کوئی اور شئے بغیر محض خوشنودی خداوند متعال کے لئے اور حضرتؑ کی سفارش سے اسکی خطا معاف کی اب جناب اس حدیث کو بیان فرمائیں +

اسوقت جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسولخداؐ تمام آدمیوں کی طرف بھیجے

بشیر و نذیر اور خدا کے حکم سے اسکی طرف دعوت کرنیوالے اور ہدایت کیلئے روشن چراغ مقرر ہوئے تو ادھر ادھر سے لوگ آنے شروع ہوئے اور بحث کرنیوالوں کی بہت کثرت ہوئی پس جو شخص طالب حق اور منصف ہوتا تھا وہ رسولخدا کی ان نشانیوں کو جو آنحضرتؐ اسکو دکھاتے تھے اور ان معجزوں کو جو آپ کے سامنے ظاہر کرتے تھے قبول کر کے حضرتؐ کے نزدیک خلق خدا سے محبوب تر اور زیادہ معزز ہو جاتا تھا۔ اور جو کوئی معاند (دشمن حق) ہوتا تھا وہ جس بات کو جانتا تھا اس کا انکار کرتا تھا اور جس بات کو وہ سمجھتا تھا اس میں آنحضرتؐ سے فضول جھگڑا کرتا تھا اور ایک لعنت پر دوسری لعنت کا سزاوار بنتا تھا کیونکہ اس نے اپنے عناد کو ظاہر کیا اور باوجود عالم ہونے کے جاہل بنکر آیا تھا ٭

القصہ ایک دفعہ چند گروہ جمع ہو کر حضرتؐ سے مناظرہ کرنے آئے ان میں بعض تو محض معاند اور مکابر تھے اور بعض منصف مزاج اور حق کی طرف رجوع کرنیوالے اور صاحبانِ فہم و ہوش تھے ان میں سات یہودی پانچ نصرانی چار ستارہ پرست دس مجوس دس ثنوی۔ دس براہمہ دس دہریہ اور معطلہ اور دس عرب کے مشرک تھے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سب ایک منزل میں جمع ہو گئے اسی منزل میں کچھ نیکوکار مسلمان بھی اترے ہوئے تھے کہ ان میں عمار ابن یاسرؓ خبابؓ ابن ارتؓ مقدادؓ ابن اسود اور بلال موجود تھے الغرض تمام کفار جمع ہو کر رسولخداؐ کی نسبت باتیں کرنے لگے اور حضرتؐ کے معجزات و آیات کا ذکر شروع کیا تب ان میں سے کسی نے کہا کہ اس منزل میں ہمارے ساتھ اسکے کچھ اصحاب بھی فروکش ہیں آؤ اسکے مشاہدہ کرنے سے پہلے ان سے چل کر اسکے کچھ حالات دریافت کریں شاید ہم کو انکے ذریعہ اسکے صدق اور کذب کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں آخر کار انہوں نے انکے پاس جا کر آداب سلام و پیام کے بجا لانے کے بعد کہا کہ کیا تم محمدؐ کے اصحاب ہو وہ بولے کہ ہاں ہم محمدؐ کے اصحاب ہیں جو سردار اولین و آخرین ہے اور قیامت کے دن افضل شفاعات سے مخصوص ہے اور ایسا شخص ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام پیغمبروں کو زندہ کرے اور وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو سب کے سب انکے علوم سے مستفید اور انکے علم و حکمت سے بہرہ ور ہوں اللہ تعالیٰ نے انکو خاتم الانبیا کیا ہے اور بزرگیوں اور خوبیوں کا

آپ پر خاتمہ کر دیا ہے پھر ان کافروں نے پوچھا کہ محمدؐ نے تم کو کیا حکم دیا ہے وہ بولے کہ حضرتؐ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور صلہ رحمی کریں یعنی قریبیوں سے احسان و مروت سے پیش آئیں اور خلق خدا سے انصاف کریں اور بندگان خدا سے ایسا سلوک نہ کریں جسکو ہم انکی طرف سے اپنے واسطے پسند نہ کریں اور یہ اعتقاد رکھیں اور اس امر کا اقرار کریں کہ محمدؐ سردار اولین و آخرین ہے اور ان کا بھائی علیؑ سردار اوصیا ہے اور اسکی ذریت طاہرہ جو امامت سے مخصوص ہیں وہی تمام مکلفین کے امام ہیں اور سب مکلفین پر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات علیہم السلام کی اطاعت اور محبت اور متابعت کو واجب اور لازم کیا ہے یہ سنکر وہ کفار کہنے لگے کہ یہ امور ایسے ہیں کہ ظاہری حجتوں اور روشن دلیلوں اور واضح امور کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے اور کسی شخص کو مناسب نہیں ہے کہ کوئی نشانی دکھائے اور کوئی دلیل دئے بغیر ان امور کو دوسرے شخص پر لازم کردے کیا تم نے اس سے ایسی نشانیاں اور معجزے دیکھے ہیں کہ انہوں نے تم کو عاجز کر کے ان امور کا ماننا تم پر لازم کر دیا صحابہ نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے ایسے معجزات اور علامات دیکھے ہیں جن سے ہم کو کسی طرح جائے گریز باقی نہیں رہی اور منکر کے لئے عذاب خدا سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تب ہم نے معلوم کرلیا کہ وہ اللہ کی رسالتوں سے مخصوص اور خدا کی نشانیوں سے موئد (تائید کیا گیا) اور اللہ کے ان علوم سے جن سے خدا نے اس کو خاص کیا ہے مشرف اور معزز ہے انہوں نے پوچھا وہ نشانیاں کیا ہیں جو تم نے دیکھی ہیں تب عمارؓ ابن یاسرؓ نے کہا کہ میں نے جو نشانی دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسوقت مجھ کو آپ کی نبوت میں شک تھا اور عرض کی کہ میں آپ کی تصدیق کیونکر کروں جبکہ شک میرے دل پر غالب ہو رہا ہے آیا کوئی دلیل ہے جو مجھکو راہ حق کیطرف رہبری کرے فرمایا ہاں ہے میں نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا اپنے گھر کو واپس جا اور پتھروں اور درختوں سے میری بابت سوال کر وہ میری رسالت کی تصدیق کرینگے اور تیرے سامنے میری نبوت کی شہادت دینگے یہ سنکر میں واپس چلا رستے میں جس پتھر کے پاس سے گذرا اور جس درخت کو دیکھا اس سے یہی کہا کہ اے پتھر اے درخت اور محمدؐ اپنی نبوت کے لئے تیری شہادت طلب کرتا ہے اور اپنی رسالت

کے واسطے تیری تصدیق چاہتا ہے اب تو کیا شہادت دیتا ہے اسوقت ہر ایک پتھر اور درخت یہی کہتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ ہمارے پروردگار کا رسولؐ ہے +

حصہ دوم یہاں پر ختم ہوا افسوس صد افسوس خدائے کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے باقی حصوں کا مطالعہ ہم کو نصیب کرے خصوصاً اس حدیث کا تتمہ دستیاب ہو جو عجیب غریب معجزات پر مشتمل ہے آمین ثم آمین +

حصہ سوم تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السلام

بیچ آیہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ کی تفسیر کے آخری حصہ سے دستیاب ہوا۔ شروع حصہ نہیں ملا +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ عزوجل لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ترجمہ اس بات میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار کا فضل طلب کرو (اس آیت کی تفسیر کا شروع حصہ دستیاب نہیں) حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک مومن جناب رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تو اپنے دل کو اپنے ان دینی بھائیوں کے لئے کیسا پاتا ہے جو محمدؐ اور علیؑ کی محبت اور انکے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے موافق ہیں اس نے عرض کی کہ میں انکو اپنے نفس کے برابر سمجھتا ہوں جس چیز سے ان کو رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بات سے انکو خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں اور جو چیز انکو غمگین کرتی ہے اس سے میں بھی غمگین ہوتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تب تو تو خدا کا دوست ہے تو دنیاوی تنگیوں اور بلاؤں کی کچھ پروا نہ کر کہ حق تعالیٰ اس عمل کے سبب جو تو نے بیان کیا تجھ کو اس قدر نعمت عطا کریگا کہ میں تمام خلق خدا میں کسی کو نہیں دیکھتا جو تیرے برابر فائدہ اٹھائے سوا اس شخص کے جسکی حالت تیری مانند ہو اے شخص جس اعتقاد پر

قصہ مومن متوکل و برکت درود

تو قائم ہے وہ بیشک تیرے لئے اموال اور اولاد اور عیال کی عوض ہے تو اسپر خوشنود اور مسرور
رہ کیونکہ تو اس حال نیک میں جو کہ تیرا ہے سب تونگروں اور مالداروں سے زیادہ غنی ہے پس تو محمدؐ
اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے اوقات کو زندہ رکھ وہ شخص حضرتؐ کا یہ ارشاد
سنکر نہایت خوش ہوا اور ہر وقت درود کا ورد کرنے لگا ایک دن ابن ابی ہفاقم اور ابوالشرور ن
اس سے ملے اول نے کہا کہ اے شخص محمدؐ نے تجھکو بھوک اور پیاس کا توشہ عطا کیا ہے اور ابوالشرور نے کہا کہ
اے بندۂ خدا محمدؐ نے جھوٹی آرزوں کا توشہ تجھکو دیا ہے خواہ تو کتنا ہی ان کلمات کا ورد کیا کر
مگر اس سے تجھکو کچھ فائدہ حاصل نہو گا دوسرے روز وہ شخص بازار میں گیا اور وہ دونو بھی وہاں
موجود تھے جب انہوں نے اس مومن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے آؤ چلیں اس شخص سے جو محمدؐ کے
فریب میں آگیا ہے مسخراپن کریں غرض اسکے پاس گئے اور ابوالشرور نے اس سے کہا اے بندۂ خدا آج
اس بازار میں لوگوں نے سوداگریاں کی ہیں اور نفع کمائے ہیں تو بتا تو نے کیا تجارت کی ہے اس نے
جواب دیا میں تو سیر کرنے اور دیکھنے آیا ہوں میرے پاس کچھ موجود نہ تھا جو میں کچھ خرید فروخت
کرتا ہاں محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار پر درود بھیجتا رہا ہوں یہ سنکر ابوالشرور نے اس سے کہا تو نے
نامرادی کا نفع کمایا ہے اور محرومی اور بے نصیبی کا سرمایہ حاصل کیا ہے اور تیرے واسطے گھر میں
بھوک کا دسترخوان تجھ سے پہلے پہنچ گیا ہے کہ اسپر آرزوں کے طعام اور نامرادی کے انواع واقسام
کے کھانے اور سالن موجود ہیں جنکو وہ فرشتے لیکر آئے ہیں جو محمدؐ کے اصحاب پر نامرادی بھوک پیاس
برہنگی اور ذلت لیکر نازل ہوتے ہیں اس شخص نے جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی محمدؐ
خدا کا رسولؐ ہے اور جو کوئی اسپر ایمان لائے وہ اہل حق اور سعادتمند ہے اور جو لوگ اسپر ایمان لائے
ہیں حق تعالیٰ انکو بہت جلد جس چیز سے چاہے گا معزز اور مکرم فرمائیگا خواہ اپنے فضل وکرم سے
فراخی عطا کرے اور خواہ اپنے عدل واحسان سے تنگی میں مبتلا کرے تاکہ معلوم ہو کہ اسکے نزدیک
سب لوگوں سے افضل اور اسکے احکام کو سب سے بڑھکر تسلیم کرنیوالا کون ہے یہی ذکر تھا کہ اتنے میں ایک
شخص وہاں سے گزرا جس کے ہاتھ میں ایک مچھلی تھی جو بو کر گئی تھی ابوالشرور نے طنزاً اس مچھلی والے

سے کہا کہ اس مچھلی کو ہمارے اس رفیق کے ہاتھ جو اصحاب رسول سے ہے بیچ ڈال مومن نے کہا کہ میرے پاس دام
موجود نہیں مچھلی والے نے از روئے طنز کے اس مومن سے کہا کہ اس مچھلی کو خرید لے کہ اسکی قیمت رسولِ خدا
دیدینگے کیا تو رسولِ خدا پر اتنا بھی اعتماد نہیں کرتا اور اتنی سی چیز کی بھی اسکی طرف جرأت نہیں کرتا
اس مومن نے کہا کہ ہاں یہ مچھلی میرے ہاتھ فروخت کردے مچھلی والے نے کہا کہ میں نے دو دانگ میں
تیرے ہاتھ فروخت کی مگر اس شرط پر کہ اسکی قیمت رسولِ خدا سے دلادے اس مومن نے مچھلی لے لی اور مچھلی
والے کو لیکر حضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے اسامہ سے فرمایا کہ اسکو ایک درہم دیدے وہ شخص درہم
لیکر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ کو مچھلی کی کئی گنی قیمت وصول ہوگئی پھر اس مومن نے مچھلی کو
انکے روبرو چیرا اور اسکے پیٹ میں سے دو نفیس جواہر نکلے جنکی قیمت دو لاکھ درہم تھی یہ بات ابو الشرور
اور ابن ابو مفاخم کو نہایت شاق گزری اور مچھلی والے سے جاکر کہا کہ کیا تو نے وہ دو جواہرات نہیں
دیکھے تو نے تو مچھلی ہی فروخت کی ہے نہ کہ اسکے پیٹ کی اندر کی چیزیں اب جاکر وہ جواہرات اس سے
لے لے اس نے آکر خریدار سے وہ جواہرات لے لئے اور ایک کو دائیں ہاتھ میں رکھ لیا اور دوسرے کو
بائیں ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے انکو بچھوؤں کی صورت میں بدل دیا اور انہوں نے مچھلی والے کو کاٹ
کھایا اس نے آہ کی اور چیخ مار کر انکو ہاتھ سے پھینک دیا اور بولا کہ محمدؐ کا جادو کیسا عجیب ہے بعد ازاں
پھر جو اس مومن نے مچھلی کے پیٹ کی طرف نگاہ کی تو اسکو دو جواہر اور نظر آئے انکو اٹھا کر مچھلی والے
سے کہا اے میاں یہ بھی تیرے ہی ہیں وہ انکے لینے کو آگے بڑھا ناگاہ وہ دونوں جواہر دو سانپوں
کی صورت میں تبدیل ہو کر اسپر حملہ آور ہوئے اور اسکو کاٹ لیا تب وہ چیخنے چلانے اور آہ و زاری
کرنے لگا اور اس مومن سے کہا انکو میرے پاس سے لے جا مومن نے جواب دیا کہ یہ تو تیرے گمان میں تیرا ہی
مال ہیں اور تو ہی ان کا زیادہ تر مستحق ہے مچھلی والے نے کہا خدا کے واسطے انکو پکڑ لے میں نے تجھی کو دئے
اس مرد مومن نے ان دونوں کو اسکے پاس سے اٹھا لیا اور اسکو انکے ہاتھ سے نجات دی ناگاہ وہ دونو
مومن کے ہاتھ میں آکر جواہر بن گئے پھر وہ دو بچھوؤں کو اٹھایا وہ بھی ہاتھ میں آتے ہی جواہر ہو گئے
یہ واقعہ دیکھ کر ابو الشرور نے ابو الدواہی سے کہا تو نے محمدؐ کا جادو اور اس کام میں اسکی مہارت اور

ہشیاری دیکھی اس مرد مومن نے اس سے کہا اے دشمن خدا تو اسکو جادو سمجھتا ہے اگر یہ جادو ہے تو
بہشت اور دوزخ بھی جادو ہی ہونگے پھر اس نے کہا کہ تم دونو کا اس امر میں تکذیب کرنا گویا بہشت
اور دوزخ پر تمسخر کرنا ہے آخر کار مچھلی والا وہاں سے چلا گیا اور وہ چاروں جواہرات اس مومن کے
لئے ثروت کا باعث ہوئے پھر اس مومن نے ابو الشرور اور ابو الدواہی سے کہا کہ وائے ہو تم پر تم
اس شخص پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اسپر اور ان لوگوں پر جو اسپر ایمان لائیں تمام
کرتا ہے کیا تم نے یہ عجیب واقعہ نہیں دیکھا اسکے بعد وہ چاروں جواہر لیکر حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوا اور باہر کے سوداگر تجارت کے لئے وہاں آئے اور چار لاکھ درہم دیکر ان جواہرات کو
خرید لیگئے اس مومن نے عرض کی یا رسول اللہ آج کا دن میرے لئے کیسا مبارک تھا حضرتؐ نے
فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تو محمدؐ رسول اللہ کی توقیر کرتا ہے اور اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابیطالب
کی تعظیم بجا لاتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب تجھ کو عطا کیا ہے اور تیرے اس عمل کا یہ نفع ہے جو
تو نے کیا + آیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایسی تجارت بتاؤں جس میں تو اس مال کو صرف کرے
اس نے عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے فرمایا اسکو جنت کے درختوں کے بیج بنا اس نے عرض کی کہ
کس طرح کروں فرمایا اس سے اپنے دینی بھائیوں کی جو ہماری اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور
ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے برابر ہیں غمخواری اور ہمدردی کر اور انہیں ان مومنوں
کو جو ہمارے حق کی معرفت اور ہماری شان کی توقیر کرنے اور ہمارے امر کو عظیم جاننے میں تجھ سے
افضل ہیں اپنے نفس پر ترجیح دے تاکہ یہ مال جنت کے درختوں کا بیج بنجائے آگاہ ہو کہ جسقدر تو
اپنے ان مومن بھائیوں پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے خرچ کریگا وہ تیرے لئے بڑھتا جائیگا یہاں تک
کہ بڑھتے بڑھتے کوہ ابو قبیس و احد و ثور و ثبیر سے ہزار گنا ہو جائیگا پھر اس قدر تیرے واسطے
جنت میں محل تعمیر کئے جائینگے جن کے کنگرے یاقوت کے ہونگے اور سونے کے محل تیار کئے جائینگے
جن کے کنگرے زبرجد کے ہونگے اسوقت ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ
میں تو فقیر ہوں اور اسکی طرح سے مال مجھ کو میسر نہیں ہوا فرمایئے میرا کیا حال ہوگا۔

حضرتؑ نے فرمایا تجھ کو ہماری خالص محبت اور شفاعتِ نافع حاصل ہے جو کہ تجھ کو بلند ترین مراتب کو پہنچائیگی کیونکہ تو ہم اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے ⁜

قولہ عزوجل فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَـرَامِ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ‌ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ○ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا ‌ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ○ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ‌ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ○ ترجمہ جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف پھرو تو مشعر الحرام کے قریب پہنچ کر خدا کا ذکر کرو اور اسکو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور بیشک تم اس سے پہلے ضرور گمراہ تھے پھر تم الٹے پھرو جہاں سے کہ سب لوگ پھرتے ہیں اور اللہ سے بخشش طلب کرو بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے پس جس وقت کہ تم اپنے حج کے اعمال کو پورا کرلو تو تم اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو جس طرح اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو پس آدمیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں دے (کہ دنیا میں راحت سے رہیں اور آخرت کی انکو کچھ پروا نہیں) اور ان طالبان دنیا کے واسطے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بعض آدمی ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا کر اور ہم کو آتش دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ان ہی لوگوں کو اپنے اعمال کا حصہ ملیگا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ⁜

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں سے ارشاد فرماتا ہے فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ کہ جب تم عرفات سے پھرو اور مزدلفہ کی طرف جاؤ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَـرَامِ

تو مشعر الحرام کے پاس پہنچکر اللہ کا ذکر کرو کہ اسکی نعمتوں اور بخششوں کو یاد کرو اور اسکے تمام پیغمبروں کے سردار محمدؐ پر اور اسکے تمام برگزیدہ بندوں کے سردار علیؑ ابن ابیطالب پر درود بھیجو۔ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ اور اللہ کو یاد کرو جس طرح کہ اس نے تم کو اپنے دین اور اپنے رسولؐ پر ایمان لانے کے لئے ہدایت کی ہے وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ اور البتہ تم اس سے پہلے کہ تم کو دین خدا کی طرف ہدایت کیجائے اسکے دین سے گمراہ تھے ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ پھر تم مشعر الحرام سے روانہ ہو جیسا کہ اور لوگ (یعنی اور حاجی) جمع سے عرفات کو روانہ ہوتے ہیں (جمع مزدلفہ کا نام ہے) اور ناس کے لفظ سے یہاں حجاج یعنی حاجی مراد ہیں سوائے جماعت حمسؔ کے کہ وہ جمع سے آگے نہ جاتے تھے وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو البتہ خدا توبہ کرنیوالوں کو بخشنے والا اور مہربان ہے فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا پس جب تم مناسک حج (اعمال حج) کو جو تمہارے لئے حج میں مقرر کئے گئے ہیں پورے کر چکو تو تم اللہ کا ذکر کرو اسطرح سے کہ اسکی نعمتوں کو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں ذکر کرو اور اسکے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا ہے کہ تم کو سردار مخلوقات محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے اور اسکے بھائی زینت اہل اسلام علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کی وصایت کے معتقد ہونیکی توفیق دی جسطرح کہ اپنے آباء و اجداد کے افعال و آثار کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو اسمیں اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو اختیار دیدیا ہے اور یہ لازم نہیں کیا کہ مجھ کو اپنے باپ دادا کی نسبت زیادہ یاد کرو اگرچہ اللہ نے جو نعمتیں انکو عطا کی ہیں وہ ان نعمتوں سے بہت زیادہ اور عظیم تر ہیں جو انکے باپ دادا نے انکو دی ہیں پھر اللہ تعالی فرماتا ہے فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ پس بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کے مال و اسباب اور اسکی نادر اور نفیس اشیا عطا فرما اور آخرت میں انکو کچھ حصہ نہ ملیگا کیونکہ وہ وہاں کے لئے کوئی عمل نہیں کرتے اور وہاں کی بہتری طلب

فائدہ حمس جمع احمس کی ہے حمس قریش کی ایک جماعت کا نام تھا ۱۲

نہیں کرتے وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً
اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا کی نعمتیں اور اسکی نفیس اور
عمدہ چیزیں عطا فرما اور آخرت میں بھی جنت کی نعمتیں عنایت کر وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور
آتش دوزخ کے عذاب سے نجات دے اور وہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکی طاعت اور
فرمانبرداری کو عمل میں لاتے ہیں اور اسکے نافرمان اور سرکش بندوں سے پرہیز کرتے ہیں أُولَٰئِكَ لَهُمْ
نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یہ لوگ جو اس طریق (آخر) پر دعا کرتے
ہیں انکو دنیا اور آخرت میں انکے اعمال کا ثواب ملیگا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔
کیونکہ اسکو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا اور ایک کا محاسبہ دوسرے شخص کے حساب لینے سے باز
نہیں رکھتا اسلئے کہ جب وہ ایک شخص سے حساب لیگا تو اسی وقت میں وہ سب سے حساب لیگا اور
ایک شخص کا حساب ختم ہونیکے ساتھ ہی سب کا حساب ختم ہو جائیگا چنانچہ حق تعالیٰ اور مقام میں
ارشاد فرماتا ہے مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا
قیامت کے دن زندہ کرکے اٹھانا ایک نفس کے پیدا کرنے اور ایک نفس کو زندہ کرکے اٹھانیکی مانند ہے
اور ایک کا پیدا کرنا دوسرے کی پیدائش میں اور ایک کا زندہ کرکے قیامت کے دن اٹھانا دوسرے شخص کے
اٹھانے میں حارج نہیں ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے جبکہ آپ مقام عرفات میں
تشریف رکھتے تھے زہری رض سے فرمایا اے زہری تیرے حساب میں یہاں کس قدر آدمی (حاجی)
موجود ہونگے اس نے عرض کی کہ میرے حساب میں پینتالیس ۴۵ لاکھ آدمی ہونگے جو سب کے سب حاجی
ہیں اور انہوں نے اپنے مالوں کو راہ خدا میں صرف کیا ہے اور اپنی فریاد وزاری کی آوازوں سے خدا
کو پکارتے ہیں حضرت نے فرمایا اے زہری فریاد وزاری کرنے والے تو بیشمار ہیں مگر حاجی بہت
ہی کم ہیں زہری نے عرض کی یا حضرت یہ تو سب کے سب حاجی ہی ہیں کیا یہ تھوڑے ہیں فرمایا
اے زہری اپنا منہ میرے پاس لا اس نے جب اپنا منہ حضرت کے نزدیک کیا تو حضرت نے اپنا دست حق پرست
اسکے منہ پر پھیر کر فرمایا اب ان لوگوں کی طرف دیکھ زہری کہتا ہے میں نے دیکھا کہ وہ تمام خلقت

سیپارہ ۲ سورہ لقمان ع ۳

بندر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں فی دس ہزار ایک شخص انسان نظر آتا ہے بعد ازاں حضرتؑ نے
ارشاد فرمایا اب پھر اپنا منہ میرے قریب لا جب میں نے اپنا منہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ میرے منہ
پر پھیر کر فرمایا اب پھر انکو دیکھ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب سؤر نظر آتے ہیں پھر فرمایا کہ پھر اپنا
منہ میرے پاس لا جب میں نے اپنا منہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ اسپر پھیر کر فرمایا اب پھر دیکھ جب
میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان خاص قدرے قلیل آدمیوں کے سوا سب کے سب ریچھ ہیں اسوقت میں نے
عرض کی اے فرزند رسولؐ خدا آپکی نشانیوں نے مجھکو مدہوش کر دیا اور آپکے عجائبات نے مجھ کو عالم تحیر میں
ڈالدیا فرمایا اے زہری اس تمام جم غفیر اور خلق کثیر میں ان چند نفر کے سوا جنکو تونے انسانی صورت
میں دیکھا اور کوئی حاجی نہیں ہے بعد ازاں مجھ سے فرمایا کہ اپنے منہ پر اپنا ہاتھ پھیر لے جب میں نے
ایسا کیا تو وہ تمام مخلوقات میری نظر میں بدستور سابق آدمی معلوم ہونے لگے پھر حضرتؑ نے مجھسے
ارشاد فرمایا کہ اے زہری جو کوئی حج کرے اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھے اور ہمارے دشمنوں کو ترک
کرے اور اپنے نفس کو ہماری متابعت پر قائم کرے اور اللہ نے ہماری امامت کا قلاوہ (گلوبند) جو
اسکی گردن میں ڈالا ہے اسکو حجر اسود کے سپرد کرے (یعنی اسکے سامنے اقرار کرے) اور ہمارے جو معاہد
اسپر لازم کئے تھے ان پر وفا کرے پھر اس مقام میں حاضر ہو وہ شخص حاجی ہے اور باقی لوگ وہ ہیں
جو تونے دیکھے ہیں اے زہری میرے والد ماجد نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ منافق لوگ جو محمدؐ اور علیؑ اور انکے ان محبوں سے عناد رکھتے ہیں جو محمدؐ اور علیؑ کو
دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں کو دشمن وہ حاجی نہیں ہیں کیونکہ یہ مومن جو ہمارے دوست
ہیں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن میدان حشر میں انکے ہم کو دوست رکھنے کے درجہ کے موافق انکے
نور ساطع ہونگے بعض کا نور تو ہزار برس کی راہ تک اپنی روشنی پھیلائیگا اور بعض کا نور تین لاکھ
برس کی راہ تک جو اس میدان کی کل مسافت ہے اپنی روشنی ڈالیگا اور بعض کے انوار بیچ کی مسافتوں
تک اپنی روشنی پھیلائینگے اور انکی مسافت کی کمی زیادتی ان لوگوں کے ہم کو دوست رکھنے اور ہمارے
دشمنوں کو دشمن رکھنے کے موافق ہوگی اور تمام اہل محشر خواہ مسلمان ہوں یا کفار انکو شناخت کرینگے

کہ وہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہیں ان میں سے ہر ایک کو آواز دیجائیگی اے ولی خدا اس میدان میں نظر کر اور جس کسی نے دنیا میں تیرے ساتھ کسی قسم کی بھلائی کی ہے یا تیری کسی تکلیف کو رفع کیا ہے یا مظلومی کے وقت میں تیری اعانت کی ہے یا کسی دشمن کو تجھسے باز رکھا ہے یا کسی معاملہ میں تجھ پر کچھ احسان کیا ہے اس کا تو آج کے دن شفیع ہے پس اگر وہ شخص جسکی وہ مومن شفاعت کریگا مومن اور اہل حق ہوگا تو اسکی شفاعت سے خدا کی نعمتیں اسپر زیادہ کیجائیں گی اور اگر تقصیر وار ہوگا تو اسکی شفاعت سے اسکی تقصیریں معاف ہوجائیں گی اور اگر وہ بندہ کافر ہوگا تو اسکے احسان کے موافق اسکے عذاب میں تخفیف ہوجائیگی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہمارے شیعہ اُس میدان میں بازوں اور شکروں کی طرح اڑتے پھرتے ہیں اور اپنے محسنوں پر اس طرح جھپٹتے ہیں جس طرح باز اور شکرے گوشت کے اُٹھانے اور اچک لیجانے کے لئے جھپٹا کرتے ہیں اور اسطرح سے ان لوگوں کو جنہوں نے دنیا میں انکے ساتھ احسان کیا تھا چن لیتے ہیں اور انکو اٹھا کر جنت میں لیجاتے ہیں +

اور ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسولؐ جب ہم عرفات اور منیٰ میں ٹھیرتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں اور اسکی بزرگیوں کا ذکر کرتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں نیز اپنے باپ دادا کے آثار و مناقب اور انکے افعال شریفہ کو یاد کرتے ہیں اس فعل کے بجالانے سے ہم کو انکے حقوق کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے حضرتؑ نے اسکے جواب میں حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو حقوق کے ادا کرنے میں اس سے بڑھکر اور بہتر ہو انہوں نے عرض کی اے فرزند رسولخداؐ ہاں ارشاد فرمایئے فرمایا اس سے بہتر یہ طریقہ ہے کہ تم خدا کی توحید اور اسکی شہادت اور محمدؐ رسول اللہ کے ذکر اور اسکے لئے اس امر کی شہادت کہ وہ سردار انبیا ہے اور علیؑ ولی اللہ کے ذکر اور اسکے لئے اس امر کی شہادت کہ وہ سردار اوصیا ہے اور محمدؐ کی آلؑ اطہار کے ائمہ طاہرین کے ذکر اور انکے لئے اس امر کی شہادت کو کہ وہ خدا کے مخلص بندے ہیں اپنے نفسوں میں تازہ کرو کیونکہ جب عرفہ کی شام اور یوم منیٰ کی دوپہر ہوتی ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے ملائکہ کرام کے سامنے جو عرفات و منیٰ میں مقیم ہیں فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ

یہ میرے بندے اور کنیزیں بال پریشان کئے اور گرد و غبار میں بھرے ہوئے دور دراز کے شہروں سے میرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں اور محض میری خوشنودی کے حاصل کرنیکے لئے اپنی نفسانی خواہشوں اور وطنوں اور دوستوں کو ترک کیا ہے تم انکے دلوں اور انکے دلی خیالات کو دیکھو اے میرے فرشتو میں نے تمہاری نظروں کو انکے دلوں پر واقف ہونیکے لئے قوی کر دیا ہے اسوقت وہ فرشتے انکے دلوں پر مطلع ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم انکے دلوں سے واقف ہو گئے بعض کے دل تو نہایت سیاہ اور تاریک ہیں کہ ان میں سے جہنم کا دھواں اٹھتا ہے اسوقت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو یہ وہ اشقیا ہیں جنکی دنیاوی زندگی کی کوشش بیکار گئی حالانکہ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں انکے یہ دل نیکیوں سے خالی اور طاعتوں سے عاری ہیں اور مہلک گناہوں پر مصر ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل کیا ہے اسکو بزرگ جانتے ہیں اور جسکو ہم نے بزرگی عطا کی ہے اسکو کم درجہ سمجھتے ہیں اگر اسی حالت میں یہ لوگ مجھ سے ملاقات کرینگے تو میں ضرور انکے عذاب کو شدید اور سخت کرونگا اور انکے حساب کو طول دونگا اے فرشتو یہ وہ دل ہیں جنکا اعتقاد یہ ہے کہ محمد رسول اللہ نے خدا پر جھوٹ باندھا یا خدا کی طرف سے اپنے بھائی اور وصی کو بندگان خدا کی بھیوں (ٹیڑھاپن) کو سیدھا کرنے اور انکی سیاستوں کا مختار کرنے کیلئے اپنا جانشین کرنے میں غلطی کھائی آخران لوگوں نے اپنے دین کی درستی میں ہلاک ہونیوالوں کی پیروی اور جاہلوں کی تعلیم اور ان غافلوں اور بے خبروں کی تنبیہ میں امن دیکھا جنکی نہایت بری سواریاں ہونگی جو انہیں جہنم میں لیجائینگی (یعنی انکے اعمال بد) +

بعدازاں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم پھر نظر کرو تب وہ دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم نے ان باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا یہ تو سفید اور چمکدار ہیں اور ان سے نور ساطع ہو کر آسمانوں اور حجابوں کی طرف بلند ہوتا ہے اور اے خدائے رحمٰن وہ نور انکو چیر کر تیرے عرش کی ساق تک پہنچتا ہے تب خدائے بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے اے فرشتو یہ وہ سعادت مند اور نیک بخت بندے ہیں جنکے اعمال اللہ نے قبول کر لئے ہیں اور وہ انکی دنیوی زندگی کی کوشش کا ممنون ہے کیونکہ

انہوں نے دنیا میں نیک عمل کئے ہیں اے فرشتو یہ دل نیکیوں کے حصول کرنے کیلئے طاعات خدا بجا لاتے ہیں اور نجات دینے والے اور مشرف کرنیوالے اعمال پر ہمیشہ کاربند ہیں جسکو ہم نے معظم اور مشرف کیاہے اسکی عظمت اور شرافت کے معتقد ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل وخوار کیاہے اسکی ذلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر یہ لوگ اسی حالت میں مجھسے ملاقات کرینگے تو میں انکے حسنات کی میزانوں کو گرانبار کرونگا اور انکے گناہوں کی میزانوں کو ہلکا کرونگا اور انکے انوار کو زیادہ کرونگا اور اپنے رحمت وکرامت کے گھروں میں ان کا محل ومنزل مقرر کرونگا یہ وہ دل ہیں جو معتقد ہیں کہ محمد رسول اللہ اپنے تمام اقوال میں سچا اور اپنے تمام افعال میں حق پر ہے اور سب حالتوں میں شریف اور بزرگ اور اپنی تمام خصائل میں نیک اور پسندیدہ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب کو امام اور دین خدا کا روشن نشان مقرر کرنے میں عین درستی پر ہے اور امیر المومنینؑ کو ہدایت کا پیشوا اور ہلاکت سے بچانیوالا جانتے ہیں جس امر کی طرف وہ دعوت کرتاہے وہ حق اور درست ہے اور جس بات کی طرف وہ رہبری کرتا ہے وہ عین حکمت اور صواب ہے اور نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنی رسی کو اسکی رسی کے ساتھ جوڑلے۔ اور بدبخت اور ہلاک ہونیوالا وہ شخص ہے جو اسپر ایمان لانیوالوں اور اسکی اطاعت کرنیوالوں کی شمار سے خارج ہوجائے جو سواریاں انکو جنت میں لیجائینگی وہ بہت اچھی سواریاں ہیں عنقریب ہم انکو جنت کے غرفوں (بالاخانوں) میں اتارینگے اور کنیزوں اور غلاموں کے ہاتھوں سے مُہر کردہ شراب سے انکو سیراب کرینگے اور بہت جلد انکو دار السلام میں زینُ الاسلام یعنی محمد علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کا رفیق بنائینگے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد انکو بزرگ بھائی میں شیعوں کی جماعت سے ملحق کریگا پھر اسکے ساتھ انکو جنات نعیم کا بادشاہ بنائیگا اور یہ وہاں عیش سلیم اور نعیم مقیم میں ہمیشہ رہیں گے اور انکے اعتقادات اور اقوال کی جزا میں یہ تمام نعمتیں انکے لئے گوارا اور مبارک ہیں اور خدائے کریم ورحیم کے فضل وکرم سے یہ سب کچھ انکو حاصل ہواہے +

قولہ عز وجل وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ

اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ○ ترجمہ اور اللہ کو شمار کئے گئے دنوں میں یاد کرو پس جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اسکے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ اس شخص کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرے اور جو کوئی تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور تم اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ تم اسکی طرف جمع کئے جاؤ گے (قیامت کے دن)۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو اور وہ تین دن ہیں جو قربانی کے دن (دسویں) کے بعد آتے ہیں (یعنی گیارہویں۔ بارھویں۔ تیرھویں ماہ ذی الحجہ) اور ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ذکر سے مراد اس آیت میں تکبیر ہے جو واجبی نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہے روز قربانی کے ظہر سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور آخر روز تشریق کی نماز صبح تک پڑھتے ہیں اور وہ تکبیر یہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا ھَدٰنَا اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی مَا رَزَقَنَا مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ ○ بعد ازاں خدا فرماتا ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی پس جو کوئی کہ ایام تشریق کے دو روز (گیارہویں بارھویں) میں جلدی کرے اور حج سے فارغ ہو کر (اور دو روز منا میں رہ کر) اپنے ملک کی طرف واپس چلا جائے (اور تیرھویں تک منا میں نہ ٹھیرے) تو اسکے پچھلے گناہوں میں سے کوئی گناہ اس شخص کے ذمے باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ اس حج کرنیکے سبب معاف ہو جاتے ہیں جس میں اس نے اپنے گناہوں سے ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا ہے اور ان سے توبہ کر لی ہے لیکن یہ رعایت اس شخص کے لئے ہے جو مہلک گناہوں میں پڑنے سے ڈرے اسلئے کہ اگر ان میں پڑ گیا تو یہ گناہ (جدید) اسکے ذمے لکھے جائیں گے اور گزشتہ گناہ اس توبہ کے سبب جو اس نے کی ہے معاف نہونگے کیونکہ اس نے اس توبہ کو ان مہلک گناہوں میں پڑنے کے سبب جو اس توبہ کرنیکے بعد کئے ہیں باطل کر دیا ہے اور اب از سر نو توبہ کرنے سے ہی معاف ہونگے وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور اے حاجیو کہ تمہارے تمام گزشتہ گناہ اس حج کے سبب جو مقرون بہ توبہ تھا معاف ہو گئے ہیں خدا سے ڈرو اور پھر مہلک گناہوں کی طرف رجوع نہ کرو نہیں تو گزشتہ گناہ پھر عود کر آئینگے اور ان کا اٹھانا تم کو گرانبار

اور بوجہل کردیگا اور بعد میں وہ گناہ از سر نو توبہ کیئے بغیر کبھی معاف نہونگے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ اور جان لو کہ قیامت کے دن زندہ ہوکر اسکی طرف جاؤگے اور وہ تمہارے اعمال کو دیکھیگا اور انکے موافق وہ تمہارا پروردگار تم کو بدلا دیگا *

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے حج کو مقبول اور مبرور بناؤ اور خبردار ایسا نہ کرنا کہ وہ بُری طرح سے تم ہی کو واپس کردیا جائے اور قیامت کے دن بہشت میں جانے سے بہت بُری طرح پر رکے جاؤ۔ آگاہ ہو جو چیز کہ حج کو محل قبول میں پہنچاتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکے ساتھ محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی موالات (دوستی) شامل ہو اور جو چیز کہ اس (حج) کو پستی میں ڈالتی ہے اور زائل کردیتی ہے وہ پیشوایان حق اور والیان صدق یعنی علیؑ ابن ابیطالب اور اسکی ذریت اور اہلبیتؑ کے نجیب و پسندیدگان خداوند متعال کو ترک کرکے اوروں کو ان کا ہمسر مقرر کرنا ہے *

بعد ازاں فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کے دوستوں کو جو محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے قول کی تصدیق کرتے ہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش معلےٰ پر نہایت اشرف اور اعلےٰ ذکر سے انکو یاد فرماتا ہے اور عرش اور کرسی اور حجابوں اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اسکے بیچ کے فرشتے اور زمین کے نیچے ثرےٰ تک کے فرشتے انپر درود بھیجتے ہیں اور بادلوں اور بارشوں اور تری اور خشکی کے فرشتے اور آسمان کے سورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی انپر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شئے کے درود کی عوض میں انکے مراتب و منازل کو اوج شرف عطا فرماتا ہے اور اپنے نزدیک انکی عظمت اور جلالت کو بڑھاتا ہے یہانتک کہ قیامت کے دن حاضر بارگاہ ایزدی ہونگے اور سب کے سامنے کرامتہائے الٰہی سے مشہور کیئے جائینگے اور محمدؐ اور علیؑ صفیؑ پروردگار عالمین کے رفیق بنائے جائینگے اور وائے ہو ان معاندوں پر جنہوں نے محمدؐ کی نبوت کا انکار کیا اور آنحضرتؐ کے اقوال کو جھٹلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر نہایت رسوائی کے ساتھ انپر لعنت کرتا ہے اور حاملان عرش اور کرسی اور حجابہائے نور اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اسکے بیچ کے فرشتے اور زمین کے نیچے ثرے تک کے فرشتے

بہت بُری طرح سے اُن پر لعنت بھیجتے ہیں اور بادل اور بارش اور خشکی اور تری کے فرشتے اور آسمان کے سورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی انپر لعنت کرتے ہیں اور ہر ایک شے کی لعنت سے اللہ تعالیٰ انکے درجات کو پست کرتا جاتا ہے اور انکے احوال اسکے نزدیک بدتر ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ قیامت کے دن اللہ کی حضور میں حاضر ہونگے اور سب کے روبرو اللہ کی لعنت اور عداوت کے ساتھ مشہور کئے جائیں گے اور دشمنان خدا ابلیس نمرود اور فرعون کے رفیق بنائے جائینگے اور وہ عظیم الشان عمل جسکے ذریعہ فرشتگان خیار اور حجابہائے نور اور آسمان قرب خدا حاصل کرتے ہیں وہ ہم اہلبیتؑ کے دوستوں پر درود بھیجنا اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرنا ہے ✦

قولہ عزوجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ ترجمہ اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ زندگانی دنیا میں اسکی بات تجھ کو (اے محمدؐ) بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ بہت سخت جھگڑنے والا اور دشمن خدا ہے اور جب وہ (مجلس نبوی سے) پھر کر جاتا ہے تو وہ زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اُسمیں فساد کرے اور کھیتی اور نسل حیوانی کو ہلاک اور برباد کرے اور خدا فساد کو دوست نہیں رکھتا اور جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو عزت (غیرت اور حمیت جاہلیت) اسکو گناہ پر لگاتی ہے (یعنی جوں جوں منع کرو زیادہ گناہ کرتا ہے) پس جہنم اسکو کافی ہے اور البتہ وہ بہت برا بچھونا ہے ✦

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں ظاہری اور باطنی پرہیزگاری کا حکم فرمایا تھا اب حضرتؐ کو مطلع فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو ظاہر میں تو پرہیزگاری کرتے ہیں اور اسکے خلاف کو باطن میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور خدا کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں چنانچہ

فرماتاہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے محمدؐ بعض آدمیوں میں سے
وہ شخص ہے کہ زندگانی دنیا میں اسکی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے کہ دین اور اسلام کو تیرے سامنے ظاہر کرتا ہے
اور تیرے آگے پرہیزگاری اور نیکی سے آراستہ بنتا ہے وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ اور اپنے دلی اعتقادات
پر خدا کو گواہ کرتا ہے اور تیرے سامنے قسمیں کھاتا ہے کہ میں خالص مومن ہوں اور اپنے قول کی اپنے فعل سے
تصدیق کرتا ہوں وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا اور جب وہ تیرے پاس سے واپس
جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اسمیں فساد کرے یعنی اپنے اس قول کے برخلاف جو اس نے
تیرے سامنے ظاہر کیا ہے کہ میں مومن ہوں کفر کرکے اور ظلم اختیار کرکے جو اس وعدے کے مخالف ہے
جو اس نے تیرے روبرو کیا ہے عاصی اور گنہگار بنتا ہے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ اور کوشش کرتا ہے کہ کھیتی کو
ہلاک کردے کہ اسکو جلادے یا خراب کردے وَالنَّسْلَ اور اس امر میں ساعی ہوتا ہے کہ حیوانات کو قتل کرکے
انکی نسل کو قطع کرے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور اسکی عوض میں
عذاب کرنے اور سزا دینے کو ترک نہ کریگا وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور جب
اس شخص سے جسکی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ تو خدا سے ڈر اور یہ بدکاریاں ترک کر تو عزت اسکو
اس گناہ پر لگاتی ہے جس کو وہ پوشیدہ رکھتا ہے پس وہ اپنے شر میں اور شر زیادہ کرلیتا ہے اور اپنے
ظلم میں اور ظلم بڑھا لیتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ پس اسکی بدکاریوں کی عوض میں
آتش جہنم اسکے جلانے اور عذاب دینے کیلئے کافی ہے اور وہ بیشک بہت برا بچھونا ہے اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑا رہیگا
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس ظالم کی مذمت کرتا ہے جو ظاہر میں
محمد اور انکے دین پر تعدی کرتا ہو اور جو کچھ زبان سے کہے اسکے برخلاف دل میں پوشیدہ رکھتا ہو تو مومنوں سے
بدی کرنیکا ارادہ دل میں چھپائے رکھتا ہو اے بندگان خدا جو ہماری محبت کا دعوے کرتے ہو خدا سے
ڈرو اور ان گناہوں سے پرہیز کرو جنپر اصرار کرنیوالا شاید ہی اس رسوائی سے بچا ہو جو محمدؐ اور علیؑ
اور انکی آل اطہار کی دوستی سے خارج کر دیتی ہے اور انکے دشمنوں کی محبت میں داخل کرتی ہے
اور جو کوئی اس امر پہ مصر ہو تو اسکی رسوائی اور ذلت اسکو بدترین شقاوت پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ

صاحبان عقل و دانش کے سردار (علیؑ ابن ابیطالب) کی ولایت کی مفارقت ہے اور ایسا شخص سب سے زیادہ نقصان اٹھانیوالا ہے حاضرین نے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کونسے گناہ ہیں جو خذلان عظیم (بزرگ رسوائی) پر پہنچا دیتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا تمہارا اپنے ان دینی بھائیوں پر جو علیؑ کو فضیلت دینے اور اسکی امامت اور اسکی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی امامت کے قائل ہونے اور مخالفان و نواصب اہل بیتؑ کو دشمن رکھنے میں تمہارے ساتھ متفق ہیں ظلم کرنا اور اللہ تعالیٰ جو تمہارے ساتھ تحمل اور بردباری برتتا ہے اور تم کو بہت مہلت دیتا ہے اسپر مغرور اور فریفتہ مت ہو اگر تم ایسا کروگے تو تم اس شخص کی مثل ہو جاؤ گے جس کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی انکی مثال شیطان کی مانند ہے کہ جب اسنے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پس جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں اللہ پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں * یہ شخص جس کا اس آیت میں ذکر ہے زمانہ سابق میں بنی اسرائیل میں ایک عابد اور زاہد آدمی تھا اور اسکو یہ بتایا گیا تھا کہ سب سے عمدہ زہد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں پر جو محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار پر ایمان لائے ہیں ظلم کرنے سے کنارہ کشی کرے اور سب سے بزرگ تر عبادت یہ ہے کہ تو اپنے برادران ایمانی کی خدمت کرے جو سید الوریٰ محمدؐ مصطفےٰ اور علیؑ مرتضےٰ اور ان برگزیدگانِ مختار کو جو مخلوق خدا کی حفاظت اور حکومت کے قائم کرنے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں سب سے افضل جاننے میں تیرے ساتھ متفق ہیں اس شخص نے حقیقت حال کو سمجھ لیا اور زہد ظاہر کرنے لگا اور اسکے مومن بھائی اسکے پاس امانتیں رکھتے تھے اور وہ ان سے کہدیتا تھا کہ وہ مال چوری چلے گئے حالانکہ اسی مال کو خود خورد برد کر جاتا تھا اور جب کبھی مال کے چرائے جانے کا دعوےٰ اسکو ممکن نہ ہوتا تھا تو امانت سے منکر ہو جاتا تھا اور خود ہپ (ہضم) کر جاتا تھا اور وہ برابر اسی طرح کرتا رہا۔ اور اسکے بارے میں کسی کا دعویٰ قبول نہ ہوتا تھا اور لوگوں کو اسکی نسبت نیک گمان تھا اور اسکی جھوٹی اور خلاف حق قسموں پر لوگ اس سے درگزر کرتے تھے آخرکار اللہ تعالیٰ نے اسکو مخذول و منکوب کیا اور یہ واقعہ اسطرح

پارہ ۲۸
سورہ حشر
۲۶

تفسیر عابد بنی اسرائیل

ظہور میں آیا کہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس کو جنون ہو گیا تھا اسکے وارثوں نے اسکو
اس غرض سے اس عابد کے پاس چھوڑ دیا کہ وہ کچھ افسون پڑھکر اسپر دم کرے اور کسی دوا سے اس کا
علاج کرے الغرض خذلان نے اس زاہد کو اس مجنونہ لڑکی سے غلبہ جنون کے وقت زنا کرنے پر آمادہ کیا اور
وہ حاملہ ہو گئی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو شیطان نے اس زاہد کے پاس آکر یہ وسوسہ اسکے دل میں
ڈالا کہ اب یہ جنے گی اور اسکے ساتھ تیرے زنا کرنیکا حال سب کو معلوم ہو جائیگا اور اس جرم میں
تجھکو قتل کر ڈالینگے اسلئے تو اسکو قتل کر کے اپنے جانماز کے نیچے دفن کر دے آخر کار اس نے اغوائے شیطانی
سے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا اور جب اسکے وارثوں نے اسکو طلب کیا تو کہنے لگا کہ اسپر جنون کا غلبہ
ہو گیا تھا اسلئے وہ مر گئی لوگوں نے اسکو متہم کیا اور جانماز کے نیچے کی زمین کو جو کھودا تو معلوم ہوا
کہ اسکو قتل کر کے دفن کیا ہے اور وہ حاملہ قریب وضع تھی تب انہوں نے اس زاہد کو گرفتار کر لیا۔
اور اس دعوی کے ساتھ اور بہت سے لوگوں کے دعوے شامل ہو گئے جنکی امانتوں کا اس نے انکار کیا تھا۔
اور اسطرح وہ تہمت اسپر بہت قوی ہو گئی اور اسکو بہت تنگ کیا گیا آخر اس نے اس لڑکی کے ساتھ
زنا کرنے اور اسکے قتل کرنے کا اقرار کر لیا پھر تو اسکے پیٹ اور پیٹھ پر بے حد کوڑے لگائے گئے اور ایک
درخت کے اوپر سولی پر چڑھا دیا اسوقت ایک انسانی شیطان اسکے پاس آکر کہنے لگا تجھکو تیرے معبود
کی عبادت اور محمدؐ اور علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی محبت نے کیا نفع دیا جن کے باب میں تو گمان کرتا تھا کہ
وہ تیرے ناصر و مددگار ہیں اور مصیبتوں میں تیرے معاون ہیں جو کچھ کہ تو تمنائیں کرتا تھا وہ سب
خاک میں مل گئیں اور انکی باتیں تجھ پر منکشف ہو گئیں اور تجھکو ان کا طمع دلانا بہت بڑا فریب اور محض
باطل اور سراسر جھوٹ نکلا اور میں ہوں وہ امام جسکی طرف تجھکو دعوت کیجاتی ہے اور میں ہوں
وہ صاحب حق جسکی طرف تجھکو رہنمائی کیجاتی ہے اور تو اس سے پہلے میرے غیر کی امامت کا معتقد ہو کر
دھوکے میں رہا اسلئے میں نے ارادہ کیا کہ تجھکو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑا کر کسی دور کے ملک میں
لیجاؤں اور وہاں لیجا کر تجھکو رئیس اور سردار بناؤں اب تو مجھکو بہ خشوع و خضوع اور اس امر کا مُقر
و مُعترف ہو کر کہ میں تجھکو نجات دینے پر قادر ہوں سجدہ کر تو میں بیشک تجھکو نجات دونگا

اسوقت اس زاہد پر شقاوت اور خذلان غالب ہوئی اور اسکے قول کا معتقد ہوکر اسکو سجدہ کیا پھر اس سے کہا کہ لے اب مجھ کو نجات دے تب شیطان نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں اور اسکی ہنسی اڑانے لگا اور اسپر طنز کرنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر وہ مصلوب نہایت حیران ہوا اور اس کا اعتقاد بگڑ گیا اور نہایت بدانجامی کے ساتھ مرا بس اس بات نے اس زاہد کو اس خذلان پر پہنچایا +

قولہ عزوجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ط ترجمہ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنیکے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور بعض لوگ اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنیکے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور طاعتِ خداوندی کو بجا لاتے ہیں اور اور لوگوں کو اسکے بجالانے کا حکم دیتے ہیں اور طاعتِ خدا میں جو جو ایذائیں انکو لاحق ہوتی ہیں انپر صبر کرتے ہیں گویا انہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کردیا ہے اور انکی عوض میں خدا کی خوشنودیوں کو تسلیم کرلیا ہے اور جب انکو اپنے پروردگار کی خوشنودیاں حاصل ہوجاتی ہیں تو جو مصیبتیں اور بلائیں انکی جانوں پر وارد ہوتی ہیں انکی کچھ پروا نہیں کرتے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ اپنے تمام بندوں پر مہربان ہے ان میں سے جو لوگ اسکی رضامندی کے طالب ہوتے ہیں انکو انکی آرزوں کے انتہا پر پہنچاتا ہے اور انکے علاوہ اپنے فضل و کرم سے اور نعمتیں اتنی زیادہ کرتا ہے جو انکی حد آرزو و تمنا سے بڑھکر ہوتی ہیں اور جو لوگ اسکے دین میں فسق و فجور کرتے ہیں انکو مہلت دیتا ہے اور نرمی اور مدارات سے انکو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور جس شخص کی نسبت اسکو یہ معلوم ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کریگا جو اسکے واسطے اسکی کرامتہائے عظیمہ کے حصول کا باعث ہوگی اس سے جدا نہیں ہوتا (یعنی اس سے قطع تعلق نہیں کرتا) +

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ رسولخدا کے نیک اصحاب ہیں جنکو انکے دین کیلئے تکلیف میں ڈالا گیا ہے منجملہ انکے بلالؓ ۔ صہیبؓ خبابؓ اور عمارؓ ابن یاسر اور اسکے ماں باپ ہیں ٭

بلالؓ کی سرگزشت اس طرح پر ہے کہ اسکو ابوبکر ابن ابوقحافہ نے اپنے دو حبشی غلاموں کی عوض میں خرید کیا تھا اور جب وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا تو علیؑ ابن ابیطالب کی تعظیم ابوبکر کی نسبت چندور چند زیادہ کرتا تھا مفسد لوگوں نے اس سے کہا کہ اے بلالؓ تو نے کفران نعمت کیا اور ترتیب فضیلت کو بھلا دیا ابوبکر تیرا آقا ہے جس نے تجھ کو خرید کیا اور عذاب سے چھڑایا اور تیری جان اور کسب مال کو تجھے آزاد کر کے زیادہ کیا اور علیؑ ابن ابیطالب نے تیرے لئے کوئی کام بھی نہیں کیا اور تو ابوالحسن علیؑ کی اتنی بڑی توقیر کرتا ہے جتنی ابوبکر کی نہیں کرتا یہ امر تیرا کفران نعمت اور جہالت ترتیب میں داخل ہے بلالؓ نے جواب دیا کہ کیا مجھ پر یہ لازم ہے کہ ابوبکر کی رسولخدا سے بڑھکر توقیر کروں انہوں نے جواب دیا کہ توبہ توبہ بلالؓ نے کہا کہ تمہارا یہ قول تمہارے پہلے قول کے برخلاف ہوا جو تم نے کہا تھا کہ تیرا علیؑ کو ابوبکر سے افضل جاننا جائز نہیں ہے کیونکہ اس نے تجھے آزاد کیا ہے اسی طرح سے میرا رسولخدا کو ابوبکر سے افضل جاننا بھی درست نہ ہوا کیونکہ اس نے مجھ کو آزاد کیا ہے وہ بولے کہ محمدؐ اور علیؑ دونو یکساں نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہ تمام مخلوق خدا سے افضل ہیں بلالؓ نے جواب دیا کہ ابوبکر اور علیؑ بھی یکساں نہیں ہیں اسلئے کہ علیؑ افضل مخلوقات الہی کا نفس ہے تو وہ بعد پیغمبر خدا کے تمام مخلوقات سے افضل ہے اور خدا کے نزدیک تمام خلق خدا سے زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اس نے رسولخدا کے ساتھ شامل ہو کر اس پرندہ کو کھایا ہے جس کے باب میں رسولخدا نے دعا کی تھی اے اللہ اس وقت میرے پاس اس شخص کو بھیجدے جو تجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ پیارا ہو اور وہی (علیؑ) تمام مخلوق خدا میں رسولخدا سے زیادہ تر مشابہ ہے کیونکہ خدا نے اسکو دین خدا میں آنحضرتؐ کا بھائی بنایا ہے اور ابوبکر مجھ سے یہ بات نہیں چاہتا جو تم چاہتے ہو کیونکہ وہ علیؑ کے ان فضائل کو جانتا ہے جن سے تم ناواقف ہو یعنی اسکو معلوم ہے کہ مجھ پر علیؑ کا حق اسکے حق سے زیادہ ہے کیونکہ اُس نے مجھ کو عذاب ابدی کی غلامی سے چھڑایا ہے اور میرے

اسکو دوست رکھنے اور اسکو سب پر فضیلت دینے کے سبب سے جنت کی ابدی نعمتیں میرے واسطے واجب ہوگئیں ✦

اور صہیبؓ کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں میری موافقت یا مخالفت سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا میرا مال و اسباب مجھ سے لے لو اور مجھ کو چھوڑ دو انہوں نے اس کا مال لیکر اسکو چھوڑ دیا جب وہ رسولِ خداؐ کی خدمت میں (مدینہ میں) حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے صہیب تیرا مال کس قدر تھا جو تو وہاں چھوڑ آیا ہے اس نے عرض کی کہ سات ہزار فرمایا کیا اسکے چھوڑنے پر تیرا دل خوش ہے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے حضرتؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ اگر تمام دنیا سرخ سونا ہو جائے تو میں اس تمام کو حضرتؐ پر ایک نظر کرنے اور حضرتؐ کے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابیطالب کو ایک آنکھ بھر کر دیکھنے کی عوض میں دے ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے صہیبؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے اس مال اور اس اعتقاد کی عوض میں جو مال جنت میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے خازنانِ جنت اسکے شمار اور حساب کرنے سے عاجز ہیں اور خدا کے سوا اور کوئی اس کا حساب نہیں جانتا ✦

اور خبابؓ ابن ارتؓ کو کفار مکہ نے بیڑی اور طوق میں قید کر لیا تھا اس نے محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہارؑ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے بیڑی کو اسکے سوار ہونیکے لئے گھوڑا بنا دیا اور طوق کو کمر میں لگانے کے لئے تلوار کر دیا اور وہ انکے ہاتھ سے نکل گیا جب انہوں نے محمدؐ کی ان نشانیوں کو جو خبابؓ پر ظاہر ہوئی تھیں مشاہدہ کیا اور کسی کافر کو اسکے پاس آنے کی جرأت نہ ہوئی اور خبابؓ نے تلوار کھینچکر آواز دی جس کا جی چاہے میرے پاس آئے کیونکہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا نام لیکر اگر کوہ ابو قبیس پر بھی تلوار ماروں تو اسکو دو ٹکڑے کر ڈالوں تمہاری تو بساط ہی کیا ہے اسپر کوئی کافر اس کا مزاحم نہ ہوا اور وہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ✦

اور عمارؓ کے باپ اور ماں دونو صبر کے ساتھ راہِ خدا میں قتل ہو گئے ✦

اور عمارؓ کو ابو جہل ملعون تکلیفیں دیتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی انگوٹھی کو اسکی انگلی میں

ایسا تنگ کیا کہ اسکو زمین پر گرا دیا اور نہایت ذلیل و خوار کیا اور اسکے کرتے کو اسکے بدن پر اتنا بھاری
کر دیا کہ لوہے کی زرہ سے بھی زیادہ بوجھل معلوم ہوتا تھا یہ حال دیکھ کر وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا
مجھ کو اس سے چھڑا جو تیرے ساتھی (محمدؐ) ہی کا کام ہے تب عمارؓ نے اسکی انگوٹھی کو انگلی سے اور اسکے کرتے کو
اسکے بدن سے اتار دیا اور وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا کہ میں تیرا مکہ میں رہنا پسند نہیں کرتا تو محمدؐ کے پاس
چلا جا کسی شخص نے عمارؓ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ خبابؓ کو تو ان نشانیوں کے ذریعے قید کفار سے چھڑا لیا۔
اور تیرے ماں باپ کو اس عذاب میں پڑا رہنے دیا یہانتک کہ وہ قتل کئے گئے عمارؓ نے جواب دیا کہ
یہ اس ذات پاک کا حکم ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو تو آگ سے نجات دی اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کو قتل کی بلا میں
ڈالا جناب سرور خدا نے فرمایا اے عمارؓ تو بڑا فقیہ ہے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ مجھ کو اتنا ہی علم کافی ہے کہ میں
پہچانتا ہوں کہ تو پروردگار عالم کا رسولؐ ہے اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور تیرا بھائی علیؑ تیرا وصی
اور تیرا جانشین اور تیرے بعد سب سے بہتر ہے اور قول حق تیرا اور اس کا قول ہے اور فعل حق تیرا اور اس کا
فعل ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی لئے تم سے محبت کرنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کی توفیق
عطا کی ہے کہ وہ اس امر کا ارادہ کر چکا ہے کہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں آپ دونو حضرات کے ہمراہ رکھے
حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمارؓ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے البتہ حق تعالیٰ تیرے ذریعے سے اپنے دین کی
حمایت کریگا اور سرکشوں کے عذروں کو قطع کریگا اور معاندوں کے عناد کو واضح کریگا جبکہ تجھ کو
ایک گروہ قتل کریگا جو کہ امام حق سے باغی ہوگا بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ تو نے علم ہی سے
اس قدر فضیلت حاصل کی ہے بس ہماری طرف سے اپنی فضیلت کو اور زیادہ کر کیونکہ جب کوئی شخص
علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر سے اسکو آواز دیتا ہے اے میرے بندے شاباش کیا
تجھ کو معلوم ہے کہ تو کس درجہ کی تلاش میں نکلا ہے اور کونسا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ملائکہ مقربین
کا قرین ہونیکے لئے انکی مشابہت کو تلاش کرتا ہے میں تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤنگا اور تیری حاجت کو
پورا کرونگا کسی نے امام زین العابدینؑ سے عرض کی کہ خدا نے یہ جو فرمایا ہے کہ تو ملائکہ مقربین کے
مشابہ ہونا چاہتا ہے تاکہ تو ان کا قرین ہو اسکے معنی کیا ہیں حضرتؑ نے جواب دیا کہ کیا تو نے خدا کا یہ

قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ اللہ نے گواہی دی کہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں اور صاحبانِ علم نے بھی وحدانیت خدا کی گواہی دی اور وہ قائل ہیں کہ وہ حق سبحانہ عادل اور منصف ہے اور اس خدائے غالب وحکیم کے سوا اور کوئی معبود یعنی قابل عبادت نہیں ہے اس آیت میں خدا نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر ملائکہ کا پھر صاحبانِ علم کا جو ملائکہ کے قرین ہیں اور ان کا سردار محمدؐ ہے اور اسکے دوسرے درجہ پر علیؑ ہے اور تیسرے درجہ پر وہ لوگ ہیں جو اسکے اہلبیتؑ میں اسکے زیادہ قریبی اور اسکے بعد اسکے مرتبہ کے زیادہ ترحقدار ہیں اسکے بعد حضرت سجادؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے شیعو انکے بعد وہ علماء ہیں جو ہمارے پیرو ہیں اور ہمارے اور خدا کے مقرب فرشتوں کے قرین ہیں اور اللہ کی توحید اور اسکے عدل اور کرم وجود کے شاہد ہیں۔ اور معاندوں کے عذروں کو قطع کرتے ہیں اور اسکی خاص کنیزوں اور غلاموں میں سے ہیں۔ پس تم نے اپنے نفس کے لئے بہت اچھی رائے پسند کی اور خوب بہرۂ وافر اختیار کیا اور بہت بڑی سعادت سے کامیاب ہوئے جبکہ تم محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کے قرین ہوئے اور خدا کی زمین میں اسکی توحید اور تمجید کو مشہور کر کے خدا کے نزدیک عادل اور منصف قرار پائے اور تم کو مبارک ہو کہ محمدؐ سردار اولین وآخرین ہے اور اسکی آلِ اطہار تمام انبیا کی آل سے بہتر ہے اور اصحابِ محمدؐ جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں سے بیزار ہیں تمام پیغمبروں کے اصحاب سے افضل ہیں اور امتِ محمدیؐ جو محمدؐ اور علیؑ کی دوستدار اور انکے دشمنوں سے بیزار ہے تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعمال کو اس اعتقاد کے بغیر قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کا کوئی گناہ معاف کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی نیکی قبول فرماتا ہے اور نہ اس کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے ٭

قولہ عزوجل يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ ترجمہ اے (ظاہر میں) ایمان لانیوالو

تم سب دل سے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور اگر تم بعد اسکے کہ خدا کی نشانیاں تمہارے پاس آچکیں لغزش کھا جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور صاحب حکمت ہے +

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اوپر کی دو آیتوں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ الخ اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ الخ میں دو فریقوں کا حال ذکر کر چکا اور انکے حالات کو بیان فرما چکا تو لوگوں کو اس شخص کے حال کی طرف دعوت کی جس کے افعال پسندیدہ ہیں اور ارشاد فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً اے ایمان لانیوالو - مجتمع ہو کر سلم یعنی دین اسلام کی مسالمت میں داخل ہو یعنی باہم مصالحت رکھو اور کامل اسلام میں داخل ہو پس اسکو قبول کرو اور اسکے موافق عمل کرو اور اس شخص کی مانند مت ہو جو اسلام کی بعض باتوں کو قبول کرے اور ان پر عمل کرے اور بعض باتوں کا منکر ہو اور انکو ترک کر دے پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اسلام میں داخل ہونیکے لئے محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا قبول کرنا ضروری ہے اسی طرح علیؑ ابن ابیطالب کی ولایت کا قبول کرنا بھی اس میں داخل ہونیکے لئے لازم ہے پس وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو اس بات کا قائل ہو کہ محمدؐ رسول خدا ہیں اور اس کا اقرار کرے اور وہ اس بات کا مقر نہو کہ علیؑ آنحضرتؐ کے وصی اور انکے جانشین اور آپکی امت میں سب سے بہتر ہیں بلکہ مسلمان وہی شخص ہے جو محمدؐ کی رسالت کے قائل ہونیکے بعد یہ اقرار کرے کہ علیؑ آنحضرتؐ کے وصی اور انکے جانشین اور آپ کی امت میں سب سے بہتر ہیں وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور شیطان جو تم کو گمراہی اور ضلالت کے راستوں کی طرف لیجاتا ہے اور اس طرح سے تم کو مہلک گناہوں کے مرتکب ہونے کا حکم دیتا ہے اسکی پیروی اور متابعت مت کرو - إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے کہ اپنی عداوت کے باعث تم کو ثواب عظیم کے حاصل کرنے سے محروم رکھنا چاہتا ہے - اور سخت عذاب سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ پس اگر تم سلم اور اسلام سے جسکی تکمیل ولایت علیؑ ابن ابیطالب کے معتقد ہونے سے ہوتی ہے لغزش کھاجاؤ تو انکار نبوت کی حالت میں اقرار توحید تم کو کچھ نفع نہ دیگا اگر تم لغزش کھاجاؤ بعد اسکے کہ تمہارے پاس قول رسول اللہ اور اسکی تفضیلت کی نشانیاں آئیں اور اس بابمیں واضح اور روشن دلیلیں تم پر ظاہر ہوگئیں کہ محمدؐ جو علیؑ کی امامت کی طرف رہبری کرتا ہے سچا پیغمبر ہے اور اس کا دین سچا دین ہے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ تو تم جان لو کہ اللہ اپنے دین کے مخالفوں اور اپنے پیغمبر کی تکذیب کرنیوالوں کے عذاب دینے پر قادر ہے اور کوئی اسکو اپنے مخالفوں سے انتقام لینے سے روک نہیں سکتا نیز اپنے دین سے موافقت کرنیوالوں اور اپنے نبیؐ کی تصدیق کرنیوالوں کو ثواب دینے پر قادر ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ اسکو اپنے اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کے عطا کرنے سے منع کرسکے حَكِيْمٌ یعنی عذاب دنیا اور ثواب عطا کرنا جو کام کہ کرتا ہے وہ عین حکمت اور دانائی پر مبنی ہے اگر وہ اپنے مطیع اور فرمانبردار بندے کو بہت سی نعمتیں اور کرامتیں عطا فرمائے تو وہ اس میں زیادتی اور فضول خرچی نہیں کرتا۔ اور ان خیرات و کرامات کو بیجا مقام میں نہیں رکھتا اور اگر اپنے نافرمان اور سرکش بندے پر سخت عذاب بھی کرے تو بھی وہ ظلم نہیں کرتا +

جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان آیات کو مع دیگر آیات سمیت روز شوریٰ[1] ان لوگوں کے سامنے بطور حجت کے پیش کیا تھا جنہوں نے اس وصی رسولؐ کو اپنے حق سے باز رکھا اور انکو اپنے مرتبے سے پیچھے ہٹایا اگرچہ ان لوگوں نے اسمیں اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ علیؑ بمنزلہ کعبہ کے ہے کہ جس کی طرف نماز میں منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو امور دین و دنیا میں پیشوا اور امام مقرر کیا ہے جیسا کہ کافروں کا کعبہ سے منحرف ہونا

---

[1] شوریٰ اس کمیٹی کا نام ہے جو خلیفہ دوم نے اپنی وفات کے وقت اپنا جانشین انتخاب کرنے کے لئے مقرر کی تھی اس میں چھ آدمی تھے۔ علیؑ۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص + + ۱۲ مترجم عفی عنہ

اسکے فضل و شرف میں کچھ کمی نہیں کرتا اسیطرح اگر مقصروں اور کوتاہ اندیشوں نے علیؑ کو اسکے حق سے ہٹایا
اور ظالموں نے اس وصی رسولؐ کو اسکے درجے سے باز رکھا علیؑ کی شان و منزلت میں کچھ نقصان نہیں کرتا
روز شوریٰ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام عذرات بیان کر چکے اور خوف خدا سے ڈرا چکے اور اپنے بیانات
کو واضح اور مشرح طور پر بیان فرما چکے تو بعد ازاں اپنی اثنائے تقریر میں ارشاد فرمایا اے عقلمند دوستو
کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ ان چیزوں کو جو نہ عقل رکھتی ہیں اور نہ سنتی اور دیکھتی ہیں
اور نہ سمجھانے سے کسی بات کو سمجھ سکتی ہیں اس کا شریک اور ہمسر مت قرار دو کیا رسولخدا نے مجھ کو تمہارے
دین اور دنیا کا قوام یعنی درست کرنیوالا اور محافظ مقرر نہیں کیا کیا آنحضرتؐ نے مجھ کو تمہارا جائے پناہ
قرار نہیں دیا کیا حضرتؐ نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے کیا
حضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں شہر علوم ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے کیا تم نے یہ نہیں
دیکھا کہ مجھ کو تمہارے علوم کی کچھ پروا نہیں ہے اور تم میرے علوم کے محتاج ہو کیا علماء کو یہ حکم ہے
کہ وہ جاہلوں کی متابعت اور پیروی کریں یا جاہلوں کو علماء کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اے لوگو
عقلوں کی ترتیب کو کیوں توڑتے ہو اور جس شخص کو خدائے کریم و وہاب نے مقدم کیا ہے اسکو مؤخر
کیوں کرتے ہو کیا رسولخدا نے جبکہ تم میں سے بڑے افضل اور معزز آدمی نے فاطمہؑ کے ساتھ نکاح کرنیکی استدعا
کی تھی اور آنحضرتؐ نے اسکی درخواست نامنظور کی تھی میری درخواست درباب نکاح فاطمہؑ
قبول نہ کی تھی اور جبکہ آنحضرتؐ نے مجھ کو اپنے ساتھ پرندے کا گوشت کھلایا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اسوقت
مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے محبوب تر نہیں بنایا تھا کیا اس نے مجھ کو تمام مخلوق سے زیادہ آنحضرتؐ کے
مشابہ نہیں کیا یہ کیا بات ہے کہ تم اس شخص کو جو آنحضرتؐ سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ تر
مشابہ ہے مؤخر کرتے ہو اور جو شخص آنحضرتؐ سے مشابہت رکھنے میں سب لوگوں سے کمتر ہے۔
اس کو مقدم کرتے ہو تم کو کیا ہو گیا کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور سوچ بچار سے کام نہیں لیتے +
امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام بہ ابراز حجج و براہین اور مثل انکی اور
دلیلوں سے ان لوگوں پر احتجاج کرتے تھے مگر وہ اپنی تدبیروں کی وجہ سے جنکو وہ قائم کر چکے تھے

بعض احتجاجات علیؑ روز شوریٰ

حضرتؐ کے کلام کو نہ سمجھے اور جس چیز کو انہوں نے اختیار کر لیا تھا اسکے سوا اور بات کو پسند نہ کیا۔ یعنی علیؑ علیہ السلام کو خلافت سے محروم رکھا اور عثمان کو خلیفہ کر دیا۔ مترجم) +

قولہ عزوجل هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ترجمہ وہ لوگ نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس بات کا کہ عذاب خدا اسفید بادل کے سائبانوں میں انکے پاس آئے اور عذاب کے فرشتے انکے پاس آئیں اور حکم خدا ادا کیا جائے اور سب امور خدا کی طرف رجوع کرینگے +

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نشانیوں سے کفار کو ساکت اور لاجواب فرمایا اور اپنے معجزات سے انکے عذروں کو قطع کیا تو ان میں سے بعض نے ایمان لانے سے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے باطل درخواستیں کیں چنانچہ حق تعالیٰ انکی درخواستوں کو قرآن میں نقل فرماتا ہے وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ...... الخ (اس کا ترجمہ مع تفسیر پہلے گزرا) پس خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ بااینہمہ کہ ہم نے اپنی نشانیوں کو انکے سامنے ظاہر اور واضح کیا اور معجزات دکھا کر انکے عذروں کو قطع کر دیا مگر یہ تکذیب کرنیوالے اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبانوں میں انکے پاس آئے اور فرشتے انکے پاس آئیں اس سبب سے کہ انہوں نے تجھ سے درخواست کی ہے کہ اللہ کو دنیا میں لا جس کا آنا جائز نہیں ہے اور فرشتوں کے لانے کا باطل سوال تجھ سے کیا ہے جو کہ صرف اس وقت آتے ہیں جبکہ اس تعبد یعنی بندگی لینے کا وقت جاتا رہتا ہے اور ظالموں کے ظلم کی وجہ سے انکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے اور اے محمدؐ یہ تیرا وقت بندگی لینے کا وقت ہے نہ کہ ہلاکت لیکر فرشتوں کے آنے کا وقت ہے پس یہ لوگ جو فرشتوں کے آنے کی تجھ سے درخواست کرتے ہیں جاہل ہیں۔

وَقُضِيَ الْأَمْرُ یعنی وہ لوگ صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے آئیں حالانکہ جب فرشتے آئینگے تو انکی ہلاکت کا حکم نافذ ہو جائیگا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جملہ امور میں حاکم ہے اپنے نافرمان بندوں کے لئے عذاب کا حکم دیتا ہے

اسکے فضل و شرف میں کچھ کمی نہیں کرتا اسیطرح اگر مقصروں اور کوتاہ اندیشوں نے علیؑ کو اسکے حق سے ہٹایا اور ظالموں نے اس وصی رسولؐ کو اسکے درجے سے باز رکھا علیؑ کی شان و منزلت میں کچھ نقصان نہیں کرتا روز شوریٰ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام عذرات بیان کر چکے اور خوف خدا سے ڈرا چکے اور اپنے بیانات کو واضح اور مشرح طور پر بیان فرما چکے تو بعد ازاں اپنی اثنائے تقریر میں ارشاد فرمایا اے عقلمند دوستو کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ ان چیزوں کو جو نہ عقل رکھتی ہیں اور نہ سنتی اور دیکھتی ہیں اور نہ سمجھانے سے کسی بات کو سمجھ سکتی ہیں اس کا شریک اور ہمسر مت قرار دو کیا رسولخدا نے مجھ کو تمہارے دین اور دنیا کا قوام یعنی درست کرنیوالا اور محافظ مقرر نہیں کیا کیا آنحضرتؐ نے مجھ کو تمہارا جائے پناہ قرار نہیں دیا کیا حضرتؐ نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے کیا حضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں شہر علوم ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ مجھ کو تمہارے علوم کی کچھ پروا نہیں ہے اور تم میرے علوم کے محتاج ہو کیا علماء کو یہ حکم ہے کہ وہ جاہلوں کی متابعت اور پیروی کریں یا جاہلوں کو علماء کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اے لوگو عقلوں کی ترتیب کو کیوں توڑتے ہو اور جس شخص کو خدائے کریم و وہابؔ نے مقدم کیا ہے اسکو موخر کیوں کرتے ہو کیا رسولخدا نے جبکہ تم میں سے بڑے افضل اور معزز آدمی نے فاطمہؑ کے ساتھ نکاح کرنیکی درخواست کی تھی اور آنحضرتؐ نے اسکی درخواست نامنظور کی تھی میری درخواست درباب نکاح فاطمہؑ قبول نہ کی تھی اور جبکہ آنحضرتؐ نے مجھ کو اپنے ساتھ پرندے کا گوشت کھلایا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اسوقت مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے محبوب تر نہیں بنایا تھا کیا اس نے مجھ کو تمام مخلوق سے زیادہ آنحضرتؐ کے مشابہ نہیں کیا یہ کیا بات ہے کہ تم اس شخص کو جو آنحضرتؐ سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ تر مشابہ ہے موخر کرتے ہو اور جو شخص آنحضرتؐ سے مشابہت رکھنے میں سب لوگوں سے کمتر ہے اس کو مقدم کرتے ہو تم کو کیا ہو گیا کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور سوچ بچار سے کام نہیں لیتے +

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام براہین حجج و براہین اور مثل انکی اور دلیلوں سے ان لوگوں پر احتجاج کرتے تھے مگر وہ اپنی تدبیروں کی وجہ سے جنکو وہ قائم کر چکے تھے

بعض احتجاجات علیؑ روز شوریٰ

حضرتؐ کے کلام کو نہ سمجھے اور جس چیز کو انہوں نے اختیار کر لیا تھا اسکے سوا اور بات کو پسند نہ کیا (یعنی علی علیہ السلام کو خلافت سے محروم رکھا اور عثمان کو خلیفہ کر دیا۔ مترجم) +

قولہ عز و جل هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ترجمہ وہ لوگ نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس بات کا کہ عذاب خدا سفید بادل کے سائبانوں میں انکے پاس آئے اور عذاب کے فرشتے انکے پاس آئیں اور حکم خدا ادا کیا جائے اور سب امور خدا کی طرف رجوع کرینگے +

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نشانیوں سے کفار کو ساکت اور لاجواب فرمایا اور اپنے معجزات سے انکے عذروں کو قطع کیا تو ان میں سے بعض نے ایمان لانے سے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے باطل درخواستیں کیں چنانچہ حق تعالیٰ انکی درخواستوں کو قرآن میں نقل فرماتا ہے وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ...... الخ (اس کا ترجمہ مع تفسیر پہلے گزرا) پس خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ باوجود یکہ ہم نے اپنی نشانیوں کو انکے سامنے ظاہر اور واضح کیا اور معجزات دکھا کر انکے عذروں کو قطع کر دیا مگر یہ تکذیب کرنیوالے اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبانوں میں انکے پاس آئے اور فرشتے انکے پاس آئیں اس سبب سے کہ انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اللہ کو دنیا میں لا جس کا آنا جائز نہیں ہے اور فرشتوں کے لانے کا باطل سوال تجھ سے کیا ہے جو کہ صرف اس وقت آتے ہیں جبکہ اس تعبد یعنی بندگی لینے کا وقت جاتا رہتا ہے اور ظالموں کے ظلم کی وجہ سے انکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے اور اے محمدؐ یہ تیرا وقت بندگی لینے کا وقت ہے نہ کہ ہلاکت لیکر فرشتوں کے آنے کا وقت ہے پس یہ لوگ جو فرشتوں کے آنے کی تجھ سے درخواست کرتے ہیں جاہل ہیں۔ وَقُضِيَ الْأَمْرُ یعنی وہ لوگ صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے آئیں حالانکہ جب فرشتے آئینگے تو انکی ہلاکت کا حکم نافذ ہو جائیگا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جملہ امور میں حاکم ہے اپنے نافرمان بندوں کے لئے عذاب کا حکم دیتا ہے

اور جو کوئی اس کو خوشنود کرتا ہے اسکے لئے آخرت کی تعظیم و تکریم لازم کرتا ہے ۰۰
اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے نشانیاں طلب کیں اور جو معجزے حضرتؐ نے انکو دکھائے حالانکہ وہ انکے لئے کافی وافی تھے ان پر انہوں نے قناعت نہ کی یہانتک کہ ان سے کہا گیا هَلْ يَنظُرُونَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ یعنی جبکہ انہوں نے واضح دلیلوں اور انکے عذروں کو دفع کرنیوالی حجتوں پر قناعت نہ کی تو بس وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ انکے پاس آئے اور یہ محال اور ناممکن ہے کیونکہ اللہ کیلئے آنا جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی جب جناب رسالتمآبؐ نے امیر المومنین علیؑ کو عہدۂ امامت پر نصب فرمایا تو نواصب نے حضرتؐ سے سوالات کئے اور وہ بھی محال سوال تھے۔ چنانچہ جب رسولخداؐ نے علیؑ کی فضیلت اور امامت پر نص کیا اور مومنوں کے دل اس بات سے مطمئن اور خوش ہوئے اور منکروں نے جو اہل عناد میں سے تھے اس باب میں اپنے عناد کو ظاہر کیا اور شک کرنیوالے ضعیف مسلمانوں نے اس امر میں شک کیا اور حضرتؐ کے دشمنوں میں سے منافقوں کی ایک جماعت نے آنحضرتؐ اور آپکے اصحاب خیار سے دو نو بیتیوں کی صلح کے باب میں حیلہ کیا اور انکے سینوں میں عداوت اور بغض اور حسد اور دشمنی کی یہانتک زیادتی ہوئی کہ ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ نے اول تو اپنی مدح میں خوب مبالغہ کیا پھر اپنے بھائی علیؑ کی مدح سرائی میں خوب زیادتی کی اور یہ بات پروردگار عالم کی طرف سے ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ اسکی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسکی محبت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اسکو اپنی وفات کے بعد ہم پر سردار بنایا جائے اسوقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ تم ان باتوں میں سے کس بات کا انکار کرتے ہو وہ خدا نہایت عظیم اور کریم اور حکیم ہے اس نے اپنے بندوں میں سے چند بندوں کو منتخب کیا ہے اور چونکہ انکی حسن طاعات کو معلوم کر چکا ہے اور اپنے امر میں انکی فرماں برداری کو دیکھ لیا ہے اسلئے انکو اپنی کرامتوں سے مخصوص کیا ہے اور اپنے بندوں کے کاروبار ان کے سپرد کئے ہیں اور اس حکیمانہ تدبیر کے ساتھ جس کی انکو توفیق دیگئی ہے اپنی خلقت کی حکومت انکے لئے مقرر کی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ جب اپنے کسی خدمتگار کی خدمت کو پسند کرتا ہے اور سلطنت کے جس کام پر اسکو لگاتا ہے اس میں اس کی

قرار داد اور تجویز پر بھروسا کر لیتا ہے تو اسکے علاوہ اور امور کو بھی اسکے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے
لشکروں اور رعایا کے انتظامات میں اس پر اعتماد کرتا ہے محمدؐ کا اس تدبیر میں جو پروردگار عالم
نے اسکی سپرد کی ہے ایسا ہی حال ہے اور بعینہ وہی حال علیؑ کا ہے جس کو محمدؐ نے اپنا وصی اور اپنی
اہلبیت میں اپنا جانشین اور اپنے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور
اپنے دوستوں کا مددگار اور اپنے دشمنوں کا دشمن مقرر کیا ہے مگر ان منافقوں نے ان دلیلوں پر قناعت
نہ کی اور انکو تسلیم نہ کیا اور کہنے لگے کہ جو کام محمدؐ نے علیؑ سے منسوب کیا ہے وہ کوئی چھوٹا سا کام
نہیں ہے وہ خلقت کے خونوں اور انکی عورتوں اور اولادوں اور مالوں اور حقوں اور حصوں اور
انکی دنیا اور آخرت کے معاملات ہیں اسلئے اسکو چاہیئے کہ ایسے شخص کو ہمارے سامنے پیش کرے
جو اس حکومت کی جلالت کی قابلیت رکھتا ہو تب رسولخداؐ نے فرمایا کیا تم کو علیؑ کا وہ نور کافی نہیں
ہے جو اس تاریکی میں تھا اور جس کو تم نے اس رات کو دیکھا تھا جبکہ وہ میرے پاس سے اپنے گھر
گیا تھا کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے سامنے کی دیواروں میں سے گزر گیا اور وہ اسکے
سامنے سے شق ہو گئیں اور رستہ بن گیا پھر از سر نو آکر باہم مل گئیں کیا تم کو غدیر خم کا واقعہ
کافی نہیں ہے جبکہ میں نے علیؑ کو اپنا جانشین کیا تم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے
تھے اور فرشتے ان میں سے سر نکالے جھانک رہے تھے اور تم کو پکار رہے تھے یہ ولی خدا ہے اسکی
متابعت کرو ورنہ تم پر عذاب خدا نازل ہوگا اس سے ڈرو کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم نے
دیکھا کہ علیؑ چلتا تھا اور پہاڑ سامنے سے ہٹتے جاتے تھے تاکہ موڑ کھانے کی ضرورت نہ پڑے جب وہ
گزر گیا تو پہاڑ پھر اپنی جگہ پر آگئے بعد ازاں علیؑ نے دعا کی کہ اے خدا ان لوگوں کو پھر اپنی نشانیاں
دکھا کہ یہ امر تیرے نزدیک سہل ہے تاکہ تیری حجت ان پر اور زیادہ تاکید کر دے الغرض جب وہ
لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس گئے تو اندر داخل ہونا چاہا زمین نے انکے پاؤں پکڑ لئے اور انکو اندر
جانے سے روک دیا اور آواز دی کہ ہمارے اندر قدم رکھنا تم کو حرام ہے جبتک کہ ولایت علیؑ ابن
ابیطالب پر ایمان نہ لاؤ تب انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہکر گھروں میں داخل ہوئے

پھر اندر جاکر دوسرے کپڑے بدلنے کے لئے اپنے لباس اتارنے کا ارادہ کیا تب وہ لباس ان پر بھاری ہوگئے اور وہ انکو نہ اتار سکے اور کپڑوں نے ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا اتارنا آسان نہ ہوگا جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابیطالب کا اقرار نہ کرلو تب انہوں نے اسکی ولایت کا اقرار کیا اور کپڑوں کو اتار دیا پھر رات کا لباس پہننے کا ارادہ کیا تب وہ بھاری ہوگئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا پہننا حرام ہے جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابیطالب کا اقرار نہ کرلو اس وقت انہوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اس وقت لقمہ انکے لئے بھاری ہوگیا اور جو لقمے بھاری نہ ہوئے تھے وہ انکے منہ میں جاکر پتھر بن گئے اور انکو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابیطالب کا اقرار نہ کرلو تب انہوں نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا بعد ازاں وہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے اور ان کا دفیعہ انکو متعذر ہوا اور انکے پیٹوں اور آلات تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے جب تک کہ ولایت علیؑ ابن ابیطالب کا اقرار نہ کرلو اسوقت انہوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر ان میں سے بعض نے ولتنگ ہوکر اس طرح پر دعا کی اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۤءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ اے خدا اگر یہ وہی حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اسوقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی اور یہ آیت بھیجی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمدؐ تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کرنیوالا عذاب اسوقت نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور اللہ انکو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وہ طلب بخشش کرتے ہوں اور توبہ اور رجوعیت ظاہر کرتے ہوں کیونکہ دنیا میں اس نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی تلاش اور تفتیش کو ترک کرو کیونکہ

پارہ ۹ سورہ ۸ ع ۴

دنیا فرصت اور مہلت کا گھر ہے اور آخرت جزا کا گھر ہے وہاں کوئی عبادت نہ کرائی جائیگی حضرت نے فرمایا اور اللہ انکو عذاب نہیں کرتا در آنحالیکہ طلب مغفرت کرنیوالے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں کہ یا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جنکی بابت خدا کو معلوم ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائینگے یا انکی نسل سے کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور تیرا پروردگار انکو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائیگا اور انکے کافر باپ دادا کے گناہوں کے سبب سے انکو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو ضرور انکو ہلاک کر دیتا پس آنحضرتؐ کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصبیوں نے علیؑ کے باب میں احکام خدا کی ناواقفیت کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی درخواست کی تھی جو کسی حکم عقلی میں کسی طرح جائز الوقوع نہیں ہیں +

قولہ عزوجل سل بنی اسرائیل ...... یہاں پر یہ حصہ بھی ختم ہوا +

تفسیر امام علیہ السلام کا آخری حصہ

اس میں سورہ بقر کی چند آیات کی تفسیر مندرج ہے + سورہ بقر پارہ سوم - ع ۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ عزوجل فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡھًا اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ھُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّہٗ بِالۡعَدۡلِ وَاسۡتَشۡھِدُوۡا شَھِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰىھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحۡدٰىھُمَا الۡاُخۡرٰی وَلَا یَاۡبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا ترجمہ پس اگر وہ شخص جس کے ذمے حق ہے بے عقل ہو یا ضعیف ہو یا وہ لکھ نہ سکتا اس وقت چاہیئے کہ اس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھے اور تم اپنے معاملہ پر دو مردوں کو گواہ کرو اگر دو مرد نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور یہ گواہ ان شخصوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرو اور دو عورتیں اسلئے ہیں کہ اگر ایک عورت اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری

اسکو یاد ولادے اور گواہ گواہی قبول کرنے میں انکار نہ کریں جبکہ انکو گواہ ہونیکے لئے بلایا جائے +
التماس مترجم۔ اصل کتاب میں فَاِنْ کَانَ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا کی تفسیر موجود نہیں اسلئے
مجبوراً ترک کرتا ہوں صرف ربط کے لئے ترجمہ میں کل آیت کو درج کردیا ہے +
امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ آیہ اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ
وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ کی تفسیر میں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے (کہ وہ شخص
جسکے ذمے حق ہے بے وقوف ہو) یا ضعیف ہو یعنی بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا
ہو یا اپنے فہم اور علم میں کمزور ہو کہ لکھنے پر قادر نہو اور ان لفظوں میں جو اسکے حق میں مفید
ہوں اور ان لفظوں میں جو اسکے یا اسکے دوست کے حق میں مضر ہوں تمیز نہ کرسکتا ہو اَوْ لَا
یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ یا وہ لکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یعنی وہ زندگانی دنیا کے لئے
اپنے بدن کو درست کررہا ہو یا عاقبت کے لئے کچھ سامان اور زاد راہ مہیا کرنے میں مصروف
ہو یا کسی حلال لذت میں مشغول ہو کیونکہ یہ شغل ایسے ہیں کہ عقلمند کو مناسب نہیں ہے کہ
ان کو ترک کرکے اسوقت اور کام کو شروع کرے جبکہ وہ شخص جسکے ذمے حق ہے صفات مذکورۂ
بالا سے موصوف ہو تو چاہیئے کہ اس کا نائب اور مختار کار عدل و انصاف سے تحریر کرے جس میں
مکتوب لہ (قرضخواہ) اور مکتوب علیہ (قرضدار) کسی پر ظلم نہو +
اور جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی ضعیف بدن آدمی کی اسکے کام میں مدد کرے
اللہ تعالیٰ اسکے کام میں اس کا معین و مددگار ہوگا اور قیامت کے دن فرشتوں کو مقرر کریگا جو اس
کے تعز خوفوں اور ہولوں کے قطع کرنے اور آتش جہنم کی خندقوں پر سے عبور کرنے میں اسکی امداد کرینگے
یہانتک کہ صراط سے گزرتے وقت اس کا دھوآں اور گرم ہوا تک بھی اس تک نہ پہنچیگی اور وہ صحیح سلامت
با امن و امان بہشت میں جا داخل ہوگا۔ اور جو کوئی ایسے آدمی کی مدد کرے جو فہم و معرفت میں
ضعیف ہو اور سخت دشمن کے مقابلے میں جو باطل کا خواہاں ہے اسکو حجت تعلیم کرے اسکے صلے میں
اللہ تعالیٰ نزع کے وقت اسکی مدد کریگا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی شہادت اور جو چیزان دونو شہادتوں کے متصل ہے (یعنی ولایت علیؑ) اسکے اقرار کرنے اور معتقد ہونیکی توفیق عطا فرمائیگا یہانتک کہ اس کا دنیا سے نکلنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا ایسی صورت میں واقع ہوگا کہ اسکے اعمال نہایت افضل اور اس کا احوال نہایت پسندیدہ ہوگا اسوقت اسکو روح وریحان کا تحفہ مرحمت ہوگا اور یہ مژدہ اسکو دیا جائیگا کہ اس کا پروردگار اس سے رضامند اور نہایت خورسند ہے۔ اور جو کوئی کسی ایسے شخص کی امداد کرے جو اپنے دنیاوی یا دینی مصلحتوں میں مصروف ہو یہانتک کہ اسکو اپنے امور میں منتشر نہ ہونے دے اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جبکہ بادشاہ جبار کے روبرو ایک شغل[1] دوسرے شغل کا مزاحم ہوگا اور احوال منتشر ہونگے اس کا معین و مددگار رہوگا اور اسکو شریر بندوں سے الگ کرکے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائیگا ✦

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام چند عوام مسلمانوں کے پاس سے گزرے جو مہاجرین و انصار میں سے نہ تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے تھے اور اس دن ماہ شعبان کی پہلی تاریخ تھی اور وہ لوگ مسئلہ قضا و قدر اور دیگر مختلف فیہ مسائل میں خوض و فکر کر رہے تھے اور شور و غل بلند ہو رہا تھا اور ان کا مباحثہ اور مجادلہ نہایت زور پر تھا یہ حال دیکھ کر حضرت وہاں ٹھیر گئے اور انکو سلام کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوگئے اور حضرت سے بیٹھنے کی التماس کی مگر آپ نہ بیٹھے اور ان سے پکار کر فرمایا اے ایسے امر میں گفتگو کرنیوالو جو تم کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ کسی فائدے کو تمہاری طرف رجوع کرتا ہے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو در حقیقت اندھے اور گونگے نہیں ہیں اور اسکے خوف نے انکو ساکت اور صامت کر دیا ہے اور وہی لوگ فصیح عاقل دانا اور خدا اور اسکی مخلوق کے عالم ہیں لیکن ان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت انکو یاد دلائی جاتی ہے تو اسکی عظمت و جلالت کے باعث انکی زبانیں شکستہ ہو جاتی ہیں اور انکے دل پاش پاش اور پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور انکی عقلیں حیران اور سرگشتہ ہو جاتی ہیں اور جب انکو اس

---

[1] سب اپنے اپنے شغل میں لگے ہونگے اور کسی کو دوسرے کا دکھ بٹانے کی فرصت نہوگی ✦ مترجم

حال سے اضافہ ہوتا ہے تو پاک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ظالموں
اور خطا کاروں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ افراط اور تفریط کرنیوالے لوگوں سے بیزار ہیں آگاہ ہو
کہ وہ خدا کے لئے تفریط (کمی) کو پسند نہیں کرتے اور نہ اسکے لئے افراط (زیادتی) کرنا چاہتے ہیں اور
وہ اپنے اعمال کے سبب اسپر ناز نہیں کرتے بلکہ جب کوئی انکو دیکھتا ہے تو وہ غمگین اور خوف زدہ
اور خائف و ترساں نظر آتے ہیں اے بدعت کرنیوالے لوگو تم ان میں کب داخل ہو سکتے ہو کیا تم کو
معلوم نہیں ہے کہ مسئلہ قضا و قدر کو وہ شخص سب سے زیادہ جانتا ہے جو سب سے زیادہ اس میں ساکت
اور خاموش رہتا ہے اور اس مسئلہ میں سب سے جاہل وہ شخص ہے جو اس میں سب سے زیادہ گفتگو
کرتا ہے اے بدعتیوں کے گروہ آج شعبان مکرم کی پہلی تاریخ ہے ہمارے پروردگار نے اس مہینے کو
اسلئے شعبان کے نام سے نامزد کیا ہے کہ اسمیں سب قسم کی نیکیاں منشعب ہوتی ہیں یعنی پھیلتی
ہیں اور تمہارے پروردگار نے اسمیں اپنی جنت کے دروازے کھول دئے ہیں اور اسکے محلوں اور
تمام نفیس چیزوں کو نہایت ارزاں قیمتوں اور نہایت سہل امور کی عوض میں تمہارے سامنے
پیش کیا ہے پس تم انکے منکر ہو اور ابلیس ملعون نے اپنی بدیوں اور بلاؤں کی شاخوں کو تمہارے سامنے
پیش کیا ہے پس تم گمراہی اور سرکشی میں برابر ساعی ہو اور ابلیس کی راہوں کو نہایت مضبوطی سے اختیار کرتے
ہو اور خیر کے راستوں سے جس کے دروازے تمہارے واسطے کھولے گئے ہیں الگ ہٹتے ہو یہ شعبان کی پہلی تاریخ
ہے اور اسکی نیکیوں کی راہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر والدین اور قریبی رشتہ داروں
اور ہمسایوں سے نیکی کرنا باہم اصلاح کرنا اور فقیروں اور مسکینوں کو صدقہ دینا ہے جو چیز کہ تمہارے ذمے
نہیں رکھی گئی ہے اور جس میں خوض و فکر کرنے سے تم کو منع کیا گیا ہے یعنی اسرار خدا کو نہ کھولو اور
جو کوئی انکو کھولتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے تم خواہ مخواہ اسکی تفتیش کرنیکی تکلیف اٹھاتے ہو سنو
ہمارے پروردگار نے اپنے فرماں بردار بندوں کے لئے جو امور آج کے دن میں مقرر کئے ہیں اگر تم ان سے
واقف ہوتے تو تم اس بحث و مباحثہ سے جس میں تم مبتلا ہو باز رہتے اور جن امور کا تم کو حکم دیا
ہے انکو بجا لاتے انہوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین علیہ السلام وہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار

وجہ تسمیہ ماہ شعبان و فضائل ماہ مذکور

بندوں کے لئے مقرر کی ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں وہی بیان کرونگا جو میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے + ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک لشکر نہایت سخت کافروں کی ایک قوم کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا تھا اتفاقاً انکی خبر کے آنے میں دیر لگی اور خاطر اقدس کو انکی خبر کے سننے کا نہایت خیال تھا آخر کار ارشاد فرمایا کہ کاش کوئی ایسا ہو جو انکے حالات کو معلوم کرے اور انکی خبریں مجھ کو پہنچائے ابھی حضرتؐ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص یہ خوشخبری لایا کہ انہوں نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور انکے اسباب لوٹ لئے اور ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور بعض کو اسیر کر لیا اور انکے مالوں کو غارت کیا اور انکے عیال و اطفال کو قید کر لیا آخر کار جب وہ لشکر مدینے کے قریب پہنچا تو آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت انکی ملاقات کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے جب آپ سے ملاقی ہوئے تو زید ابن حارثہ نے جوان کا سردار تھا اور آگے آگے آ رہا تھا جب حضرتؐ کو دیکھا تو اپنے ناقہ پر سے اتر پڑا اور حضرتؐ کی طرف آیا اور حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اسکو بغل میں لیا اور اسکے سر پر بوسہ دیا پھر عبداللہ ابن رواحہ اپنی سواری سے اترا اور آگے بڑھکر حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اسکو بھی گلے لگایا پھر قیس ابن عاصم منقری پیادہ پا حاضر ہوا اور آکر حضرتؐ کے دست و پا کا بوسہ لیا حضرتؐ اس سے بھی بغل گیر ہوئے بعد ازاں باقی اہل لشکر بھی اپنی سواریوں سے اترکر حاضر ہوئے اور حضرتؐ پر درود و سلام بھیجا حضرتؐ نے انکو دعائے خیر دی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنے حالات سے مطلع کرو کہ دشمنوں سے کیونکر گزری اور اس وقت انکے ساتھ کفار کے قیدی اور انکے اسیر شدہ عیال و اطفال اور زر و سیم اور دیگر مال و متاع بیشمار موجود تھے۔ تب انہوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ اگر آپ ہمارے حالات سے آگاہ ہوتے تو نہایت متعجب ہوتے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ان حالات سے ناواقف تھا مگر اب جبرئیلؑ امین نے مجھ کو مطلع کر دیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکے دین سے بھی اسوقت تک ناواقف تھا جب تک کہ میرے پروردگار نے اس سے مجھ کو واقف نہ کیا تھا چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا

پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۵

نَّهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝ (یعنی
اسی طرح ہم نے روح کو اپنے حکم سے تیری طرف وحی کیا کہ تو وحی سے پہلے یہ نہ جانتا تھا کہ قرآن کیا چیز ہے
اور نہ ایمان کو جانتا تھا لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور کیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس بندے کو چاہتے ہیں
اس سے ہدایت کرتے ہیں اور البتہ تو اے محمدؐ راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے) اگر تم اس واقعہ کو اپنے ان
مومن بھائیوں سے بیان کرو تا کہ یہ تمہاری تصدیق کریں کیونکہ جبرئیلؑ نے مجھ کو تمہاری اس بات سے مطلع
کر دیا ہے کہ تم سچ سچ بیان کروگے تب انہوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ جب ہم دشمن کے قریب پہنچے
تو ہم نے اپنے جاسوس کو انکی طرف بھیجا کہ انکے حالات اور تعداد کو معلوم کرے اس نے آکر ہم کو
خبر دی کہ وہ ایک ہزار آدمی ہیں اور ہم دو ہزار تھے اور یکایک دشمن کے ہزار آدمی شہر سے
باہر نکلے اور تین ہزار آدمی اندر چھوڑے اور ہم کو خیال ہوا کہ یہ ہزار ہی آدمی ہیں اور ہم کو
جاسوس نے خبر دی تھی کہ وہ باہم گفتگو کرتے تھے کہ ہم ایک ہزار آدمی ہیں اور وہ دو ہزار ہیں
اور ہم انکے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور اسکے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ ہم شہر کے اندر قلعہ بند
ہو جائیں تا کہ یہ لوگ ہماری لڑائی سے تنگ ہو کر واپس چلے جائیں اس سبب سے ہم نے دلیری
کرکے ان پر حملہ کیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اور دروازے بند کر لئے تب ہم نے انکے مقابلے
کے ارادے سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو انہوں نے شہر کے دروازے
کھولے اور ہم بے خبر پڑے سوتے تھے اور چار شخصوں کے سوا اور کوئی نہ جاگتا تھا ایک تو زید ابن
حارثہ تھا جو لشکر کے ایک طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مشغول تھا۔ اور دوسرا عبد اللہ ابن
رواحہ لشکر کے دوسری طرف نماز و تلاوتِ قرآن میں مصروف تھا۔ تیسرا قتادہ ابن نعمان دوسری
طرف نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا ایک طرف قیس ابن عاصم نماز اور تلاوت کلام مجید میں
مصروف تھا الغرض وہ لوگ اس اندھیری رات میں شہر سے نکلے اور ہم پر تیروں کا مینہ برسایا
چونکہ ان کا شہر تھا اور وہ اسکی راہوں اور گزرگاہوں سے واقف تھے اور ہم بالکل ناواقف
[illegible] آشنا اسلیئے ہم نہایت خائف و ترساں ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ہم مورد ہلاکت میں

آپڑے اور اس شب تاریک میں ہم کسی طرح دشمنوں کے تیروں سے نہیں بچ سکتے کیونکہ انکے تیر ہم کو نظر نہیں آتے اسی اثنا میں ناگاہ ہم نے دیکھا کہ قیس ابن عاصم کے منہ سے ایک بہت بڑی روشنی نمودار ہوئی جو جلتی آگ کی طرح روشن تھی اور دوسری طرف سے ایک روشنی قتادہ ابن نعمان کے منہ سے نمایاں ہوتی ہم کو نظر آئی جو زہرہ اور مشتری کی طرح چمک رہی تھی اور عبداللہ ابن رواحہ کے منہ سے ایک روشنی نکلی جو اس طرح معلوم ہو رہی تھی جیسے اندھیری رات میں ماہتاب روشن ہوا کرتا ہے اور ایک نور زید ابن حارثہ کے منہ سے ساطع ہوا جو آفتاب تاباں سے بھی زیادہ تر روشن تھا ان چاروں نوروں نے ہمارے لشکرگاہ کو ایسا روشن کر دیا کہ دن سے بھی زیادہ تر روشنی وہاں پر ہو گئی اور ہمارے دشمن نہایت تاریکی میں تھے اور ہم انکو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے پس زید نے ہم کو کئی طرف تقسیم کر دیا۔ اور ادھر اُدھر پھیلا دیا اور ہم نے انکو گھیر لیا اور ہم انکو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے اور ہم گویا آنکھوں والے تھے اور وہ گویا اندھے تھے تب ہم تلواریں کھینچ ان پر جا پڑے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور باقیوں کو قید کر لیا اور بعد ازاں ہم انکے شہر میں داخل ہوئے اور جا کر انکی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور انکے مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور یہ انکی عورتیں اور بچے اور مال لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں اور یا رسول اللہ ہم نے ان نوروں سے جو ان چار شخصوں کے منہ سے ظاہر ہوا عجیب تر اور کوئی چیز نہیں دیکھی کہ ان سے ہمارے دشمنوں پر ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ہم انکے قتل کرنے پر قادر ہو گئے یہ حال سنکر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم پروردگار عالمین کا شکر ادا کرو کہ اس نے ماہ شعبان کی وجہ سے تم کو فضیلت دی اور یہ رات ماہ شعبان کی پہلی رات تھی اور رجب جو ماہ حرام ہے ختم ہو چکا تھا اور یہ نور تمہارے ان برادران ایمانی کے غرہ ماہ شعبان میں اعمال بجا لانے کے باعث ظہور میں آئے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان اعمال کے وقوع میں آنے سے پہلے انکو وہ انوار اس رات کو عطا فرمائے تھے اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ فرمایئے وہ کونسے اعمال ہیں تاکہ ہم بھی بجا لائیں اور ثواب پائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیس ابن عاصم منقری نے غرہ شعبان کی پہلی تاریخ لوگوں کو نیکی (امر بالمعروف) کرنے کا حکم دیا اور برائی (نہی عن منکر) سے منع کیا اور انکو خیر و صلاح کی طرف رہنمائی کی اسلئے حق تعالیٰ نے ان اعمال کے بجا لانے سے پہلے اس کو

اس رات وہ نور عطا فرمایا جبکہ وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھا اور قتادہ ابن نعمان نے اپنا قرض جو اسکے ذمے تھا ماہ شعبان کی پہلی تاریخ (دن کو) ادا کیا اسلئے خدائے جلشانہ نے اسکو اس سے پہلی رات کو وہ نور عنایت فرمایا۔ اور عبداللہ ابن رواحہ چونکہ اپنے والدین سے بہت نیکی کرتا تھا اس سبب سے اس رات کو اس نیکی کا ثواب اور زیادہ مرحمت ہوا جب دن ہوا تو اسکے والدین نے اس سے کہا کہ ہم تجھے دوست رکھتے ہیں اور تیری فلاں بیوی ہم کو بہت ستاتی ہے اور برا بھلا کہتی ہے اور ہم کو خوف ہے کہ کسی لڑائی میں ہم کو زک پہنچے اور دشمن ہم پر غالب ہوں اور تو مارا جائے اور تیری وہ عورت ہمارے مال میں ہمارے ساتھ شریک ہو اور اس سبب سے وہ اور زیادہ ظلم و ستم ہم پر کرنے لگے اور زیادہ ضرر پہنچائے عبداللہ نے جواب دیا کہ مجھ کو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ وہ تم پر ظلم کرتی ہے اور تم اس سے ناراض ہو اور اگر مجھ کو معلوم ہوتا تو میں اسکو طلاق دیدیتا مگر خیر اب میں اسکو طلاق دیتا ہوں اور الگ کرتا ہوں تاکہ تم اسکے شر سے بے خوف ہو جاؤ اور یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی کہ میں اس شخص کو دوست رکھوں جس سے تم ناراض ہو اس سبب سے حق تعالےٰ نے یہ نور اسکو عطا فرمایا + اور زید ابن حارثہ جو سردار قوم اور ان سب سے افضل ہے اسکے منہ سے جو آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن نور طالع ہوا اس کا باعث یہ تھا کہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس سے ایک بہت بڑا عمل صادر ہوگا اسلئے حق سبحانہ نے اسکو خاص کیا اور اس عمل خیر کے باعث جو اسکے منہ سے نور کے ساطع ہونیکا سبب ہوا اسکو اور لوگوں پر فضیلت عنایت فرمائی یہانتک کہ مسلمانوں نے اس نور کی وساطت سے مشرکوں پر فتح پائی اور وہ عمل یہ تھا کہ جس رات اس آفتاب کی مدد سے جو کہ اسکے منہ سے طلوع کر رہا تھا مسلمانوں نے کافروں پر ظفر پائی اسکے دن میں (روز اول ماہ شعبان) ایک شخص اسی لشکر کے منافقوں میں سے اسکے پاس آیا (جس کا قصد یہ تھا کہ اسکے اور علیؑ ابن ابیطالب کے درمیان نزاع ڈلوا دے اور انکے باہمی رابطہ الفت کو فاسد کر دے) اور آکر کہنے لگا تجھ کو مبارک ہو مبارک ہو اے وہ شخص کہ اہلبیت و اصحاب رسول اللہ میں کوئی تیرا نظیر اور ہمسر نہیں ہے یہ تیری تلاوت قرآن اور یہ نور جسکو ہم نے تجھ سے مشاہدہ کیا! سبحان اللہ زید نے اس سے کہا اے بندۂ خدا خدا سے ڈر اور حد سے بڑھ کر بات نہ کر اور میری قدر و منزلت سے زیادہ میری تعریف مت کر کیونکہ اس بات سے تو مخالف خدا اور

کافر ہو جائیگا اور اگر میں بھی تیری اس گفتگو کو قبول کر لوں تو میں بھی تیری طرح کافر بن جاؤں
اے بندۂ خدا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ان واقعات سے آگاہ کروں جو ابتدائے اسلام میں اس کے
بعد وقوع میں آئے یہانتک کہ حضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور فاطمہ زہراؑ کا جناب
امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب کے ساتھ نکاح کیا اور حسنؑ اور حسینؑ اس معصومہؑ کے بطن سے پیدا
ہوئے اس منافق نے کہا کہ ہاں زیدؓ نے کہا کہ جناب رسالتمآبؐ مجھ کو نہایت دوست رکھتے تھے یہانتک
کہ مجھ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ مجھ کو زیدؓ ابن محمدؐ کہتے تھے یہانتک کہ جناب امیرؑ کے گھر میں
امام حسنؑ اور امام حسینؑ پیدا ہوئے اسوقت میں نے ان دونو حضرات کی خاطر سے آنحضرتؐ کا فرزند
کہلانا پسند نہ کیا اور جو کوئی مجھ کو آنحضرتؐ کا فرزند کہہ کر پکارتا تھا میں اس سے کہتا تھا کہ میں نہیں چاہتا
کہ تم مجھ کو اس طرح پکارو بلکہ یوں کہو کہ زید آزاد کردۂ رسولؐ خدا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا
ہوں کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کے مشابہ ہوں اور برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ حق تعالی نے میرے گمان
کی تصدیق کی اور یہ آیت نازل فرمائی مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ
یعنی اللہ تعالی نے کسی شخص کے اندر دو دل نہیں بنائے کہ ایک دل سے تو محمدؐ و آل محمدؐ کو دوست
رکھے اور انکی تعظیم کرے اور دوسروں پر انکو فضیلت دے اور دوسرے دل سے انکے دشمنوں کو
دوست رکھے اور انکو ان پر فضیلت دے بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ جو کوئی انکے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے
وہ ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کا دوست نہیں اور جو کوئی انکے دوستوں کو انکے مساوی جانتا ہے وہ
بھی ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کا دوست نہیں ہے وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُوْنَ
مِنْهُنَّ اُمَّهَاتِكُمْ اور جن عورتوں سے کہ تم ظہار[1] کرتے ہو اور انکو اپنی ماؤں سے تشبیہ دیتے ہو انکی
انکو تمہاری مائیں قرار نہیں دیا وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ اور تمہارے متبنے لڑکوں کو
تمہارا بیٹا نہیں کیا بعد ازاں چند آیات کے بعد فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰى اَوْلِيَاءِ

سورہ احزاب پارہ ۲۱

[1] ظہار کے معنی یہ ہیں کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تیری پشت میری ماں کی پشت کی مانند ہے ۱۲ مترجم

کُوْمَعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ کتاب خدا اور اسکے فرائض میں بعض رشتہ دار بعض رشتہ داروں سے بہ نسبت اور مومنوں اور مہاجروں کے زیادہ سزاوار اور مستحق ہیں یعنی حسنؑ اور حسینؑ رسولخدا کی نبوت کے زیادہ تر سزاوار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے نیکی اور اکرام کرو پر یہ اولاد کے مرتبے کو نہیں پہنچتے یہ بات کتاب خدا یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تب سے لوگوں نے مجھ کو فرزند رسول اللہ کہنا چھوڑ دیا اور زید برادر رسولؐ خدا کہنے لگے اور لوگ ایسے ہی کہتے تھے اور مجھ کو یہ بات بھی ناپسند تھی یہانتک کہ آنحضرتؐ نے علیؑ ابن ابیطالب کو اپنا بھائی بنایا اسکے بعد کسی نے مجھ کو رسولخدا کا بھائی نہ کہا پھر زیدؓ نے اس منافق سے کہا اے بندۂ خدا زیدؓ علیؑ کا آزاد کردہ غلام ہے جیسے رسولخدا کا آزاد کردہ اسلئے تو زیدؓ کو علیؑ کا نظیر اور ہمسر مت سمجھو اور اسکے مرتبے کو علیؑ کے مرتبے سے بڑھکر مت گمان کرو ورنہ تو نصاریٰ کے مشابہ ہوگا کہ انہوں نے عیسیٰؑ کو اسکے درجہ سے بڑھ کر سمجھا اور کافر ہوگئے اس تقریر کے بعد حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ حق تعالیٰ نے اس وجہ سے وہ فضیلت عطا کی اور اس نور و ضیا سے اسکو منور کیا کہ اس نے علیؑ کے مرتبے کو پہچانا اور خود کو اسکی محبت میں کامل کیا مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو اپنی خلقت کی طرف راستی کے ساتھ بھیجا ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے زید کے اس اعتقاد کی بدولت جو نورانی مرتبہ اسکے لئے آخرت میں مہیا کیا ہے اسکے مقابلے میں وہ نور جس کو تم نے دنیا میں مشاہدہ کیا ہے نہایت ہی کمتر ہے جب زیدؓ میدانِ قیامت میں وارد ہوگا تو اس کا نور اسکے آگے پیچھے دائیں بائیں اور سر کے اوپر اور پاؤں کے نیچے کی طرف ہزار برس کی راہ تک اسکے ساتھ ساتھ جائیگا۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں اس ہزیمت کا حال بیان کروں جو ابلیس اور اسکے اعوان و انصار اور لشکریوں میں پڑتی ہے اور تمہارے ان دشمنوں کی ہزیمت سے زیادہ تر سخت ہوتی ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمایئے فرمایا مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو خلقت کی طرف راستی کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ جب ماہ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکروں کو اطراف زمین اور آفاقِ عالم میں پھیلا دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ آج تم بعض

ٮ بیٹا ہوتا

بندگان خدا کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو اطراف زمین آفاق عالم میں پھیلاتا ہے اور انکو حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو میرے بندوں کو راستی پر لاؤ اور انکو راہ راست کی طرف رہبری کرو کہ وہ سب تمہارے ذریعہ سے سعادت حاصل کرینگے مگر ہاں جو کوئی انکار کریگا اور سرکشی اور طغیان اختیار کریگا وہ ابلیس کے گروہ اور اسکے لشکر میں ہوگا اور جب ماہ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو حکم خدا سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درخت طوبیٰ کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں نیز حکم خدا سے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اسکے حکم سے درخت زقوم کی شاخیں اس دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں پھر ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے بندگان خدا یہ طوبیٰ کی شاخیں جھک رہی ہیں ان میں چمٹ جاؤ کہ یہ تم کو اٹھا کر جنت میں لیجائینگی اور یہ درخت زقوم کی شاخیں لٹک رہی ہیں خبردار ان سے بچنا ورنہ یہ تم کو جہنم میں لیجائینگی بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اس روز کسی قسم کی نیکی حاصل کرتا ہے وہ طوبیٰ کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور وہ اسکو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو کوئی اس روز کسی قسم کی بری کا مرتکب ہوتا ہے وہ زقوم کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے کہ وہ اسکو دوزخ میں لے ڈالتی ہے +

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اس روز ایک سنتی نماز بجا لائے وہ طوبیٰ کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے اور جو کوئی اس روز روزہ رکھے وہ اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی میاں بیوی یا باپ بیٹے یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا دو اجنبیوں میں صلح کرائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی محتاج کے قرض کو ہلکا کرے یا اسکو ادا کردے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اپنے حساب میں غور کرے اور پرانا قرض دیکھے کہ قرضخواہ اس سے نا امید ہو گیا ہو اور اسکو ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم کا کفیل ہو وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی سفیہ اور بے سمجھ آدمی کو کسی مومن کی بیعزتی کرنے سے باز رکھے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیٹھ کر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے اور ان نعمتوں کی عوض میں اس کا شکر ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے

اور جو کوئی کسی بیمار کی عیادت کو جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز کسی جنازے کی شایعت کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نیکی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی نے اس دن سے پہلے اپنے والدین کو ناراض کیا ہو اور اس روز انکو رضامند کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے +

بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اس روز کسی قسم کا شر یا نافرمانی پروردگار بجالائے وہ درخت زقوم کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور وہ اسکو دوزخ میں پہنچائیگی +

پھر ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ جو کوئی نماز واجبی میں کوتاہی کرے اور اسکو ضائع کرے وہ اس زقوم کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی شخص کے ذمے کوئی واجبی روزہ ہو اور وہ اسکے ادا کرنے میں اس روز کمی کرے اور اسکو ضائع کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے پاس اس روز ایک ضعیف محتاج آدمی آکر اپنی بدحالی بیان کرے اور وہ اس شخص کے خوشحال کرنے پر بلا اپنے کسی قسم کے ضرر کے قادر ہو اور وہاں کوئی اور شخص ایسا نہو جو اس کا قائم مقام ہو سکے با ایں ہمہ وہ اسکو ضائع اور ہلاک ہونے دے اور اسکی دستگیری نہ کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کے پاس کوئی خطا کار اپنا عذر بیان کرے اور وہ اسکا عذر قبول نہ کرے اور اسکی خطا کے موافق سزا دینے پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اسپر زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔

اور جو کوئی بیوی اور میاں یا باپ اور بیٹے یا دو بھائیوں یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا دو دوستوں یا دو اجنبی شخصوں میں نزاع ڈلوا دے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی تنگدست آدمی پر سختی کرے اور اسکی تنگدستی کا حال اسکو معلوم ہو اسپر بھی اس سے غیظ و غضب اور سختی کر کے نہیں زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے ذمے کچھ قرض ہو اور وہ قرضخواہ کے قرض کو ضائع کرنا چاہے اور اسپر ظلم و تعدی کرے یہانتک کہ اس قرض کو کالعدم کر دے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم پر ظلم کرے اور اسکو اذیت پہنچائے اور اس کا مال ہضم کر جائے۔

وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی برادر ایمانی کی عزت کے درپے ہو اور لوگوں کو اسکی ہتک حرمت پر برانگیختہ کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کا ہمسایہ بیمار ہو اور وہ اسکے حق کو ضعیف وحقیر سمجھ کر اسکی عیادت کو ترک کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کا ہمسایہ مر جائے اور وہ اسکو ذلیل وحقیر جان کر اسکے جنازے کے ساتھ نہ جائے وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ شخص سے روگردانی کرے اور اسکو ذلیل وحقیر جان کر اسپر جور وستم کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی ماں باپ یا انمیں سے کسی کی نافرمانی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس سے پہلے عاق والدین ہو اور اس دن انکو رضامند نہ کرے حالانکہ انکے رضامند کرنے پر قادر ہو وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اسی طرح جو کوئی اور کسی قسم کی برائی عمل میں لائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے ٭

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ جو لوگ طوبے کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ شاخیں انکو اٹھا کر جنت میں لیجاتی ہیں اور جو لوگ زقوم کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ انکو دوزخ میں جا گراتی ہیں پھر حضرتؐ نے سر مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف نگاہ کی اور خندہ فرمایا اور خوش ہوئے اسکے بعد زمین کی طرف سر جھکایا اور نہایت ترش رو اور چیں بجبیں ہوئے بعد ازاں اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اس ذات باری تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھکو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے طوبے کو دیکھا کہ اسکی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہوئے ہیں انکو جنت میں لیجاتی ہیں اور میں نے دیکھا کہ بعض شخص تو ایک شاخ میں لٹکے ہیں اور بعض اپنی طاعت کی شاخوں کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹکے ہیں اور میں نے زید ابن حارثہ کو دیکھا کہ وہ اسکی سب سے بڑی اور سب شاخوں پر چھائی ہوئی شاخ میں لٹکا ہوا ہے اور وہ اسکو جنت کے بلند تر محلوں میں پہنچاتی ہے یہی دیکھ کر میں ہنسا اور خوش ہوا تھا پھر میں نے زمین کی طرف نگاہ کی میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو برحق پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ میں نے درخت زقوم کو دیکھا کہ اسکی شاخیں نیچے کو جھکتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہیں انکو جہنم کی طرف جھکاتی ہیں اور میں نے بعض شخصوں کو دیکھا کہ وہ ایک ایک شاخ میں لٹکتے ہیں اور بعض کو دیکھا کہ اپنی برائیوں اور گناہوں کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ایک

منافق کو میں نے دیکھا کہ وہ اس درخت کی سب سے بڑی شاخ میں لٹک رہا ہے اور وہ اسکو جہنم کے درجۂ اسفل کی طرف جھکا رہی ہے اسی لئے میں ترش رو اور چیں بہ جبیں ہوا تھا +

امام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد پھر حضرتؐ نے آسمان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور دیکھ کر نہایت خورم و خورسند ہوئے پھر زمین کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور نہایت ترش رو اور چیں بہ جبیں ہوئے پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے بندگان خدا جو کچھ تمہارے پیغمبر محمدؐ نے دیکھا ہے اگر تم اسکو دیکھو تو تم بیشک اسکے لئے دنوں میں اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اسکی خاطر راتوں کو بیدار رہو اور ان میں اپنے قدموں اور بدنوں کو سختی میں ڈالو اور اپنے مالوں کو صدقات میں خرچ کرو اور جہاد میں اپنی جانوں کو معرض تلف میں جا ڈالو۔

یہ سنکر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اولاد اہل و عیال اور خویش و اقارب آپ پر فدا ہوں وہ کونسی چیز ہے جو حضرتؐ نے مشاہدہ فرمائی ہے فرمایا مجھکو اس ذات مقدس کی قسم ہے جسنے مجھکو سچا نبی کر کے بھیجا ہے کہ میں نے طوبے کی ان ٹہنیوں کو دیکھا کہ جب ہم لوگ جنت میں گئے تو ہمارے پروردگار بزرگ و برتر کے منادی نے جنت کے خزانچیوں کو ندا دی کہ اے میرے فرشتو اے میرے فرشتو ان لوگوں کو جو آج طوبے کی شاخوں میں لٹک رہے ہیں دیکھو اور نگاہ کرو کہ وہ شاخ کہانتک پہنچتی ہے جہانتک وہ ختم ہوتی ہے اسکے موافق اسکے اطراف کی پیمایش کر کے محل اور مکان عطا کرو اور فرشتوں نے حسب الحکم محل اور مکان عطا کئے بعض کو تو ہر طرف سے ہزار برس کی راہ کے موافق عطا ہوئے اور بعض کو اس سے دوگنے اور بعض کو انکے ایمان اور بزرگی اعمال کے موافق تگنے اور چوگنے اور اس سے بھی زیادہ عطا کئے گئے اور میں نے دیکھا کہ تمہارے رفیق زید ابن حارثہ کو ان سب کے عطیات کے مجموعے سے ہزار گنے محل و مکانات عطا ہوئے کیونکہ اسکی قوت ایمانی اور جلالت عملی ان سب سے اسی قدر بڑھ کر اور برتر تھی اسی لئے میں خورسند اور شاد ہوا تھا اور پھر میں نے زقوم کی شاخوں کو دیکھا کہ وہ پھر کر جہنم کی طرف گئیں اور ہمارے پروردگار کے منادی نے جہنم کے خزانچیوں کو پکارا کہ اے میرے فرشتو تم ان لوگوں کو دیکھو جو آج زقوم کی ان شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ان شاخوں کے سائے اور اسکے اندھیرے کی انتہا کی طرف نظر کرو جہاں پر وہ ختم ہوتا ہے اسکی پیمائش کے موافق ہر طرف میں آگ کی نشست گاہیں محل گھری جگہیں سانپ بچھو زنجیریں طوق بیڑیاں اور انواع و اقسام کے عذاب

و نکال اسکے لئے مہیا کرو الغرض کسی کیلئے ایک سال کی راہ کے موافق جہنم میں مذکورہ بالا عذاب کے سامان تیار ہوتے ہیں اور کسی کیلئے دو سال کی راہ کے موافق کسی کیلئے سو برس کی راہ کے موافق اور کسی کیلئے ہزار برس کی راہ کے برابر بعض کیلئے اس سے بھی زیادہ برسوں کی راہ کے موافق اور انکی کمی بیشی انکے ضعف ایمان اور بد عملیوں کے مراتب کے موافق ہوتی ہے اور میں نے ایک منافق کو دیکھا کہ اسکے لئے ان سب سے ہزار گنا عذاب مہیا کیا گیا ہے جو کہ اسکے کفر اور شرارت کی زیادتی کے موافق ہے اسی لئے میں ترش رو اور چیں بہ جبیں ہوا تھا +

اسکے بعد حضرتؐ نے زمین کی طرفوں اور گوشوں کی طرف نگاہ کی کبھی متعجب ہوتے تھے اور کبھی خائف و ترساں پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا فرمانبردار بندوں کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے انکی کیسی تعظیم و تکریم کراتا ہے اور عذاب ہو فاسقوں اور نافرمانوں پر کہ اللہ تعالیٰ کیسے انکو چھوڑ دیتا ہے اور انکے شیطانوں کے حوالے کر دیتا ہے مجھے کو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھکو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جو لوگ طوبےٰ کی شاخوں میں لٹکے ہیں شیاطین انکو ان شاخوں سے اتارنے کیلئے کیسے انپر حملہ اور ہوتے ہیں پھر دیکھا کہ فرشتے ان پر جھپٹتے ہیں اور انکو قتل کر ڈالتے ہیں اور نیچے گرا دیتے ہیں اور ان لوگوں سے انکو ہٹا دیتے ہیں۔ اسوقت ہمارے پروردگار کا منادی ان فرشتوں کو ندا کرتا ہے اے جبرئیل فرشتو جو زمین میں مقرر ہو ضرور اس ہر ایک فرشتہ اس حد تک نگاہ کرے جہاں تک اس شاخ کی جسمیں کوئی مومن لٹکا ہوا ہے مولیٰ پہنچتی ہے اور اس شیطانوں سے مقابلہ کرکے اس مومن کے پیچھے ہٹا دے کیونکہ میں کوئی حصہ ان شیطانوں کیلئے اس مومن میں نہیں پاتا ہوں پس اس مومن کے پاس بعض فرشتے آئے اور شیاطین پر اسکو نصرت دی اور سرکش شیطانوں کو اس سے ہٹا دیا اے لوگو آگاہ ہو تم شعبان کے اس دن کی بڑی عظمت کرو علاوہ اسکے کہ تم مطلق شعبان کے مہینے کی عظمت بھی کرو کیونکہ بہت سے لوگ اس مہینے میں خدا کے سعید بنتے ہونگے اور بہت سے محروم اور بے نصیب پس تم سعیدوں میں داخل ہو اور بدبخت نہ بنو +

قولہ عزوجل وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لو

جناب امیر المومنین علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ سے یہ مراد ہے کہ عادل اور آزاد مسلمانوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرو پھر فرمایا کہ انکو گواہ کرو تاکہ انکے سبب سے اپنے دینوں

اور مالوں کو بچاؤ اور اللہ کی تعلیم اور اسکی وصیت کو استعمال کرو کیونکہ ان دونوں امروں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور انکی مخالفت نہ کرو ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی اور اسوقت ندامت سے کچھ نفع نہوگا۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا قبول نہیں کرتا بلکہ ان سے روگردانی کرتا ہے اور انکو سرزنش اور زجر و توبیخ فرماتا ہے ایک تو وہ شخص جو کسی بری عورت کے ساتھ مبتلا ہو اور وہ اسکو ایذا دیتی اور ضرر پہنچاتی ہو اور اسکی دنیا کو اسکے لئے خراب اور فاسد کرتی ہو اور اسکی آخرت کو خراب کرتی ہو اور وہ شخص دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس عورت کے پنجے سے نجات دے اور باوجود صورت طلاق اسکو طلاق نہ دیتا ہو اللہ تعالیٰ اسکے جواب میں ارشاد فرماتا ہے اے منکر میں نے تجھ کو خلاصی دیدی اور اسکے طلاق دینے اور اسکے پنجے سے رہائی پانے کا تجھ کو اختیار دیا ہے تو اسکو طلاق دے اور اسکو اپنے سے اسطرح الگ کردے جیسے پرانی جراب پاؤں سے اتار کر پھینک دیتے ہیں۔ دوسرا وہ شخص ہے جو کسی شہر میں رہتا ہو اور وہاں رہنے میں اسکو تکلیف ہو اور جن چیزوں کی اسکو ضرورت ہو وہ وہاں اسکو دستیاب نہ ہوتی ہوں اور جس چیز کی وہ خواہش کرتا ہو اس سے محروم رہتا ہو اور وہ دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس شہر سے چھڑا جس میں رنج و وبال میں پڑا ہوں (اور وہاں سے نکلتا نہ ہو) اللہ تعالیٰ اسکو جواب دیتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو اس شہر سے خلاصی دیدی اور اس سے باہر جانے کے رستے تجھ پر واضح کر دئے ہیں اور تجھ کو اس بات کی قدرت بھی عطا کی ہے پس تو کسی اور شہر میں چلا جا اور میری عافیت اور آرام میں آمد و رفت کر اور مجھ سے رزق طلب کر۔ تیسرا وہ شخص ہے جسکو خدا نے وصیت کی ہے کہ اپنے قرض کو گواہوں اور نوشتہ سے استوار اور پختہ کرے اور اس نے اس وصیت پر عمل نہ کیا ہو اور اپنا مال بلا تمسک اور وثیقہ تحریر کرائے کسی غیر معتبر شخص کو دیدیا ہو اور وہ اس سے منکر ہو گیا ہو اور اسکے مال کو ضبط کر لیا ہو تب وہ قرضخواہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار میرا مال مجھ کو واپس کرا اللہ تعالیٰ اسکو جواب دیتا ہے اے میرے بندے میں نے تجھ کو تیرے مال کے استوار کرنے کا طریقہ تعلیم کیا تھا تاکہ وہ محفوظ رہے اور قرضدار اس سے متعرض نہو اور وہ تلف نہو مگر تو نے اس طریق کو

تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

اختیار نہ کیا اب تو مجھ سے دعا کرتا ہے حالانکہ خود تو نے ہی اپنے مال کو ضائع اور تلف کیا ہے اور میری وصیت کی مخالفت کی ہے اب میں تیری دعا کو قبول نہیں کرتا +

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے بندگان خدا خبردار اللہ تعالیٰ کی وصیت پر عمل کرو اور فلاح و نجاح حاصل کرو اور اسکی مخالفت نہ کرو ورنہ نادم اور پشیمان ہوگے +

پھر فرمایا اے لوگو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جانوں اور فرضوں اور مالوں کی گواہوں کے ذریعے حفاظت کرو اسی طرح اس نے ہر ایک بندے پر اسکے پیچھے سے نگہبان اور محافظ مقرر کیے ہیں اور اسکے آگے اور پیچھے نگہبان قائم کیے ہیں جو خدا کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اسکے اعمال اقوال الفاظ اور اسکے آنکھ بھر دیکھنے کی نگہبانی کرتے ہیں اور جن جن مقاموں پر وہ جاتا ہے وہ ان مقامات میں اسکے پروردگار کے گواہ ہیں جو اس شخص کے موافق یا مخالف گواہی دیں گے اور رات دن اور مہینے بھی گواہ ہیں جو اسکے موافق یا مخالف شہادت دینگے اور تمام بندگانِ مومن بھی اسکے گواہ ہیں جو اسکے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور اسکے محافظ فرشتے جو اسکے اعمال کے کاتب ہیں وہ بھی اسکے گواہ ہیں جو اسکے موافق یا مخالف گواہی دینگے الغرض قیامت کے دن بعض لوگ تو ان گواہوں کے موافق گواہی دینے سے سعادت مند اور کامگار ہونگے اور بعض لوگ انکی مخالف شہادت سے بدبخت اور ناکامیاب ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں اور کنیزوں کو ایک ہی زمین پر مبعوث کریگا اور انکی نظر کو تیز کریگا اور پکارنے والے کی آواز انکو سنائیگا اور راتوں اور دنوں کو محشور کریگا اور مقامات اور مہینے بندوں کے اعمال پر گواہی دینگے جس نے نیک اعمال کئے ہونگے اسکے اعضا اور اسکے مقامات اور اسکے مہینے اور سال اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اسکے موافق گواہی دینگے اور وہ انکی شہادت سے سعادت ابدی سے بہرہ ور ہوگا اور جس نے بُرے اعمال کئے ہونگے اسکے اعضا اور مقامات اور اسکے مہینے اور سال اور گھڑیاں اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اسکے برخلاف گواہی دینگے اور وہ انکی گواہی سے شقاوت ابدی میں گرفتار ہوگا اے بندگانِ خدا آگاہ ہو روز قیامت کے لئے عمل کرو اور اس دن کے واسطے جو روز جمع اور یوم تناد ہے توشہ اور سامان مہیا کرو

اور گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو عمل میں لانے سے نجات کی امید
ہو سکتی ہے پس جو کوئی ماہ رجب و شعبان کی حرمت کو پہچانیگا اور انکو ماہ رمضان سے جو خدا کا بزرگ مہینہ ہے وصل
کریگا تو قیامت کے دن یہ مہینے اسکے حق میں شہادت دینگے اور چونکہ اس نے ان مہینوں کی تعظیم کی ہے اسلئے وہ
اسکے گواہ ہونگے اور ایک منادی ندا کریگا کہ اے رجب اے شعبان اے ماہ رمضان اس بندے نے تم میں کیسے اعمال کئے
تھے اور یہ بندہ کیسی طاعت خدا بجا لاتا تھا اسوقت رجب و شعبان اور رمضان کے مہینے عرض کرینگے کہ اے
ہمارے پروردگار اس بندے نے ہم سے تیری طاعت کی استعانت اور تیرے اسباب فضل کی طلب امداد کا
سامان حاصل کیا ہے اور اپنے مقدور کے موافق تیری رضامندی کے حاصل کرنیکی کوشش کرتا رہا ہے
اور اپنی طاقت کے مطابق تیری محبت کا ذکر کیا ہے تب ان فرشتوں کو جو ان مہینوں پر موکل ہونگے
خطاب ہوگا کہ اے فرشتو یہ مہینے جو اس بندے کی بابت شہادت دیتے ہیں تم اس میں کیا کہتے ہو وہ
عرض کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار رجب و شعبان و ماہ رمضان نے سچ کہا ہم نے بھی دیکھا ہے کہ تیرا یہ
بندہ تیری طاعت میں سرگرم اور مستعد اور تیری رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہتا تھا اور نیکی اور
احسان کو عمل میں لاتا تھا اور ان مہینوں کے آنے سے نہایت خوش ہوتا تھا اور تیری جنت کی طرف متوجہ ہوتا تھا
اور تیرے عفو و مغفرت کو ان میں نگاہ رکھتا تھا اور جن امور سے تو نے اسکو منع کیا تھا ان سے باز رہتا تھا اس نے اپنے
پیٹ اور شرمگاہ اور کان آنکھ و زبان و دیگر اعضا کا روزہ رکھا انکے دنوں میں تیری عبادت کیلئے نکلا اور راتوں
کو نماز میں کھڑا رہا اور ان مہینوں میں فقیروں اور مسکینوں پر بہت کچھ خرچ کیا اور تیرے بندوں کیساتھ
احسان و اکرام سے پیش آیا اس نے ان مہینوں سے بہت اچھی طرح مصاحبت رکھی اور نہایت پسندیدہ
طور پر ان کو وداع کیا ان کے ختم ہونے پر بھی تیری طاعت پر قائم رہا کرتا تھا اور تیری حرمتوں
کی پردہ دری نہیں کرتا تھا الغرض یہ تیرا بہت اچھا بندہ ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس
بندے کے لئے جنت میں لیجانیکا حکم فرمائیگا اور فرشتگان خدا بخشش و کرامات الٰہی لیکر
اس سے ملاقات کرینگے اور نور کے ناقوں اور برق کے گھوڑوں پر اس کو اٹھائیں گے اور وہ
ایسی نعمتوں میں داخل ہوگا جو کبھی ختم اور تمام نہونگی اور وہاں کے رہنے والے کبھی وہاں سے

نکالے نہ جائیں گے اور وہاں کے جوان کبھی ادھیڑ اور وہاں کے بچے کبھی بوڑھے نہ ہونگے اور وہاں کی خوشیاں اور نعمتیں کبھی ختم نہ ہونگی اور وہاں کی نئی چیزیں پرانی نہ ہونگی اور وہاں کی خوشی کبھی غم سے تبدیل نہ ہوگی وہاں کے رہنے والوں کو وہاں پر کسی قسم کی سختی اور تکلیف محسوس نہ ہوگی اور کسی طرح کی خستگی اور تکان معلوم ہوگی اور وہ عذاب سے امن میں اور سختی عذاب اور کربت آمد و رفت و قیام سے محفوظ و مصون رہیں گے۔

قولہ عزوجل فَاِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ اور اگر گواہی کیلئے دو مرد موجود نہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونی چاہئیں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں تو انکی شہادت پر فیصلہ ہو جاتا ہے بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آنحضرتؐ آیہ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ کا ہم سے تذکرہ فرما رہے تھے اسکے ضمن میں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں مردوں سے مراد آزاد مرد ہیں نہ کہ غلام کیونکہ اللہ تعالی نے غلاموں کو اپنے آقاؤں کی خدمت میں مشغول رہنے کے باعث بار شہادات اٹھانے اور انکے ادا کرنے کی تکلیف سے بری کر دیا ہے اور گواہ تم مسلمانوں میں سے ہونے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالی نے عادل مسلمانوں کو یہ شرف عطا کیا ہے کہ انکی شہادتیں قبول کیجاتی ہیں اور انکے عالم آخرت میں دار دنیا کے بدلے یہ شرف بزرگ اور ثواب دنیوی انکے لئے مقرر فرمایا ہے اسی اثنا میں ایک عورت وہاں آئی اور حضرتؐ کے سامنے کھڑی ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں عورتوں کی طرف سے آپ کی طرف ایلچی بنکر حاضر خدمت ہوئی ہوں جس عورت کو میرے اس آپکی خدمت میں حاضر ہونیکا حال معلوم ہوگا وہ اس حال کو سنکر نہایت خوش ہوگی یا رسول اللہ اللہ تعالی تمام مردوں اور عورتوں کا پروردگار ہے اور سب مردوں اور عورتوں کا خالق ہے اور کل مردوں اور عورتوں کا رازق ہے اور آدم سب مردوں اور عورتوں کا باپ ہے اور حوا سب مردوں اور عورتوں کی ماں ہے اور حضرتؐ سب مردوں اور عورتوں کی طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں پھر کیا سبب ہے کہ شہادت اور میراث میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر

رکھا گیا ہے حضرتؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے عورت یہ اس بادشاہ عادل و حکیم کا حکم ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی پر بیجا مشقت و رنج ڈالتا ہے جو چیز کہ اس نے تم سے روک رکھی ہے اس سے اسکو کچھ نفع نہیں اور جو کچھ اس نے دیا ہے اس سے اسکو کچھ نقصان نہیں لیکن اے عورت چونکہ اسکو معلوم ہے کہ تمہارا دین اور عقل دونوں ناقص ہیں اسلئے وہ اپنے علم کے موافق تدبیر کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ فرمائیے ہمارے دین میں کیا نقص ہے فرمایا کہ تم میں سے بعض عورتیں اپنے آدھے زمانے میں بیٹھی رہتی ہیں یعنی حیض کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتیں اور تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو اور قوم کی ناشکری اور کفران نعمت کرتی ہو ایک عورت کسی مرد کے پاس دس برس یا زیادہ مدت تک رہتی ہے کہ وہ اس سے نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے اسکو مالا مال کرتا ہے تب کبھی کسی دن وہ مرد تنگ دست ہو جاتا ہے تو وہ اس سے لڑنے لگ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کسی قسم کی بھلائی نہیں دیکھی پس جس عورت کی عادت اس قسم کی نہو اسکو جو اس طرح کا نقصان اسکے امتحان اور آزمائش کے لئے پہنچے اسکو چاہیے کہ صبر کرے اللہ تعالی اس صبر کی عوض میں اسکو ثواب عظیم عطا فرمائیگا پس تو خوش ہو پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی بدعمل مرد ایسا نہیں ہے جس سے بدعمل عورت زیادہ تر بدعمل نہو اور کوئی نیکوکار عورت ایسی نہیں جس سے نیکوکار مرد زیادہ تر نیک اور افضل نہو اور اللہ تعالی نے کسی عورت کو مرد کے برابر نہیں کیا سوائے فاطمہؑ کے کہ اسکو علی کے برابر اور اس سے ملحق کیا ہے جو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ کا بھی ایسا ہی حال ہے اللہ تعالی نے ان دونوں کو انہیں دو افضل اور اکرم شخصوں (علیؑ و فاطمہؑ) کے ساتھ ملحق کیا جبکہ فاطمہؑ کو مباہلہ میں داخل کیا پس اللہ تعالی نے فاطمہؑ کو محمدؐ اور علیؑ کے ساتھ شہادت میں شامل کیا اور حسنؑ اور حسینؑ کو ان سب کے ساتھ ملحق کیا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ یعنی اے محمدؐ جو کوئی کہ تجھ کو عیسیٰؑ کے باب میں بعد اسکے کہ علم تیرے پاس آچکا ہے مباحثہ کرے تو تو اس سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے

عورتوں کی مذمت

ذکر مباہلہ و فضیلت پنجتن پاک علیہم السلام

پارہ ۳ سورہ آل عمران ع ۶

نفسوں کو بلاؤ پھر ہم بتضرع وزاری دعا مانگیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں +
اس موقع پر بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ تھے کہ حضرتؐ انکو اپنے ہمراہ لائے تھے اور دونو کو دو شیر بچوں
کی طرح اپنے سامنے بٹھایا تھا اور عورتوں میں فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کو ساتھ لائے تھے اور انکو
مثل شیرنی کے اپنے پیچھے بٹھایا تھا اور نفسوں کی جگہ علیؑ ابن ابیطالب کو ہمراہ لائے تھے اور ان کو
شیر کی طرح اپنے دائیں طرف بٹھایا تھا اور خود بمنزلہ ایک شیر کے بیچ میں مقیم ہوئے اور اہل نجران
سے ارشاد فرمایا کہ اے اہل نجران آؤ مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ بعد ازاں
حضرتؐ نے علیؑ کی طرف اشارہ کرکے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا یہ میرا نفس ہے اور وہ میرے
نزدیک میرے نفس کے برابر ہے پھر فاطمہؑ کی طرف اشارہ کرکے عرض کی اے خدا یہ وہ عورت ہے
جس کو تونے نساءنا کے لفظ سے ممتاز فرمایا ہے جو تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے پھر حسنینؑ
کی طرف اشارہ کرکے جناب باری میں عرض کی اے خدا یہ دو تو میرے بیٹے اور نواسے ہیں جس سے
یہ سب لڑائی کریں میں بھی اس سے لڑتا ہوں اور جس سے یہ صلح کریں میں بھی اس سے صلح کرتا ہوں
القصہ اسوقت اللہ تعالیٰ نے صادقوں کو کاذبوں سے تمیز اور جدا کیا کہ محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ
اور حسینؑ کو سب سچوں سے زیادہ سچا اور تمام مومنوں سے بہتر قرار دیا محمدؐ تو تمام عالم کے مردوں سے
افضل ہے اور علیؑ نفس محمدؐ ہے اور اسکے بعد تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور فاطمہؑ تمام
عالم کی عورتوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں سوا
دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰؑ ابن مریمؑ اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ کا قصہ اسطرح سے
ذکر فرماتا ہے فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ط یعنی حضرت مریمؑ نے
حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا کہ تم اس سے دریافت حال کرو یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے کیونکر
کلام کریں جو ابھی بچہ ہے اور گہوارے میں پڑا ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کے قول کو ذکر کرتا ہے
قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا الخ یعنی عیسیٰؑ نے گہوارے میں پڑے ہوئے
ان یہودیوں کو جواب دیا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے اور مجھ کو

پارہ ۱۶ سورہ مریم ع ۲

پیغمبر بنایا ہے اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے قصہ کو اسطرح بیان فرماتا ہے اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ یعنی اے زکریا ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰؑ ہو گا کہ اس سے پہلے کوئی شخص ایسا مخلوق نہیں ہوا جس کا نام یحییٰؑ رکھا گیا ہو +
بعد ازاں اور قصہ یحییٰ بیان کر کے ارشاد فرماتا ہے يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا یعنی اے یحییٰؑ میری کتاب کو مضبوط کر کے پکڑ اور ہم نے اس کو بچپن میں حکمت (کہ و توریت اور احکام دین کا سمجھنا تھا) عطا کی +
بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حکمت کا باعث تھا کہ بچپن میں جب اور بچوں نے یحییٰ سے کہا کہ آؤ کھیلیں یحییٰؑ نے جواب دیا کہ واہ خدا کی قسم ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ہم ایک امر عظیم میں سعی و کوشش کرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ قصہ یحییٰؑ میں ارشاد فرماتا ہے وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا اور ہم نے اسکو اپنے پاس سے مہربانی عطا کی کہ وہ اپنے والدین اور ہمارے باقی بندوں پر مہربانی اور رحم کرتا تھا وَزَكٰوةً اور ہم نے اسکو اسپر ایمان لانیوالوں اور اسکی تصدیق کرنے والوں کے لئے باعث طہارت و پاکیزگی بنایا وَكَانَ تَقِيًّا اور وہ متقی اور پرہیزگار تھا کہ بدیوں اور گناہوں سے پرہیز کرتا تھا وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنیوالا اور ان کا مطیع فرمان تھا وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا اور سرکش اور نافرمان نہ تھا کہ غضب میں آکر قتل کرے اور غضب کی حالت میں مارے بلکہ خدا کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس نے خطا نہ کی ہو یا خطا کا قصد نہ کیا ہو سوائے یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اس نے کبھی ایسا نہیں کیا بعد ازاں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا اور اسپر ہمارا سلام ہے جس روز وہ پیدا ہوا اور جس روز کہ وہ مریگا اور جس روز کہ وہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا نیز قصہ یحییٰ علیہ السلام میں فرماتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ اسوقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دعا کا قبول کرنے والا ہے یعنی جبکہ زکریاؑ نے

پارہ ۳ سورۃ آل عمران ع ۴

مریمؑ کے پاس گرمی کے موسم میں سردی کے میوے اور سردی کے موسم میں گرمی کے میوے دیکھتے تو اس سے پوچھا کہ اے مریمؑ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آئے۔ مریمؑ نے جواب دیا کہ خدا کے پاس سے البتہ خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے اور زکریاؑ کو یقین ہوا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں کیونکہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اسوقت اپنے دل میں کہا کہ جو خدا اس بات پر قادر ہے کہ مریم کو گرمی میں سردی کے میوے دیتا ہے اور سردی میں گرمی کے میوے۔ وہ البتہ اس امر پر بھی قادر ہے کہ مجھ کو بیٹا عطا کرے اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے تب زکریاؑ نے دعا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دعا کو قبول کرنیوالا ہے اب اللہ تعالےٰ زکریاؑ کی دعا کے قبول ہونے کا ذکر فرماتا ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا ○ پس فرشتوں نے زکریاؑ کو آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو یحییٰؑ کی خوشخبری دیتا ہے جو کلمۂ خدا یعنی عیسیٰؑ کی تصدیق کریگا اور طاعت خدا میں سردار اور رئیس ہوگا اور حصور ہوگا یعنی کبھی عورتوں کے نزدیک نہ جائیگا وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نبی نیکوں سے پیدا ہونے والا ہوگا ✦

اور امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یحییٰؑ نے جو عیسیٰؑ کی پہلی دفعہ تصدیق کی ہے اس کا قصہ اسطرح پر ہے کہ مریمؑ کے حجرے میں زکریاؑ کے سوا اور کوئی شخص نہ جاتا تھا وہی سیڑھی لگا کر وہاں چڑھا کرتے تھے جب وہاں سے اترتے تو قفل لگا جاتے اور ہوا کے آنیکے لئے ایک چھوٹا سا سوراخ کھول جایا کرتے تھے جب زکریاؑ کو معلوم ہوا کہ مریمؑ حاملہ ہے تو وہ نہایت غمگین ہوئے اور دل میں کہا کہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اور یہ حاملہ ہو گئی ہے اب بنی اسرائیل مجھ کو رسوا کرینگے اور وہ یہی جانیں گے کہ وہ مجھ ہی سے حاملہ ہوئی ہے اور یہ سارا حال اپنی بیوی سے جا کر بیان کیا اس نے کہا کہ اے زکریاؑ کچھ خوف نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ نیک ہی سلوک کریگا مریم کو میرے پاس لے

تاکہ میں اسکو دیکھوں اور اس سے اس کا حال دریافت کروں الغرض زکریا مریم کو اپنی بیوی کے پاس لائے اور اللہ تعالیٰ نے مریم کو اس سوال کے جواب دینے کی تکلیف سے بچایا جب مریم اپنی بڑی بہن مریم کبریٰ زوجہ زکریا کے پاس آئیں تو مریم کبریٰ اپنی چھوٹی بہن مریم صغریٰ کی تعظیم کے لئے کھڑی نہ ہوئیں اس وقت یحییٰ نے جو ماں کے پیٹ میں تھے اپنے ہاتھ سے پیٹ میں اشارہ کیا اور اسکو مضطرب کیا اور قدرت خدا سے پکارے کہ اے ماں زنانِ عالم کی سردار تیرے پاس آتی ہے جس کے پیٹ میں مردانِ عالم کا سردار ہے اور تو اسکی تعظیم کے لئے کھڑی نہیں ہوتی اور اپنی ماں کو حرکت میں لائے اور وہ مریمؑ کی تعظیم کو کھڑی ہو گئی اور یحییٰؑ نے ماں کے پیٹ میں عیسیٰؑ کو سجدۂ تعظیمی کیا یہ پہلا موقع تھا کہ یحییٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کی پس قول رسولخدا سے یہی مراد ہے جو انہوں نے حسنؑ اور حسینؑ کے باب میں فرمایا کہ وہ دونو جوانانِ بہشت کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰؑ اور یحییٰؑ کے +

پھر جناب رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار شخصوں عیسےٰؑ اور یحییٰؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو سن طفولیت میں اپنی حکمت عطا کی ہے اور ان کو صدق کے سبب کاذبوں سے جدا کیا ہے اور اپنے زمانہ میں سب صادقوں سے افضل قرار دیا ہے اور انکو بالغ اور صاحب فضیلت مردوں کے ساتھ شامل کیا ہے اور فاطمہؑ کو سب صادقوں سے افضل گردانا ہے۔ جبکہ صادقوں کو کاذبوں سے جدا کیا اور علیؑ کو نفس رسول اللہ کیا اور محمد رسول اللہ کو اپنی تمام مخلوقات سے بہتر قرار دیا +

اسکے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے اپنے واسطے چند چیزوں کو منتخب کیا ہے بعض مقاموں اور بعض راتوں اور بعض دنوں اور بعض مہینوں اور بعض بندوں کو انتخاب فرمایا ہے پھر ان منتخب اشیا میں سے بھی انتخاب کیا ہے مقامات میں سے تو مکہ مدینہ اور بیت المقدس کو منتخب کیا ہے اور میری اس مسجد (مسجد نبویؐ) میں ایک نماز پڑھنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے جو سوائے مسجد الحرام اور بیت المقدس کے اور مسجدوں میں پڑھی جائیں اور راتوں میں سے شب جمعہ

اور شب نصفِ شعبان (ماہ شعبان کی پندرھویں رات) اور شب قدر اور شب عید کو برگزیدہ کیا ہے
اور دنوں میں سے روز جمعہ اور روز عید کو منتخب فرمایا ہے اور مہینوں میں سے رجب شعبان اور ماہ
رمضان کو پسند فرمایا ہے اور بندوں میں سے بنی آدم کو برگزیدہ کیا اور بنی آدم میں سے جن کو منتخب
کیا ہے وہ لوگ ہیں جنکو اسنے بخوبی معلوم کر لیا ہے کہ وہ کیسے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے جب اپنی
مخلوق کو برگزیدہ کیا تو بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا پھر بنی آدم میں سے عرب کو انتخاب فرمایا پھر عرب
میں سے قبیلہ بنی مضر کو منتخب کیا پھر بنی مضر میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو پھر بنی ہاشم
میں سے مجھ کو اور میرے اہلبیتؑ کو منتخب فرمایا پس جو کوئی عرب کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو اور
انکو بھی دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عرب سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے اور ان سے بھی بغض
رکھتا ہے اور حق تعالیٰ نے مہینوں میں سے رجب شعبان اور ماہ رمضان کو منتخب فرمایا ہے پس
ماہ شعبان سوائے ماہ رمضان کے باقی سب مہینوں سے افضل ہے اور ماہ رمضان شعبان سے بھی
افضل ہے اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں اپنی رحمت کو اور مہینوں کی نسبت ہزار گنی نازل فرماتا ہے اور
قیامت کے دن ماہ رمضان نہایت پسندیدہ صورت میں محشور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسکو ایک قلعہ پر
مقیم کریگا کہ تمام اہل محشر اسکو دیکھ سکیں گے پھر حکم خدا سے اسکو بہشتی لباس اور خلعت اور انواع و اقسام
کے سندس اور کپڑے اس قدر پہنائے جائینگے کہ وہ اسقدر عظیم ہو جائیگا کہ آنکھ اسکو خوب طرح دیکھ
نہ سکیگی اور کان اسکی مقدار کے علم کو سن نہ سکیگا اور کوئی دل اسکے کنہ (حقیقت) کو معلوم نہ کر سکیگا
پھر وسط عرش سے ایک منادی کو ندا کرنیکا حکم ہوگا اور وہ ندا کریگا اے گروہ خلائق کیا تم
اسکو نہیں پہچانتے تمام مخلوق جواب دیگی اے ہمارے پروردگار کی طرف سے پکارنیوالے لبیک و
سعدیک ہم اسکو نہیں پہچانتے تب وہ منادی کہیگا کہ یہ ماہ رمضان ہے بہت سے تو تم میں سے اسکے سبب
سعید اور نیک بخت ہو گئے ہیں اور بہت سے اسکے باعث بدبخت اور شقی بن گئے ہیں آگاہ ہو تمام مومن جو
اس مہینے میں طاعت خدا بجا لا کر اسکی تعظیم کرتے تھے وہ اسکے پاس آئیں اور ان خلعتوں سے اپنا اپنا
حصہ لیں اور اس مہینے میں طاعت خدا بجا لانے اور اسمیں سعی کرنے کے موافق انکو آپس میں

تقسیم کرلیں یہ ندا سنکر تمام مومن جو اس مہینے میں طاعت خدا میں مصروف رہے ہونگے اسکے پاس آئینگے
اور ان خلعتوں کو اپنی زندگانی دنیا میں طاعت خدا بجا لانے کے موافق لے لیں گے ان میں سے بعض کو تو
ہزار خلعت ملیں گے بعض کو دس ہزار بعض کو اس سے زیادہ اور کم پھر اللہ تعالیٰ انکو اپنی کرامتوں سے
مشرف فرمائیگا اسوقت ایک قوم اپنے دلوں میں یہ خیال کرکے کہ ہم بھی تو اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور اسکی
وحدانیت کے قائل تھے اور اس مہینے کی فضیلت کے مُقِر (اقراری) تھے ان خلعتوں کو لینگے اور لیکر پہن لینگے
تب وہ خلعت انکے بدنوں پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن ہو جائیں گے اور ہر ایک شخص پر ان کپڑوں کے
تاروں کی شمار کے موافق افعی اور بچھو اور سانپ نکلیں گے اور ان لوگوں نے اپنے اپنے گناہوں کی تعداد کے
موافق ان کپڑوں کی مختلف تعداد لی ہوگی جس کے گناہ بہت عظیم ہونگے اسکے کپڑوں کی تعداد بھی زیادہ
ہوگی ان میں سے بعض نے تو ہزار کپڑے لئے ہونگے اور بعض نے دس ہزار اور بعض نے اس سے بھی زیادہ
اور وہ انکے بدنوں پر اسکی نسبت زیادہ بھاری معلوم ہونگے جیسے کمزور اور ضعیف شخصوں پر
اونچے پہاڑ گراں بار معلوم ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے انکے نہ مرنیکا حکم نہ دیا ہوتا تو وہ اس بوجھ اور
عذاب کے نہایت کمتر حصے سے بھی مرجاتے پھر ان لوگوں پر قطران کے ان پیراہنوں کی تاروں اور آگ کے
ٹکڑوں کی تعداد کے موافق افعی اور سانپ اور بچھو اور آگ کے درندوں میں سے شیر اور چیتے اور کتے
نکلیں گے اور افعی اور سانپ انکو ڈسیں گے اور بچھو کاٹیں گے اور شیر پھاڑیں گے اور چیتے اور کتے ان کو
ٹکڑے ٹکڑے کرینگے تب وہ لوگ فریاد کرینگے افسوس یہ کیا ہوا یہ کپڑے تو سندس اور استبرق
کے اور جنت کے نہایت عمدہ اور نفیس لباسوں میں سے تھے ہم پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے
پیراہن کیوں بن گئے اور یہی خلعت ان لوگوں (مومنوں) پر نہایت فاخرہ لباس معلوم
ہوتے ہیں اور وہ ان میں لذت پا رہے ہیں اور چین کر رہے ہیں اسوقت انکو کہا جائیگا کہ
اس کا باعث یہ ہے کہ یہ لوگ ماہ رمضان میں خدا کی اطاعت کرتے تھے اور تم سرکشی اور نافرمانی عمل
میں لاتے تھے یہ عفیف اور پاکیزہ رہتے تھے اور تم زنا کرتے تھے یہ لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے
تھے اور تم دلیری اور جرات کرتے تھے یہ چوری سے بچتے تھے اور تم چوری کرتے تھے یہ بندگانِ خدا پر

ظلم کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور تم لوگوں پر ظلم وستم کرتے تھے پس یہ انکے نیک عملوں کے نتیجے ہیں اور یہ تمہارے بد فعلوں
کے نتیجے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ اس میں کبھی بڈھے ہونگے نہ ادھیڑ اور نہ کبھی وہاں سے تبدیل کئے جائینگے
اور نہ کبھی وہاں سے خارج ہونگے اور وہ کبھی قلق وغم میں مبتلا نہونگے بلکہ ہمیشہ اسمیں مسرور اور خوشحال اور
فرحناک اور باامن اور مطمئن رہینگے اور انکو کسی قسم کا خوف نہوگا اور وہ کبھی محزون ومغموم نہونگے اور تم
ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہوگے اور اسمیں ذلیل وخوار ہوگے اور اس طبقہ نیران سے طبقۂ زمہریر کی طرف
منتقل ہوگے اور دوزخ کے گرم پانی میں ڈبوئے جاؤگے اور اس کا زقوم تم کو کھلایا جائیگا اور اسکے کوڑوں سے
تم کو خوب مارا جائیگا اور وہاں کے انواع واقسام کے عذابوں سے تم کو سزا دیجائیگی اور تم ابدالآباد تک
نہ تو اسمیں کبھی زندہ ہوگے اور نہ کبھی مروگے آگاہ ہو کہ تم میں سے جس کسی سے پروردگار عالمین کی
رحمت ملحق ہوگی وہ محمد افضل انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ کی شفاعت سے عذاب الیم اور نکال شدید بعد جہنم نجات پاجائیگا
بعد ازاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بندگان خدا وہاں بہت سے لوگ وہ ہونگے جو
عبادت ماہ شعبان کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے اور بہت سے وہاں ایسے ہونگے جو اسکے سبب بدبخت ہونگے
کیا میں تم کو محمد وآل محمد کی مثال سے اطلاع دوں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں مطلع فرمائیے
تب حضرت نے فرمایا کہ محمد کی مثال تمام بندوں میں ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہ رمضان اور
تمام بندوں میں آل محمد کی مثال ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہ شعبان اور آل محمد میں علی
ابن ابیطالب ماہ شعبان کے افضل شب وروز کی مانند ہے کہ وہ نصف ماہ شعبان کی رات اور دن ہے
یعنی پندرھویں رات اور پندرھواں دن اور آل محمد کی نسبت باقی مومنین ایسے ہیں جیسے ماہ شعبان
کی نسبت ماہ رجب اور اللہ کے نزدیک درجہ بدرجہ اور طبقہ بہ طبقہ ہیں جو کوئی ان میں سے طاعت خدا کے
بجا لانے میں زیادہ سعی وکوشش کرتا ہے وہی انکی نسبت آل محمد سے زیادہ تر قریب ہے پھر ارشاد فرمایا کیا تم
چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکو اللہ تعالی نے آل محمد سے ایسی نسبت دی ہے
جیسے ماہ رجب کے ابتدائی دنوں کو ماہ شعبان کے ابتدائی دنوں سے نسبت ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
ہاں مطلع فرمائیے فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ عرش خدا اسکے مرنے سے حرکت میں آئیگا اور اس کے

آنے سے آسمانوں کے فرشتے نہایت خوش ہونگے اور میدانِ قیامت اور جنت میں اس قدر فرشتے اس کے خدمتگار ہونگے جنکی تعداد تمام اہل دنیا سے جو اول دنیا سے لیکر آخر دنیا تک ہونگے ہزار گنی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اسکو نہ ماریگا جبتک کہ اسکو اور اسکے ساتھی اور اسکے دوست اور برادر ایمانی کو جو آل محمدؐ کی تعظیم و تکریم کے باب میں اس کا ممد و معاون ہے اسکے دشمنوں اور مخالفوں کی طرف سے مطمئن اور خوش دل نہ کرے صحابہ نے عرض کی کہ وہ شخص کون ہے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو غضب و غصہ کی حالت میں تمہاری طرف آ رہا ہے تم اس سے اسکے غضب ناک ہونیکی وجہ دریافت کرنا اس کا غضب آل محمدؐ خاص کر علیؑ ابن ابیطالب کی خاطر ہوگا جب انہوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سنا تو اپنی گردنیں اٹھائیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے لگے ناگاہ اول ہی اول جو شخص انکی طرف آیا وہ سعدؓ ابن معاذ تھا اور وہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا تھا جب وہ سامنے آیا اور آنحضرتؐ نے اسکو دیکھا تو فرمایا اے سعدؓ جس سبب سے تو غضب ناک ہوا ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ بھی نہایت غضب ناک ہے اب اپنے غضب ناک ہونیکی وجہ بیان کر اور حالت غضب میں جو تونے کہا ہے اسکو میرے سامنے ذکر کر۔ پھر میں تجھ کو بتاؤں کہ فرشتوں نے اس شخص سے کیا کہا ہے جس کو تونے کہا ہے اور ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض کیا ہے اور اس نے انکی درخواست کو قبول فرمالیا ہے تب سعدؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اسوقت چند انصار میرے پاس موجود تھے کہ ان میں سے دو شخص باہم جھگڑ پڑے اور ان میں سے ایک شخص میں میں نے نفاق کو محسوس کیا اور ان میں دخل دینا مجھ کو برا معلوم ہوا کہ مبادا ان کا شر کہیں بڑھ نہ جائے اور میں نے چاہا کہ وہ دونو لڑائی سے باز آجائیں اور صلح کر لیں مگر وہ باز نہ آئے اور انکی شرارت اور زیادہ ہوگئی اور یہانتک نوبت پہنچی کہ دونو نے ایک دوسرے پر تلواریں کھینچ لیں اور ہر ایک نے اپنی اپنی تلوار اور ڈھال سنبھال لی اور باہم لڑتے اور وار کرتے رہے اور ہر ایک اپنے حریف کی تلوار کے وار کو اپنی ڈھال پر روکتا رہا اور میں نے اس خوف سے ان میں دخل دینا پسند نہ کیا کہ کہیں کسی کا ہاتھ غلطی سے مجھ پر نہ پڑ جائے اور میں نے اپنے دل میں دعا کی کہ اے خدا ان دونو میں سے جو کوئی محمدؐ و آل محمدؐ کو زیادہ تر

فضائل سعد ابن معاذ

ایک صحابی و فدائی کا منافق کا قصہ

دوست رکھتا ہے تو اسکی امداد کر القصہ وہ دو تو لڑتے رہے اور کسی ایک نے دوسرے پر قابو نہ پایا یہانتک کہ
حضرت کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب وہاں آ نکلے تب میں نے چیخ کران دونوں سے کہا کہ یہ علیؑ ابن ابیطالب موجود ہیں
اور تم انکی تعظیم نہیں کرتے انکی عزت کرو اور ایک دوسرے سے الگ ہٹ جاؤ کیونکہ یہ رسولخدا کے
بھائی اور آل محمد میں سب سے افضل ہیں ایک شخص نے جب میری یہ بات سنی اپنی تلوار اور ڈھال ہاتھ سے
پھینک دی مگر دوسرے نے میری اس بات کی کچھ بھی پروانہ کی اور اپنے رفیق کے گردن جھکالینے اور میری
بات ماننے کے سبب اسکو اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے پر قابو پایا اور اسکو بائیس زخم لگے یہ حال دیکھکر
میں اس شخص پر نہایت غضبناک ہوا اور اس حادثہ سے نہایت غمگین اور اندوہ ناک ہو کر
اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا تو بہت بد آدمی ہے کہ تو نے برادر رسول اللہ کی تعظیم نہ کی اور جس شخص نے ان کا
وقار کیا تھا اسکو تو نے زخمی کر دیا حالانکہ وہ اپنے نفس سے تجھ کو دفع کرنے میں تیرا ہم پلہ تھا اور تو
اسپر صرف اسوجہ سے قابو پاگیا کہ اس نے برادر رسول اللہ کا وقار کیا یہ بات سنکر حضرتؐ نے سعدؓ سے پوچھا
کہ جب تیرے اس رفیق نے اپنا ہاتھ روک لیا اور دوسرے نے اسپر تعدی کی تو علیؑ ابن ابیطالب نے کیا کیا سعدؓ نے
عرض کی کہ وہ اس شخص کو اپنی تلوار سے مارتا تھا اور علیؑ دیکھتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور نہ اسکو مارنے سے
منع کرتے تھے اور اسی حال میں انکو چھوڑکر آگے کو چلے گئے اور اس زخمی شخص میں اسوقت شاید کچھ آخری رمق
باقی ہوگی تب حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ شاید تو نے سمجھا ہوگا کہ اس باغی نے اس (مومن) پر فتح پائی ظلم سے
فتح حاصل نہیں ہوسکتی اسلئے کہ ظالم مظلوم کی دنیا سے جس قدر حصہ لیتا ہے مظلوم اس ظالم کے دین
میں سے اسکی نسبت زیادہ حصہ پاتا ہے کیونکہ تلخی سے شیرینی حاصل نہیں ہوتی اور شیرینی سے تلخی نہیں
ملتی اور تو جو اس مظلوم کی خاطر اس ظالم پر غضبناک ہوا تو اللہ تعالی اسکے لئے اس (ظالم) پر اس تیرے
غضب سے زیادہ تر غضبناک ہوا ہے اور فرشتے بھی اسپر غضبناک ہیں اور علیؑ ابن ابیطالب نے جو
اس مظلوم کی مدد کرنے سے اپنا ہاتھ روکا سو اس کا یہ باعث ہے کہ اللہ تعالی نے اس باب میں محمدؐ کی
نشانیوں کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اے سعدؓ جو کچھ اللہ تعالی نے اور فرشتوں نے اس ظالم اور مظلوم
اور تجھ کو کہا ہے اسکو ضرور تجھ سے بیان کرونگا جبکہ تو اس مجروح آدمی کو میرے پاس لے آئیگا

تاکہ تو اسمیں ایسی نشانیاں مشاہدہ کرے جو محمدؐ کی تصدیق کرینگی سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اسکو کیونکر لایا جائے کہ اسکی گردن تو کٹی ہوئی ایک پتلی سی کھال کے ساتھ لٹک رہی ہے اور اسکے ہاتھ اور پاؤں کا بھی یہی حال ہے اور اگر میں نے اسکو ہلایا تو اسکے عضو جدا جدا ہو کر پڑینگے حضرتؐ نے فرمایا کہ جو خدا کہ بادل کو پیدا کرتا ہے جبکہ اس کا کوئی حصہ بھی موجود نہیں ہوتا یہانتک کہ وہ گاڑھا اور تہ در تہ ہو کر آسمان کے گوشوں اور اسکے کناروں میں قائم ہو جاتا ہے پھر اسکو پراگندہ کرتا ہے یہانتک کہ وہ معدوم اور ناپدید ہو جاتا ہے اور اس کا نشان بھی باقی نہیں رہتا وہی اب ان اعضا کے اگرچہ وہ الگ الگ ہو گئیں ہیں جوڑنے اور وصل کرنے پر بھی قادر ہے جس طرح پہلے سے جبکہ ان میں سے کچھ بھی موجود نہ تھا انکو وصل کیا تھا سعدؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بیچ فرماتے ہیں یہ کہکر اسکے لانیکے لئے وہاں سے روانہ ہوا اور اس زخمی کو لا کر حضرتؐ کے سامنے رکھدیا اور اسمیں آخری رمق باقی تھی جب سعدؓ نے اسکو رکھا تو اس کا سر کندھے سے اور ہاتھ کلائی سے اور ران اپنی جڑ سے الگ ہو گئی حضرتؐ نے سر ہاتھ اور پاؤں کو اپنے اپنے مقام پر رکھا پھر اپنا لعاب دہن اس شخص پر ڈالا اور دست حق پرست زخموں کی جگہ پر پھیرا اور اسطرح دعا کی اے خدا تو مردوں کا زندہ کرنیوالا اور زندوں کا مارنیوالا ہے اور ہر شے پر جسکو تو چاہے قادر ہے اور یہ تیرا بندہ ان زخموں سے اسلئے گھائل ہوا ہے کہ اس نے پیغمبر خدا کے بھائی علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کی تھی اے خدا اپنی شفا سے اسے شفا عنایت فرما اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی عافیت سے اسکو عافیت عطا کر۔ جنابِ امیرؑ روایت فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو پیغمبر برحق مبعوث فرمایا ہے کہ جب حضرتؐ نے اسطرح دعا کی تو اس شخص کے سارے اعضا اپنے اپنے مقام پر جڑ گئے اور خون رگوں میں دورہ کرنے لگا اور وہ صحیح و سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا کہ کچھ تکلیف اسکے جسم میں باقی نہ تھی اور جو زخم اسکو لگے تھے ان کا کوئی نشان بدن پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

بعد ازاں رسولخداؐ نے سعدؓ اور دیگر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب جبکہ محمدؐ کی تصدیق کرنیوالی خدا کی نشانیاں ظاہر ہو چکیں تو میں تم کو وہ باتیں سناتا ہوں جو فرشتوں نے اے سعدؓ تجھ کو اور تیرے اس رفیق کو اور اس ظالم کو کہی ہیں اے سعدؓ جبکہ تو نے اس شخص مظلوم سے کہا کہ اے شخص تو نے خوب کیا

کہ برادر رسول خدا کی توقیر و تعظیم کے باعث لڑائی سے ہٹ گیا اور اسکے حریف نے کہا کہ اے شخص تو نے برا کیا
کہ اس شخص پر ظلم و تعدی کی جو علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا حالانکہ وہ تیرا ہم پلہ
اور ہمسر تھا اسوقت تمام فرشتوں نے بھی اسکو کہا تھا اے دشمن خدا تو نے بہت برا کیا اور تو بہت بد آدمی ہے
کہ تو نے اس شخص پر تعدی کی جو برادر رسول اللہ علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کی وجہ سے تیرے وار کو اپنے نفس سے رد کرنے
سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے فرمایا تو برا بندہ ہے کہ تو نے اس شخص پر دست درازی کی جو برادر رسول خدا
کی تعظیم کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر سے اس ظالم پر لعنت
کی اور اے سعدؓ تجھ پر اور تیرے اس رفیق پر اپنی رحمت بھیجی اسلئے کہ تو نے علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کرنیکی
رغبت دلائی اور اس نے تیری بات کو قبول کیا بعد ازاں فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار اگر ہم کو
اجازت ہو تو ہم اس ظالم سے انتقام لیں اللہ تعالیٰ نے انکے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے بندو میں
عنقریب سعدؓ ابن معاذ کو ان ظالموں سے انتقام لینے کی قدرت عطا کرونگا اور اسکے غیظ کو ساکن
کرونگا یہانتک کہ وہ اپنے دلی منشا کو ان کے باب میں جاری کرے اور اس مظلوم کو اس ظالم اور
اسکے اصحاب پر ایسی قدرت دونگا جو تمہارے اس ظالم کو ہلاک کرنیکی نسبت انکو زیادہ مرغوب او محبوب
ہوگی تب فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار کیا تو ہم کو اجازت دیتا ہے کہ ہم اس زخمی کے پاس
جنت کی شراب اور ریحان لیکر جائیں جس سے وہ تندرست ہو جائے اللہ تعالیٰ نے انکے جواب میں فرمایا کہ
میں عنقریب محمدؐ کے لعاب دہن کو اس سے بہتر قرار دونگا جسکو وہ اس شخص پر ڈالیگا اور اپنا ہاتھ اس شخص پر
پھیریگا اور اس سے وہ شفا پائیگا اے میرے بندو میں ہی تندرست کرنے اور زندہ کرنے اور مارنے اور غنی
اور تنگدست اور بیمار اور تندرست کرنے اور بلند و پست کرنے اور ذلیل کرنے اور عزت دینے کا مالک
مختار ہوں نہ تم اور میری باقی مخلوقات فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار تو ایسا ہی ہے +
پھر سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری رگ ہفت اندام (اکحل) میں صدمہ پہنچا ہے اور کبھی کبھی
اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ میں پیشتر اسکے کہ بنی قریظہ سے اپنا دل ٹھنڈا کروں
مر جاؤں یا ضعیف ہو جاؤں حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس مقام پر پھیرا اور وہ تندرست ہو گیا یہانتک کہ

اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ سے اسکے دل کو ٹھنڈا کیا کہ انکے تمام مرد تو مارے گئے اور انکے مال غارت ہوئے
اور عیال و اطفال قید ہو گئے اس واقعہ کے بعد سعدؓ کا وہ زخم بہنے لگا اور وہ ملک بقا کو راہی ہوا
اور اللہ تعالیٰ کی رضوان اور خوشنودی کی طرف چلا گیا + (رحمۃ اللہ علیہ)
جبکہ سعدؓ کی ہفت اندام کا خون بند ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے سبب سے مومنوں
کے غیظ کو رفع کریگا اور منافقوں کا غیظ تیرے باعث زیادہ ہو گا +
اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ سعدؓ بنی قریظہ کے معاملہ میں حَکَم (منصف) مقرر ہوا جبکہ
انہوں نے اس کا حَکَم ہونا منظور کیا اور وہ سات سو پچاس مردانِ دلیر اور شمشیر زن جوان تھے۔
سعدؓ نے ان سے کہا کہ کیا تم میرے حکم پر راضی ہو وہ بولے کہ ہاں اور وہ سمجھتے تھے کہ سعدؓ ہم کو
زندہ رکھیگا کیونکہ اسکے اور انکے درمیان قرابت اور رضاعت اور دامادی کا رشتہ تھا اس وقت
سعدؓ نے ان سے کہا کہ اپنے ہتیار رکھ دو انہوں نے ہتیار رکھ دئے پھر سعدؓ نے ان سے کہا کہ ایک طرف
ہو جاؤ وہ الگ ہو گئے پھر کہا کہ اپنے قلعہ کو حوالہ کر دو انہوں نے حوالہ کر دیا تب حضرتؐ نے فرمایا
کہ اے سعدؓ انکے بارے میں حکم کر سعدؓ نے عرض کی کہ میں نے حکم کیا ہے کہ انکے مردوں کو قتل کیا
جائے اور انکی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور انکے مال لوٹ لئے جائیں جب مسلمانوں نے
تلواریں کھینچ کر انکو قتل کرنا چاہا تو سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں انکو اسطرح سے قتل کرانا نہیں چاہتا
حضرتؐ نے فرمایا کہو کس طرح قتل کرانا چاہتے ہو مگر عذاب کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ
ہر چیز میں نیکی درج کرتا ہے یہانتک کہ قتل میں بھی سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ایک
شخص کے سوا اور کسی کے لئے عذاب کی درخواست نہیں کرتا اور وہ شخص ہے جس نے ہمارے اس رفیق پر
اسوقت جبکہ اس نے علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر و تعظیم کے سبب اسکے مقابلہ سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا
ظلم کیا اور وار چلایا اور وہ اپنے یہودی بھائیوں سے میل جول رکھتا ہے اسلئے وہ ان ہی میں شامل
ہے اب انکو ایک ایک کرکے لایا جائے اور شمشیر تیز سے قتل کیا جائے سوا اس شخص کے کہ اس کو اس
مومن (مظلوم) کے ہاتھ سے عذاب چکھایا جائیگا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ آگاہ ہو کوئی اپنے

فیصلہ دربارہ بنی قریظہ

دشمن کے لئے عذاب ناحق کی درخواست کرے مگر تو نے حق عذاب کی درخواست کی ہے اسوقت سعدؓ نے اس
جوان (مظلوم) سے کہا کہ یہ اپنی تلوار لیکر اپنے اس رفیق کی طرف جا جس نے تجھ پر ظلم کیا تھا اور اس سے
قصاص لے یہ سنتے ہی وہ جوان اس ظالم کی طرف بڑھا اور اسکو اپنی تلوار سے مارنے لگا یہاں تک
کہ ستائیس ۲۷ ضربیں اس کو لگائیں جیسے اس نے اسکو لگائی تھیں پھر بولا کہ اس نے اسی قدر ضربیں مجھ کو
لگائی تھیں اور یہی مجھ کو کافی ہیں پھر اس کی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ جوان ان لوگوں کو جو
اس سے دور کھڑے تھے قتل کرنے لگا اور جو نزدیک تھے انکو چھوڑ دیا پھر اپنا ہاتھ روک لیا
اور پکارا کہ اب تم قتل کرو یہ سنکر سعدؓ نے اس سے کہا کہ تلوار مجھ کو دے اس نے تلوار سعدؓ
کے حوالے کی اور اس نے کچھ تمیز نہ کی اور جو لوگ اسکے بہت نزدیک تھے ان میں سے بہت سے
لوگوں کو قتل کیا جب تھک گیا تو تلوار کو پھینک کر پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ القصہ مسلمان
ان کو قتل کرتے رہے اور آخر کار سب کو قتل کر دیا پھر حضرتؐ نے اس جوان سے دریافت
کیا کیا سبب ہے کہ تو نے ان لوگوں کو تو قتل کیا جو تجھ سے دور کھڑے تھے اور نزدیک والوں
کو چھوڑ دیا اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے قرابت والوں کو چھوڑ دیا اور غیروں کو
قتل کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو تیرے قریبی نہ تھے اور پھر بھی
تو نے انکو چھوڑ دیا اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت میں انہوں نے کچھ احسان مجھ پر کئے تھے
اس لئے مجھ کو مکروہ معلوم ہوا کہ میں انکو قتل کروں حالانکہ انکے احسان مجھ پر ہوں تب حضرتؐ
نے فرمایا کہ اگر تم ہم سے ان کی سفارش کرتے تو ہم ضرور قبول کر لیتے اس نے عرض کی کہ میں
عذاب خدا کو اسکے دشمنوں پر سے ٹالنا نہیں چاہتا تھا اگرچہ میں خود اس کام کو سرانجام
دینا پسند نہیں کرتا تھا بعد ازاں حضرتؐ نے سعدؓ سے فرمایا کیا سبب ہے کہ تو نے انکے قتل کرنے میں کسی
قسم کی تمیز نہ کی اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں انکو خدا کے لئے دشمن رکھتا تھا اور ان کے
ساتھ میری عداوت محض خدا کے واسطے تھی اسلئے میں حضرتؐ اور حضرتؐ کے دوستوں کے سوا
اور کسی کا لحاظ کرنا نہیں چاہتا یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعدؓ تو ان لوگوں میں سے ہے جو

راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پروا نہیں کرتے الغرض جب اس قوم کا آخری مرد قتل ہو چکا تو سعدؓ کا وہ زخم پھٹ گیا اور وہ راہی جنت ہوا رحمہ اللہ۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا یہ دوستان خدا میں سے ایک دوست ہے کہ عرش رحمٰن اسکی موت سے جنبش میں آیا اور جنت میں جو مندیلیں اسکو مرحمت ہونگی وہ تمام دنیا سے افضل اور بہتر ہیں یہ سب محض اس سبب سے ہیں کہ یہ رسولخدا کے بھائی (علیؑ) کی توقیر کرتا تھا۔

قولہ عزوجل مِمَّن تَرضَونَ مِنَ الشُّھَدَاءِ ان لوگوں میں سے جنکو تم گواہ بنانا پسند کرو (دو مردوں کو گواہ بناؤ) جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مِمَّن تَرضَونَ مِنَ الشُّھَدَاءِ کے معنی یہ ہیں کہ جسکی دینداری۔ امانت گزاری۔ نیکی۔ پارسائی اور اسکے بیان شہادت میں اسکے تیقن اور اسکی تحصیل اور تمیز کو تم پسند کرو (اس کو اپنا گواہ بناؤ) کیونکہ ہر ایک نیکوکار صاحب تمیز و دانش اور واقف کار نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک صاحب علم و تمیز نیکوکار اور صالح ہوتا ہے اور بعض بندگان خدا تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نیکی اور پارسائی کے سبب اہل جنت سے ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گواہی دیں تو قلت تمیز کے باعث انکی گواہی قبول نہیں کیجاتی مگر جبکہ وہ نیک۔ پارسا اور صاحب تمیز اور دانشمند ہوں۔ اور گناہ اور ہوا و ہوس اور خواہش نفسانی اور ظلم سے پرہیز کرتے ہوں باب شہادت میں وہی شخص افضل ہیں پس تم ایسے ہی شخص کا دامن مضبوط کر کے پکڑو اور اسکی ہدایت کی پیروی کرو اگر بارش نہ برسے تو اسکے واسطے سے بارش کو طلب کرو اور اگر تمہارے لئے نباتات کا اگنا بند ہو جائے تو اسکے ذریعے سے اسکے اُگنے کی درخواست کرو اور اگر تم پر رزق متعذر اور تنگ ہو جائے تو اسکے واسطے سے اسکی فراخی اور وسعت کو طلب کرو کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنی مراد میں کبھی ناکامیاب اور محروم نہیں ہوتے اور جنکا سوال کبھی رد نہیں ہوتا۔

نیز جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا لوگوں کے دعوؤں کا فیصلہ گواہیوں اور قسموں پر

(معنی گواہان عادل)

فرمایا کرتے تھے اس طرح کرنے سے دعوؤں اور دعویداروں کی کثرت ہوگئی تب حضرت نے فرمایا کہ اے لوگو
میں صرف ایک بشر ہی ہوں اور تم آپسمیں جھگڑتے ہو اور شاید تم میں سے ایک شخص دوسرے شخص کی
نسبت اپنی دلیل و حجت کے بیان کرنے میں غلطی کرے اور میں اسکے بیان کے موافق جو کہ اس سے سنتا ہوں
فیصلہ کردوں بس جس کسی کے لئے میں اسکے بھائی کے حق میں سے کسی شے کا حکم دیدوں وہ اسکو نہ لے۔
کیونکہ میں اسکے لئے آگ کا ایک ٹکڑا قطع کرتا ہوں +

اور جب دو شخص کسی معاملہ میں جھگڑتے ہوئے حضرت کے پاس آتے تھے تو حضرت مدعی سے فرماتے تھے کہ اپنے
وجوہات اور دلائل بیان کر اگر وہ ایسی دلیل قائم کرتا تھا جسکو آنحضرت پسند کرتے تھے اور[1] اس کو
پہچانتے تھے تو مدعیٰ علیہ پر حکم جاری فرماتے تھے اور اگر مدعی کوئی دلیل پیش نہ کرتا تھا تو مدعیٰ علیہ سے فرماتے
تھے کہ خدا کی قسم کھا کر کہدے کہ مدعی نے جو دعوے مجھ پر کیا ہے وہ میرے ذمے نہیں ہے اور نہ اس کا کچھ حصہ میری طرف ہے
اور جب مدعی ایسے گواہ پیش کرتا تھا جنکے نیک بد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا تو گواہوں سے فرماتے تھے کہ تم
کس قبیلے کے ہو اور کس بازار میں رہتے ہو اور تمہارا گھر کہاں ہے جب وہ بیان کر چکتے تھے تو مدعی اور مدعا علیہ
اور گواہوں کو اپنے سامنے سے رخصت فرماتے تھے پھر دوسرے وقت بلواتے تھے بعد ازاں اس معاملہ
کو اپنے نیک اصحاب میں سے جدا جدا دو شخصوں کے سپرد کرتے تھے اور ہر ایک سے فرماتے تھے کہ تم اس طرح
سے انکے قبیلوں بازاروں محلوں اور بستیوں میں جہاں یہ رہتے ہیں جاؤ کہ ایک کو دوسرے کی خبر
نہو اور وہاں جا کر ان دونوں کی بابت دریافت کرو آخر کار وہ دونوں اصحاب حسب ارشاد جناب رسالتمآب
علیحدہ علیحدہ جا کر ان کا حال دریافت کرتے تھے اگر انکو ان لوگوں کی نیکی اور فضیلت کا حال معلوم ہوتا
تھا تو حاضر خدمت ہو کر حضرت سے ان کا حال بیان کرتے تھے اور جن لوگوں سے انکی بابت دریافت کیا جاتا تھا
انکو حضرت کے سامنے حاضر کرتے تھے اور گواہوں کو بھی بلایا جاتا تھا اور جن لوگوں سے ان کا حال تحقیق کیا
جاتا تھا ان سے کہا جاتا تھا کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اور یہ فلاں ابن فلاں تم ان کو پہچانتے ہو؟ وہ
جواب دیتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ فلاں اور فلاں شخصوں نے تمہاری طرف سے ان دونوں شخصوں کی

[1] یعنی اس دلیل اور ان گواہوں وغیرہ سے حضرت واقف ہوتے تھے +

بابت نیک خبر اور پسندیدہ ذکر بیان کیا ہے کیا یہ بات جو انھوں نے بیان کی ہے درست ہے؟ جب وہ ہاں کہدیتے
تھے تو اس وقت ان دونو کی شہادت کے موافق مدعیٰ علیہ کے اوپر حکم جاری کیا جاتا تھا اور اگر وہ دونو اصحاب
انکی بابت بُری خبر لاتے تھے اور انکو عیب دار بیان کرتے تھے تو ان لوگوں کو بلا کر ان سے دریافت کرتے تھے کہ
تم فلاں فلاں شخصوں کو پہچانتے ہو وہ کہتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ بیٹھ جاؤ یہانتک کہ دونو آجائیں
تب وہ بیٹھ جاتے تھے پھر انکو وہاں حاضر کیا جاتا تھا پھر ان لوگوں سے فرماتے تھے کہ یہ دونو وہی ہیں تب وہ
کہتے تھے کہ ہاں جب حضرت کے نزدیک ان دونو کی بُرائی ثابت ہو جاتی تھی تو سب کے سامنے انکی پردہ دری
نہ فرماتے تھے اور نہ ان پر ناراض ہوتے تھے اور نہ کچھ زجر و توبیخ کرتے تھے بلکہ مدعی اور مدعیٰ علیہ کو باہم صلح
کر لینے کے لئے فرماتے تھے اور برابر انکو فہمایش کرتے تھے یہانتک کہ وہ باہم صلح کر لیتے تھے اور اس سے حضرت
کی یہ غرض ہوتی تھی کہ وہ گواہ رسوا نہوں اور انکی پردہ پوشی فرماتے تھے اور آنحضرت اپنی امت
پر نہایت بخشش کرنیوالے اور مہربان اور پردہ پوش تھے اور اگر وہ گواہ عام لوگوں میں سے اور غریب الوطن
ہوتے تھے کہ انکو کوئی نہ پہچانتا تھا اور انکا کوئی قبیلہ اور بازار اور گھر وہاں نہ ہوتا تھا تو مدعیٰ علیہ
کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ تو ان دونو کی بابت کیا کہتا ہے اگر وہ کہتا تھا کہ میں یوں تو انکو
نیک ہی جانتا ہوں مگر یہ ضرور ہے کہ انھوں نے جو میرے مخالف گواہی دی ہے اس میں غلطی پر ہیں اس وقت
انکی گواہی کے موافق فیصلہ کیا جاتا تھا اور اگر مدعیٰ علیہ ان گواہوں پر جرح کرتا اور انکو مطعون ٹھیراتا
تو مدعی مدعیٰ علیہ کے درمیان یا تو صلح کرا دیتے تھے یا مدعیٰ علیہ کو حلف دیتے تھے اور باہمی جھگڑے کو قطع فرماتے تھے ◆

قولہ عز و جل اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى (اور دو عورتیں اسلئے
مقرر کی گئی ہیں) کہ اگر ایک عورت اس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلادے ◆

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اگر ایک عورت شہادت میں گمراہ ہو جائے اور اسکو بھول جائے تو دوسری عورت
اسکو یاد دلادے اور وہ دونو عورتیں شہادت کے ادا کرنے میں درست اور مستقیم ہو جائیں اور اللہ تعالے نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد
کی گواہی کے برابر اسلئے رکھا ہے کہ عورتوں کی عقلیں اور انکا دین ناقص ہوتا ہے بعد ازاں جناب امیر نے فرمایا ہے
اے عورتو تم ناقص العقول پیدا کی گئی ہو اسلئے تم کو چاہیے کہ شہادتوں میں

غلطی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ شہادت کے یاد رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے۔ اور میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو دو عورتیں شہادت میں احتیاط کریں اور ایک عورت دوسری
عورت کو یاد دلادے یہانتک کہ وہ دونو حق کو قائم کریں اور باطل کو رفع کردیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
جب ان دونو کو محشور کریگا تو انکے ثواب کو عظیم کریگا اور انپر اللہ کی نعمتیں برابر پہنچتی رہیں گی اور فرشتے انکی
عبادتوں کو جو دنیا میں انہوں نے کی ہونگی اور طرح طرح کے دنیاوی غموم وہموم کو جو طاعت خدا کے منافی
ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر غموں اور رنجوں کو ان سے زائل کیا ہوگا ذکر کرینگے یہانتک کہ ان دونو عورتوں
کو جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل فرمائیگا اور قیامت کے دن بعض عورتیں ایسی محشور ہونگی کہ ان میں سے بعض
کو کتاب اعمال کے دینے سے پہلے منہ پھیر کر دیکھنے کا حکم ہوگا پس دیکھیگی کہ بدیاں اسکے گھیرے ہوئے ہیں اور
نیکیاں بہت کم ہیں اسوقت خطاب ہوگا اے کنیز خدا یہ تو بدیاں ہیں تیری نیکیاں کہاں ہیں وہ
کہیگی کہ مجھ کو اپنی نیکیاں تو یاد نہیں ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ اس عورت کے حافظان اعمال فرشتوں سے
فرمائیگا اے میرے فرشتو اسکی نیکیاں اور اعمال ایک دوسرے کو یاد دلاؤ تب وہ فرشتے اس عورت کی نیکیاں
ایک دوسرے کو یاد دلائیں گے اور داہنی طرف والا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہیگا کہ تجھ کو اسکی فلاں
فلاں نیکیاں یاد نہیں ہیں؟ وہ جواب دیگا کہ ہاں یاد ہیں مگر مجھکو اسکی فلاں بدیاں یاد ہیں۔
اور سب بدیوں کو بیان کریگا اسوقت داہنی طرف والا فرشتہ اس سے کہیگا کہ کیا تجھ کو یاد نہیں ہے
کہ اسنے ان بدیوں سے توبہ کرلی تھی وہ جواب دیگا کہ مجھ کو یاد نہیں تب داہنی طرف والا فرشتہ اس سے کہیگا کہ کیا
تجھ کو یاد نہیں ہے کہ اسنے اور اسکے ساتھ والی عورت نے اس شہادت کو جو انکے ذمے تھی ایک دوسری کو
یاد دلایا تھا یہانتک کہ دونو کو اس کا یقین ہوگیا تھا اور دونو نے گواہی دی تھی اور راہ خدا میں ملامت
کرنے والوں کی ملامت کی کچھ پروا نہ کی تھی تب وہ فرشتہ کہیگا کہ ہاں مجھ کو یاد ہے پھر داہنی طرف کا
فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہیگا کہ اس عورت کی یہ گواہی دینا ایسی توبہ ہے جو ان دونو کے گزشتہ
گناہوں کو محو کرتی ہے پھر ان دونو عورتوں کو انکے نامہائے اعمال داہنی ہاتھوں میں دئے جائیں گے
تب وہ دیکھیں گی کہ انکی تمام نیکیاں ان میں درج ہیں اور انکی بدیاں سب محو ہوگئی ہیں اور

ہر ایک اپنی کتاب اعمال کے اخیر میں لکھا پائیگی اے میری کنیز تونے اہل باطل کے برخلاف ضعیفوں کے حق میں گواہی دی اور راہ حق میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پروانہ کی اس لئے میں نے تیرے اس عمل کو تیرے گزشتہ اعمال کا کفارہ کیا اور تیرے پہلے گناہوں کے محو کرنے کا ذریعہ بنایا +

قولہ عزوجل وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَادُعُوْا اور جب گواہوں کو گواہ ہونے کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں + جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص کسی معاملہ میں گواہ ہو جب اسکو گواہی ادا کرنیکے لئے طلب کیا جائے تو وہ انکار نہ کرے اور اسکو چاہیے کہ گواہی کو کامل طور پر ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کرے اور ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پروانہ کرے اور لازم ہے کہ نیکی کرنے کا حکم دے اور امر بد سے منع کرے +

اور دوسری حدیث میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ آیہ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَادُعُوْا اس شخص کے لئے نازل ہوئی ہے کہ جب اسکو شہادت کے سننے (یعنی گواہ بننے) کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار کردے اور جو کوئی کہ شہادت کے ادا کرنے سے باز رہے جبکہ شہادت اسکے پاس موجود ہو اسکے باب میں آیہ ذیل نازل ہوئی ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی گواہی کو پوشیدہ کرتا ہے البتہ اس کا دل آثم یعنی کافر ہے +

تمت بالخیر

التماس مترجم

اس ذات واحد و معبود حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب آثار حیدری یعنی اردو ترجمہ تفسیر عربی منسوب امام حسن عسکری علیہ و علیٰ آبائہ السلام اختتام کو پہنچی اصل کتاب مطبوعہ ایران و لکھنؤ ہے اور قلمی نسخہ نایاب ہے نو نسخوں میں بہت سے مقام ایسے مشکوک ہیں کہ جن کا ترجمہ اسی حالت میں نہایت مشکل ہے اور کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا چنانچہ ناظرین تفسیر ہذا پر بخوبی روشن ہے اور صاحبان مطبع نے تبرکاً و تیمناً جوں کا توں نقل کرا دیا ہے تحقیق و تصحیح سے ذرا بھر کام نہیں لیا اگرچہ یہ کام مجھ بے بضاعت کی لیاقت سے باہر تھا مگر اس معطی مطلق کے فضل و کرم اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی تائید سے تمام شبہات رفع ہو گئے اکثر مقامات کو کتاب احتجاج طبرسیؒ و تفسیر صافی سے مقابلہ کیا اور جو جو مقام فخر المتقدمین والمتاخرین ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب حیات القلوب میں ترجمہ فرمائے ہیں ان کا بھی ادھر ادھر ترجمہ کیا ہے حتی الامکان اصل کتاب کے الفاظ اور محاورۂ اردو کا بہت لحاظ رکھا بعد ازاں اصل مسودہ کو بنظر اصلاح بخدمت اقدس عالی جناب فضیلت مآب سیادت انتساب نخبۃ العلماء زبدۃ الفقہاء عالم کامل فخر الاماثل ممتاز الافاضل مولانا و مقتدانا مولوی سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مد ظلہ العالی پیش کیا آنجناب نے اول سے آخر تک اس مسودہ کو اصل کتاب سے مقابلہ کر کے دیکھا اور جا بجا مناسب اصلاح و حواشی سے مزین فرمایا حقیر جناب قبلہ و کعبہ کا تہ دل سے شکر گزار ہے اور صدق نیت سے دعا کرتا ہے کہ پروردگار عالمین بحق محمد و آلہ الطاہرین علیہم السلام اپنی رحمت بیکراں و فضل بے پایاں سے اس جناب کو دین و دنیا میں شاد کام اور بہرہ ور فرما کر آپ کے سایہ ہما پایہ کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین ٭

اب حضرات ناظرین کتاب ہذا کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی پائیں قلم عفو سے اس کی تصحیح فرمائیں اور اس حقیر سراپا تقصیر کو دعائے خیر سے یاد کریں + وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَخِيَارِ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

العبد الحقیر سید شریف حسین بہرلودی عفی عنہ

صورۃ ماکتبہ افضل العلماء اکمل الفضلاء افقہ الفقہاء اسوہ المتکلمین المتالہین زبدۃ المتورعین العارفین مولانا و مقتدانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدرس اعلےٰ مدرسہ مشارع الشرائع لکھنؤ مدظلہ العالی مقرظاً علے ھذا الکتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل القران نوراً یھتدی بہ المھتدون والصلوٰۃ علی محمد والہ الذین ھو وشیعتھو ھو الفائزون اما بعد پس یہ امر خوب واضح ہے کہ قرآن مجید اگرچہ زبان عربی میں ہے اور جو مطالب اُس میں مندرج ہیں وہ عرب کے محاورات میں بیان ہوئے ہیں لیکن چونکہ فصاحت و بلاغت کا اعلےٰ درجہ جس تک کلام بشر کسی طرح نہیں پہنچ سکتا اُس کے لئے حاصل ہے اور بالیقین ثابت ہو چکا کہ بعض آیات کا ظاہری مطلب ہرگز مراد نہیں ہے پس لازم ہوا کہ فہم مطالب میں اُن حضرات کی طرف رجوع کیجائے جو مہبط قرآن اور واقف اسرار خدا ہیں جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا فان اہل البیت ادری بما فی البیت اور تفسیر جلیل الشان جو کہ منسوب ہے حضرت امام ہادی عشر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف مشتمل ہے اُن رموز خفیہ اور اسرار الٰہیہ پر جس کے ملاحظہ سے چشم دل روشن و منور ہو جاتی ہے بہت ضرورت تھی کہ تفسیر مذکور بزبان اردو ترجمہ ہو کر فیض رسان عامہ مومنین ہو الحمد للہ کہ سید جلیل و فاضل نبیل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب نے کتاب مذکور کا سلیس و بامحاورہ ترجمہ اردو میں کرکے اجر و ثواب حاصل کیا۔ اس ترجمہ کو نحیف نے بھی دیکھا اور مطابق بھی پایا لیکن اتنی مہلت نہ ملی کہ تمام پر نظر کر سکتا۔ خداوند عالم مومنین کو اس سے انتفاع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط

نقل مہر

لا الٰہ الا اللہ ولی المنن
عبدہ السید نجم الحسین ۱۳

نقل تقریظ عالی جناب معلی القاب فضیلت مآب ممتاز الافاضل زبدۃ الاماثل مولانا و مقتدانا سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی

باسمہ سبحانہ

واقعی امر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس باب میں خود اس کا کلام محکم شاہد صادق ہے کبھی کسی سے ایک نیک کام انجام پاتا ہے اور جو اس سے اہم ہو دوسرے کا حصہ ہوتا ہے دیکھئے یہی تفسیر امام جو باوجود اپنے بہت سے اجزا کے تلف ہو جانے کے جنہیں معلوم نہیں کیسے کیسے جواہر معانی رہے ہونگے جن سے آج ہم محروم ہیں اب بھی جتنے مطالب نفیسہ پر مشتمل ہے انکا احصا ایک یتیم آل طٰہ کی دستگیری کیلئے اس سے زیادہ کافی ہے جو گنج شایگاں سے ہو سکتا تھا جاہل کو عالم غیر متدین کو متدین ضعیف الاعتقاد کو قوی الاعتقاد بنا دینا اس کا ذمہ ہے مگر چونکہ مقتضیات زمانہ ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہیں اس سبب سے عقلا کا دستور بھی اسکے بموجب بدلتا رہا ہے ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ عربی کتابیں عام طور سے ہر شخص سمجھ سکتا اور اُن سے بحسب استعداد کام لے سکتا تھا پھر فارسی کا دور ہوا اور عربی فہم یا کم ہو گئے یا دوسرے شہروں کی ضرورتوں نے اس بات پر مجبور کیا کہ عربی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں کیا جائے چنانچہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایسا ہی فرمایا یہانتک کہ قرآن مجید کا ترجمہ مستقل علیحدہ فارسی میں کر کے قوم کے سامنے پیش کیا اب ہمارے بلاد ہندوستان کی ضرورت اس بات پر اعلام علما کو مجبور کر رہی ہے کہ فارسی سے بھی ترجمہ کر کے اردو عام فہم میں پبلک پسند کتابیں شایع کریں چنانچہ اب ایسا ہی ہوتا جاتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے اسی لحاظ سے ہمارے مخلص کرم فرما جید فاضل کامل جناب مولوی شریف حسین صاحب جنتی الحقیقت اپنے ثقہ اور متدین اور خیرخواہ ایمان و اسلام ہونے کے علاوہ اپنی روشن خیالی اور ذکاوت نظر کیلئے اپنی آپ ہی نظیر کہے جا سکتے ہیں اسطرف متوجہ ہوئے ہیں پروردگار عالم انکی توفیقات کو زیادہ کرے اور دین کی حمایت پر انکو پوری مدد دیتا رہے اس تفسیر کا ترجمہ جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں انہیں جناب ممدوح کی حمایت ایمانی کا ایک نمونہ ہے اگرچہ اس تفسیر عظیم القدر کا پورا ترجمہ سلیس اردو عام فہم میں کر دینا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور یہ بات وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جو اصل تفسیر کو من اولہ الی آخرہ دیکھ چکا ہو صحیح نسخوں کی نایابی ایکطرف کاتبوں کے تصرفات بیجا ایکطرف محاورات عرب عربا ایک طرف اسکے کافی ترجمہ کرنیکے لئے بہت بڑے مانع تھے اور جو شخص اس کا قصد کرتا اسکے لئے ان تمام مرحلوں کا طے کرنا بھی ضروری تھا مگر سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کس خوبی سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ شاید و باید جزاء اللہ المترجم خیر الجزاء

اس بے بضاعت کم علم کم فہم سید محمد ہارون غازیپوری نے تمام ترجمہ لفظ بلفظ غائر نظر سے دیکھا ہے الا ما زاغ البصر اپنی
کوتاہ نظر میں تو ضرور کل عیوب سے پاک پایا ہے خدا بھی ایسا ہی کرے * تمام مومنین کو جناب مولوی صاحب قبلہ کا ممنون ہونا
چاہیے کہ ایسا عظیم الشان ہدیہ ان حضرات کی خدمت میں جناب ممدوح کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے جسکی مثل کا میابی
دشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اور اس بات کی دعا کرنی چاہیے کہ مولوی صاحب قبلہ کی عمر میں پروردگار ازدیاد عطا
فرمائے اور دینی حمایت پر ہمیشہ اسی طور سے اعانت کرتا رہے میں بھی اپنے اس کلام کو اسی دعا پر ختم کرتا ہوں اور
تمام مومنین کی خدمت میں اس کتاب کی قدر دانی کی درخواست دیتا ہوں * والسلام

کتبہ اقل الناس عملاً و اکثرہم زللاً محمد ہارون عفی اللہ عنہ و غفر لہ

نقل تقریظ جناب فضیلت مآب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا و مقتدانا مولوی سید احمد کبیر صاحب مدظلہ العالی مدرس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور

یہ امر مسلم ہے کہ دنیا میں ایک تو وہ محسن ہیں جو ہماری جسمانی تربیت کے متکفل ہیں دوسرے وہ جن کے ہمارے اخلاقی اور روحانی تعلیم
متعلق ہے جسمانی تربیت کے فائدے محدود اور فانی ہیں مگر اخلاقی اور روحانی تعلیم کے فوائد ابدی و غیر فانی ہیں اور دفعتاً جسمانی تربیت
منجر بہلاکت و خرابی ہو جاتی ہے مگر روحانی تعلیم ہمیشہ مہالک و مخاطر سے بچاتی ہے اس روحانی تعلیم کے سرچشمے تو انبیا و اوصیا
اور ائمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ منعم حقیقی نے ہمکو ان کے ذریعہ سے ہدایت کی اور ان پر اتمام نعمت فرمایا اور دین کا تکمیل کی
فللہ الشکر والحمد اتمام نعمت و اکمال دین فرمایا ان روحانی علموں کی ... کے مستحق ہیں جو اپنی عمریں ترویج دین
و حمایت ملت میں صرف کرتے ہیں علوم معارف و حقائق مدون فرماتے ہیں تحقیق و تدقیق کے آسمان پر نجوم ہدایت بنکر چمکتے ہیں
غوایت و ضلالت کی تاریکیوں کو ایمان و یقین کے نور سے زائل کرتے ہیں زمانہ کا رنگ دیکھکر مختلف زبانوں میں تالیف و تصنیف کا بار گراں اپنے
سر پر اٹھاتے ہیں تاکہ ہدایت کا فائدہ عام و تام ہو اور زبانوں کی گرانقیمت جنس کی خریداری مایہ دار و کم مایہ سب پر آسان ہو جائے چنانچہ یہ زمانہ
کی ضرورت محسوس کرکے عالم محقق و فاضل مدقق مخدومنا و مخدوم الکونین جناب مولوی سید شریف حسین صاحب دام فیوضہم نے تفسیر عربی منسوب بامام
حسن عسکری علیہ السلام کو با محاورہ اردو زبان میں محض برادران ایمانی کے فائدے کے لئے ترجمہ فرمایا تاکہ اس تفسیر کثیر المنفعت کے
فوائد سے اردو دان بھائی بھی مستفیض ہوں مولوی صاحب کا ہم سب پر یہ بار احسان ہے اور اسپر کل مومنین شکریہ کے مستحق ہیں میں نے اس مقدس
ترجمہ کو اول سے آخر تک بنظر غور دیکھا حق یہ ہے کہ صحت اور حسن و خوبی سے ترجمہ مولوی صاحب نے کیا وہ ہمیشہ کیلئے قابل فخر ... خدا
مولوی صاحب کی عمر و توفیق میں برکت عطا کرے اور آپ ہی اور بہت سے کام دینی بخوبی ... انجام کو پہنچائے *

یہ رسالہ جس میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ عقلی ونقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ تطہیر کے مصداق سوائے خمسہ نجبا آل عبا اعنی محمد مصطفی و علی مرتضی و فاطمۃ الزہرا و حسن مجتبیٰ و حسین شہید کربلا علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیام کے اور کوئی نہیں ہیں۔ جس کو مجتہدین عصر وعلمائے مذہب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ عنقریب بعد طبع وہ بھی ملاحظہ ناظرین سے گذریگا۔

یہ رسالہ نہایت تحقیق اور تفصیل سے لکھا گیا ہے جس میں قریباً تمام وہ اعتراضات جو حضرات اہل سنت کی طرف سے ہوتے ہیں عقلی اور نقلی دلائل سے محققانہ طور پر رد کئے گئے ہیں مناظر کے لئے اس رسالے کی موجودگی میں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہوگی عموماً تمام مضامین رسالہ اور خصوصاً آیہ "انا لہ لحافظون" کی بحث قابل ملاحظہ ہے انشاء اللہ تعالےٰ جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر ناظرین کے ملاحظہ سے گذریگا۔ یہ رسالہ بھی علما کی نظر سے گذر چکا ہے۔

الملتمس

سید مہدی حسین ترمذی

امامیہ صاحبان کی خدمت میں

امامیہ - تازہ اور ضروری تصانیف اور تالیفات میں تفسیر ہذا کے علاوہ ذیل کے رسائل بھی امامیہ کتب خانہ امامیہ احباب کی خدمت میں پیش کرتا ہے - اور کارخانہ آئندہ کے لئے اپنے پاکیزہ اور مقدس مذہب کے بزرگ مصنفوں اور مؤلفوں کی تازہ تالیفات کی اشاعت کا ویسا ہی ذمہ دار ہے جیسا کہ ایک مستعد کارخانہ کو ہونا چاہیئے - چنانچہ سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ جو محقق ترین علمائے متبحر اہل سنت ہونیکے علاوہ صوفیائے کرام میں قطب الاقطاب کا درجہ رکھنے والے بزرگ ہیں اور جنکی بے بہا تصانیف اور تالیف میں سب سے زیادہ مشہور کتاب مودت القربیٰ آسمان شہرت کی آفتاب مانی جاچکی ہے - چونکہ یہ کتاب مستطاب عربی ہونے کی وجہ سے اردو دنیا کے شائقین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی تھی - اسلئے زاد العقبیٰ اس کا اردو ترجمہ مع اصل عبارت مودت القربیٰ کے ہمارے اہتمام سے اشاعت پاکر اہل مودت آل رسالت کے دلوں کا سرور اور آنکھوں کا نور ہو رہا ہے * قیمت صرف ۸ر

ریویو - جو بجائے خود دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے علیگڈھ کالج کے مشہور پروفیسر مولوی شبلی نعمانی کی کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارکس * قیمت ۱۰ر

خلفائے ثلثہ کا ایمان - ایک محقق فاضل سابق سنی المذہب کے تحقیق کا نتیجہ قیمت صرف ۱ر

تمام درخواستیں بنام

سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتمم امامیہ کتبخانہ لاہور آنی چاہئیں